

# نفس المہمو

مولف

رئیس المدین آقائی شیخ عباس قمی اعلیٰ الشہرتہ

مترجم

حمزہ الاسلامیہ و المسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب  
اعلیٰ الشہرتہ

پیش کش: سید محمد شیر عباسی

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ — رتہ متہ، ضلع جھنگ

جلد حقوق دائمی بحق السید محمد شبر عباس محفوظ ہے

نام کتاب \_\_\_\_\_ نفس المہموم  
 مؤلف \_\_\_\_\_ آقان شیخ عباس قحی اعلی اللہ مقامہ  
 مترجم \_\_\_\_\_ علامہ سید صفدر حسین نعمانی صاحب اعلی اللہ مقامہ  
 نظر ثانی \_\_\_\_\_ مولانا بختیار الحسن سنواری  
 پیش کش \_\_\_\_\_ سید محمد شبر عباس  
 سال طباعت \_\_\_\_\_ بار اول ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۱ھ ہجری  
 تعداد \_\_\_\_\_ ۵۰۰  
 مطبع \_\_\_\_\_  
 ہدیہ \_\_\_\_\_  
 ناشر \_\_\_\_\_ ولی العصر ٹرسٹ رتہ مٹہ صنایع جھنگ

سٹاکٹ \_\_\_\_\_

انتخاب مکاتیب ڈیو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور



## عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مقتل کی مشہور و معروف کتاب نقض المسموم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب حاج شیخ عباس قمی اعلیٰ الشہ مقامہ کی تصنیف شدہ ہے جو مفاتیح الجنان، سفینۃ البحار، فرائد رضویہ وغیرہ کئی مشہور و معروف کتب کے مصنف ہیں۔ ان کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے۔ علم حدیث میں ان کی بے شمار تصانیف موجود ہیں۔ جو عالم تشیع کے لئے مایہ افتخار ہیں۔ دوسرا ہمیں اس بات کا فخر بھی حاصل ہے کہ حجۃ الاسلام والسین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب اعلیٰ الشہ مقامہ سابق پرنسپل جامع المنتظر نے اپنی بہت سی مصروفیات کے بعد اس کتاب کا ترجمہ بکمال مہربانی فرمایا تھا اور اندازہ ہے کہ ولی العصر ٹرسٹ کا کام دیکھتے ہوئے حدیث ترجمہ کر کے عنایت فرمایا تھا۔ یہ آجکل کے مادی دور میں ایک انہونی سی بات ہے۔ ادارہ علامہ صاحب معرفت کا تہ ول سے شکر گزار اور ممنون ہے۔ ہماری بد قسمتی کہ اتوار تین دسمبر ۱۹۸۹ء محسن ملت قبلہ سید صفدر حسین نجفی اعلیٰ الشہ مقامہ انتقال فرما گئے۔ کیونکہ کتب تکمل ہو چکی تھی اس لئے نظر ثانی پر کافی دیر لگی۔ آخر میں قبلہ صاحب

مرحوم کے عزیز علامہ سید مختیار الحق سبزواری نے زحمت فرمائی اور کتاب مذکورہ کو نہ صرف دوبارہ پڑھا بلکہ اس کی فہرست بھی تیار کی۔ ادارہ قبلہ سبزواری کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم بوسیۃ چہارہ معصومین محسن ملت قبلہ سید صفدر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور مومنین سے دعا ہے کہ قبلہ مرحوم کے لئے ایک بار سورۃ الحمد شریف اور تین بار قل شریف تلاوت کریں۔

# انتساب

میں یہ کتاب شریعتہ الحسینؑ حضرت زینب کبریٰ سلام  
اللہ علیہا کی بارگاہ اقدس میں بطور عقیدت پیش کرتا ہوں  
مجھے اُمید ہے کہ میری یہ حقیر سی کوشش ثانی زہراء کے  
حضور میں شرف قبولیت حاصل کرے گی۔



# جزرہ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۸۴	پہلی فصل	۱۳	ماخذ کتاب
۸۴	مرگ معاویہ	۱۶	مقدمہ
۹۱	دوسری فصل	۱۶	(ولادتِ امام حسینؑ)
۹۱	حاکم مدینہ اور امام حسینؑ	۲۳	پہلا باب
۹۹	تیسری فصل	۲۳	(فضائل و مناقب)
۹۹	امام کا قبر رسول و مادر و برادر و لڑکے	۲۴	پہلی فصل
۱۰۹	چوتھی فصل	۲۴	مختصر مناقب آنحضرتؐ
۱۰۹	سفر مکہ از مدینہ	۴۱	دوسری فصل
۱۱۵	پانچویں فصل	۴۱	چالیس احادیث گزر کے بارے میں
۱۱۵	رواگی حضرت مسلم بن عقیل	۸۴	دوسرا باب
۱۲۲	چھٹی فصل	۸۴	واقعات بیعت یرید
۱۲۲	امام کا اشراف بصرہ کے نام خط		
۱۳۰	ساتویں فصل		

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۶۴	تیرھویں فصل	۱۳۰	ابن زیاد کا کوٹہ پہنچنا
۲۶۴	سید الشہداء سے ملاقات	۱۳۵	اٹھویں فصل
۲۶۸	امام حسین کا خطبہ برصنا	۱۳۵	شہادت حضرت مسلم و حضرت ہانی
۲۶۸	چودھویں فصل	۱۴۵	نویں فصل
۲۶۸	امام کی عبید اللہ بن جریج سے ملاقات	۱۴۵	شہادت حضرت میثم بن تمار
۲۸۹	پندرھویں فصل	۱۸۴	شہادت حضرت رشید بخاری
۲۸۹	امام حسین کی عمر بن قیس سے گفتگو	۱۹۰	شہادت حضرت بن حجر عدنی
	ادرامام کا کہ بلا پہنچنا	۲۰۶	شہادت عمرو بن مسمیٰ
۲۹۳	سولہویں فصل	۲۱۵	شہادت حضرت کمال بن زیاد نخعی
۲۹۳	زین کربلا پر نزول امام	۲۱۶	دسویں فصل
۳۰۱	عمر بن سعد کا کہ بلا پر حاکم بننا	۲۱۶	شہادت فرزندان حضرت مسلم
۳۰۸	حبیب بن مظاہر کی تجویز	۲۲۹	گیارہویں فصل
۳۱۰	یزید بن حصین ہمدانی کی پانی کیلئے	۲۲۹	امام حسین کا عزم عراق
	کوشش	۲۴۲	بارہویں فصل
۳۱۳	امام کی عمر بن سعد سے ملاقات	۲۴۳	عراق کی طرف روانگی
۳۱۴	سترھویں فصل	۲۴۴	عمرو بن سعید کا خط
۳۱۴	شمر کا کہ بلا پہنچنا اور اس کی کاروائی	۲۵۰	امام حسین کا اہل کوٹہ کی طرف خط
۳۲۳	اٹھارویں فصل	۲۵۴	امام کی زحیر بن قیس سے ملاقات
۳۲۳	شب عاشورہ	۲۵۸	امام کو شہادت مسلم کی خبر پہنچنا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۹۱	شہادت حضرت حنین یزیدؓ	۳۲۹	غلام کے عتبہ میں خندق کھودنا
۳۹۲	شہادت حضرت زبیر بن عقیلؓ		اور اس میں آگ جلاتا۔
۳۹۳	شہادت حضرت نافع بن ہلالؓ	۳۳۱	امام کا بی بی کو ملاسمہ دینا
۳۹۴	شہادت عبداللہ اور عبدالرحمنؓ	۳۳۲	خطبہ عاشورہ
	غفار بن یمن۔	۳۳۳	بیسویں فصل
۴۰۱	شہادت حضرت غنظلہ بن سعدؓ	۳۳۴	روز عاشورہ
۴۰۲	شہادت شوزب اور عباسؓ	۳۳۵	خطبہ ابن مسعود کا امام خطاب
۴۰۵	شہادت ابو شعثہ رکنیؓ	۳۵۱	امام حسین کا اصل کوہ سے خطاب
۴۰۶	ایک جماعت کی شہادت	۳۶۰	بیسویں فصل
۴۰۷	شہادت سوید بن عمروؓ	۳۶۱	جنگ کی کیفیت اور اس کا نتیجہ
۴۰۸	شہادت دحبہ کلبیؓ		حسین علیہ السلام کی شہادت
۴۱۱	شہادت چند اور اصحاب حسینؓ	۳۶۲	حنین یزید کا امام کی طرف رجوع کرنا
۴۱۵	شہادت حضرت جوںؓ	۳۶۸	عبداللہ بن عمر کلبی کی شہادت
۴۳۰	اکیسویں فصل	۳۶۹	امام کا ابی حوزہ کو نفرین کرنا
۴۳۱	خاندانہ رسول کا جہاد	۳۷۲	شہادت حضرت بدر بن معینؓ
۴۳۲	شہادت حضرت علی اکبرؓ	۳۷۳	شہادت عمرو بن قرط العناریؓ
۴۳۹	شہادت شہید خاندان رسولؓ	۳۸۰	شہادت حضرت نسیمؓ کی عیسیٰ علیہ السلام
۴۴۳	شہادت حضرت عون بن عبداللہؓ	۳۸۱	عمر سعد بن کعبؓ
	بن جعفرؓ	۳۸۸	شہادت حبیب ابن مخطارؓ

صفحه	عنوانات	صفحه	عنوانات
۵۱۶	دوسری فصل	۴۴۴	شهادت حضرت محمد بن عبد الله
۵۱۶	تاریخی خیام		بن جعفر
۵۲۱	تیسری فصل	۴۴۵	شهادت ارخانان عقل
۵۲۱	خیام پر لوث مار	۴۴۵	شهادت عبد الرحمن بن عقل
۵۲۶	چوتھی فصل	۴۴۶	شهادت جعفر بن عقل
۵۲۶	واقعات عصر عاشور	۴۴۶	شهادت عبد الله اکبر بن عقل
۵۳۱	پانچویں فصل	۴۴۶	شهادت محمد بن ابوسعید بن عقل
۵۳۱	روایتی اہل بیت مگر بلائے کوفہ	۴۴۹	شهادت حضرت قاسم بن الحسن
۵۳۵	چھی فصل	۴۵۴	شهادت اولاد امیر المومنین
۵۳۵	دفن امام حسین و شہداء کربلا	۴۶۰	شهادت حضرت عباس علمدار
۵۳۸	خاب ابن عباس و ام سلمہ	۴۶۴	تذیل
۵۴۲	ساتویں فصل	۴۶۹	بانیسویں فصل
۵۴۲	کوفہ میں درود اہل بیت	۴۶۹	شهادت امام حسین و طفل شیرخوار
۵۴۳	خطبہ بی بی زینبؑ در کوفہ	"	دوبارہ و داع امام حسین از اہل بیت
۵۴۶	خطبہ امام زین العابدین در کوفہ	۴۸۰	شهادت امام حسین علیہ السلام
۵۴۹	خطبہ فاطمہ صغریٰؑ	۵۱۳	تیسرا باب
۵۵۳	خطبہ بی بی آتم کلثومؑ		
۵۵۴	روایت مسلم جصاص	۵۱۳	پہلی فصل
۵۵۸	آٹھویں فصل	۵۱۳	واقعات بعد از شہادت امام حسینؑ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۴۱۶	دربار یزید میں خطبہ بی بی زینبؑ	۵۵۸	درد اہل بیت و دربار اہل زیاد
۴۱۲	ابن عباسؓ کا سرزنش نامہ بنام زینہؑ	۵۶۰	یزید بن ارقم
۴۲۸	خطبہ علی بن الحسین	۵۶۲	ابن زیاد کو فاسور
۴۳۹	دختر صغیرہ امام حسینؑ کا جواب	۵۶۶	گفتگو امام زین العابدینؑ
۴۵۰	چودھویں فصل	۵۷۰	نورِ فصل
۴۵۰	اہل حرم کی مدینہ واپسی	۵۷۰	شہادت عبداللہ بن عقیف
۴۶۸	باب چہارم	۵۷۵	خوانہ بن حکم
۴۶۸	(کائنات کا فوضہ و گریہ)	۵۷۷	دسویں فصل
۴۶۸	پہلی فصل	۵۸۱	خیر شہادت امام حسینؑ کا مدینہ پہنچنا
۴۶۸	آسمان و زمین کا گریہ کرنا	۵۸۱	خطبہ ابن زبیر در مکہ
۴۸۵	دوسری فصل	۵۸۴	گیارہویں فصل
۴۸۵	ملائکہ کا فوضہ و گریہ کرنا	۵۸۴	پاکیزہ سرور کا شام بیجا بانا
۴۹۰	تیسری فصل	۵۹۲	بارہویں فصل
۴۹۰	بنات کا فوضہ و زاری کرنا	۵۹۲	راہ شام کے واقعات
۴۹۹	باب پنجم	۵۹۷	تیرہویں فصل
۴۹۹	فضائل اولاد امام حسینؑ اور ان پر	۵۹۷	درد اہل بیت و در شام
۴۹۹	تخلیم و تسم	۵۹۹	بھل بن سعد کی خبر
		۶۰۱	باب السامات اور ترمین شہر
		۶۰۲	دربار یزید ملعون



۸۲۷	دوسری فصل	۴۹۹	پہلی فصل
۸۲۷	شجاعتِ امام حسینؑ	۴۹۹	اطلا و اور ازواجِ امام حسینؑ
۸۵۵	تیسری فصل	۷۰۹	دوسری فصل
۸۵۵	حالاتِ اصحابِ امام حسینؑ	۷۰۹	فضائلِ زیارتِ سید الشہداءؑ
۸۶۴	چوتھی فصل	۷۲۰	تیسری فصل
۸۶۴	بہترین عمل	۷۲۰	قبرِ امامِ یحکمہوں کے مظالم
۸۷۰	پانچویں فصل	۷۲۰	خاتمہ
۸۷۰	شعرا کی قصیدہ خوانی		
۸۷۲	بشارتِ محضرہ	۷۴۵	حالاتِ سلیمان بن صرد و توابعین اور
۸۸۱	چھی فصل	۷۵۰	مختار کا خروج کرنا اور انتقام لینا
۸۸۱	جوعِ فزع	۷۵۰	مختار کا کوہِ آنا
۸۸۷	ساتویں فصل	۷۵۸	سلیمان اور توابعین کا قیام کرنا
۸۸۷	نصرتِ ابوطالبؑ	۷۷۵	کوہ میں مختار کا قیام
۸۹۲	آٹھویں فصل	۷۸۱	مختار سے ابراہیم کا ملنا
۸۹۳	مصائبِ کریمہ کے اثرات	۸۰۲	قاتلانِ امام حسینؑ سے انتقام
۹۰۵	تقسیمِ فرائض بی بی فاطمہؑ	۸۲۵	ابراہیم بن اشتر کی ابن زیاد سے جنگ
۹۰۹	نویں فصل	۸۲۶	ابن زیاد ملعون کا قتل ہونا
۹۰۹	خانوادہ پیغمبرؐ	۸۳۷	پہلی فصل
		۸۳۷	مناقبِ امام حسینؑ

۹۱۷	ختمہ حالت	۹۱۳	دسویں فصل
۹۱۹	چند ایک فوائد	۹۱۳	بعد از کریلا
۹۳۶	مؤلف کا مختصر تعارف	۹۱۷	گیارہویں فصل

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي يعلم عييج الوحوش في الغلوت و معاصي  
العباد في المخلات و اختلاف التينان في البحار الغامرات و تلاطم الماء  
بالرياح العاصفات و الصلوة والسلام على سيد الكائنات و افضل  
اهل الارض و السموات محمد المبعوث بالمعجزات الباهرات و الايات  
البيّنات و على آل الطاهرين المظلومين مصايح الظلمات و عصم  
الامة من الهلكات سيما الامام المظلوم الشهيد قتيل  
العبيرات و اسير الكربات حسين مصباح الهدى  
و سفينة النجاة۔

مؤلف کتاب پروردگار کی حمد و تعریف اور پیغمبر بخاری اور آل الہدایہ پر درود و  
سلام اور اس کتاب کی تالیف کے سبب کو ذکر کرنے کے بعد اپنے مدارک  
و ماخذ کہ جس سے اس کتاب کے مطالب منقول ہیں ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے  
میں نے معتبر کتب سے فراہم کیا ہے کہ جن پر اتنا دکرنا چاہیے اور جن سے استناد کرنا  
چاہیے۔ ان کتب کی فہرست درج ذیل ہے۔

کتاب ارشاد تالیف شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان جو مفید کے لقب سے  
مشہور ہیں کہ جن کی وفات شہر بغداد میں ۳۸۷ھ میں ہوئی۔

کتاب مہوف علی قلی الطغوف تالیف سید رضی الدین ابو القاسم علی بن موسیٰ  
بن جعفر بن طاووس جن کی وفات بغداد ہی میں ۷۷۷ھ میں ہوئی۔

کتاب تاریخ طبری جو محمد بن جریر طبری کی ہے جس کی وفات بغداد میں ۳۲۰ھ میں ہوئی ہے۔

کتاب تاریخ کامل جو مؤرخ نسیہ حافظ عزیز الدین ابوالحسن علی بن محمد جو ابن اثیر جزیری کے لقب سے مشہور اور اس کی وفات موصل میں ۶۴۰ھ میں ہوئی ہے۔  
مقاتل الطالبین مؤرخ ادیب علی بن الحسین اموی کی کتاب جو ابوالفرج اصفہانی کے لقب سے مشہور اور بغداد میں ۵۶۲ھ میں فوت ہوا ہے۔

مروج الذهب و معادن الجواہر جو ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی کی تالیف پاس جو ابوالفرج کا معاصر ہے۔

تذکرہ خواص الامت فی معرفت الائمہ ابوالمنظر یوسف بن قزداغلی بغدادی کی جو سبط ابن جوزی کے لقب سے مشہور اور دمشق میں وفات پائی اور جبل تالیوں میں دق ہے۔

مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کی اور الفصل المہمد فی معرفۃ الائمۃ نور الدین علی بن محمد کی کی جو ابن صباغ مالکی کے لقب سے مشہور اور ۵۵۵ھ میں فوت ہوا ہے۔

کشف الغمۃ فی معرفت الائمہ بہاؤ الدین ابوالحسن علی بن عیسیٰ اربلی امامی جو ۵۷۵ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوا۔

العقد الفرید شہاب الدین ابو عمر واحد بن محمد قرطبی اندلسی مالکی کی جو ابن عبد ربہ کے لقب سے مشہور اور ۵۸۳ھ میں فوت ہوا ہے۔

کتاب الاستیجاب علی اہل اللہ الحاج احمد بن علی بن طالب طبری کی جو ابن شہر آشوب کے استلاء تھے۔

کتاب مناقب رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب سردی مازندران جہن کی وفات  
عقب میں مشہور میں ہوئی اور جبل جو شہنشاہ میں شہد السقط نامی مشہور مقام کے قریب  
دفن ہوئے۔

روضۃ الواعظین ابو علی محمد بن حسن بن علی فارسی جو قال نیشاپوری کے لقب سے  
مشہور اور ابن شہر آشوب کے اساتذہ میں سے ہے۔

مشیر الاخوان نجم الدین جعفر بن محمد علی جو ابن نما کے لقب سے مشہور اور علامہ  
علی کے اساتذہ تھے (رحمہما اللہ)۔

کامل بہائی فی السیفہ عماد الدین حسن بن علی محمد طبری کی جو محقق اور علامہ کے ہمسفر  
تھے اور یہ کتاب بہاؤ الدین محمد بن شمس الدین جوینی کے لیے کہ جو صاحب دیوان کے  
لقب سے مشہور تھا تالیف کی اور ۷۶۰ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔  
روضۃ الصفا فی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفاء جو محمد بن خاوند شاہ کی ہے  
جس کی وفات ۷۶۰ھ میں ہوئی۔

تسلیمۃ المجالس محمد بن ابوطالب حسینی حائری وغیرہ دوسری کتب مقاتل سے اور  
اس آخری کتاب سے میں دوسری سجا کے واسطے میں نقل کرتا ہوں اور مقتل ہشام  
بن سائب کیلی سے تذکرہ سہلا اور تاریخ طبری کے واسطے اور مقتل ابی مخنف  
سے طبری کے واسطے میں نقل کرتا ہوں۔

سید بن طاووس کو میں سید سے اور ابن اثیر کو جویری سے اور محمد بن جریر طبری کو  
طبری تعبیر کرتا ہوں۔

ابو مخنف کو آزاد بی سے تعبیر کرتا ہوں تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ میں نے اس کو  
اس مقتل سے کہ جو ابو مخنف کے نام سے مشہور اور دوسری سجا میں چھپا ہے نقل کیا ہے

کیونکہ میرے نزدیک ثابت اور محقق ہو چکا ہے کہ یہ مقل مشہور ابو مخنف یا کسی دوسرے معتبر مؤرخ کا نہیں ہے اور جو چیزیں مقل میں ملے کہ جسے کسی دوسرے نے نقل نہ کیا ہو وہ قابل اعتماد نہیں ہے۔

باقی رہا ابو مخنف لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف از دی غامدی وہ در بزرگان اصحاب خبر میں سے ہے اور اس سے بہت سی کتب سیرت و تاریخ تالیف کی ہیں کہ جن میں سے کتاب مقل الحین بھی ہے کہ جس سے علماء بہت کچھ نقل کرتے ہیں اور اکثر بلکہ زیادہ مقل کے بارے میں تاریخ طبری کے منقولات مقل ابی مخنف سے لیے گئے ہیں۔ اور جو شخص اس مشہور مقل کا اس سے مقابلہ کرے جسے طبری نے نقل کیا ہے اور اس میں تامل و غور کرے تو جان لینا چاہیے کہ یہ مقل اس کا نہیں ہے۔

میں نے اس کتاب کو چند ابواب اور فائزہ پر مرتب کیا ہے اور مقدمہ ابواب سے پہلے پیش کیا ہے اور اس کا نام میں نے نفس الہوم فی مصیبت سیدنا الحسین المظلوم صلوٰۃ اللہ الملک الحمی القیوم تجریز کیا ہے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کتاب کو مکمل کرنے کی توفیق دے اور اس کو آخر تک پہنچانے کی سعادت میں کامیاب کرے۔ میری توفیق تو صرف اللہ کی طرف سے ہے اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹتا ہوں۔

# مقدمہ

## ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام

علماء حدیث اور عام و خاصہ کے ارباب تاریخ کا حضرت ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی ولادت کے دن ہجریہ اور سال میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ تین شعبان بعض اس کی پانچ کہتے ہیں بعض جمادی الاول کی پانچ ہجرت کے چوتھے سال میں، اور بعض نے کہا کہ ربیع الاول کے آخر میں ہجرت کے تیسرے سال اور اس قول کو شیخ ابو جعفر طوسی رحمۃ اللہ نے تہذیب میں اور شیخ شبیر نے دروس میں اختیار کیا ہے اس روایت کے مطابق کہ جسے ثقۃ الاسلام کلینی عطر اللہ مرقدہ نے حضرت ابو عبد اللہ صادقؑ سے روایت کیا ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کے درمیان ایک لہر اور ان دو اماموں کی ولادت کے درمیان چھ ماہ اور دس دن کا فاصلہ تھا۔ مؤلف کتاب کہتا ہے کہ لہر سے مراد اقل لہر کی مدت ہے کہ جو دس دن ہوتا ہے اور امام حسنؑ کی ولادت پندرہ رمضان بدر کے سال یعنی ہجرت کے دوسرے سال میں ہوئی۔ اور یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ حسن و حسین علیہما السلام کی ولادت کے درمیان صرف ایک لہر تھا اور امام حسین علیہ السلام کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔

مناقب شہر آشوب میں کتاب انوار سے نقل کیا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے پیغمبر اکرم کو امام حسین علیہ السلام کی حل و ولادت کی تہنیت و مبارک باد دی اور ان کی شہادت و قتل ہونے کی تعزیت کہی جناب ناطقہ کو یہ معلوم ہوا اور ان پر گراں گزرا تو یہ آیت :

حملتہ امہ کرھا و عورتوں کا حمل (غمو) نو ماہ کا ہوتا  
وصفتہ کرھا و حملہ و ہے اور کوئی بچہ حضرت عیسیٰ  
فصالہ ثلاثون شهرا اور امام حسین کے علاوہ چھ ماہ  
میں پیدا نہیں ہوا۔

مؤلف کتاب کہتے ہیں کہ ہم قوی احتمال دیتے ہیں کہ اصل روایت حضرت یحییٰ اور امام حسین ہے کیونکہ حضرت یحییٰ اور امام حسین بہت سی چیزوں میں ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں منجملہ ان کے مدت حمل ہے روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ کی مدت حمل چھ ماہ تھی یا تری رہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدت حمل تو وہ بہت سی روایات کے مطابق نو گھنٹے تھی اور ہر ساعت و گھنٹہ ایک ہمینہ کے مقابلہ میں اور اعتبار بھی اس سے مناسبت رکھتا ہے حدیث اپنی سند کے ساتھ صفیہ بنت عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حسینؑ اپنی والدہ گرامی کے بطن سے پیدا ہوئے تو میں ان کی والدہ کی پرستار اور رکھ بھال کرتی تھی پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا اے بھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لے آئے میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے اسے ابھی تک پاک نہیں کیا فرمایا اے بھوپھی میرے بیٹے کو آپ اسے پاک کریں گی یہ تو وہ ہے جس کو خدا نے پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے سچے رسول اللہ کو دے دیا تو حضرت نے اپنی زبان



اس کے منہ میں دی اور امام حسینؑ رسول خدا کی زبان چوستے رہے۔ صفیہ کہتی ہیں کہ میں گمان نہیں کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دودھ و شہد کے علاوہ کوئی اور غذا انہیں دے رہے ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ بچہ نے پیشاب کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں میرے حوالہ کر دیا جب کہ آپ گویہ فرما رہے تھے اسے میرے بیٹے خدا لعنت کرے اسی تو م پر جو تجھے قتل کرے گی تو آپ نے فرمایا بنی امیہ لعنہم اللہ ایک ستم گار ظالم گروہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں قامت کہی اور حضرت علی بن الحسین (زین العابدین) سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے کان میں ان کی ولادت کے دن اذان کہی اور دوسری روایت میں ہے کہ ساتویں دن دودھ ابلج یعنی سفید سیاہی مائل گوسفندوں کا عقیقہ کیا اور دایہ کو ایک ران ایک دینار کے ساتھ دی اور اس وقت ان کے سر کے بال منڈوائے اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی اور ان کے سر پر خلوق سے جو کہ ایک قسم کا عطر ہے سے معطر کیا۔

اور ثقہ الاسلام کلینی نے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ اور کسی عورت کا دودھ نہیں پیا انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آتے آپ اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں رکھتے اور وہ اس قدر اس کو چوستے کہ دو یا تین دن کے لیے کافی ہوتا پس حسینؑ کا گوشت اور خون رسول خدا کے گوشت اور خون سے آگاہ ہے۔

صدق عطر اللہ مرقدہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ جب حسین بن علی علیہما السلام پیدا ہوئے تو خدا تعالیٰ نے جب جبرائیل کو حکم دیا کہ خدا کی جانب سے اور اپنی طرف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تہنیت اور مبارک باد دینے کے لیے ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہو پس جبرائیل نازل ہوئے تو ایک جزیرہ سے گزرے وہاں ایک فرشتہ تھا فطرس نامی جو حاملین (عرش یا احکام) میں سے تھا خدا نے اسے کسی امر کے انجام دینے کے لیے مقرر کیا اس کے انجام دینے میں اس سے سستی ہو گئی تو خدا نے اس کے پردہ بال توڑ دیئے اور اس جزیرہ میں پھینک دیا اس نے سات سو سال خدا کی عبادت کی یہاں تک کہ حسین بن علی علیہما السلام پیدا ہوئے اس فرشتے نے جبرائیل سے کہا کہاں کا ارادہ ہے۔ جبرائیل نے کہا خدا نے محمدؐ کو ایک فرزند عنایت کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے کہ انہیں خدا کی جانب سے اور اپنی طرف سے تہنیت اور مبارکباد تو اس نے کہا جبرائیل مجھے بھی اٹھا کر اپنے ساتھ لے چلو شاید حضرت محمدؐ میرے لیے دعا کریں تو جبرائیل نے اسے اٹھالیا جب نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خدا کی جانب سے اور اپنی طرف سے تہنیت کہی اُس کے بعد فطرس کی حالت بیان کی رسول خداؐ نے فرمایا اپنے بدن کو حسین بن علی علیہما السلام کے جسم سے ملا اور اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے رسول خدا آپ کی اُمت اس فرزند کو قتل کرے گی اور اس انعام و احسان کی حکایات و بدلہ مجھ پر واجب و لازم ہے لہذا کوئی شخص آنجناب کی زیارت نہیں کرے گا مگر یہ کہ میں اسے آگاہ کروں گا اور کوئی کرنے والا ان پر سلام نہیں کرے گا مگر یہ کہ میں اس کا سلام ان تک پہنچاؤں گا اور کوئی شخص ان پر صلوٰۃ و درود (یا نماز) نہیں پڑھے گا مگر یہ کہ میں اسے آپ تک پہنچاؤں اور

ابلاغ کروں گا یہ کہہ کر اوپر چلا گیا اور دوسری روایت میں ہے اپنی جگہ اور ڈیوٹی پر  
عروج کیا اور چلا گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا (من مشی) مجھ صبا کون ہے کہ میں حسین بن  
علیؑ دفاطمہؑ کا آزاد شدہ ہوں کہ جن کے نانا احمد عاشر (میدان حشر کے مختار) ہیں۔  
صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

شیخ طوسی نے مصباح میں روایت کی ہے کہ قاسم بن عمار ہمدانی وکیل حضرت  
ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام کی طرف توقیع (خط امام زمانہ) خارج ہوئی کہ مولانا  
رہمارے آقا و سردار حسین بن علیؑ علیہما السلام جمعرات کے دن تین شعبان کو پیدا ہوئے  
لہذا اس دن رزہ رکھو اور یہ دن پڑھو اللھم افی استمک بحق المولود فی هذا  
الیوم اور اس دعا میں ہے۔

وعاف فطرس بمہدہ      فطرس نے تو ان کے گہوارے سے  
فحن عائذون بقبہ      پناہ لی اور ہم ان کے بعد ان  
من بعدہ۔      کی قبر سے پناہ لیتے ہیں۔

سید کتاب مہون میں کہتے ہیں آسمانوں میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں رہا جو پیغمبر  
کی خدمت میں نازل نہ ہوا ہو ہر ایک نے آکر آپ پر سلام پیش کیا اور حسینؑ کے  
تغزیت کی اور آنحضرتؐ کو اس ثواب کو خبر دی جو امام حسینؑ کو نطا ہو گا۔ اور ان کی  
ترت رسول خدا کی خدمت میں پیش کی اور آنحضرتؐ فرماتے :

اللھم اخذل من      فدایا جو حسینؑ کے ساتھ چھوڑے  
خذلہ و اقتل من      تو بھی اس کا ساتھ چھوڑ دے اور  
قتلہ ولا تمتعہ      جو اسے قتل کرے تو اسے قتل کرنا  
بما طلبہ۔      اور اسے اس چیز سے فائدہ نہ

اٹھانے دینا کہ جو وہ حسینؑ کے  
قتل سے چاہتا ہے۔

ابن شہر آشوب مناقب میں کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن  
جبریل نازل ہوئے اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اس حالت میں پایا کہ وہ  
سوئی ہوئی ہیں اور امام حسین علیہ السلام بچوں کی عادت کے مطابق بے تاب کر رہے  
ہیں تو جبریل بیٹھ کر انہیں رونے سے پہلے رہے یہاں تک کہ ان کی والدہ  
بیدار ہوئیں اور رسول اللہؐ نے انہیں اس سے آگاہ کیا۔

سید سمرانی مدینۃ المعاجز میں روایت کرتے ہیں شریل بن ابو عوف سے  
کہ اس نے کہا کہ بپا امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو فردوس اعلیٰ سے ایک  
فرشتہ نازل ہوا اور دریائے اعظم میں گیا اور آسمانوں و زمین کے اقطار و المراف  
میں بلند آوازیں منادی کی اسے خدا کے بند و حزن و ملال کے لباس پہنوا اور  
غم و اندوہ کا اظہار کرو کیونکہ فاطمہ کا فرزند دہشتناک و مظلوم ہو گیا ہے۔

# یہ پہلا باب

## فضائل و مناقب

امام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب اور ان پر گریہ کرنے کے ثواب انہیں  
 قتل کرنے اور ان سے جنگ کرنے والوں پر لعنت کرنے کے بارے میں اور ان  
 اخبار و روایات کے بیان میں کہ جو آپ کی شہادت کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں، اس  
 میں دو تفصیلیں ہیں۔

# پہلی فصل

## مختصر مناقب آنحضرتؐ

آپ کے مناقب اس قدر ظاہر و مشہور ہیں کہ خاصہ اور عامہ میں سے کوئی بھی ان کا منکر نہیں ہو سکتا ایسا کیوں نہ ہو جب کہ مجدد و شرف نے آپ کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا نسب کے لحاظ سے آپ کے نانا محمد مصطفیٰ آپ کے والد علی رضی آپ کی نانی خدیجہ الکبریٰ اور آپ کی مادر گرامی فاطمہ زہرا اور آپ کے بھائی حسن مجتبیٰ اور آپ کے چچا جعفر طیار اور آپ کی اولاد ائمہ اطہار خاندان ہاشم میں سے منتخب و انیار تھے (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

لقد ظهرت فلا تنفى على  
 احد الا على اكمل  
 يبصر القمرا -  
 ہر ایک پر تیرا نور ظاہر ہے  
 سوائے اس نابینا کے کہ جو چاند  
 کو دیکھ نہیں سکتا۔

زیارت ناحیہ مقدسہ میں امام عصر علیہ السلام آپ کے اوصاف شریفہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

و فی الزحمر رضى	آپ جو کچھ زمر داریاں اپنے
الستمر، ظاہر	کندے پر لیتے انہیں پورے
الکرم متہجداً فی	طور پر پورا کرنے والے پندہ
الظلم قویم الطرائق،	خصائل دعاوات والے جن کا
کریم الخلائق	کرم ظاہر تاریکیوں میں نمازہر
عظیم السوابق شریف	شب پڑھنے والے جن کے راستے
النسب منیف الحسب	میدھے تھے جن کے عادات د
رفیع الرتب، کثیر	اخلاق کریمانہ تھے جن کے کریمانہ
المناقب محمود	عظیم تھے جن کا نسب شریف اور
الضرائب جزیل	حب بلند تھا بہت سے فضائل
المواهب حلیم	مناقب کے مالک تھے قابل تعریف
رشید، منیب جواد	عادات رکھتے تھے بہت زماہ
علیم امام شہید،	مواہب و احسان کرنے والے
اواہ منیب، حبیب	علیم دبر دبار اور ہدایت یافتہ
مہیب کان للرسول	اللہ کی طرف لوٹنے والے جواد
ولدًا و للقرات	تھے بہت زیادہ علم رکھنے والے
بسنَدًا و للامة	امام اور شہید تھے بہت زیادہ اہل
عصداً فی الطاعة	بھرنے والے بارگاہ الہی کی طرف
مجتہداً حافظاً	رجوع کرنے والے تمام کے محبوب
للعهد و الميثاق	ہونے کے باوجود صاحب مصیبت

ناکباً عن سبل  
الفساق باذلا  
للمجہور طویل  
الركوع والسجود  
زاهداً فی الدنيا  
زهد الراحل عنها  
ناظراً اليها بعین  
المستوحشین  
منها۔

دبدبہ تھے رسول اکرم کے فرزند  
قرآن کی حقانیت کی سند امت  
اسلامی کے مددگار طاعت خدا  
میں مکن عہد و میثاق کی محافظت  
کرنے والے ناسق و فاجر لوگوں  
کے راستوں سے الگ جو کچھ ان  
کے پاس ہوتا اسے راہ خدا  
میں خرچ کرنے والے طویل  
رکوع و سجدے کرتے والے  
دنیا سے اس طرح پرہیز کرتے  
جیسے اس سے کوچ کرنے والا  
کہ کتاب دنیا کی طرف اس سے  
دشست کرنے والوں کی نگاہ  
سے دیکھتے۔

و یا عجبا منی احوال  
وصفه و قد  
فنییت فیہ القراطیس  
و الصحف۔

مجھے اپنے آپ سے تعجب ہے  
کہ میں ایسے شخص کی تعریف کرنا پا رہا ہوں  
کہ کاغذ و دفتر جس میں ختم ہو  
گئے ہیں۔

کتاب فضل تراؤد بکر کافی نیست کہ ترکنی سرانگشت و صفحہ  
بشماری۔



باقی رہی آپ کی شہامت تو وہ اس طرح کی تھی کہ جب آپ نے عراق جانے کا قصد کیا تو تو عبید اللہ بن زیاد نے بہت سے لشکر آپ کے مقابلہ کے لیے بھیجے تیس ہزار سوار و پیادہ پے درپے آئے یہاں تک کہ آپ کا محاصرہ کر لیا اور تمام اطراف و جوانب آپ پر بند کر دیے باوجود اس کے بہت بڑی تعداد اور مکمل ہتھیاروں کے آپ سے چاہا کہ ابن زیاد کے حکم پر تنزل کریں اور نزیہ کی بیعت کر لیں اور اگر انکار کیا تو پھر جنگ کے لیے آمادہ ہو جائیگی کہ جو رگ سیات و جل الورید کو قطع کر دے اور ارواح کو محل اعلیٰ تک پہنچائے اور اجساد کو خاک پر ڈال دے تو آپ نے اپنے ناما اور باپ کی متابعت کی اور ذلت پر راضی نہ ہوئے اور حمت و غیرت کا لوگوں کو درس دیا اور زیرِ خیموت کا انتخاب کیا پس آپ خود آپ کے بھائی اور اہل بیت جنگ کے لیے کھڑے ہوئے اور قتل ہونے کو نزیہ کی متابعت پر ترجیح دی اور اسی رسمِ کمینہ گرد نے انہیں روک لیا اور ان پر تیر برسائے شردنا کر دیے اور حسینؑ پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے اور ان کے غزم و ارادہ کو کوئی کمزور نہ کر سکا اس کے پاؤں میدانِ جنگ میں پہاڑوں سے بھی مضبوط تھے اور ان کا دل جنگ و قتال کے ہونک سے مضطرب نہیں ہوتا تھا اور آپ کی قوم دساتھیوں نے ابن زیاد کے لشکر کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور موت سے ہمکنار کیا اور کچھ کو زخمی کیا اور ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک قتل نہیں ہوا مگر یہ کہ ہجوم کرنے والوں میں سے بہت سوں کو قتل کیا اور پھر کہیں جا کر خود قتل ہوا اور اسنجا ب شیرِ غضبناک کی مانند کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ ضربِ شمشیر نے اس کا کام تمام کر دیتے تھے اور اسے فرشِ زمین پر ڈبیر کر دیتے تھے۔

مورخین نے ایک شخص سے کیا ہے کہ ایسا اس نے کہا،



الضرب و طحنت	اور تلوار کے وار کے مقابل میں
حنود الفجار و	ثابت قدم رہے اور فراق و
اقتحمت قسطل	فجار کے لشکر کو پس کے رکھ
الغبار مجالدًا	دیا اور بلند ہوتے والے
بذی الفقار کاندک	غبار میں ذوالفقار کے ساتھ
علی المختار فلما	جنگ کرتے ہوئے گھس گئے
راوک ثابت الجاش	جب انہوں نے آپ کو مضبوط
غیر خائف و لا	ثابت قدم پایا کہ جس میں کوئی
حاس نصبر لك	خوف و ڈر نہیں تو انہوں نے
غواثل مکرهم	آپ کے لیے مکر و فریب کے
وقاتلوك بکيدهم	جال بچھا کے اور آپ سے
وشرهم و امر	اپنے پر دھوکہ دے فریب اور
اللعین جنوده	بڑے طریقہ سے جنگ کی پس
فمنعوك الماء و	لعین نے اپنے لشکروں کو
ورده و ناجزوك	حکم دیا تو انہوں نے پانی کے
القتال و عاجلوك	گھاٹ کو آپ پر بند کر دیا اور
النزال و رشقوك	آپ کے مقابلہ میں جنگ کی
بالسهام و النبال	اور میدان میں جلدی آنے کے
و بسطوا اليك	لیے آپ کو پکارا اور آپ کو
اکت الاصطلا مرو	تیروں اور نیزوں سے چھلنی کر دیا

لم ير أعوا لك  
 ذماما ولا راقبوك  
 فيك أنا مافي  
 قتلهم أوليائك  
 وينبهم رحالك  
 وانت مقدم في  
 السموات و متحمل  
 لك ذيات قد عجبت  
 من صبرك ملائكة  
 السموات فاحدقوا  
 بك من كل الجهات  
 وانخرط بالجراح  
 وحالوا بينك  
 وبين الروحاح ولم  
 يبق لك ناصر  
 وانت محتسب  
 صابر تذب عن  
 نسوتك و اولادك  
 نكسوك عن جوادك  
 فلهويت الى

آپ کی طرف ظلم کے ہاتھ بڑھائے  
 اور آپ سے یکے ہوئے ہند  
 پیالوں کی رعایت نہ کی اور نہ  
 ہی آپ کے مقابل میں آپ  
 کے اولیاء کو قتل کرنے اور  
 ان کے ساز و سامان کو لوٹنے  
 میں گن ہوں کا خیال کیا اور آپ  
 شکروں کے گرد و غبار میں  
 آگے بڑھے تھے اور اذیتوں  
 اور مصائب کو برداشت کر  
 رہے تھے آپ کے صبر کو  
 دیکھ کر آسمانوں کے فرشتوں  
 کو تعجب ہوا۔ پس ان ظالموں  
 نے ہر طرف سے آپ کو گھیر  
 لیا اور زخموں سے آپ کو  
 گھائل کر دیا اور آپ کے اور  
 کہیں چلے جانے کے درمیان  
 حائل ہوئے اور آپ کا کوئی  
 ناصر و مددگار باقی نہ رہا اور آپ  
 اللہ کے حساب میں صبر کرتے

الارض جریحاً  
 تطفئوك التحيول  
 بحوافرها و  
 تعلموك الطفافة  
 ببواترها فتدر  
 شح للموت  
 جبینك واختلت  
 بالانقباص و  
 الانبساط شمالك  
 و یعینك قدیر  
 طرفنا خفیاً الی  
 اهلك و بیئتك  
 وقد شغلت  
 بنفسك عن ولدك  
 و اہالیك۔

ہوتے اپنے اہل حرم اور  
 بچوں سے لشکر کو دور کر رہے  
 تھے یہاں تک کہ انہوں نے  
 گھوڑے سے اونڈھا کر کے  
 اتارنا تو آپ زمین پر اس حالت  
 میں زخمی ہو کر گر پڑے کہ گھوڑے  
 آپ کو اپنے سینوں سے روند  
 رہے تھے وہ سرکش دغاخی آپ  
 پر تلوار تولے ہوئے تھے جب  
 کہ آپ کی پیشانی موت کے پلینے  
 سے تر تھی اور سر گرنے اور پھینچنے  
 کی وجہ سے آپ کے دائیں اور  
 بائیں میں فرق تھے آپ کبھی حیرت  
 بھری نگاہ سے اپنی قیام گاہ اور  
 گھر کی طرف اپنی آنکھ پھیرتے  
 تھے جب کہ آپ اپنی آل اولاد  
 اور اہل حرم کی نسبت اپنے آپ  
 میں مشغول کر دیے گئے تھے۔

باقی رہا آپ کے علوم تو معلوم رہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے علوم تکرار کرنے  
 اور درس پڑھنے دپڑھانے پر موقوف نہیں تھے اور ان کے آج کے علوم کل کے علوم

رہا آپ کا جو دو کرم تو روایت ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے دونوں بیٹوں حسن و حسین علیہما السلام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس بیماری کے زمانہ میں لے آئیں کہ جس میں آنحضرت نے رصلت فرمائی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں کوئی چیز انہیں اپنی صفات میں سے بطور ورنہ دیکھئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ حسن کے لیے میری ہیبت و بزرگی کی میراث ہے اور حسین کے لیے میری بخشش اور شجاعت ہے۔

مہنور روایت ہے کہ آنجناب ہمان کو دوست رکھتے تھے سوال کرنے والوں پر بخشش کرتے اور صلہ فرماتے تھے فقر و مسکین پر انعام و کرام فرماتے سائل کو عطا کرتے برہنہ کو لباس پہناتے بھوکے کو کھیر کرتے مقروض کا قرض ادا کرتے اور یتیم پر شفقت مہربانی فرماتے اور حاجت مند کی امانت کرتے جس وقت کوئی مال کے ان کے پاس آتا اسے تقسیم کر دیتے۔

ایک روایت ہے کہ جس وقت معاویہ مکہ میں گیا تو بہت سامان اور پارچے اور ملبے آپ کے لیے بھیجی تو حضرت نے انہیں قبول نہ کیا یہ جواں مردوں کی صفت اور اہل کرم کی طبیعت و مزاج ہے آپ کے افعال محاسن اخلاق کی گواہی دیتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ کرم کہ جس کی ایک قسم بخشش ہے اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل اور ان کے لیے ثابت و محقق ہے جو کہ ان سے تعدی و تجاوز نہیں کرتا بلکہ ان میں بطور حقیقت اور دوسروں میں مجازاً تھا اسی لیے بنی ہاشم میں سے کسی شخص کی طرف سبیل کی نسبت دی گئی اس بنا پر کہ وہ جو دو سناٹیں بادلوں کے ساتھ و مقابلہ کرتے اور شجاعت میں شیروں سے۔

حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے شام والے اپنے خطبہ میں فرمایا ہمیں علم، علم، جود و سخا، فصاحت، شجاعت اور مومنوں کے دلوں میں دوستی وہ گہرے سمندر اور ابر باران ہیں۔

فما کان خیر اتوہ ہر خبر و اچھے کام کو وہ بہا لائے  
فانما توارثہ ان کے آبا و اجداد کے آبا  
اباء ابائہم پہلے سے اس بات کے وارث  
قبل۔ تھے۔

ان اخلاق کریمہ کو انہوں نے اپنا دین و ایمن بنا رکھا تھا اور ان کے لیے شرف و بزرگی کی انتہا تک پہنچے گا و سید و ذریعہ کیونکہ یہی حضرات امت کے پیشوا اور ملت کے رؤسایہ لوگوں کے سمدار اور بہترین عرب اور اولاد آدم کے برگزیدہ دنیا کے بادشاہ اور آخرت کے رہنما خدا کی رحمت میں بندوں پر اور زمین میں اس کے امین ہیں آخر کار ہر چھپائی کی نشانی انہیں سے ملتی ہے اور جلال و بزرگی کی علامات انہیں میں ظاہر ہو جیسا کہ ان کے بعد جو کوئی بھی جو دسنا سے متصف ہو اس نے ان کی اقتدار کی ہے اور ان کے راستہ پر چلا ہے وہ کس طرح اپنا مال نہیں بچھے گا جو جنگ کے وقت جان پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتا اور کسی طرح دنیا سے وہ آنکھ بند نہیں کرے گا جس نے آخرت کے لیے ہمت باندھی اور اس میں شک نہیں کہ جو شخص قتال و جدال میں اپنی جان دینے کو تیار ہے وہ مال کی نسبت زیادہ بچھے والا ہے۔ اور جو شخص زندگی میں رغبت نہ رکھتا ہو تو وہ خانی دنیا کے مال میں زیادہ بے رغبت ہوگا۔ شاعر کہتا ہے

یجود بالنفس ان ضل الجواد بھا والجود بالنفس اقصى غایۃ الجود

ترجمہ: وہ اپنے نفس کی سخاوت کرتا ہے جہاں غمی و جواو بخل کرتا ہے

اور نفس کی سخاوت کرنا جود و سخا کی انتہاء درجہ کمال ہے۔

اسی بنا پر کہتے ہیں کہ شجاعت و جود و سخا نے ایک ہی پستان سے دودھ پیا

ہے اور ہمیشہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم رہے ہیں جس طرح کہ جڑ دے ہوتے

ہیں لہذا ہر یک شجاعت والا جواں مرد شجاع ہے اور ہر شجاع و جواں مرد بخشنے والا ہے

اور یہ قاعدہ کلیہ ابوتما کہنے کہا ہے۔

جب تو ابو یزید کو مجلس میں

دیکھے یا میدان جنگ یا لوٹ مار

کی ابتداء کرتے ہوئے یا اس

سے لڑتے ہوئے تو تجھے یقین

ہو جائے گا کہ سخاوت کے

شجاعت قریب ہو رہی ہے

اور شجاعت سے جود و سخا۔

و اذا رايت ابا يزيد

في التدي و دعوى و

مبدى غارة و قعيدا

ايفقت ان من السماح

شجاعة تدفى

و ان من الشجاعة

جودا۔

اور ابوتما کہتا ہے :-

قالوا لم تكفه سباحة

حق بنى بيته على

الطرق فقلت ان

الفتى شجاعته

تربى في السحر

اصورة الفرق

انہوں نے کہا کیا اس کے لیے

اس کی شجاعت کافی نہیں ہے،

یہاں تک کہ اس نے اپنا گھر راستوں

پر بنالیا ہے تو میں نے کہا کہ جو لڑ

کی شجاعت اس کو بخل میں خوف

کی شکل دکھاتا ہے اے سخی تو



کن لجة ایہا السماح  
فقد امنہ سیفہ من  
الفرق -  
لہر موج بن جا اسے تو اس  
کی تلوار غرق ہونے سے ماون  
بنا چکی ہے -

اور کہتے ہیں کہ جواں مرد کا مل شجاع دیہادر ہوتا ہے اور بنیل کا چہرہ معاویہ  
نے بنی ہاشم کی جو دوستی سے اور آل زبیر کی شجاعت کے ساتھ اور بنی مخزوم  
اور تکبر سے اور بنی امیہ کی علم و بردباری کے ساتھ تعریف کی یہ خبر امام حسن بن علی  
تک و پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے قتل کرے اس نے چاہا کہ بنی ہاشم عطا و  
بخشش کریں تاکہ اس کے محتاج ہو جائیں اور آل زبیر کی شجاعت و بہادری سے  
تعریف کی ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو قتل کرانے کے لیے تیار کریں اور بنو مخزوم  
تکبر کریں تاکہ لوگ انہیں دشمن رکھیں اور بنی امیہ شتم و بردباری کریں تاکہ لوگ ان  
سے محبت و دوستی رکھیں -

معاویہ نے کچھ باتیں سچ کہیں اگرچہ اس کی سچائی اس جیسوں سے بعید ہے  
لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جھوٹا سچی بات کر جاتا ہے کیونکہ بخشش عطا کیا کہ اس  
نے کیا ہے بنی ہاشم میں تھی بلکہ شجاعت و بردباری بھی تمام حالات میں ان میں موجود  
تھی اور ان میں تمام لوگ انہیں کے پیرو نہیں اگر اچھے خصال باقی لوگوں میں متفرق  
ہیں تو انہیں مجتمع ہیں -

رہا آپ کی فصاحت، زہد، تواضع، اور عبادت تو اگر انہیں ہم ذکر کرتے  
لیں تو اس رسالہ دکتا سچہ کی دفع سے ہم خارج ہو جائیں لہذا ان کے بجائے  
ہم پیغمبر خدا کی ان سے محبت کے سلسلہ کی روایات ہم پیش کرتے ہیں -  
شیخ اجل محمد بن شہر آشوب نے مناقب میں ابن عمر سے ایک روایت نقل

کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ حسینؑ باہر نکلے جب کہ آپ کا پاؤں آپ کے جامد میں الجھا اور گر پڑے اور رونے لگے تو پیغمبر منبر سے اتر آئے اور انہیں اٹھایا اور فرمایا خدا شیطان کو قتل کرے اور اولاد امتحان ہے اسکی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ میں منبر سے اتر آیا مناقب میں ہے کہ ابوالساعات نے عترت کے فضائل میں نقل کیا ہے کہ زید بن ابوزیاد نے کہا کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے حجرے سے باہر نکلے اور فاطمہ کے گھر کے دروازے سے گزرے تو حسینؑ کے رونے کی آواز سنی فاطمہ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

مناقب میں ہے کہ ابن ماجہ نے سنن میں اور زعمری نے فائق میں نقل کیا ہے نبی اکرمؐ نے حسینؑ کو دیکھا کہ گلی میں بچوں سے کھیل رہے ہیں تو پیغمبر ان کے قریب آئے اور اپنا ایک ہاتھ دراز کیا اور حسینؑ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے اور رسول خداؐ اس سے ہنستے تھے پھر آپؐ نے انہیں پکڑ لیا اور ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ لیا اور دوسرا ان کے سر کے اوپر اور ان کا سر اوپر کر کے ان سے بوسے لیے اور فرمایا: حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

حسین منی و امن خدا تعالیٰ اسے دورت رکھتا

الحسین۔ ہے جو حسینؑ کو درست رکھے

اور حسینؑ اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

مناقب میں عبدالرحمن بن ابولیلی سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں رسول خداؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حسینؑ آئے اور نبی کی پشت پر کودنے اچھلنے لگے۔ الخ

نیز اسی کتاب میں لیث بن سعد کے امادیت میں سے مروی ہے کہ پیغمبر ایک دن نماز جماعت کو ارہے تھے جب کہ حسین چھوٹے بچے تھے آپ کے پاس بیٹھے تھے جب پیغمبر سجدہ کرتے تو حسین اگر ان کی پشت پر سوار ہو جاتے اور اپنے پاؤں ہلاتے اور صل صل کہتے۔ جب سر اٹھانا چاہتے تو انہیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا دیتے پھر دوبارہ آپ سجدہ میں جاتے تو وہ آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے اور صل صل کہتے اور اسی طرح کرتے رہتے یہاں تک کہ آنحضرت نماز سے فارغ ہو گئے۔

حاکم کی امالی سے روایت کی ہے کہ ابو رافعؓ نے کہا کہ میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ جسے مدعا کہیل کہتے ہیں اور وہ پتھر کے ساتھ کھیل کھیلتا ہے جب میرا پتھر ان کے پتھر کو جا لگتا تو میں کہتا کہ مجھے اپنی پشت پر سوار کریں تو آپ کہتے کہ کیا اس کی پشت پر سوار ہو گا کہ جو رسول خدا کی پشت پر سوار ہوتا تھا تو میں انہیں چھوڑ دیتا اور جب ان کا پتھر میرے پتھر کو لگتا تو میں کہتا کہ میں بھی آپ کو اپنے کندھے پر نہیں اٹھایا جیسا کہ آپ نے انہیں اٹھایا تو آپ فرماتے کیا تو راضی نہیں ہے کہ اس بدن کو کندھے پر اٹھاؤ کہ جسے رسول خدا اٹھاتے تھے، تو میں انہیں اپنے اوپر سوار کر لیتا۔

اور اسی کتاب ہی میں حفص بن غیاث کے واسطے سے حضرت ابو عبد اللہؓ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خداؐ نماز میں تھے اور حنینؓ ان کے پہلو میں کھڑے تھے تو رسول خداؐ نے تکبیر کہی اور حنینؓ اچھی طرح تکبیر

۱۔ سواری کو چلانے کے لیے یہ لفظ کہتے جاتے ہیں۔

کہہ سکے تو رسول خدا نے دوبارہ تکبیر کہی اور حسینؑ نے اچھی طرح نہ کہی اسی طرح آنحضرتؐ تکبیر کہتے اور حسینؑ تکبیر کی तरین کرتے اور اچھی طرح ادا نہ کرتے یہاں تک رسول خداؐ نے سات مرتبہ تکبیر کہی اور ساتویں تکبیر امام حسینؑ نے اچھی طرح ادا کی ابو عبد اللہؑ نے فرمایا کہ اس سے سات تکبیریں سنت قرار پائیں۔

یہ اس کتاب میں تفسیر نقاش سے اس کی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا اور آپؐ کا بیٹا ابراہیمؑ آپ کے بائیں دانو پر بیٹھا تھا اور حسینؑ بن علیؑ آپ کے دائیں دانو پر بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ بھی اس کے بوسے لیتے اور کہیں اس کے اچانک جبریل دجی کے ساتھ پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوتے اور جب دجی کی حالت آپ سے ہر طرف ہوتی تو آپؐ نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ آپ کا پروردگار آپ پر سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان دونوں کو اکٹھا نہیں رہنے دوں گا ایک کو دوسرے کا فدیہ قرار دو پیغمبر نے ابراہیمؑ کی طرف دیکھا تو رو پڑے اور کہا اس کی والدہ ایک معمولی سی کنیز ہے اگر وہ مر جائے تو میرے علاوہ کوئی اس پر گریہ نہیں کرے گا لیکن حسینؑ کی ماں فاطمہؑ ہے اور اس کا باپ علیؑ میرا چچا زاد بھائی اور میں خود اس پر زیادہ محزون ہوں جو کہ میرا گوشت و خون ہے اگر وہ رحلت کر جائے تو میری بیٹی اور میرا چچا زاد بھائی اور میں خود اس پر محزون ہوں گا اور میں اپنے حزن و ملال کو ان کے حزن و ملال پر انتخاب کرتا ہوں اے جبریل ابراہیمؑ رحلت کر جائے میں نے اسے حسینؑ کا فدیہ دیا اور اس کو اس پر قربان کر دیا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ تین دن کے بعد ابراہیمؑ کی رحلت ہو گئی اور پیغمبر

جب کبھی حین کو دیکھتے تو ان کی طرف آتے اور ان کے بوسہ لیتے اور انہیں سینہ سے لگاتے اور ان کے دانتوں کو چومتے اور کہتے اس کے قربان جاؤں کہ جس پر میں اپنے بیٹے ابراہیم کو فدا کیا ہوں۔

تعالیت عن مدح فابلیغ	تو مدح و ثنا سے بلند ہے زیادہ
خاطب بمدحک بین	فصح و بلیغ خطیب لوگوں کے
الناس اقصر قاصر	و در میان تیری مدح سے انتہائی
اذا طاف قوم فی	تاصر ہے۔ جب قوم شاعر اور
المشاعر و الصفا	صفاد مردہ میں طواف و گردش
مقبرک رکعت طائفا	کرے تو آپ کی قبر میرا رکن ہے
و مشاعری و ان	طواف کے طور پر اور مناع کے
ذخر الاقوام نسک	طور پر اگر لوگ عبادتوں کو اپنا
عبادۃ فحیک او فی	ذخیرہ بناتے ہیں تو آپ کی محبت
عدتی و ذخاشری۔	زیادہ دامن ہے بطور تیار شدہ
	مال و اسباب کے۔

# دوسری فصل

## چالیس احادیث گریہ کے بارے میں

اما حسینؑ کہ مصیبت پر گریہ کرنے اور اللہ کے قاتلوں پر لعنت کرنے  
کا ثواب اور وہ روایت کہ جو آپؐ کے شہادت کے سلسلے میں وارد  
ہوئے ہیں ان میں سے اس فصل میں ہم چالیس احادیث پر اکتفا  
کرتے ہیں!

## پہلی حدیث :

مجموع کتب مرحوم علامہ شیخ عباس قمی کہتے ہیں کہ مجھے شیخ اجل محدث الحاج میرزا حسین نور اللہ تبرہ نے کچھ سے حدیث بیان کی عام کامل اجازہ کے ساتھ تمام ان کتب کے سلسلہ میں کہ جن کی روایت کا انہیں حق ہے اور ان کے اجازہ دینا ان کے لیے جائز ہے جوہ کے دن ۴ ماہ ربیع الاول ۱۲۳۲ھ کو مبارکہ میں فرات کے کنارے پل کے پاس شیخ امام معلم علماء اسلام الحاج شیخ مرتضیٰ انصاری سے شیخ جلیل جامع فضائل علمیہ وعلیہ الحاج ملا محمد زرقی سے وجید العمر صاحب کرامت باہر السید محمد ہندی بحر العلوم قدہ سے شیخ العلماء مرجع الفقہاء استاد اکبر آقا محمد باقر سے ان کے والد معظم محقق سے مروج مذہب حق فاتمہ الخدین مولانا محمد باقر مجلسی (رح) سے امام کے والد شیخ اجل جامع فنون عقیدہ و نقلیہ مولانا محمد تقی مجلسی سے شیخ الاسلام والمسلمین رئیس الفضلاء والمحققین شیخ محمد عالمی بہاء الدین رفوع اللہ مقامہ سے ان کے والد محقق مدق حسین بن عبد الصمد عالمی سے شیخ امام فاتمہ فقہار اسلام شیخ الامامہ و فائزہ و کاشیغہ و نور الشریعہ شیخ زین العابدین جوہید ثانی کے لقب سے مشہور ہیں قدس سرہ سے شیخ فاضل درع نور الدین علی بن عبدالحالی میس نور اللہ روضہ سے شیخ سعید کامل المعی محمد بن داود جزینی عالمی رحمۃ اللہ سے شیخ ثقف جلیل علی بن الشہید رفع اللہ درجہ سے ان کے والد شیخ امام استاد فقیہاء امام رئیس مذہب و ملت فخر شیعہ، تاج شریعہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن مکی شہید اعلیٰ الشہداء مقامہ سے عالم محقق فاضل مدق وجید الاعصار فخر الاسلام سلطان العلماء منہجی الفضلاء ابو طالب محمد بن علامہ رفع اللہ مقامہ سے ان کے والد شیخ اعظم وارث انبیاء و مرسلین

مروج شریعت خاتم النبیین آیہ اللہ فی العالمین اعلم العلماء مسلمین جبر اللہ رحمہ اللہ  
 حمیت البدع ابو منصور حسن بن مطہر علی جو حقیقت لفظ علامہ کے ساتھ مشہور ہیں  
 جزاء اللہ عن الاسلام خیر الجزاء سے شیخ اجل مدقق ثبوت افقہ فقہاء آفاق شیخ طائفہ  
 ساداتہ ابوالقاسم نجم الدین جعفر بن سعید علی المعروف بمحقق شکر اللہ سعید سے یہ حسیب  
 محدث ادیب نسابہ فہار بن محمد موسوی حارثی رہ سے شیخ فقیہ محدث و صاحب سیدہ الودین  
 ابوالفضل شاذان بن جبریل قمی زیل دارالبحرہ علی ہاجرہ الب صلوۃ و تہیہ سے شیخ فقیہ  
 ثقہ عماد الدین ابوجعفر محمد بن ابوالقاسم بن محمد طبرسی آملی رضی اللہ عنہ سے شیخ ثقہ فقیہ ابو  
 علی حسن بن محمد طوسی سے جو مفید ثانی سے ملقب ہیں ان کے والد رئیس طائفہ محی الریوم  
 مدون علوم محقق اصول و فروغ مہذب فنون معقول و مسموع ابوجعفر بن محمد حسن طوسی  
 قدس اللہ ربہ الزکیہ سے شیخ اقدم اوثق اعلم حجتہ القرمہ و نحر الطائفہ مروج مذہب و  
 دین و ارث علوم معصومین شیخ سعید ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمان ملقب بمفید عطر اللہ  
 مرقدہ سے شیخ جلیل محدث ناشر آثار اللہ رئیس المحدثین المولود بن عمار الامام شیخ صدوق  
 ابوجعفر محمد بن علی بابویہ قمی سے شیخ جلیل ابوالقاسم محمد بن ماجلیویہ قمی سے شیخ محدث  
 نبیہ علی بن ابراہیم سے ان کے والد ابراہیم بن ہاشم سے ثقہ جلیل ریان بن شیبہ  
 معتمد کے ماموں سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں ابوالحسن رضا علیہ السلام کی  
 خدمت میں محرم کی پہلی تاریخ کے دن حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا یا  
 اے شیبہ کے فرزند کیا تم روزے سے ہو میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے  
 فرمایا یہ وہ دن ہے کہ جس میں ذکر یا نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور کہا  
 د ب ه ب لی من لدنک یعنی اے میرے پروردگار  
 ذریۃ طیبۃ افلاک اپنے ہاں سے مجھے پاک پاکیزہ



سمیع الدعاء۔

ذریت و اولاد عطا فرما کہ تو ہی

دعا کے سننے والا ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور ملائکہ کو حکم دیا تو انہوں نے ذکر یا  
اے خدا جب وہ محراب میں کھڑے تھے اور ناز و نطرہ رہے تھے کہ خدا آپ کو خوشخبری  
دیتا ہے یہی کی پس جو شخص اس دن روزہ رکھے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے تو خدا  
اس کی دعا کو قبول کرے گا جس طرح ذکر یا کی دعا قبول کی۔

پھر آپ نے فرمایا اے شیب کے بیٹے محرم وہ مہینہ ہے کہ زمانہ بابت  
کے لوگ گزشتہ زمانہ میں اس کی حرمت کا خیال رکھتے لیکن اس امت نے نہ تو  
اس ماہ کی حرمت کو پہچانا اور نہ اپنے پیغمبر کی حرمت کو اور اس ماہ میں انہوں  
نے آنحضرت کی ذریت کو شہید کیا اور ان کی خواتین کو اسیر کیا اور ان کے مال و  
اسباب کو لوٹا خدا کبھی بھی انہیں نہیں بخشنے گا۔

اے شیب کے بیٹے اگر کسی چیز کے لیے گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسین بن  
علی بن ابی طالبؑ کے لیے گریہ کرو کیونکہ انہیں انہوں نے گورفد کی مانند ذبح  
کیا اور اٹھارہ جوان ان کے خاندان کے ان کے ساتھ شہید کر دیے۔ کہ جن  
کی مثل و مانند روئے زمین میں نہیں تھی اور سات آسمان اور زمینیں آنجناب کے  
قتل ہونے پر گریہ کن سہوئیں اور چار ہزار فرشتے ان کی یاری و مدد کے لیے  
نازل ہوئے لیکن انہیں اکلاں حالت میں پایا کہ آپ شہید ہو چکے تھے اب ان کی قبر  
کے پاس بال پریشاں اور گرد آلود رہتے ہیں یہاں تک کہ جب قائم علیہ السلام قیام  
کریں گے تو یہ ان کے یار و انصار میں سے ہوں گے اور ان کا شمار و نعرہ یا ثارات  
الحسین (اے حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے والا)

اے شیب کے بیٹے میرے والد نے حدیث بیان کی ہے اپنے والد سے اپنے دادا سے کہ جب میرے دادا حسین مارے گئے تو آسمان نے خون برسایا سرخ رنگ بغار کے ساتھ۔

اے شیب کے بیٹے اگر حسین پڑا تا گریہ کر دو کہ تمہارے آنسو تمہارے دونوں رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا تمہارے ہر گناہ کو معاف کر دے گا جو تو نے کیا ہو چھوٹا ہو کہ بڑا تھوڑا ہو یا زیادہ۔

اے فرزند شیب اگر تجھے اس بات میں خوشی محسوس ہو کہ خدا اسے اس حالت میں ملاقات کرے تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو تو حسینؑ کی زیارت کر دو۔

اے فرزند شیب اگر یہ بات تجھے خوش کرتی ہے کہ جنت کے بنائے ہوئے عرفوں (بالا خانوں) میں پیغمبر خدا اودان کے اہل بیت کا تو ہنشیں ہو تو حسینؑ کو شہید کرنے والوں پر لعنت بھیج۔

اے شیب کے فرزند اگر تجھے یہ بات مسرور و خوش کرے کہ تیرا ثواب ان لوگوں کے ثواب کی مانند ہو کہ جو حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے تو جب تجھے حسینؑ یاد آئیں تو کہہ :

یا لیتنی كنت معہ فافوز کاش میں ان کے ساتھ ہوتا

فوزاً عظیماً۔ تو عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوتا۔

اے فرزند شیب اگر تجھے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ جنت کے

بلند درجات میں تو ہمارے ساتھ ہو تو ہمارے غم و اندہ میں محزون و غموم ہو اور ہماری خوشی میں خوشی و شادمان ہو اور تجھ پر لازم ہے ہم سے محبت و دوستی رکھنا کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے تو خدا اسے اس پتھر کے ساتھ قیامت

میں عشاء کرے گا۔

## دوسری حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ مفید قدس روح سے ابن قولیہ سے ابن ولید سے صفار سے ابن ابی الخطاب سے محمد بن اسماعیل سے صالح بن عقبہ سے ابو ہارون مکتون (ناہین) سے وہ کہتے ہیں میں حضرت امام ابو عبد اللہ رماضی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا مجھے شعر سناؤ تو میں نے پڑھنا شروع کیا فرمایا اس طرح نہیں بلکہ جس طرح اپنے لیے پڑھتے ہو اور جس طرح آپ کی قبروں کے پاس جا کے مرثیہ پڑھتے ہو اور اوی کہتا ہے پس میں نے پڑھا :

امرنا علی جدث      حسین کی قبر کے پاس سے  
الحسین فقل للاعظم      گزرتے ہوئے ان کی پاکیزہ  
الذکیۃ      ہڈیوں سے کہو۔

اور آنجناب گریہ فرما رہے تو میں خاموش ہو گیا فرمایا آگے چلو اور تمام اشعار پڑھو تو میں نے آخر تک یہ اشعار پڑھے تو اس وقت آپ نے فرمایا مزید پڑھو تو میں نے یہ مرثیہ پڑھا۔

یا محمد قومی فاند بی مولائک      و علی الحسین فاسعدی بیکالک

اے فرزند کھڑی ہو جا اور اپنے مولا پر بندہ اور بندہ ادا سے گریہ کر :

اور حسین پر گریہ کر کے سعادت حاصل (یا مدد کر)

ابو ہارون کہتے ہیں آنجناب نے گریہ کیا اور آپ کے گھر کی اخواتین ، بے تاب ہو گئیں اور جب خاموش ہوئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہارون

جو شخص اہل بیت علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھتے اور دس افراد کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر آپ نے ایک ایک مرد اس میں سے کم کیا یہاں تک کہ ایک تک پہنچے اور فرمایا جو شخص آنجناب کے بارے میں شعر پڑھے اور ایک ہی شخص کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر فرمایا اور جو شخص آپ کو یاد کر کے ان پر گریہ کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔

مؤلف کہتے ہیں جو اشعار ابوبارہؑ نے پڑھے تھے وہ سب عیرہ کے ہیں مگر شیخ ابن مائتے تصریح کی ہے۔

### تیسری حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق سے ان کے اسناد کے ساتھ عیرہ کے ابن عباس سے روایت کی ہے حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہ سے کہا اے رسول خدا کیا آپ عقیل کو دوست رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اس کو نبی محمدؐ اور دوستوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں ایک تو میں خود اسے دوست رکھتا ہوں اور دوسرا چونکہ ابوطالب اسے دوست رکھتے تھے اور اس کا بیٹا تیسرے بیٹے کی دوستی میں مارا جائے گا تو مومن کی آنکھیں اس پر آنسو بہائیں گی اور مقرب الہی فرشتے اس پر درود بھیجیں گے اس وقت رسول خدا روپڑے چاہنچے آپ کے آنسو پھار جائیں اور فرمایا خدا سے شکایت کرتا ہوں اس چیز کی جس سے میرے اہل بیت میرے بعد ملاقات کریں گے۔ (جن مصائب سے انہیں سامنا کرنا پڑے گا۔)

## چوتھی حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ ابوالقاسم بن قولویہ منذ منسج کر دین سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ (صادقؑ) نے مجھ سے فرمایا اے منسج تو عراق میں رہنے والے لوگوں میں سے ہوتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کو نہیں جاتا میں نے عرض کیا کہ نہیں کیونکہ میں بصرہ کا مشہور شخص ہوں اور ہمارے پاس اس خلیفہ کے ہوا دار (اور اس کی پارٹی کے لوگ) اور مختلف قبائل میں ہمارے بہت سے دشمن ہیں۔ ناجیوں اور دوسرے لوگوں میں سے لہذا میں مامون نہیں ہوں کہ وہ میرے حالات سلیمان کے بیٹوں کو بتا دیں جن کی وجہ سے وہ مجھے اُنا رو تکلیف دیں اور مجھ پر ظلم کریں۔

آپ نے فرمایا تو کیا تو ان چیزوں کو یاد کرتا ہے جو کچھ لوگوں نے امام مظلوم سے کیا میں نے کہا جی ہاں فرمایا کیا اس پر جزع و فزع کرتا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں خدا کی قسم اس طرح مجھے گریہ گلو گیر ہوتا ہے کہ میرے گھر والے اس کے آثار مجھ سے مشاہدہ کرتے ہیں اور میں کھانا کھانا چھوڑ دیتا ہوں اور یہ غم داندہ میرے چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا خدا تیری آنکھ کے آنسو پر رحمت کرے البتہ تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جو ہم پر جزع و فزع کرنے والے شمار ہوتے ہیں اور وہ کہ جو ہماری خوشی میں خوش اور ہماری غمی میں اندوہناک ہوتے ہیں اور جو ہمارے خوف کے وقت ڈرتے رہتے ہیں اور ہمارے امن و امان کی صورت میں مامون رہتے ہیں البتہ تو مرتے وقت ہمارے اُباؤ اجداد کو اپنے پاس حاضر دیکھے گا کہ جو ملک الموت کو وصیت کریں گے تیرے بارے میں اور

موت کا فرشتہ تجھ پر اپنے فرزند پر مہربان ماں سے بھی زیادہ دلسوز و مہربان ہو گا تو اس وقت آپ روتے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ رونے لگا اور فرمایا حمد و ثناء ہے اس خدا کی جس نے ہمیں دوسری مخلوق پر فضیلت و برتری دی اپنی رحمت سے اور ہم اہل بیت کو رحمت کے ساتھ مخصوص کیا اپنے سمیع بے شک آسمان ذرین گریہ کر رہے ہیں اس وقت سے کہ جب سے امیر المؤمنین علیہ السلام شہید ہوئے ہم پر دلسوزی کرتے ہوئے اور جن فرشتوں نے ہم پر گریہ کیا ہے وہ بہت ہیں اور ہمارے شہید ہونے کے وقت سے فرشتوں کے آنسو نہیں رکے اور کوئی شخص ہم پر اور اس چیز پر جو ہم پر نازل ہوئی دلسوزی و ہمدردی سے گریہ نہیں کرتا مگر یہ کہ خدا اس پر رحمت کرتا ہے اس سے پہلے کہ اس کی آنکھ سے آنسو نکلے اور اس کے رخساروں پر جاری ہوں تو اگر ان میں سے ایک قطرہ جہنم میں جا پڑے تو اس کی حرارت و گرمی کو اس طرح حاشوش کر دے کہ گویا دوزخ میں باقی ہی نہ رہے اور جس کا دل ہمارے لیے دکھی ہے۔ وہ اس دن خوش ہو گا جب ہمیں دیکھے گا موت کے وقت اس قسم کی خوشی کہ جو مسلسل اس کے دل میں رہے گی یہاں تک کہ کوثر کے کنارے ہم پر وارد ہو گا اور حوض کوثر بھی خوش ہو گا۔ جب وہ ہمارے دوست و محب کو اپنے پاس دیکھے گا یہاں تک کہ انواع و اقسام کی خوراک اسے چھدکائے گا کہ پھر وہ حوض کے کنارے سے دور نہیں ہو گا۔ الحمد للہ

### پانچویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ ابوالقاسم بن قولویہ سے ان کی سند کے ساتھ عبد اللہ بن بکیر سے روایت ہے کہ جب نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں کہا کہ میں نے امام



امام ابو عبد اللہ صادق (علیہ السلام) کی میت میں حج کیا اور عرض کیا اسے فرزند رسول خدا اگر امام حسین علیہ السلام کی قبر میں شکاف کریں تو کیا انہیں ان کی قبر میں کوئی چیز ملے گی تو آپ نے فرمایا اسے بکمر کے بیٹے تیرے سوالی بڑے ہیں۔ بے شک حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے باپ ماں اور بھائی کے ساتھ رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہم کی منزل میں ہیں اور وہ حضرات جناب کے ساتھ رزق کھانے اور نوازے چاتے ہیں اور آپ عرش کی دائیں جانب اس سے ملحق اور چپے ہوئے عرض کرتے ہیں اسے میرے پروردگار جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر اور اپنے زائرین کی طرف دیکھتے ہیں اور انہیں ان کے اور ان کے باپ دادا کے ناموں کے ساتھ اور جو کچھ ان کے مال و اسباب میں ہے اسے اس سے زیادہ پہچانتے ہیں کہ بقنا ان میں سے کوئی شخص اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے اور آپ اس کی طرف دیکھتے ہیں کہ جو آپ پر گریہ کرتا ہے اور خدا سے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے والد گرامی سے سوال کرتے ہیں کہ اس کے لیے طلب مغفرت کریں اور فرماتے ہیں اسے گریہ کرنے والے اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا نے تیرے لیے کیا کچھ چھپا اور آمادہ کیا ہے تو خوش و شادمان ہوگا اس سے زیادہ کہ بقنا تو معزودن ہوا ہے اور آپ اس کے لیے ہر گناہ و خطا کے متعلق استغفار کریں گے۔

### چھٹی حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ حصیل رئیس الحدیث محمد بن علی بن بابویہ قمی عطر اللہ مرقدہ سے مندا ابو الحسن رضا سے منقول ہے آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے مصیبت کو یاد کرے اور اس چیز پر جو ان ظالموں نے ہم پر ظلم کیا ہے گریہ کرے تو وہ ہمارے ساتھ

ہوگا ہمارے درجہ میں قیامت کے دن اور جو شخص ہماری مصیبت دوسروں کو یاد دلانے اور خود رونے اور دوسروں کو بھی رلاتے تو اس کی آنکھ اسی دن نہیں رونے لگی جس دن سب کی آنکھیں رو رہی ہوں گی اور جو شخص اسی مجلس میں بیٹھے کہ جس میں ہمارے امر کا ایثار ہوتا ہے تو اس کا دل نہیں مرے گا اس دن کہ جس دن سب دل مر رہیں گے۔

### ساتویں حدیث:

اپنی سند کے ساتھ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی سے مفید سے ابن قولیہ سے ان کے باپ سے سعد بن برقی سے سلیمان بن مسلم گندی سے ابن غروان سے عیسیٰ بن ابی منصور سے ابان بن تغلب سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کسی غلجی کا آہ کھینچنا اس ظلم و ستم پر کہ جو ہم پر ہوا ہے تسبیح ہے اور ان کا غم و اندوہ عبادت ہے اور ہمارے راز کو چھپانے رکھنا راہ فدا میں جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کو سونے کے پانی کے ساتھ لکھا جانا چاہیئے۔

### آٹھویں حدیث:

اسی سند کے ساتھ شیخ فقیہ ابو القاسم بن قولیہ سے ان کی سند کے ساتھ ابن خاریج سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ حسین بن علیؑ نے فرمایا کہ حسین بن علیؑ نے فرمایا میں آنکھ کی آنسو کا قتل کیا ہوا ہوں میں حزن و ملال غم و اندوہ سے مارا گیا ہوں اور خدا پر لازم ہے کہ کوئی غلجین میری زیارت کو نہ آئے



مگر یہ کہ اس کو شاداں و خوشی کے ساتھ اس کے خاندان کی طرف پٹا دے۔

### قول حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ الطائفہ قدہ سے سفید سے ابو عمرو عثمان دقاق سے  
جعفر بن محمد بن مالک سے احمد بن یحییٰ اودسی سے مخول بن ابراہیم سے ربیع بن خضر  
سے اس کے باپ سے حسین بن علی علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں  
کہ جو اپنی آنکھ سے ہمارے لیے ایک قطرہ ٹپکائے یا فرمایا آنسو کا قطرہ گرائے مگر  
یہ کہ خدا مدتوں اسے جنت میں جگہ دے گا احمد بن یحییٰ اودسی نے کہا میں نے آنجناب  
کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا مخول بن ابراہیم نے اپنے باپ سے آپ سے روایت  
کی ہے (گزشتہ عبارت) فرمایا ہاں میں نے کہا ہے اور اسی صورت میں اسناد  
تیرے اندر میرے درمیان ساقط ہو گئی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حقیق (مدتوں تک)  
اس حدیث میں دوام سے کیا ہے۔

### دوسری حدیث:

اپنی اسناد کے ساتھ ابن قولیہ سے ان کی اسناد کے ساتھ ابو عمارہ منذر سے  
اس نے کہا کہ دن بھی حسین بن علی کا نام ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کے سامنے نہیں  
لیا جاتا تھا کہ اس دن آپ شام ہوئے تک شاداں و خوش ہوتے اور آپ فرمایا  
کرتے تھے۔

یہ حسین پر مومن کی آنسو کے

الحسین عبرۃ کل

گرنے کا سبب ہے!

مؤمن۔

## گیارہویں حدیث:

اپنی اسناد متصل کے ساتھ علی بن ابراہیم سے ان کے باپ سے ابن محبوب سے علامہ سے محمد سے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس مومن کی آنکھ سے اما حین کے شہید ہوتے پر آنسو گر کر اس کے رخسار پر جاری ہو تو خدا اسے جنت کے غروں اور بالا خانوں میں جگہ دے گا کہ مدتوں وہ وہاں رہیں گے اور جس مومن کی آنکھ آنسو بہائے یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر جاری ہو اس رنج و الم اور تکلیف و آزار کی بنا پر جو دشمن کی جانب سے ہیں پہنچی ہے دنیا میں تو خدا جنت میں سچائی و صدق کی منزل میں جگہ دے گا اور جو مومن ہماری راہ میں رنج و الم دیکھے اور اس کی آنکھ گریہ کرے یہاں تک کہ اس کے آنسو اس کے دونوں رخساروں پر بہنے لگے اس زحمت اس زحمت و رنج کی بنا پر کہ جو ہمارے متعلق اسے پہنچا ہے تو خدا قیامت کے دن کے رنج و زحمت کو اس کے چہرہ سے پھیر دے گا اور خدا اسے اپنے غضب اور جہنم کی آگ سے ایمن و مومن قرار دے گا۔

## بارہویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق سے ان کے والد سے عبد اللہ بن جعفر حمیری سے احمد بن اسحاق بن سعد سے بکر بن محمد از دی سے ابو عبد اللہ (صادق) علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فضیل سے فرمایا کیا تم (ایک دوسرے کے ساتھ) بیٹھتے اور ہماری حدیث کہتے ہو اس نے کہا جی ہاں آپ پر قربان جاؤں فرمایا میں ان جیاس کو دوست رکھتا ہوں پس ہمارے امر کا اجرا کرو اے فضیل خدا رحم کرے اسی پر

جو ہمارے ام کا ایسا کرے اسے فضیل جو شخص ہمارا ذکر کرے یا جس کے پاس ہمارا ذکر کیا جائے پس اس کی آنکھ سے مکھی کے پر برابر آنسو نکلے تو خدا اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

### تیسرا ہویں حدیث:

اپنی اسناد کے ساتھ شیخ صدوق سے ان کے اسناد کے ساتھ ابوعمارہ  
منشد سے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے آپ نے مجھے فرمایا اے ابوعمارہ کچھ اشعار  
حسین بن علیؑ کے مرثیہ میں میرے لیے پڑھو راوی کہتا ہے کہ میں نے اشعار پڑھے  
تو آنحضرتؐ نے گریہ کیا پھر میں نے پڑھے پھر آپ نے گریہ کیا خدا کی قسم میں مسلسل  
اشعار پڑھتا رہا اور آنحضرتؐ گریہ کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گریہ کی آواز  
گھر کے اندر سے سنی پس آپ نے فرمایا اے ابوعمارہ جو شخص حسین بن علیؑ کے  
متعلق شعر پڑھے اور پچاس افراد کو لائے اس کے لیے جنت ہے اور جو شخص حسینؑ  
کے بارے میں اشعار پڑھے اور تیس افراد کو لائے اس کے لیے بہشت ہے اور  
جو امام حسینؑ کے بارے میں شعر پڑھے اور بیس افراد کو لائے تو اس کے لیے جنت  
ہے اور جو شخص حسینؑ کے بارے میں شعر پڑھے اور دس افراد کو لائے تو اس کے  
لیے جنت ہے اور جو شخص حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھے اور ایک آدمی  
کو لائے تو اس کے لیے بھی جنت ہے۔ اور جو شخص حسینؑ کے بارے  
میں شعر پڑھے کہ تباہی (رونے والے کی شکل بنائے) کرے تو اس کے لیے  
جنت ہے۔

## پتہ ہول حدیث:

سند متصل کے ساتھ جعفر بن قولویہ سے ہارون بن موسیٰ تلکبری سے محمد بن عمر بن عبداللہ زکشی سے نصر بن صباح سے ابن عیسیٰ سے یحییٰ بن عمران سے محمد بن سنان سے زید شام سے وہ کہتا ہے کہ میں ابو عبداللہ (صاوق) علیہ السلام کے پاس اہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا کہ جعفر بن عثمان آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے اسے اپنے قریب بلایا اس وقت کہا اے جعفر اس نے عرض کیا بے شک خدا مجھے آپ پر قربان کرے فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ توحسینؑ کے مرثیہ میں شعر کہتا ہے اور اچھا کہتا ہے اس نے عرض کیا جی ہاں خدا مجھے آپ کا فدیہ قرار دے فرمایا تو پھر پڑھو! پس میں نے کچھ اشعار پڑھے تو آپ نے گریہ کیا اور جو لوگ! آپ کے گرد بیٹھے تھے انہوں نے بھی گریہ کیا اور آپ کے چہرہ اور ریش مبارک پر آنسو جاری ہوئے اس وقت آپ نے فرمایا اے جعفر خدا کی قسم فرشتے حاضر ہوتے اور حین کے بارے میں تیرا کلام سنتے رہے اور انہوں نے گریہ کیا جس طرح کہ ہم نے گریہ کیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اور اس میں شک نہیں کہ خدا نے اسی وقت جنت تیرے لیے واجب کر دی ہے اور تجھے بخش دیا ہے۔ اے جعفر کیا اس سے زیادہ کہوں میں نے عرض کیا جی ہاں۔ اے میرے آقا دسوار فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو حین کے بارے میں اشعار کہے اور خود روئے اور دوسروں کو رلائے مگر یہ کہ خدا جنت اس پر واجب کر دے گا اور اس کو بخش دے گا۔

## پندرہویں حدیث:

اور نذمتقل کے ساتھ شیخ صدوق سے ابن مسعود سے ابن عامر سے  
اعش سے ابراہیم بن محمود سے روایت ہے اس نے کہا کہ حضرت امام رضاؑ نے  
فرمایا کہ محرم ایک ایسا مہینہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اسی میں جنگ کرنا حرام  
سمجھتے تھے لیکن ہمارا خون اس مہینہ میں حلال سمجھا گیا اور ہماری ہتک حرمت کی گئی  
ہماری اولاد اور خواتین کو امیر و قیدی بنایا گیا ہے۔ ہمارے خیموں کو آگ لگائی  
گئی اور جو کچھ ان میں تھا اسے لوٹا گیا اور رسول خدا کی حرمت کی بھی ہمارے  
بارے میں رعایت نہ کی گئی۔

حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے دن نے ہماری آنکھوں کو آزرہ  
کیا اور ہمارے آنسو جاری کیے۔ ہمارے عزت دار زمین کر بلا میں ذیلِ خوار  
ہوئے اور بلا مصیبت ہمیں نصیب ہوئی۔ معین دن تک پس گریہ کرنے والوں  
کو حسینؑ پر گریہ کرنا چاہیے کیونکہ ان پر گریہ کرنا بڑے بڑے گناہ جھاڑ دیتا  
ہے۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا جب ماہ محرم ہوتا تو میرے والد محترم کو  
کوئی ہنستا ہوا نہ دیکھتا اور آپ پر غم و اندوہ غالب ہوتا یہاں تک کہ دس  
دن گزر جاتے اور جب دسویں کا دن ہوتا وہ دن آپ کی مصیبت غم و اندوہ  
اور گریہ کا ہوتا اور آپ فرماتے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس دن حسینؑ کو شہید  
کیا گیا۔

### سولہویں حدیث :

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق عطر اللہ مقدسہ سے طالقانی سے احمد ہمدانی سے علی بن حسن فضال سے اس کے باپ سے حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا جو شخص عاشورہ کے دن اپنے حوائج و ضروریات کے پورا کرنے میں کوشش کو ترک کر دے خداوند تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے حوائج و ضروریات بر لائے گا۔

جس شخص کا عاشورہ کا دن مصیبت غم و اندوہ اور گریہ کا دن ہو خدا قیامت کا دن اس کی خوشی و سرور کا دن قرار دے گا اور اس کی آنکھ ہماری دجس سے جنت میں ٹھنڈی ہوگی۔

اور جو شخص عاشورہ کے دن کو برکت کا دن قرار دے اور اپنے گھر کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کرے تو خدا اس چیز کو اس کے لیے مبارک نہیں قرار دے گا اور وہ قیامت کے دن یزید، عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد لعنہم اللہ کے ساتھ عاشورہ ہوگا درک اسفل جہنم میں۔

### سترہویں حدیث :

اسناد متصل کے ساتھ صدوق سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ بن عمران نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا اور کہا اے میرے پروردگار میرا بھائی گزر گیا ہے اسے بخش دے ان کی جانب وحی آئی اے موسیٰ اگر تو اولین و آخرین کے لیے درخواست کرے تو میں قبول کر لوں گا سوائے حسینؑ

حسین بن علی کے قاتل کے کیونکر میں ان کے قاتل سے ضرور انتقام لوں گا۔

**اٹھارہویں حدیث:**

مذمتل کے ساتھ ابن قولیہ سے ان کی اسناد سے ابو عبد اللہ (صادق) سے آپ نے فرمایا کہ یحییٰ بن زکریا کا قاتل حرازادہ اور امام حسین بن علی کا قاتل بھی حرازادہ تھا آسمان نے گریہ نہیں کیا مگر ان (یحییٰ و حسین) دونوں پر۔

**انیسویں حدیث:**

مذمتل کے ساتھ ابن قولیہ سے اس کی اسناد سے داؤد رقی سے وہ کہتا ہے میں حضرت ابو عبد اللہ (صادق) کے پاس تھا آپ نے پانی مانگا جب پلایا تو میں نے دیکھا کہ آپ پر گریہ طاری ہوا اور آپ کی آنکھیں آنسو سے پُر ہو گئیں، پھر فرمایا اے داؤد خدا لعنت کرے قاتل حسین پر جو زندہ بھی پانی پیئے اور حسین کو یاد کرے اور آپ کے قاتل پر لعنت کرے تو خدا اس کے لیے ایک لاکھ حسد و نیک لکھتا ہے اور اس کے ایک لاکھ گنہ محو کرتا ہے اور ایک لاکھ درجہ اس کا مقام و منزلت اوپر بجاتا ہے اور اس طرح ہے کہ گویا اس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے اور خدا سے خرم و خوش دل محسوس کر دے گا۔

**بیسویں حدیث:**

مذمتل کے ساتھ ابن قولیہ سے محمد بن یعقوب کلینی سے اس کے اسناد کے ساتھ داؤد بن فرق سے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت ابو عبد اللہ (صادق) کے گھر

میں بیٹھا تھا تو میں نے (راعی) کو تڑکچھا کہ وہ ہمہ گم رہا ہے آنجناب نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اسے داؤد تو جانتا ہے کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا بخدا نہیں فرمایا امام حسینؑ کے قاتلوں پر نفرین و لعنت کرتا ہے پس اپنے گھروں میں اس قسم کے کبوتر رکھو۔

### اکیسویں حدیث:

مستقل کے ساتھ آیت اللہ علامہ (علی) سے خواجہ نصیر الدین طوسی سے شیخ برہان الدین قزوينی جس نے رمی میں سکونت کر لی تھی شیخ منتجب الدین علی بن عبد اللہ بن حسن علی ان کے باپ سے ان کے دار سے شیخ کراچکی سے انہوں نے کہا محمد بن عباسی نے اپنی اسناد کے ساتھ حسن بن محبوب سے روایت کی ہے ان کی اسناد سے مندرجہ سے دارم بن فرقد نے وہ کہتا ہے کہ حضرت ابو عبد اللہؑ نے فرمایا ہے کہ سورہ فجر کو فراموش نہ کرنا اور اہل بیتؑ کو نہ دیکھنا کہ وہ امام حسینؑ بن علیؑ کا سورہ ہے اور اس کی طرف رغبت رکھا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے پس ابو اسامہ نے آپ سے عرض کیا جو کہ اس مجلس میں حاضر تھا کس طرح یہ سورہ حسینؑ کے ساتھ مخصوص ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول کو تو نے سنا نہیں:

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ائِسىٰ نَفْسٍ مُّطْمَئِنِّ

اس سے مراد حسینؑ بن علیؑ ہیں وہ جناب ہیں صاحب نفس مطمئنہ راضیہ مرضیہ اور آل محمد علیہم السلام میں سے آپ کے ساتھی وہ ہیں کہ جو قیامت کے دن خدا تعالیٰ سے راضی ہوں گے اور خدا بھی ان سے راضی ہوگا اور یہ سورہ مخصوص ہے حسینؑ بن علیؑ آپ کے شیعوں اور آل محمد علیہم السلام کے شیعوں کے ساتھ جو شخص سبۃ الفجر



کی تبادلت کرے وہ جنت میں ہمیشہ امام حسین بن علیؑ کے ساتھ رہے گا اور خدا غالب و حکیم ہے۔

### بائیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ طوسی سے ان کی اسناد کے ساتھ محمد بن مسلم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر (باقرا) اور جعفر بن محمد علیہما السلام کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا نے حسین علیہ السلام سے شہید ہونے کے عوض اور بدلہ یہ دیا کہ امامت آپ کی ذریت میں ہے اور شفا آپ کی تربت میں ہے اور دعا کا قبول ہونا آپ کے قبہ کے نیچے ہے اور جن دنوں زائران کی زیارت جائے اور واپس لوٹتا ہے۔ اس کی عمر میں جناب نہ جوتھے محمد بن مسلم نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا یہ سب کچھ تو آنحضرت کی وجہ سے لوگوں کو پہنچے گا خود آنجناب کے لیے کیا ہے فرمایا خدا انہیں اپنے پیغمبر کے ساتھ ملحق کرے گا لہذا وہ جناب آنحضرت کے ساتھ ہوں گے ان کے درجے اور منزلت میں اور پھر آپ نے اس آیت کی تبادلت فرمائی:

والذین آمنوا واتبعہم	جو لوگ ایمان اور ان کی ذریت
ذریعتہم بایمان	اور اولاد و ایمان میں ان کی پیروی
الحقنا بہم	کی تو ہم ان کی ذریت کو ان سے
ذریعتہم	ملحق کریں گے۔

### تیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ احمد محقق سے محمد بن عبد اللہ بن زہرہ علی سے ابن

شہر آشوب سے احمد بن ابوطالب طبری سے کتاب احتجاج کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں سعد بن عبداللہ اشعری سے حضرت مہدی سلام اللہ علیہ کے حضور میں شرفیاب ہونے کی حکایت میں ہے کہ (سعد نے) کہا مجھے کہیں کی تاویل کے بارے میں خبر دیجئے تو حضرت نے فرمایا یہ حدوث اخبار غیب میں سے ہیں کہ جن پر خدا نے اپنے بندے ذکر کیا کو گاہ کیا اور اس کی حکایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان کی اور یہ واقعہ اس طرح کہ حضرت ذکر کیا نے خدا سے درخواست کی کہ انہیں پختہ پاک کے ناموں کی تعلیم دے جبریل ان پر نازل ہوئے اور انہیں وہ نام سکھائے اور حضرت ذکر کیا جس وقت محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ کا نام لیتے تو ان کا غم داندوہ برطرف اور نالہ ہو جاتا اور جب حسین علیہ السلام کا نام لیتے تو گریہ انہیں گلوگیر ہو جاتا ہے اور ان کا سانس اکھڑنے لگتا ہے ایک دن انہوں نے کہا اے میرے پردہ گار کیا بات ہے جب میں انہیں سے دو چار افراد کا نام لیتا ہوں تو غم داندوہ سے مجھے تسلیت ہوتی ہے اور جب حسین علیہ السلام کو میں یاد کرتا ہوں تو میرے آنسو گرنے لگتے ہیں اور فریاد و نالہ بلند ہو جاتا ہے تو خدا تبارک و تعالیٰ نے انہیں خبر دی اور فرمایا کہ میں پس کا وہ نام ہے کہ بلا کا اور ہا عزت کی ہلاکت و تباہی کی اور یازید ہے کہ جس نے حسینؑ پر ظلم و ستم کیا اور عین عطش و پیاسی ہے اور ماد و صبر و شکیبائی ہے آنجناب کی۔

جب حضرت ذکر کیا نے یہ ساتویں دن تک اپنی مسجد (عبادت گاہ) سے باہر نہ آئے اور لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا اور گریہ و فریاد نالہ کرتے رہے اور ان کا مرثیہ پڑھے کہ خداوند کیا تو اپنے بہترین خلق کو اس کے اس بچے فرزند کو مصیبت میں مبتلا کرے گا کیا اس قسم کی بلا و مصیبت اس کے

گھر پر نازل کرے گا کیا علی وفاطہ علیہما السلام کو سوگوار سی کا لباس پہنائے گا اور اس کا غم و اندوہ ان کی منزل میں لے آئے گا پھر کہتے ہیں:

اسے میرے خداوند مجھے ایک بیٹا عطا کر کہ جس سے بڑھاپے میں میری آنکھ ٹھنڈی اور روشن ہو جب مجھے فرزند دے تو مجھے اس کی محبت میں مبتلا کر دے اور پھر اس کی موت سے مجھے اندوہ نہ ہو کہ جیسا کہ تو نے اپنے حبیب محمد کو ان کے فرزند کی وجہ سے اندوہ نہ کیا ہے پس خدا نے حضرت یحییٰ انہیں عطا کیا اور ان کی مصیبت میں انہیں مبتلا کیا اور حضرت یحییٰ کی مدت حمل چھ ماہ تھی جیسا کہ حسینؑ کی مدت حمل بھی چھ ماہ تھی!

### چوبیسویں حدیث:

انسان متصل کے ساتھ صدق سے ان کی انسان کے ساتھ ابوالجوارود سے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے راوی نے کہا کہ پیغمبر اکرم ام سلمہ کے گھر میرے تشریف فرما تھے کہ آپ نے ام سلمہ سے فرمایا کوئی شخص میرے پاس نہ آنے پائے پس حسینؑ آئے تو میں انہیں رد کر دی کہ یہاں تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور ام سلمہ بھی ان کے پیچھے پیچھے وارد ہوئیں اچانک دیکھا کہ حسینؑ آنحضرت کے سبب پر بیٹھے ہیں اور پیغمبر گریہ کر رہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے کہ جسے الٹ پھیر رہے ہیں اس وقت آپ نے فرمایا اے ام سلمہ یہ ہیں جبریل جو مجھے خبر دے رہے ہیں کہ یہ فرزند شہید کر دیا جائے گا اور میری تربت مٹی اس کے مقتل کی ہے اس کو اپنے پاس رکھو جس وقت یہ خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا حبیب (حسین) شہید ہو گیا ہے ام سلمہ نے عرض کیا اے رسول خدا سے دعا کیجئے

کہ وہ اس مصیبت کو اس سے دور کر دے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا سے یہ درخواست کی ہے لیکن اس نے میری طرف دھی کی ہے کہ شہادت کی بنا پر اس کا ایک ایسا درجہ ہے کہ جن تک مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکے گا اور اس کے کچھ شیعہ ہیں کہ جو شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول ہوگی اور حضرت ہمدانی حسینؑ کی ذریت و اولاد میں سے ہیں پس کیا کہنا اس کا کہ جو حسینؑ کے دوستوں میں سے ہو اور آپ کا شیعہ ہو وہی ہیں خدا کی قسم قیامت کے دن کامیاب۔

### پچیسویں حدیث:

سند متصل کے ساتھ شیخ صدوق سے اس کی اسناد کے ساتھ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے آپ نے فرمایا وہ اسماعیلؑ کب سے خدا نے اپنی کتاب میں : واذکرفی : کتاب اسماعیل اندکان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً کے ساتھ بیان کیا ہے وہ اسماعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے فرزند نہیں ہیں بلکہ وہ ایک دوسرے پیغمبر ہیں خدا کے پیغمبروں میں سے کب سے خدا نے مبعوث کیا اور ان کی قوم نے انہیں پکار کر ان کے سر اور چہرہ کا چڑا اتارا تو ایک فرشتہ آنجناب کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ جل جلالہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ جو کچھ آپ کا حجامی چاہے فرائض کریں تو آنجناب نے کہا میں اس کی جو کچھ حسین علیہ السلام سے کریں گے تمہاری کرتا ہوں۔

### چھبیسویں حدیث:

ابو جعفر طوسی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت زینب بنت جحشؑ زوجہ پیغمبرؐ

سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں ایک دن پیغمبر اکرم میرے ہاں سوتے ہوئے  
 تھے کہ حسین آگئے ہیں انہیں مشغول رکھنے کی کوشش کرتی کہ کہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو بیدار نہ کریں اچانک میں ان سے غافل ہوئی اور وہ کمرے میں داخل ہو گئے میں  
 بھی ان کے پیچھے پیچھے گئی میں نے انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ پیغمبر کے شکم پر  
 بیٹھے ہیں۔

پیغمبر وضو کر کے نماز پڑھتے تھے جب سجدہ میں گئے تو حسین انحضرت کی  
 پشت پر بیٹھ گئے آپ اتنی دیر سجدے میں رہے کہ حسین خود اتر آئے اور جب  
 آپ کھڑے ہوئے تو حسین ٹوٹ آئے اور پیغمبر نے حسین کو اٹھالیا یہاں  
 تک کہ آپ نماز سے فارغ ہوئے پس پیغمبر نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور آپ  
 کہتے تھے اے جبریل مجھے دکھاؤ مجھے دکھاؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج  
 میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایسا کام کیا کہ جو میں پہلے نہیں دیکھا تھا فرمایا  
 ہاں جبریل میرے پاس آئے اور مجھے حسین کی تعزیت کہی اور بتایا کہ میری امت  
 اسے قتل کرے گی اور سننے لگی بھی لایا۔

### ستاہیسوی حدیث :

ابن قولویہ نے اپنی اسناد کے ساتھ علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے  
 آپ نے فرمایا ایک دن رسول خدا ہم لوگوں کو دیکھنے کے لیے آئے پس میرے  
 کھانا ان کے پاس لے آیا اور ام بنی ایک ظرف کھجوروں کا ایک پیالہ دودھ  
 کا اور مکھن (یا ملائی) ہمارے لیے ہدیہ لائی کہ جسے ہم نے آپ کے سامنے  
 رکھا تاکہ آپ تناول فرمائیں اور جب آپ فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہو گیا اور

آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا جائے جب آپ ہاتھ دھو چکے تو ہاتھوں کو تری چہرہ اقدس اور ریش مبارک پر پٹی پھر آپ مسجد میں گھر سے ساتھ ہی سجدہ میں گئے اور بہت زیادہ گریہ کیا اور پھر سر اٹھایا اور ہم اہل بیت میں سے کسی نے جرات نہ کی کہ آپ سے پوچھے پس حسین کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ جا کر آنحضرت کے زانو پر بیٹھ گئے ان کا سر اپنے سینے سے چٹایا اور اپنی ٹھوڑی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر رکھی اور کہا اے بابا جان آپ کس بنا پر گریہ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میں نے تم لوگوں کو دیکھا اور تمہیں دیکھ کر میں مسرور اور خوش ہوا اس طرح کہ اس سے پہلے بھی ایسا خوش نہیں ہوا تھا پس جبرائیل تجھ پر نازل ہوا اور مجھے خبر دی کہ تم لوگوں کو قتل کر دیا جائے گا اور تمہارے قتل ہونے کی جگہیں ایک دوسرے سے دور ہیں پس میں نے خدا کا شکر ادا کیا ہے اور اس سے تمہارے لیے خیر بھلائی چاہی ہے۔

حسینؑ نے کہا اے بابا جان پس ہماری قبروں کو کون دیکھے گا انکی زیارت کون کرے گا اور کون ہیں دیکھنے آئے گا اس دوری اور جدائی کے ہوتے ہوئے تو آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ گروہ کہ اس سے جن کا مقصد میرے ساتھ نجاتی کرنا اور وصل و صلہ کرنا ہو گا اور میں بھی موقع (حشر) میں انہیں دیکھنے جاؤں گا اور ان کے بازو پکڑ کر موقع کی ہوں کیوں اور شہداء سے انہیں رہائی دلاؤں گا۔

اٹھائیسویں حدیث:

مذمتقل کے ساتھ ابو عبد اللہ مفید (قدہ) سے کتاب ارشاد میں کہا ہے روایت کی ہے اور داعی نے عبد اللہ بن شذاونے ام الفضل بنت حارث نے وہ کہتی ہے کہ میں رسول خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ صلوات

میں نے ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیا ہے اس نے کہا وہ خواب بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے اس نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ ایک بدن سے ایک ٹکڑا کے میرے دامن میں رکھ دیا گیا ہے۔ رسول خدا نے فرمایا خیر ہے جو کچھ تو نے دیکھا ہے فاطمہ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا وہ تیرے دامن تربیت میں ہوگا پس فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حسین کو جنم دیا ام الفضل کہتی ہے وہ میرے دامن میں تھا جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا۔

پس ایک دن میں اسے رسول خدا کی خدمت میں لے کر گئی اچانک میری نگاہ آپ کی آنکھوں پر پڑی میں نے دیکھا کہ آنسو گر رہے ہیں میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ آپ کو کیا ہوا فرمایا جبرائیل میرے پاس آیا ہے اور بتایا ہے کہ میری امت میرے بیٹے کو قتل کرے گی اور سرخ رنگ کی مٹی بھر تربت دٹی لایا ہے۔

### انتیسویں حدیث :

زند متصل کے ساتھ شیخ مفید سے کتاب ارشاد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں سے باہر چلے گئے اور آپ کی غیبت نے طول کھینچا پھر آپ آئے تو بال پریشان اور آپ گرد آلود تھے اور آپ کی مٹی بند تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ میں آپ کو بال پریشان اور گرد آلود دیکھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا اس وقت رات رات مجھے عراق کی جگہ پرے لگنے کہ جسے کہلاتے ہیں اور وہاں میرے فرزند حسین اور میری اولاد اہل بیت کی ایک جماعت کی قتل گاہ بن گئی

دکھائی اور میں نے ان کا خون اٹھایا ہے اور اس وقت وہ میرے ہاتھ میں ہے اور آپ نے ہاتھ کھولا اور فرمایا اسے لے لو اور اس کو محفوظ رکھو پس میں نے آپ سے وہ چیز لے لی دیکھا کہ وہ مٹی ہے لیکن سرخ رنگ کی اور اسے میں نے ایک شیشی میں رکھ لیا اور اس کا سر باندھ دیا اور اس کو محفوظ رکھا جب حسینؑ عراق کی جانب گئے تو میں شیشی کو باہر نکالا کرتی اور ہر روز اور ہر شب اسے سونگھتی اور اس کو دیکھتی اور آنجناب کی مصیبت پر میں نے گریہ کرتی پس جب دس محرم کا دن ہوا اور یہ وہ دن ہے کہ جس میں حسینؑ مارے گئے اس کو دن کے پہلے حصے میں میں نے باہر نکالا تو وہی جوں کی توں تھی اور جب دن کے آخری حصہ میں باہر نکالا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ تازہ سرخ خون ہے میں نے اپنے گھر میں فریاد بند کی اور روستے لگی لیکن اپنے غم و اندہ کو پوشیدہ کر رکھا کہ کہیں دشمن مدینہ میں سن لیں اور خوشی کرنے میں جلدی کریں پس اس دن اور ہر وقت کو ہمیشہ اپنے دل میں محفوظ کر رکھا یہاں تک کہ آنجناب کی شہادت کی خبر لائے اور حقیقت آشکارا اور واضح ہوئی۔

### تیسویں حدیث:

اسناد متصل کے ساتھ شیخ مفیدؒ سے کتاب ارشاد میں کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دن آپ بیٹھے ہوئے تھے اور علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ آپ کے گرد جمع تھے تو آپ نے ان حضرات سے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تم سب مارے جاؤ گے اور تمہاری قبریں ایک دوسرے سے دور ہوں گی تو حسینؑ نے عرض کیا کیا ہم طبعی موت سے رحلت کریں گے یا ہمیں قتل کیا جائے گا آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تم ظلم و ستم



سے قتل کیے جاؤ گے اور تمہارا بھائی بھی جو روستم سے قتل کیا جائے گا۔

### اکیسویں حدیث :

مجلس رحمة اللہ بھاری میں کہتے ہیں صاحب درثین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول : فخلق آدم من ربه كلمات - کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کے نام دیکھے اور جبریلؑ نے اپنی تلقین کی کہ کہو "یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطمہ بحق فاطمہ یا محسن بحق الحسن والحسين ومنك الاحسان" جب انہوں نے حسینؑ کا نام لیا تو ان کے آنسو جاری ہو گئے اور ان کا دل ٹوٹ گیا اور کہا اے میرے بھائی جبریلؑ یا پانچویں کے ذکر کے وقت میرا دل ٹوٹ جاتا ہے اور میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں جبریلؑ نے کہا آپ کے اس فرزند کو ایسی مصیبت لاحق ہوگی کہ جس کے مقابلے میں تمام مصائب، پچ اور چھوٹے ہوں گے آدمؑ نے کہا آپ کے اے بھائی وہ کون سی مصیبت ہے کہادہ پیاسہ سفر اور اکیلا ہو کر مارا جائے گا اور اس کا کوئی یارومین و مددگار نہیں ہوگا کاش آپ اسے دیکھنے کو کہہ رہا ہے ہائے پیاس ہائے بے یارمی یہاں تک کہ پیاس اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی مانند جائل ہو جائے گی پس کوئی اس کو جواب نہیں دے گا مگر توار اور شربت شہادت نوش کرنے کا اور اسے گوسفند کی مانند۔ پس پشت فزع کریں گے اور اس کا مل و اسباب دشمن لوٹ لیں گے اور واحد اس کے اور اس کے انصار کے سردار کی شہرہ میں تشہیر کریں گے جب ان کے ساتھ خواتین ہوں گی خداوند منان کے علم میں اسی طرح گزرا ہے پس حضرت آدمؑ اور جبریلؑ

اس طرح روئے کہ جیسے وہ مال روتی ہے کہ جس کا بیٹا مر جائے۔

ادب و ادیت ہوئی ہے بعض ثقات اختیار سے کہ عید کے دن حسن و حسین اپنے نانا کے حجرے میں داخل ہوئے اور عرض کیا نانا جان آج عید کا دن ہے اور عربوں کے بچوں نے رنگ دار کپڑے پہن رکھے ہیں اور سنئے لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں جب کہ ہمارے پاسی نیا لباس نہیں ہے اس لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں، پس آپ نے ایک لمحہ ان کی حالت پر غور و تامل کیا اور روئے کہ گھر میں ان کے مناسب لباس نہیں تھا اور آپ یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ انہیں ناامید کریں اور ان کا دل توڑیں پس اپنے پروردگار سے سوال کیا اور عرض کیا اے میرے خدا ان کا اور ان کی مادر گرامی کا دل نہ توڑا۔

پس جبریل نازل ہوئے اور ان کے ساتھ دو سفید صمد تھے جنت کے حلوں اور لباسوں میں سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور ان سے کہا اے جو انسان جنت کے سردار و یہ لباس کی جنہیں خیاط (درزی) قدرت نے تمہارے قد و قامت کے مطابق سیاہ لے لیا اور چونکہ ان خلعتوں کو شہزادوں نے سفید دیکھا عرض کیا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے عربوں کے بچوں نے تو رنگین لباس پہنتے ہوئے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی ان کے معاملے کی سوچ میں سر پٹے کیے دکھا جبرائیل نے عرض کیا اے محمد آپ دل خوش رکھیں اور آپ کی آنکھ روشن و ٹھنڈی ہو:

صانع صفة الله الله کے رنگ میں رنگنے والا

ان کے لیے اس کام کو انجام دے گا اور ان کے دل کو خوش کرے گا ہر اس رنگ سے کہ جو وہ چاہیں گے پس حکم دیجئے تاکہ طشت اور آفتاب لے آئیں یہ چیزیں

آگئیں تو جبرائیل پانی ڈالنے لگے اور پیغمبرؐ نے حق کی طرف رخ کیا اور فرمایا اے آنکھوں کے نور تم کس رنگ کا لباس چاہتے ہو آپ نے عرض کیا میں بنر رنگ کا لباس چاہتا ہوں تو پیغمبرؐ نے اس لباس کو پانی میں اپنے ہاتھ سے بھگوایا تو اس نے قدرت خدا سے بہترین بنر رنگ سے رنگ گیا زبردی کا مانند پیغمبرؐ نے اسے باہر نکالا اور حق کو دیا اور انہوں نے اسے پہن لیا پھر حسینؑ کا صلہ و لباس طشت میں رکھا اور جبرائیل پانی ڈالنے لگے اور آنحضرتؐ نے حسینؑ کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا آنکھوں کی روشنی اور اس وقت حسینؑ پانچ سال کے تھے تم اپنا لباس کس رنگ کا چاہتے ہو تو انہوں نے عرض کیا نانا جان میں سرخ رنگ کا چاہتا ہوں پس پیغمبرؐ نے اسے اپنے ہاتھ سے پانی میں بھگوایا اور وہ لباس سرخ ہو گیا یا تو کی طرح تو حسینؑ نے اسے پہن لیا اور پیغمبرؑ اکرمؐ خوش ہوئے اور حسینؑ بھی خوش و خرم اپنی والدہ کے پاس گئے جبرائیلؑ نے جب یہ حالت دیکھی تو رونے لگے پیغمبرؐ نے فرمایا اے جبرائیلؑ اس جیسے دن میں کہ جب میرے بچے خوش و شاداں ہیں آپ گریاں و غم ناک ہیں خدا کی قسم مجھے اس کے سبب سے آگاہ کرو جبرائیلؑ نے عرض کیا :

اے رسول خداؐ آپ کے بیٹوں میں سے ہر ایک نے ایک رنگ انتخاب کیا ہے آخر کار حسنؑ کو زہر پلائیں گے اور اس کے اثر سے ان کا رنگ بنر ہو جائے گا اور حسینؑ کو (تیغ جفا سے) شہید کریں گے اور ذبح کریں گے اور ان کا بدن ان کے خون سے رنگین ہوگا تو پیغمبرؐ بھی رو پڑے اور آپ کے غم و اندوہ میں اضافہ ہوا

## تیسویں حدیث:

نزد متصل کے ساتھ ابن عباس سے رطایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھا اس وقت جب آپ صغین کی طرف جا رہے تھے جب مینوی میں فرات کے کنارے آپ نے نزول ابدال فرمایا تو بلند آواز سے فرمایا اے ابن عباس کیا تم اس زمین کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا کہ میں نہیں پہچانتا اے امیر المؤمنین تو فرمایا کہ اگر تو بھی میری طرح اسے پہچانتا ہو تا تو گریہ کیے بغیر اس سے آگے نہ جانا۔

ابن عباس کہتے ہیں پس امیر المؤمنین نے اتنا گریہ کیا کہ آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی اور آنسو آپ کے سینہ پر گرنے لگے اور ہم بھی رونے لگے اور آپ فرماتے جاتے تھے ہمارے آل ابوسفیان کو مجھ سے کیا سر دکاہ آل حرب کو مجھ سے کیا سر دکاہ جو کہ شیطان کے پیروار دایا رکفر گردہ ہیں اے ابو عبد اللہ صبر و شکیبائی اختیار کر تیرا باپ ان لوگوں سے دہی کچھ دیکھے گا کہ جو کچھ تو دیکھے گا پھر آپ نے پانی منگوایا اور نماز کے لیے وضو کیا اور جتنا خدا نے چاہا نماز پڑھی پھر دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا۔

گفتگو کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سو گئے دوبارہ اٹھے اور فرمایا اے ابن عباس میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں فرمایا جو کچھ میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے تجھ سے بیان نہ کروں میں نے عرض کیا آپ کو نیند آگئی تھی اور جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا ہے خیر ہے خیر ہے اے امیر المؤمنین آپ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے گویا کچھ مرد آسمان سے نازل ہوئے ہیں کہ جن کے ہاتھوں میں سفید علم ہے اور سفید وچک دار تنواری حائل کیے ہوئے ہیں اور اس زمین کے گرد انہوں نے ایک خط کھینچا ہے اس وقت میں نے دیکھا ہے کہ ان کھجور کے درختوں کے

شاخیں زمین تک پہنچ رہی ہیں اور تازہ و سرخ خون میں غلطیاں ہوتی ہیں اور گویا میں اپنے فرزند اور بچہ اور بدن کے ٹکڑے کو دیکھتا ہوں کہ اس خون میں غرق شدہ فریاد کر رہے ہیں لیکن کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچاتا اور گویا سفید رنگ کے مرد آسمان سے اتر کر انہیں پکار کر کہتے ہیں اے آل رسول میری ٹھیکرانی اختیار کرو کہ تم بدترین لوگوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اے ابابعد اللہ یہ جنت آپ کی مشتاق ہے پھر وہ مجھے تسلی دیتے اور مجھ سے تعزیت کرتے اور کہتے تھے اے ابوالحسن آپ کو خوشخبری ہو خدا آپ کی آنکھوں کو روشنی بخشے اور ٹھنڈا کرے اس دن کہ جس میں لوگ پردہ گاہ کے حکم سے قبروں سے اٹھیں گے بس میں بیدار ہو گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں علیؑ کی جان ہے کہ صادق مصدق ابوالقاسم راضی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ میں اس زمین کو اس وقت دیکھوں گا کہ جب اہل نبی و سرکشی کی طرف نکلوں گا اور یہ زمین کرب و بلا ہے کہ جس میں حسینؑ اور سترہ افراد میری اور فاطمہؑ کی اولاد میں سے سپرد خاک ہوں گے اور یہ زمین آسمانوں میں مشہور و معروف زمین ہے۔

وہ زمین کربلا کو اس طرح یاد کرتے ہیں کہ جس طرح اہل زمین حرمین (مکہ و مدینہ) اور بیت المقدس کو یاد کرتے ہیں (الحديث)

### تیسویں حدیث:

شیخ صدوق نے اسناد کے ساتھ ہر ثمر بن ابی سلم سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ مل کر ہم نے صفین کی جنگ کی جب ہم واپس لوٹے تو آپؑ کربلا میں اترے اور صبح کی نماز پڑھی

پھر مٹی بھر مٹی اٹھائی اور اسے سوگھا اور فرمایا افسوس ہے تیرے لیے اسے مٹی تھے  
 سے ایک گروہ محشور ہوگا جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوگا پھر میں اپنی  
 بیوی کے پاس آیا کہ جو شیعیان علیؑ میں سے تھی اور اس سے کہا کہ یہی تجھ سے حدیث  
 بیان نہ کروں ایک چیز کی تیرے مولا ابوالحسن سے وہ جناب کر بلا میں اترے اور  
 نماز پڑھی پھر اس کی مٹی اٹھائی اور کہا افسوس ہے تیرے لیے اسے تربت تھے  
 سے ایک ایسا گروہ محشور ہوگا کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا اس خاتون  
 نے کہا اے مرد امیر المؤمنین سوائے حق بات کے کچھ نہیں کہتے جب حسین علیہ السلام  
 عراق میں آئے تو ہر طرف نے کہا کہ میں اس جماعت میں تھا کہ جسے عبید اللہ بن زیاد نے  
 بھیجا تھا۔

جب میں نے اس جگہ اور ان درختوں کو دیکھا تو وہ حدیث مجھے یاد آئی میں  
 اپنے اونٹ پر بیٹھا اور حسینؑ کے پاس گیا اور ان پر سلام کیا اور جو کچھ میں نے  
 ان کے والد بزرگوار سے سنا تھا اس منزل میں کہ جہاں حسینؑ اترے ہوئے تھے  
 ان سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ ہے تو یا ہمارے خلاف میں  
 نے عرض کیا نہ آپ کے ساتھ ہوں اور نہ ہی آپ کے برخلاف چھوڑے بچے اپنے  
 پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ عبید اللہ بن زیاد سے ان کے متعلق مجھے خوف ہے۔ فرمایا  
 ایسی جگہ چلا جا کہ جہاں سے ہمارا متعلق تجھے نظر نہ آئے اور ہماری فریاد نہ سنے  
 اور ہماری مدد نہ کرے۔ اس قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے جو  
 شخص ہماری عزت کی فریاد نہ سنے اور ہماری مدد نہ کرے مگر یہ کہ خدا اسے منہ کے  
 بل جہنم میں ڈالے گا۔

## چونیسویں حدیث:

شیخ مفید نے ذکر یابن سحی قطان سے فضیل بن زبیر سے ابوالحکم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اپنے علماء اور شیوخ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے خطبہ دیا اور اس خطبہ میں کہا کہ مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ مجھے نہ یاد خدا کی قسم تم نہیں پوچھو گے کسی گروہ کے متعلق کہ جس نے سو افراد کو گمراہ کیا ہے یا سو افراد کی رہنمائی کی ہے مگر یہ کہ میں نہیں خبر دوں گا کہ اس کا داعی اور مؤسس کون ہے اور کون اس کی تدبیر کرے گا قیامت تک پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ مجھے خبر دیجیے کہ میرے سردار و اڑھی میں کتنے بال ہیں امیر المؤمنینؑ نے فرمایا خدا کی قسم میرے خلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے اس چیز کے متعلق کہ جو تو نے مجھ سے پوچھی ہے اور تیرے سر کے بال کے سرے پر ایک فرشتہ ہے کہ جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور تیری داڑھی کے ہر بال کے سرے پر ایک شیطان ہے کہ جو تجھے شر اور برائی کے لیے برا لگینے کرتا ہے اور تیرے گھر میں ایک بچہ اڑ تیرا لڑکا کہ جو فرزند رسول کو قتل کرے گا اور یہ نشانی برہان صدق ہے اس خبر کی کہ جو میں نے تجھے دی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا کہ جو کچھ تو نے پوچھا ہے (بالوں کی تعداد کے بارے میں) اس کی برہان دو ہیں دشوار ہے تو میں اس کی بھی تجھے خبر دیتا لیکن اس کی درستگی کی نشانی اس خبر کی سچائی ہے کہ جو میں نے تجھے دی ہے تجھ پر لعنت کرنے اور تیرے ملعون بچہ کے بارے میں اور اس کا بیٹا اس وقت بہت چھوٹا تھا جو کہ زمین پر پڑا رہتا تھا اور ابھی تک اس نے چلنا نہیں سیکھا تھا اور

جب حسینؑ کا معاملہ وہاں پہنچا تو وہ لڑکا آنجناب کے قتل کا متولی اور سربراہ بنا اور معاملہ وہاں پہنچا اسی طرح ہوا کہ جس طرح امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا۔

مؤلف کہتا ہے کہ ابن بابویہ سے منقول ہے کہ سوال کرنے والا سعد بن وقاص تھا اور ابن ابی الحدید نے کہلہ سے کہ وہ تمیم بن اسامہ بن زہیر بن دُرید تھی تھا اور اس کے بیٹے کا نام حصین تھا ایک دوسرا قول ہے کہ وہ ننان بن انس تھا مترجم کہتا ہے کہ سعد بن وقاص امیر المومنین اور معاویہ دونوں سے کنراہ کش ہو گیا تھا لہذا اس کا آنجناب کے زیر نبر ہونا محذور سی بات ہے۔

### پینتیسویں حدیث :

ابن قنویہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حسینؑ ان کی خدمت میں جاتے تو انہیں اپنی طرف کھینچ لیتے اور پھر امیر المومنینؑ سے فرماتے اس کو پکڑ رکھو پھر آپ جھک کر ان کے بوسے لیتے اور پھر امیر المومنینؑ اگر یہ فرماتے حسینؑ عرض کرتے بابا جان کیوں روتے اور گریہ کرتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں تیرے بدن میں تلواروں کی جگہ کا بوسہ لیتا ہوں اور گریہ کرتا ہوں امام حسینؑ نے عرض کیا اے بابا جان میں قتل کیا جاؤں گا فرمایا ہاں خدا کی قسم تم تمہارے باپ اور تمہارے بھائی قتل کیے جاؤ گے عرض کیا اے بابا جان ہمارے قتل ہونے کی جگہ الگ الگ ہوگی فرمایا ہاں اے بیٹا تو عرض کیا آپ کی امت میں سے کون ہماری زیارت کرے گا فرمایا میری، تیرے باپ اور تیرے بھائی اور تیری زیارت نہیں کریں گے مگر میری امت میں سے صدیقین !



## چھتیسویں حدیث:

ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہند نے عائشہ سے خواہش کی جو خواب اس نے دیکھا تھا اس کی تعبیر پیغمبر اکرمؐ سے پوچھے بغیر نہ فرمایا اس سے کہو کہ وہ اپنا خواب بیان کرے ہند نے کہا میں نے دیکھا ہے گویا ایک سورج نے میرے سر کے اوپر طلوع کیا ہے اور ایک چاند میری شرم گاہ سے نکلے ہے اور گویا ایک سیارہ ستارہ اس چاند سے الگ ہوا ہے اور اس نے ایک چھوٹے سورج پر جو پہلے سورج سے جدا ہوا حملہ کیا ہے اور اس کو ختم کر دیا ہے پس افق تاریک ہو گیا پھر میں نے دیکھا ہے کہ چند ایک ستارے آسمان میں متحرک ہیں اور سیارہ قمر کے ستارے زمین میں ہیں لیکن ان سیارہ ستاروں نے زمین کی ہر جگہ کو گھیر رکھا ہے پس پیغمبر کی آنکھیں آنسو سے پر ہو گئیں اور دو مرتبہ فرمایا باہر نکل جاؤں!

اسے دشمن خدا تو نے میرے غم و اندوہ کو تازہ کر دیا اور مجھے دوستوں کی موت کی خبر دی ہے جب وہ باہر چلی گئی تو عرض کیا خدایا اس پر اور اس کی نسل پر لعنت بھیج خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو فرمایا وہ سورج جو اس پر طلوع ہوا عیسیٰ ابن ابی طالب ہے اور وہ چاند معاویہ مفتون، قاسی، منکر خدا تعالیٰ ہے اور وہ تاریکی جو کہتی ہے اور سیارہ ستارے کہتے دیکھا ہے کہ اس چاند سے جدا ہو گا اور اس چھوٹے سورج پر کہ جو پہلے سورج سے جدا ہو گا حملہ کیا ہے اور اس کو ختم کر دیا ہے اور (دنیا) سیاہ ہو گئی ہے تو اس واقعہ کی تعبیر یہ ہے کہ میرے بیٹے حسینؑ کو معاویہ کا بیٹا قتل کرے گا تو اس سے سورج سیاہ ہو جائے گا اور

افق دنیا تاریک تاریک ہو جائے گا باقی رہے وہ سیلہ ستارے کہ جو زمین کو ہر جگہ سے گھیر لیں گے تو وہ بنی امیہ ہیں۔

### سینتیسویں حدیث:

شیخ ابن منانے کتاب فیہ الازن میں روایت کی ہے عبداللہ بن عباس سے کہ جب رسول خدا کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے حسینؑ کو اپنے سینہ سے چمٹایا اور آنحضرت کا پسینہ رحلت کے وقت ان پر جاری تھا اور آپ فرما رہے تھے یزید کو مجھ سے کیا کام ہے خدایا اس میں برکت نہ قرار دے خدایا یزید پر لعنت بھیج پھر آپ پر غشی کی سی حالت طاری ہو گئی اور یہ حالت طول پکڑ گئی دوبارہ جب آپ کی حالت سنبھلی تو حسینؑ کو سینہ پر لے لیا اور آپ دونوں آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے اور کہتے تھے البتہ میں اور تجھے قتل کرتے والا خدا کے ہاں ایک دوسرے تک پہنچیں گے۔

### اتھتیسویں حدیث:

مذکورہ کتاب میں سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حسنؑ آئے جب حضور نے انہیں دیکھا تو رو پڑے اور فرمایا میری طرف آؤ میری طرف آؤ اور انہیں اپنے دائیں زانو پر بٹھالیا پھر جب جناب حسینؑ آئے تو جب ان پر نگاہ پڑی تو رو دیے اور جس طرح کہ حسنؑ کو فرمایا تھا ان سے فرمایا اور ان کو بائیں زانو پر بٹھالیا۔ پھر جب جناب فاطمہؑ آئیں تو انہیں دیکھ کر بھی آپ روئے اور اسی طرح کہا

اور انہیں اپنے سامنے بٹھالیا پھر علی علیہ السلام آئے تو انہیں دیکھ کر گریہ کیا اور اسی طرح فرمایا اور انہیں اپنی دائیں طرف بٹھالیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان میں سے کس کو آپ نے نہیں دیکھا مگر یہ کہ گریہ کیا ہے ان کے درمیان کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسے دیکھ کر آپ خوشی ہوں۔

فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے مبعوث برسالت کیا ہے اور سب لوگوں پر انتخاب کیا ہے کوئی شخص رؤے زمین پر مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور میرا گریہ ان مصائب کے لیے ہے کہ جو میرے بعد انہیں پہنچیں گے اور مجھے یاد آیا وہ کچھ کہ جس کے وہ میرے اسی فرزند حسینؑ سے متکبر ہوں گے گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ میرے حرم و قبر میں پناہ چاہتا ہے اور کوئی اسے پناہ نہیں دیتا اور اسی زمین کی طرف کہ جو اس کا مقتل و مصرعہ ہے۔ جلے گا اور وہ زمین کرب و بلا ہے مسلمانوں کا ایک گروہ اس کی مدد کرے گا کہ جو میری امت کے تمام شہداء کے سردار اور ان سے بہتر ہوں گے قیامت کے دن، گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ اس کی طرف تیر پھینکا گیا اور وہ گھوڑے سے نیچے گرا ہے پھر اسے مظلوم کہے گو سفند کی مانند فوج کریں گے پھر آپ آہ و نالہ کرنے اور رونے لگے اور جو آپ کے گرد تھے انہیں بھی رلایا اور ان کی فریاد بلند ہوئی پس آپ کھڑے ہو گئے اور کہہ رہے تھے خدایا میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں اس چیز کی کہ جو میرے اہل بیت پر میرے بعد واقع ہوگی۔

## انتالیسویں حدیث :

بیزند کورہ کتاب میں کہا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حسینؑ اپنے بھائی حسن علیہ السلام کے پاس گئے جب انہیں دیکھا تو رو پڑے آپ نے فرمایا اے اباعبداللہ کس چیز سے آپ رو رہے ہیں کہا کہ اس سے کہ جو کچھ آپ سے کریں گے حسنؑ نے فرمایا جو کچھ مجھ پر آئے گا تو وہ نہ ہرے کہ جس سے مجھے قتل کیا جائے گا لیکن کوئی دن آپ کے دن کی مانند نہیں ہے کہ میں ہزار افراد تیرے گرد جمع ہوں گے اور وہ سب دعویٰ کریں کہ ہمارے نانا کی امت میں سے ہیں اور پھر آپ کو قتل کرنے آپ کا خون بہانے اور ہتک حرمت کرنے اور عورتوں اور بچوں کو قید کرنے اور آپ کے مال و اسباب کو لوٹنے پر اجتماع اتفاق کر لیں تو اس حالت میں نبی امیہ پر لعنت نازل ہوگی اور آسمان خون برسائے گا اور تجھ پر ہر چیز گریہ کرے گی یہاں تک بیابانوں کے جانور اور دریاؤں کی پھلیاں۔

## چالیسویں حدیث :

ابن قولیہ نے اپنے انا کے ساتھ حماد بن عثمان سے ابو عبداللہؑ سے روایت کی ہے کہ جن رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کی طرف لے گئے تو ان سے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ آپ کا تین چیزوں سے امتحان کرے گا تاکہ آپ کا صبر معلوم ہو تو آپ نے عرض کیا کہ میں تیرے حکم کو تسلیم کرتا ہوں اے پروردگار لیکن تیری توفیق کے بغیر صبر پر توانائی نہیں رکھتا پس وہ تین چیزیں کون سی

میں کہا گیا پہلی چیز بھوک و درنگی ہے اور یہ کہ اہل حاجت کو اپنے اور اپنے خاندان کے  
 اور ترجیح دے آپ نے عرض کیا اے پروردگار میں نے قبول کیا اور اسے پسند  
 کیا اور تیرے حکم کے سامنے تسلیم خم کیا اور توفیق و صبر تیری جانب سے ہیں۔  
 دوسری چیز تکذیب و لوگوں کا تجھے جھٹلانا اور خوف و خطر شدید اور میری  
 راہ میں جان کو خرچ کرنا اور اہل کفر کے ساتھ مال و جان کے ساتھ جنگ کرنا اور  
 اس آزاد و تکلیف پر صبر کرنا کہ جو ان سے اور اہل نفاق سے تجھے پہنچے اور رنج و تکلیف  
 اور زخم جنگ میں عرض کیا اے پروردگار میں نے قبول کیا اور پسند کیا اور تیرے  
 حکم کے سامنے تسلیم خم کیا اور توفیق و صبر تیری طرف سے ہے۔

باقی رہی تیسری چیز تو وہ وہ کچھ ہے کہ جو تیرے خاندان کو تیرے بعد پہنچے گا  
 قتل و شہادت میں سے پس تیرے بھائی پر سب دشمن اور سختی و سرنش و یکجہ گاہ اور  
 محروم ہو گا مشقت و زحمت میں پڑے گا اور ظلم و ستم جھیلے گا عرض کیا اے پروردگار  
 میں نے تسلیم خم کیا اور قبول کیا توفیق اور صبر تیری طرف سے ہے باقی رہی تیری بیٹی  
 تو میں کہتا ہوں اس کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مصائب و آلام کی خبر دی  
 یہاں تک کہ فرمایا اور اس بی بی کے دو بیٹے ہوں گے تیرے بھائی سے کہ جن میں  
 سے ایک خیانت اور مکروہ فریب سے قتل کیا جاتے گا اور اس کا لباس و ملباس  
 لوٹ لیں گے اور اسے خنجر ماریں گے اور یہ سب کام تیری امت کرے گی آپ  
 نے عرض کیا میں نے قبول کیا اے پروردگار۔

انا لله وانا اليه  
 اور ہم اللہ ہی کے لیے ہیں  
 و اجعون  
 اور ہماری اس کی طرف بازگشت



میں نے تسلیم فرم کیا اور قبول کیا اور توفیق و صبر تیری جانب سے ہے۔  
 باقی رہا اس کا دوسرا بیٹا تو تیری امت اس کو جہاد کے لیے بلانے لگی۔  
 اور پھر اسے بری طرح قتل و شہید کریں گے نیز اس کا بیٹوں اور خاندان میں سے  
 جو شخص اس کے ساتھ ہو گا اس کو بھی شہید کریں گے اور اس کے اہل حرم کو ٹپیں  
 لگے پس وہ مجھ سے اعانت طلب کرے گا جب کہ میری طرف سے اس کے  
 بارے میں اور جو اس کے ساتھ ہوں گے ان کے متعلق فیصلہ گذر چکا ہے اور اس کا  
 شہید ہونا حجت ہے اہل زمین پر اور آسمانوں کے رہنے والے اور اہل زمین  
 اس پر گریہ کریں گے اس پر جزاء و فرج کرتے ہوئے اور وہ فرشتے کہ جو آپ  
 نصرت نہ کر سکے وہ بھی گریاں ہوں گے پھر اس کی صلب سے ایک ایسے شخص  
 کو نکالوں گا جس کے ذریعے میں تیری مدد کروں گا اور اس کی جگہ (وجود شخص امیر  
 پاس زیر عرض موجود ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ احادیث جو اس مظلوم پر گریہ کرتے کی فضیلت میں  
 ہیں واضح و مدوش حجت ہیں ان لوگوں کے اوپر کہ جو خود خدا کو خاموش کرنا چاہتے  
 ہیں :

و یا ایہ اللہ الا ان یتیم      اور خدا اباؤ و اناکار کرتا ہے مگر  
 نورہ و لو کرہ الکافرون      اس سے کہ اس کا نور مکمل ہو کہ  
 رہے اگرچہ کافر ناپسند  
 کرتے ہیں۔

واقعاً ایسا ہی ہے کہ جو شخص روئے یا کسی کو رلائے یا رونے والے  
 کی شکل بنائے جنت اس کے لیے واجب ہے کیونکہ رونا محبت کی نشانی

ہے اور محبت ایمان و معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور کوئی عمل ایمان کے ہم پایہ نہیں ہے کیونکہ ایمان کی جگہ اور مقام دل ہے اور اعمال کا مصدر اعضاء و جوارح اور ایمان و محبت اصل ہے اور دوسرے اعمال اس کی فرع ہیں اور ایمان و عمل کے بغیر محبت بے روح پیکر کی مانند ہے۔

اور دوسری حدیث میں گمز چکا ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ اس طرح پڑھو جس طرح ان کی قبر کے پاس پڑھتے ہو یعنی سوزناک ملن کے ساتھ اور آگے آئے گا کہ اس زمانہ میں بھی لوگ آواز کو لیا کر کے ایک دوسرے سے آواز کو ملاتے اور نعرہ پڑھتے تھے۔

اور یہ خیال نہ کرنا کہ گریہ کرنا تو مستحب ہے اور مستحبات کی طرف اس قدر توجہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ عزاداری امامت کے شعار اور نشانیوں میں سے ہے اور اصول دین کے ساتھ ملحق ہے مثل آذان کے کہ جس کے متعلق مسلمانوں کے تمام گروہوں کا کہنا ہے کہ اگر اسلامی شہر کے لوگوں سے آذان کی آواز نہ سنی جائے تو امام ان سے قتال کرے تاکہ آذان کی آواز بلند ہو باوجودیکہ آذان مستحب ہے لیکن وہ نبوت کے شعار میں سے ہے لہذا دوستوں کو چاہیئے کہ وہ دشمنوں کے فریب میں نہ آئیں اور اس خاندان کی ولادت و محبت سے ہاتھ نہ اٹھائیں اور یمن کو صاحب عقل و خرد ہونا چاہیئے ملاحظہ و زنادقہ اور ان کے پیروکار اس باب میں دوسرے ڈالتے ہیں اور شبہات پیدا کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کے درمیان منتشر کرتے ہیں۔ اور اس سے چاہتے ہیں کہ شیعوں کے درمیان سے رسم و عزاداری کو ختم کرائیں اور کوئی شخص خاندان رسالت کو یاد نہ کرے اور دین کے احکام منسوخ ہو جائیں اور سنت اسلامی جو کہ شرفا بزرگوں

کی رسم ہے وہ ختم ہو جائے اور مجوسیوں کی رسم درواج تازہ کیا جائے لیکن یہ ہونے والی بات نہیں ہے خدا ایسے لوگوں کو ذلیل و خوار کرے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کرے اور ان پر سخت لعنت ہے اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے اور انہیں کفار و ملحدین اور انبیاء کے قاتلوں کے ساتھ محشور کرے گا کیونکہ انسان اس کے ساتھ محشور ہوگا کہ جسے دوست رکھتا ہے جو آگ کی پرستش کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے تو وہ مجوسیوں کے ساتھ محشور ہوگا اور جو ملحدین کے طریقہ کا اچار چاہتا ہے تو اس کا شر و نشر اس گروہ کے ساتھ ہوگا اور جو شخص خاندان رسالت کو دوست رکھتا ہے وہ رسول اکرمؐ اور ان کی آل اہلبیتؑ کے ساتھ ہوگا۔ و فقنا اللہ و ایاکم لا تباعہم اھیاء ملتہم انشاء اللہ۔



# دوسرا باب

## (واقعات بیعت یزید)

انہ واقعات کے بیان میں یہ ہے کہ جو لوگوں نے کہ یزید نے معاویہ  
 کہ بیعت کرنے کے بعد حضرت سید الشہداء کہ شہادت کے تحت  
 رکھے ہیں

اور اس میں چند فصلیں ہیں !

# دوسری فصل

## مرگ معاویہ

معلوم ہونا چاہیے کہ جب امام حسینؑ بن علیؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو عراق کے شیعوں میں تحریک پیدا ہوا اور انہوں نے امام حسینؑ کی خدمت میں خط لکھا معاویہ کی بیعت توڑنے اور آپ کی بیعت کرنے کے سلسلہ میں تو آپ نے اس سے امتناع و انکار کیا کہ ہمارے اور معاویہ کے درمیان عہد و پیمان ہے کہ جس کا توڑنا ہماری طرف سے درست نہیں ہے جب تک اس کا وقت نہ آجائے اور جب معاویہ مر گیا تو پھر اس معاملہ میں سوچا جائے گا۔

جب معاویہ پندرہ رجب سن ساٹھ ہجری میں مر گیا تو یزید نے ولید بن عقیبہ بن ابوسفیان کو خط لکھا کہ وہ حسینؑ بن علیؑ سے اس کے لیے بیعت کا مطالبہ کرے اور اس میں دیر نہ لگائے۔

یہاں ہم معاویہ بن ابوسفیان کی وفات کا ذکر کرتے ہیں۔

سودی کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق وغیرہ نے اُتار کو نقل کرنے والوں سے بیان کیا ہے کہ معاویہ اس بیماری کی ابتداء میں کہ جس میں وہ دنیا سے

گیا حمام میں گیا تو اپنے بدن کی لاغری اور کمزوری کو دیکھ کر رو پڑا کہ اب وہ جانے والا ہے اور اس امر ناگزیر کے کنارے پہنچ چکا ہے کہ جو لوگوں پر واقع ہو کے رہتا ہے اور ان اشعار کے ساتھ متل کہا:

اری اللیالی اسرعت فی نقضی

اخذن بعضی وترکن بعضی

حسنین طوی وحسنین عرضی

اقعدننی من بعد طول نہضی

میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ میرے توڑ پھوڑ کرنے میں جلدی  
کی ہے میرا کچھ حصہ لے لیا ہے اور کچھ پھوڑ دیا ہے میرے طول و عرض  
کے جھکاؤ نے مجھے بٹھا دیا ہے بعد اس کے کہ میں طویل زمانہ تک کھڑا  
رہا جب اس کی موت قریب ہوئی اور دنیا سے جدا ہونے کا وقت  
آیا اور اس کی بیماری شدت پکڑ گئی اور صحت یا بلی سے ناامید ہو گیا  
تو اس نے کہا! فیالبتی فی العذلک لما عن ساعة ولم  
الک فی اللذات اغثنی التواظر وکت کذی طمرین  
عاشی ببلغة من الدهر حق زار اهل المقابر  
کاش کہ مجھے ملک و سلطنت ایک گھڑی کے لیے بھی نہ دیا جاتا اور  
لذات میں نہ ہوتا کہ جنہوں نے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور میں اس  
فقیہ کی مانند ہوتا جو قدرت پر زندگی گزارتا ہے یہاں تک کہ  
قبرستان میں پہنچ جاتا ہے۔

ابن اثیر جزری نے کہا کہ معاویہ نے اپنی بیماری سے پہلے خطبہ پڑھا اور کہا میں اس زراعت کی مانند ہوں کہ جس کے کاٹنے کا وقت آن پہنچا ہے اور میری امارت و حکومت تم پر طویل ہو گئی ہے اس طرح کہ میں تم سے تھک گیا ہوں اور تم مجھ سے میں تم سے اگے ہونے کی تمنا رکھتا ہوں اور تم مجھ سے لیکن میرے بعد جو بھی تم پر امیر ہو گا میں اس سے بہتر ہوں جس طرح کہ میرے پیش رو مجھ سے بہتر تھے۔

اور کہا گیا ہے کہ جو شخص خدا کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے خداوند امی تیری ملاقات کو دوست رکھتا ہوں تو بھی میری ملاقات کو پسند کر اور اسے میرے لیے مبارک قرار دے تھوڑی دیر گزری کہ اس کی بیماری شروع ہو گئی جب بیمار ہوا اس بیماری کے ساتھ کہ جس میں مر گیا اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور کہا اے بیٹا میں بار دسا ان باندھنے اور ادھر ادھر جانے کی تکلیف کی تجھ سے کفایت کی ہے اور میں نے کام تیرے سیدھے کر دیے ہیں اور دشمنوں کو خوار و ذلیل کیا ہے اور دنیا نے عرب کی گردن تیرے سامنے جھکا دی ہے اور تیرے لیے میں نے وہ کچھ فراہم کیا ہے کہ جو کسی نے بھی نہیں کیا پس اہل حجاز سے مراعات کرنا جو کہ تیری اصل اور جڑ ہیں۔

جو شخص بھی حجاز سے تیرے پاس آئے اور اس کا احترام کرنا اور جو شخص غائب ہو اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا اور اہل عراق کی مراعات کرنا اور اگر وہ تجھ سے چاہیں کہ ہر روز گور ز معزول کر دے تو اسے معزول کر کیونکہ ایک گور ز کو تبدیل کرنا تیرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے اس سے کہ ایک لاکھ تلواریں تیرے سامنے کھینچی جائے اور اہل شام کی رعایت کر اور وہ تیرے

رازدار ہونے چاہئیں اور اگر تجھے کسی دشمن کا خطرہ ہو تو ان سے مدد طلب کر اور جب تیرا مقصد پورا ہو جائے تو انہیں شام کے شہروں کی طرف واپس بھیج دے کیونکہ اگر وہ اپنے شہروں کے علاوہ کسی شہر میں رہیں تو ان کے اخلاق بدل جائیں گے۔ اور مجھے خوف نہیں ہے کہ امر خلافت میں کوئی تجھ سے نزاع اور جھگڑا کرے گا مگر قریش میں سے چار افراد حسین بن علیؑ۔ عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ رہا ابن عمر تو وہ ایسا شخص ہے کہ عبادت نے اسے ناکارہ کر دیا ہے اگر کوئی شخص باقی نہ رہا تو وہ تیری بیعت کر لے گا۔

باقی رہے حسین بن علیؑ تو وہ تیز مزاج شخص ہیں اور عراق کے لوگ انہیں خروج کرنے پر براہِ انگیزتہ کر کے پھوڑیں گے۔ اگر وہ خروج کریں اور تجھے ان پر کامیابی حاصل ہو تو ان سے درگزر کرنا چونکہ اس کا رحم درشتہ ہم سے پیوستہ ہے اور وہ عظیم حق رکھتے ہیں اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہِ دُرب رکھتے ہیں۔ رہا ابوبکر کا بیٹا تو جو کچھ اس کے اصحاب و ساتھی پسند کریں وہ اس کی پیروی کرتا ہے اس کا ہم و غم غور میں اور لہو و لعب ہے۔

باقی رہا وہ شخص کہ جو شیر کی طرح گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے اور تجھ پر کود پڑنے کے لیے آمادہ ہے اور جو لومڑی کی طرح تجھے چکر دے گا اور اگر اسے فرصت ملی تو دیر لے گا تو وہ زبیر کا بیٹا ہے اگر اس نے تجھ سے یہ کام کیا اور تو اس پر کامیاب ہو جائے تو اس کا بند بندا ایک دوسرے سے جدا کر دے اور بقنا ہو سکے اپنے لوگوں کے خون کو محفوظ رکھنا اس روایت میں عبدالرحمن کا نام اس طرح آیا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عبدالرحمن بن ابی بکر معاویہ سے پہلے وفات پا چکا تھا اور کہتے ہیں کہ یزید بھی باپ کی بیماری اور موت کے وقت غائب تھا اور معاویہ نے ضحاک بن قیس اور مسلم بن

عقبہ مری کو اپنے پاس بلایا اور انہیں یہ پیغام دیا کہ وہ زید تک پہنچا دیں اور یہ قول صحیح ہے۔

(جزدی) نے کلام کو آگے بڑھاتے ہو کہا ہے کہ معاویہ کی بیماری کی حالت میں کبھی کبھی عقل پھر جاتی لہذا اس نے چند مرتبہ کہا کہ ہمارے اور غوط کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس کی بیٹی نے فریاد بلند کی و احزنناہ (ہائے غم و اندوہ) معاویہ کو ہوش آگیا تو اس نے کہا،

ان تنفردی فقد رایت  
منقرا۔۔۔۔۔ اگر تو گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی ہے  
تو حق رکھتی ہے کیونکہ تو نے بھگانے

والے کو دیکھا ہے۔

اور جب معاویہ مر گیا تو ضحاک بن قیس باہر نکلا اور منبر پر گیا جب کہ معاویہ کا کفن اس کے ہاتھوں پر تھا خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا معاویہ دنیا سے عرب کا بڑا بزرگ دلا اور صاحب عزم و ارادہ شخص تھا کہ جس کی وجہ سے خدا نے فتنہ و فساد کو ختم کیا اور اس کو بندوں پر فرمانروائی دی اور اس کے ذریعہ شہزادہ اور ملک فتح ہوئے لیکن اب وہ مرجع ہے اور یہ اس کا کفن ہے اب ہم اسے کفن میں پیٹ کر قبر میں داخل کرنے والے ہیں اور اسے اس کے اعمال کے ساتھ چھوڑنے والے پھر وہی ہرج و مرج ہے قیامت کے دن تک اب جو شخص اس پر نماز پڑھنا چاہے تو نماز نذر کے وقت حاضر ہو جائے اور ضحاک ہی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور کہتے ہیں کہ جب معاویہ کی بیماری شدت پکڑ گئی تو اس کا بیٹا زید حوارین میں تھا اور حوارین مارجن پر نقطہ نہیں اور اس میں شد ہے حلب کے علاقہ کی ایک بستی ہے اس کو خط لکھا گیا کہ آئے میں جلدی کرے

شاید باپ کو زندہ دیکھ کے یزید نے جب خط پڑھا تو یہ اشعار کہے۔

جاء البرید بقسطاس یغیب بہ فاوجس القلب من قسطاسہ فزعاً

قلنا لك الویل ماذا فی كتابکم قال الخلیفۃ امشی مشیتنا وجنا

ڈاکیہ ایک بند کا غزل لے کر آیا کہ جس سے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوگی

تو ہم نے کہا وہی دہلاکت ہو تمہارے لیے تمہارے خط میں کیا

ہے تو اس نے کہا کہ خلیفہ در دو تکلیف میں مبتلا ہے۔

جب یزید آیا تو معاویہ کو دفن کر چکے تھے اس نے اس کی قبر پر نماز

پڑھی۔

## دوسری فصل

### حاکم مدینہ اور امام حسینؑ

(کابل میں ہے) جب لوگوں نے زید کی بیعت کر لی تو اس نے ولید بن عقبہ کو خط لکھا اور اسے معادیہ کی موت سے آگاہ کیا ایک دوسرے مختصر سے خط میں لکھا !

امام بعد اِحسینؑ، عبداللہ بن عمر اور ابن زبیر سے بیعت لو اور جب تک بیعت نہ کر لیں انہیں نہ چھوڑنا والسلام جب معادیہ کی موت کی خبر ولید کو پہنچی تو وہ سخت پریشان ہوا اور اس پر گراں گزرا مروان بن حکم کی طرف کسی کو بھیج کر اسے بلا بھیجا اور مروان ولید سے پہلے مدینہ کا گورنر رہ چکا تھا جب ولید مدینہ میں آیا تو مروان ولید سے مجبوراً اور ناپسندیدگی کے ساتھ اس کے پاس آتا تھا جب ولید نے یہ پس و پیش کی کیفیت اسے دیکھیں تو ایک مجلس میں بر ملا اسے گالیاں دیں یہ خبر مروان تک پہنچی تو کئی طور پر وہ اس سے کٹ گیا یہاں تک کہ معادیہ کی موت کی خبر آپؑ پہنچی اس کی موت بھی اور ان چند حضرات سے بیعت لینا اس پر گراں گزرا تھا لہذا اس نے مروان کو بلایا اور وہ معادیہ کی موت کا خط اس کے سامنے



پڑھا مردان نے کہا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور معادیہ پر رحمت بھیجی پس ولید نے اس سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو مردان نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اس وقت ان اشخاص کو بلا لو اور بیعت کرنے کا حکم دو اگر تو وہ قبول کر لیں تو ان سے دست بردار ہو جاؤ اور اگر قبول نہ کریں تو اس سے پہلے کہ وہ معاویہ کی موت سے آگاہ ہوں ان کی گردن اڑا دو کیونکہ اگر وہ اس کی موت سے آگاہ ہو گئے تو ہر ایک کسی طرف پلدا جائے گا اور سخی لفت شروع کر دے گا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے گا پس ولید نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو جو نورس جوان تھا امام حسینؑ اور ابن زبیر کی جانب بھیجا اور ان دونوں کو اپنے ہاں بلایا یہ ایسا وقت تھا کہ جس میں ولید لوگوں کو مٹنے کے لیے نہیں بیٹھتا تھا اور عبداللہ نے انہ دونوں کو مسجد میں بیٹھایا اور ان سے کہا کہ امیر کے بلاوے کو قبول کریں وہ آپ حضرت کو بلا رہے ہیں انہوں نے کہا تم واپس جاؤ ہم تمہارے پیچھے آسبے ہیں پس ابن زبیر نے امام حسینؑ سے کہا آپ کی نظر میں ولید نے اس وقت جب کہ وہ لوگوں کی طاعت کے لیے نہیں بیٹھتا ہیں کیوں بلایا ہے۔

آپ نے فرمایا میرا گمان ہے کہ ان کا طاعنی دس کرش مر گیا ہے لہذا اس نے ہماری طرف بھیجا ہے تاکہ ہم سے بیعت کا مطالبہ کرے اس سے پہلے کہ یہ غیر لوگوں میں پھیل جائے ابن زبیر نے کہا میرا گمان بھی اس کے علاوہ نہیں ہے۔ پس آپ کیا کریں گے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے چند نوجوان اکٹھے کر کے اس کے پاس جاؤں گا پس آپ نے اپنے حواریوں میں سے ایک گروہ کو بلایا اور فرمایا کہ ہتھیار اٹھالیں اور کہا کہ ولید نے مجھے اس وقت بلایا ہے اور میں اس سے مانن نہیں کہ وہ مجھے ایسے کام پر مجبور کرے کہ جو میں قبول نہ کروں اور اس سے امن کر

امید نہیں تم میرے ساتھ رہو اور جب میں اس کے قریب پہنچوں تو تم دروازے پر بیٹھ جانا اگر سنو کہ میری آواز بند ہوئی ہے تو اندر آ جانا اور اس کے شر اور بدی کو مجھ سے رفع کرنا پس امام حسینؑ ولید کے پاس تشریف لے گئے تو مروان بن حکم کو اس کے پاس پایا ولید نے معاویہ کی موت کی انہیں خبر دی تو حسینؑ نے انانشر وانا الیہ راجعون کہا پھر اس نے یزید کا خط پڑھا کہ جس میں اس نے ولید کو بیعت لینے کا حکم دیا تھا امام حسینؑ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ میری صحیفہ ناز اور پوشیدہ بیعت پر تم قناعت نہیں کرو گے جب تک علی الاعلان بیعت نہ مواد لوگوں کو معلوم نہ ہو ولید نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے تو حسینؑ نے فرمایا پس صبح ہونے دو اور اس سلسلہ میں اپنی رائے دیکھ لو ولید نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو خدا کا نام لے کر واپس تشریف لے جائیں۔

یہاں تک کہ لوگوں کی جماعت کے ساتھ میرے پاس آئیں مروان نے کہا خدا کی قسم اگر حسینؑ اس وقت تمہارے ہاں سے چلے گئے اور بیعت نہ کی تو اس قسم کا موقع پھر تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا جب تک تمہارے درمیان بہت سا خون خرابہ نہ ہو گا لہذا ان کو روک لو اور بیعت کئے بغیر تمہارے ہاں سے باہر نہ نکلیں یا ان کی گردن اڑا دو تو حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے زرقاء (زینبی آنکھوں والی عورت) کے بیٹے! تم مجھے قتل کرو گے یا یہ خدا کی قسم تو نے جھوٹ بکھا ہے اور گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور باہر نکل آئے اور اپنے مولیوں کے ساتھ گھر تشریف لے گئے۔

اور مروان نے ولید سے کہا تو نے میری بات قبول نہیں کی خدا کی قسم اب وہ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا ولید نے کہا تیرے فیروے کے لیے دیج و ہلاکت ہے

اے مروان تو نے میرے لیے ایسی چیز کو پسند کیا ہے کہ جو میرے دین کو تباہ کر دے بغداد میں اسے پسند نہیں کرتا کہ جن چیزوں پر آفتاب چمکتا ہے اور ان سے غروب کرتا ہے۔ ملک و مال دنیا میں سے مجھے مل جائیں اور میں حسین کو قتل کر دوں سبحان اللہ کیا اس بنا پر کہ حسینؑ کہیں کہ میں بیعت نہیں کرتا انہیں میں قتل کر دوں خدا کی قسم میرا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص سے خون حسینؑ کا محاسبہ کریں گے وہ خدا کے ہاں قیامت کے دن ہٹے اور بیک تراندہ ہوگا۔ مروان نے کہا اگر آپ کا نظریہ یہ ہے تو پھر جو کچھ کیا ہے درست کیا ہے یہ اس نے طنزیہ انداز میں کہا اور اس کی رائے کو پسند نہ کیا۔

ابن ہشامؒ نے مناقب میں کہا ہے جب حسینؑ ولید کے پاس پہنچے اور خط پڑھا تو فرمایا کہ میں یزید کی بیعت نہیں کروں گا مروان نے کہا کہ امیر المومنینؑ کی بیعت کرو حسینؑ نے فرمایا افریاد اسے ہو تم پر تو نے مومنین پر جھوٹ باندھا ہے کس نے اسے مومنین کا امیر بنایا ہے مروان اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے تلوار نکالی اور کہا کہ جلاؤ کو بلاؤ اس سے پہلے کہ یہ اس گھر سے باہر جائے اس کا سراٹھارے اور ان اس کا خون میری گردن پر اور آواز بلند ہوئی تو انہیں افراد انجناب کے اہل بیت میں سے اندھا آگئے کہ جنہوں نے خنجر تلے ہوئے تھے اور حسینؑ ان کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔

یہ خبر یزید تک پہنچی تو اس نے ولید کو معزول کر کے مدینہ کی گورنری مروان کو دے دی اور امام حسینؑ اور ابن زبیر مکہ چلے گئے اور عمر و ابو بکر کے بیٹوں سے سختی نہ کی۔

(کامل) رہا ابن زبیر تو اس نے ولید کے قاصد کو جواب دیا کہ میں ابھی آتا ہوں

پھر وہ گھر گیا اور باہر نہ نکلا ولید نے دوبارہ قاصد بھیجا تو ابن زبیر نے اپنے  
 یار و انصار اپنے گرد جمع کر رکھے تھے اور ان کی پٹاہ میں بیٹھا ہوا تھا ولید کا قاصد  
 اصرار کرتا رہا اور ابن زبیر کہتا کہ مجھے کچھ ہمت دو تو ولید نے اپنے موالیوں  
 (غلاموں) کو بھیجا اور انہوں نے ابن زبیر کو گالیاں دیں اور کہا اے کاہنہ رادھیٹر  
 عمر کی عورت! کے بیٹے تجھے امیر کے پاس آنا پڑے گا ورنہ وہ تجھے قتل کر دے  
 گا اس نے کہا خدا کی قسم اس کے بار بار قاصد بھیجنے سے میں خوف زدہ ہوں اتنی  
 جلدی نہ کر دیہاں تک کہ میں کسی کو امیر کے پاس بھیجوں کہ وہ اس کی رائے میرے  
 متعلق معلوم کرے پس اس نے اپنے بھائی جعفر کو بھیجا اور اس نے ولید سے  
 کہا رحمک اللہ (تجھ پر خدا کی رحمت ہو) عبداللہ سے ہاتھ اٹھا لو اسے آپ نے  
 ڈرا دیا ہے اور اس کا دل اپنی جگہ سے اکھڑ گیا ہے کل انشاء اللہ وہ آپ کے  
 پاس آئے گا اپنے ایلچیوں کو حکم دیجئے کہ وہ واپس پلٹ آئیں پس ولید نے کسی  
 کو بھیجا اور اس کے قاصد واپس لوٹ آئے اور ابن زبیر اسی رات مکہ کی طرف  
 نکل کھڑا ہوا اور طبرہا راستہ فرار کا راستہ اختیار کیا صرف وہ اور اس کا بھائی جعفر  
 تھے جب کہ ان کے ساتھ کوئی اور شخص نہیں تھا (ارشاد)

اور جب صبح ہوئی تو ولید نے بنی امیہ کے موالیوں میں سے ایک شخص کو  
 انشی سوار دل کے ساتھ اس کے پیچھے بھیجا وہ انہیں نہ ملا اور وہ واپس لوٹ آئے  
 (ملہوت)

جب صبح ہوئی تو حسین باہر نکلے تاکہ لوگوں کی خبریں منیں مروان نے آپ کو  
 دیکھا تو آپ سے کہا اے ابو عبداللہ میں آپ کی خیر و بھلائی چاہتا ہوں میری بات  
 قبول کر لیجئے جو کہ درستی کا راستہ ہے امام حسینؑ نے فرمایا وہ کتابات ہے کہوتا کہ

میں سنوں مروان نے کہا میں کہتا ہوں کہ آپ یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں کہ جو آپ کے دین کے لیے بھی بہتر ہے اور آپ کی دنیا کے لیے ابھی امام حسینؑ نے فرمایا: انا لشد دانا الیہ راجعون اگر امت یزید جیسے امیر میں مبتلا ہو تو اسلام سے الوداع کر لینا چاہیے میں نے اپنے نانا رسول اللہؐ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے اور ان کے درمیان گفتگو طول پکڑ گئی یہاں تک کہ مروان خلیفہ ہو کر واپس چلا گیا۔

جب دن آخر کو پہنچ گیا تو ولید نے چند افراد امام حسینؑ کے پاس بھیجے کہ آپ حاضر ہو کر بیعت کریں امام حسینؑ نے فرمایا صبح ہوئے تم بھی دیکھو اور ہم بھی دیکھیں تو اس رات وہ آپ سے دستبردار ہو گئے اور امر دیکھا آپ اس حالت تک کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ اتوار کی رات تھی جب کہ ماہِ جب کے دودن باقی تھے آپ کے بیٹے آپ کے بھائی، بھتیجے اور زیادہ تر خاندان کے افراد ساتھ تھے سوئے محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے، جب محمد کو پتہ چلا کہ آنجناب مدینہ سے چلے جائیں گے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کدھر جائیں گے (ارشاد و کامل)

تو عرض کیا اے بھائی آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب اور میرے نزدیک زیادہ محترم ہیں میں ساری مخلوق میں سے بس آپ کی خیر و بھلائی چاہتا ہوں اور آپ میری نعمت اور اہلما رخص کے زیادہ مستحق ہیں جتنا ہو سکے یزید بن معاویہ اور شہر دس سے دور ہیے اور بیعت نہ کیجئے اور اپنے قاصد لوگوں کی طرف بھیجئے اور انہیں اپنی طرف دعوت دیجئے اگر لوگ آپ کی پیروی کریں اور آپ سے بیعت کر لیں تو خدا کا شکر ادا کیجئے اور اگر لوگ آپ کے علاوہ کسی کے گرد اکٹھے ہو جائیں تو آپ کے دین و عقل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی اور آپ کی مردت و

نفل میں ضائع نہیں ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ کسی شخص کے پاس کسی شہر میں آپ بایں اور لوگ اختلاف کریں ایک گروہ آپ کے ساقد ہو جائے اور ایک گروہ آپ کے خلدت اور ان میں جنگ ہو اور آپ سب سے پہلے نیزوں کا نشانہ بنائیں۔ تو اس صورت میں وہ شخص کہ جو نفس اور باپ و ماں کے لحاظ سے بہترین امت ہے اس کا خون زیادہ ضائع ہوگا اور اس کے اہل و عیال زیادہ ذلیل و خوار ہوں گے۔

حسینؑ نے فرمایا اسے بھائی میں کہاں جاؤں تو عرض کیا کہ مکہ میں سکونت اختیار کیجئے اگر اس میں آپ کو راحت و آرام مل سکے تو وہی چیز ہے کہ جس کے آپ خواہاں ہیں اور اگر آپ کے موافق نہ ہو تو پھر یمن کی طرف چلے جائیں گے۔ اگر وہاں آرام مل سکے تو فہما اور اگر نہ ہو سکے تو ریگستانوں اور پہاڑوں میں پناہ لیجئے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جائے یہاں تک کہ آپ دیکھ لیں کہ لوگوں کا معاملہ کہاں پہنچا ہے تو پھر جس امر کا آپ رخ کریں گے تو آپ کی رائے سب سے زیادہ باسواب و درست ہوگی حسینؑ نے فرمایا بھائی تو نے خیر خواہی کی اور ہمدردی کی اور مجھے امید ہے کہ تیرا رائے اچھی اور درست ہوگی (کامل)

پھر آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور یزید بن مضرؓ کے ان اشعارے  
مثلیٰ کیا!

لا زعرت السرام فی خلق الصبح مغیرا ولا دعیت یزیدا  
یوم اعطى من المعانة حنیما والعنا یا ارضدتنی ان احیدا  
میں نہیں جھگاؤں گا سوام پرندے کو صبح کے پھوٹنے کے وقت

جب میری لوٹ مار کے لیے جاؤں اور مجھے یزید نہ کہیں اس دن  
 کہ جب ذلت و خواری کے ساتھ مجھ پر ظلم ہوا اور موت کے اسباب  
 میری کمین گاہ میں ہوں تاکہ وہ مجھے اپنے ارادہ سے منحرف کریں یعنی  
 اگر میں ذلت و خواری پر راضی ہو جاؤں اور موت سے ڈروں تو میں  
 اپنا نام واپس لے لیتا ہوں اور میں گھر سے باہر نہیں آؤں گا۔

---

## تیسری فصل

### امام حسین کا قبر رسول و مادر و برادر سے الوداع

علامہ مجلسی نے سہار میں کہا ہے کہ محمد بن ابوطالب موسوی نے کہا کہ جب حسینؑ کو قتل کرنے کے بارے میں وید کو خط ملا تو اس پر بہت سخت گزرا اور اس نے کہا خدا کی قسم میں راضی نہیں ہوں کہ خدا کے پیغمبر کے بیٹے کو قتل کروں اگرچہ یزید نے ساری دنیا اور جو کچھ اس میں مجھے دے دے۔

اور کہا ہے کہ ایک رات حسین علیہ السلام گھر سے باہر نکلے اور اپنے نانا کی قبر کی طرف گئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں حسین بن فاطمہؑ میں آپ کا سچے اور آپ کی سچی کا سچے اور آپ کا وہ نواسہ ہوں کہ جسے آپ نے امت کے درمیان اپنی جانشینی میں چھوڑا ہے پس اے خدا کے پیغمبران پر گواہ رہنا کہ انہوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے اور مجھے ضائع کر دیا اور میری حفاظت انہوں نے نہیں کی یہ میری آپ سے شکایت ہے یہاں تک کہ آپ سے میں ملاقات کر دوں پس آپ کھڑے ہو گئے اور قدم سے قدم ملا کر مسلسل رکوع و سجود کرتے رہے و لیکن



آپ کے بیت الشرف کی طرف کسی کو بھیجا تا کہ معلوم کرے کہ آپ مدینہ سے باہر چلے گئے ہیں یا نہیں جب آپ کو گھر میں نہ پایا تو اس نے کہا شک ہے خدا کا کہ وہ باہر چلے گئے اور میں ان کے خون میں گرفتار مبتلا نہ ہوا اور حسین صبح کو گھر میں پلٹ آئے اور جب دوسری رات ہوئی تو قبر مہر کے پاس آئے اور چند رکعت نماز پڑھی اور جب نماز سے فارغ ہوئے عرض کیا خدایا یہ تیرے پیغمبر محمد کی قبر ہے اور میں تیرے پیغمبر کا نواسہ ہوں اور ایک معاملہ درپیش ہے کہ جسے تو جانتا ہے خدایا میں معروف دیکھی کو دست رکھتا ہوں اور شکر و برائی کو دشمن دشمن رکھتا ہوں اسے ذوالجلال والا کرام میں تجھ سے میں اس قبر اور جو اس میں ہے کہ حق کا واسطہ دے کہ سوال کرتا ہوں میرے بیٹے، اس چیز کو پسند فرما کہ جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضا و پسند ہو پھر آپ قبر کے پاس روتے رہے یہاں تک کہ صبح کے قریب سر قبر پر رکھا اور ہلکی سی نیند آپ کو آگئی پیغمبر اکرم کو دیکھا کہ ان کے دائیں بائیں اور آگے نہشتے ہیں اور وہ آپ کی طرف آ رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نے حسین علیہ السلام کو سینہ سے لگا لیا۔ اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا جیو یا حسین (میرے محبوب و ولید اے حسین) اگوا حسین تجھے دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم خون میں لت پت ہو اور میری امت کے ایک گروہ کے ہاتھوں کرب و بلا کی زمین میں قتل کیے گئے ہو اور تم پیاسے ہو اور وہ تمہیں پانی نہیں دیتے اور اس کے باوجود میری شفاعت کی امید بھی رکھتے ہیں خدا ان کو قیامت کے دن میری شفاعت سے نائل نہ کرے۔

جیو یا حسین (میرے محبوب حسین) تمہارے بابا تمہاری ماں اور

تمہارے بھائی میرے پاس آئے ہیں اور وہ آرزو مند ہیں اور تمہارے جنت میں کچھ ایسے درجات ہیں ہیں کہ جب تک تم ٹھہر نہیں ہو گے ان درجات کو نہ پا سکو گے حسینؑ نے اپنے نانا کی طرف دیکھا اور کہا یا جدِ ابراہیم (اے نانا جان) مجھے اس کو ضرورت نہیں کہ میں دنیا کی طرف پلٹ جاؤں مجھے اپنے ساتھ لے لیجئے اور اپنے ساتھ اپنی قبر میں داخل کریجئے پیغمبرؐ نے فرمایا اس سے چار ماہ نہیں ہے کہ تم دنیا کی طرف پلٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہیں شہادت نصیب ہو اور جو کچھ خدا نے تمہارے لیے ثواب عظیم میں سے لکھ دیا ہے اسے پاؤ اس لیے کہ تم تمہارے بابا اور تمہارے چچا اور تمہارے باپ کے چچا قیامت کے دن ایک ہی زمرہ میں مشور ہوں گے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوں گے۔

پس امام حسینؑ گھبرا کر بندہ سے بیدار ہوئے اور اپنا خواب اپنے اہل بیت اور عبدالمطلبؑ کی اولاد سے بیان کیا اور اس دن مشرق و مغرب میں کوئی گروہ اہل بیت پیغمبرؐ سے زیادہ غلگین اور زیادہ گریہ دیکھا کرنے والا نہیں تھا۔

حسینؑ آمادہ ہوئے کہ مدینے سے باہر چلے جائیں آپؐ آدھی رات کے وقت اپنی والدہ کی قبر کی طرف گئے اور ان سے وداع کیا پھر اپنے بھائی حسنؑ کی قبر کی طرف گئے اور ان سے وداع کیا اور صبح کے وقت گھر واپس آئے اور آپؐ کا بھائی محمد بن مسلمہؑ آپ کے پاس آیا اور کہا اے بھائی آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور سب سے زیادہ عزیز و گرامی تقدیر میں کسی نصیحت کرنے سے دریغ نہیں کرتا یہ جان لیں کہ جس کا آپ سے زیادہ کوئی لائق نہیں ہے کیونکہ آپ ذات میری جان اور میری روح کی آمیزش ہیں اور وہ ہیں کہ جن کی اطاعت مجھ پر فرض ہے کیونکہ خدا نے آپ کو مجھ پر شرف بخشا ہے اور اس نے آپ کو جنت کے سرداروں میں سے قرار

دیا ہے۔ یہاں تک کہ کہا کہ آپ مکہ چلے جائیں اگر اس جگہ آپ کی راحت و آرام  
میسر ہو جائے تو فہار نہ زمین کے شہروں کی طرف جائے کیونکہ وہ آپ کے  
نانا اور بابا کے یا رانصار تھے اور وہ سب سے زیادہ مہربان اور سب سے  
زیادہ نرم دل لوگ ہیں اور ان کے شہر اور علاقے زیادہ کشادے ہیں اب اگر وہاں آپ  
رہ سکے تو فہار نہ ریگستانوں اور پہاڑوں کے دروں سے متعلق ہو جائے اور  
ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف جائے یہاں تک آپ دیکھیں کہ لوگوں کا معاملہ کہاں  
پہنچتا ہے اور خدا ہمارے اور اس فاسق گردہ کے درمیان حکم فرمائے۔

پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اسے بھائی خدا کی قسم اگر دنیا میں کوئی پناہ  
اور منزل بھی نہ ہو میں یزید بن معاویہ کی بیعت نہیں کروں گا پس محمد بن حنفیہ اپنی بات  
کاٹ کر دے لگے اور حسینؑ بھی ان کے ساتھ کچھ دیر تک روتے رہے پھر  
فرمایا بھائی خدا تمہیں جزائے فیروے کہ تو نے نصیحت کی اور درستی و ثواب کی  
راہ بتائی میں مکہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں میرے بھائی اور بھتیجے  
اور شیعہ و پیرواۓ و تیار ہیں اور ان کا معاملہ میرا معاملہ ہے اور ان کی رائے میری  
رائے ہے۔ باقی رہے تم تو اسے بھائی اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم مدینہ میں رہ  
جاؤ اور میری طرف سے ان کے حالات کی جستجو رکھو اور ان کے کاموں میں سے کوئی  
حرج نہیں کہ تم مدینہ میں رہ جاؤ اور میری طرف سے ان کے حالات کی جستجو رکھو اور ان  
کے کاموں میں سے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رکھنا پھر امام حسینؑ نے ددات دکاغذ  
طلب کیا اور یہ وصیت نامہ اپنے بھائی محمدؑ کے لیے تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ چیز ہے کہ جس کی وصیت کی حسین بن علیؑ نے اپنے  
بھائی محمدؑ کو کہ جو ابن حنفیہ کے لقب سے معروف ہے کہ حسینؑ کو گواہی دیتا ہے خدا

یگانہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں جو دین حق کو لے کر آئیں ہیں حق کی جانب سے اور یہ کہ جنت و دوزخ حق ہیں اور قیامت آنے والی ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں اور خدا اٹھائے گا انہیں کہ جو قبروں کے اندر ہیں اور میں میری تعزیر اور اظہار تکبر و بڑائی کے لیے میں نہیں نکلی رہا بلکہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے خارج ہوا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ امر بعرف اور نہی از منکر کروں اور اپنے نانا اور باپ علی بن ابی طالب کی سیرت پر چلوں پس جو شخص مجھے قبول کرے حق کی قبولیت کے طور پر تو خدا یا زیادہ استحقاق حق رکھتا ہے اور جو مجھے رد کر دے تو میں میر کر دوں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان حق کا حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے یہ میری وصیت ہے مجھے اے بھائی دعا:

وما تو فیقی الا باللہ میری توفیق نہیں مگر اللہ کی جانب  
 علیہ توکلت و سے اسی پر میں توکل کرتا ہوں۔  
 الیہ انیب اور اس کی طرف میری بازگشت

ہے۔

پس آپ نے اس خط کو لپیٹ کر اس پر اپنی مہر لگا دی اور وہ اپنے بھائی محمد کو دے دیا اور ان سے وداع کر کے رات کی تاریکی میں محمد بن ابوطالب کہتا ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب رسائل میں روایت کی ہے محمد بن یحییٰ سے محمد بن حسین سے ایوب بن نوح سے صفوان سے مروان بن اسمعیل سے حمزہ بن حمران سے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے راوی کہتا ہے کہ ہم نے حسینؑ کے خروج اور ابن حنفیہ کے پیچھے مدینہ میں رہ جانے کا ذکر کیا تو حضرت ابو عبد اللہ (صادق)

نے فرمایا اے حمزہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ پھر تو اس مجلس کے بعد اس قسم کا سوال مجھ سے نہ کرے حسین جس وقت اپنے شہر سے جدا ہوئے اور مکہ جانے کا ارادہ کیا تو کاغذ طلب کیا اور اس میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: حسین بن علی کی جانب سے بنی ہاشم کی طرف جو شخص مجھ سے ملحق ہو گیا وہ شہید ہوگا اور جو شخص مجھ سے الگ ہو گیا وہ فلاح و راست کاری تک نہیں پہنچے گا والسلام۔

محمد بن ابوطالب نے کہا ہمارے شیخ و استاد مفید نے اپنی اسناد کے ساتھ ابو عبد اللہ صادقؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب ابو عبد اللہ حسینؑ مدینہ سے نکلے تو فرشتوں کی کئی گنتوں نے انہیں مخصوص نشانوں والی افواج نے آپ سے ملاقات کی اور ان کے ہاتھوں میں حربے و ہتھیار تھے اور جنت کے ناقوں پر سوار تھے اور آپ کو اگر سلام کیا اور کہا اے خدا کی حجت بندوں پر اپنے نانا، باپ اور بھائی کے بعد خدا نے سبمانے آپ کے نانا کی ہمارے فدائی کی جگہوں پر مدد کی ہے اور اب آپ کی ہم سے مدد کی ہے حسینؑ نے ان سے فرمایا تمہاری وعدہ گاہ میری قبر والی جگہ ہے اور وہ زمین ہے کہ جہاں میں شہادت پاؤں گا اور وہ کہ جلا ہے جب میں اس جگہ وارد ہوں تو میرے پاس آنا انہوں نے کہا اے حجت خدا میں آپ حکم دیں ہم سننے اور اطاعت کرنے کے لیے تیار ہیں کیا آپ کو دشمن کا خوف ہے کہ جس سے آپ کا آنا سامنا ہونا ہے تاکہ ہم آپ کے ساتھ رہیں فرمایا ان کے لیے میرے اوپر کوئی راہ نہیں ہے اور وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جب تک میں اپنی اس زمین میں نہ پہنچ جاؤں۔

اور کئی گروہ مسلمان خوات کے آئے اور کہا اے ہمارے بید و دروہ

ہم آپ کے شیعہ اور یار و انصار ہیں جو چاہیں ہمیں حکم دیں اگر آپ حکم دیں تو ہم آپ کے ہر دشمن کو قتل کر دیں اور آپ اپنی جگہ پر رہیں اور ہم ان کے شر کی کفایت کریں حسینؑ نے فرمایا خدا تمہیں جزائے خیر دے گی تم نے خدا کی دو کتب کا جو میرے نام رسول پر نازل ہوئی ہے نہیں پڑھی کہ:

اینها تکونوا یدرککم  
الصوت ولو کنتم  
فی بروج مشیة  
اور اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے:

لبرئ الذین کتب  
علیہم القتل الح  
مضاجعہم  
البتہ نکلیں گے وہ لوگ کہ  
جن پر قتل لازم قرار دیا گیا ہے  
اپنے لیٹنے کی جگہوں کی طرف

اور اگر میں اپنی جگہ پر رہوں تو اس ننگیں و بدنام قوم کی آزارش کس چیز سے ہو گی اور کون شخص کہ بلا میں میری قبر میں ساکن ہو گا جیب کہ خدا نے دحو الارض (زمین پر بچھانے) کے دن اسے میرے لیے انتخاب کیا ہے اور اسے شیعوں کی پناہ گاہ بنایا ہے تاکہ وہ ان کے لیے جائے امن ہو دنیا و آخرت میں لیکن ہفتہ کے دن جو کہ رزعا شوراء ہے تم حاضر ہونا اور اس دن کے آخر میں میں شہید کر دیا جاؤں گا اور میرے بعد کوئی شخص میرے خاندان سے اقرباء بھائیوں اور خاندان میں سے کہ جو دشمنوں کو مطلوب ہو باقی نہیں رہے گا اور میرا سر نیزہ کے لیے لے جائیں گے خدا اس پر لعنت کرے جنات نے کہا خدا کی قسم اے اللہ کے حبیب اور اس کے حبیب کے فرزند اگر آپ کا امر و حکم واجب الاطاعت نہ ہوتا اور آپ کے

علم کی خلافت جائز ہوتی تو ہم آپ کے تمام دشمنوں کو قتل کر دیتے اس سے  
پیسے کہ وہ آپ تک پہنچتے آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہم تمہاری نسبت ان پر زیادہ  
قدرت رکھتے ہیں لیکن (مقصود یہ ہے) تاکہ ہر شخص برہان و دلیل سے ہلاک اور گمراہ  
ہو اور ہر شخص برہان و دلیل سے زندہ ہو اور ہدایت پائے یعنی تمام حجت سے پیسے  
میں ان کے قتل پر راضی نہیں ہوتا اگرچہ ہم نے محمد بن ابوالباب کی کتاب سے  
نقل کیا ہے وہ یہاں تک ختم ہوتا ہے۔

مجسسی کہتے ہیں میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ جب انس حضرت نے  
مدینہ سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو جناب ام سلمہ ان کے پاس آئیں اور کہا کہ اے  
بیٹا حسین عراق کی طرف جانے کی وجہ سے کیونکہ میں نے آپ کے نانا سے سنا  
ہے کہ وہ فرماتے تھے میرا بیٹا حسین عراق کی سرزمین میں قتل کیا جائے گا اس جگہ کہ  
جسے کہ بلا کہتے ہیں تو آنجناب نے ان سے کہا اے مادر خدا کی قسم میں بھی اس چیز کو  
جانتا ہوں اور میں لامحالہ قتل کر دیا جاؤں گا اس سے کوئی گریز و چارہ نہیں ہے خدا  
کی قسم میں اس دن کو کہ جس میں میں دفن ہوں گا اور جو جو اشخاص میرے اہل بیت  
اقرباء اور شیعوں میں سے قتل ہوں گے سب کو یا جانتا ہوں اور اگر آپ چاہیں اے  
مادر گرامی تو اپنی قبر اور لیٹنے کی جگہ آپ کو دکھا دوں پھر آپ نے کہ ہلاکی طرف  
اشارہ کیا تو زمین پرست ہو گئی یہاں تک کہ آپ نے اپنی آرام گاہ مدفن اور شکر  
گاہ پر اپنے ٹھہرنے کی جگہ اور اپنا محل شہادت انہیں دکھایا تو اس وقت ام سلمہ  
بہت شدت سے روئیں اور معاملہ خدا کے سپرد کیا اور جناب ام سلمہ نے فرمایا  
اے مادر گرامی خدا اے نزدیک نے چاہا ہے کہ میرے اہل حرم اور قبیلہ کی خواتین  
میری ازواج کو آوارہ وطن دیکھے اور میرے بچوں کے سر پریدہ مظلوم اور اسیر

اور قید و زنجیر میں بند دیکھے کہ وہ استغاثہ اور فریاد کریں لیکن انہیں کوئی مددگار نہ ملے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے مجھے کہا کہ میرے پاس ایک ایک تربت ہے کہ جو آپ کے نانہ نے مجھے دی ہے اور وہ ایک شیشی میں ہے جس نے فرمایا بنڈا میں قتل چلے میں عراق کی طرف نہ بھی جائے پھر آپ نے (زمین کر بلسے) مٹی اٹھائی اور ایک شیشی میں رکھ کر ام سلمہ کو دی اور فرمایا کہ اسے میرے نانہ والی شیشی کے ساتھ ایک ہی جگہ رکھ لو جب یہ دونوں تربتیں خون ہو جائیں تو جان لو کہ میں قتل ہو چکا ہوں (مجھسی کا کلام سجا رہی سے یہاں ختم ہوا)

سید سمرانی نے مدینۃ المعاجز میں مناقب السعداء سے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب امام حسینؑ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو میں ان کے پاس آیا اور عرض کیا آپ رسول خدا کے فرزند ہیں اور ان کے دونوں نواسوں میں سے ایک ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ یزید سے صلح کر لیں جس طرح آپ کے بھائی نے صلح کر لی تھی بے شک وہ جناب راہ سواب و درستی پر تھے۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا جو کچھ میرے بھائی نے کیا خدا اور پیغمبر کے حکم سے تھا۔ اور جو کچھ میں کر دوں گا وہ بھی خدا اور رسول کا فرمان ہے۔

کیا تو چاہتا ہے کہ میں رسول خداؐ حضرت علیؑ اور اپنے بھائی حسنؑ کو اسی وقت اس مطلب پر شاہد و گواہ کے طور پر لے آؤں پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اپنا بک آسمان کا دروازہ کھل گیا اور رسول خداؐ اور حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور جناب حمزہؑ و جعفر علیہم السلام اور ہمارے چچا زید آسمان سے اترے یہاں تک کہ زمین پر مستقر ہوئے پس میں گھبرا کر اوپر ہل ساں ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تو رسول خداؐ مجھ سے فرمایا اے جابر کیا میں نے تجھ سے حسینؑ سے پہلے حسنؑ کے معاملے میں نہیں



کہا کہ تو اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک ائمہ کے لیے تسلیم نہ کرے اور ان پر کوئی اعتراض نہ کرے کیا تو چاہتا ہے کہ تو دیکھے معاویہ کی جگہ اور میرے بیٹے حسین اور اس کے قاتل یزید کی جگہ دیکھے میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول تو آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو وہ پھٹ گئی ایک دریا ظاہر ہوا وہ بھی پھٹ گیا پھر زمین ظاہر ہوئی۔ وہ چھٹی تو دریا ظاہر ہوا اسی طرح سات زمینیں اور سات ہی دریا پھٹے اور ان سب کے نیچے آگ تھی۔

ولید بن مغیرہ ابو جہل معاویہ اور یزید ایک ہی زنجیر میں بندھے ہوئے تھے اور شیاطین ان کے ساتھ اکٹھے باندھے گئے تھے اور ان کا عذاب تمام اہل جہنم سے زیادہ سخت تھا اس وقت رسول اللہ نے فرمایا سرادپر کو اٹھاؤ میں نے سر بند کیا تو میں نے دیکھا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور جنت ان کے اوپر تھی پھر رسولؐ اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے اوپر چلے گئے اور آپ جب فضا میں پہنچے تو حسینؑ کو صدادی کے اے میرے بیٹے مجھ سے اگر ملحق ہو جاؤ تو وہ ان سے جا ملے اور اوپر چلے گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ وہ حفرات ان آسمانوں کے اوپر جنت میں چلے گئے پھر وہاں پیغمبر نے میری طرف دیکھا اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے جابر یہ میرا بیٹا میرے ساتھ ہے اس کے حکم کے سامنے تسلیم نہ کر اور شک و شبہ نہ کرتا کہ تو مومن ہو جائے۔

جابر کہتے ہیں میری آنکھیں اندھی ہو جائیں اگرچہ میں نے رسول خدا سے نقل کیا ہے اسے نہ دیکھا ہوں!

# چوتھی فصل

## سفر مکہ از مدینہ

امام حسین علیہ السلام کا مکہ کی طرف متوجہ ہونا اور کوذن لوگوں کا آپ کے خطہ  
کتابت کرنا (کامل)

جب حسینؑ نے مدینہ سے مکہ کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن مطیع نے آپ سے  
ملاقات کی اور عرض کیا آپ پر قربان یاد دل کہاں کا ارادہ ہے فرمایا اس رتت تو  
مکہ کا ارادہ اس کے بعد اپنی خیر و مصداقی خدا سے چاہتا ہوں اس نے کہا خدا آپ  
کو خیر نصیب کرے اور ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے پس اگر آپ مکہ میں گئے تو  
مبادا کہیں کو فز کے قریب جائیں کیونکہ وہ منحوس دنا مبارک شہر ہے آپ کے  
والد گرامی اسی میں قتل ہوئے اور آپ کے بھائی بے یار و مددگار ہوئے  
اور انہیں خبر مارا گیا کہ قریب تھا کہ ان کی جان آئے آپ حرم کو لازم پکڑے  
ہیں آپ عربوں کے بزرگ در بڑے ہیں اور اہل حجاز کسی شخص کو آپ پر ترجیح  
نہیں دیں گے اور لوگ ہر طرف سے ایک دوسرے کو آپ کی طرف

دعوت دیں گے حرم سے الگ نہ ہونا میرے چچا۔ ماموں آپ پر قربان جائیں  
خدا کی قسم اگر آپ شہید ہو گئے تو پھر ہمیں غلام و بندہ بنالیں گے۔  
اور شیخ مفید نے کہا ہے کہ امام حسینؑ مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب کہ آپ  
خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد:

فخرج منها خائفا تترقب  
قال رب نجني من  
القوم الظالمين  
پس وہ نکلا اس (حرم) سے  
خوف کی حالت میں جب کہ  
مُرمّر کے دیکھتا تھا اور کہا  
پروردگار مجھے ظالم گروہ  
سے نجات دے۔

اور آپؐ نے شاہراہ کو پکڑے رکھا آپ کے اہل بیت کے افراد نے  
کہا کاش کہ آپ اس راستے سے ٹیڑھے ہو جاتے دے اور آپؐ نے شاہراہ  
کو پکڑے رکھا آپ کے اہل بیت کے افراد نے کہا کاش کہ آپ اس راستہ  
سے ٹیڑھے ہو جاتے جس طرح کہ ابن زبیر نے انحراف کیا تاکہ آپ کو تلاش کرنے  
والے آپ تک نہ پہنچ پائیں تو آپؐ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں اس راستے  
سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ خدا جو چاہے حکم فرمائے اور جب آپ مکہ میں  
آگے جب کہ آپ کا مکہ میں دخول شب جمعہ تھے اور شبان کی تیسری تاریخ تھی تو  
آپ مکہ میں آگے جب آپ مکہ میں آئے تو اسی وقت آپ اس آیت کو پڑھ  
رہے تھے۔

ولما توجه تلقاء  
مدین قال عسى  
اور جب وہ مدینہ منورہ کے سامنے  
والے حصے کی طرف توجہ فرما رہے تھے

رجی ان یھدیخی  
سواء السبیل -  
عنقریب میرا پروردگار مجھے  
بیدھے راستہ کی جانب ہدایت  
کرے گا۔

پس آپ نے مکہ میں سکونت کر لی اور مکہ کے لوگ اور عمرہ کرنے والے  
اور دوسرے شہروں کے لوگ کہ جو مکہ میں تھے ان کے پاس آتے اور ابن زبیر  
بھی مکہ میں تھا اور کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھتا اور طواف کرتا تھا اور  
باقی لوگوں کے ساتھ مل کر وہ بھی امام حسینؑ کے پاس جاتا کبھی دودن پے درپے  
اور کبھی دودنوں میں ایک مرتبہ اور ابن زبیر پر آنجناب کا وجود سخت گراں تھا  
کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب تک حسینؑ مکہ میں ہیں حجاز کے لوگ اس کی بیعت نہیں  
کریں گے اور لوگ آنجناب کی زیادہ اطاعت کرنے اور آپ ان کی نافر  
میں زیادہ بزرگ تھے۔

باقی سہے اہل کوفہ توجب انہیں معادیہ کی دنات کی خبر پہنچی تو وہ یزید  
کے بارے میں بہت کچھ باتیں کرتے تھے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ حسینؑ نے یزید کی  
بیعت سے انکار کر دیا ہے اور ابن زبیر کی خبر اور یہ کہ دونوں مکہ میں چلے گئے ہیں  
اس میں انہوں نے غور و غوض کیا پس شیعہ سلیمان بن مردخزاعی کے گھر میں جمع ہوئے  
اور معادیہ کے ہلاک ہونے کو یاد کیا اور خدا کا شکر و حمد دہن کی اور سلیمان نے  
کہا معادیہ مر گیا ہے اور حسینؑ نے بیعت سے انکار کر دیا ہے اور مکہ چلے گئے  
ہیں تم ان کے اور ان کے والد گرامی کے شیعہ ہو اگر جانتے ہو اور سمجھتے ہو کہ  
ان کی مدد کرو گے اور ان کے دشمن سے جہاد کرو گے تو پھر ان کی خدمت میں  
کھو اور انہیں مطلع کرو اور اگر اس بات کا ڈر ہے کہ سستی کر دو گے اور کمزوری و بزدلی

دکھا دے تو پھر انہیں دھوکہ دے دے کہ ہم ان کی مدد کریں گے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور اپنے آپ کو قتل ہونے کیلئے پیش کریں گے تو اس نے کہا پھر کھو تو ان لوگوں نے یہ تحریر لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علیؑ کی طرف سیدان بن صرد اور سید بن نجہ، رفاعہ بن شداد، صیب بن مظاہر اور آپ کے دوسرے پیروکاروں اصل کوذ کے مؤمنین اور مسلمانین میں سے جو ہیں ان کی جانب سے سلام عینک ہم آپ کی خدمت میں خدا کی حمد و تعریف کرتے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اے بعد الحمد للہ کہ خدا نے آپ کے ستم گر اور غیہ دشمن کو مار دیا اور نابود کر دیا کہ وہ جو اس امت پر کود چڑھا اور معاملہ ان کے ہاتھ سے چھین لیا تھا ان کے نیک دھارچہ لوگوں کو قتل کیا اور اشرار دیرے لوگوں کو باقی رکھا مال خدا کو ظالموں اور دولت مندوں کے درمیان دست بدست پھرتا پس دوری ہو اس کے لیے قوم خود کی مانند اور ہمارے ادھر کوئی امام نہیں ہے۔ آپ ہماری طرف آئے شاید خدا ہمیں حق پر جمع کر دے اور نعمان بن بشیر حضرات میں ہے ہم جمعہ میں اس کے پاس نہیں جاتے اور نہ عید میں اس کے ساتھ باہر جاتے ہیں اور اگر ہمیں خبر ملی کہ آپ ہماری طرف آ رہے ہیں تو ہم اس کو باہر نکال دیں گے تاکہ وہ شام چلا جائے انشاء اللہ۔

پھر یہ خط انہوں نے عبداللہ بن سمیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال تیمی کے ہاتھ بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا جلدی کرنے کا پس وہ دونوں جلدی کے ساتھ چلے یہاں تک کہ مکہ میں وہ پہنچے مہینہ رمضان کے دس دن گزر چکے تھے۔

پھر اہل کوفہ خط کو بھیجنے کے بعد دودن ٹھہر کر قیس بن مہر میدادی، عبدالرحمن بن عبداللہ بن شداد وادریجی اور عمارہ بن عبداللہ سلولی کہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور ان کے ساتھ ایک سو پچاس خط تھے ایک ایک دودو تین تین اور چار چار افراد کی جانب سے۔

پھر دودن چھوڑ کر انہوں نے آپ کی طرف ہانی بن ہانی سیمی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو بھیجا اور آپ کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی علیہما السلام کی طرف ان کے پیروکار مومنین اور مسلمین کی جانب سے آپ آئے کہ لوگ آپ کے چشم براہ ہیں اور ان کی رائے آپ کے غیر کے لیے نہیں ہے جلدی کیجئے جلدی کیجئے والسلام علیک۔ اور شبیث بن ربیع، حجار بن ابجر، زید بن عارث بن روم شیبانی، عروہ بن قیس احمی، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمرو تیمی نے لکھا ابجد زمین کے اطراف سرسبز ہو گئے اور پل پک چکے ہیں جب آپ چاہیں تشریف لائے راستہ فوج پر والسلام۔ اور قاصد آپ کی خدمت میں اکٹھے وارد ہوئے تو آپ نے خطوں کو پڑھا اور قاصدوں سے لوگوں کے بارے میں سوالات کیے۔

سید کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز رکعت مقام کے درمیان پڑھی اور خداوند تعالیٰ سے طلب خیر کی اس کے بعد مسلم بن عقیل کو بلایا اور ان کو ان حالات سے آگاہ کیا اور ان کے خطوں کا جواب لکھا۔ شیخ مفید نے کہا ہے کہ آنجناب نے ہانی بن ہانی اور سعد بن عبداللہ کو کہ جو آخری قاصد تھے یہ خط لے کر روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے مسلمین اور مومنین

کے ایک گروہ کی طرف اما بعد ہانی وسعد تمہارے خطے کر آئے اور وہ دونو تمہارے آخری قاصد تھے اور میں نے معلوم کی سب وہ باتیں کہ جو تم نے بیان کی تھیں اور تم سب کی گفتگو یہ ہے کہ ہم امام درہنا نہیں رکھتے آپ ہماری طرف آئے شاید خدا آپ کی وجہ سے ہیں ہدایت اور حق پر جمع کر دے اور میں نے مسلم بن عقیل کو اپنے بھائی اور اپنے چچا زاد اور میرے خاندان میں میرے نزدیک جو ثقہ شخص ہے تمہاری طرف بھیجا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہاری حالت اور تمہاری رائے مجھے لکھے پس اگر اس نے مجھے لکھا کہ تم میں سے صاحبان عقل و خرد اور اہل فضل و اہل رائے و مشورہ کی رائے اسی طرح ہے کہ جیسے تمہارے قاصد کہتے ہیں اور جیسا کہ تمہارے خطوط میں میں نے پڑھا ہے تو بہت جلد میں تمہاری طرف آؤں گا۔ انشاء اللہ مجھے اپنی جان کی قسم کہ امام درہم نہیں مگر وہ جو کتاب خدا کے مطابق حکم کرے اور عدل و انصاف کو قائم کرے اور دین حق کا مطیع و متقاد ہو اور اپنے آپ کو رضانے خدا کا پابند کرے والسلام

اور حسین بن علیؑ مسلم بن عقیل بن ابی طالب رحمۃ اللہ و رضوانہ علیہ کو بلایا اور انہیں قیس بن مہر میداوی اور عمارہ بن عبد اللہ راجی کے ساتھ روانہ کیا اور انہیں خوف خدا اپنے کام کو مخفی رکھتے اور لطف و نرمی کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اگر لوگوں کو ایک دل استوار اور محکم دیکھیں تو آپ کو جلدی خبر دیں۔

# پانچویں فصل

## روانگی حضرت مسلم بن عقیل

مسلم بن عقیل مکہ سے پندرہ رمضان کو نکلے

(ارشاد)

جیسا کہ سودی کہتا ہے پس مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھی اور اپنے گھر والوں میں سے جس سے چاہا الوداع کیا اور دو افراد قبیلہ قیس کے راہنما اور واپس کے طور پر اجیر کے اور ان کی ہدایت درہنما کی پر روانہ ہوئے اور کبھی کبھی بیراہا ہو کر جلتے تھے لہذا راستہ بھول گئے اور سخت پیاس سے ہوئے اور چلنے کے قابل نہ رہے اور وہ دو شخص دلیل درہنما پیاس سے مر گئے لیکن مرنے سے پہلے مسلم کو راستہ کی نشاندہی کر دی پس مسلم بن عقیل قدس اللہ روحہ نے ایک جگہ سے کہ جس کا نام مینق ہے قیس بن مہر کے ساتھ خط بھیجا ابا عبد اللہ دو افراد دلیل درہنما کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوا اور وہ راستہ بھول گئے اور ہم سخت پیاس سے ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں وہ دو



مر گئے اور ہم چل پڑے یہاں تک کہ پانی تک پہنچ گئے اور جان بچالی اور یہ پانی اس جگہ ہے کہ جسے متفق کہتے ہیں بطنِ جنت میں میں نے اس راستہ کو فال بد سمجھا ہے اگر آپ کی رائے ہو تو مجھے معاف رکھیں اور کسی اور کو بھیج دیں ۔ والسلام

تو امام حسین بن علیؑ نے انہیں کھانا البعد مجھے ڈر ہے کہ وہ چیز جو میری طرف تہوارِ خط لکھنے اور معافی چاہنے کا باعث ہوئی ہے وہ خوف و زبردل ہو پس جاؤ اسی جانب کہ مدہر میں نے نہیں بھیجا ہے ۔ والسلام

جب مسلم بن عقیل نے خط پڑھا تو کہا میں اپنے اوپر کسی چیز سے نہیں ڈرتا اور روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ایک پانی سے گزرے جو قبیلہ ثی کا تھا اور وہاں اتر گئے اور پھر وہاں سے کوچ کیا ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تیر مار رہا ہے اور دیکھا کہ تیر ایک ہرن کو مار رہا ہے جب کہ ہرن نے سر بند کیا ہوا تھا اور ہرن کو گرا لیا تو مسلم نے کہا ہم اپنے دشمن کو انشاء اللہ قتل کریں گے اور پھر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ کوثرؑ آپہنچے اور عیاکہ مروج الفرب میں کہا ہے کہ شمال کے پانچ دن گزر چکے تھے اور آپ مختار بن ابی عبیدہ کے گھریں پہنچے ہوئے شیعوں نے ان کا رخ کیا اور وہ ان کے پاس آنے جلنے لگے اور جب ان کی ایک جماعت آپ کے پاس جمع ہو گئی تو آپ نے ان کے سامنے امام حسینؑ کا خط پڑھا جسے سن کر وہ رونے لگے۔

پس عابس بن ابوشیبہ شاکریؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کر کے کہا البعد !

میں لوگوں کی طرف سے کوئی چیز نہیں کہتا کیونکہ میں نہیں جانتا کہ ان کے دل میں کیا ہے اور آپ کو میں ان کے ذلیعہ دھوکہ و فریب نہیں دیتا خدا کی قسم میں تو اس چیز کی آپ کو خبر دیتا ہوں کہ جس پر میں نے اپنے آپ کو آمادہ کر رکھا ہے

خدا کی قسم میں آپ کو لبیک کہوں گا جب آپ پکاریں گے اور میں تمہارے ساتھ مل کر تمہارے دشمن سے قتال کروں گا اور تمہارے سامنے انہیں اپنی یہ تلوار لگاؤں گا یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کروں اور ان کاموں سے میرا مقصد اللہ کے ثواب کے علاوہ کچھ نہیں۔

پس حبیب بن مظاہر ثقفی کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے خدا آپ پر رحمت نازل کرے جو کچھ آپ کے دل میں تھا اسے اختصار کے ساتھ بیان کیلئے پھر انہوں نے کہا اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میرا وہی عقیدہ ہے کہ جو اس مرد کا ہے پھر اسی قسم کی بات کی۔

حجاج بن علی کہتا ہے کہ میں نے محمد بن بشر سے کہا کہ تم سے بھی کوئی بات صادر ہوئی تو اس نے کہا میں دوست رکھتا تھا کہ خدا میرے دوستوں کو کامیاب کرے اور عزت دے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ میں مارا جاؤں اور میں نہیں چاہتا تھا کہ جھوٹ بولوں پس اٹھارہ ہزار اہل کوفہ نے مسلم کی بیعت کی اور مسلم نے امام حسینؑ کو خط لکھا اور انہیں ان اٹھارہ ہزار افراد کے بیعت کرنے کی خبر دی اور انے کی ترغیب دلائی یہ واقعہ مسلم کے شہید ہونے کے تائیس دن پہلے کہے اور شیعہ جناب مسلم بن عقیل کے پاس آتے جاتے رہتے تھے یہاں تک کہ ان کی جگہ معلوم ہو گئی اور نعمان بن بشیر تک خبر پہنچی جو کہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اور یزید نے بھی اسے برقرار رکھا تھا پس وہ ہنر پر گیا اور اللہ سبحانہ کی حمد و ثناء کی اس کے بعد کہا ابا بعد:

اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اور فتنہ و فساد اور اختلاف و اختراق کی طرف جلدی نہ کرو کیونکہ اس میں مرد ہلاک ہوتے ہیں اور خون بہتے ہیں۔

اور مال غصب ہوتے ہیں میں اس سے قاتل نہیں کروں گا جو مجھ سے اور جو میری طرف نہ آئے میں اس کی طرف نہ آؤں گا اور تم میں سے سوئے ہوئے کو نہیں جگاؤں گا اور تمہیں ایک دوسرے کی جان کے دوسے نہیں کروں گا اور تمہمت و بدگمانی سے کس کو نہیں پکڑوں گا لیکن اگر تمہارا منہ کھل جائے اور اپنی بیعت توڑ دو اور اپنے امام کی مخالفت کرو تو اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو پھر تمہیں اس تلوار کے ساتھ البتہ ماروں گا جب تک کہ اس کا دست میرے ہاتھ میں ہے اگرچہ تمہارے درمیان میرا کوئی یار و مددگار نہ ہو۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو تمہارے درمیان حق کو پہچانتے ہیں بلا در ان سے زیادہ ہیں کہ جو باطل کی پیروی سے ہلاک ہوں۔

پس عبداللہ بن مسلم بن ربیع حضری جو نبی امیہ کا حلیف تھا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ فتنہ کہ جسے تو دیکھ رہا ہے سخت گیری کے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہوگا اور یہ روشن جو آپ دشمنوں کے ساتھ رکھتے ہیں مستضعفین کی رائے ہے تو نعمان نے اس سے کہا اگر میں مستضعفین رہوں خدا کی اطاعت میں تو اس کو زیادہ دوست رکھتا ہوں اس سے کہ خدا کی معصیت و نافرمانی میں غالب وقوی رہوں اور منبر سے نیچے اتر آیا۔!

عبداللہ بن مسلم باہر نکلا اور اس نے یزید بن معاویہ کو بکھا ابا عبدالمسلم بن عقیل کو ذمیں آچکے ہیں اور شیعوں نے حسین بن علی کے نام پر اس کی بیعت کر لی ہے تو اگر آپ کو کوئی ضرورت ہے تو ایسے طاقت ور شخص کو بھیجو جو آپ کے حکم کو نافذ کر سکے اور آپ کی طرح عمل کرے کیونکہ نعمان بن بشیر تو ایک کمزور شخص ہے یا اس نے اپنے آپ کو کمزور بنا رکھا ہے۔

اور عمار بن عقبہ نے بھی اسی قسم کا خط لکھا اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی اور جب یہ خطوط یزید کے پاس نیچے تو اس نے معاویہ کے غلام سرجون کو بلایا اور کہا کہ تیری رائے کیا ہے کیونکہ حسینؑ نے مسلم بن عقیل کو فہ بھیجا ہے اور وہ بیعت لے رہا ہے اور میں نے سنا ہے کہ نعمان کمزور آدمی ہے اور برا عقیدہ رکھتا ہے لہذا تیری رائے میں کوفہ کی گورنری کسے دوں اور یزید عبید اللہ بن زیاد پر بہت غصہ تھا سرجون نے اس سے کہا اگر معاویہ زندہ ہو جائیں تو آپ اس کی رائے کو قبول کریں گے یزید نے کہا کہ ہاں تو سرجون نے عبید اللہ کی کوفہ پر گورنری کا فرمان لکھا اور کہا کہ یہ ہے معاویہ کی رائے کہ جب وہ مر رہے تھے تو اس خط کے کھنکھنے کا حکم دیا اور دونوں شہر بھرہ و کوفہ اکٹھے عبید اللہ کے سپرد کر دیے یزید نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا لہذا ابن زیاد کا فرمان اس کی جانب بھیجا پھر مسلم بن عمر و ابی قتیبہ کے باپ کو بلایا اور اس کو عبید اللہ کے نام خط لکھ کر دیا۔

الاجلہ! اہل کوفہ میں سے میرے شیعوں نے مجھے لکھا ہے اور خبر دی ہے کہ عقیل کا بیٹا مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے کے لیے لشکر فراہم کر رہا جب تم میرا خط پڑھو تو کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور ابن عقیل کو ہرہ کی طرح تلاش کر کے جب اپنے قبضہ میں لے لو تو اسے قید کر دو یا قتل کر دو یا اس کو شہر سے نکال دو۔  
والسلام

اور وہ کوفہ پر گورنری کا فرمان بھی اسے دیا تو مسلم روانہ ہوا یہاں تک کہ یھو میں عبید اللہ کے پاس پہنچ گیا اور فرمان و خط دونوں اس کو دے دیے تو عبید اللہ نے اس وقت حکم دیا کہ تیاری کر دو اور کل کوفہ کی جانب روانہ ہو جاؤ۔

مؤلف کہتے ہیں کہ اس مقام پر مناسب ہے کہ ہم نعمان بن بشیر کے حالات

کی طرف اشارہ کریں۔ نعان رنوں کی پیشی کے ساتھ) ابن بشیر بن سعد بن نصر بن ثعلبہ خزرجی انصاری اس کی والدہ عمرہ بنت رواحہ اس عبداللہ بن رواحہ انصاری کی بہن ہے کہ جو جنگ ثوۃ میں جعفر بن ابوطالب کے ساتھ شہید ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ نعان انصار کا پہلا بچہ ہے کہ جو رسول خدا کے مدینہ میں قدم ہینت لڑم کے بعد پیدا ہوا جیسا کہ عبداللہ بن زبیر مہاجرین میں سے پہلا بچہ تھا اور اس کا باپ بشیر انصاری سے پہلا شخص ہے کہ جو سقیفہ کے دن کھڑا ہوا اور ابوبکر کی بیعت کی اس کے بعد دوسرے انصار میں سے پہلا شخص پے درپے آئے اور بیعت کی اور بشیر عین التمر کی جنگ کے دن خالد بن ولید کی معیت میں مارا گیا اور نعان اور اس کا خاندان اسلاف اور اخلاف کے لحاظ سے شروشا عری میں مشہور تھا اور ثمانی مذہب رکھتا تھا اور اہل کوفہ کو دشمن کہتا تھا کہ جو حضرت علیؑ کے ہوا خواہ تھے اور جنگ صفین میں معاویہ کے ساتھ جب کہ انصار میں سے کوئی شخص بھی اس جنگ میں معاویہ کے ساتھ نہیں تھا معاویہ کے نزدیک اس کی عزت و منزلت تھی اور اس کا مورد و ہر و محبت تھا اسی طرح اس کے بعد اس کے بیٹے یزید کے ہاں بھی اور وہ مروان بن حکم کی خلافت تک زندہ رہا اور وہ حمص کا گورنر تھا جب لوگوں نے مروان کی بیعت کی تو وہ لوگوں کو ابن زبیر کی طرف دعوت دیتا تھا اور مروان کی مخالفت کرتا تھا اور یہ بات ضحاک بن قیس کے مرج راہط میں قتل ہوجانے کے بعد کی ہے لیکن اہل حمص نے نعان کی دعوت کو قبول نہ کیا پس وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا وہ اس کے پیچھے گئے اور اس کو جب پایا تو اسے قتل کر دیا یہ ۵۰ء کی بات ہے !

باقی رہا یزید کا قول کہ نعمان کمزور اور برا عقیدہ رکھتا ہے تو شاید اس طرف اشارہ  
 کہ جس کی ابن قتیبہ نے کتاب امامت و سیاست میں روایت کی ہے کہ نعمان بن بشیر  
 نے کہا کہ پتھر بخدا کا نواسہ میرے نزدیک بھل کے نواسے سے زیادہ محبوب ہے  
 اور بھل کا نواسہ یزید بن معاویہ تھا کہ جس کی ماں میمون بنت بحدل کلبیہ تھی اور بھل  
 بے نقطہ تھا اور دال کے ساتھ جعفر کے وزن پر صحیح ہے کہ نقطہ دار جیم کے ساتھ  
 اور ابن قتیبہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ بن مسلم بن عمرو باہلی ہے اور یہ وہی مسلم  
 کہ جس کا نام اس سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ جو یزید کا فرمان ابن زیاد کے لیے لے گیا  
 تھا۔

# چھٹی فصل

## امام حسینؑ کا اشراف بصرہ کے نام خط

سید نے مہوت میں کہا ہے کہ حسینؑ نے ایک خط اشراف بصرہ کی ایک جماعت کو اپنے ایک سیلمان نامی موالی کے ہاتھ بھیجا کہ جس کی کنیت ابورزین تھی اور اس خط میں ان لوگوں کو اپنی نصرت اور اعانت کرنے کی دعوت دی تھی کہ جن میں سے یزید بن مسعود، ہاشمی اور منذر بن جبار و دعبدی بھی تھے۔

پس یزید بن مسعود نے بنی تمیم، بنی حنظلہ اور بنی سعد کو جمع کیا اور جب وہ اکٹھے ہو گئے تو کہا اے بنی تمیم تم میرے مقام اور حب کو اپنے درمیان کیسا دیکھتے ہو انہوں نے کہا بچ خدا کی قسم تو پشت کاہرہ اور فخر کا سر اور شرف کے وسط میں قرار دپاتا ہے اور فضل و کرم میں دوسروں پر گویا سبقت لے گیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے تمہیں یہاں اس لیے جمع کیا ہے کہ میں چاہتا ہوں ایک کام میں تم سے مشورہ کروں اور تم سے اعانت و مدد لوں تو انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نصیحت و خلوص میں آپ سے دریغ نہیں کرتے اور قیقا ہو سکے اور ہمیں معلوم ہوا اسی کیلئے

میں مصالغہ نہیں کریں گے آپ کہتے تاکہ ہم میں تو اس نے کہا کہ معاویہ مر گیا اور اس کی ہلاکت و فقدان کا کوئی غم نہیں ہے کیونکہ اس سے تم و گناہ کا دروازہ ٹوٹ گیا ہے اور ظلم کے ستون متزلزل ہو گئے ہیں اس نے ایک نئی بیعت اعلان کی و بجا کی اور اپنے گمان میں استوار و محکم عقدا بندھا حالانکہ کتنا دور ہے وہ جو اس نے ارادہ کیا ہے کہ تحقیق پذیر ہو اور کوشش کی ہے لیکن بخدا وہ کمزور ہوا ہے اس نے مشورہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے رائے طلب کی لیکن انہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اسے صحیح رائے نہیں دی پس اس کا بیٹا یزید جو شراب پیتا ہے اور فسق و فجور کا سروائی ہے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ مسلمانوں پر خلافت کرنے کا دعوے دار بن گیا ہے اور ان کی رضا کے بغیر ان پر فرمانروائی کرتا ہے باوجود عقل کی کوتاہی اور علم کی کمی کے اور حق میں ہے اپنے پاؤں کی جگہ کو بھی نہیں پہچانتا میں خدا کی قسم کھاتا ہوں اور میری قسم صحیح اور میرور ہے کہ یزید سے جہاد کرنا دین کے معاملہ میں مشرکین سے جہاد کرنے کی نسبت افضل ہے۔

اور یہ حسین بن علی علیہ السلام رسول خدا صلوٰۃ اللہ وسلم علیہم کے نواسے ہیں۔ شرف اصیل درست رائے اور بے انتہا علم رکھتے ہیں اور اس امر کے لیے اٹلی اور زیادہ حق رکھتے ہیں سابقہ شرف سن و سال تقدم اور پیغمبر سے قربت کی بنا پر چھوٹوں پر ہر بان ہیں اور بوڑھوں کے لیے دسویں یا ہی عظیم راجی ہیں رعیت کے لیے اور اہم ہیں لوگوں کے لیے کہ جن کے ذریعہ خدا کی محبت لوگوں پر تمام ہوتی ہے اور خدا کے موعظ کی ان کے واسطے سے تبلیغ ہوتی ہے لہذا خدا حق سے اندھے نہ بنو اور باطل کے گڑھے میں نہ جاگو و مضر بن قیس نے جبل داسے دن تہیں



بدنام کر دیا تھا پس اس بدنامی کے دھبہ کو اپنے سے دھو ڈالو فرزند رسول کی طرف نکلنے کے ساتھ اور ان کی نصرت و مدد کرنے کے ساتھ خدا کی قسم کوئی شخص ان کی مدد میں کوتاہی نہیں کرے گا مگر یہ کہ خدا اس کی اولاد کو ذلیل و خوار اور اس کے قبیلہ کو کم مقدار کر دے گا اور یہ تو میں نے جنگ کی ذرہ پہن لی ہے جو شخص قتل نہ کیا جائے وہ مر جاتا ہے اور جو شخص بھاگے تو طلب کرنے والے کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا پس اچھا جواب دو خدا تم پر رحم کرے تو بنو منظلہ بول اٹھے اور انہوں نے کہا اے ابو خالد ہم تیرے تیرے ترکش ہیں اور تیرے قبیلہ کے شاہوار اگر آپ ہمیں دشمن کی طرف پھینکیں تو ہدف و نشانہ پیرا ہے اگر ہمارا ساتھ مل کر جنگ کے لیے ماہر آئیں تو فاتح و کامیاب ہوں گے اگر آپ ہمدرد کے پانی میں اتر جائیں تو ہم بھی اتریں گے اور اگر کسی دشوار کام سے رو برو ہوں تو ہم بھی رو برو ہوں گے اپنی شمشیر سے آپ کی ہم مدد کریں گے اور اپنے بدن سے حفاظت و نگہداری جس وقت آپ چاہیں جو چاہیں کر گزریں۔

اور بنو سعد بن یزید نے کہا اے ابو خالد ہمارے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض چیز ہمارے نزدیک تیری مخالفت کرنا اور تیری رائے سے باہر نکلنا ہے اور ضمیر بن قیس نے ہمیں جنگ نہ کرنے کا حکم دیا تھا تاہم ہم نے اپنے امر کی حمد و تعریف کی اور ہماری عزت ہم میں باقی رہ گئی پس آپ ہمیں ہمت دیجئے تاکہ ہم مشورہ کر لیں اور پھر اپنی رائے سے آپ کو آگاہ کریں اور بنو عامر بن تمیم نے کہا اے ابو خالد ہم تیرے باپ کے بیٹے اور تیرے حلیف و ہم قسم ہیں اگر آپ ہضمیناک ہوں تو ہم خوش نہیں ہو سکتے

اور اگر آپ چل پڑیں تو ہم بیٹھ نہیں سکتے معاملہ آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔  
 ہمیں آپ پکاریں تاکہ ہم لیک کہیں اور ہمیں حکم دیں تاکہ ہم اطاعت کریں حکم آپ کا  
 ہی ہے جس وقت آپ چاہیں پس اس نے بنی سعد سے کہا خدا کی قسم اگر وہی کام کرو  
 یعنی بنی امیہ سے قتال ترک کرنا خدا کبھی بھی تم سے تلوار نہیں اٹھائے گا اور نہ ہاری  
 تلوار ہمیشہ تمہارے درمیان ہوگی۔

پس امام حسین کی طرف اس نے خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم انا لعبد: آپ کا خط مجھے ملا اور میں نے اس  
 چیز کو جانا کہ جس کی طرف آپ نے ترغیب دلائی اور دعوت کی کہ آپ کی اطاعت  
 میں سے اپنے حصہ حاصل کروں اور آپ کی نصرت کے نصیب پر فائز ہوں اور  
 خدا کبھی بھی زمین کو ایسے شخص سے خالی نہیں رکھتا کہ جو اس میں نیک عمل کرے اور  
 ایسے رہنما سے کہ جو لوگوں کی راہ نجات دکھائے اور آپ جنت خدا میں بندوں  
 پر اور امانت ہیں اس کی زمین میں آپ زیتون احمدی صلی اللہ علیہ وسلم درخت کہ  
 شاخ ہیں وہ اس کی اصل اور آپ حضرات اس کی فرع ہیں پس ہمارے پاس تشریف  
 لے آئے مبارک ہو آپ کو ہمارے ہاں رہنے سے زیادہ نیک فال میں بنو تمیم کی گردن آپ  
 کے زیر فرمان لے آیا ہوں اور وہ آپ کی اطاعت میں ایک دوسرے سے  
 زیادہ سبقت لینے والے ہیں۔

پیامہ ادنٹوں سے کہ جو سمجھت پیاسی کے وقت پانی میں داخل ہونے میں جلدی  
 کرتے ہیں اور بنی سعد کو بھی میں آپ کی اطاعت میں لے آیا ہوں اور ان کے سینہ  
 کی میل کچیں میں نے بارش کے پانی سے دھو ڈالی ہے ایسی بارش کہ جو سفید بادل  
 سے برے بجلی کے گڑکنے کے وقت۔

جب امام حسینؑ نے خط پڑھا تو فرمایا تجھے اور کیا چاہیے خدا تجھے  
خوف کے دن مامون قرار دے اور عظیم پیاس کے دن تجھے سیراب کرے اور  
جب یہ آمادہ ہوا کہ حسینؑ کی طرف روانہ ہوں تو اسے خبر ملی کہ آنحضرتؐ شہید ہو  
چکے ہیں اور آنجناب سے منقطع اور الگ رہ جانے کی وجہ سے بے صبری اور  
بے تاب کرتا تھا باقی رہا منذر بن جابر تو وہ امام حسینؑ کا خط آپ کے قاصد  
سمیت عبید اللہ بن زیاد لعنہ اللہ کے پاس لے آیا اور چونکہ وہ ڈرتا تھا  
کہ یہ خط کہیں عبید اللہ کی طرف سے حیلہ اور بھریہ اس کی بیٹی عبید اللہ کی بیوی  
تھی تو عبید اللہ نے قاصد کو سولی پر لٹکا دیا اور منبر پر گیا اور خط پڑھا اور اہل بصرہ  
کو یزید کی مخالفت اور فتنہ انگیز خبروں کے منتشر کرنے سے ڈرایا پس وہ  
رات تو اس نے بصرہ میں گزاری جب دن چڑھا تو آپ نے اپنے بھائی  
عثمان بن زیاد کو اپنی نیابت میں وہاں بھیجا اور خود کو ذی قوف چل کھڑا ہوا۔

طبری کہتا ہے کہ ہشام نے کہا کہ ابو مخنف نے مجھ سے معقب بن زہیر ابو عثمان  
ہندی سے حدیث بیان کی ہے کہ حسینؑ نے ایک خط لکھا اور اپنے غلام کے ہاتھ  
کہ جسے سلیمان کہتے تھے بصرہ کے لشکر کے سرداروں اور وہاں کے اشراف و بزرگوں  
کو بھیجا مالک بن سہم بکری، احنف بن قیس، منذر بن جابر، مسعود بن عمرو، قیس بن  
ہشیم اور عمر بن عبید اللہ بن عمر کے پاس چند خطوط ایک ہی معنون کے ان تمام اشراف  
کے ہاتھوں پہنچے۔

اللہ بعد اذنا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بندوں پر منتخب کیا اور ایسی  
نبوت کی عزت بخشی اور رسالت کے لیے چنا پھر اسے اپنے جوار رحمت میں لے گیا  
جب کہ آنحضرتؐ نے بندوں کو نصیحت کی تھی اور جس چیز کی تبلیغ کے لیے آپ

بھیجے گئے تھے اس کی تبلیغ کی ہم ہیں آپ کے اہل بیت آپ کے ولی و وصی و وارث اور ان کے مقام و منزلت کے سب لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں ہماری قوم نے اس مقام کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور ہم سے چھین لیا اور ہم بھی تفرقہ کو ناپسند اور عافیت کو دوست رکھتے ہوئے اس پر راضی رہے جب کہ ہم اپنے آپ کو اس کا زیادہ مستحق سمجھتے تھے ان لوگوں سے کہ جو اس کے متولی بن بیٹھے تھے اور میں نے اپنا قاصد اس خط کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے اور میں تمہیں کتاب خدا اور اس کے پیغمبر کی سنت کی طرف و دعوت دیتا ہوں اس بنا پر کہ ان لوگوں نے سنت کو ماریا ہے اور بدعت کو زندہ کیا ہے اور اگر تم لوگ میری بات کو سنو اور میرے فرمان کی اطاعت کرو تو میں تمہیں راہ ارشاد کی طرف کہ جو مقصد تک پہنچائے ہدایت کروں گا والسلام

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پس جس شخص نے بھی اس خط کو پڑھا مخفی رکھا سوائے منذر بن جبار و دوسرے کہ جس طرح وہ خود کہتا تھا کہ اسے ڈر لگا کہ کہیں عبید اللہ کا وسیعہ نہ ہو لہذا اس قاصد کو اس رات کہ جس کی صبح عبید اللہ روانہ ہوا تھا قتل کر دیا اور اسے خط بھی دیا تاکہ وہ پڑھ لے پس اس نے قاصد کی گردن اڑا دی اور لبرہ کے بنبر پر گیا اور خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا ابالبعدا!

خدا کی قسم سرکش حیوان و جانور میرا قرین نہیں ہو سکتا یعنی سب کو میرا ملیع ہونا چاہیے اور مشک کی آواز مجھے اونچی چھلانگ لگانے پر نہیں ابھار سکتی۔ (عربوں کی عادت تھی کہ وہ نیچے حصہ میں پھرنکتے تھے اور اس میں ریت ڈالتے تھے اور اسے ہلاتے تھے تاکہ اس کی آواز سے اونٹ کو دیں اچھیلیں) جو شخص میرے ساتھ دشمنی کرے میں اس سے انتقام لوں گا۔ اور جو شخص مجھ سے جنگ کرے اس کے لیے میرا ہر ہے۔

قد الغت الكارة من راماها، یہ عربی زبان کی ضرب المثل ہے کہ  
 بھی اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں یہ گیند اور یہ میدان یہ گھوڑا اور یہ گھوڑے کا میدان  
 اور بعض کہتے ہیں کہ قارہ ایک قبیلہ تھا تیر انداز جو تیر اندازی میں ماہر تھا اور جو شخص  
 ان سے برابری کا دعویٰ کرے تو تیر اندازی میں ان کا مقابلہ کر کے دیکھ

اسے اہل بصرہ امیر المومنین نے مجھے کوڑ کا گورز بنایا ہے اور میں کل اس  
 طرف جاؤں گا اور اپنے بھائی عثمان کو اپنی جگہ چھوڑ رہا ہوں مخالفت اور فتنہ  
 انگیزی سے بچو اس فدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر تم میں سے کسی  
 ایک کے متعلق اختلاف کی بات سنی تو اس کو اس کے قبیلہ کے بڑے کو اور  
 اس کی قوم کے بزرگ کہ جس قوم سے وہ ہے اور قریبی کو دور والے کی مخالفت  
 کی وجہ سے مؤاذہ کروں گا تاکہ میرے ساتھ یہی طرح چلو اور تمہارے درمیان  
 کوئی مخالفت کرنے والا نہ ہو میں زیادہ کا بیٹا ہوں ہر وہ کہ جس کی ریت پر قدم  
 رکھا ہے میں اپنے باپ سے اس سے زیادہ مشابہ ہوں اور کسی قسم کی ثبات  
 چچا اور ماموں سے میں نہیں رکھتا پھر وہ بصرہ سے پیدا اور اپنے بھائی عثمان بن زیاد  
 کو اپنا بانشین بنایا اور خود کوڑ چلا گیا۔

اور انہی یعنی ابو مخنف سے روایت ہوئی ہے کہ ابوالمخارق راہی نے کہا  
 شعیان بصرہ کے کچھ لوگ قبیلہ عبدالقیس کی ایک خاتون کے گھر چند دن جمع ہوئے  
 اس عورت کا نام لاریہ بنت سعد یا منتقد تھا وہ شیعہ خاتون تھی اور اس کا گھر ان کے  
 لیے محل الفت تھا اور وہاں ایک دوسرے سے حدیث بیان کر سکتے تھے اور  
 ابن زیاد تک اطلاع پہنچی کہ حسین عراق کی طرف آ رہے ہیں تو اس نے بصرہ کے  
 اپنے عامل کو لکھا کہ وہ نگہبان مقرر کرے اور راستوں پر گرفت رکھے پس یزید

یزید بن نبیط نے حسینؑ کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا اور وہ قبیہ عبدالقیس میں سے تھا اس کے دس بیٹے تھے تو اس نے کہا کہ تم میں سے کون میرے ساتھ جاتا ہے اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبید اللہ تیار ہوئے تو اس نے اس خاتون کے گھر میں اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نکلنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور جانے والا ہوں انہوں نے کہا کہ ہم تم پر ابن زیاد کے اصحاب سے ڈرتے ہیں تو اس نے کہا کہ ان دونوں کے پاؤں راستہ میں گرم ہو جائیں تو پھر میں طلب کرنے والے کی طلب کی پرواہ نہیں کرتا پس وہ خارج ہوا اور اپنی سواری کو تیز چلاتا تھا یہاں تک کہ حسینؑ تک پہنچ گیا اور رابطہ میں آپ کے قافلہ میں داخل ہو گیا۔ امام حسینؑ کو خبر ملی کہ وہ آ رہا ہے تو آپ اس کو ملنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ شخص آپ کی قیام گاہ کی طرف آیا تھا اس سے کہا گیا کہ آپ تیری جگہ کی طرف گئے ہیں تو وہ پھر پیٹ گیا ادھر امام علیہ السلام نے جب اسے اس کی رہائش گاہ میں نہ پایا تو وہیں اس کی انتشار میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ آگیا اور آنجناب کو اپنے سامان کے پاس بیٹھا پایا تو اس نے کہا:

بعضد اللہ وبرحمۃ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت

فبذلک فلیمنر حواء سے ہے پس اس چیز پر خوش

ہونا چاہیے۔

پس آپ پر سلام کر کے آپ کے پاس وہ بیٹھ گیا اور آپ کو بتایا کہ وہ کس مقصد کے لیے آیا ہے تو آنحضرتؐ نے اس کے لیے دعائے خیر کی اور وہ شخص آنجناب کے ساتھ کر بلا تک آیا اور جہاد کیا اور اپنے دونوں بیٹوں سمیت شہید ہوا

# ساتویں فصل

## ابن زیاد کا کوفہ پہنچنا

(طبری) جب یزید کا خط عبید اللہ تک پہنچا تو اس نے پانچ سو افراد بصرہ کے لوگوں میں سے انتخاب کیے کہ جن میں سے عبداللہ بن عاص بن نوفل اور شریک بن اعور تھے شریک شیخان علیؑ میں سے تھا اور سلم بن عمرو باہلی اور اپنے ختم و عدم اور گھر والوں کے ساتھ کوفہ کی راہ لی (ارشاد) جب اس شہر میں پہنچا تو اس کے سر پر سیاہ علامہ تھا اور اس نے چہرہ چھپا رکھا تھا اور لوگوں کو یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ ام حسینؑ کو نہ کی طرف آ رہے ہیں لہذا وہ ان کے چشم براہ تھے جب انہوں نے عبید اللہ کو دیکھا تو خیال کیا کہ آنجناب ہیں لہذا وہ جس گردہ کے پاس سے گزرتا وہ لوگ اس پر سلام کرتے تھے اور کہتے:

مرحبا بك يا بن رسول      خوش آمدید اے فرزند رسول  
اللہ مرحبا      خدا خوش آمدید۔

ابن زیاد ام کے آنے سے ان کے خوش ہونے پر آگ بگولہ مچا رہا تھا جب

وہ لوگ زیادہ ہو گئے تو مسلم بن عمرو نے کہا دوسرے جارقیم امیر عبید اللہ بن زیاد سے اور اسی رات وہ چلتے چلتے قصر مارہ تک جا پہنچا اور ایک گروہ اس کے اطراف میں تھا کہ جنہیں یقین تھا کہ حسینؑ ہیں نعمان بن بشیر نے اس پر اور اس کے اطرافیوں پر دروازہ بند رکھا تو اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا کہ دروازہ کھولو نعمان نے ادھر سے جھانک کر دیکھا جب اس کا گمان تھا کہ حسینؑ ہیں اور کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ دوسرے ہو جائیں گی کیونکہ میں اپنی امانت آپ کے سپرد نہیں کر دوں گا اور آپ سے جنگ کرنے کی بھی مجھے ضرورت نہیں۔

عبید اللہ کچھ نہیں بولتا تھا یہاں تک کہ قریب آگیا اور نعمان اس سے قصر کے اوپر سے باتیں کر رہا تھا۔

پس عبید اللہ نے کہا: دروازہ کھول کبھی تیرا دروازہ کھلے تیری رات لمبی ہو گئی یہ بات اس کے پیچھے سے ایک شخص نے سن لی تو اس نے ان لوگوں سے جو اس کے پیچھے آ رہے تھے اس بناء پر کہ حسینؑ ہیں۔ کہا اے لوگو! اس کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہ ابن مر جانہ ہے!

مسعودی کہتا ہے کہ لوگوں نے اسے سنگریزہ مارنے شروع کیا کیے لیکن وہ نکل گیا۔ (ارشاد)

پس نعمان نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا اور وہ اندر چلا گیا اور لوگوں کے سامنے دروازہ بند کر دیا اور لوگ تتر بتر ہو گئے۔

اور صبح ہوئی تو اس نے نماز جماعت کی منادی کرائی تو لوگ جمع ہو گئے۔

ابن زیاد نکلا اور اس نے خدا کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا امیر المؤمنینؑ نے تمہارا شہر امد سرحد و رختی و بیت المال میرے سپرد کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ



ستم رسیدہ کی دادرسی کروں اور محرموں کو عطا کروں اور فرمانبرداری سے بات  
سننے والے کے ساتھ احسان و نیکی کروں اور نافرمان کی سخت گرفت کروں اور  
میں ان کے فرمان کو تمہارے بارے میں انجام دوں گا اور اس کے عہد و پیمان کو  
نافذ کروں گا اور میں تمہارے نیکو کار اور فرمانبردار کے لیے مہربان باپ ہوں  
اور میرا تازیانہ اور تلوار ہر اس شخص کے سر پہ ہے کہ جو میرے فرمان کو ترک کرے  
اور میرے عہد و پیمان سے نکل جائے لہذا ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے اوپر  
ڈرے الصدق یعنی عنک لا الوعید اے عبارت ضرب المثل کے جاری ہو  
ہے اور فارسی میں اس کی جگہ کہتے ہیں اگر زندہ رہے تو ایک دوسرے کو ملیں گے  
یعنی جو کچھ ہم کہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں جب تک جس چیز کا ہم نے وعدہ کیا ہے۔  
(اس پر عمل نہ کریں)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے کہا اس ہاشمی تک میری بات پہنچا  
دو کہ وہ میرے غضب سے ڈرے اور ہاشمی سے اس کی مراد جناب سلم بن عقیل تھے  
(ارشاد)

پس منبر سے نیچے اترا اور نقیبوں پر اس — سختی کی اور کہا کہ تمام نقیبوں کے  
نام لکھو اور کون شخص امیر المؤمنین (یزید) کے پیروکاروں میں سے اور کون شخص تم میں  
مصوریر (خوارج) میں سے ہے اور کون اہل ریب اور مخالفت کرنے والوں میں سے  
ہے ان سب کو لے آؤ تاکہ ان کے بارے میں میں اپنی رائے دیکھوں اور جو  
نقیب ان کے نام مجھے لکھ کر نہ دے وہ ضامن بنے کہ اس کی نقابت دے  
علاقہ میں کوئی شخص ہماری مخالفت نہیں کرے گا اور فتنہ و فساد برپا نہیں کرے  
گا اور جو شخص ایسا نہیں کرے گا تو ہم اس کے ذمہ دار

نہیں اور اس کا خون وصال ہمارے لیے حلال ہے اور جس نقیب کے علاقہ میں یرید کے باغیوں میں سے کوئی پایا گی اور اس نے اس کی اطلاع ہمیں نہ دی اس کو اس کے گھر کے دروازے پر لٹکایا جائے گا اور اس کا وظیفہ اور عطا بندہ کر دی جائے گی (وہاں) اور اسے عمان کا زارہ مقام کی طرف روانہ کیا جائے گا و ضرب المش ہے گویا کالایان ہے) اور فصول المہمہ میں ہے کہ اہل کوفہ کی ایک جماعت کو اس نے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا (کامل - طبری - مقاتل الطالین)

جب حضرت مسلم نے عبید اللہ کا آنا اور اس کی گفتگو سنی تو بخار کے گھر سے نکل کر ہانی بن سہوہ مرادی کے دروازہ پر آئے اور ہانی کو بلایا۔ ہانی باہر آئے جب آپ کو دیکھا تو اسے ناپسند کیا جناب مسلم نے ان سے کہا میں آیا ہوں تاکہ تم مجھے پناہ دو اور اپنے ہاں مہمان رکھو۔ ہانی نے کہا آپ مجھے میری طاقت سے زیادہ کی تکلیف و ذمہ داری سونپ رہے ہیں اب اگر آپ میرے گھر میں داخل نہ ہو چکے ہوتے اور مجھ پر دثوق نہ کیا ہوتا تو میں پسند کرتا کہ آپ واپس چلے جائیں مگر یہ کہ آپ کے داخل ہونے کی وجہ سے مجھ پر تکلیف و ذمہ داری آپ کی ہے اب تشریف لے آئے پس ہانی نے آپ کو رہائش کی جگہ دی اور شیعہ آپ کے پاس آنے جانے لگے۔ عبید اللہ بن زیاد سے یہاں دو پوشیدہ طور پر اور وہ ایک دوسرے کو اس خبر کے مخفی رکھنے کی وصیت کرتے تھے۔ (مناقب) اور لوگ آپ کی بیعت کرتے تھے یہاں تک کہ پچیس ہزار افراد نے بیعت کی اور چاہا کہ خروج کریں لیکن ہانی نے آپ سے کہا کہ جلدی نہ کیجئے۔

پھر ابن زیاد نے اپنے غلام کو کہ جس کا نام معقل تھا بلایا اور کہا کہ یہ مال لے لو (وہاں) اور اسے تین ہزار درہم دیے اور کہا کہ مسلم بن عقیل اور اس کے

یار و انصار کو تلاش کروان سے الفت پیدا کروا دیا انہیں یہ مال دواور انہیں کہو کہ تم انہیں میں سے ہو اور ان کے اخبار سے باخبر ہو مقتل نے ایسا ہی کیا اور وہ مسجد میں مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس آیا اور اس نے سن رکھا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جناب امام حسین علیہ السلام کے نام پر بیعت لیتے ہیں اور مسلم نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا اے بندہ خدا میں اہل شام میں سے ایک شخص کہ جس پر خدا نے اہل بیت کی محبت کا احسان کیا ہے اویہ تین ہزار درہم ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ اس شخص کی خدمت میں لے جاؤں کہ جس کے متعلق میں نے سنا ہے کہ وہ کوفہ میں آئے ہیں اور فواسر رسول خدا کے لیے بیعت لیتے ہیں اور چند افراد سے میں نے سنا ہے کہ آپ اس خاندان کے امر سے آگاہ ہیں لہذا میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ یہ مال لے لیجئے اور مجھے اپنے صاحب کے پاس لے جائیے تاکہ میں ان کی بیعت کروں اور اگر آپ چاہیں تو ان کے پاس جانے سے پہلے مجھ سے بیعت لے لیں مسلم نے کہا کہ تیری طاقات سے مجھے خوشی ہوئی اور یہ کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے مطلوب تک پہنچے اور خدا تیری وجہ سے اہل بیت پیغمبر کی مدد کرے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس کام سے اس کے مکمل ہونے سے پہلے آگاہ ہوں اس مرد ستم گر اور اس کی سطوت کے خوف سے پس اس سے بیعت لی سمعت و مثدید عہد و پیمان کے ساتھ اور بہت زیادہ نصیحت کرنے اور اس امر کو پوشیدہ رکھنے کے ساتھ اور چند دن تک وہ ان کے پاس آتا جاتا رہا یہاں تک کہ وہ اسے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔

# آٹھویں فصل

## شہادت حضرت مسلم و حضرت ہانی

اس سے پہلے آپ جان چکے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد نے بصرہ سے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو شریک بن اعراس کے ساتھ تھا اب جانی کہ یہ شریک شیعہ تھا انتہائی شدت رکھتا تھا تشیع میں (ظہری کامل) اور جنگ صفین میں امیر المؤمنین کے ساتھ تھا اور اس کی گفتگو معادیہ کے ساتھ مشہور ہے اور جب شریک بصرہ سے نکلا تو سواری سے گر پڑا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے خود جان بوجھ کر اپنے آپ کو گرایا اور ایک گروہ اس کے ساتھ تھے اس امید پر کہ عبید اللہ اس کی صمت یا بی کا انتظار کرے اور امام حسینؑ عبید اللہ سے پہلے کوفہ میں پہنچ جائیں

لیکن عبید اللہ نے ان کی طرف توجہ نہ دی اور وہ چلتا رہا جب شریک کوفہ میں آیا تو ہانی کے گھر قیام کیا اور انہیں مسلم کو تقویت دینے کی ترغیب دے کر تھیں کرتا اور شریک بیار ہو گیا اور ابن زیاد اس کا احترام کرتا تھا اور دوسرے امراء و حکام بھی

لہذا عبید اللہ اس کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آج رات تمہارے پاس آؤں گا۔  
 شریک نے جنابِ مسلم سے کہا یہ مرد فاسق و فاجر آج رات میری عیادت کو  
 آئے گا جب وہ بیٹھ جائے تو باہر نکل کر اس کو آپ قتل کر دیں اور پھر جا کر  
 قصر الامارہ میں بیٹھ جائیں کہ جس سے کوئی شخص آپ کے لیے مانع نہیں ہو گا  
 اور اگر میں اس بیماری سے نجات پاسا تو میں بصرہ جا کر وہاں کا کام آپ کے  
 لیے یکسرہ کر دوں گا (ابوالفرج)

جب شام ہوئی تو ابن زیاد شریک کی عیادت کے لیے آیا اور شریک  
 نے کہا مسلم سے کہا مبادا یہ شخص آپ کے چنگل سے نکل جائے ہانی اٹھے اور  
 کہا میں پسند نہیں کرتا کہ عبید اللہ میرے پاس میرے گھر میں مارا جائے اور  
 اس کام کو برا سمجھا پس عبید اللہ آیا اور بیٹھ گیا اور شریک کی حال پرسی کی اور کہا  
 کہ تمہاری بیماری کیا ہے اور کب سے بیمار ہوئے ہو جب سوال جواب طول  
 کیونچ گئے اور شریک نے دیکھا کہ کوئی باہر نہیں آیا اور اسے خوف ہوا کہ مقصود  
 ہاتھ سے نکل جائے گا تو یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔

ما الا انتظار بسلمی ان تحيوا ها

حيوا سليمى وحيوا من يحييها

كاس العنية باستعجيل اسقوها

کیا انتظار ہے اس سے کہ سلمیٰ کو تھجہ و تحفہ دو سلمیٰ کو بھی اور

اسے جو اس کو تحفہ دے موت کا پیالہ اسے جلدی پلاؤ۔

دو باتیں مرتبہ اس نے یہ اشعار پڑھے۔ عبید اللہ نہ سمجھ سکا کہ معاملہ کیا ہے

لہذا کہا ہے کہ یہ ہزبان کی باتیں کرتا ہے۔ ہانی نے کہا جی ہاں اصلک اللہ

(خدا تمہاری اصلاح کرے) غروبِ آفتاب سے پہلے سے اب تک اسی طرح ہے اور عبید اللہ اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ (طبری)

اور کہتے ہیں کہ عبید اللہ اپنے غلام مہران کے ساتھ آیا اور شریک نے جنابِ مسلم سے کہا کھا تھا کہ جب میں کہوں کہ مجھے پانی دو تو آپ باہر نکل کر اس کی گردن ڈاڑیاں پس عبید اللہ شریک کے بستر پر بیٹھ گیا اور مہران اس کے سر کے پیچھے کھڑا ہوا گیا پس شریک نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ تو کینز پانی کا پیالہ لے کر آئی اور اس کی نگاہ مسلم پر پڑی تو اپنی جگہ سے ہٹ گئی شریک نے کہا مجھے پانی پلاؤ تیسری مرتبہ کہا دے دو تم پر پانی بھی مجھے نہیں دیتے ہو دو مجھے پانی چاہے اس سے میری جان چلی جائے مہران سمجھ گیا اور اس نے عبید اللہ کو اشارہ کیا تو عبید اللہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا شریک نے کہا اے امیر میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنا دمی قرار دوں ابن زیاد نے کہا میں تمہارے پاس پھر آؤں گا پس مہران اسے جلدی لے جا رہا تھا اور کہا خدا کی قسم وہ چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کر دیں عبید اللہ نے کہا کس طرح حالانکہ میں شریک کی عزت و تکریم کرتا ہوں اور وہ بھی ہانی کے گھر میں کہ جس پر میرے باپ نے کہا کس طرح حالانکہ میں شریک کی عزت و تکریم انعام و احسان کیے ہوئے تھے (کامل) مہران نے کہا بات یہی ہے جو میں آپ سے کہی ہے (ابو الفرج) پس عبید اللہ اٹھ کر چلا گیا تو مسلم باہر گئے شریک نے ان سے کہا کہ کون سی چیز آپ کو اس کے قتل کرنے سے مانع ہوئی انہوں نے کہا دو چیزیں ایک تو یہ کہ ہانی اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ عبید اللہ اس کے گھر میں مارا جائے اور دوسری وہ حدیث جو لوگوں نے پیغمبر سے روایت کی ہے:

الاسلام قید الفتک یعنی اسلام نے بے خبری میں

فلا یفتک مؤمن . میں قتل کرنے سے منع کیا ہے

اور مومن ایسا کام نہیں کرتا۔

شریک نے آپ سے کہا اگر آپ نے اس کو قتل کیا ہوتا تو ایک فاسق و فاجر اور مکر کا فر کو قتل کیا تھا کہتے ہیں کہ ہران زیاد کا غلام عبید اللہ سے بہت محبت کرتا تھا چنانچہ جب عبید اللہ کو قتل کیا گیا تو چونکہ وہ بہت موٹا تازہ تھا لہذا اس کے بدن کی چربی سے ایک رات سارے چراغ جلانے گئے جب ہران نے یہ دیکھا تو قسم کھائی کہ پھر کبھی چربی نہیں کھاؤں گا۔

اور ابن نمائے کہا ہے جب ابن زیاد باہر چلا گیا تو مسلم تلوار ہاتھ میں لیے شریک کے پاس آئے تو شریک نے کہا کونسی چیز آپ کو اس کام سے مانع ہوئی تو آپ نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ باہر آؤں کہ ایک عورت مجھ سے پیٹ گئی اور کہا آپ کو خدا کی قسم ابن زیاد کو ہمارے گھر میں قتل نہ کرنا اور رونے لگی پس میں نے تلوار پھینک دی اور بیٹھ گیا اپنی نے کہا دے ہواں عورت پر کہ اس نے اپنے آپ کو قتل کیا اور مجھے بھی اور جس چیز کا اسے ڈر تھا وہ اس میں پڑی انتھی (کامل) شریک تین دن اور زندہ رہ کر فوت ہو گیا۔

عبید اللہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں جب اسے معلوم ہوا کہ شریک نے مسلم کو اس کے قتل کرنے کی ترغیب دلائی تھی تو کہا کہ پھر میں کسی عراقی کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا اور اگر زیاد کی قبر عراق میں نہ ہوتی تو میں شریک کی قبر کھود ڈالتا۔

اس کے بعد ابن زیاد کا وہ غلام جو اس مال کے ساتھ آیا تھا شریک کی موت کے بعد مسلم بن حو سجہ سے آمدورفت کرتا تھا یہاں تک وہ اسے جناب سے

مسلم بن عقیل کے پاس لے گئے اور جنابِ مسلم نے اس سے بیعت لی (ارشاد)  
 ابو ثمامہ (تین نقطوں والی ش کے ساتھ دو نقطوں والی ت کے ساتھ  
 غلط ہے) حاکمی کو حکم دیا کہ اس سے مال لے لو اور وہی مال لیا کرتے تھے۔  
 اور جو کچھ ایک دوسرے اعانت کرتے تھے انہیں کے ہاتھ میں تھا اور وہی ہتھیار  
 خریدتے تھے اور وہ مرویسیر ہنسوار ابنِ عرب میں سے اور جانے پہچانے شیعوں  
 میں سے تھے (کامل) اور وہ ابنِ زیاد کا غلام ان کے ہاں آتا تھا اور ان کے رازوں  
 سے آگاہ ہوتا اور ابنِ زیاد کان کی خبر دیتا تھا۔

ابنِ زیاد نے اسماء ابنِ خارجه کو بلایا اور کہتے ہیں کہ عمرو بن حجاج  
 زبیدی کو بھی اور رسیحی عمر و کی بیٹی ہانی کی بیوی اور یحییٰ بن ہانی کی ماں تھی۔ اور  
 اس نے ہانی کا حال پوچھا عمرو نے کہا کہ وہ بیمار ہے۔  
 عبید اللہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور اپنے گھر کے  
 دروازے پر بیٹھتا ہے پس اس کی ملاقات کرو اور اس سے کہو کہ جو بچہ اس پر واجب  
 لازم ہے اسے ترک نہ کرے پس وہ لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے  
 کہا کہ امیر تمہارے بارے میں پوچھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو کہ وہ بیمار  
 ہے تو میں اس کی عیادت کرنا اور اسے لوگوں نے اس طرح خبر دی ہے کہ تو گھر  
 کے دروازہ پر بیٹھتا ہے اور وہ کہتا تھا کہ دیر ہو گئی ہے وہ ہمارے پاس  
 نہیں آیا اور دوری دعا بادشاہ برداشت نہیں کرتا ہم تجھے قسم دیتے ہیں کہ ہمارے  
 ساتھ چلو بس ہانی نے اپنا لباس منگوایا اور پہنا اور تھچر پر سوار ہوا جب قمر لمارہ کے  
 قریب پہنچا تو اس کے دل میں پڑا کہ اگے شرو بدی ہے پس حسان بن اسماء بن خاریہ



سے کہا مھینچے مجھے اس شخص سے ڈر لگا رہا ہے تمہارا کیا خیال ہے اس نے کہا میں تو آپ پر کوئی خوف نہیں رکھتا اس قسم کے اندیشوں کو اپنے اندر جگہ نہ دیجیے اور اسماء ماجرے سے بالکل آگاہ نہیں تھا لیکن محمد بن اشعث جانتا تھا پس یہ جماعت ابن زیاد کے دربار میں داخل ہوئے جب کہ ہانی ان کے ساتھ جب ابن زیاد نے ہانی کو دیکھا تو کہا (ارشادِ م)

انتك بخائن  
یعنی خیانت کا اپنے پاؤں سے  
رجلاؤ۔

جب ہانی ابن زیاد کے قریب گئے۔ شریح اس کے پاس بیٹھا تھا ابن زیاد نے اس کی طرف رخ کر کے کہا:

اريد حيانہ ویرید قتلی  
عندیرك من خذیلك من مراد  
یہ شعر عربیہ میں مدح و تحسین کا ہے یعنی:

میں چاہتا ہوں کہ اسے عطا کروں اور بخشش کروں اور وہ چاہتا ہے کہ مجھے قتل کرے تو کہو تمہارا بہانہ کیا ہے تیرے مرادی کے پاس (دکھل)

ابن زیاد ہانی کا احترام کرتا تھا ہانی نے کہا اگر کیا ہو گیا ہے تو ابن زیاد نے کہا کہ یہ کیا شور ہے کہ جو تو نے امیر المؤمنین یعنی یزید اور مسلمانوں کے لیے اپنے گھر میں برپا کر رکھا ہے مسلم کو لے آیا ہے اور اپنے گھر میں جگہ دے دی ہے اور اس کے لیے افرادی قوت اور ہتھیار جمع کر رہا ہے اور تو نے گمان کر رکھا ہے کہ یہ چیزیں مجھ سے پوشیدہ ہیں ہانی نے کہا میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا ابن زیاد نے کہا کہ کیوں نہیں اور ان کے درمیان نزاع اور جھگڑا طویل پکڑ گیا تو ابن زیاد نے اپنے اس غلام کو بلایا جو کہ جاسوس تھا وہ آیا اور ہانی کے روبرو کھڑا ہو گیا ابن زیاد

نے کہا اے پہچانتے ہو تو کہا ہاں اور سمجھ گئے کہ وہ ان پر جاسوس تھا پس ایک گھڑی کے لیے متعین ہو گئے پھر اپنے میں آئے اور کہا مجھ سے سوا در اس کو باور کرو خدا کی قسم میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اسے میں نے دعوت نہیں کی اور میں اس کے کام سے آگاہ نہیں تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ وہ میرے گھر آیا اور چاہتا ہے کہ میں اسے اپنے ہاں رہنے دوں اور مجھے انہیں واپس لوٹانے سے شرم آئی میرے ذمہ ایک تکلیف و ذمہ داری آئی کہ میں نے اس کو اپنے گھر میں جگہ دی اور مہمان کیا اور اب اس کا معاملہ اس طرح ہوا کہ جیسے آپ کو خبر ملی ہے پس اگر چاہیں تو ابھی میں آپ سے عہد و پیمان باندھتا ہوں اور آپ کو ضمانت دے کر دی دیتا ہوں جو آپ کے ہاتھ میں رہے اور میں وعدہ دیتا ہوں کہ میں جا کر انہیں اپنے گھر سے باہر نکال دیتا ہوں اور آپ کے ہاں نے کہا کہ میں کبھی بھی اپنے مہمان کو آپ کے پاس نہیں لاؤں گا کہ انے قتل، کردار اور ارشاد۔

ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم تجھے لانا پڑے گا ہانی نے کہا خدا کی قسم میں نہیں لاؤں گا (ابن نما)

ہانی نے کہا خدا کی قسم اگر وہ میرے پاؤں کے نیچے ہو تو میں پاؤں نہیں اٹھاؤں گا اور اسے تہا سے پیر نہیں کروں گا (کامل)

جب گفتگو ان کے درمیان طویل پکڑ گئی تو مسلم بن عمرو باہلی کھڑا ہو گیا اور کوہ میں اس کے علاوہ کوئی شامی یا بصرہ کا رہنے والا نہیں تھا۔

جب اس نے ہانی سے سختی و شدت محسوس کی تو کہا کہ اسے چھوڑیے

میں اس سے بات کرتا ہوں تو وہ ہانی کو ایک طرف لے گیا اور خلوت کی جگہ

لے جا کر اس سے کہا اسے ہانی تجھے خدا کی قسم ہے اپنے آپ کو قتل کرنے کے سپرد نہ کرو اور اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالو یہ مرد یعنی مسلم بن عقیل ان کا بیچا زاد ہے اسے وہ قتل نہیں کریں گے۔ اور اسے کوئی آسیب نہیں پہنچائیں گے اسے ان کے سپرد کر دے اس میں تیرے لیے کوئی ننگ و عار نہیں ہے اگر تو ہمان کو بادشاہ کے سپرد کر دے ہانی نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم میرے لیے ننگ و عار ہے میں اپنا ہمان انہیں نہیں دوں گا جب کہ میں تندرست ہوں میرے بازو قوی ہیں اور بہت سے یار و یاور رکھتا ہوں خدا کی قسم اگر میں یکہ و تنہا بھی ہوتا اور میرا کوئی مددگار بھی نہ ہوتا تو پھر بھی میں اسے ان کے سپرد نہ کرتا مگر یہ کہ اس کے سامنے اپنی جان دے دیتا ابن زیاد نے یہ بات سن لی تو کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ نزدیک لائے تو کہا خدا کی قسم یا اسے میرے پاس لے آؤ یا میں تمہاری گردن اڑا دوں گا ہانی نے کہا اگر تو نے ایسا کیا تو تیرے گھر کے گرد بہت سی توابیں کھینچ جائیں گی اس کا خیال تھا کہ اس کا قبیلہ اس کی حمایت کے لیے اٹھ کھڑا ہوگا۔

ابن زیاد نے کہا تو مجھے اپنے قبیلہ کی توار سے ڈراتا ہے۔ ارشاد اسے قریب لے آؤ قریب لے آئے تو چھڑی کے ساتھ اس کی ناک، پیشانی اور رخساروں پر مارنا شروع کیا یہاں تک کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی اور خون اس کے کپڑوں پر جاری ہوا اور اس کی پیشانی اور رخساروں کا گوشت اس کی داڑھی پر بھر گیا اور چھڑی ٹوٹ گئی اور طبری نے کہا ہے کہ جب ابن زیاد نے اسماعیل خارجیہ اور محمد بن اشعث کو ہانی کو بلانے کے لیے بھیجا تھا انہوں نے کہا تھا جب تک اسے امان نہیں دے دے وہ نہیں آئے گا تو اس کو امان دے دینا تو وہ آئے

اور اسے بلایا تو ہانی نے کہا اگر اس نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا تو مجھے قتل کر دے گا لیکن انہوں نے اصرار کیا یہاں تک کہ وہ اسے لے آئے اور اس وقت عبید اللہ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہا تھا پس وہ مسجد میں بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گیسو دونوں طرف سے بٹ کر ڈالے ہوئے تھے۔

جب عبید اللہ نماز پڑھا چکا تو ہانی کو بلایا اور ہانی اس کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ دارالامارہ میں داخل ہو گئے اور سلام کیا عبید اللہ نے کہا اے ہانی کیا تمہیں یاد نہیں کہ میرا باپ اس شہر میں آیا تو ایک شیعہ کو بھی نہ چھوڑا مگر یہ کہ اسے قتل کر دیا سو اسے تیرے باپ اور مجھ کے اور مجھ سے وہ کچھ صادر ہوا جو تجھے معلوم ہے پھر ہمیشہ اس کا سلوک تمہارے ساتھ اچھا تھا اور اس نے کوفہ کے امیر کو کھامیری حاجت تم سے یہ ہے کہ ہانی کے ساتھ نیکی و احسان کرنا۔ ہانی نے کہا جی ہاں تو عبید اللہ نے کہا کہ میرا بدلہ یہ ہے کہ اپنے گھر میں ایک مرد کو تو پہنایا کر رکھے تاکہ وہ مجھے قتل کر دے۔ ہانی نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا عبید اللہ نے اسی قسمی کے بارے میں جاؤس تھا کہا کہ اسے باہر لے آئیں جب ہانی نے اسے دیکھا تو سمجھ گئے کہ وہ یہ خبر لے گیا ہے۔ ہانی نے کہا اے امیر جو خبر آپ کو پہنچی ہے وہ بات تو سچی لیکن میں تیرے احسان کو ضائع نہیں کروں گا تو مجھ پر ہے آپ اور آپ کے گھر والے ماموں ہیں جہاں چاہیں جائیں۔

مسعودی کہتا ہے ہانی نے عبید اللہ سے کہا آپ کے باپ زیادہ مجھ پر احسان اور حقوق ہیں اور میں دولت رکھتا ہوں کہ اس کا بدلہ دوں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں خیر و بھلائی کی طرف آپ کی رہبری کروں ابن زیاد نے کہا وہ کیا ہے ہانی نے کہا آپ اور آپ کے گھر والے اپنے مل و اسباب اٹھا کر

سلامتی کے ساتھ شام کی طرف چلے جائیں کیونکہ ایسا شخص کہ جو آپ سے اور آپ کے ساتھی سے اس امر کا زیادہ لائق اور مستحق ہے وہ آگیا ہے عبید اللہ سر جھکا یا مہراں اس کے سر کے نیچے پکڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں پیکانہ نہاد رکھا تھا۔ یہ کیا ذلت و خواری ہے کہ یہ جو لاہ غلام آپ کی سلطنت و حکومت میں آپ کو امان دے رہا ہے عبید اللہ نے کہا اسے گرفتار کر لو مہراں نے اپنے ہاتھ سے عصا پھینک دیا ہے اور ہانی کے دونوں گیسو پکڑ لیے اور ان کے چہرہ کو اوپر کر رکھا اور عبید اللہ نے وہ عصا اٹھا کر ہانی کے چہرہ پر مارا اور اس کی پیکانہ شدت ضرب سے باہر نکل کر دیوار کی طرف اڑ کے اس میں گھس گئی اور اس نے اس قدر ہانی کے چہرہ پر مارا کہ ان کی ناک اور پیشانی ٹوٹ گئی۔

جزری کہتا ہے کہ ہانی نے سپاہی کی تلوار کے دستہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے کھینچا لیکن سپاہی مانع ہوا تو عبید اللہ نے کہا کیا تو حردی یعنی خواجہ میں سے ہے تو نے اپنا خون ہم پر حلال کر دیا ہے اب تیرا قتل کرنا ہمارے لیے جائز ہے

(ارشاد)

عبید اللہ نے کہا اسے کھینچ لے جاؤ تو وہ انہیں کھینچ لے گئے اور قمر کے محروں میں سے ایک کمرے میں لے جا کر اس کا دروازہ بند کر دیا اور اس نے کہا کہ اس پر کوئی پاسبان و محافظ مقرر کر دیا گیا۔

رکاب (پس اسما بن خاربہ عبید اللہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا اے بے وفائے بیان شکن اس کو چھوڑ دے۔ ہمیں دیا کہ اس مرد کو لے آؤ جب ہم اسے لے آئے تو اس کے منہ کو توڑا اور اس کا خون بہایا اور اس سے کہتے ہو کہ تجھے میں قتل کر دوں گا تو عبید اللہ نے حکم دیا اور اس کے سینہ پر گھونٹے مارنے لگے اور

طماچے مار کر اور روند کر اسے بے حال و بے آرام کر دیا اور پھر اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا لیکن محمد بن اشعث نے کہا کہ ہم امیر کی رائے کو پسند کرتے ہیں چاہے ہمارے نفع میں ہو یا نقصان میں اور عمرو بن حجاج کو اطلاع دی کہ ہانی کو قتل کر دیا گیا ہے تو وہ مذرج قبیلہ کو لے کر آیا اور قصر کو گھیرے میں لے لیا اور بلند آواز سے پکار کر کہا میں عمرو حجاج ہوں اور یہ ہیں مذرج کے شاہسوار اور ان کے بزرگ و بڑے ہم الماعت سے باہر نہیں نکلے اور جماعت سے الگ نہیں ہوئے شریح قاضی وہاں موجود تھا۔

عبید اللہ نے کہا جاؤ اور ان کے ساتھی کو یعنی ہانی کو دیکھو اور ان لوگوں کے پاس جا کر ان سے کہو کہ وہ زندہ ہے۔

شریح ہانی کے پاس گیا تو ہانی نے اس سے کہا مسلمان کہاں گئے ہیں کیا میرا قبیلہ ہاک ہو گیا دیندار کہاں ہیں مدد کرنے والوں کو کیا ہو گیا ہے کیا دشمن اور دشمن زادہ مجھے اس طرح تنہو و تنہا کرے اور ڈرائے پھر اس نے چیخ و پکار کی آواز سنی اور کہا اے شریح میرا گمان ہے کہ یہ قبیلہ مذرج کی آوازیں ہیں اور یہ مسلمان اور میرے پیروکار ہیں اگر انہیں سے بھیجا تھا شریح کہتا ہے اگر یہ جاسوس نہ ہوتا تو میں ہانی کی بات ان تک پہنچاتا اور جب ہانی باہر آیا تو کہا کہ تمہارے ساتھی کو میں نے دیکھا ہے وہ زندہ ہے اور اسے قتل نہیں کیا گیا ہے عمرو نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب جب وقت قتل نہیں ہوا تھا تو الحمد للہ

اور طبری کی روایت میں ہے کہ جب شریح ہانی کے پاس آیا تو کہا اے شریح تم دیکھتے ہو کہ مجھ سے کیا کر رہے ہیں۔ شریح نے کہا میں تجھے زندہ دیکھ رہا ہوں ہانی نے کہا کیا اس حالت کے ساتھ کہ جو تم دیکھ رہے ہو میں زندہ ہوں

میری قوم کو بتاؤ کہ اگر وہ پلٹ گئے تو مجھے قتل کر دے گا پس شریح عبید اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اسے زندہ تو دیکھا ہے لیکن میرے ظلم و ستم اور شکنجہ کے نشان اس پر واضح ہیں عبید اللہ نے کہا کیا بری اور قبیح چیز ہے کہ والی اپنی رعیت کو عقوبت کرے اور سزا دے باہر جاؤ اس قوم کے پاس کی اور انہیں بتاؤ پس وہ باہر نکلا اور عبید اللہ نے اسی مرد یعنی مہران کو حکم دیا اور وہ مجھے شریح کے ساتھ باہر گیا شریح نے کہا یہ بیچ و پکار اور داد و دفریاد کسی ہے وہ شخص زندہ ہے اور امیر نے اسے عتاب و سرزنش کی ہے اور اسے کچھ آڑہ کیا ہے لیکن اس کی جان خطرے میں نہیں پڑی لہذا واپس چلے جاؤ اور اپنی جان اور اپنے ساتھی کی جان معرضِ ہلاکت میں نہ ڈالو وہ واپس چلے گئے۔

شیخ منید اور کچھ علماء نے کہا عبداللہ بن حازم کہتا ہے کہ میں ابن عقیلؓ کا قاصد تھا مصر میں تاکہ میں دیکھوں کہ ہانی پر کیا گزرتی ہے جب انہوں نے اسے مارا پٹا اور قید کر دیا تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور تمام گھروالوں سے زیادہ جلدی مسلم بن عقیل کو خبر دی اور میں قبیلہ مراد کی کچھ عورتیں رکھیں کہ جو ایک دوسرے کے گد فریاد کر رہی تھیں:

یا عبیر تاہ یا ہائے عبرت اور ملے اولاد

نکلاہ۔ کی ہلاکت۔

پس میں مسلمؓ کے پاس آیا ہوں اور انہیں بتایا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں جاؤں اور ان کے یار و انصار میں بند آواز سے پکاروں اور انہوں نے ان کے اطراف میں گھروں کو پر رکھا تھا اور ان میں چار ہزار افراد تھے تو میں نے کہا پکار کر یا منصور امت اور یہ ان کا شعار اور نعرہ تھا پس ان لوگوں نے

ایک دوسرے کو بتایا اور مسلم کے پاس جمع ہو گئے (کامل)

جزیرے نے کہا ہے کہ جناب مسلم نے عبداللہ بن عزیٰز کندی کے لیے قبیلہ کنذر کی چوتھائی کے لیے جھنڈا علم کیا اور فرمایا میرے آگے آگے چلو مسلم بن موسیٰ سدی کو منج اور اسدی کی چوتھائی کا علمدار بنایا۔ ابو ثامہ صاندی کو تمیم اور ہمدان کی چوتھائی کا علمدار بنایا اور عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ کی چوتھائی کا علمدار بنایا اور قسطلہ المارہ کی طرف رخ کیا جب ابن زیاد کو پتہ چلا تو وہ قصر میں قلعہ بند ہو گیا اور دروازہ بند کر لیا مسلم نے قصر کو گھیرے میں لے لیا اور مسجد دبا زار لوگوں سے پر ہو گئے اور مسلسل شام تک وہ اکٹھے ہوتے رہے اور عبداللہ پر معاملہ تنگ ہو گیا کیونکہ اس کے ساتھ تیس پاہیوں اور بیس افراد اشراف اور رؤساء اور اس کے گھر والوں اور غلاموں کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور اشراف دروڑ سلمہ قصر کے اس دروازے سے کہ جو دار الرمدین کی طرف تھا ابن زیاد کے پاس آتے اور اس سے مل جاتے اور لوگ ابن زیاد اور اس کے باپ کو گالیاں دیتے تو ابن زیاد نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلایا اور حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اس کے تابع فرمان ہیں ان کے ساتھ مل کر نکلے اور لوگوں کو مسلم بن عقیل کا ساتھ دینے سے روکیں اور انہیں ڈرائیں اور محمد بن اشعث سے بھی کہا کہ قبیلہ کنذر اور حضرموت میں سے جو شخص اس کا ملحق ہے اس کے ساتھ مل کر ایک جھنڈا نصب کرے کہ جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آگیا وہ امان میں ہے اور اسی طرح عقیل بن شوریٰ اور شہبث بن ربعی تمیمی اور حجار بن ابجر عجمی اور ثمر بن ذی الجوشن ضبابی کو جھنڈے کے ساتھ بھیجا اور اعیان و بڑے لوگوں کو اپنے پاس رکھا تاکہ ان کے ساتھ مانوس رہے کیونکہ اس کے پاس تھوڑے سے افراد ہی



رہ گئے تھے پس وہ گردہ گیا اور انہوں نے لوگوں کو جنابِ مسلم رضی اللہ عنہ کی نصرت و مدد سے باز رکھتے تھے اور عبید اللہ نے اشراف و بزرگانِ قوم کو جو اس کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ قصر کے اوپسے جھانکیں اور اہلِ اطاعت کو آرنوں اور تباؤں کے ساتھ دھوکہ و فریب دیں اور اہلِ معصیت و فاجرانوں کو تخلیف کریں اور ڈرائیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا اور لوگوں نے جب اپنے رؤساء کی باتیں سنیں تو پرالگندہ اور منتشر ہونے لگے چنانچہ کوئی عورت اپنے بیٹے اور بھائی کے پیاس آتی اور کہتی تم واپس آیاؤ دوسرے لوگ جو موجود ہیں وہ کفایت کریں گے اور کوئی مرد آتا اور اس طرح کرتا اور لوگ پرالگندہ ہو گئے یہاں تک کہ جنابِ مسلمؒ مسجد میں تیس افراد کے ساتھ باقی رہ گئے پس مغرب کی نماز پڑھی گئی تو صرف تیس افراد نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو کندہ قبیلہ کے دروازوں کی طرف متوجہ ہوئے ابھی دروازوں تک نہ پہنچے تھے کہ ان کے ساتھ صرف دس آدمی رہ گئے پھر آپ دروازے سے نکلے تو آپ کے ساتھ کوئی انسان بھی نہیں تھا بس آپ نے مڑ کر دیکھا تو کوئی محسوس نہ ہوا کہ جو آپ کو راستہ دکھاتا آپ کو گھر کی طرف رہنمائی کرتا اور اگر کوئی دشمن متعرض ہوتا تو وہ اس کے دفع کرنے میں اب محاسنات اور اعانت کرتا پس آپ سرگرداں کو مذکی لگی کوچوں میں جا رہے تھے۔ (ارشاد)

آپ کو پتہ نہیں تھا کہ کدھر جا رہے ہیں یہاں تک کہ قبیلہ کندہ کی بنی جبہ کی شاخ کے گھروں سے نکل کر چلے یہاں تک کہ ایک خاتون کے گھر تک پہنچے جسے طوعہ کہتے تھے اور یہ عورت اشعث ابن قیس کی امِ دلد تھی اور اس نے

اسے آزاد کر دیا تھا اور اُسید حفصی نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور اس سے اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام بلال تھا اور یہ بڑا گھڑ سے باہر گیا ہوا تھا لوگوں کے ساتھ اور وہ خاتون کھڑی اس کی چشم براہ تھی۔

جناب مسلم نے اس خاتون پر سلام کیا اور فرمایا اے کینز خدا مجھے پانی پلا دو اس خاتون نے آپ کو پانی پلایا جناب مسلم پانی پینے کے بعد بیٹھ گئے وہ خاتون اندر گئی اور پانی دالائرت لے گئی دوبارہ باہر آئی اور کہا اے بندہ خدا تو نے پانی نہیں پیا فرمایا کیوں نہیں اس نے کہا تو پھر اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ مسلم خاموش ہو گئے خاتون نے اس بات کو دہرایا پھر مسلم خاموش ہو گئے تو اس خاتون نے تیسری مرتبہ کہا سبحان اللہ اے بندہ خدا اٹھ کھڑا ہو۔ خدا تجھے عاقبت دے اور اپنے اہل خانہ کی طرف جاؤ کیونکہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ میرے گھر کے دروازے پر بیٹھو اور یہ کام میں تمہارے لیے حلال قرار نہیں دیتی۔ جناب مسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے کینز خدا اس شہر میں میرا گھر اور قبیلہ نہیں ہے کیا تو ایک نیک اور اچھا کام کر سکتی ہے اور اجر و ثواب کماسکتی ہے شاید میں تجھے اس کے بعد اس کا بدلہ دے سکوں اس نے کہا اے بندہ خدا میں کیا کروں فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں اس قوم نے مجھ سے جھوٹ بولا اور مجھے دھوکہ دیا اور مجھے میری امن کی جگہ سے باہر لے آئے اس خاتون نے کہا آپ مسلم بن عقیل ہیں اور فرمایا جی ہاں تو اس نے کہا کہ اندر تشریف لائے تو جناب مسلم مکان کے اندر چلے گئے اس خاتون نے الگ کمرے میں آپ کے لیے بستر بچھا دیا اور رات کا کھانا آپ کو پیش کیا لیکن مسلم نے کھا کھایا۔ رہا اس خاتون کا بیٹا تو وہ جلدی واپس آ گیا اور اس نے اپنی ماں کو دیکھا کہ وہ اس کمرے میں زیادہ

آمدورفت کرتی ہے تو اس نے ماں سے کہا کہ اس کمرے میں تجھے کیا کام ہے اور جتنا اس نے پوچھا اس خاتون نے اسے نہ بتایا۔ اس کے زیادہ اصرار کیا تو خاتون نے بات بتا دی اور کہا کہ اس راز کو پوشیدہ رکھا اور اسے قسمیں دیں اور رٹ کا خاموش ہو گیا۔

باقی رہا ابن زیاد تو جب اس نے چیخ و پکار اور دواؤں و فریاد نہ سنی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی رہ گیا ہے انہوں نے دیکھ بھال کی تو کسی کو نہ دیکھا تو ابن زیاد مسجد میں آیا نماز عشا سے پہلے اور اپنے ساتھیوں کو منبر کے گرد بٹھایا اور حکم دیا کہ منادی کی جائے کہ میں بیزار ہوں اس سپاہی و پاسان، نقیب، رئیس اور شکر سے کہ جو عشا کی نماز مسجد سے باہر بڑھے پس مسجد پر ہو گئی اور ابن زیاد نے انہیں عشا کی نماز پڑھائی اور پھر کھڑا ہو گیا اور خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا:

ابا بعد! ابن عقیل ایک نادان اور جاہل شخص ہے وہ اختلاف و شقاق و ہپرٹ لے کر آیا ہے جیسا کہ تم نے دیکھا پس ہم اس شخص سے بری المزمہ ہیں کہ جس کے گھر میں ہم نے اسے پایا اور جو اسے ہمارے پاس لے آیا تو ہم اس کو اس کا خون بہا اور دیت دیں گے پھر ان لوگوں کو اطاعت کرنے اور اسے لازم پکڑنے کا حکم دیا اور حسین بن نبیر کو حکم دیا کہ لگی و کوچے پر پھرے لگا دے اور گھردن کی تلاشی لے اور یہ حصین پولیس کا رئیس تھا اور قیدی بنی نسیم میں سے تھا۔

ابو الفرج کہتا ہے کہ بلال اس بڑھیا کا بیٹا کہ جناب سلم جس کے گھر میں تھے صبح سویرے اٹھا اور عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کے پاس گیا اور اس کو جناب سلم کی خبر دی کہ وہ اس کی ماں کے ہاں نہیں ہوئے ہیں اور عبدالرحمن اپنے باپ کے پاس گیا جب کہ وہ عبداللہ کے پاس بیٹھا تھا تو آہستہ آہستہ بات سے بات کی ابن زیاد نے

پوچھا کیا کہتا ہے تو محمد نے کہا مجھے اس نے آگاہ کیا ہے کہ مسلم بن عقیل ہمارے گھر دل میں سے ایک گھر میں ہے تو ابن زیاد نے عصا اس کے پہلو میں مار کر کہہا کہ ابھی جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ ابو مخنف نے کہا قدامہ بن سعد بن زائدہ ثقفی نے میرے لیے حکایت بیان کی ابن زیاد نے ساٹھ یا ستر افراد اشعث کے بیٹے کے ساتھ روانہ کیے کہ جو سب کے سب قبیلہ قیس میں سے تھے اور ان کا رئیس عبداللہ بن عباس سلمی تھا۔

اور حبیب الیسری کہتا ہے کہ ابن اشعث کے ساتھ تین سو مرد بھیجے اور وہ اس گھر کی طرف آئے کہ جس میں مسلم بن عقیل تھے۔

اور کامل بہائی میں ہے کہ جب مسلم نے گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز سنی تو آپ نے دعا کو ختم کرنے میں جلدی کی پھر زرہ پہنی اور طوعہ سے کہا کہ تو نے نیکو احسان کیا ہے اور اپنا حصہ سیدنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں سے اپنا حصہ تو نے پایا پھر کہا کہ گزشتہ رات میں نے اپنے چچا امیر المؤمنین کو خواب میں دیکھا ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ تم کل ہمارے پاس دساتھ ہو گے۔

اور بعض کتب مقاتل میں ہے کہ جب صبح صادق ہوئی تو طوعہ جناب مسلم کے لیے پانی لائی تاکہ آپ وضو کریں اور عرض کیا اے میرے مولا آقا آپ گزشتہ رات نہیں سوئے تو انہوں نے کہا کہ میں مقوڑی دیر سویا ہوں تو عالم خواب میں اپنے چچا امیر المؤمنین کو دیکھا ہے جو فرما رہے تھے جلدی کرو جلدی کرو عجلت سے کام لو اور میرا گمان ہے کہ آج کا میرا دن میرا آخری دن ہے۔

اور کامل بہائی میں ہے کہ اس وقت دشمن کا لشکر طوعہ کے دروازے پر پہنچا اور مسلم کو ڈر لگا کہ کبیں گھر کو نہ جلا دیں لہذا باہر نکل آئے اور ان میں سے بیالیس

ناریوں کو فی ان رسوا سفر کیا۔

اور شیخ ابن نمائے کہا ہے کہ مسلم نے زرہ ہنسی اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور انہیں تلوار مار مار کر گھر سے باہر نکال دیا ظاہر گھوڑے پر سوار ہونے کو صرف سید اور ابن نمائے ذکر کیا ہے تیسرا کوئی شخص مجھے نہیں ملا اور مسعودی نے مروج الذهب میں صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ مسلم طوعہ کے گھر میں وارد ہونے سے پہلے سوار تھے اور گھوڑا ان کے ساتھ تھا اور کہا ہے کہ وہ گھوڑے سے اتر آئے اور کود کے لگی کوچوں میں سرگرداں چل رہے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ کدھر کا رخ کریں یہاں تک کہ اشعث بن قیس کے موالی یعنی اس سے تعلق رکھنے والی ایک عورت کے گھر تک پہنچے اور اس سے پانی مانگا اس نے اسے پانی دیا اور آپ سے ان کا حال پوچھا مسلم نے اپنی سرگزشت اسے سنائی تو عورت پر رقت طاری ہوئی اور ان کو بہانہ بنالیا۔

اور ابوالفرج نے کہا ہے کہ جب گھوڑوں کے سموں اور مردوں کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ وہ ان کے لیے آئے ہیں پس قبضہ تلوار پر ہاتھ رکھے ہوئے باہر نکلے اور وہ یقین گھر میں گھس آئے اور آپ نے ان پر حملہ کر دیا جب انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ چپتوں پر چڑھ گئے اور پتھر برسانے شروع کیے اور نئے کے دستوں کو لگا کر چپتوں سے مسلم پر پھینکے جناب مسلم نے جب یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ یہ تمام شور و غل عقیل کے بیٹے کو قتل کرنے کے لیے ہے اسے نفس اس موت کی طرف کہ جس سے چارہ نہیں ہے باہر نکلی تو آپ تلوار سوسنتے ہوئے کوچہ میں آ گئے اور ان سے جنگ کی۔!

مسعودی کہتا ہے کہ جب ان کے اور بکیر بنی حمران امری کے درمیان دو ضربوں

کار و بدل ہوا تو بکیر نے جنابِ مسلم کے دھن مبارک پر ضرب لگائی اور آپ کا اوپر والی بکٹ کاٹ دیا اور نیچے کے لب پر ضرب پہنچی تو جنابِ مسلم نے ایک منکر اور زالی ضرب اس کے سر پر مدی اور دوسری اس کے شانہ پر کہ جس نے اس کا شانہ چیر دیا اور قریب تھا کہ اس کے شکم تک پہنچ جائے اور وہ جنابِ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

اقسم لا اقتل الا حراً

وان رعیت الصوت شیتا مرا

کل امرء یوماملاق مشرا

اخاف ان اکذب او اخرا

میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ حرا اور آزاد مرد کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کروں گا اگرچہ میں موت کو ایک کڑی چیز سمجھتا ہوں ہر شخص کسی نہ کسی دن مصیبت اور برائی سے ملاقات کرتا ہے مجھے ڈر ہے کہ مجھ سے جھوٹ نہ بولا جائے یا مجھے دھوکہ نہ دیا جائے۔

محمد بن اشعث آگے آگے کہنے لگا کہ ہم آپ سے جھوٹ نہیں بولیں گے اور نہ ہی آپ کو دھوکہ دیں گے اور اس نے انہیں امان دی اور اس نے اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دیا انہیں ایک فخر برائوں نے سوار کیا اور ابن زیاد کے پاس سے گئے۔

ابن اشعث نے جس وقت آپ کو امان دی تو آپ کی تلوار اور دوسرا ہتھیار لے لیے شاعر اس بارے ابن اشعث کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

و ترکت عملک      تو نے اپنے چچا کو تنہا چھوڑ  
ان قتاتل دونہ      دیا اور اس کی حمایت میں جنگ  
وسلبت اسیا فئا      نہیں کی اور تلوار اور زرہ چھین  
و دروعا۔      لی۔!

مؤلف نے حاشیہ پر لکھا ہے یہ شاعر عبداللہ بن زبیر اموی ہے اور اس کے اشعار یہ ہیں۔

اترکت مسلم لا قتاتل دونہ  
حذر العنیۃ ان تکون صریعا  
وقتل واذ اهل بیت محمد  
فشلان لولا انت کان منیعا  
لو کنت من اسد عرقت مکانہ  
ورجوت احمد فی المعاد شفیعا

کیا تو نے مسلم کو چھوڑ دیا اور ان کی حمایت میں جنگ نہیں کی موت  
کے خون سے کہہیں تو بچھاڑا نہ جائے اور تو نے اہل بیت محمد کی طرف  
سے آئے ہوئے شخص کو بزدلی سے قتل کر دیا اور اگر تو نہ ہوتا تو وہ  
محفوظ رہتا۔ اگر تو قبیلہ اسد میں سے ہوتا تو اس کے مقام کو پہچانتا اور  
احمد مجتبیٰ کی شفاعت کی امید رکھی۔

و ترکت عملک --- اور تو نے اپنے چچا کو چھوڑ  
--- الخ      دیا۔

اور یہ شعر حجر بن عدی کے واقع کی طرف اشارہ ہے کہ جس کا تذکرہ اسے گا

محمد بن شہر آشوب نے کہا کہ عبید اللہ نے عمر بن حارث مخزومی اور محمد بن اشعث کو سترافزاؤں کے ساتھ بھیجا یہاں تک کہ انہوں نے اسی گھر کا محاصرہ کر لیا اور جنابِ مسلم نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ کہتے تھے۔

هوالموت فاضع ما انت صانع

فانت لكاس الموت لا شك جارع

فصبرا لا مرأته جل جلاله

فحكم قضاء الله في الخلق واقع

آخر کار موت ہے پس تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کرے تو بلا شک

موت کا پیا لپینے والا ہے پس اللہ جل جلالہ کے حکم کے سامنے مبر کر کیونکہ خدا کی قضا و قدر کا حکم مخلوق میں واقع ہو کے رہتا ہے۔

پس آپ نے ان میں سے اتالیقوں کو قتل کر دیا محمد بن ابوطالب۔۔۔۔۔

..... کا کہنا ہے کہ جب مسلم نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور اس کی

اطلاع عبید اللہ تک پہنچی تو اس نے کسی کو محمد بن اشعث کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ

ہم نے تجھے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے کہ اسے لے آؤ اس نے تمہارے ساتھیوں

میں بہت بڑا شگاف ڈال دیا ہے پس اگر تجھے اس کے غیر کی طرف بھیجا تو پھر کیا

ہوگا تو ابن اشعث نے جواب دیا کہ اسے امیر آپ کا خیال ہے ہمیں کو فر کے کمی بڑی

فروشی یا کسی جرعتانی کے مقابلہ میں بھیجا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں ایک خونخوار

شیر اور ہاتھ میں شمشیر بربندہ عظیم دلاور جو بہترین خاندان کا فرد ہے اس کے مقابلہ

میں بھیجا ہے تو عبید اللہ نے پیغام بھیجا کہ اس کو امان دو کیونکہ اس کے علاوہ اس پر

دسترس حاصل نہیں کر سکو گے۔



بعض کتب مناقب سے منقول ہے کہ جنابِ مسلم شیر کی مانند تھے اور ان کے بازوؤں کی قوت کا یہ عالم تھا کہ کسی مرد کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر چیت پر بھیج دیتے تھے۔

اور سید نے مہوف میں لکھا ہے کہ مسلم نے گھوڑوں کے سوں کی آواز سنی تو زہرہ بنت لی اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور عبید اللہ کے ساتھیوں سے جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر دیا پس محمد بن اشعث نے بند آواز سے پکار کر کہا اے مسلم آپ کے لیے امان ہے تو انہوں نے فرمایا کہ خیانت کا فاسق کی امان کا کیا اعتبار ہے اور ان کی طرف رخ کر کے جنگ کرتے رہے اور حران بن مالک خثمی کے جنگِ قرن کے دن کار جز پڑھتے:

اقسمت لا اقتل      میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو  
الاحمر الخ      اور آزاد مرد کے علاوہ کسی کو  
قتل نہیں کروں گا۔

پس انہوں نے داد و فریاد بند کی کوئی شخص آپ سے جھوٹ نہیں بولے گا۔ اور نہ ہی آپ کو دھوکہ دے گا لیکن آپ نے ان کی بات کی طرف توجہ نہ کی یہاں تک کہ بہت سی جمعیت نے آپ پر حملہ کر دیا اور بہت سے زخم آپ کے جسم مبارک پر لگائے کہ جن سے آپ زین پر گر پڑے اور انہوں نے آپ کو اسیر و قید کر لیا۔

اور مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ تیر اور پتھر اسی قدر آپ کو مارے گئے کہ آپ تھک کر چور ہو گئے اور دیوار سے ٹیک لگالی اور فرمایا کیا بات ہے کہ مجھے پتھر مارتے ہو جیسا کہ کفار کو مارے جاتے ہیں حالانکہ میں انبیاءِ ابراہیم کے اہلبیت

میں سے ہوں کیوں تم لوگ رسول خدا کے حق کی ان کی ذریت کے بارے میں  
امرات نہیں کرتے ابن اشعث نے کہا اپنے آپ کو قتل نہ کرو آپ میری  
امان اور ذمہ داری میں ہیں جناب مسلم نے کہا کہ باوجودیکہ میں توانائی رکھتا ہوں  
اسیر و قیدی بن جاؤں نہیں خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا اور آپ نے ابن اشعث  
پر حملہ کر دیا اور وہ لعین بھاگ کھڑا ہوا۔

جناب مسلم نے عرض کی خدایا پیاس نے مجھے مار دیا ہے پس ہر طرف سے  
انہوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور بکیر بن حمران احمری نے آپ کے اوپر دالے  
لب مبارک کو تلوار سے کاٹ دیا اور جناب مسلم نے اس کو تلوار ماری کہ  
جو اس کے جسم کے اندر چلی گئی اور اسے قتل کر دیا اور کسی نے پیچھے سے ان کی  
پشت میں نیزہ مارا کہ آپ گھوڑے سے گر پڑے اور دستگیر و گرفتار ہو گئے۔  
شیخ معید جزری اور ابوالفرج کا کہنا ہے کہ جناب مسلم زخموں سے جو رچور  
ہو گئے اور جنگ کرنے سے رہ گئے پس ایک طرف ہانپتے ہوئے گئے اور  
اس گھر کے پہلو والے گھر کی دیوار کی ٹیک لگا لی محمد بن اشعث آپ کے نزدیک  
ہوا اور کہا آپ کے لیے امان ہے۔

جناب مسلم نے کہا کیا میں مامون ہوں سب نے کہا جی ہاں مگر عبد اللہ  
بن عباس سلمیٰ لعین نے کہا:

لانا قة لی فی هذا ولا جمل  
یعنی میرا اس میں کوئی دخل نہیں  
اور ایک طرف ہو گیا۔

جناب مسلم بن عقیل نے کہا خدا کی قسم اگر تمہاری امان نہ ہوتی تو میں تمہارے  
ہاتھ میں ہاتھ نہ رکھتا اور وہ ایک فخر لے آئے اور آپ کو اس پر سوار کیا

اور لوگ ان کے گرد ہو گئے اور تلواریں کی گردن سے اتار لی گویا اس لمحہ آپ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور انسوا آپ کی آنکھوں سے جاری ہوئے اور جان لیا کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے تو فرمایا یہ خیانت و پیمان شکنی کا آغاز و ابتدا ہے ابن اشعث نے کہا مجھے امید ہے کہ آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں فرمایا یہ امید ہی تو ہے تو تمہاری امان کہاں گئی۔

انا لله وانا اليه ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی

راجع ہوں۔ کی طرف ہماری بازگشت ہے۔

اور آپ رونے لگے عبید اللہ بن عباس سلی عین نے کہا جو شخص اس چیز کا خواہاں ہو جس کے تم خواہاں تھے تو جب اسے وہ پہنچے تو تمہیں پہنچا ہے تو اسے رونا نہیں چاہیئے۔

جنابِ مسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے لیے نہیں روتا اور اپنے قتل ہونے سے نہیں گھبراتا اگر میری کبھی بھی اپنی موت کو پسند نہیں کرتا میں تو اپنے اعزاء اور خاندان کے لیے گریہ کرتا ہوں کہ جو اس طرف آ رہے ہیں اور حسین اور ان کے اہل بیت کے لیے روتا ہوں۔

پھر جنابِ مسلم نے محمد بن اشعث کی طرف رخ کیا اور فرمایا میں گمان نہیں رکھتا کہ جو امان تو نے مجھے دی ہے اس سے عہدہ برائے ہو سکے اور اس سے خواہش کی کوئی قاصد حسین بن علی کی طرف بھیجو جو انہیں اس واقعہ سے آگاہ کرے تاکہ انہیں راستہ سے ہی واپس چلے جائیں۔

اور شیخ مفید کی روایت میں ہے کہ جنابِ مسلم نے محمد بن اشعث سے کہا اے بندہ خدا میں اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ تو نے جو وعدہ امان مجھے دیا ہے

اسے انجام دینے سے رہ جائے گا تو کیا تو ایک نیک کام انجام دے سکتا ہے  
اپنی طرف سے کسی شخص کو بھیج دے تاکہ وہ میری زبانی حسینؑ کے پاس یہ پیغام  
لے جاؤ کہ چونکہ میرا خیال ہے کہ آج یا کل دمکھ سے نکلیں گے اور اہل بیت کے ساتھ  
ادھر آئیں گے ان سے جا کر کہے کہ مجھے ابن عقیل نے بھیجا ہے اور وہ ان لوگوں کے  
ہاتھ میں ایسر ہو گیا ہے اور اسے گمان ہے کہ آج کی شام تک قتل کر دیا جائے گا  
وہ کہہ رہا ہے کہ آپ اپنے اہل بیت سمیت واپس چلے جائیں۔ میرے مل باپ  
آپ پر قربان جائیں اہل کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں یہ آپ کے والد کے وہی ساتھی  
ہیں کہ جن کی وجہ سے آپ آرزو نہ کر تے تھے کہ آپ ان سے فوت ہونے یا  
قتل ہو کر جدا ہو جائیں اور اہل کوفہ نے آپ سے جھوٹ بولا ہے اور جس سے  
جھوٹ بولا جائے اس کی رائے نہیں ہوتی۔ ابن اشعث نے کہا خدا کی قسم میں یہ کام  
انجام دوں گا۔

ابو مخنف نے روایت کی ہے جعفر بن مزلیحہ سے کہ محمد بن اشعث نے ایامی  
بن عث طائی کو کہ جو مالک بن عمرو بن شامہ کی اولاد میں سے تھا بلایا اور وہ ایک شاعر  
تھا اور اکثر محمد بن اشعث کے پاس آیا کرتا تھا اور اس سے کہا کہ امام حسینؑ کی ملاقات  
کو جاؤ اور یہ خط انہیں پہنچاؤ اور جو کچھ جناب مسلم بن عقیل نے کہا تھا وہ اس خط  
میں لکھا اور کچھ مال سے دیا اور کہا یہ یہ تو شہ راہ ہے اور یہ چیز اپنے اہل و عیال  
کو دے دو ایسا کرنے کہا کہ مجھے سواری کی ضرورت ہے چونکہ میرا اونٹ لاغر کمزور  
ہو گیا ہے تو اس نے کہا یہ ہے سواری پالان کے ساتھ لہذا اس پر سوار ہو کر چلے  
جاؤ اور وہ شخص سوار ہو کر آنجناب کے استقبال کے لیے گیا اور چار راتوں کے بعد  
منزل نہالہ میں آپ سے ملا اور اطلاع دی اور پیغام پہنچایا حسین علیہ السلام نے

کہا کہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے۔ اُس کے رہے گا اور ہم خدا سے امت کے فاسد ہونے اور اپنی معصیت کا اجر پاتے ہیں۔

اور جنابِ مسلم جب ہانی بن عردہ کے گھر تشریف لے گئے تھے اور اٹھارہ ہزار افراد نے آپ کی بیعت کر لی تھی تو عالس بن شیبہ شاکری کے ہمراہ حینِ عید السلام آپ کی خدمت میں خط بھیجا تھا اور اس میں لکھا تھا۔

اما بعد! جو شخص پانی تلاش کرنے جا رہا ہے وہ اپنے اہل خانہ سے بھڑکے ہوئے ہوتا اہل کو ذمہ میں سے اٹھا رہا ہزار افراد نے مجھ سے بیعت کی لہذا آپ تشریف لانے میں جلدی کریں جس وقت کہ میرا خط پڑھیں کیونکہ سب لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور آلِ معاویہ کی جانب نہیں ہیں۔ والسلام

اور مشیر الاخوان میں بھی اس مضمون کا خط نقل کیا ہے اور کہتا ہے کہ وہ خط۔ عالس بن شیبہ شاکری اور عیس بن مہر میداوی کے ہمراہ بھیجا (کامل)

باقی رہے جنابِ مسلم تو محمد بن اشعث انہیں عید الشکر کے قصر کی طرف لے گیا اور محمد اکبلا عبید الشکر کے پاس گیا اور اس کو خبر دی کہ اس نے مسلم کو امان دی ہے عبید الشکر نے کہا تجھے امان سے کیا سروکار ہے تجھے حین نے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ اسے امان دو بلکہ تجھے بھیجا تھا کہ اسے لے آؤ تو محمد خاموش ہو گیا۔

جب سلم قصر کے دروازے پر پہنچے تو ٹھنڈے پانی کا ایک کوزہ دیکھا تو فرمایا مجھے اس پانی میں سے دو سلم بن عمرو باہلی نے کہا اس پانی کو اس ٹھنڈے پن کے ساتھ دیکھ رہے ہو خدا کی قسم اس میں سے ایک قطرہ بھی تم نہ چکھ سکو گے یہاں تک کہ (معاذ اللہ) دوزخ میں (تیم) کھوتا ہوا پانی پیو جنابِ مسلم نے

نے فرمایا تو کون ہے مسلم باہلی لعین نے کہا میں وہ شخص ہوں کہ جس نے اس حق کو پہچانا ہے کہ جسے تم نے چھوڑ دیا ہے اور میں اپنے امام کا خیر خواہ ہوں جب کہ تم نے اس کی بدخواہی کی ہے اور اس کا فرمانبردار ہوں جب کہ تم نافرمان ہوئے میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔

ابن عقیل نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھ کر روئے کسی قدر سخت مزاج بدخوا اور سنگ دل ہے تو آئے باہلہ کے بیٹے تو حیم (کھولے ہوئے پانی پینے) اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کا مجھ سے زیادہ مقدار ہے پس عمارہ بن عقبہ نے ٹھنڈا پانی منگوایا اور کتاب ارشاد میں کہا ہے کہ عمرو بن حریث نے اپنے غلام کو بھیجا اور وہ پانی کا کوزہ کہ جس پر رومال پڑا ہوا تھا اور ایک پیالہ لایا اس نے پیالہ میں پانی ڈالا اور کہا کہ اسے بیو جناب سلم نے پیالہ لیا تاکہ پانی پیں پیالہ خون سے پر ہو گیا اور آپ پانی نہ پی سکے اور اسی طرح تین مرتبہ پیالہ پانی سے پر کیا گیا تیسری مرتبہ آپ کے اگلے دانت پیالہ میں گر پڑے اور فرمایا اگر یہ مقصوم روزی میں سے ہوتا تو میں پی لیتا پس آپ کو ابن زیاد کے پاس لے گئے آپ نے اسے امیر کہہ کر سلام نہ کیا تو پیالہ نے کہا امیر کو سلام نہیں کرتے آپ نے فرمایا جب وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو میں کیوں اسے سلام کروں اور اگر اس نے مجھے قتل نہ کیا تو پھر اس کے لیے بہت سے سلام ابن زیاد نے کہل بھنے اپنی جان کی قسم تم قتل کیے جاؤ گے۔

جناب سلم نے فرمایا معاملہ اسی طرح ہے اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا اتنی ہمت دے کہ میں اپنے کسی رشتہ دار کو وصیت کر لوں اس نے کہا کہ وصیت کر لو تو جناب سلم نے عمر بن سعد کی طرف رخ کیا اور فرمایا تیرے اور میرے درمیان کچھ رشتہ دائری ہے میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں کہ جو میں تجھے عییدگی میں کہنا

چاہتا ہوں عمر سعد نے یہ بات قبول نہ کی تو ابن زیاد نے کہا کہ اپنے چچا زاد کی حاجت سے اصرار و امتناع نہ کر پس ابن سعد اٹھ کھڑا ہوا (ارشاد) اور جناب مسلم کے ساتھ ایسی جگہ جا بیٹھا کہ جہاں عبید اللہ انہیں دیکھ رہا تھا۔  
(کامل)

پس جناب مسلم نے فرمایا کہ میں کو قہ میں کچھ مقروض ہوں سات سو درہم کا نہیں میں نے اپنے نفقہ اور روزمرہ کے مخارج میں صرف کیا ہے یہ قرض ادا کرنا (ارشاد)

اس مال میں سے کہ جو میرا مدینہ میں ہے۔ (کامل)  
اور میری لاش ابن زیاد سے لے کر اسے دفن کر دینا اور کسی کو حسینؑ کی جانب بھیج دو کہ جو انہیں واپس لوٹا دے عمر نے ابن زیاد سے کہا کہ مسلم نے مجھے اس طرح کی وصیت کی ہے ابن زیاد نے کہا:

ابن کبھی بھی خیانت نہیں کرتا  
البتہ کبھی خائن کو امین سمجھ لیتے  
ہیں۔

عمر سعد پر اس نے طنز کیا کہ مسلم نے اسے امین خیال کیا حالانکہ وہ خائن ہے، تمہارا مال تمہارا ہی ہے جو چاہو کر دیا کرتا رہا حسینؑ تو اگر ہمارا ارادہ نہ کیا تو ہم بھی اس کا قصد نہ کریں گے اور اگر ہمارا ارادہ کیا تو پھر ہم اس سے دست بردار نہیں ہوں گے باقی رہی اس کی لاش تو ہم تمہاری سفارش اس کے بارے میں قبول نہیں کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے کہا جب ہم اس کو قتل کر دیں تو اس کی لاش کی ہیں پرواہ نہیں جو چاہیں اس سے کریں۔

پھر اس نے جنابِ مسلم سے کہا اے عقیل کے بیٹے لوگ ایک ہی کلمہ اور بات پر مجتمع تھے تو نے اگر ان میں جدائی اور اختلاف ڈال دیا جنابِ مسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہے اس شہر والے کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ان کے نیک و صالح افراد کو قتل کیا ہے اور ان کا خون بہایا ہے اور انہیں کسریٰ و قہیر والے کام کئے ہیں ہم آئے ہیں تاکہ اپنی عدل و انصاف کا حکم دیں اور کتاب و سنت کے حکم کی طرف اپنی دعوت دیں اس لعین نے کیا اسے فاسق تمہیں ان کاموں سے کیا واسطہ کیا ان لوگوں کے درمیان کتاب و سنت کے مطابق نہیں ہوتا تھا جب تم مدینہ میں شراب پیتے تھے جنابِ مسلم نے فرمایا کیا میں شراب پیتا تھا خدا کی قسم تو خود جانتا ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے اور میں اس طرح جیسے تو کہتا ہے نہیں ہوں شراب پینا تو اس کا کام ہے کہ جو ان لوگوں کو کہ خدا عزوجل نے جن کے قتل کو حرام کیا ہے کینہ اور دشمنی کی بنا پر قتل کرتا ہے اور اس قبیح اور برے کام سے خرم دستاواں ہے گویا اس نے کوئی برا کام کیا ہی نہیں، ابنِ زیاد نے کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں تجھے اس طرح نہ قتل کروں کہ جیسے اسلام میں کسی کو قتل نہ کیا گیا ہو جنابِ مسلم نے فرمایا تیرے لیے یہی مناسب ہے کہ تو اسلام میں ایسی بدعت ایجاد کرے کہ جو اس سے پہلے اس میں نہ ہو اور قبیح و برے طریقہ سے قتل کرنے مسئلہ کرنے اور ایسی ناپاکی اور پست خطرتی کو اپنے ساتھ تو احتیاط دے اس طرح کہ لوگوں میں سے کسی شخص کے لیے یہ برصفت سازگار نہیں ہیں جیسا کہ تیرے لیے ہیں پس ابنِ زیاد نے آپ کو اور حسین بن علی اور عقیلؓ کو گالیاں دی اب جنابِ مسلم خاموش ہو گئے اور کوئی نہ کی۔

مسعودی کہتا ہے جب ابنِ زیاد کی گفتگو ختم ہوئی جب کہ جنابِ مسلم اس کے



جواب میں سختی کرتے تھے اس کے کہنے سے انہیں قصر کے اوپر لے گئے اور مدد  
احمری سے کہ جسے مسلم نے ضرب لگائی تھی کہا اسے قتل کرتا کہ اس ضرب کا  
قصاص لے لے۔

اور جزری کہتا ہے کہ مسلم نے ابن اشعث سے کہا خدا کی قسم اگر تیری امان نہ  
ہوتی تو میں اپنے آپ کو سپرد نہ کرتا لہذا تلوار نے کہ میری مدد کے لیے اٹھ کھڑا  
ہو تا کہ تیری امان نہ ٹوٹے۔

تو جناب مسلم کو قصر کے اوپر لے گئے جب کہ آپ استخار اور تسبیح و تقدیس  
کر رہے تھے پس آپ کی اس جگہ کہ جو جوتی بنانے والوں کے بازو پر شرف ہے۔  
گردن اڑا دی اور آپ کا سر نیچے گرا اور آپ کا قاتل بکیر بن حمران ہے کہ جسے  
جناب مسلم نے ضرب لگائی تھی پھر آپ کے بدن دیکر کوئی نیچے پھینک دیا جب  
مسلم کو تم لوگ اوپر لے جا رہے تھے تو وہ کیا کہتا تھا جواب دیا کہ وہ تسبیح پڑھتا اور  
استغفار کر رہا تھا اور جب میں نے چاہا کہ اسے قتل کروں تو میں نے کہا کہ نزدیک ہو  
جاؤ حمد و ثنا ہے اس خدا کی کہ جس نے تجھے میرے ہاتھ کے نیچے ذلیل کیا تاکہ میں  
قصاص لے سکوں پس میں نے ایک ضرب لگائی جو کارگر نہ ہوئی تو کہا اسے غلام یہ  
خواہش جو تو نے کی ہے میری اس ضرب کا قصاص نہیں بخیر ان زیاد نے کہا کہ موت  
کے وقت بھی فخر کرنا بکیر نے کہا دوبارہ میں نے اس ضرب لگائی اور قتل کر دیا۔

اور طبری کہتا ہے کہ ابیر، قصر کے اوپر لے گئے اور ان کی گردن اڑا کر ان کے  
پیکر و بدن کو نیچے پھینک دیا تاکہ لوگ دیکھیں اور ہانی کے متعلق حکم دیا تو اسے کان سے  
لے گئے یعنی وہ جگہ کہ جہاں شہر کا کڑا کر کٹ ڈالا جاتا ہے اور انہیں سولی پر لٹکا دیا  
اور مسعودی نے کہا ہے کہ بکیر احمری نے مسلم کا سر قلم کیا جب ان کا سر مبارک زمین

پر گرا تو سر کے پیچھے ان کا بدن بھی ان لوگوں نے پھینک دیا پھر اس نے حکم دیا اور ہانی کو بازار میں لے گئے اور ذلت و محنت طریقہ سے شہید کیا وہ فریاد کر رہے تھے اسے آل مراد اور ہانی اس قید کے بزرگ اور سردار تھے جب سوار ہوتے تو ان کے ساتھ چار ہزار سوار زرہ پوشی اور آٹھ ہزار پیادہ ہوتے تھے اور اگر ان کے ہم قسم کندہ اور دوسرے قبائل کے ان کے ساتھ مل جاتے تو تیس ہزار زرہ پوش تھے ان سب چیزوں کے باوجود انہیں سے ایک شخص کو بھی نہ پایا سب نے سستی کی اور کمزوری کی بنا پر ان کی مدد کو نہ آئے۔

شیخ عبید نے فرمایا ہے کہ محمد بن اشعث کھڑا ہوا اور اس نے عبید اللہ سے ہانی کے بارے میں بات کی کہ آپ اس کی قدر و منزلت اس شہر میں پہچانتے ہیں اور اس کے خاندان و قبیلہ کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کی قوم کو پتہ ہے کہ میں اور دوسرے افراد اسے آپ کے پاس لے آئے ہیں میں آپ کو قہر کی قسم دیتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دو کیونکہ میں اس شہر والوں کی دشمنی کو ناپسند کرتا ہوں عبید اللہ نے وعدہ کیا کہ اس کام کو انجام دینگا لیکن پشیمان ہوا اور فوراً حکم دیا کہ ہانی کو بازار میں لے جا کر اس کا سر اڑا دیا میں انہیں بندے ہاتھوں کے ساتھ گوسفند فروشوں کے بازار میں لے گئے اور وہ کہہ رہے تھے۔

امروز حجاجہ و لا مذحج لی الیوم یا مذحجہ و ابن مذحجہ ہائے مذحجہ قبیلہ۔ آج کے دن مذحج میرے لیے نہیں ہے اے مذحج کہاں ہے مذحج جب ہانی نے دیکھا کہ کوئی شخص میرے مدد کے لیے کھڑا نہیں ہوا تو اپنا ہاتھ کھینچا اور سی سے نکال لیا اور کہا کوئی عصا چھری یا پتھر یا ہڈی نہیں ہے کہ جس کے زور پر انسان اپنا دفاع کرے پاسبان کو دپڑے اور انہوں نے ان کے بازو حکم باندھ دیئے اور کہا کہ گردن لمبی کرو تو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں میں سچی نہیں ہوں اور میں

نہاری اپنے قتل کے سلسلہ میں امانت نہیں کروں گا۔

پس بعید اللہ کے ایک ترک غلام رشید نامی نے ان پر تلوار کا وار کیا جو کارگر نہ ہوا تو ہانی نے کہا الی اللہ المعاد اللہم الی رحمتک ورضوانک یعنی بازگشت خدا کی طرف ہے خدا یا تیری رحمت اور تیری رضا کی طرف، پھر اس نے دوسری ضرب لگائی کہ جس سے انہیں شہید کر دیا۔

کامل ابن اثیر میں ہے کہ عبدالرحمن بن حصین مرادی نے اس ترک غلام کو خازمین ابن زیاد کے ساتھ دیکھا تو اسے قتل کر دیا اور خازن ایک شہر ہے، اربل اور موصل کے درمیان کہ جہاں ابن زیاد اور جناب ابراہیم بن مالک اشتر کے درمیان جنگ ہوئی تھی اور ابن زیاد وہیں فی النار و السقر ہوا تھا لعنہ اللہ بعض نے فرزدق کی طرف ان کی نسبت دی ہے۔

فان کنت لا تدربین ما الموت فانتظری  
الی ہانی فی السوق و ابن عقیل  
الی بطل قد ہشتم السیف و جمعہ  
و آخر یسعی من طمار قتیل  
تجھے اگر پتہ نہیں کہ موت کیا چیز ہے  
تو ہانی کو بازار میں اور ابن عقیل کو دیکھ ایک  
ایسے مرد جری کی طرف کہ جس کے چہرے  
کو تلوار نے چر کر دیا تھا اور دوسرا  
زخمی حالت میں مقتول ہو کر نص کی بلندی  
سے نیچے گرا گیا۔

اور ان دونوں شہیدوں کے سر بزید کی طرف بھیجے اور بزید نے اس کی تعریف و توصیف میں خط لکھا اور اس میں تحریر کیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حسین ملاق آنے کا ارادہ رکھتے ہیں پس رمد گاہیں مرتب کر اور نگہبان مقرر کر اور تمہمت کی بنارس پر لوگوں کو نید کر اور جن و گمان پر گرفتار کر لیکن جب تک کوئی شخص تجھ سے جنگ نہ کرے اس

وقت تک اس سے لڑائی نہ لے۔

اور کتاب ارشاد میں ہے ظن و گمان کی بنا پر لوگوں کو قید کر اور تہمت کی وجہ سے قتل کر اور ہر نئی غیر بری طرف لکھا کر انشاء اللہ۔

مسعودی نے کہا ہے کہ کوفہ میں جناب مسلم کا خروج منگل کے دن آٹھویں ذی الحجہ سن ساٹھ میں ہوا ہے اور یہ دہی دن ہے کہ جس دن حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ بدھ کا دن اور عرفہ کا روز تھا پھر ابن زبیر نے حکم دیا اور مسلم کا بدن ٹکا دیا اور ان کا سر دمشق بھیجا اور بنی ہاشم میں سے یہ پہلا بدن تھا جسے ٹکا گیا اور پہلا سر تھا کہ جسے دمشق بھیجا گیا۔

اور مناقب میں ہے کہ ان دونوں بزرگواروں کے سر بانی بن حموۃ وادی کے ہمراہ دمشق بھیجے اور انہیں دمشق کے دروازے پر ٹکا دیا گیا۔

اور شیخ فخر الدین کے مقتل میں ہے کہ مسلم دہانی کی لاشوں کو لے کر بازاروں میں کھینچتے تھے جب اس کی اطلاع بنی مذحجہ کو ملی تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان لوگوں سے جنگ کی اور مسلم دہانی کی لاشیں ان سے چھین کر غسل دے کر دفن کیا رحمۃ اللہ علیہما و عذاب قاتلہما باللعنۃ اب المشرکین۔

تذیل۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ہانی بن عروہ جیسا کہ حبیب السیر میں کہتے ہیں اشراف کوفہ اور اعیان شیعہ میں سے ہے اور روایت کی گئی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے شرفیاب ہوئے تھے اور جس دن انہیں شہید کیا گیا ان کی عمر اناؤں سال تھی اور جو گفتگو انہوں نے ابن زیاد سے کی جو اس سے پہلے قتل ہو چکی ہے۔ ان کی جلالت اور بلندی مرتبت معلوم ہو سکتی۔

اور مسعودی کے کلام میں گزر چکا ہے کہ ان کے ساتھ چار تہار زندہ پوش شاہوار

اور آٹھ ہزار پیادہ تھے اور بعد میں آئے گا کہ جب مسلم دھانی کے شہید ہوئے  
کی خبر حضرت اباعبد اللہ الحسین علیہ السلام کو ملی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ  
راجعون کہا اور چند مرتبہ فرمایا رحمۃ اللہ علیہما۔

نیز آپ نے ایک خط نکالا اور لوگوں کے سامنے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم  
ابا بعد ایک و خراش خبر ہم تک پہنچی ہے مسلم ہانی بن عروہ اور عبد اللہ بن بقطر  
شہید کر دیئے گئے ہیں۔

اور کتاب مزار محمد بن شہیدی اور مصباح الزائر اور مزار مفید اور شہید قدس اللہ  
ارواحہم میں مسجد کوفہ کے اعمال کے سیاق میں مشہور ترتیب کے مطابق کہتے ہیں  
ذکر زیارت ہانی بن عروہ مرادی ان کی قبر پر کھڑا ہو جاؤ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
پر سلام بھیجو اور پھر کہو گے سلام اللہ العظیم و صلوٰۃ علیک یا ہانی  
بن عروہ السلام علیک ایہما العبد الصالح الناصح  
للہ و لرسولہ الی آخر۔

پھر دو رکعت نماز یہی ان کے لیے پڑھو گے اور دعا و دُعا پڑھو گے۔  
اور ہانی ان افراد میں سے تھے کہ جنہوں نے جنگِ جمل امیر المؤمنین کی ہمراہی  
میں جنگ کی ہے اور مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ وہ رجز پڑھتے تھے  
یا لہ حرب حشما جملا لہا - قائدۃ ینقصہا ضللا لہا ہذا  
علی حولہ اقیلا لہا - یہ اشعار بی بی عائشہ کے اونٹ کی  
طرف اشارہ ہیں اور یہ کہ اس فوج کے سردار طلحہ و زبیر ہیں جو نا تجربہ  
کار اور بے تدبیر ہیں بخلاف امیر المؤمنین کی فوج کے۔

کہتا ہے واٹے ہو تجھ پر اسے جنگ کہ جس کے امر و معاملہ کی تدبیر و اصلاح

اونٹ کرتے ہیں جس کی کمان ایک عورت کو رہی ہے کہ جس کی منفقت اس کی گمراہی ہے لیکن اس طرف حضرت علیؑ ہیں اور ان کے گرد و پیش جنگ آزمودہ امروہ و سواہ ہیں۔

اور سید محسن کاظمی کے تکملا سے نقل ہوا ہے کہ سید نے ہانی کو محمد حسین میں شمار کیا ہے ان بعض اولہ کی بنا پر کہ جنہیں ہم نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کے بعد کہتے ہیں سید مہدی (ر) سے مشہور ہے کہ وہ ہانی سے پہلی نظر میں بدگمان تھے۔ پھر ان مناقب پر کہ جو ہم نے ذکر کیے ہیں اور ان جیسے دوسرے مناقب پر مطلع ہو تو اس سوظن سے توبہ کی اور غر خواہی کے طور پر ایک قصیدہ ہانی کے مرثیہ میں لکھا انتہی.....

مؤلف کہتا ہے کہ سید مذکور یعنی بحر العلوم رحمۃ اللہ نے اپنے رجال میں ہانی کے حالات میں مبالغہ کیا اور گفتگو کو طول دیا ہے اور پھر کہا کہ یہ اخبار جو بہت سی چیزوں میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ایک ام میں متفق ہیں کہ ہانی بن عروہ نے بناب مسلم کو پناہ دی اور اپنے گھر میں ان کی حمایت کی اور ان سے دفاع کیا اور ان کے معاملہ میں استقامت دکھائی اور ان کی مدد و نصرت کی اور افرادی قوت اور جنگ کا سادہ سامان اپنے اطراف کے گھروں میں فراہم کیا اور مسلم کو ابن زیاد کے سپرد کرنے سے سختی سے امتناع کیا اور قتل ہونے کو ان کے دشمن کے سپرد کرنے پر ترجیح دی یہاں تک کہ عامین نے ان کی امانت کی ان کو مارا پٹیا اور شکنجہ دیا اور انہیں قید و بند میں رکھا اور اس عین کے ہاتھوں سختی و ذاری سے شہید ہوئے اور یہ سب امور ان کے حسن حال اور نیک و اچھی عاقبت کے لیے کافی ہیں۔ وہ امام حسینؑ کے یار و انصار میں داخل اور ان کے شیعوں میں سے تھے کہ جو ان کی راہ میں شہید ہوئے اور ان کے لیے کافی

ہے وہ گفتگو کہ جو انھوں نے ابن زیاد سے کی کہ وہ شخص اُگیل ہے کہ جو تجھ سے اور تیرے صاحب دساتھی (یزید) سے اس خلافت کا زیادہ سزا دار ہے اور یہ کہ انھوں نے کہا اگر میرا پاؤں آل محمد کے کسی بچے پر ہو تو میں اس کو نہیں اٹھاؤں گا مگر یہ کہ میرا پاؤں کاٹ دیا جائے۔ اور اس قسم کی دوسری ان کی باتیں کہ جو گذر چکی ہیں کہ جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ انھوں نے جو کچھ کیا وہ بصیرت اور حجت ظاہر کی بنا پر تھا نہ کہ غیرت و حبیت اور عہد و پیمان کی حفاظت اور حق مہانی کی رعایت اور حور و ہمسایگی کی مراعات کی بنا تھا اور اسی چیز کا ٹوکہ و محقق امام حسینؑ کا کلام اور آپ کا یہ ارشاد قد اتانا خبر فضیح قتل مسلم بن عقیل و ہانی بن عروہ و عبد اللہ بن یقطر۔ بہت بڑی خبر آئی ہے کہ مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ و عبد اللہ بن یقطر قتل کر دیے گئے ہیں اور جو کچھ سید نے "لہوف علی قتلی الطفوف" میں ذکر کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر آپ کو پہنچی اور وہ ہانی کی شہادت کی خبر کے بعد تھی تو آنجناب کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور آپ نے گریہ کیا اور فرمایا اللہم اجعل لنا ولشیعتنا منزلاً کریماً و اجمع بیننا و بینہم فی مستقر رحمۃک اللہ علی کل شیء قدیر۔ خدایا ہمارے لیے اور ہمارے شیعوں کے لیے اکرم و محترم منزل قرار دے اور ہمیں اور انہیں اپنی رحمت کے مستقر میں جگہ دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اور ہمارے علماء نے ہانی کے لیے زیارت ذکر کی ہے اور اب تک اسی طرح سے ان کی زیارت کرتے ہیں جو کہ اس امر میں صریح ہے کہ وہ ان شہداء اور نیک بخت افراد میں سے تھے کہ جنھوں نے خدا اور رسول سے خلوص و نیک خواہی کا مظاہرہ کیا اور راہ خدا میں چلے گئے اور اس کی بخشش و خوشنودی تک جا پہنچے اور وہ زیارت یہ

سے سلام اللہ العظیم الخی آخرۃ۔ اس کے بعد کیا ہے بعینہ نظر آتا ہے کہ یہ زیارت نص وار د اور اثر ثابت دینر ہو اور اگر یہ زیارت مخصوص د بھی ہو اس چیز کے بارے میں کہ جو انھوں نے ذکر کی ہے تاہم اس امر کی شہادت اور گواہی ہے کہ ہانی شہید ہوئے اور وہ نیک بخت اور بزرگ افراد میں سے تھے اور ان کا خاتمہ بالحقیر ہوا۔ اور میں شیوخ اصحاب کو دیکھا مثلاً مفید اور ان کے علاوہ دوسرے علماء رحمہم اللہ کو کہ ہانی کا بزرگی و عظمت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور ان کے نام کے بعد رضی اللہ عنہ و رحمہ اللہ کہتے ہیں اور میں نے علماء میں سے کسی کو نہیں پایا کہ انھوں نے ہانی پر طنز و تشنیع کی ہو یا انھیں بُرائی سے یاد کیا ہو۔

باقی رہی وہ چیز جو اخبار سے ظاہر ہوتی ہے کہ جب ابن ربیع کوفہ میں آیا تو ہانی اس کو ملنے گئے اور دوسرے اعیان و اشراف کوفہ کے ہمراہ اس کے ہاں آمد و رفت رکھتے تھے یہاں تک کہ جناب مسلم ان کی پناہ میں آئے تو یہ چیز ان کے لیے باعثِ طعن و عیب نہیں ہے کیونکہ جناب مسلم کے معاملہ کی بناءً قسطنتر اور اسے پوشیدہ رکھنے پر تھی اور ہانی ایک مشہور شخص تھے اور ابی زیاد کے ساتھ ان کی شناسائی تھی اور اس سے دوستی کا اظہار کرتے تھے اور اگر اس سے منفردی اور علیحدگی اختیار کر لیتے تو اس مقصد کے برخلاف ہوتا اور یہ چیز قسطنتر پوشیدہ پن سے سازگار نہیں تھی۔ اس بناءً پر ان کے لیے ضروری تھا کہ ابن زیاد کے ساتھ آمد و رفت رکھیں اور اس کے دہم و گمان کو دور کریں اور جب جناب مسلم ان کی پناہ میں آ گئے تو پھر وہ ابن زیاد سے کٹ گئے اور اپنے آپ کو بیمار بنا لیا تاکہ بہانہ ہو پھر جس چیز کا انھیں گمان نہ تھا وہ ہو گئی۔

باقی رہا ان کا جناب مسلم کو خدج میں جلد بازی سے نہی کرنا اور روکنا تو



شاید وہ تاخیر میں مصلحت سمجھتے تھے تاکہ لڑک زیادہ سے زیادہ اکٹھے ہو جائیں اور جنگ کا ساز و سامان مکمل ہو جائے اور امام حسینؑ کو فہم پہنچ جائیں اور معاملہ آسانی کے ساتھ طے ہو جائے اور جنگ و قتال ایک ہی دفعہ امام کی معیت میں ہو۔ باقی رات ان کا ابن زیاد کو ان کے گھر میں قتل کرنے سے منع کرنا تو آپ جان چکے ہیں کہ اس سلسلہ میں اخبار مختلف ہیں بعض میں اس طرح آیا ہے کہ عبید اللہ کے قتل کرنے کا اشارہ دہانی ہی نے کیا تھا اور انھوں نے اپنے آپ کو بیمار بنالیا تھا تاکہ ابن زیاد ان کی عیادت کے لیے آئے اور مسلم اسے قتل کر دیں۔

اور یہ بھی ذکر آچکا ہے کہ جناب مسلم بطور عذر کیے تھے کہ ایک عورت مجھ سے لپٹ گئی اور اس نے گریہ کیا اور قسم دی کہ وہ ابن زیاد کو قتل نہ کریں اور سید مرتضیٰ رحمہ اللہ نے تنزیہ الانبیاء میں صرف یہی ایک ذکر کیا ہے۔ باقی رہا بانی کا قول ابن زیاد سے جب اس نے مسلم کا حال پوچھا تو کہا خدا کی قسم میں نے انھیں اپنے گھر دعوت نہیں دی اور میں ان کے کام سے آگاہ نہیں تھا یہاں تک کہ وہ میرے گھر میں آئے اور چاہا کہ وہاں قیام کریں تو مجھے انھیں واپس کرنے میں شرم محسوس ہو گئی اور ان کی حفاظت مجبوراً میری گردن پر آپڑی تو یہ سب باتیں اس کے جھگڑے سے رہائی پانے کے لیے کہیں اور بعید ہے کہ جناب مسلم وعدہ دینے اور اطمینان حاصل کرنے کے بغیر ان کے ہاں جائیں اور ان کی امان میں جانے پہنچانے اور آزمائش کرنے کے بغیر داخل ہوں اور نیز دہانی کا مسلم کے کام سے اس مدت میں آگاہ نہ ہونا بھی بعید ہے جبکہ وہ اس شہر کے شیخ و بزرگ اور معارف شیعہ تھے۔ یہاں تک کہ وہ اچانک ان کے پاس گئے ہوں اور ناگہاں ان کی ملاقات کی اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ روضۃ الصفا اور حبیب العیسر میں مذکور ہے کہ دہانی نے جناب مسلم سے کہا

کہ آپ نے مجھے رنج و سختی میں ڈال دیا ہے اور اگر آپ میرے گھر کے دروازے پر نہ لگے ہوتے تو میں آپ کو واپس کر دیتا ٹھیک نہیں ہے جبکہ یہ بات ہم نے صرف اٹھنی دو کتب میں دیکھی ہے اور دوسری کتب معتبرہ اس سے خالی ہیں اور ابن ابی العزیز نے بیج البلاغہ کی شرح میں دو روایتیں ہانی کے بارے میں ذکر کی ہیں کہ جن میں سے ایک روایت انکی مدح و ثناء پر دلالت کرتی ہے اور دوسری ان کی مذمت میں ہے۔ سید نے مذمت دالی روایت کا جواب دیا ہے۔ اس قصہ کو اس کے ناقل نے اسناد کے بغیر نقل کیا ہے اور کسی کتاب کی طرف اس کی نسبت نہیں دی اور کتب تواریخ و سیر کہ جو اٹھنی انمور کے لیے لکھی گئی ہیں ان میں یہ چیز مذکور نہیں ہے۔

اور معاویہ کے یزید کی بیعت لینے کے وقت جو کچھ ہوا اور جو افراد متوجہ ہوئے یا ناراض ہوئے اور ہر ایک نے کیا کہا، اہل خبرہ نے ان سب باتوں کو نقل کیا ہے لیکن یہ قصہ ہانی سے پیش نہیں کیا اور اگر یہ صحیح تھا تو دوسری خبروں کی نسبت غراہت و اچھوتے پن کی وجہ سے اولویت رکھتا تھا حالانکہ ہانی رحمہ اللہ کی حسن عاقبت کا انہوں نے یزید کی بیعت کو ٹھکرا دیا اور حسین کی نصرت کے لیے قیام کیا اس سے پہلے جو کوئی کتاب ہی بھی کی ہو اس کو پورا کر دیا۔ مثل حرمہ اللہ کے کہ شیعوں نے توبہ کی اور ان کی توبہ قبول ہوئی بعد اس کلام کے کہ جو انہوں نے کیا تھا اور اس منکر اور بری چیز کے کہ جو ان کے ہاتھوں سے صادر ہوئی تھی اور ان کا معاملہ توبہ سے زیادہ دشوار تھا اور ہانی کا معاملہ معمولی تھا اور توبہ کے زیادہ نزدیک تھا انتہی۔

ابو العباس مبرد نے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے سنا ہے کہ معاویہ نے کثیر بن شہاب مرجی کو خراسان کی گورنری دی اور اس نے بہت سامان و مال و ماں سے اکٹھا کیا اور بھاگ کھڑا ہوا اور ہانی بن عروہ مرادی کے ہاں جا چھپا۔ معاویہ کو اطلاع

ملی تو اس نے مانی کا خون مباح قرار دیا جبکہ وہ (مانی) معاویہ کی پناہ میں تھے کو ذرے سے نکلے یہاں تک کہ معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور معاویہ انھیں نہیں پہچانتا تھا۔ جب لوگ اٹھ کر چلے گئے تو وہ اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھ رہے۔ معاویہ نے ان کے کام کے بارے میں پوچھا تو مانی نے کہا اے امیر... میں مانی بن عمرو ہوں۔ تو مانی نے کہا آج کا دن وہ دن نہیں ہے کہ جب تمہارا باپ کہتا تھا ارجل جمعی واجر ذیلی، و یحمل شکتی افق کمیت امشی فی سرة بنی عطیف، اذا ما سامنی یوم ابیت۔

مینی میں اپنی زلفوں کو کنگھی دیتا ہوں اور اپنے دامن کو کھینچ کر چلتا ہوں اور میرے ہتھکڑیاں جنگ نجیب سرخ نام سیاہ دم گموٹا اٹھائے ہوتا ہے اور بنی عطیف کے سرداروں کے ساتھ میں چلتا ہوں اور اگر کسی کا ظلم و تم میرا رخ کرے تو میں گردن کشی کرتا ہوں۔ مانی نے کہا میری آج اس دن سے عزت زیادہ ہے۔ معاویہ نے کہا کس بنا پر؟

مانی نے کہا اسلام کی وجہ سے اے امیر... معاویہ نے کہا کہ کثیر بن شہاب کہاں ہے؟ مانی نے کہا میرے پاس ہے آپ کی فوج میں معاویہ نے کہا اس مال کو دیکھ کہ جو اس نے لیا ہے اس میں سے کچھ دیدے اور باقی اس کو گوارا ہو۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ کربلا میں امام حسینؑ کے انصار و ساتھیوں میں سے ایک مرد کو انھوں نے پکڑ لیا اور یزید کے پاس لے گئے تو یزید نے کہا کیا وہ تیرا باپ تھا جس نے کہا تھا ارجل جمعی الخ (میں اپنی زلفوں میں کنگھی کرتا ہوں) اس نے کہا ہاں یزید کے حکم سے اے قتل کر دیا گیا، رحمۃ اللہ علیہ!



## نویں فصل

شہادت حضرت میثم بن یحییٰ تمار<sup>(رح)</sup>

حضرت مسلم کی شہادت کے زمانہ میں عظیم سانحوں میں سے میثم تمار اور رشید چری کی شہادت۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم ان کے مقتل کو یاد کریں اور مناسبت کی وجہ سے حزن مدی اور عمر بن حنن کی شہادت کا بھی ذکر کریں۔

میثم بن یحییٰ تمار قدہ کا ذکر | میثم امیر المؤمنین کے مخصوص اور منتخب اصحاب میں سے تھے بلکہ وہ اور عمر بن حنن اور

محمد بن ابوبکر اور اسی قرنی آپ کے حواریین میں سے تھے اور امیر المؤمنین ان کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں مخصوصی علم دیا تھا جو کبھی کبھی ان سے ظہور کرتا تھا۔ اور ابن عباس جو کہ امیر المؤمنین کے شاگرد تھے اور تفسیر قرآن آپ سے حاصل کی تھی اور محمد بن حنفیہ کے بقول ربانی امت تھے سے میثم نے کہا تھا اے ابن عباس جو چاہو تفسیر قرآن میں سے مجھ سے پڑھو کہ جس کی تفریل میں نے امیر المؤمنین پر قرأت کی ہے اور اس کی تاویل بھی آپ نے مجھے سکھائی۔ ابن عباس نے کہا اے کثیر کا نقد و ووات ہے اور گمنام شروع کیا اور روایت ہوئی ہے کہ جب ان کو رسولی پڑھا تو کا حکم صادر ہوا تو بلند آواز سے پکار کر کہا اے دو گروہ شخص چاہتا ہے جو شخص امیر المؤمنین کی حدیث سُننا چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے پس رگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے عجائب و غرائب امور کی عادیث بیان کرنا شروع کیں

میں سے تھے چنانچہ عبادت وزہد کی بنا پر ان کے بدن کا چہرہ خشک ہو گیا تھا اور کتاب غالات تالیف ابراہیم ثقفی سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین نے انہیں

بہت سے علم اور پنہاں اسرار پر اسرار وصیت میں سے آگاہ کیا تھا اور کبھی کبھی وہ ان علوم میں سے بعض مقیم لوگوں سے بیان کرتے تھے اور اہل کوفہ کا ایک گروہ شک میں پڑ جاتا تھا۔ اور حضرت علیؑ کی طرف اس سلسلہ میں جھوٹ بولنے اور دہم کرنے اور کذب و دھوکہ دینے کی نسبت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن آنجناب نے اپنے اصحاب میں سے بہت سے لوگوں کی موجودگی میں کہ جن میں سے بعض شک کرنے والے اور بعض مخلص تھے آپؑ نے فرمایا اے میثم تجھے میرے بعد دستگیر کریں گے اور تجھے سولی پر لٹکایا جائے گا اور جب دوسرا دن ہوگا تو تیرے منہ اور ناک سے خون جاری ہوگا یہاں تک کہ وہ تیری ریش کو خضاب کرے گا اور جب تیسرا دن ہوگا تو ایک حور تیرے بدن میں چھوٹیں گے کہ جس سے تنہاری موت واقع ہوگی۔ لہذا اس کے انتظار میں وہ جہاں تجھے سولی پر لٹکایا جائے گا وہ عمر بن حریث کے گھر کے دروازہ والی جگہ ہے۔ اور تو ان دس افراد میں سے ایک ہے کہ تجھیں سولی پر لٹکایا جائے گا اور تیری سولی کی لکڑی ان سے زیادہ چھوٹی اور زمین کے زیادہ قریب ہوگی اور میں تجھے کھجور کا وہ درخت کہ جس پر تجھے سولی دیں گے تجھے دکھا دوں گا۔ پھر دو دن کے بعد آپؑ نے اسے دکھایا اور میثم ہمیشہ اس درخت کے نزدیک آتے وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کسی قدر مبارک اور خوش بخت کھجور کا تنہا ہے کہ میں تیرے لیے پیدا ہوا ہوں اور تو میرے لیے آگاہ ہے۔ اور امیر المؤمنین کی شہادت کے بعد ہمیشہ اس کھجور کے درخت کو دیکھنے آتے یہاں تک کہ اسے کاٹا گیا تو وہ اس کے تنہا کی دیکھ بھال کرتے اور اس کے پاس آتے جاتے اور اسے دیکھتے اور کبھی کبھی عمر بن حریث سے ملاقات کرتے اور کہتے کہ میں تنہا ہمسایہ ہونے والا ہوں۔ ہمسائیگی کے حق کو اچھا نہانا اور عمر و نہیں جانتا تھا کہ کیا کہتے ہیں لہذا

پوچھتا کہ ابن مسعود کا گھر خریدو گے یا ابن حکیم کا گھر۔

اور کتاب الفضائل سے منقول ہے کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین کو فہ کی جامع مسجد سے نکلتے اور میثم قمار کے پاس آ بیٹھتے اور ان سے گفتگو فرماتے اور کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے ان سے کہا اے میثم تجھے میں خوشخبری نہ دوں عرض کیا کس چیز کی اسے امیر المؤمنین۔ فرمایا تو سولی پر لٹکایا جائے گا۔ عرض کیا مولا اس وقت میں فطرت اسلام پر بروں کا فرمایا ہوں۔

اور حقیقی سے روایت ہے کہ ابو جعفر انہیں بہت زیادہ دوست رکھتے تھے اور میثم خوشحالی میں شاکر اور بلا تشنگی میں صابر تھے۔

منہج المقال میں شیخ کشی سے ان کے استاد کے ساتھ فضیل بن زبیر سے منقول ہے کہ میثم گھوڑے پر سوار ہو کر گذر رہے تھے کہ حبیب ابن مظاہر اسدی کو بنی اسد کی ایک مجلس کے قریب دیکھا اور آپس میں باتیں کرنے لگے اور ان کے گھوڑے دل کی گردنیں ایک دوسرے سے مل گئی تھیں۔ حبیب نے کہا میں ایک ٹوٹے کو دیکھ رہا ہوں کہ جس کے سر کے بال بھڑگے ہیں اور اس کا پیٹ بڑا ہے۔ اور دار المذاق کے قریب خربوز سے بیچتا ہے اپنے پیغمبر کے اہل بیت کی محبت میں سولی پر لٹکایا جائے گا اور سولی کے اوپر ہی اس کے منکم کو چاک کر دیں گے۔

میثم نے کہا میں بھی ایک سرخ چہرے والے مرد کو پہچانتا ہوں کہ جس کی ٹہنیں ہیں اور وہ اپنے رسول کے نواسہ کی مدد و نصرت کے لیے جانے گا اور قتل کیا جائیگا۔ اور اس کا سر کوفہ میں پھرائیں گے۔ یہ کہہ کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اہل مجلس نے کہا ہم نے ان دونوں سے زیادہ جھوٹ برسنے والے نہیں دیکھے۔ ابھی اہل مجلس پر اگندہ نہیں ہوئے تھے کہ رشید ہجری ان دونوں کی تلاش میں آئے اور اہل مجلس

سے ان کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں اور ہم نے سنا کہ وہ ایک دوسرے سے ایسی ایسی باتیں کر رہے تھے۔ رشید نے کہا خدا رحمت کرے میثم پر یہ کہنا وہ بھول گیا ایک سو درہم کا انعام اس کو جو ان کا ستر لائے گا اس سے زیادہ دیا جائے گا اس کے بعد سر کو کوفہ میں پھرائیں گے۔ لوگوں نے کہا یہ ان سب سے زیادہ جھوٹا ہے اور پھر انھی لوگوں نے کہا کہ زیادہ دن نہ گزرے کہ ہم نے میثم کو عمر دین حریش کے گھر کے دروازے کے پاس سولی پر لٹکے ہوئے دیکھا اور عبید بن مظاہر کا سر لے کر آئے کہ جو حسین کے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور جو کچھ ان حضرات نے کہا تھا وہ سب ہم نے دیکھا۔

میثم سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین نے مجھے بلایا اور فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا اس وقت اسے میثم کہ جب وہ شخص کہ جس کا باپ نہیں کہ جسے جواہر نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا یعنی عبید اللہ بن زیاد و تجھے بلائے گا کہ مجھ سے بیزاری اختیار کر تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں آپ سے کبھی بھی بیزاری حاصل نہیں کروں گا تو آپ نے فرمایا تو اس وقت تجھے قتل کر دے گا اور تجھے سولی پر لٹکائے گا تو میں نے عرض کیا میں مبرا کروں گا کہ یہ چیز راہ خدا میں زیادہ نہیں ہے۔ فرمایا اے میثم تیرے ساتھ ہو گئے میرے جد جہ میں۔

اور صالح بن میثم سے روایت ہوئی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ابو خالد ثمالی نے مجھے خبر دی اور کہا کہ میں میثم کے ساتھ تھا دریا نے فرات میں جمعہ کے دن کہ آندھی چلنے لگی اور میثم ایک غلغلو رت ادا چھی کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے اس سے باہر آئے اور آندھی کی طرف دیکھا اور کہا کہ کشتی کو محکم سی سے باندھ دو کیونکہ سخت آندھی آئیگی اور اس وقت مداہرہ کر گیا ہے جب دوسرا جمعہ آیا تو شام سے ڈاکیر آیا۔ میں نے اسے

دیکھا اور کہا اے بندہ خدا کیا خبر ہے اس نے کہا لوگ اچھے ہیں امیر... مر گئے ہیں اور لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی ہے۔ میں نے کہا کس دن وفات ہوئی اس نے کہا جمعہ کے دن۔

شیخ شہید عمر بن کئی نے میثم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات امیر المؤمنین مجھے کوفہ سے نکال کر صحرا کی طرف لے گئے یہاں تک کہ مسجد جعفی تک پہنچے قبلہ کی طرف رخ کیا اور چار رکعت نماز پڑھی۔ جب نماز کا سلام کہا اور خدا کی تسبیح کی تو اتنا پھیلا دیے اور کہا خدا یا کس طرح میں تجھے پکاروں کہ میں نے تیری حکم عدولی کی ہے اور کس طرح تجھے نہ پکاروں جبکہ میں تجھے پہچانتا ہوں اور تیری محبت میرے دل میں ہے۔ گناہ کا ہاتھ میں نے تیری طرف دلا دیا ہے اور پُر امید اٹھ اٹھ کر دعا دیکھ اور آہستہ آہستہ سے ایک دعا پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے اور چہرہ مٹی پر رکھ کر سو مرتبہ التماس کیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد سے باہر نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ سیاحان میں ایک جگہ میرے گرد آپ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا خیر دار اس خط سے باہر نہ جانا اور آپ مجھ سے دُور چلے گئے۔ رات انتہائی تاریک تھی تو میں نے اپنے آپ سے کہا کہ تو نے اپنے مرلا کو ان بے شمار دشمنوں کے ہوتے ہوئے اکیلا چھوڑ دیا ہے خدا و رسول کے ہاں تیرا عند کیا ہے خدا کی قسم میں ان کے پیچھے جاتا ہوں تاکہ میں ان کے حالات سے آگاہ ہوں اگرچہ ان کی نافرمانی ہی کروں گا۔ پس میں آپ کے پیچھے گیا اور میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا سر اُڑے بدن تک کنزری کے اندر کیا ہوا ہے اور آپ کنزری سے باتیں کر رہے ہیں اور کنواں آپ سے مخاطب ہے۔ پس آپ کو احساس ہوا کہ کوئی شخص آپ کے ساتھ ہے۔ لہذا انہوں نے اپنا رخ اس طرف کیا اور فرمایا کون، میں نے عرض کیا میثم!



فرمایا مگر میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ اس خط سے باہر نہ نکلا۔ میں نے عرض کیا اے میرے  
 مولا مجھے آپ پر دشمنوں سے عثت ہوا اور میں صبر نہیں کر سکا۔ فرمایا جو چیزیں میں نے کہی  
 ہیں وہ تو نے سنی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے مولا۔ فرمایا: وفی صدر  
 لیانات، اذا ضاق لها صدری نکلت الارض باللف، وابدیت لها  
 سرى، فیهما تثبت الارض، فذالك النبت من بذری۔  
 اور سینے میں کچھ حاجتیں ہیں کہ جب سینہ ان کی وجہ سے تنگ ہوتا ہے تو میں ہتھیلی  
 سے زمین کو کریدتا ہوں۔ پس جو کچھ زمین اگاتی ہے تو وہی انگوری میرا بیج ہوتا ہے  
 شیخ مفید ارشاد میں کہتے ہیں کہ میثم تنابخی اسد کی ایک عورت کے غلام تھے  
 امیر المؤمنینؑ نے انھیں خرید اور آزاد کر لیا اور ان سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے۔ عرض کیا  
 کہ سالم۔ فرمایا پیغمبرؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ جو نام تبار سے باپ نے عجم میں تبار کا  
 وہ میثم تھا تو انھوں نے عرض کیا کہ رسول خدا اور امیر المؤمنینؑ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ  
 نے فرمایا پھر اسی نام کی طرف پلٹ جاؤ کہ جس نام کے ساتھ رسول خداؐ نے تمہیں یاد کیا ہے  
 اور سالم کو چھوڑ دو۔ پس میثم اسی نام کی طرف پلٹ گئے اور ابو سالم کنیت رکھ لی۔ ایک  
 دن حضرت علیؑ نے ان سے کہا میرے بعد تجھے گرفتار کریں گے اور سولی پر لٹکائیں گے  
 اور ایک حربہ تیرے بدن میں چھبھائیں گے اور جب تیسرا دن ہوگا تیرے ناک کے دو دروازے  
 سوراخوں اور منہ سے خون جاری ہوگا اور اس سے تیری داڑھی رنگین ہوگی پس اس  
 خضاب کے منتظر رہو اور تجھے عمر و بن حریث کے گھر کے دروازے پر سولی پر لٹکائیں  
 گے اور تم دس افراد ہو گے۔ اتنی تیری سولی سب سے چھوٹی ہوگی اور تو زمین کے  
 زیادہ قریب ہوگا۔ چلو میں وہ کھجور کا درخت دکھاؤں کہ جس کے تناکے ساتھ تجھے  
 لٹکایا جائے گا۔ پس وہ کھجور کا درخت انھیں آپ نے دکھایا اور میثم اس درخت

کے پاس جا کر ناز پڑھتے اور کہتے کیسا ہی مبارک درخت ہے تو کہ جس کے لیے  
میں تیرے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور تو میرے لیے پرورش پایا ہے اور ہمیشہ اس کے  
پاس جا کر اس کی دیکھ بھال کرتے رہے یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا گیا اور یہاں  
تک اس جگہ کو بھی کوفہ میں جانتے تھے جہاں انھیں سولی پر لٹکا یا جانا تھا اور عربوں  
حریث سے ملاقات کرتے اور اس سے کہتے کہ میں تیرا ہمسایہ ہونے والا ہوں  
پس اچھی ہمسائیگی کرنا۔ عمروان سے کہتا ابن مسعود کا گھر خرید کر دو گے یا ابن حکیم کا گھر اور  
وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میثم کی مراد اس سے کیا ہے اور جس سال میثم کو شہید کیا گیا  
حج پر گئے اور جناب ام سلمہ کے ہاں ماضی دکا۔ جناب ام سلمہ نے پوچھا کون ہو؟  
عرض کیا میں میثم ہوں۔ تو انھوں نے کہا میں اکثر سنا کرتی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
وقت تجھے یاد کرتے تھے۔ میثم نے جناب ام سلمہ سے امام حسینؑ کا حال پوچھا انھوں  
نے کہا کہ وہ باغ میں ہیں۔ عرض کیا کہ ان سے کہنا میں دوست رکھتا تھا کہ آپ کو  
سلام کروں اور انشاء اللہ پھر در دگار کے ہاں ایک دوسرے سے ملاقات کریں  
گے۔ ام سلمہ نے خوشبو منگوائی اور میثم کی داڑھی پر لگوائی اور کہا کہ عنقریب یہ داڑھی  
خون سے خضاب ہوگی۔ پس میثم کو کہہ گئے اور انھیں گرفتار کر کے عبید اللہ کے پاس  
لے گئے اور اس سے کہا کہ یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کے ہاں سب لوگوں سے زیادہ  
محترم تھا۔ اس نے کہا وائے ہوتم پر یہ عجیب۔ انھوں نے کہا ہاں تو عبید اللہ نے میثم سے  
کہا ”ابن ربک“ یعنی تیرا پردہ در دگار کہاں ہے۔ میثم نے کہا ”بالمرصاد“ سنم گر  
کی کمین گاہ میں اور تو ان میں سے ایک ہے۔ ابن زیاد نے کہا عجیب ہونے کے  
باوجود ہر بات فصاحت و بلاغت سے ادا کرتا ہے۔ تیرے صاحب (مٹی) نے  
تجھے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے کیا سلوک کروں گا انھوں نے کہا ہاں بتایا تھا کہا

کہا ہاں خبر دی کہ ہم دس افراد ہیں کہ جنہیں تو سولی پر لٹکائے گا اور میری سولی والی لکڑی سب سے چھوٹی ہوگی اور میں زمین سے زیادہ قریب ہو لگا اس نے کہا کہ البتہ میں مخالفت کروں گا تو میثم نے کہا تو کس طرح مخالفت کر سکتا ہے خدا کی قسم آنجناب نے پیغمبر سے انہوں نے جبرائیل سے اور انہوں نے خدا تعالیٰ سے سن کر خبر دی ہے تو ان کی کس طرح مخالفت کرے گا اور جس جگہ میں کوفہ میں سولی پر لٹکایا جاؤں گا اسے بھی میں جانتا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ اسلام میں جس کے رحم اور منہ میں لگام ڈالیں گے۔ پس میثم کو زندان میں لے گئے اور مختار بن ابوعبیدہ ثقفی بھی ان کے ساتھ تھے تو میثم نے ان سے کہا تم اس شخص کے چنپھل سے نکل جاؤ گے اور امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کے لیے قیام کرو گے اور میں قتل کرنے والوں کو تم قتل کرو گے اور جب عبید اللہ نے میثم کو بلایا تاکہ انہیں سولی پر لٹکائے وہ زندان سے باہر آئے تو ایک شخص سے ان کا آنا سنا ہوا تو اس نے کہا کہ کیا ضرورت پڑی ہے اس قسم کے رنج و تکالیف کو جھیلنے کی میثم اس بات سے مسکرائے اور کہا جبکہ اس کچور کے درخت کی طرف اشارہ کر رہے تھے میں اس کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور اس کی بددش میرے لیے ہوئی ہے جب انہیں سولی پر لٹکایا گیا تو لوگ ان کے پاس عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے تھے تو عمرو نے کہا خدا کی قسم یہ شخص کہتا تھا کہ میں تمہارا ہمسایہ ہونے والا ہوں۔ جب سولی کٹری کی گئی تو اس نے اپنی کینز کو حکم دیا تو اس نے سولی کے نیچے جھاڑو دیا اور پانی کا چھڑکاؤ کیا اور دھونی دی اور میثم نے سولی کے اوپر بنی ہاشم کے فضائل بیان کرنے شروع کیے۔ ابن زیاد کو خبر دی گئی کہ اس غلام نے تمہیں رسوا و ذلیل کر دیا ہے عبید اللہ نے کہا کہ اس کے منہ میں لگام دی جائے تو وہ اسلام میں پہلے شخص تھے جن کے منہ میں لگام پڑھا جائے گا اور میثم کی شہادت امام حسینؑ کے عراق کی طرف آنے سے

دس دن پہلے ہوئی۔ جب تیسرا دن ہوا تو ان کے بدن میں پھڑپھڑاہٹ گھونپا گیا انھوں نے  
تجکیر کہی اور دن کے آخری حصہ میں ان کے منہ اور ناک سے خون جاری ہوا، مقبدر کی  
گفتگو ختم ہوئی۔ (مترجم کہتا ہے کہ سولی کا پھندا اس زمانہ میں سولی پر چڑھنے والے  
کے گلے میں نہیں ڈالتے تھے بلکہ مستحکم سی کے ساتھ اسے لکڑی پر باندھ دیتے  
تھے اور لکڑی پر اسے لکڑا کر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ رنج و تکلیف اور بھوک و  
پیاس سولی پر جان دے دیتا اور کبھی کبھی دو دن یا تین دن تک زندہ رہتا۔

اور روایت میں ہے کہ کھجوریں بیچنے والوں میں سے سات افراد نے اجتماع  
کیا اور وعدہ کیا کہ میثم کی لاش وہاں سے لے جا کر دفن کر دیں۔ رات کو وہ آئے۔  
پاسبان نہرہ سے رہے تھے اور انھوں نے آگ جلا رکھی تھی آگ پاسبانوں اور غلاموں  
کے درمیان مانع ہوئی اور وہ انہیں نہ دیکھ سکے۔ انھوں نے سولی کو اکھاڑا اور میثم کی  
لاش سمیت لے گئے۔ محلہ بنی مراد میں پانی پل رہا تھا اس میں انہیں دفن کر دیا اور سولی  
کی لکڑی خرابہ میں پھینک دی۔ جب صبح ہوئی تو پاسبانوں نے گھڑ سوار اور دھڑ  
بھگائے لیکن انھیں لاش کا پتہ نہ چل سکا۔

مولف کہتے ہیں سجدہ ان افراد کے کہ جن کا نسب میثم تمار تک جا پہنچتا ہے  
ابو الحسن علی بن اسماعیل شعیب بن میثم تمار ہیں جو مامون و متعم کے زمانہ کے شیعہ  
مشرکین میں سے تھے انھوں نے داندول اور مخالفین سے مناظرے کیے ہیں  
اور ان کے زمانہ میں ابو الہندیل معتزلہ کا رئیس و سردار بصرہ میں تھا۔

شیخ مفید نے حکایت کی ہے کہ علی بن میثم نے ابو الہندیل سے پوچھا کیا تم  
جانتے ہو کہ ابلیس ہر ام خیر سے نبی کرتا ہے اور روکتا ہے اور ہر برے امر اور  
شر کا حکم دیتا ہے۔ ابو الہندیل نے کہا ہاں تو کیا یہ ممکن ہے کہ شر اور برے امر کا

اسے جانے بغیر حکم کرے اور خیر و اچھائی سے ناوانستہ طور پر بھی کرے اس نے کہا کہ نہیں تو ابراہیم نے کہا میں ثابت ہوا کہ ابلیس تمام خیر و شر اور اچھائی و بُرائی کو جانتا ہے۔ ابراہیم نے کہا جی ہاں تو ابراہیم نے کہا کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدد کے اپنے امام کے متعلق بتاؤ کہ کیا وہ تمام خیر و شر اور اچھائیوں اور بُرائیوں کو جانتا تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں تو انہوں نے کہا پھر تو ابلیس تمہارے امام سے زیادہ عالم ہوا۔ ابراہیم نے کہا کہ یہ تو بڑا جواب ہو گیا۔ اور معلوم ہونا چاہیے کہ میثم ہر جگہ پہلے میم کی زبرد کے ساتھ ہے البتہ بعض نے میثم بن علی بخرانی شاذ، شیخ البلاغہ رفع اللہ مقامہ کا استشاد کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ میم کی فتح کے ساتھ ہے؟

### شہادت رشید ہجری

رشید داء کے پیش کے ساتھ تصنیف کا صیغہ ہے اور ہجری غسوب ہے ہجر (ھ و جیم کی زبرد کے ساتھ) کی طرف جو کہ بحرین کا ایک بہت بڑا شہر ہے یا اس تمام علاقے کو ہجر کہتے ہیں اور امیر المؤمنین نے اس کا نام رشید بلایا رکھا اور انھیں علم بلایا دینا یا (مصائب و آلام اور اموات) کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے فلاں کی موت اس اس طرح ہو گی اور فلاں شخص اس اس طرح قتل ہو گا اور وہی ہونا جو وہ کہتے۔ میثم کے حالات میں گزر چکا ہے کہ انہوں نے حبیب ابن مظاہر کی شہادت کی خبر دی۔

اور وحید بہبہانی کے تعلیق میں سے مجھے اس طرح یاد آتا ہے کہ کفنی نے انہیں امیر علیہم السلام کے دربانوں میں شمار کیا ہے۔

اور کتاب اختصاف سے روایت ہوئی ہے کہ جب زیاد و عبید اللہ کا باپ رشید ہجری کی جستجو اور تلاش میں تھا تو وہ چھپ گئے۔ ایک دن ابراہیم کے پاس آئے وہ

اپنے مکان کے دروازہ پر اپنے دوستوں کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو رشید اس کے گھر میں چلے گئے۔ ابراہام کہ بہت زیادہ ڈرا اور اٹھ کر ان کے پیچھے گھر میں گیا اور کہا داتے ہو تم پر تو نے مجھے قتل کر دیا ہے اور میرے بچوں کو قتل کیا ہے اور انھیں ہلاک و برباد کیا ہے۔ رشید نے کہا کہ کیا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ لوگ تجھے تلاش کر رہے ہیں اور تو آ کر میرے گھر میں چھپ گیا ہے اور جبرگ میرے پاس تھے انھوں نے تجھے دیکھا ہے وہ کہنے لگے مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا تم مجھ سے استغناء بھی کرتے ہو اور انھیں پکڑ کر ان کے ہاتھ باندھ دیے اور گھر میں بند کر کے دروازہ بند کر دیا اور اپنے دوستوں کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے یوں نظر آیا کہ ابھی کوئی بوڑھا شخص میرے گھر کے اندر داخل ہوا ہے۔ انھوں نے کہا ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ اس نے اپنے سوال کا انکار کیا۔ سب نے کہا ہم نے نہیں دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا پھر اسے عرف ہوا کہ کہیں دوسرے لوگوں نے دیکھا ہو۔ زیادہ کے دربار میں گیا کہ تجسس کرے اور دیکھے کہ رشید کی بات کسرتے ہیں اور اگر وہ آگاہ ہوں کہ وہ میرے گھر میں گیا ہے تو اسے ان کے سپرد کر دوں پس اس نے زیادہ کو سلام کیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اس دوران اس نے رشید کو دیکھا کہ ایک خچر پر سوار ہو کر زیادہ کے دربار کی طرف آ رہے ہیں جو نبی اس کی نگاہ ان پر پڑی تو اس کی حالت غیر ہو گئی اور پریشان ہو گیا اور اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ پس رشید خچر سے اترے اور زیادہ کو سلام کیا زیادہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے معاف کیا اور اس کی پیشانی پر برسرہ دیا اور پھر چھنے لگا کہ کس طرح آنا ہوا اور گھروں کا کیا حال ہے اور راستہ میں کیا گزری اور رشید نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر اٹھے اور واپس چلے گئے۔ ابراہام نے زیادہ سے کہا اے صلح اللہ الامیر۔ یہ بوڑھا کون تھا

تو اس نے کہا ہمارے بھائیوں میں شام کا رہنے والا ہے جو یہیں ملنے آیا تھا میں ابو ابراہیم کو کھڑا ہوا اور اپنے گھر میں آیا تو رشید کو گھر میں اسی حالت میں دیکھا کہ جس میں انھیں چھوڑ گیا تھا تو ابو ابراہیم نے کہا اب جب کہ تیرے پاس یہ علم ہے کہ جو میں نے دیکھا ہے تو جو چاہو کرو اور جس طرح چاہو ہمارے پاس آؤ۔

مؤلف کہتے ہیں ابو ابراہیم مذکور امیر المؤمنین کے اصحاب میں سے ہے اور برقی نے اسے مین کے لوگوں میں سے آپ کے اصحاب میں اسے اشارہ کیا ہے۔ مثل ابی بن نباتہ، مالک، اشتر اور کیل بن زیاد کے اور ابو ابراہیم کا خاندان کتب رجال شیعہ میں مشہور ہے اور ان میں ائمہ کے راوی بہت سے ہیں مثلاً بشیر بن ابی حمزہ جو کہ دو زمین بن ابو ابراہیم کے بیٹے ہیں اور اسحاق بن بشیر اور علی بن شجرہ اور حسن شجرہ سب کے سب مشاہیر وثقات امامیہ اور بزرگوں میں سے ہیں اور جو کچھ ابو ابراہیم نے رشید کے ساتھ کیا یہ استخفاف کی بناء پر نہیں تھا بلکہ اسے اپنا ڈر تھا کیونکہ زیاد بن ابیہ سختی سے رشید اور ان جیسے امیر المؤمنین کے شیعوں کی تلاش میں تھا۔ انھیں شکنجہ دینے اور آزار پہنچانے کے لیے یا جو شخص ان کی امانت کرے، انھیں مہمان رکھے یا پناہ دے۔ یہاں سے ہانی کی عظمت اور جعفری معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے مسلم بن عقیل کی میزبانی قبول کی اور انھیں اپنے گھر میں پناہ دی اور اپنی جان ان پر قربان کی ”حلیب اللہ وانظره خطیرہ قدسہ“

اور شیخ کشی نے ابو حیان بعلی سے رشید ہجری کی بیٹی قنزا سے روایت کی ہے ابو حیان کہتا ہے کہ میں نے قنزا سے کہا کہ جو کچھ تو نے اپنے باپ سے سنا ہے مجھے اس سے آگاہ کر۔ اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھے امیر المؤمنین نے خبر دی اور کہا کہ اسے رشید اس وقت میرا صبر کیسا ہو گا جب یہ حرام

کہ جسے بنی امیہ نے اپنے ساتھ معنی کر لیا ہے تجھے بلائے گا اور تیرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دے گا۔ جس نے عرض کیا اسے امیر المومنین انجام کار جنت ہے۔ فرمایا تو میرے ساتھ ہے دنیا اور آخرت میں۔ رشید کی بیٹی نے کہا کچھ زمانہ گذرا تھا کہ عبید اللہ بن زیاد (ر) وہ جو کہ اپنے آپ کو غیر باپ یا غیر کی طرف منسوب کرے ان کی طرف کسی کو بھیجا اور انھیں امیر المومنین سے بیزاری و بغاوت کا حکم دیا تو انھوں نے انتہاء و انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا کس طرح تو چاہتا ہے کہ میں تجھے قتل کروں۔ تو انھوں نے کہا میرے غلیل و دوست نے مجھے خبر دی ہے کہ تجھے تو ان سے بیزاری کا دعوت دے گا اور میں بیزاری اختیار نہیں کروں گا تو تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دے گا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اس کے قتل کو چھوٹا بناؤں گا اور کہا اسے لے آؤ۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے لیکن ان کی زبان رہنے دی انھیں اٹھا کر باہر لے جانے لگے تو میں نے کہا بابا جان اپنے اندر ان زخموں سے آپ دردموس کرتے ہیں تو کہا اسے بیٹا تجھے کوئی دردموس نہیں ہوتا مگر اس قدر کہ کوئی شخص لوگوں کے جم غفیر میں پھنس کر دباؤ میں ہو۔ جب ہم انھیں قعر سے باہر لے گئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تو رشید نے کہا کاغذ و دوات لے آؤ تاکہ میں تمہارے لیے وہ کچھ لکھ دوں جو قیامت کے دن تمک واقع ہونے والا ہے۔ پس اس نے حجام کو بھیجا کہ جس نے ان کی زبان بھی کاٹ دی اور اسی رات وہ وفات پا گئے۔

ادنیٰ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المومنین اپنے اصحاب کے ساتھ بمرنی (کجوروں کی ایک عمدہ قسم ہے) بستان کی طرف گئے اور کھجور کے ایک تنا



کے نیچے بیٹھ گئے اور آپ کے حکم سے اس کی کھجوریں چنی گئیں تودہ تازہ اور تر کھجوریں تھیں۔ اور وہ لے کر ان حضرات کے پاس رکھیں۔ رشید ہجری نے کہا اے امیر المؤمنین یہ تازہ کھجوریں اس قدر عمدہ و اچھی ہیں تو آپ نے فرمایا اے رشید تو اس کھجور کے درخت کے تنے کے ساتھ لٹکایا جائے گا۔ رشید کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ صبح و شام اس درخت کے پاس جاتا اور اس کو پانی دیتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین نے رحلت فرمائی۔ ایک دن میں اس کھجور کے درخت کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کی شاخیں کاٹ دی ہیں تو میں نے کہا کہ میری اہل قریب ہو چکی ہے۔ پس ایک دن میں آیا تو عرفیت یعنی محلہ کا نقیب میرے پاس آکر کہنے لگا امیر کی دعوت قبول کر۔ امیر کے پاس میں گیا اور میں قصر الامارہ میں داخل ہوا اس درخت کی کٹڑی میں نے دیکھی کہ وہاں لاکر ڈالی گئی ہے دوسرے دن آیا اس درخت کے دوسرے حصہ کو میں نے دیکھا کہ اسے کنوئیں کے دروازے میں نصب کیا ہے اور اس پر چرخی ڈال کر پانی کھینچ رہے ہیں۔ میں نے کہا میرے دوست نے جھوٹ نہیں بولا۔ پس (نقیب) آیا اور کہا کہ امیر کی دعوت اور اس کے بلاوے پر آؤ۔ میں آیا اور قصر میں داخل ہوا اور اس کٹڑی کو دیکھا کہ پڑی ہے اور کنوئیں کی چرخی کے پائے کو میں نے وہاں دیکھا پس میں اس کے قریب گیا اور اس پر پاؤں مارا اور کہا تو میرے بیٹے پڑی کی گئی ہے اور میرے لیے اُگی ہے۔ پس مجھے زیادہ کے پاس سے گئے تو اس نے کہا کہ اپنے صاحب و ساتھی کے کچھ جھوٹ سناؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ وہ جھوٹے تھے مجھے آنجناب نے خبر دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاؤں اور نہ بان کاٹے گا تو وہ یسین کہنے لگا خدا کی قسم میں اس کی بات کو جھوٹا کر دیتا ہوں۔ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سے باہر لے جاؤ۔ جب لوگ انہیں باہر لے

گئے تو رشید نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور عجیب و غریب باتیں کرنے لگے اور کہتے تھے ”

” مجھ سے پوچھو کہ میرے

پاس اس قوم کا تفرق ہے جو انھوں نے دمول نہیں کیا۔ پس ایک شخص زیادہ کے پاس گیا اور کہا یہ کونسا کام تو نے کیا ہے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے ہیں اور اس نے لوگوں کو عجیب و غریب باتیں سنانی شروع کی ہیں۔ زیادہ نے کہا اسے واپس لے جاؤ۔ ابھی قعر کے دروازے پر پہنچے تھے واپس لے آئے اور اس نے حکم دیا کہ ان کی زبان کاٹ کر انھیں سولی پر لٹکایا جائے۔

اور شیخ مفید نے زیاد بن نمر حارثی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں زیاد کے پاس تھا کہ اچانک رشید ہجری کو لے آئے۔ زیاد نے ان سے کہا تیرے صاحب یعنی علیؑ نے تجھے کہا ہے کہ ہم تیرے ساتھ کیا کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے سولی پر لٹکا ڈالو گے۔ زیاد نے کہا خدا کی قسم میں اس کی بات کو جھوٹا کر دوں گا اس کو چھوڑ دو چلا جائے۔ جب رشید نے باہر جانا چاہا تو کہا خدا کی قسم کوئی چیز اس کے لیے اس سے بدتر نہیں پاتا کہ جو اس کے صاحب نے خبر دی ہے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو سولی پر لٹکا دو۔ رشید نے کہا مہبات (دور کی بات ہے) ابھی ایک اور چیز بھی رہتی ہے کہ جس کی امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی ہے۔ زیاد نے کہا اس کی زبان بھی کاٹ دو۔ تو رشید نے کہا کہ اب امیر المؤمنین کی خبر پوری ہوئی ہے اور ان کی سچائی کی دلیل ظاہر ہو گئی مترجم کہتا ہے کہ ان کی سزا کی ایک دوسرے سے مشابہت سے تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایک زمانہ میں عام طور پر سزائیں ایک جیسی ہوتی ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں سولی پر لٹکانا ہے۔ اس وقت ہاتھ پاؤں کاٹنا تھا۔

## شہادت حضرت ہجر بن عدی عمرو بن حنق (رضی اللہ عنہما)

ہجر (عامر) جو نقطہ کے بغیر ہے کی پیش اور جم کے سکون کے ساتھ (امیر المؤمنین) کے اصحاب اور ابدال میں سے ہیں اور انہیں ہجر الخیر کہتے تھے۔ زہد و تقویٰ اور کثرت عبادت اور نماز کے ساتھ مشہور تھے۔

علماء نے حکایت کی ہے کہ ہر شبانہ روز وہ ہزار رکعت نماز پڑھتے اور فضلاء صحابہ میں سے تھے اور صغریٰ کے باوجود ان کے بزرگان میں شمار ہوتے تھے جنگ صفین میں قبیلہ کندہ کے امیر تھے اور جنگ نہروان کے دن امیر المؤمنین کی فرج کے میرہ کے رئیس و کمانڈر تھے۔

اور فضل بن شاذان نے کہا ہے کہ وہ بزرگ تابعین اور زلمہ و پرہیزگاروں کے رؤساء و سرداروں میں سے تھے۔ جندب بن زبیر قاتل جادوگر اور عبد اللہ بن بدیل و ہجر بن عدی و سلیمان بن مرؤ و مسیب بن نجبه و علقمہ و سید بن قیس اور ان جیسے بہت سے افراد ہیں کہ جنہیں (و دشمنان دین سے) جنگ سے ختم کر دیا وہ بارہ زیادہ ہو گئے یہاں تک کہ امام حسینؑ کے ساتھ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ منیر بن شعیب جب کوفہ کا گورنر ہوا تو وہ منیر ہر گھڑا ہو جاتا اور امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابیطالب اور ان کے شیعوں کی مذمت کرتا اور انہیں گائیاں بکتا اور عثمان کے قتل کرنے والوں پر نفرت و لعنت کرتا اور پروردگار سے عثمان کے لیے طلب مغفرت کرتا اور اسے پاکیزگی کے ساتھ یاد کرتا تو ہجر گھڑ سے ہو جاتے اور کہتے یا ایہا الذین آمنوا کو نوا قوامین بالقسط شهداء اللہ و لو علی انفسکم۔

”اے ایمان والو قسط و عدل پر برقرار رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو اگرچہ تمہارے نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

یہی گواہی دیتا ہوں کہ وہ شخص کہ جس کی تم مذمت کرتے ہو وہ اس سے بڑے دہتر ہے کہ جس کی مدح کرتے ہو اور جس کو اچھائی کے ساتھ یاد کرتے ہو وہ مذمت کا زیادہ مستحق ہے اس سے کہ جس پر عیب لگاتے ہو، منیرہ ان سے کہتا اے حجر واٹھے ہو تم پر اس عمل سے دستبردار ہو جاؤ اور بادشاہ کے غضب اور اس کی سطوت سے ڈرو کیونکہ تمہارا یہی بہت سے مار ڈالے گئے اس کے علاوہ ان سے متعرض نہ ہوتا۔ اس طرح معاملہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک دن منیرہ منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا اور اس کی زندگی کے آخری دن تھے۔ پس اس نے حضرت علیؑ کو گالی دی اور آنجناب اور آپ کے شیعوں پر نفرین و لعنت کی۔ حجر کو دپکے اور بلند آواز سے پکارا کہ جیسے مسجد والوں اور مسجد سے باہر والوں نے سنا، اور اسے شخص تو نے نہیں جانتا کہ کسی شخص کو تو برا بھلا کہتا ہے اور کس قدر تو امیر المؤمنینؑ کی مذمت پر جریں ہے اور نابکاروں کی تعریف و توصیف پر۔“

سن پچاس ہجری میں منیرہ ہلاک ہوا (اپنے انجام کو پہنچ گیا) پس بعہ اور کوفہ دونوں زیادت کے سپرد ہو گئے اور زیاد کوفہ میں آیا۔ اور حجر کی طرف کسی کو بھیجا اور وہ اُسے اور اس سے پہلے اس کی ان سے دوستی تھی اور کہا مجھے بتا چلا ہے کہ تو منیرہ کے ساتھ ساتھ کیا کرتا تھا اور وہ بڑبڑا رہی سے کام لیتا تھا لیکن میں خدا کی قسم اس قسم کی باتوں کا تحمل نہیں رکھتا اور تو نے مجھے دیکھا ہے اور پہچانا ہے کہ میں علیؑ کا دوست تھا اور ان سے مودت رکھتا تھا لیکن خدا نے اسے میرے سینے سے بد دیا ہے اور اسے دشمنی اور بغض میں بدل دیا ہے اور جو

کچھ تو نے جانا اور پہچانا تھا معاویہ کے کینہ اور دشمنی میں سے اسے پلٹ دیا جو  
 اور دوستی و مودت میں تبدیل کر دیا ہے اگر تم سیدھے رہے تو تیری دنیا و دین سالم  
 رہ جائیں گے اور اگر دائیں بائیں ہاتھ مارا تو اپنے آپ کو ہلاک کر دے گے اور منہارا  
 خون رائیگاں جائے گا اور میں پسند نہیں کرتا کہ کسی اقدام سے پہلے انتقام لوں  
 اور سزا دوں اور بغیر کسی چیز کے مؤاخذہ کر دوں۔ خدایا گواہ رہنا۔ تو حجر نے کہا کبھی بھی  
 امیر عجم سے نہیں دیکھے گا مگر وہ کچھ کر جسے پسند کرے اور میں اس کی نصیحت کو قبول  
 کرتا ہوں اور اس کے ہاں سے باہر چلے آئے اور انتہائی خوف زدہ تھے اور  
 احتیاط سے کام لیتے اور زیادہ انھیں اپنے پاس بلاتا اور انکا احترام کرتا اور شمیمہ حجر  
 کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے اور زیادہ دوسرے وہاں بصرہ  
 میں گذرتا تھا اور گرمیاں کو فہم میں اور بصرہ میں اس کا قائم مقام سمر بن جندب تھا۔  
 اور کو فہم میں عمرو بن حریث تو عمارہ بن عقبہ نے زیاد سے کہا کہ حجر کے پاس شمیمہ  
 جاتے ہیں اور اس کی باتیں سنتے ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ آپ کے باہر  
 جانے کے وقت یہ شور و غوغا پکڑیں۔ زیاد نے انھیں بلایا خوف دلایا اور سختی سے  
 ڈرایا دمکایا اور بصرہ چلا گیا اور عمرو بن حریث کو اپنی بانٹیشی کے لیے کو فہم میں چھوڑا  
 اور شمیمہ حجر کے پاس جاتے تھے اور وہ خواب آتے یہاں تک مسجد میں بیٹھتے  
 اور شمیمہ بھی ان کے پاس آ۔ بیٹھتے اور مسجد کی تنہائی یا آدھا حصہ گھیر لیتے اور دیکھنے اور  
 نظارہ کرنے والے ان کے گرد ہوتے۔ چنانچہ مسجد کو چکر لیتے پھر وہ زیادہ ہو گئے  
 اور ان کی صلا و پکار اور شور و غل زیادہ ہو گیا اور انھوں نے معاویہ کی مذمت اور  
 اسے گالیاں دینے اور زیادہ کو برا بھلا کہنے کی آواز بلند کی۔ عمرو بن حریث تک یہ  
 خبر پہنچی تو وہ منبر پر گیا اور شہر کے اشراف و بڑے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔

انہیں اس نے فرمانبرداری کا حکم دیا اور مخالفت سے ڈرایا۔ پس حجر کے ساتھیوں کا ایک گروہ تکبیر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور بڑا بھلا کہتا ہوا عمرو بن حربیث کے قریب پہنچ گیا اور اسے سنگریزے مارے اور بڑا بھلا کہا یہاں تک کہ وہ منبر سے اتر آیا اور قصر میں چلا گیا اور اس کا دروازہ بند کر لیا اور یہ خبر زیاد کو کچھ بھیجی۔ جب زیاد کو خط ملا تو اس نے کعب بن مالک کا شتر بطور مثال پٹھا۔ "فلما عذوا بالعرض قال سراقتنا، علام اذا لم نمنع العرض" جب وہ صبح کی وقت کھیت میں گئے تو ہمارے سرداروں نے کہا کہ اگر ہم کھیت کی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر کس لیے زراعت کریں؟ پھر کہا کہ اگر میں کوفہ کو حجر کی مشکل سے نہیں بچا سکتا اور اس کو دوسروں کے لیے عبرت نہیں بنا سکتا تو میں کچھ بھی نہیں، وائے ہے تیری ماں کے لیے اسے حجر میں تھپے بھیڑیے کے پاس بھیجوں گا "لقد سقط بلك العشاء علی سر جان" تجھے رات کے کھانے نے بھیڑیے پر جا گرایا "یہ عبارت ضرب المثل ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص رات کے کھانے کی تلاش میں نکلا اور خود بھیڑیے کی خوراک ہو گیا، پھر وہ کوفہ آیا اور قصر میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو سندس کی قبائیل ہوئے اور فرزند سبز کی روائی سے پڑا لے ہوئے تھا اور حجر مسجد میں بیٹھ ہوئے تھے اور ان کے ساتھی ان کے گرد جمع تھے پس زیاد منبر پر گیا اور خطبہ دیا اور لوگوں کو ڈر لیا دھمکایا اور اشراف کوفہ کو حکم دیا کہ تم میں سے ہر ایک اس جماعت کے پاس جائے جو حجر کے گرد بیٹھے ہیں اور اپنے بھائی کے بیٹے اور رشتہ اور اپنے قبیلہ کے ہر اس شخص کو کہ جسے کہہ سکتے ہو اور جو تمہاری بات ماننا ہے اپنی طرف بلاؤ تاکہ جتنا کر سکتے ہو اس کے پاس سے لوگوں کو اٹھاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حجر کے ساتھیوں کو اٹھا دیا یہاں تک کہ زیادہ تر لوگ پرانگندہ ہو گئے جب

زیادنے دیکھا کہ لوگوں کی کثرت میں کمی ہو گئی ہے تو شہاد بن ہیشم ہمدانی پولیس افسر سے کہا کہ حجر کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ پس شہادان کے پاس آیا اور کہا امیر کے بلادے اور دعوت کو قبول کرو۔ حجر کے ساتھیوں نے کہا: لا واللہ ولا نعمۃ عین۔ نہیں خدا کی قسم اور نہ سرائیکھوں پر (جیسا کہ ایرانی اظہار اطاعت کے مقام پر کہتے ہیں۔ چشم عربی زبان میں اظہار تفریت کے لیے بھی اور نافرمانی کے لیے بھی کہتے ہیں) "نعمۃ عین ولا نعمۃ عین" یہ اس کی دعوت و بلادے کو قبول نہیں کرتے۔ شہاد نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تلوار کی پشت سے حملہ کرو انھوں نے تلواریں ہاتھ میں لے کر حملہ کر دیا اور تلوار کی پشت سے مار مار کر حجر کو گرفتار کر لیا اور ایک شخص کہ جسے جبر بن عبید کہتے تھے وہ تلوار کی پشت سے عمرو بن حنن کو مارنے لگا چنانچہ وہ گر گئے اور دو شخص اند قبیلہ کے ابوسفیان بن عویل اور عجلان بن ربیعہ انھیں اٹھا کر عبید اللہ بن سعد ازدی کے گھر لے گئے اور وہیں چھپے رہے یہاں تک کہ کوفہ سے باہر نکل گئے۔ باقی رہے حجر تو عمر بن زید کلبی نے انھیں کہا جو کہ ان کے ساتھیوں میں سے تھا ایسا شخص کہ جس کے پاس تلوار ہو میرے علاوہ نہیں ہے اور اکیلی میری تلوار سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو حجر نے کہا تو اس امر میں تیری کیا رائے ہے اس نے کہا یہاں سے اٹھو اور اپنے گھروالوں میں جاؤ تاکہ آپ کی قوم آپ کی حفاظت کرے چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور زیاد منبہر ہمدانی لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اس نے کہا کہ قبیلہ ہمدان، تمیم، اور بغیض کی اولاد، مذحج، اسد اور غطفان کھڑے ہو جائیں قبیلہ کندہ کے تبرستان کی طرف جا کر وہاں سے حجر کی طرف جائیں اور اسے لے آئیں جب حجر گھر میں پہنچے اور اپنے یارو انصار کی قدرت دیکھی تو ان سے کہا تم لوگ

واپس چلے جاؤ کیونکہ تم اس قوم کے مقابلہ کی توانائی نہیں رکھتے جو تم پر اجتماع کر کے آئی ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ تمہیں معرض ہلاکت میں ڈالوں پس وہ چلے گئے تاکہ اپنے گھروں کو پلٹ جائیں۔ مذحج اور ہمدان کے سواروں کی ان سے برخورد ہوئی۔ کچھ دیر زد و خورد کی۔ قیس بن زید اسیر ہو گیا اور باقی افراد بھاگ گئے۔ پس حجر نے قبیلہ کندہ میں سے بنی حرب کی راہ لی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کہ جس کا نام سلیمان بن یزید تھا اس کے گھر کے دروازے تک پہنچے اور اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور وہ لوگ ان کی تلاش میں سلیمان کے گھر کے دروازے تک پہنچ گئے۔ سلیمان نے اپنی تلوار اٹھالی اور چاہا کہ باہر آئے اس کی بیٹیاں رونے لگیں اور حجر اسے مانع ہوئے پھر اسی گھر کے ایک روشن دان سے باہر نکلے اور قبیلہ کندہ کی بنی العنبر شاخ کے گھروں کی طرف گئے اور عبداللہ بن حارث مالک اشتر کے بھائی کے گھر میں داخل ہوئے اور عبداللہ ان کے لیے بستر اور فرش بچھائے اور کسادہ ردئی اور خوشی سے انہیں قبول کیا اچانک کوئی شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ پولیس کے سپاہی محلہ نخع میں آپ کے متعلق پوچھ گچھ کر رہے ہیں کیونکہ ادمانامی سیاہ رنگ کی کینیز نے انہیں دیکھا تھا اور کہا تھا کہ حجر قبیلہ نخع میں ہے۔ لہذا ان کی طرف جاؤ پس حجر و عبداللہ اس طرح سے کہ کسی شخص نے انہیں نہ پہچانا سوار ہوئے اور رات رات رمیہ بن نافع بن ہذال دی کے گھر جا آئے اور جب پولیس رہ گئی اور ان تک دسترس حاصل نہ کر سکی تو زیاد نے محمد بن اشعث کو بلایا اور کہا خدا کی قسم یا تو حجر کو ہر صورت میں سے آؤ ورنہ میں تمہارا کوئی کعبور کا درخت نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ اسے کاٹ دوں گا اور تیرا کوئی گھر نہیں چھوڑوں گا مگر اسے ویران کر دوں گا اور اس کے باوجود مجھ سے جان



بچا نہیں سکے اور میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ محمد نے کہا مجھے کچھ مہلت دیجئے تاکہ میں اس کو تلاش کر لوں۔ زیاد نے کہا میں تجھے تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر اسے لے آیا تو فہما در نما اپنے آپ کو مردوں میں شہرہ زد کرنا اور محمد کو زندان کی طرف لے گئے اس کا رنگ اٹا ہوا تھا۔ اسے سختی کے ساتھ کھینچتے تھے۔ پس حجر بن یزید کندی نے جو کہ بنی مرہ مکی شاخ سے تھا زیاد سے کہا اس سے ضامن لے کر اسے چھوڑ دو۔ زیاد نے کہا تم ضامن ہوتے ہو اس نے کہا ہاں تب اسے رہا کیا۔ اور حجر بن عدی با شہانہ روز (چوبیس) گھنٹے) رہید کے گھر رہے پھر شینامی غلام جبر اہل اصفہان میں سے تھا ابن اشعث کے پاس بھیجا اور اسے پیغام دیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اس ظالم و سنگر جابر۔ دھڑ دھڑ سے تجھ سے کیا سلوک کیا ہے اس کے معاملہ میں ڈرو نہیں کیونکہ میں خود تمہارے پاس آ جاؤں گا اور تم اپنے قبیلہ کے چند افراد کے ساتھ اس کے پاس جاؤ اور اس سے خواہش کرو کہ مجھے مہلت دے اور معاویہ کے پاس بھیج دے اور میرے بارے میں معاویہ اپنی رائے دیکھ لے۔ پس محمد بن حجر بن یزید، حجر بن عبد اللہ اور مالک اشتر کے بھائی عبد اللہ کو لیا اور یہ اکٹھے زیاد عین کے پاس گئے اور جو کچھ حجر نے چاہا تھا اس کی زیاد سے درخواست کی۔ زیاد نے قبول کر لیا۔ انھوں نے حجر کی طرف قاصد بھیجا اور انھیں آگاہ کیا وہ آئے اور زیاد کے دربار میں چلے گئے۔ زیاد نے حکم دیا اور انھیں زندان میں ملے گئے۔ ان کے بدن پر لٹکا سا لباس تھا جبکہ صبح کا وقت تھا اور سردی مٹی اور انھیں دس راتیں قید رکھا اور زیاد حجر کے ساتھیوں کے رؤساء اور سرداروں کی تلاش میں تھا اور بہت زیادہ کوشش کرتا تھا اور بھاگ رہے تھے اور جیسے کچھ سکاسے گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ان میں سے بارہ افراد قید کر دیے گئے اور

رؤساء ارباع یعنی شہر کے چاروں حصوں کے رؤساء کو بلایا۔ وہ آئے تو کہا کہ حجر کے خلاف گواہی دو جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور وہ عمرو بن حربیث، خالد بن عظم، نفیس بن ولید اور ابو بردہ ابو موسیٰ اشجری کا بیٹا تھے اور انھوں نے گواہی دی کہ حجر فوج جمع کر رہا تھا اور حلیفہ کو علنی گالیاں دیں اور زیاد کو بڑا بھلا کہا اور ابو تراب کی بے گناہی کا اظہار کیا اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور ان کے دشمن سے بیزاری کی اور تمام افراد جو حجر کے ساتھ ہیں اس کے ساتھیوں کے سردار اور اس کی رائے اور عقیدہ پر ہیں۔ پس زیاد نے انہی شہادت کو دیکھا تو کہا کہ میں اسے قاطع اور دو ٹوک شہادت نہیں سمجھتا اور یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ گواہ چار سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ پس ابو بردہ نے کھٹا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ شہادت ہے کہ جو ابو بردہ بن ابو موسیٰ نے دی ہے عاملین کے پروردگار خدا کے لیے، گواہی دی ہے کہ حجر بن عدی اطاعت سے نکل گیا ہے اور جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔ حلیفہ پر لعنت کی ہے اور لوگوں کو جنگ و فتنہ کی دعوت دی ہے اور فوج اکٹھی کر رہا ہے اور انھیں بیعت توڑنے اور امیر... مساویہ کو معزول کرنے دیتا اور خدا کا منکر اور کافر ہو گیا ہے ناحش در سو خدا کی بنا پر۔ زیاد نے کہا اس طرح شہادت اور گواہی دو۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ اس خیانت کا وار بے عقل و فرد کی گردن اٹا دی جائے پس تین دوسرے محلہ دار کے رؤساء نے بھی ایسی ہی گواہی دی ہے اور لوگوں کو بلایا اور کہا کہ جس طرح چاروں علاقوں کے رؤساء نے گواہی دی ہے وہ بھی دیں۔ پس ستر افراد نے گواہی دی کہ جن میں اسحاق، موسیٰ اور اسماعیل طلحہ بن عبید اللہ کے بیٹے اور منذر بن زبیر، عمارہ بن عقبہ، عبدالرحمن بن مبارک، عمر بن سعد، دانی بن حجر، حفصہ بن عمر، شاد بن

منذر جو کہ ابن بزیعہ کے نام سے مشہور تھا اور حجار بن ابجر علی، عمرو بن حجاج، لمید بن عطار، محمد بن عمیر بن عطار، اسماء بن خارجہ، شمر بن ذی الجوشن، زحر بن قیس جعفی، شہد بن ربیع، سماک بن خرمد اسدی، سماک مسجد والا اور یہ مسجد ان چار مسجدوں میں سے ایک ہے کہ جو کوفہ میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے شکار نے کے طور پر بنائی گئی تھی۔ دو اور افراد کے نام بھی گواہوں میں انھوں نے لکھے لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ شریح بن حارث قاضی اور شریح بن ہانی شریح بن حارث نے تو کہا کہ مجھ سے حجر کا حال انھوں نے پوچھا تو میں نے کہا وہ ہمیشہ روزہ دار تھا اور راتیں عبادت میں بسر کرتا تھا۔ اور شریح بن ہانی نے کہا مجھ سے پھر مجھے بنیہ انھوں نے میری گواہی لکھی تھی۔ جب مجھے خبر ملی تو میں نے اس کی تکذیب کی۔ پھر زیاد نے یہ شہادت نامہ کثیر بن شہاب اور وائل بن حجر کے سپرد کیا اور انھیں حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ انھیں باہرے جاؤ۔ رات کو وہ باہرے جائے گئے اور وہ چودہ افراد تھے۔ اور پاسان و محافظان کے ہمراہ روانہ کئے یہاں تک کہ جب عزم کے قبرستان تک پہنچے جو کہ کوفہ میں ایک جگہ ہے تو قبیلۃ بن ضبیہ عبسی حجر کے ساتھیوں میں سے ایک جو کہ قیدیوں میں سے تھا کی نگاہ اپنے گھر پر پڑی اچانک اس نے دیکھا اس کی بیٹیاں چھت پر سے دیکھ رہی ہیں تو اس نے وائل اور کثیر سے کہا مجھے گھر کے قریب لے جاؤ تاکہ میں وصیت کر لوں۔ وہ اسے گھر کے قریب لے گئے۔ جب وہ بیٹیوں کے قریب گیا تو وہ رونے لگیں۔ کچھ دیر وہ خاموش رہیں۔ پھر کہا خاموش رہو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر اس نے کہا خدا سے ڈرو اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ میں اپنے پروردگار سے اس راستہ

میں خیر کی امید رکھتا ہوں، وہ ابھی چیزوں کی یا میں قتل کیا جاؤں گا جو کہ بہترین سزا ہے یا سلامتی کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا۔ وہ ذات جو تہیں روزی دیتی تھی اور تمہارے خلیج کی کفایت کرتی تھی وہ خدا تبارک و تعالیٰ ہے اور وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں ضائع نہیں کرے گا اور مجھے تمہارا وہی سے محفوظ رکھے گا پھر وہ پلٹ آیا اور اس کی قوم اس کے لیے دعا کرتی رہی کہ خدا اسے سلامت رکھے پس وہ گئے مروج عذرا تک جو کہ دمشق سے چند میل پہلے ہے وہاں انھیں مشہر پایا گیا اور معاویہ نے دائی اور کثیر کی طرف کسی کو بھیجا اور ان دونوں کو دمشق لایا ان کا خط کھولا اور اہل شام کے سامنے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، معاویہ بن ابوسفیان امیر المؤمنین کی طرف زیاد بن ابوسفیان کی جانب سے امانت خدا نے امیر المؤمنین پر نعمت کو تمام کیا اور ان کے دشمن کو ان کے سپرد کیا اور اہل یعنی دمشق کی رحمت کی کفایت کی۔ یہ ان گمراہ کرنے والوں ابو تراب کے شیعوں اور بُرا بھلا کہنے والوں نے کہ جن میں سے جبر بن عدی ہے امیر المؤمنین کو معزول قرار دیا اور ان کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گئے ہیں اور جنگ برپا کرنا چاہتے تھے لیکن خدا نے انھیں خاموش کیا ہے اور ہمیں ان پر گمانی دی ہے اور میں نے شہر کے نیک و صالح اشراف و بزرگان اور عقلمند و خردمندوں اور دینداروں کو بلایا ہے یہاں تک کہ جو انھوں نے دیکھا ہوا تھا اور جو کچھ وہ جانتے تھے اس کی گواہی دی اور ان لوگوں کو میں نے امیر المؤمنین کی طرف بھیجا ہے اور اہل شہر کے پارسا اور نیک لوگوں کی گواہی اس خط کے نیچے لکھی ہے۔ جب معاویہ نے یہ خط پڑھا تو شام کے لوگوں سے کہا ان اشخاص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ یزید بن اسد بجلی نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ انھیں شام کی مختلف مستبصر

میں پرانہ کر دیں تاکہ اہل کتاب کے سرکش لوگ ان کے شر سے کفایت کریں اور  
 مجھ سے معاویہ کی طرف کسی شخص کو بھیجا اور کہا کہ امیر سے کہو کہ اس کی بیعت پر قائم ہوں اور  
 اسے میں فسخ نہیں کیا۔ جب حجر کا پیغام معاویہ تک پہنچا تو اس نے کہا کہ زیاد ہمارے  
 نزدیک حجر سے زیادہ سچا ہے پس ہدرب بن فیاض قضاعی انور کو دو دوسرے افراد  
 کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ حجر اور ان کے ساتھیوں کو رات کے وقت معاویہ کے پاس لے  
 آئے اور ہدرب ایک آنکھ سے اندھا تھا۔ کریم بن عقیف خثمی نے جب اسے دیکھا تو  
 اس نے کہا کہ ہم میں سے آدھے قتل کر دیے جائیں گے اور آدھے نجات پائیں  
 گے۔ پس معاویہ کا قاصد ان کے پاس آیا اور چھ افراد کی رہائی کا فرمان دیا کہ جن کی  
 رؤسہ شام میں سے معاویہ کے اصحاب سرور راز میں سے ایک نے ان کی سفاشی  
 کی تھی اور دوسرے آٹھ افراد کو روک لیا اور معاویہ کے پیچھے ہوئے اشخاص نے  
 ان سے کہا معاویہ نے حکم دیا ہے کہ ہم علی سے بیزاری اختیار کرنا اور اس پر لعنت  
 کرنا تمہارے سامنے پیش کریں اگر تم نے قبول کر لیا تو تم سے ہم دستبردار ہو جائیں  
 ورنہ تمہیں قتل کر دیں اور امیر... کہتا ہے کہ تمہارا قتل کرنا ہم پر حلال، تمہارے شہر  
 والوں کی تمہارے خلاف شہادت دینے کی بنیاد پر لیکن امیر... نے بخشش کی ہے  
 اور درگزر سے کام لیا ہے تم اس شخص (علیؑ) سے بیزاری اختیار کرنا کہ تمہیں چھوڑے  
 انہوں نے کہا ہم یہ کہہ نہیں کریں گے پس اس کے حکم سے ان کے زنجیر کھول دیے  
 گئے اور کفن سے آئے وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور ساری رات نماز و عبادت  
 میں گزار دی جب صبح ہوئی تو معاویہ کے ساتھیوں نے کہا گدخنہ رات میں نے  
 نہیں دیکھا کہ بہت زیادہ نماز تم نے پڑھی اور اچھی دعا کی ہے تو ہمیں بتاؤ کہ عثمان  
 کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے انہوں نے کہا کہ وہ پہلا شخص تھا کہ جس نے

غیر منصفانہ حکم کیا اور غلط رفتار پر چلا تو وہ کہنے لگے امیر... تمہیں بہتر پہچانتے ہیں۔ پس وہ کھڑے ہو گئے اور کہا کیا اس مرد (حضرت علیؓ) سے بیزاری اختیار کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم ان کے دوست و محبت ہیں تو معاویہ کے قاصدوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک شخص کو پکڑ لیا تاکہ اسے قتل کرے حجر نے ان سے کہا اتنی مہلت دو کہ ہمیں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی وضو نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ انھوں نے نماز پڑھی اور سلام کے بعد کہا کبھی بھی میں نے اس سے زیادہ مختصر نماز نہیں پڑھی اور اگر اس چیز کا ڈر نہ ہوتا کہ تم خیال کرو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں دوست رکھتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ دیر نماز پڑھوں پس ہر بن فیاض اور ان کی طرف تلوار لے کر بڑھا تو حجر کے کندھے کا پٹنے لگے تو ہد بنے کہا کہ تو خیال کرتا تھا کہ تو موت سے نہیں ڈرتا اپنے صاحب (علیؓ) سے بیزاری اختیار کرتا کہ میں تجھے چھوڑ دوں۔ حجر نے کہا کیوں بزرع و فزاع نہ کروں جبکہ کھدی ہوئی قبر کھلا ہوا کفن اور کھینچی ہوئی تلوار دیکھ رہا۔ خدا کی قسم اگرچہ میں بزرع و فزاع کرتا ہوں لیکن کوئی ایسی بات نہیں کہتا کہ پروردگار کو غضب ناک کرے پس اس لعین نے حجر کو قتل کر دیا، رضوان اللہ علیہ!

مؤلف کہتے ہیں کہ یہاں ایک حدیث میرے دل میں آئی ہے کہ حجر امیر المؤمنینؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ضرب کھانے کے بعد پس آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا فیا اسفی علی المولی التقی ابی الاظہار حیدرۃ الزکی \* پس ہائے افسوس اس مولیٰ پر جو تقی پاکیزہ حضرت کا باپ حیدر روز کی و پاکیزہ ہے؟ امیر المؤمنینؓ نے ان کی طرف دیکھا اور ان کے اشارے سے تفرمایا اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے مجھ سے بیزاری کی

دعوت دیں گے اور تم کیا کہو گے۔ تو جبر نے کہا اے امیر المومنین اگر مجھے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے ہی کر دیں اور آگ روشن کر کے مجھے اس میں پھینک دیں تو اسے میں آپ سے بیزاری اختیار کرنے پر ترجیح دوں گا۔ آپ نے فرمایا تجھے ہر کار خیر کی توفیق نصیب ہوا اور خدا تجھے تیرے پیغمبر کے اہل بیت کی طرف سے جزائے خیر دے اے جبر۔

پھر وہ طامین آگے بڑھے اور ایک ایک کر کے حجر کے ساتھیوں کو قتل کرنے لگے یہاں تک کہ چھ افراد شہید ہو گئے۔ عبدالرحمن بن حسان عنزی اور کریم بن نشتمی رہ گئے تھے انھوں نے کیا ہمیں امیر... کے پاس سے جاؤ اور ہم اس شخص (علیؑ) کے بارے میں وہ کچھ کہیں گے جس کا وہ حکم دے گا تو انھوں نے ان افراد کو معاویہ کے پاس بھیج دیا جب نشتمی معاویہ کے دربار میں داخل ہوا تو اس نے کہا اللہ اللہ! اے معاویہ تو اس فانی گھر سے آخرت کے باقی رہنے والے گھر کی طرف جائے گا اور تجھ سے پوچھیں گے کہ تو نے ہمارا خون کیوں بہایا۔ معاویہ نے کہا علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو اس نے کہا میرا قول تیرے والا قول ہے۔ میں علیؑ کے دین سے بیزاری اختیار کرتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ خدا کی پستش کرتا تھا اور عمر بن عبداللہ نشتمی اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی سفارش کی جس پر معاویہ نے اسے صاف کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ اسے ایک ماہ تک زہدان میں رکھے گا اور جب تک معاویہ زندہ ہے وہ کوئی نہیں جائے گا۔

پھر اس نے عبدالرحمن بن حسان کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا اے قیدانیہ کے بھائی تم علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جناب ان لوگوں میں سے ستمیہ کہ جزا یہ خدا کا ذکر کرتے ہیں اور امر بالمعروف

اور نہی از منکر کرتے ہیں اور لوگوں کی نافرمانیوں سے درگزر کرتے ہیں۔ معاویہ نے کھانا کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا وہی پہلا شخص تھا کہ جس نے ظلم و ستم کا باب کھولا اور سچائی و راستی کے دروازے بند کیے۔ معاویہ نے کہا تو نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ اس نے کہا بلکہ میں نے تجھے قتل کیا۔ پس معاویہ نے اسے زیاد کی طرف واپس بھیجا اور لکھا کہ یہ شخص ان تمام افراد سے ہتر ہے کہ جنہیں تو نے بھیجا ہے اس کو ایسا عتاب و عذاب کر کہ جس کے وہ لائق ہے اور اسے بدترین طریقہ پر قتل کر۔ جب اس مظلوم کو زیاد کے پاس لے آئے تو اسے قیس ناطف کے پاس بھیجا کہ جس یمن نے اسے زندہ درگور کیا پس وہ تمام افراد جو شہید کیے گئے سات افراد تھے (۱) حجر بن عدی (۲) شریک بن شداد حضرمی۔ (۳) صیفی بن شبل شیبانی (۴) قبیسہ بن ضبیہ عسبی (۵) محرز بن شباب منقری (۶) کلام بن حیّان عسزی (۷) عبدالرحمن بن جان عسزی۔ قبیسہ تاف کی زبر کے ساتھ اور ضبیہ ضاد کی پیش اور باد کی زبر کے ساتھ اور محرز میم کی زبر اور حامد کے ساکن ہونے اور رام کی زبر کے ساتھ اور متقر میم کی زبر فون کے ساکن اور قاف کی زبر کے ساتھ اور کرام کاف کی زبر اور عثر دوزبوں کے ساتھ ہے مؤلف کہتا ہے کہ حجر کا شہید ہونا مسلمانوں کی نظر میں بہت عظیم نظر آیا اور انہوں نے معاویہ کی بہت مذمت کی اور اس کا بڑا منایا۔ ابو الفرج اصفہانی کہتا ہے ابو مخنف نے کہا کہ مجھ سے ابن ابوزائدہ نے ابواسحاق سے حدیث کی ہے اس نے کہا کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ پہلی ولایت در سوئی جو کوفہ کے لوگوں پر آئی وہ حجر کا شہید ہونا اور زیاد کا ابوسفیان سے الحاق اور امام حسینؑ کو شہید کرنا تھا، اور معاویہ اپنی موت کے وقت کہتا تھا مجھ پر دراز و طویل گزرے گا۔ ابن ادبر کی وجہ سے اور اس کی مراد ابن ادبر سے جڑ ہے کیونکہ حجر کے باپ عدی کو ادبر کہتے



تھے اس لیے کہ تلوار لگنے سے ان کی سرین پر زخم ہو گیا تھا اور حکایت ہوئی ہے کہ رزیح بن ریا د حارثی فرا سان کا گورنر تھا جب اس نے حجر اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کی خبر سنی تو موت کی آواز کی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا خدا یا اگر تیرے الٰہ میرے لیے خیر ہے تو جلدی میری جان لے لے اور اس کے بعد وہ مر گیا ابن اثیر کامل میں کہتا ہے جس بھری نے کہا معاویہ میں چار ایسی خصلتیں ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک بھی ہوتی تو اس کی ہلاکت کے لیے کافی تھی۔ تلوار سے اس کا اس امت کی گردن پر سوار ہونا یہاں تک کہ امر خلافت پر قابض ہو گیا بغیر کسی کے مشورے کے حالانکہ بقیہ صحابہ اور صاحبان فضل امت کے درمیان بہت سے موجود تھے اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا دیا جو کہ ہمیشہ مست اور شراب خوری میں رہتا تھا اور ریشم کا لباس پہنتا اور طنبورہ بجاتا تھا اور دنیا کو اپنے ساتھ ملے گی کہ یا حالانکہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا تھا الولد للفراش و للعالم للحریر صحابہ فراش (شوہر) کا ہے اور زانی کے منہ پتھر ہے اور حجر اور اس کے ساتھیوں کو شہید کیا داسے ہے اس کے لیے حجر اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے۔

کہتے ہیں پہلی ذلت و خواری جو کوفہ میں داخل ہوئی حسن بن علیؑ کی وفات اور حجر کا قتل ہونا اور دنیا کو زبردستی ابرسفیان کا بیٹا بنا دینا۔

اور ہند بنت زید انصاریہ جو کہ ایک شیعہ خاتون تھی اس نے حجر کے مرثیہ میں کہا ترفع ایہا القمر العنبر تبصھل تری حجول یسیر "بلند ہو اے روشن چاند اور دیکھ کیا تجھے حجر چلتے ہوئے نظر آ رہا ہے۔ مترجم کہتا ہے ابو حنفیہ دینوری اخبار الطوال میں کہتا ہے جب زیاد نے حجر اور اس کے ساتھیوں کو ایک سو سپاہیوں کے ساتھ کوفہ سے معاویہ کی طرف روانہ کیا تو حجر کی ماں نے یہ

اشعار کہے، اتروح ایہا القمر الصیر، ترفع فعل قری حجر ایسے،  
الاویا حجر حرجبی عدی تلتک البشارة والسرور، وات  
تبلک فکل عمید قوم، من الدنیا الی یلک فیصیر۔

بلند ہوا سے روشنی دینے والے چاند، بلند ہو گیا تو حجر کو چلتے ہوئے دیکھ رہا ہے  
اسے حجر جو کہ نبی عدی کا حجر، تجھے بشارت اور خوشی نصیب ہوا اور اگر تو اسی دنیا سے  
چل بسا تو ہر قوم کا سردار دنیا سے موت کی دلدلی میں جاتا ہے۔ اور ان اشعار کے  
مضامین دینوری کی بات سے مناسب تر رکھتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ مؤرخین نے حجر کی شہادت کے سلسلہ میں گزشتہ بیان کے  
علاوہ بھی کہا ہے کہ زیاد و جمعہ کے دن خطبہ دے رہا تھا اس نے خطبہ کو طول دیا  
اور نماز میں دیر ہو گئی۔ حجر بن عدی نے کہا الصلوٰۃ یعنی نماز کا وقت ہے لیکن  
زیاد نے اس طرح خطبہ جاری رکھا جب حجر کو خوف لاحق ہوا کہ نماز کا وقت گزر  
جائے گا تو زمین پر ہاتھ مار کر مٹھی بھر سنگریزے اٹھائے اور نماز کے لیے کھڑے  
ہو گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ زیاد نے جب  
یہ دیکھا تو منبر سے اتر کر لوگوں کو نماز پڑھانے لگا اور یہ خبر معاویہ کو کچھ بھیجی اور حجر  
کے بارے میں بہت زیادہ بدگونی کی۔ معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ اسے زنجیر پہنا کر  
معاویہ کی طرف بھیج دے۔ جب زیاد نے چاہا کہ انھیں گرفتار کرے تو ان کی قوم  
ان کی مدد کرنے کے لیے ان کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تو حجر نے ان سے  
کہا کہ ایسا نہ کرو (زیاد اور اس کے کاندھوں سے کہا) سمعاً و طاعت میں حکم  
ماننے کو تیار ہوں انھیں زنجیر پہنا کے معاویہ کی طرف انھوں نے انھیں بھیج دیا  
جب وہ معاویہ کے ہاں گئے تو کہا السلام علیک یا امیر....

میں امیر المؤمنین ہوں خدا کی قسم میں تجھے معاف نہیں کروں گا اور نہ ہی تم مجھ سے معذرت خواہی کرو اس کو باہر لے جاؤ اور اس کا سر اڑا دو۔ حجر نے ان سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں حجر نے جلدی سے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم خیال کرو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں جبکہ میں بالکل اس سے ہراساں نہیں ہوں تو نماز کو طول دینا اور اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ جو دہاں موجود تھے جیسے زنجیر اور بیڑیاں نہ نکالنا اور میرے خون کو نہ دھونا کیونکہ میں کل (قیامت کے دن) معاویہ سے شاہراہ پر ملاقات کرونگا۔ اور اسد انصاری کہتا ہے کہ حجر دو ہزار پانچ سو (دسہم) کا عطیہ لیتے تھے اور ان کی شہادت اسٹھ میں ہوئی اور ان کی قبر مقام عذرا میں مشہور ہے اور وہ مستجاب الدعا شخص تھے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ جو خط مولانا ابو عبد اللہ حسین نے معاویہ کو بھیجا تھا منجملہ اس نے لکھا کیا تو حجر بن عدی کندی کا نماز گزاروں اور عابدوں سمیت قاتل نہیں کہ جو ظلم کو ناپسند کرتے اور بدعتوں کو عظیم شمار کرتے تھے اور راہ خدا میں کسی مصلحت کرنے والے کی سرزنش سے نہیں ڈرتے تھے تو نے انہیں ظلم و ستم اور بغض و کینہ کے ساتھ قتل کیا باوجود سخت قسم کی قسمیں کھانا اور مستحکم عہد و پیمان باندھنے کے کہ انہیں اُزار و تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

## عمر بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

باقی رہے عمر بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ حجر کے ساتھ مسجد نبی تھے اور دہاں سے بھاگ نکلے اور قبیلہ ازد کے ایک شخص عبید اللہ

بن مود نامی کے گھر میں جا چھپے پس رفاع بن شداد کے ساتھ مضمیانہ طور نکل کر  
 مائن چلے گئے اور دہلی سے موصل جا کر ہستانی علاقہ میں رہنے لگے۔ وہاں کے  
 دیہات کا عامل قبیلہ مہدان کا عبید اللہ بن ملقہ نامی شخص تھا ان دو افراد کی اسے  
 خبر ملی وہ چند سواروں اور اس بستی کے لوگوں کے ساتھ ان کی طرف آیا وہ دونوں  
 پہاڑ سے باہر نکلے۔ عمرو کا پیٹ بھلہ دھڑ (جس سے پیاس کی ہر وقت شدت  
 رہتی ہے) کی وجہ سے سوج گیا تھا اور ان کے جسم میں طاقت باقی نہیں رہی تھی۔  
 لیکن رفاع طاقت ور جوان تھا اور تیز رفتار گھوڑا اس کے پاس تھا وہ اس پر  
 بیٹھ گیا اور عمرو سے کہا کہ میں آپ سے دفاع کرتا ہوں۔ عمرو نے کہا تیرا نقل ہوتا  
 مجھے کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اپنے آپ کو بچا کر نکل جاؤ لیکن اس نے سواروں  
 پر حملہ کر دیا چنانچہ اسے راستہ مل گیا اور اس کا گھوڑا جلدی اس جماعت سے نکال  
 کر باہر لے گیا۔ گھر سوار اس کے پیچھے لگ گئے وہ تیرا انداز شخص تھا جو سوار اس  
 کے نزدیک جانا وہ اسے تیر مار کر گرا دیتا اور زخمی کر دیتا تھا یا اس کے گھوڑے  
 کی کوئی چیز کاٹ دیتا۔ لہذا سوار اس سے واپس آ گئے۔ باقی سرگزشت رفاع  
 کی انشاء اللہ اس کے بعد بیان کی جائے گی۔

عمرو بن حق کو انھوں نے گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے انھوں نے  
 کہا کہ وہ شخص ہوں کہ اگر تم اسے چھوڑ دو تو تمہارے لیے اس سے بہتر ہے  
 کہ اسے قتل کر دو لیکن اپنا نام نہ بتانا۔ وہ انھیں موصل کے حاکم کے پاس لے  
 آئے اور وہ عبدالرحمن بن عثمان ثقفی معاریہ کا بھانجا اور ابن ام الحکم کے نام سے  
 مشہور تھا اس نے یہ خبر معاریہ کو کچھ بھیجی۔ معاریہ نے جواب بھیجا کہ یہ وہ شخص ہے  
 کہ جس نے خود اقرار کیا ہے کہ اس نے عثمان کے بدن پر نو نیزے مارے

تھے لہذا اس سے تجاؤ نہ کیا جائے وہی نو نیز سے اس کے بدن پر مارے جائیں۔ پس انھوں نے ایسا ہی کیا۔ عمر پہلے یا دوسرے نیزہ کے وار سے شہید ہو گئے، اور ان کا سر کاٹ کر معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ اسلام میں یہ پہلا سر ہے کہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجا گیا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ تو اہل سیر و تواریخ سے منقول ہے باقی رہیں ہماری احادیث تو شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر اکرمؐ نے ایک سر یہ بھیجا یعنی لشکر بھیجا کہ جس کے ہمراہ آپؐ خود نہیں تھے اور فرمایا کہ فلاں رات تم راستہ بھول جاؤ گے بائیں طرف جانا تو ایک شخص کے پاس سے گذرو گے کہ جس کے پاس چند پیڑ بکریاں ہیں اس سے راستہ پوچھنا وہ نہیں اس وقت تک راستہ نہیں بتائے گا جب تک اس کے ہاں کھانا نہیں کھاؤ گے پس وہ تمہارے لیے ایک مینڈھا بچ کرے گا اور تمہیں کھائے گا پھر اٹھ کر تمہیں راستہ بتائے گا تم اس کو میرا سلام کہنا اور اس کو اگلاہ کرنا کہ میں نے مدینہ میں ظہور کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور راستہ بھول گئے لیکن وہ اس مرد سے پیغمبر کا سلام پہنچانا بھول گئے اور وہ شخص عمرو بن جحتم ہی تھا۔ اس نے ان سے کہا کہ کیا مدینہ میں نبی اکرمؐ کا ظہور کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں پس وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور پیغمبرؐ سے ملاقات کی اور جتنا غلطی نے چاہا آنحضرتؐ کی خدمت میں رہا پھر آنحضرتؐ نے اس سے کہا جہاں تُو رہتا تھا وہیں پلیٹ جابج امیر المؤمنین علیہ السلامؑ کو جائیں تو ان کے پاس جانا۔ پس وہ شخص اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ یہاں کہ امیر المؤمنین علیہ السلامؑ کو فرمائے تو آنجناب کی خدمت میں پہنچا اور کوہ میں رہ گیا۔ امیر المؤمنینؑ نے جب اس سے پوچھا کہ یہاں تیرا گھر ہے تو اس نے کہا جی ہاں فرمایا اس کو نیچ دے اور محلہ ازو میں مکان حاصل کر کہو کہ

میں کل تم سے چلا جاؤں گا اور جب تمہیں گرفتار کرنا پائیں گے تو از و قبیلہ مانع ہو گا  
 یہاں تک کہ تو کو فرسے جب موصول جائے ایک زمین گیر شخص کے پاس سے گذرے  
 گا اس کے پاس بیٹھے گا اور اس سے پانی مانگے گا اور وہ تجھے پانی دے گا اور  
 تجھ سے تیرے حالات پرچھے گا تو اس کو آگاہ کرنا اور اسے اسلام کی طرف دعوت  
 دینا وہ مسلمان ہو جائے گا اور اپنے ہاتھ اس کے زانوئیں پر مس کرنا خداوند تعالیٰ  
 اس کی تکلیف کو دور کر دے گا اور وہ اٹھ کھڑا ہو گا اور تیرے ساتھ چل پڑے گا  
 پھر ایک نابینا کے قریب سے تیرا گذر ہو گا جو راستہ پر بیٹھا ہو گا اس سے تم پانی مانگو  
 گے وہ تمہیں پانی دے گا اور پھر وہ تمہارے کام کے بارے میں پوچھے گا تو اسے  
 اپنا کام بتانا اور اسے اسلام کی طرف دعوت دینا وہ اسلام لے آئے گا اور اس کی  
 آنکھوں پر ہاتھ پھیرا خدا سے عزوجل اسے بینا کر دے گا اور وہ بھی تیرے پیچھے  
 ہو لے گا اور یہ دونوں افراد تیرے بدن کو زیر خاک دفن کریں گے۔ اس کے بعد کچھ  
 سوار تیرے پیچھے آئیں گے۔ جب تو اس قسم کی جگہ پر قلعہ کے نزدیک پہنچے گا  
 تو سوار تیرے قریب اُن پہنچیں گے تو گھوڑے سے اتر کر غار کے لیے اندر چلے  
 جانا اور فاسقین جن و انس تیرے شہید کرنے میں شریک ہوں گے جو کچھ امیر المؤمنین  
 نے کہا تھا وہ حالات آئے اور انھوں نے وہی کچھ کیا جو کچھ امیر المؤمنین نے فرمایا  
 تھا جب عمر اس قلعہ تک پہنچے تو ان دونوں مردوں سے کہا اُپر جا کر دیکھو کوئی  
 چیز تمہیں نظر آتی ہے وہ گئے اور کہا چند سوار ہماری طرف آ رہے ہیں۔ مسرود  
 گھوڑے سے اتر آئے اور غار کے اندر چلے گئے اور ان کا گھوڑا بھاگ گیا جب  
 غار میں داخل ہوئے تو سیاہ سانپ اٹھیں ڈس گیا اور وہ سوار اُن پہنچے تو ان کے  
 گھوڑے کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ اس کا گھوڑا ہے وہ بھی یہیں نزدیک

ہے۔ پس انہیں تلاش کرنے لگے اور انہیں غار میں پایا جس قدر ہاتھ ان کے بدن پر لگاتے ان کا گوشت بدن سے الگ ہو جاتا۔ ان کا سر لے کر معادیہ کے پاس گئے اور اس نے انہیں نیزہ پر نصب کیا اور یہ پہلا سر ہے اسلام میں کہ محمد نیزہ پر نصب ہوا۔

مؤلف کہتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کی شہادت کے ذکر میں اُسے لگا کہ زہر عمرو بن حمق کا غلام جو آنجناب کے ساتھ شہید ہوا وہی تھا کہ جس نے عمرو کی لاش کو سپرد خاک کیا تھا۔ ققام میں کہا ہے کہ عمرو بن احمق (رضی اللہ عنہ) بن کاہن بن حبیب بن عمرو بن قین بن ذراح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعۃ الخزاعی نے صلح حدیبیہ کے بعد ۶ بنبر اکرم کی طرف ہجرت کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ والے سال اسلام لائے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے وہ ۶ بنبر کی صحبت میں رہے اور ان سے کئی احادیث بھی حفظ کی ہیں۔

ناشر نے عمرو بن حمق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا تو آنحضرت نے اس کے حق میں دعا کی

خدایا! اسے جوانی سے بر خور دار اور نفع مند قرار دے وہ اسی سال زندہ رہے لیکن ان کی ڈاڑھی میں سفید بال نظر نہ آیا اور پیغمبر اور حضرت علی علیہ السلام کے پیروکاروں اور شیعوں میں ہوئے اور تمام جنگوں، حمل، صفیں اور نہروان میں آنجناب کی معیت میں رہے اور بحرانِ عدی کی نصرت کے لیے قیام کیا اور ان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ زیاد کے خوف سے عراق سے موصل نکل گئے اور موصل کے قریب ایک غار میں جا چھپے۔ موصل کے گورنر نے اپنے سپاہی انہیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجے۔ انہوں نے غار میں انہیں مروہ پایا کیونکہ

سانپ نے انھیں ڈس لیا تھا لہذا وہیں فوت ہو گئے۔ شہر مصل کے باہر ان کی قبر مشہور ہے۔ لوگ ان کی زیارت کو جاتے ہیں اور ان کی قبر پر قبہ بنایا گیا ہے۔  
 ابو عبد اللہ سعید بن محمد بن سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کے چچا زاد بھائی، ہاشمیان  
 ۳۳۶ھ اس کی تعمیر کا آغاز کیا اور ضعیف و اہل سنت کے درمیان اس کی عمارت کی وجہ  
 سے فتنہ و فساد کھڑا ہو گیا۔ اور رجال کشی میں لکھا ہے کہ وہ امیر المؤمنین کے حواریوں  
 میں سے ہیں اور ان سابقین میں سے ہیں کہ جو آنجناب کی طرف پلٹ آئے۔

اور کتاب اختصاص سے منقول ہے کہ وہ امیر المؤمنین کی طرف سہقت کرنے  
 اور آپ کے مقررین کے ذکر میں کہتا ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی جعفر بن حسین  
 نے محمد بن جعفر مؤدب سے کہ صحابہ میں سے چار ارکانِ سماں، مقداد، ابو ذر اور عمار  
 ہیں اور تابعین میں سے آنجناب کے مقرب ادنیٰ بن انیس قرنی ہیں وہ کہ خدا جس  
 کی شفاعت ربیمہ و مصر کے دو قبیلوں میں قبول کرے گا اگر وہ شفاعت کرے  
 اور عمر بن حق ہے۔ اور جعفر بن حسین نے کہا امیر المؤمنین کے نزدیک ان کی قدر  
 منزلت اسی طرح تھی کہ جس طرح کی سلمان رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم سے رکھتے تھے، ارشید بھری۔ مینم تار کیل بن زیاد نخعی، قبر امیر المؤمنین  
 کے غلام اور عبد اللہ بن یحییٰ کہ جنھیں امیر المؤمنین جنگ جمل کے دن فرمایا اے فرزند  
 یحییٰ تجھے اور تیرے باپ کو میں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم شرطۃ النہیس میں سے  
 ہو۔ خدا تمہارے آسمان میں تمہیں اس نام سے پکارا ہے۔ مترجم کہتا ہے  
 شرطۃ النہیس فوج کے پاسبان ہیں کہ جنھیں ہمارے زمانہ میں قلعہ معلیٰ یا شہان  
 (قلعہ دار طرمی پورنس) کہتے ہیں اور یہ گروہ سپہ سالار کے نزدیک تمام افراد  
 لشکر کی نسبت زیادہ امین و ثقہ ہوتے ہیں اور لشکر کا انتظام انھیں کے



سپر دہوتا ہے۔ امیر المومنین اپنے مخلص اور امین دوستوں و محبوبوں کو شرطہ الخمیس کا نام دیتے تھے (جناب بن زبیر عامری اور نو عامر حضرت علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ تھے جیسا کہ حبیب بن مظاہر اسدی، حارث بن عبداللہ اعور سہمدانی، ابی بن حارث اشتر العلم الازدی (جو کہ قبیلہ ازد کے نشان تھے) ابو عبداللہ جُذَیج بن مسہر عدی، اور اسی کتاب سے مروی ہے کہ عمر بن محم نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا خدا کی قسم میں آپ کے پاس اس لیے نہیں آیا کہ آپ مجھے کوئی مال و دولت دیں یا کوئی مقام و منصب کہ جس سے میری شہرت ہو اور میں مشہور ہو جاؤں بلکہ اس لیے کہ آپ رسول خدا کے چچا زاد بھائی اور تمام گروں سے زیادہ اہل حق و حق رکھتے ہیں اور جناب فاطمہ زنان عالم کی سردار کے شوہر ہیں اور رسول خدا کی ذریت کے باپ ہیں اور اسلام میں آپ کا حصہ ہر مہاجر و انصار سے زیادہ ہے خدا کی قسم اگر آپ مجھے حکم دیں کہ بلند پہاڑوں کو ان کی جگہ سے اکیر کر دوں یا جگہ سے جاؤں اور بڑے بڑے سمندروں کا پانی کھینچ کر باہر پھینکوں تو میں یہی کام مسلسل کرتا رہوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے اور میرے ماتم میں ایسی تلوار ہے کہ جس سے آپ کے دشمن کو میں سر اسیمہ اور بے اہم کر دوں اور آپ کے دوست کو اس سے قوت و طاقت بخشوں تاکہ خدا تعالیٰ آپ کے پائے کو بلند کرے، اور آپ کی حجت کو واضح و آشکار کرے پھر بھی میں گمان نہیں رکھتا کہ جو کچھ آپ کا حق ہے اس کو میں نے ادا کیا ہو امیر المومنین نے دعا دی اللھم نقذ قلبہ و اھدہ الی صراط مستقیم۔ خدایا اس کے دل کو منور و روشن کر دے اور اسے سیدے راستے کی طرف ہدایت فرما، کاش میرے شیعوں میں تجربہ ایسے سو افراد ہوتے !

اور اسی کتاب سے عمر وحق اور اس کے اسلام لانے کی ابتداء کے واقعہ میں ہے کہ وہ اپنے قبیلہ کے اونٹ چلایا کرتے تھے اور اس قبیلہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد و پیمان تھا آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ عمرو کے قریب سے گزرے۔ آنحضرت نے انھیں کھی سر یہ جنگ پر بھیجا تھا۔ انھوں نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ ہم تو شہ اور زاد راہ نہیں رکھتے اور راستہ بھی نہیں جانتے۔ فرمایا کہ ایک خوب شخص سے تمہاری ملاقات ہوگی جو تمہیں کھانا کھلائے گا اور میرا بکرے گا اور تمہاری راہنمائی کرے گا اور وہ اہل بہشت میں سے ہے۔ اس کے بعد ان صحابہ کے عمر پر وارد ہوئے عمرو کے ان کو گوشت کھلانے و دودھ پلانے اور رسول خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے، آنحضرت کی بیعت کرنے اور اسلام لانے کو ذکر کیا یہاں تک کہا ہے کہ جب خلافت کا معاملہ مادیہ کے ہاتھ میں پہنچا تو موصول کے شہر زور میں لوگوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ مادیہ نے ان کی طرف لکھا ابا براء خدا نے آگ بجھا دی اور فتنہ خاموش ہوا اور عاقبت و انجام پر ہمیز گاروں کو نصیب فرمایا تم اپنے ساتھیوں سے زیادہ دور نہیں ہو اور تمہارا کام ان سے زیادہ قریب اور بڑے اثر والا نہیں۔ ان سب نے کام کو اپنے اوپر آسان کر لیا ہے اور میرے فرمانبرداری میں جلدی داخل ہو گئے ہیں تو نے بہت زیادہ دیر کر دی ہے تو بھی اس میں داخل ہو جا کہ جس میں سب داخل ہو گئے ہیں تاکہ وہ تیرے گذشتہ گناہوں کو پاک کر دے اور تیرے اچھے اور نیک کام جو پرانے ہو گئے ہیں زمرہ اور تازہ ہو جائیں اور شاید میں تیرے لیے اس شخص سے بدتر نہ ہوں کہ جو مجھ سے پہلے تھا۔ اگر تم اپنے اوپر رحم کرو، پرہیز کرو، اپنا بچاؤ کرو اور نیکو کاری سے کام لو تو ہمارے پاس امن و امان کے ساتھ خدا تانے اور

اس کے رسول کی ذمہ داری ہی محفوظ احد کے زنگ کو دل سے ہٹائے اور کینہ کو سینہ سے دھڑکرتے ہوئے "و کفی باللہ شہیداً" اور اللہ گواہی کے لیے کافی ہے۔ عمرو بن حق اس کے پاس نہ گئے تو معاویہ نے کسی کو بھیجا اور اس نے انہیں شہید کر دیا اور ان کا سر لے آیا وہ سر عمر دکا زوجہ کے پاس لے گئے اور اس کے دامن میں رکھ دیا تو خاتون کہنے لگی۔ طویل مدت تک تم نے انہیں مجھ سے دھڑکھابا اب ان کو شہید کر کے بطور تحفہ لائے ہو۔ اہل اوسہلا میں اسی ہدیہ کو ناپسند نہیں کرتی اور وہ بھی مجھے ناپسند نہیں کرتے تھے۔ اسے قاصد میری یہ بات معاویہ تک پہنچا دینا اور کہنا کہ خدا ان کے خون کا بدلہ لے گا اور بہت جلدی اپنا عذاب معاویہ پر نازل کرے گا کیونکہ اس نے بہت برا کام کیا ہے ایک پارسا اور پرمیزگار شخص کو اس نے قتل کیا ہے پس جو کچھ میں نے کہا ہے معاویہ سے کہہ دینا۔ پس قاصد نے معاویہ کو کہہ سنایا جو کچھ اس خاتون نے کہا تھا۔ معاویہ نے اس خاتون کو اپنے پاس بلا بھیجا اور کہا کہ تُو نے یہ بات کہی ہے۔ اس نے کہا ہاں میں اپنی کچی ہوئی بات سے نہیں پھرتی اور مسدرت نہیں کرتی۔ معاویہ نے کہا میرے شہروں سے نکل جا۔ اس خاتون نے کہا ایسا ہی کروں گی کیونکہ یہاں میرا وطن نہیں ہے اور میں زندان و قید خانے میں رغبت نہیں رکھتی۔ اس ملک میں میں نے بہت سی راتیں بیداری میں کاٹی ہیں اور بہت اُسو ہائے ہیں۔ اور میرا فرض نہ زیادہ ہو گیا اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں مل سکی۔

عبداللہ بن ابوسرح نے معاویہ سے کہا اسی منافق عورت کو اس کے شوہر سے ملتی کر دیجئے۔ اس خاتون نے اس کی طرف دیکھا اور کہا اے وہ شخص کہ جس کے دو جبروں کے درمیان میں ٹک بیٹھا ہے کیا تو نے اس شخص کو قتل نہیں کیا کہ جس

نے تجھے خلعت پہنائی تھی اور تجھے رداؤ کسا، پہنائی تھی دیا تجھے درہموں کی پٹیل دی تھی میں سے باہر نکلنے والا اور نہائی تو وہ شخص ہے جو غلط اور نادرست بات کرے اور جس بندوں کو اپنا رب اور پروردگار بنایا ہو اور جس کا کافر ہونا قرآن میں نازل ہوا ہے پس معاذ نے اپنے دربان کو اشارہ کیا کہ اس عورت کو باہر لے جا تو اس خاتون نے کہا تعجب ہے ہند کے بیٹے سے کہ جو انگلی سے میری طرف اشارہ کرتا ہے اور تیرے تلخ باتوں سے مجھے بات کرنے سے روکتا ہے خدا کی قسم حاضر جوابی کے ساتھ اور فلاں کی طرح نیز کلام سے میں اس کے دل کو شگاف کر دوں گی کیا میں آمنہ بنت رشید (یا شہیدہ) نہیں ہوں؟ میرا یہاں سے مولانا عبداللہ حسین کے خط میں ہے کہ جو آپ نے معاویہ کو لکھا کیا تو نور عمر بن حق کا قاتل نہیں۔ رسول خدا کے صحابی اور اس پر اس باندے کا کہ جسے عباد نے ڈبلا کر دیا تھا اور اس کے جسم کو لاغر و نزار اور اس کے زنگ کو زرد کر دیا تھا۔ بعد اس کے کہ تو نے اسے امان دی اور اس سے حکم عہد و پیمان باندھے کہ اگر زبرد سے اس قسم کی امان دے تو وہ بھی پہاڑ سے اتر کر تیرے پاس آجائے پھر اسے قتل کر دیا اور اپنے پروردگار کے سامنے جہارت اور جرأت کی اور اس عہد و پیمان کو خفیہ دیکھا سمجھا۔

### شہادت حضرت کیل بن زیاد نخعی

مترجم کہتا ہے مناسب ہے یہاں کیل بن زیاد نخعی کا ذکر کہ جو امیر المؤمنین کے دوستوں اور آپ کے شیعوں میں سے تھے اور انجناب نے ان کے شہید ہونے کی خبر دی تھی اور اسی طرح ہوا کہ جیسے آپ نے فرمایا تھا اور ان کے حالات کی تفصیل کا خلاصہ اس طرح ہے۔

کیل بن زیاد نخعی اشارہ سال کے تھے جب پیغمبر نے رحلت فرمائی

اور وہ ایک شریف انسان تھے۔ علماء اہلسنت نے انہیں ثقہ اور اہل شمار کیا ہے اور وہ رؤسا و شیعہ میں سے تھے۔ جنگ صفین میں امیر المؤمنین کے ہمراہ کاب تھے۔ ائمش سے روایت ہوئی ہے کہ بیہتم بن اسود ایک دن حجاج بن یوسف کے پاس گیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا کیل کا کیا مال ہے اس نے کہا سالخورہ بوڑھا اور خانہ نشین ہے وہ بہت زیادہ بڑھا کھوسٹ ہو گیا ہے۔ حجاج نے انہیں بلا کر پوچھا تو نے عثمان کے ساتھ کیا کیا انہوں نے کہا کہ عثمان نے مجھے پتھر مارا تھا میں نے چاہا کہ قصاص بدل کر لوں تو وہ تسلیم ہو گیا اور میں نے اسے ممان کر دیا اور قصاص نہیں لیا۔ اور جبریر نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ حجاج نے کبیر کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا تو وہ بھاگ گئے تو اس نے اس کی قوم کو عطا سے محروم کر دیا اور ان کا شاہرہ کاٹ دیا جب کبیر نے بروکھا کہ اپنے آپ سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر آخر کو پہنچ گئی ہے لہذا مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کے افراد کو عطا سے محروم کروں پس خود بخود حجاج کے پاس آئے جب حجاج نے انہیں دیکھا تو کہا میں دوست رکھتا تھا کہ تجھے نیکو کار دیکھوں۔ کبیر نے کہا کہ میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے جو چاہو حکم کر دیکھو کہ وعدہ گاہ خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور امیر المؤمنین نے مجھے خبر دی کہ تو مجھے قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا ہاں تم منجھ ان افراد کے ہو کہ جنہوں نے عثمان کو قتل کیا ہے اس کی گردن اڑا دو پس ان کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ ۲۳ صیبا کی ہجری کی بات ہے اس بنا پر ان کی عمر تو سے سال تھی۔ امیر المؤمنین کے غلام قنبر کو بھی حجاج نے شہید کیا تھا آنجناب کی دوستی و محبت کی بنا پر اور اس کی تفصیل کتاب ارشاد میں درج ہے۔



## شہادتِ فرزندِ انِ حضرتِ مسلم

شیخ صدوق رحمہ اللہ نے امالی میں روایت کی ہے اپنے والد علی بن ابراہیم سے انھوں نے اپنے والد ابراہیم بن رجاہ سے علی بن جابر سے عثمان بن داؤد ہاشمی سے محمد بن مسلم سے حمران بن اعین سے ابو محمد نامی سے کہ جواہل کوفہ کے مشائخ میں سے تھا۔ اس نے کہا جب حسین بن علی علیہما السلام شہید ہو گئے تو آپ کی لشکر گاہ سے دو چھوٹے سے بچے اسیر و قید ہوئے اور انھیں عبید اللہ کے پاس لے آئے۔ عبید اللہ نے زندانِ ان کو بلایا اور کہا ان دو بچوں کو لے جا کر اپنے پاس رکھو۔ اچھا کھانا اور ٹھنڈا پانی انھیں نہ دینا اور زندان میں ان پر سختی و تنگی کرنا۔

وہ دو نو شہزادے دن کو روزہ رکھتے اور جب رات ہو جاتی تو روزہ زندانِ ان جو کی دوروٹیاں اور پانی کا ایک کوزہ ان کے لیے لے آتا۔ جب کافی وقت انھیں وہاں گزر گیا چنانچہ ایک سال ہو گیا تو ان میں سے ایک نے اپنے بھائی سے کہا زندان میں ہم نے بہت وقت گزاریا ہے اور قریب ہے کہ ہماری زندگی ختم ہو جائے اور ہمارے بدن کہنہ ہو جائیں جب یہ بوڑھا آئے تو اس سے کہیں کہ ہم کون ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضہ اس کا تقرب حاصل کریں شاید وہ ہمارے کھانے میں کشائش و دوست دے اور پانی میں اضافہ کرے۔ جب رات ہوئی تو وہ بوڑھا جو کی دوروٹیاں اور پانی کا کوزہ لے آیا تو چھوٹے بچے نے کہا

اے شیخ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو پہچانتا ہے۔ اس نے کہا کس طرح نہ پہچانوں، وہ تیرے پیغمبر ہیں، بچے نے جعفر بن ابی اسباط کو بھی پہچانتا ہے اس نے کہا کیوں نہیں پہچانتا۔ خدا نے انھیں دو پڑوسیے ہیں تاکہ جس طرح وہ چاہیں وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں۔ بچے نے کہا علی بن ابی اسباط علیہ السلام کو بھی پہچانتا ہے کہ کیسے نہیں پہچانتا علیؑ کو کہ جو میرے مولا و پیغمبر کے چچا زاد اور بھائی ہیں تو بچے نے کہا اے شیخ ہم تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی عترت میں سے ہیں اور ہم مسلم بن عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ہیں اور مدت سے تیرے ہاتھ میں اسیر و قید ہیں اگر تم سے ہم اچھا کھانا چاہیں تو وہ تو نہیں دیتا اور ٹھنڈا پانی بھی نہیں دیتا اور زندان میں ہم پر ٹوٹنے تلکی کی ہے۔ زندان بان ان کے پاؤں پر گر پڑا اور وہ کہہ رہا تھا میری جان آپ پر قربان جائے اور میرا چہرہ تم پر وارد ہونے والی بلا کے لیے پسر ہو اے حق تعالیٰ کے برگزیدہ رسول کی عترت یہ زندان کا دروازہ آپ کے سامنے کھلا ہے جس راستے پر چاہو چلے جاؤ۔ جب رات ہوئی تو جو کی دور دریاں اور خالص پانی کا کوزہ لے آیا اور انھیں راستہ بتا دیا اور کہا اے میرے پیار و رات کو سفر کرنا اور دن کو آرام کرنا یہاں تک کہ خدا آپ کو کشائش و نجات نصیب کرے۔ وہ دونوں بچے باہر نکلے۔ رات کو ایک بڑھیا کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور کہا اے بڑھیا ہم دو چھوٹے اور مسافر بچے ہیں ہم راستہ نہیں جانتے۔ رات کی تاریکی نے ہمیں گھیر لیا ہے آج رات ہمیں مہمان رکھو۔ جب صبح ہوگی تو ہم رواد ہو جائیں گے۔ اس عورت نے کہا تم کون ہو اے میرے پیارے میں نے بہت سی خوشبوئیں سونگھی ہیں لیکن تمہاری خوشبو سے زیادہ خوشبو میرے مشام تک نہیں پہنچی انھوں نے کہا تم سے بڑھیا ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی عترت ہیں۔ عبید اللہ کے زندان سے

بھاگے ہیں۔ بڑھیا نے کہا اے میرے پیارے میرا ایک ناستی اور بدکار داماد ہے جو واقفہ کر بلا میں موجود تھا اور وہ عبید اللہ کے پیروکاروں میں سے ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ کے یہاں پالے اور قتل کر دے انھوں نے کہا ہم صحت اسی حالت میں ایک ہوا تار ایک ہے یہاں رہیں گے اور جب ہوا روشن ہوگی ہم چلے جائیں گے وہ کہنے لگی میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں۔ بچوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور بستر پر سو گئے چھوٹے بھائی نے بڑے سے کہا اے بھائی امید ہے کہ ہم اس رات امن و امان میں رہیں گے۔ میرے قریب آؤ تاکہ ہم ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال کر سو جائیں۔ میں آپ کی خوشبو سونگھوں اور آپ میری خوشبو سونگھیں اس سے پہلے کہ موت ہمارے درمیان جدائی ڈال دے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈال کر سو گئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو اس بڑھیا کا داماد آیا اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ بڑھیا نے کہا کون ہے اس نے کہا میں فلاں ہے بڑھیا نے کہا رات کی اس گھڑی میں کیوں آیا ہے جو کہ تیرے آنے کا وقت نہیں ہے اس نے کہا واسے ہو تجھ پر دروازہ کھولا اس سے پہلے کہ میری عقل جاتی رہے اور میرا پتہ پھٹ جائے اس مصیبت کی وجہ سے کہ جو تجھ پر پڑی ہے۔ اس عورت نے کہا واسے تجھ پر، تجھ پر کون سی مصیبت آن پڑی ہے اس نے کہا دو چھوٹے بچے عبید اللہ کے زندان سے بھاگ گئے ہیں اور اس نے شادی کرانی ہے کہ جو شخص ان میں سے ایک کا سرے آئے اسی کو ہزار درہم انعام دے گا اور جو دونوں کے سرے آئے اسے دو ہزار درہم دے گا اور میں نے ان کے پیچھے اپنے آپ کو تھکایا ہے اور اب تھک کر چور ہو گیا ہوں اور اپنے گھوڑے کو تھکایا اور کوئی چیز میرے ہاتھ نہیں لگی۔ بڑھیا نے کہا اے میرے داماد اس



سے ڈرو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ قیامت کے دن تیرے دشمن ہوں۔ اس نے کہا: واٹھے ہو تجھ پر دنیا ایسی چیز ہے کہ جسے چاہا جائے اور لوگ اس کے لیے حربیں ہیں۔ مورت نے کہا: دنیا کو کیا کرے گا اگر اس کے ساتھ آخرت نہ ہو۔ وہ لعین کہنے لگا تو شدت کے ساتھ ان کی حمایت کر رہی ہے۔ شاید امیر کا مطلوب تیرے پاس ہے۔ اٹھ کھڑی ہو کہ امیر تجھے بلارہا ہے۔ وہ کہنے لگی امیر کو مجھ بڑھیا سے کیا کام ہے کہ جو اس بیابان میں رہتی ہوں۔ وہ کہنے لگائیں چاہتا ہوں کہ دروازہ کھول تاکہ میں آرام کر سکوں اور جب صبح ہوگی تو پھر میں سوچوں گا کہ ان کو تلاش کرنے کے لیے کس راستہ پر مجھے جانا چاہیے۔ پس اس خاتون نے دروازہ کھولا اور کھانا و پانی لے آئی اور لعین نے کھایا پیا۔ آدمی رات کو اس نے بچوں کے خزانوں کی آواز سنی تو اٹھ کھڑا ہوا اور دست اونٹ کی طرح ان کی طرف جوش میں آیا اور بیل کی طرح آواز نکالنے لگا اور دروازہ پر ہاتھ مارتے مارتے اس کا ہاتھ چھوٹے بچے کے پہلو پر جا لگا تو بچے نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں گھر کا مالک ہوں۔ تم کون ہو تو اس بچے نے بڑے بھائی کو بلایا اور کہا اے پیارے اٹھو خدا کی قسم جس چیز سے ہم ڈرتے تھے اس میں آپھنسے ہیں۔ اس شخص نے ان سے کہا تم کون ہو تو ان بچوں نے کہا کہ اسے شخص اگر ہم سچ بتائیں تو ہمیں امان دے گا اس نے کہا ہاں انھوں نے کہا اللہ کی امان اور اس کے رسول کی امان اور اللہ اور رسول کی پناہ و ذمہ داری۔ اس نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ گواہ ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ انھوں نے کہا جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں خدا اس پر وکیل و شاہد ہے۔ کہنے لگا ہاں۔ تو بچوں نے کہا ہم تیرے پیغمبر محمد کی عزت میں قتل ہونے سے بچنے کے لیے عبید اللہ کے قید خانے سے بھاگ آئے ہیں تو وہ لعین کہنے لگا تو مورت سے

بھاگ کر موت میں آپڑے ہو، الحمد للہ کہ مجھے تم پر دسترس حاصل ہوئی۔ پس وہ عین اٹھا اور ان بچوں کے بازو باندھ دیے اور ساری رات ان بچوں کے صبح تک ہاتھ بندھے رہے اور جب طلوع فجر ہوا تو اس نے اپنے سیاہ غلام کو کہ جس کا نام فلیح تھا بلایا اور کہا ان بچوں کو لے جاؤ اور فرات کے کنارے ان کی گردن اڑا دو اور ان کے سر میرے پاس لے آؤ تاکہ میں عبید اللہ کے پاس سے جاؤں اور دو ہزار درہم انعام وصول کروں۔ اس غلام نے تلوار اٹھائی اور ان دونوں بچوں کے ساتھ روانہ ہوا اور ان کے آگے آگے جا رہا تھا۔ زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ ان میں سے ایک نے کہا اے سیاہ تیری سیاہی کس قدر ہلال کی سیاہی سے مشابہت رکھتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے مؤذن تھے۔ وہ سیاہ غلام کہنے لگا میرے مالک نے مجھے تبار سے قتل کرنے کا حکم دیا ہے تم کون ہو۔ انھوں نے کہا اے سیاہ غلام ہم تیرے پیغمبر محمد کی عزت ہیں اور قتل سے بچنے کے لیے عبید اللہ کے قید خانے سے نکل آئے ہیں اور اس بڑھیلے ہمیں مہمان رکھا ہے اور تبار مالک ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے وہ سیاہ غلام ان کے قدموں پر گر پڑا اور ان کے سر سے لینے لگا اور کہتا جانا تھا میری جان آپ کی جان پر قربان جائے اور میرا چہرہ آپ کے چہروں کیلئے دھال بنے۔ اے حق تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کی عزت خدا کی قسم مجھے ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت محمدؐ قیامت کے دن میرے دشمن ہوں پس وہ دوڑ پڑا اور تلوار ایک طرف پھینک دی اور فرات میں چھلانگ لگا دی اور تیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ اس کے مالک نے چیخ کر کہا اے غلام تو نے میری نافرمانی کی ہے تو اس نے کہا اس وقت تک میں تیرا فرمانبردار رہا جب تک تو خدا کی نافرمانی نہیں کرتا تھا۔ اب جبکہ تو خدا کا نافرمان ہو گیا ہے تو میں دنیا و آخرت میں تجھ سے

بیزار ہوں تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا اے میرے بیٹے میں نے حلال و حرام سے تیرے لیے دنیا اکٹھی کی ہے اور دنیا ایسی چیز ہے کہ جسے چاہا جائے اور اس پر حرص کی جائے ان دو بچوں کو رے جاؤ اور فرات کے کنارے ان کی گردنیں اڑا دو اور ان کے سر میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انہیں عبید اللہ کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار روپے کا انعام حاصل کروں پس اس لڑکے نے تلوار اٹھالی اور ان دونوں بچوں کے آگے آگے جا رہا تھا زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ ان میں سے ایک نے کہا اے کس قدر میں تیری اس جوانی پر جہنم کی آگ سے ڈرتا ہوں۔ اس جوان نے کہا اے پیارے بچو تم کون ہو۔ تو انہوں نے کہا ہم تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی عمرت میں سے ہیں۔ ہتھار باب ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے تو وہ جوان بھی ان کے قدموں میں گر پڑا اور ان کے بوسے لینے لگا اور وہی غلام والی بات کہی اور تلوار پھینک کر اپنے آپ کو فرات میں ڈال دیا اور دوسری طرف چلا گیا تو اس کے باپ نے پکار کر کہا اے بیٹا تو نے میری نافرمانی کی۔ تو اس نے کہا اگر میں خدا کی اطاعت کروں اور تیری نافرمانی تو وہ اس سے بہتر ہے کہ خدا کی نافرمانی کروں اور نیری اطاعت کروں وہ کہیں کہنے لگا میرے علاوہ تمہیں قتل کی ذمہ داری کوئی اپنے اوپر نہیں لے گا۔ اور تلوار اٹھا کر ان کے آگے آگے چلا جب فرات کے کنارے پہنچا تو تلوار نبیام سے نکال لی جب ان بچوں کی نگاہ تلوار پر پڑی تو ان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور کہا اے شیخ ہمیں بازار میں لے جا کر فروخت کر دے اور ہماری قیمت وصول کر دے اور کل قیامت کے دن حضرت محمد کی دشمنی مول نہ لے اُس نے کہا کہ نہیں میں تو تمہیں قتل کروں گا اور تمہارا سر عبید اللہ کے ہاں لے جاؤں گا اور دو ہزار درہم انعام لوں گا انھوں نے

کہا اے شیخ پیغمبرِ خدا سے ہماری عزیز داری درشتہ داری نہ رعایت کر وہ کہنے لگا تمہارا رسولِ خدا سے کوئی رشتہ نہیں ہے انہوں نے اسے شیخ پس ہمیں زندہ عبید اللہ کے پاس لے چلے تاکہ وہ خود جو حکم ہمارے بارے میں چاہے کرے وہ کہنے لگا اس کے لیے بھی کوئی چارہ نہیں ہے۔ مجھے تمہارا خون بہا کر اس کا تقرب حاصل کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا اے شیخ کیا ہمارے بچپن اور چھوٹے پن پر تجھے رحم نہیں آتا۔ اس لعین نے کہا خدا نے میرے دل میں تمہارے لیے کوئی رحم قرار نہیں دیا تو انہوں نے کہا اے شیخ اب جبکہ ہیں تو نے ضرور قتل کرنا ہے میں اتنی مہلت دے کہ ہم چند رکعت نماز پڑھ لیں وہ کہنے لگا بتنا چارہ نماز پڑھ لو اگر وہ تمہارے لیے کوئی فائدہ رکھتی ہے پس بچوں نے چار رکعت نماز پڑھی اور اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا ”یا حی یا حکیم یا اھکھم الحاکمین اھکم بیننا و بینہ بالحق“ پس وہ لعین اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے شہزادے کی گردن اڑادی اور ان کا سر اٹھا کر توبرہ میں رکھ دیا اور چھوٹے کی طرف رخ کیا اور وہ چھوٹا بچہ اپنے بھائی کے خون میں ڈوبا پڑتا اور کہتا تھا کہ میں پیغمبرِ اکرمؐ کی ملاقات اسی حالت میں کر دوں گا کہ اپنے بھائی کے خون سے لت پت ہوں۔ وہ لعین کہنے لگا دوسرے میں ابھی تجھے بھی تیرے بھائی کے معلق کرنا ہوں پس ان کی بھی گردن اڑادی اور سر لے کر توبرہ میں رکھ لیا اور ان کے خون چمکاں شون کو فرات کے پانی میں ڈال دیا اور عبید اللہ کے پاس آیا وہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور خیزلان کی چھڑی اسی کے ہاتھ میں تھی اس نے شہزادوں کے سر اس کے سامنے رکھ دیے تو حسبِ ابنِ زیاد نے انہیں دیکھا تو تین مرتبہ اٹھا اور بیٹھا اور کہا کہ کہاں تجھے ان پر دوسرے حاصل ہوئی تو اسی نے کہا کہ ہمارے

قبیلہ کی ایک بڑھیا نے انہیں مہمان بنا رکھا تھا۔ عبید اللہ نے کہا تو نے ان کی مہمانی کے حق کو نہیں پہچانا اس لعین نے کہا نہیں۔ ابن زیاد نے کہا جس وقت تو انہیں قتل کرنے لگا تو انہوں نے کیا کہا تھا۔ اس نے کہا، انہوں نے کہا ہمیں بانڈا لے جا اور فروخت کر دے اور ہماری قیمت سے فائدہ اٹھا اور میرا چاہ کہ حضرت محمدؐ قیامت کے دن تیرے دشمن ہوں۔ ابن زیاد نے کہا تو پھر تو نے کیا کہا۔ اس نے کہا میں نے ان سے کہا میں تمہیں قتل کر کے تمہارے سر ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا اور دو ہزار درہم کا انعام لوں گا۔ عبید اللہ کہنے لگا تو پھر انہوں نے کیا کہا اس لعین نے کہا وہ کہنے لگے ہمیں زندہ عبید اللہ کے پاس لے جا تاکہ وہ خود ہمارے بارے میں حکم کرے۔ عبید اللہ نے کہا پھر تو نے کیا کہا۔ وہ لعین کہنے لگائیں نے ان سے کہا اس کام کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے مگر یہ کہ میں اس کی طرف تمہارے خون بہانے سے قرب حاصل کروں۔ ابن زیاد نے کہا ان بچوں نے اور کیا کہا تھا کہنے لگا انہوں نے کہا تھا رسول اللہؐ سے ہماری رشتہ داری کی رعایت کر تو نے کیا کہا اس نے کہا میں نے ان سے کہا، رسول خداؐ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ عبید اللہ نے کہا وائے ہلاکت ہو تجھ پر۔ اور انہوں نے کیا کہا۔ ملعون نے کہا وہ کہنے لگے ہمیں پہلت دے کہ ہم چند رکعت نماز پڑھ لیں تو میں نے کہا جتنی چاہو نماز پڑھ لو اگر وہ نہیں کوئی فائدہ دیتی ہے پس ان دو بچوں نے چار رکعت نماز پڑھی۔ ابن زیاد کہنے لگے انہوں نے نماز کے آخر میں کیا کہا تھا اس ملعون نے کہا انہوں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف بلند کر کے کہا۔

عبید اللہ نے کہا اے حکم الہامیہا نے تمہارے درمیان حکم کر دیا تمہارے درمیان

کون ہے جو اس فاسق کو قتل کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ پس ایک شامی مروا گئے آیا اور کہا میں ہوں عبید اللہ نے کہا اسے دیں لے جا کر جہاں اس نے ان دو بچوں کو قتل کیا ہے اور اس کا سر اڑا دے لیکن اس کا خون ان کے خون سے ملنے نہ دینا اور جلد ہی اس کا سر میرے پاس لے آئے پس اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کا سر لے آیا اور اسے لوگوں نے نیزے پر نصب کیا اور بچے اس پر پتھر مارے اور تیر گاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ذریتِ پیغمبر کا قاتل ہے۔

مولف کہتے ہیں کہ اس حکایت کہ ہم نے شیخ صدوق کے اعتماد پر نقل کیا ہے والا اس کیفیت اور اس تفصیل کے ساتھ عبید نظر آتا ہے واللہ اعلم۔

مترجم کہتے ہیں ان ظالموں اور سنگردوں کے مظالم آلِ محمد کی نسبت ان سے کہیں زیادہ ہیں اور اس حدیث کی اسناد میں ابراہیم بن رجاہ ضعیف ہے اور علامہ نے کہا ہے کہ اس کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور علی بن جابر اور عثمان بن داؤد ہاشمی و غیرہ مہمل ہیں لیکن ضعف اسناد سے روایت کے جھوٹے ہونے کا علم دقیقین پیدا نہیں ہوتا نا کہ اس کا نقل کرنا جائز نہ ہو۔

ہمارے مناقبِ قدیم سے سنداً نقل کیا ہے کہ جب حضرت حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو دو بچے عبید اللہ کے لشکر سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک کا ابراہیم اور دوسرے کا محمد نام تھا جو کہ جعفر طیار کی اولاد میں سے تھے بھاگتے وقت ایک عورت کے پاس پہنچے کہ جو کنوئیں سے پانی نکال رہی تھی اس نے دو صاحبِ حسن و جمال بچے دیکھے تو پوچھا تم کون ہو تو انھوں نے کہا ہم جعفر طیار کی اولاد میں سے ہیں۔ عبید اللہ کے لشکر سے بھاگ آئے ہیں اس عورت نے کہا کہ میرا شوہر عبید اللہ کے لشکر میں ہے اگر تجھے یہ خوف

نہ ہوتا کہ وہ آج رات گھر آئے گا تو میں آپ کہ مہمان بناتی اچھی مہمانی کرتی۔ بچوں نے کہا اسے خاتون ہمیں گھر میں سے جا ہم امید رکھتے ہیں کہ آج رات وہ ہمیں آگے گا۔ پس وہ عورت ان دو بچوں کو گھر سے گئی اور کھانا سے آئی لیکن انھوں نے نہ کھایا اور مصلیٰ مانگا اور نماز پڑھی اور پھر سو گئے اور پھر سارا قصہ جس طرح صدق نے نقل کیا ہے اس کے قریب قریب نقل کیا ہے اور چونکہ یہ حکایت طریق سے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت ہوئی ہے لہذا اطمینان رکھنا چاہیے کہ اس کی اصل صحیح ہے اور ان دو راویوں نے بھی ایک دوسرے سے بھی روایت نہیں لی اگرچہ یقینی طور پر ہم نہیں جانتے کہ وہ عقیل کی اولاد میں سے تھے یا جعفر طیار کی۔ اور یہ دوسری روایت زیادہ قریب ہے چونکہ ان دو بچوں کی قبر مسیب کے قریب ہے کہ جو کہ بلا سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اور بچوں کا کہ بلا سے فزار کرنا قبول کرنے کے زیادہ نزدیک ہے نسبت کو فہ کے زندان۔

اور یہ جو مؤلف کہتے ہیں کہ ان دو بچوں کی شہادت اس کیفیت اور اس تفصیل کے ساتھ میرے نزدیک بعید نظر آتی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ اصل وقوع کو بھی بعید سمجھتے ہیں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی واقعہ کی تفصیل محکم و مستند ہوئی ہیں لیکن اصل واقعہ قابل شک و تردید نہیں ہوتا۔

مثل حضرت خاتم انبیاء کی ولادت کے کہ اس میں شک نہیں کیا جاسکتا لیکن ولادت کے دن میں اختلاف ہے کہ بارہ ربیع الاول تھا یا سترہ اور حضرت ابراہیم الفضل عباس کی اصل شہادت مسلم ہے لیکن اس کی تفصیل و کیفیت معلوم نہیں اور مختلف فیہ ہے اور جنگ بدر، احد، جمل اور صفین بنیادی طور پر تو ان کے

ساتھ معلوم ہیں لیکن ان کی تفصیل اور کیفیات یقینی طور پر معلوم نہیں ہیں۔ نتائج اور حواشی کے نقل کرنے میں مختلف روایات کے درمیان جو قدر مشترک ہو اسے صحیح سمجھنا چاہیے جب تک اس میں تصحیف و تحریف اور لہو و مبالغہ کا احتمال نہ جائے اور شاید تصحیف یا استبعاد تین وجوہ سے دفع ہو سکے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہر سکتا ہے کہ حدیث کی سند ضعیف ہو اور چونکہ ضعف سند کذب و جھوٹ کی دلیل نہیں شاید کسی کو اس کی صحت کا قرینہ مل جائے کہ جس قرینہ پر ہم مطلع نہ ہوئے ہوں۔

دوسرا یہ کہ حدیث کے نقل کرنے میں کسی لفظ کی تصحیف و تحریف ہو گئی ہو یا راوی نے بھول کر اسے دوسرے لفظ سے بدل دیا ہو اور وہ لفظ حدیث کے استبعاد یا تکذیب کا سبب ہو ہو اور شاید کوئی شخص بعد میں اس تصحیف یا سہو پر متنبہ ہوا ہو جیسا کہ اول کتاب میں ایک حدیث گزری کہ حضرت عیسیٰ کے شکم مادر میں رہنے کی مدت چھ ماہ تھی اور مؤلف نے فرمایا یہ سہو ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت یحییٰ کے حمل کی مدت ہے اور بناب میثم کے تفسیر میں ہم نے کہا ہے کہ جس سال وہ شہید ہوئے انہوں نے عمرہ کیا تھا نہ کہ حج اور جس روایت نے حج کا ذکر کیا ہے اس سے مراد عمرہ ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ حدیث میں مبالغہ کو راستہ مل گیا اور راوی نے مطلب کو زیادہ بڑا کر دیا اس سے جو واقعہ ہوا تھا یا اس سے کمتر بنا دیا اور اس بناء پر وہ واقعہ بید نظر آتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص دقت سے اس میں دیکھے تو وہ اصل واقعہ کو اس کے زوائد سے چلا کر سکتا ہے یہ جو کچھ ہم نے کہا ہے یہ ضعیف اخبار کی بات ہے۔ صحیح اخبار کا معاملہ خود بخود معین ہے۔



اور یہ جو ہے کہ بعید اللہ نے ان دو بچوں کے قاتل کو قتل کرا دیا اس پر تعجب نہیں  
 کرنا چاہیے کیونکہ وہ تیز بین، دور اندیش اور بہت سیاسی شخص تھا اور امام حسین کے قاتلین  
 میں انعامات تقسیم کرنے کے باوجود وہ ڈرتا تھا کہ لوگ انعام کے طمع میں غمخوار سے  
 کی بنا پر قبائل کے درمیان تلوار نہ چلا دیں اور اس کی اجازت کے بغیر لوگوں کو قتل  
 کرنا نہ شروع کر دیں اور ان کے سرے اٹھیں اور انعام کی خواہش کریں کہ یہ حسینؑ کے  
 ہواداروں میں سے تھا اور مناقبِ قدیم کی روایت کے مطابق اس نے ان دونوں بچوں  
 کے قتل کرنے کا پہلے سے حکم نہیں دیا ہوا تھا۔



## گیا رھویں فصل

## عراق کا عزم

امام حسین علیہ السلام کا مکہ سے عراق کی طرف متوجہ ہونا

(ارشاد) حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں خروج متنگل دن اٹھویں ذی الحجہ ۶۰ھ ہجری میں تھا اور ان کی شہادت فریبی ذی الحجہ کو ہوئی جو کہ عرفہ کا دن ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا اسی دن خروج کا ذکر مسلم ہے اور آپ مکہ میں ماہ شبان کے بغیر دن رمضان، شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے آٹھ دن رہے اور غنیمت آپ مکہ میں رہے اس میں ایک گھنٹہ عجز اور عجز کے لوگوں کا آپ سے منسلک ہو گیا اور آپ کے اہل بیت اور موالی سے آٹا اور حضرت نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفاد مردہ کے درمیان سی کی اور احترام سے باہر آ گئے اور اسے عمر مفردہ قرار دیا چونکہ آپ حج کو مکمل نہ کر سکے اور آپ کو خطرہ تھا کہ کہیں انھیں مکہ میں دستگیر نہ کر فائر نہ کر لیں اور نیز پید کی طرف بھیج دیں (مہر بن) ایک روایت میں ہے کہ جب ترویہ کا دن آیا تو عمر بن سعید بن عامر بہت سے لشکر کے ساتھ مکہ میں آیا اور نیز پید نے اسے حکم دیا کہ امام حسین سے مبارزہ اور کارزار کے لیے ہاتھ بڑھا ئے اور اگر ان پر اسے دسترس حاصل ہو تو ان سے مقاتلہ اور جنگ کرے پس حضرت ترویہ کے دن مکہ سے خارج ہوئے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں امام حسین کو خواب میں خانہ کعبہ کے دروازے پر دیکھا اس سے پہلے کہ آپ عراق کی طرف متوجہ ہوں کہ جبریل کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں ہے اور جبریل پکار پکار کے کہہ رہے ہیں آؤ اور

عزوجل کی صحبت کی طرف۔

اور ایک روایت ہے کہ جب آپ نے عراق کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: الحمد للہ ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ وصلی اللہ علی رسولہ خطہ الموت علی ولد آدم فخط القلاوۃ علی جمید الفتاة وما اولہنی الی اسلافی اشتیاق یعقوب الی یوسف وخیر لی مصرع انا لا قیہ کافی باوصالی تتقطعہا عسلان الغلوات بین السراویں وکولہ خیملاں منی اکراشا جوافاد اجریۃ سفیا لامحیص عن یوم خط بالقلہم حتی اللہ رحنا نا اہل البیت نصیر علی بلادہ ویوفینا اجر الصابریں لن تشذ عن رسول اللہ طمته وہی مجموعۃ لم فی حظیرۃ القدس تقر بہم عینہ ویجز بہ وعدہ من کان باذلا فینا مہجته وموطنا علی لقاء اللہ نفسہ فلیرحل معنا فاننی راحل مصباحا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی حمد و ثناء ہے خدا کے لیے وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے کسی شخص کو کسی پر توت و قدرت حاصل نہیں مگر اس کی امانت کے ساتھ اور خدا کا درود و صلوة ہو اس کے رسول پر موت اولاد آدم کے ساتھ اس طرح باندھ دی گئی ہے جیسے قلابہ اور ارجان لکڑی کی گردن میں بی بی کس قدر شدت سے اپنے اسلان کی صحبت میں جانے کی آرزو و تمنا رکھتا ہوں جس طرح کہ یعقوب یوسف کے مشتاق تھے اور میرے لیے ایک زمین کا انتخاب کیا گیا ہے کہ جس میں میرا جسم و بدن پھینک دیا جائے گا۔ ضروری ہے کہ میں اس زمین تک پہنچوں اور گویا میں دیکھ رہا ہوں ربی الیہ کے بیا بانی بھیڑے میرے بند بند ایک دوسرے سے جدا کر رہے ہیں۔

نوا لیس و کر بلا کے درمیان پس اپنے خالی شکموں اور او بڑھادیوں کو پر کر رہے ہیں اور اس دن سے گریز نہیں ہے کہ جو قلم تقدیر سے کھو دیا گیا ہے جس چیز کو خدا پسند کرے ہم اہل بیت رسالت کی وہی پسند ہم اس کی بلاء امتحان پر صبر کریں کیونکہ وہی مابروں کو مکمل اجر و ثواب دینے والا ہے۔ قرابت رسول کہ جو کپڑے کی دھاریوں کی طرح آنحضرت کے ساتھ ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں آپ سے جدا نہیں ہو سکتے بلکہ جنت میں انھیں آنحضرت کے لیے جمع کیا جائے گا اور ان سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور خدا ان کے ذریعہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا جو شخص چاہے کہ اپنی جان ہماری راہ میں دے اور اپنے آپ کو اپنے پروردگار کی بقا کے لیے آمان دیکھے تو ہمارے ساتھ باہر نکلے کیونکہ میں کل روانہ ہو رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔

مؤلف کہتے ہیں ہمارے شیخ محدث نووی رحمہ اللہ نے کتاب نفس الرحمن میں کہا ہے نوا لیس عیسائیوں کا قبرستان ہے جیسا کہ کنعی کے حاشیہ پر لکھا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یہ قبرستان دہاں موجود تھا کہ جہاں اس وقت عربین یزید ریاحی کا مزار ہے۔ شہر کے شمال مغربی حصہ میں۔ باقی رہا کہ بلا تو اس علاقہ کے لوگوں میں مشہور ہے کہ وہ زمین کا ایک ٹکڑا ہے جو اس ٹہر کے پہلو میں ہے کہ جو شہر کی تحصیل کے جنوبی حصہ میں جاری ہے اور ابن حمزہ کے نام سے مشہور مزار کے پاس سے گذرتی ہے اس زمین کے کچھ حصہ میں باغات ہیں اور کچھ زراعتی کھیت ہیں اور شہر ان دونوں کے درمیان (ملہون) جس رات کی صبح کو امام حسین علیہ السلام چاہتے تھے کہ مکہ سے نکلیں محمد بن حنفیہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا بھائی اہل کوفہ وہی ہیں کہ جنھیں آپ پہچانتے ہیں کہ جنھوں نے آپ کے والد گرامی اور

برادر محترم سے قدر و دھوکہ کیا اور مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ کا حال بھی ان جیسا نہ ہو۔ اگر آپ کی رائے ہو تو حرم میں ہی قیام فرمائیے کیونکہ حرم میں آپ ہر شخص سے زیادہ باعزت اور زیادہ طاقت ور ہوں گے۔ فرمایا اسے بھائی مجھے خوف ہے کہ یزید بن معاویہ مجھے حرم میں اپنا تک شہید کر دے اور میری وجہ سے اس گھر کی حرمت ختم ہو جائے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا اگر آپ کو اس کا خطرہ ہے تو میں کی طرف چلے جائیے۔ یا بیابان کی کسی جانب کر وہاں آپ سب سے زیادہ طاقتور ہوں گے اور کسی کو بھی آپ پر دسترس نہیں ہوگی۔ فرمایا جو کچھ تم نے کہا ہے اس پر میں سوچوں گا۔ جب سحر کا وقت ہوا تو حسین نے کوچ کرنا چاہا محمد کو خبر ملی تو وہ آپ کے پاس آئے اور آپ کے ناظر کا ہمارے کپڑا لیا اور عرض کیا اسے بھائی مجھے آپ نے وعدہ دیا تھا کہ جس چیز کی میں نے درخواست کی تھی آپ اس میں غور کریں گے تو کیا چیز باعث ہوئی کہ اتنا جلدی آپ نکل پڑے فرمایا تمہارے جانے کے بعد رسول خدا میرے پاس آئے اور فرمایا اے حسین! باہر نکلو کہ خدا نے چاہا ہے کہ تمہیں شہید ہوا دیکھے ابن حنفیہ نے کہا "ان الله وانا اليه راجعون" تو پھر ان خواتین کو ساتھ لے جانے کا کیا مقصد ہے اور اس حالت میں آپ انہیں کیوں اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں فرمایا کہ پیغمبر اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا ہے خدا چاہتا ہے کہ انہیں امیر و قیدی دیکھے۔ آپ نے محمد سے وداع کیا اور چل پڑے۔

مترجم کہتا ہے کہ محمد بن حنفیہ کی گفتگو آنجناب سے مدینہ سے نکلنے کے وقت ایک اور طریقہ سے پہلے گذر چکی ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ صادقؑ سے روایت ہے کہ جب امام حسین بن علی علیہما السلام نے چاہا کہ عراق کی طرف جائیں تو اپنی کتب اور وصیت نامہ جناب ام سلمہ کے سپرد کیا اور جب علی بن الحسین علیہما السلام واپس

اُسے تو جناب ام سلمہ نے یہ چیزیں انھیں دے دیں۔

مسعودی نے اثبات الوحیۃ میں حضرت سید الشہداء کا ام سلمہ سے مکالمہ نقل کیا ہے اس کے مانند کہ جو کچھ حبشویں اور انتیسویں حدیث میں اس کتاب کی ابتدا میں اور آنحضرت کے مدینہ سے خروج کے ضمن میں گزر چکا ہے اور طول سے بچنے کے لیے ہم نے تکرار سے احتراز کیا ہے۔

اور مسعودی مروج الذهب میں کہتا ہے کہ جب حسینؑ نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو ابن عباس ان کے پاس اُسے اور عرض کیا اسے چچا زاد مجھے خبر ملی ہے کہ آپ عراق جائیں گے حالانکہ وہ خیانتکار ہیں۔ آپ کو صرغ جنگ کرنے کے لیے دعوت کی ہے اور بس، لہذا جلدی نہ کریں اور اگر آپ قرار اس جبار یعنی یزید سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور مکہ میں رہنے کو پسند نہیں کرتے تو پھر یمن کی طرف جائیں کیونکہ وہ ایک طرف پڑا ہوا ملک ہے اور وہاں آپ یار و انصار اور اعموان و مددگار موجود ہیں وہاں آپ ٹھہر جائیں اور اپنے داعی مختلف شہروں میں پھیلا دیں اور اہل کوفہ اور دوسرے عراق میں اپنے یار و انصار کو اکھبیں کہ وہ اپنے امیر کو اپنے سے نکال باہر کریں اگر تو وہ ایسا کر سکے اور اپنے امیر و گورنر کو نکال اور دور کر سکے چنانچہ اگر کوئی وہاں نہ راجا آپ سے اچھے تو پھر ان کے پاس جائیے اور میں ان کی خیانت سے مامون نہیں ہوں اور اگر انہوں نے یہ کام نہ کیا تو اپنی جگہ یہیے یہاں تک کہ خدا اپنے امر و حکم کو لے اُسے کیونکہ یمن کے علاقہ میں قلعے اور درے و گھاٹیاں فراواں ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ آپ خیر خواہ اور مجھ پر مہربان ہیں لیکن مسلم بن عقیل نے مجھے خط لکھا ہے کہ اہل شہر نے میری بیعت کرنے اور

مدد کرنے پر اجتماع اور اکٹھا کر لیا ہے لہذا میں جانے کے لیے عزم کر چکا ہوں  
 ابن عباس نے کہا "انھم من جربت وجربت" یہ وہ ہیں کہ جن کا آپ  
 امتحان اور تجربہ کر چکے ہیں۔ یعنی ان کی بات کا کوئی اعتماد و اعتبار نہیں یہ وہی ہیں جو  
 اس سے پہلے آپ کے والد اور بھائی کے ساتھ تھے اور کل اپنے امیر کیساتھ  
 ملی کر آپ کے قاتل ہوں گے اگر آپ ان کی طرف نکلیں اور یہ خبر ابن زیاد تک  
 پہنچ جائے تو وہ انہیں ہی آپ سے جنگ لڑنے کو بھیجے گا اور وہی لوگ کہ جنہوں  
 نے آپ کو خط لکھے ہیں وہ آپ کے دشمن کی نسبت آپ پر زیادہ سخت ہوں گے  
 اور اگر آپ میری بات کو قبول نہیں کرتے اور حتیٰ کو فخر کی طرف جانا ہے تو پھر خواتین  
 اور بچوں کو اپنے ساتھ لے جائیے۔ خدا کی قسم مجھے خوف ہے کہ آپ شہید ہو  
 جائیں گے جیسے کہ عثمان مارا گیا اور عورتیں اور بچے اسے دیکھ رہے تھے۔  
 امم نے ابن عباسؓ کے جواب میں جو بات کہی تھی وہ یہ تھی خدا کی قسم اگر میں  
 اس قسم کی جگہ میں مارا جاؤں تو اسے میں زیادہ پسند کرتا ہوں اس چیز سے کہ  
 مکہ کی حرمت میری وجہ سے پامال ہو۔ پس ابن عباسؓ آپ سے ناامید ہو گئے  
 اور آپ سے اٹھ کر باہر چلے گئے اور ابن زبیر کے قریب سے گزرے اور کہا تیر کی  
 آنکھ ٹھنڈی ہو اے ابن زبیر اور یہاں شمار پڑھے یا لك من قبرۃ بمعمر  
 فلا لك الجو فیضی واصغری، ونقري ماشئت ان تنقري۔  
 اے مقام مہر کی چٹا دل تیرے لیے فضا خالی ہو گئی ہے اب انڈے دے اور  
 بلند آواز سے شور مچا اور اپنی متنازع زمین پر مار جو چاہے چن لے کیونکہ جال ہٹا  
 دیا گیا ہے۔ یہ کوسین عراق کی طرف جا رہے ہیں اور حجاز تیرے لیے چھوڑ رہے  
 ہیں۔ جب ابن زبیر نے یہ سنا کہ آنحضرتؐ کو فوج جائیں گے اور آپ کا دہل رہنا اس

کے لیے گراں تھا اور اس سے وہ دل تنگ تھا اور لوگ اسے امام حسینؑ کے برابر نہیں سمجھتے تھے لہذا اس کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تھی کہ امام مکتہ سے باہر چلے جائیں اس لیے اس نے کہا اسے ابا عبد اللہؑ بڑا اچھا کام کیا ہے آپ نے کہ خدا سے ڈرتے ہوئے آپ نے اسی قوم سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا ہے ان کے ظلم و ستم کی بنا پر اور یہ کہ انھوں نے خدا کے نیک بندوں کو ذلیل و خوار کیا ہے امام حسینؑ نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ میں کوفہ کی طرف جاؤں۔ ابن زبیر نے کہا خدا آپ کو توفیق دے اگر میں آپ کی طرح واپس جاؤں انصار رکھتا ہوں تا تو اس سے عدول نہ کر تا پھر اسے خوف ہوا کہ امام اس کو متہم نہ سمجھیں لہذا کیا اگر آپ حجاز میں رہ جائیں اور ہمیں باقی لوگوں کے ساتھ اپنی مدد و نصرت کی دعوت دی تو ہم آپ کی دعوت کو قبول کریں گے اور آپ کی طرف تیزی سے آئیں گے اور آپ اس امر کے یزید اور اس کے باپ سے زیادہ لائق اور اہل ہیں۔

ابو بکر بن حارث بن ہشام امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا اے چچا زاد بھائی رشتہ داری سبب ہوتی ہے کہ میں آپ پر مہربان ہوں اور آپ سے غم خواری کروں اور میں نہیں جانتا کہ آپ نیک خواہی کے سلسلہ میں مجھے کسی طرح سمجھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اے ابو بکر تم ایسے شخص نہیں ہو کہ جسے متہم کیا جا سکے۔ ابو بکر نے کہا آپ کے والد گرامی کا رعب و ہیبت لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ تھا اور آپ کی نسبت زیادہ امیدوار اور زیادہ ان کی بات سننے سے تھے اور ان کے گرد زیادہ اکٹھے تھے۔ پس آنجناب معاویہ کی طرف (اس کے مقابلہ میں) گئے۔ تو سب لوگ آپ کے ساتھ تھے سوائے اہل شام کے اور آپ معاویہ کی نسبت زیادہ قوی تھے۔ باوجود اس کے ان لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا



اور دھوکا کیا و برجل بن گئے۔ حرص دنیا اور بخل کی وجہ سے میں ان کا دل خون کیا اور انہیں غصے کے گھونٹ پلائے اور ان کی مخالفت کی یہاں تک کہ خدا کی کرامت و رضوان الہی کی طرف تشریف لے گئے ان کے بعد انھوں نے آپ کے بھائی کے ساتھ کچھ کیا جو کچھ کہا اور ان سب واقعات میں آپ موجود تھے اور انہیں دیکھا تو پھر بھی آپ چاہتے ہیں کہ ان کی طرف جائیں کہ جنہوں نے آپ کے والد اور بھائی کو آزار دیکھیں وہیں اور ان سے ظلم و ستم کیے اور ان کی اعانت و مدد سے اہل شام اور عراق اور اس کے ساتھ کہ جہاں آپ کو زیادہ تیار کیے ہوئے ہے اور زیادہ آمادہ ہے اور اس کی استعداد بہت زیادہ ہے اور وہ زیادہ طاقتور ہے اور لوگ اس سے زیادہ ڈرتے ہیں اور اس کی کامیابی کی زیادہ امید رکھتے ہیں۔ آپ جنگ کرنا چاہتے ہیں اور اگر انہیں خبر ملے کہ آپ اس کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو لوگوں کو مال دنیا کی وجہ سے ابھاریں اور وہ سب دنیا کے بندے ہیں۔ تو وہی شخص کہ جس نے مدد و نصرت کا آپ سے وعدہ کیا ہے وہی آپ سے جنگ و ستیز کے لیے کھڑا ہو جائے اور وہی شخص جو آپ کو زیادہ دوست رکھتا ہے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دے اور ان کی مدد کرے پس اپنے نفس کے بارے میں خدا کو یاد کیجئے (اور اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالیے)۔

امام حسینؑ نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے اے چچا زاد کہ تو نے اپنی رائے درست مخلصانہ دی ہے اور جو کچھ خدا نے مقرر کیا ہے وہی ہو کر رہے گا۔ ابو بکرؓ نے کہا آپ کی مصیبت کے اجر و ثواب چشم امید خدا سے رکھتا ہوں اے ابا عبد اللہ!

شیخ ابن تلویر نے حضرت ابو جعفر (باقرؑ) سے روایت کی ہے کہ حسینؑ ترویج

سے ایک دن پہلے مکہ سے نکلے اور ابن زبیر نے آپ کی مشایعت کی اور کہا ہے  
ابا عبد اللہ حج کا وقت آن پہنچا ہے اور آپ اسے چھوڑ کر عراق کی طرف جا رہے  
ہیں۔ آپ نے فرمایا اے زبیر کے بیٹے اگر میں فرات کے کنارے سپرد خاک ہوئی  
اس کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ کعبہ کے گرد مارا جاؤں۔

اور تاریخ طبری میں ہے کہ ابو مخنف نے کہا کہ ابو جہاب یحییٰ بن ابی حنیہ نے  
کہا کہ عدی بن حمطہ اسدی نے عبد اللہ بن سلیم اور منذری بن مشعل جو کہ دونوں اسد  
قبیلہ کے ہیں سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو فرسے حج کے لیے  
گئے یہاں تک کہ ترویہ کے دن ہم مکہ میں داخل ہوئے اور حسین علیہ السلام اور  
عبد اللہ بن زبیر کو چاشت کے وقت ہم نے حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے  
کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا ہم ان کے قریب گئے اور سنا کہ ابن زبیر حسین  
سے کہہ رہا ہے اگر آپ چاہیں تو یہیں قیام کریں ہم آپ کی مصیبت کا غم کھاتی  
گئے اور آپ کی مدد کریں گے اور آپ کے ساتھ ٹھہر رہیں گے اور آپ کی بہت  
کریں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ہے  
کہ مکہ میں ایک مینڈھا ہوگا کہ جس کے سبب مکہ کی ہتک و حرمت ہوگی اور  
میں پسند نہیں کرتا کہ میں وہ مینڈھا بنوں۔

ابن زبیر نے کہا اور اگر آپ چاہیں تو یہیں رہ جائیں اور یہ کام میرے  
پیر و کردار میں آپ کی فرمانبرداری کر دیں گا اور آپ سے حکم عدولی نہیں کر دیں  
گا پھر ہم سے پوشیدہ ہو کر بات کی اور مسلسل آپس میں سرگوشی کرتے رہے  
یہاں تک کہ میں نے سنا کہ ظہر کے وقت لوگوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی منیٰ کی طرف  
جانے کی کہ وہ دونوں کہتے ہیں پس امام حسینؑ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مرہ

کے درمیان سی کی اور کچھ بال کاٹ کر تقصیر کی اور اپنے عمرہ سے عمل ہو گئے اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور ہم لوگوں کے ساتھ منیٰ کی طرف گئے۔

اور سبط کی کتاب مذکورہ میں ہے کہ جب محمد بن حنفیہ کو خبر پہنچی کہ آنجناب طائف ہوئے اور وہ اسی وقت وضو کر رہے تھے اور طشت ان کے سامنے رکھا تھا تو اتنا گریہ کیا کہ طشت ان کے آنسو سے پڑ ہو گیا اور مکہ میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو آپ کے جانے سے غمگین نہ ہوا ہو چونکہ لوگوں نے آپ کو جانے سے منع کے سلسلہ میں بہت باتیں کی تھیں لہذا آپ نے اسی شخص کے یہ اشتہار پڑھا۔

سَامِعِ نَمَاءِ السَّوْتِ عَارِضِي زَا مَانُوِي خِيَرَا جَاهِدْ مَغْرَمَا

اَوَاسِي اَمَّا جَالُ الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِهِ فَارَقْ مَشِيُوْرًا بِخَالِفٍ مَحْرَمَا

وَ اِنْ عَمِلْتَ لِحِرَاذِهِمْ وَ نَمَتْ لِحَالِهِمْ كَفَى بِكَ ذَلَالًا نَعِيْسًا وَ قَرِيْبًا

میں غمگین رہ جا رہا ہوں اور جواز دے کے لیے موت کوئی غار و تنگ نہیں ہے۔

جب اس کی نیت باخیر ہو اور ایسی چیز میں کوشش کرے کہ جس کا تو کوئی ماضی و می ہے اور صالح و نیک افراد کی اپنے نفس کے ساتھ مدد اور ان سے ہمدردی کرے

اور ملعون و راندہ درگاہ شخص جہاں اختیار کرے اور مجرم کی مخالفت کرے، اگر میں

زندہ رہوں تو مستحقِ مذرت نہیں ہوں اور اگر مر جاؤں تو میرے لیے علامت

نہیں ہے۔ "تیری ذات کے لیے اتنا کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور تیری ناک

رگڑی جائے۔" پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی دکان امر اللہ قدر المقدرا

اور اللہ کا حکم مقدور ہو چکا ہے۔

(مترجم) جیسا کہ ہم نے پڑھا ہے اور دیکھا ہے۔ سب لوگ امام حسینؑ کو کوفہ جانے سے منع کرتے اور کہتے تھے اگر آپ وہاں گئے تو شہید کر دیے

جائیں گے اور اہل کوفہ بیعت کے عہد و پیمان کی وفا نہیں کریں گے اور بنی امیہ کا مال و دولت انہیں بیعت پر قائم نہیں رہنے دے گا اور آنحضرت بھی جانتے تھے اور جو کچھ ابن عباس، ابن زبیر، محمد بن حنفیہ، فرزدق اور دوسروں کو معلوم تھا وہ آنحضرت سے پوشیدہ نہیں تھا اور آپ بنی امیہ کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور آپ کی پیشگوئی ابن زبیر کے بارے میں صحیح ثابت ہوئی اور ابن عباس کا لگان باوجود فطانت و ذہانت کے اور ابن زبیر کا خیال باوجود اس سوچ بوجھ اور زیرکی کے غلط تھا جو کہتے تھے کہ مکہ خدا کا حرم اور امن کی جگہ ہے لیکن بنی امیہ نے کعبہ کی حرمت کا خیال نہ کیا اور ابن الزبیر کو مسجد الحرام میں قتل کر دیا اور کعبہ کو منجینیق کے ساتھ ویران کیا۔

بہر حال انبیاء و اوصیاء کی سنت و سیرت باقی لوگوں کے برخلاف ہے بلکہ عظیم الہی فلاسفہ اور وہ افراد کہ جو اوصیاء کے مرتبے سے کم ہیں اور انہوں نے کسی مقصد کو پسند نہیں کیا ہے اور چاہا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان رواج پائے ان کی نظر اسی ہوتی ہے مقصد پر رہتی ہے اور جان و مال کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے مقصد کی ترویج و تبلیغ چاہتے اگرچہ اس میں ان کی جان چلی جائے۔ کیا آپ نے سنا نہیں کہ سقراط حکیم لوگوں کو خدا اور مساویات کی دعوت دیتا تھا۔ یونانی بت پرست تھے انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر قتل کر دیا اس نے اپنے کبے سے توبہ نہیں کی تو آسان ہے اسی زندان میں ہی اپنی باتوں کا تکرار کرتا تھا اور اپنے عقائد بیان کرتا اور قتل ہونے کی پرواہ نہیں رکھتا تھا جب وہ لوگ اس طرح تھے تو پھر انبیاء و اوصیاء کو کیسا ہونا چاہیے۔

جی ہاں اگر خاموشی میں مصلحت سمجھیں مثل امیر المومنین کے خضاع کے زمانہ میں اور حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے معاویہ کے زمانہ میں تو پھر گھر میں بیٹھیں

اور صلح کر لیں اور ان کی مخالفت کے لیے قیام نہ کریں اور اگر وقت کی مصلحت نہی من  
المنکر میں دیکھیں تو مصراحت کے ساتھ کہیں اور کسی چیز کی پرواہ نہ کریں۔

اور اگر حسینؑ اپنی جان کی حفاظت چاہتے تو پھر کیوں یمن جاتے یا ہاٹوں  
دروں اور ریگستانوں کی پناہ لیتے اپنے شہر و وطن مدینہ میں ہی بیٹھ جاتے اور یزید  
کی بیعت کر کے آسودگی اور آرام سے زندگی بسر کرتے جیسا کہ معاویہ کے زمانہ  
میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

کسی بادشاہ اور خلیفہ کی مخالفت کر کے بیا بانوں اور ہاٹوں کی طرف فرار  
کر جانا اور بھاگ جانا ڈاکوؤں اور دوسرے لوگوں کا کام ہے نہ کہ رومیاء و انبیاء  
کا کہ جس سے فتنے و فساد کھڑے ہوں اور ناقص خون بہیں اور مال و ثروت کی  
غارت گری ہو جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ آنجناب لامنی نہ ہوئے کہ شاہراہ سے ہٹ کر  
ٹھہرے راستے سے مکہ کی طرف جائیں تو پھر کیے راضی ہوتے کہ راہزنیوں و اسے کام  
کرتے۔ نیز آپؑ اپنی جان کی حفاظت چاہتے بعد اس کے کہ آپؑ کو معلوم ہو گیا کہ علیہ السلام  
بن زیاد مکہ میں آگیا ہے۔ اور مسلم بن عقیل کو انھوں نے شہید کر دیا ہے اور اہل کوفہ  
کی مدد و نصرت کی کوئی امید نہیں رہی تو عربستان کے صحراؤں میں کہیں چھپ جاتے  
تاکہ آپؑ کو مڑے سے ملاقات نہ کرنا پڑتی بلکہ مڑے سے ملاقات کرنے کے بعد بھی جبراً  
ان کے چنگل سے نکل سکتے تھے لیکن آپؑ کا مقصد کہ جس کا خدا و رسولؐ نے انھیں  
حکم دیا تھا انجام نہ پاتا آپؑ چاہتے تھے کہ لوگوں کو دین اتباع و پیروی کرنے  
کی دعوت دیں اور دنیا پرستی اور شہوت رانی کے نقصان کو بیان کریں تاکہ وہ جان  
لیں کہ خدا کا دین اس لیے نہیں آیا کہ بنی امیہ اسے اپنی سلطنت و قدرت اور عیش  
و عشرت کا ذریعہ بنالیں۔ اگر لوگوں نے آپؑ کی مدد و نصرت کی تو وہی مطلوب ہے

اور اگر انھوں نے قبول نہ کیا اور آپ دہر شہادت پر فائز ہوئے تو پھر بھی لوگ جان لیں کہ دین وہ نہیں ہے کہ جو بنی امیہ کے دنیا طلب کیے ہیں اور فرزند رسول کہ جو اس دین کا مالک ہے وہ ان کے ان اعمال و کردار کو خلاف دین سمجھتا ہے لہذا وہ اس راستہ میں شہید ہو گیا اور وہ نفرت جو لوگوں کے دلوں میں بنی امیہ کی رفتار اور کردار سے متحی وہ دین سے نفرت کا موجب نہ بنے۔ اس کے علاوہ دوسرے بہت سے مصالح تھے کہ جو ہم سے پرشیدہ ہیں۔

اور اگر امام ان کے اعمال و کردار کی تصدیق کر دیتے تو آج مسلمان لوگ کہتے یہ دین کہ جو بنی امیہ کے ظلم و اسراف، فسق و فجور اور عیش و عشرت کو تجویز کرتا ہے باطل ہے۔

باقی رہا یہ کہ آنجناب نے عراق کو انتخاب کیوں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں جو شیعہ رہتے تھے وہ منتخب مسلمان اور عقلمند اور زیادہ دین دار تھے اور سالہا امیر المؤمنین کے منبر کے نیچے بیٹھے تھے اور آنجناب نے علوم و معارف کا بیج ان کے دلوں میں بویا تھا اور وہ فرزند رسول کے جہاد کے راز کا بہتر اور پاک رکھتے تھے، عراق مشرق کی دیہن اور تمدن کا گہوارہ تھا۔ قدیم زمانہ میں اور اس کے بعد بھی تمام علوم اسلامی کا یہی ملک سرچشمہ رہا ہے۔ غزین یا کوفی تھے یا بصری کہ جنھیں امیر المؤمنین نے علم بخو کی تعلیم دی تھی۔ نیز فقہاء و متکلمین، محدثین، قراء اور مفسرین عامہ و خاصا بھی یا کوفی تھے یا بصری۔ اس کے بعد جب بغداد مسلمانوں کے ملک کا دار الخلافہ و دار الحکومت بنا تو اس میں بھی وہی کوفہ و بصرہ کے لوگ جمع ہوئے اور وہ مدارس و کتب و علماء جو بغداد میں جمع ہوئے کسی زمانہ میں نہ تھے کہ جن علوم کے آثار باقی ہیں اور تمام روئے زمین انھیں معارف سے بہرہ مند ہو رہا ہے

یہاں تک ہندوستان و چین کے بڑے پرست اور منرب کے عیسائی کے مآخذ و مصادر عربی  
 مسافر و علوم ہیں کہ جن کی اصل بغداد تھی اور وہ لوگ اہل کوفہ اور امیر المومنین کے شاگرد تھے  
 اور اب بھی نجف (شرف علوم شیعہ) کامرز ہے اور چونکہ امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ  
 ملک عراق اور اس کا دارالحکومہ کوفہ آئے مائے زمانہ میں عالم اسلام کے لیے یہ مقام  
 رکھتا ہے۔ لہذا آپ نے اپنی دعوت کا وہاں اظہار کیا اور اپنی قبر کا وہاں انتخاب کیا۔



# عراق کی طرف روانگی

## سید الشہداء کا مکہ سے عراق کی طرف خروج

حضرت سید الشہداءؑ ترویہ کے دن (آٹھویں الحجہ) مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے اپنے اہل و عیال اور شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ کہ جو آپ سے وابستہ ہو گئے تھے۔

مطالب السؤل وغیرہ میں موجود ہے کہ ان میں سے مرد بیاسی افراد تھے اور ابھی تک آپ کو مسلم بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر نہیں ملی تھی چونکہ اسی دن جناب مسلم نے خروج کیا تھا اور امام بھی اسی طرح دن مکہ سے باہر نکلے تھے۔

اور کتاب المنہج فی تسلیۃ المنہج میں نقل کیا ہے کہ امام نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور ہر ایک کو دس دینار دیے۔ ایک ایک اونٹ کے ساتھ کہ جو ان کا بار اور زاد راہ اٹھائے اور آپ مکہ سے منگل کے دن یوم ترویہ جو کہ (آٹھویں الحجہ) کی تاریخ تھی روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ بیاسی مرد تھے شیعوں و مستوفی رشتہ داروں اور آپ کے اہل بیت میں سے، انتہی۔

فرزدق شاعر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں سن ساٹھ میں اپنی والدہ کیساتھ حج کے لیے گیا۔ میں حرم میں داخل ہوا اور اپنی والدہ کے اونٹ کو بائیں رہا تھا تو میں نے ایک کارواں کو مکہ سے نکلتے دیکھا کہ جن کے ساتھ مکمل اسلحہ، تلواریں اور ڈھالیں تھیں تو میں نے پوچھا یہ کارواں کس کا ہے توگوں نے بتایا حسین بن علی علیہما السلام



کا ہے میں آپ کے نزدیک گیا اور سلام کیا اور عرض کیا خدا آپ کو اور آپ کا مسئول مہم  
و مقصد عطا فرمائے اور آپ کو امیدوار و نمک پہنچائے جو کچھ آپ چاہتے اور پسند  
فرماتے ہیں اسے فرزند رسول میرے مال باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں اتنی جلدی  
جج کو چھوڑ کر جا رہے ہیں فرمایا اگر میں جانے میں جلدی نہ کروں تو مجھے گرفتار کر لیں  
گے پھر آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا میں ایک عرب ہوں۔ آپ کو خدا کی  
قسم اس سے زیادہ نہ پوچھنا فرمایا جن لوگوں کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہوں ان کے بارے  
میں تمہاری اطلاع ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے آگاہ اور باخبر سے سوال کیا ہے  
لوگ آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں آپ کے حلات میں اور قضا و قدر آسمان  
سے نازل ہوتی ہے اور عرض چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ  
کہا سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں اللہ ہمارے پروردگار کی ہر روز نرالی شان ہے  
اگر اس کی قضا ہماری مراد کے موافق ہو تو ہم اسی کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر کے ادا  
کرنے میں بھی اس سے توفیق چاہتے ہیں اور اگر اس کی قضا ہمارے اور ہمارے  
کے درمیان حائل ہو جائے تو جس کی نیت حق ہے اور جس کا باطن و اندر تقویٰ ہے  
وہ تعدی و تجاوز نہیں کرتا اور اگر وہ اپنے مقصد تک نہ پہنچے تو خدا کو ملامت نہیں  
کرتا، میں نے عرض کیا جی ہاں ایسا ہی ہے خدا آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے  
اور جس چیز کا آپ کو خوف ہو اس کی کفایت کرے پھر میں نے نذر اور مناسک جج  
کے بارے میں کچھ سوالات کیے اور آپ نے ان کے جوابات دیئے اور آپ نے  
سواری کو حرکت دی اور فرمایا السلام علیک، اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے  
بعد اسی کے امام مکرہ سے خارج ہوئے۔ مکہ کے گورنر عمر بن سعید نے اپنے بھائی  
یحییٰ کو ایک گروہ کے ساتھ بھیجا اور پیغام دیا کہ آپ واپس آجائیں آپ نے اس

کی پرواہ نہ کی اور آگے بڑھ گئے یحییٰ کے ساتھیوں نے آپ کے ساتھیوں سے الگ  
 اور ٹرنے بھڑنے لگے اور ایک دوسرے کو کورسے مارے اور آپ نے اور آپ کے  
 ساتھیوں نے سختی اور پوری قوت سے انکار کیا۔

عقد انفرید میں کہتا ہے جب مکہ سے امام حسین کے خروج کی اطلاع عمر بن سعید  
 مکہ کے گورنر کو ملی تو اس نے کہا جس طرح بھی ہو سکے انھیں واپس لے آؤ۔ لوگ آپ  
 کی تلاش میں نکلے لیکن آپ تک نہ پہنچے اور واپس لوٹ آئے (ارشاد) آپ روانہ ہوئے  
 یہاں تک کہ مقام تنعیم تک جا پہنچے جو مکہ سے دو فرسخ ہے مین کی طرف سے ایک میل  
 اُترتا تھا کہ جسے بحیر بن ربیعان نے مین سے یزید بن معاویہ کے لیے بھیجا تھا کہ  
 جس کا ہمارا سپرک ذل کی مانند زور و رنگ خود بصورت دانے اور زعفران کی طرح اس  
 کی تاریں ہیں) اور بمیسی حلقے و لباس تھے۔ امام حسین نے (امام زمانہ ہونے کی حیثیت  
 سے اور یزید کے غاصب خلافت ہونے کی بنیاد پر) وہ اموال ضبط کر لیے اور  
 سار بالوں سے فرمایا جو چاہے عراق تک ہمارے ساتھ آئے اسے ہم پورا کرایہ  
 دیں گے اور اس کے ساتھ نیکی اور احسان کریں گے اور جو واپس جانا چاہے اسے  
 یہاں تک کرایہ ادا کریں گے۔ پس ایک جماعت اپنا حق و کرایہ لے کر ہمیں  
 سے واپس پلٹ گئی۔ اور جو عراق تک آئے انھیں پورا کرایہ دیا اور اس کو لباس بجا  
 دیا (کامل) پھر آپ آگے چلے یہاں تک کہ مقام صفاح تک پہنچے اور وہاں فرزدق سے  
 ملاقات ہوئی اور پھر فرزدق کا واقعہ تقریباً اسی طرح کہ جیسے گذر چکا ہے نقل کیا اور  
 صفاح ایک جگہ ہے حنین اور اس جگہ کے درمیان کہ جہاں حرم کی نشانیاں نصب  
 کی گئی ہیں بترجم کہتا ہے کہ اس روایت اور گزشتہ روایت کے درمیان کوئی  
 منانات نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صفاح تنعیم سے پہلے ہو (کامل) پھر

کہا ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنے دو نو فرزندوں عون و محمد کے ہمراہ امام حسینؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا اور اس میں تحریر کیا تھا ابا بعد آپ کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں جب آپ میرا خط پڑھیں تو واپس آجائیں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اس راستے میں ایسا اتفاق ہو کہ جس میں آپ کی شہادت واقع ہو جائے اور آپ کے اہل بیت ختم ہو جائیں اور اگر آپ اس دنیا سے چلے گئے تو زمین کا نور اور روشنی خاموش ہو جائے گی جب کہ اس وقت آپ ہی علم و نشان راستہ تلاش کرنے والوں کے لہوی و رہبر اور نمونہ کی امید گاہ ہیں۔ جانے میں جلدی نہ کیجئے۔ کیونکہ خط کے پیچھے میں بھی انشاء اللہ پہنچنے والا ہوں۔ (طبری) عبداللہ بن جعفر عمرو بن سعید بن عاص کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ امام حسینؑ کے لیے خط بھیجوا اور انہیں امان دو اور احسان و صلہ رحمی کی امید دلاؤ اور خط میں محکم عہد و پیمان دو اور جلدی و سنجیدگی کے ساتھ ان سے واپس لڑنے کی درخواست کرو تاکہ وہ واپس آجائیں اور ان کا دل سکون و آرام حاصل کرے عمرو بن سعید نے کہا آپ جو کچھ چاہیں لکھ دیں اور بیر سے واپس لائیں تاکہ میں اس پر جہر لگا دوں۔ میں جناب عبداللہؑ سے خط لکھا اور اس کے پاس سے آئے اور اس سے کہا کہ یہ خط اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے ہمراہ بھیجو تاکہ انہیں زیادہ اطمینان حاصل ہو اور یقین پیدا کریں کہ یہ خط تمہاری جانب سے ہے اور عمرو بن سعید یزید بن معاویہ کا عامل اور گورنر تھا مکہ پر،

طبری نے کہا ہے کہ یحییٰ اور عبداللہ بن جعفر آنحضرتؐ تک پہنچے اور خط انہیں پیش کیا اور آپ نے اسے پڑھا جب یہ لوگ واپس لوٹے تو بتایا کہ ہم نے یہ خط آپ کے سامنے پیش کیا اور امرار و الحاح کیا کہ شاید وہ غضب واپس آجائیں لیکن انہوں نے غرر پیش کیا کہ میں نے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

دیکھا ہے اور آپ نے مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے اور میں اس کو ضرور کروں گا چاہے مجھے نقصان ہو یا فائدہ۔ انھوں نے عرض کیا کہ وہ خواب کیا ہے فرمایا میں نے وہ کسی سے بیان کیا ہے اور نہ پھر بیان کروں گا یہاں تک تھائے پروردگار پر نازل ہوں۔ اور ارشاد کی روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن جعفر آپ سے ناامید ہو گئے تو اپنے دونوں بیٹوں عون و محمد سے کہا کہ وہ جناب کے ساتھ رہیں اور ان کے ساتھ جائیں اور ان کی محبت میں جہاد کریں اور یحییٰ بن سعید مکہ کی طرف واپس آگیا۔ طبری نے کہا ہے عمر بن سعید کا خط امام حسینؑ کی طرف اس مضمون کا تھا:

### عمر بن سعید کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم عمر بن سعید کی جانب سے حسین بن علیؑ کی طرف امام بن علیؑ خدا سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ایسی چیز سے منفرت کرے کہ جو آپ کی وفات کا باعث بنے اور آپ کی راہ صواب کی طرف رہنمائی کرے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ عراق کی طرف جا رہے ہیں اور میں آپ کو مخالفت سے خدا کی پناہ میں دیتا ہوں اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ اس طرف موت سے دوچار ہوں اور عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو میں آپ کی طرف بھیج رہا ہوں آپ ان کے ساتھ میرے پاس آجائیں۔ آپ کے لیے میرے پاس امان، صلہ رحمی، نیکی اور اچھی ہمسائیگی ہے اور خدا اس چیز میں جو میں نے لکھی ہے آپ کی طرف سے مجھ پر گواہ و شہید کفیل، نگران اور وکیل ہے والسلام علیک۔ اور امام حسینؑ نے اس کی طرف (جوابی) خط لکھا امام بن جعفر شخص خدا کی طرف دعوت دے اور اچھا اور صالح عمل بجالائے اور کہے کہ میں خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں میں سے ہوں تو اس نے خدا اور رسولؐ کی مخالفت نہیں کی اور تم نے مجھے امان دینے اور نیکی و صلہ رحمی کرنے کی دعوت دی ہے تو

بہترین امان اللہ کی امان ہے اور وہ آخرت میں اس کو امان نہیں دے گا کہ جو دنیا میں اس سے نہ ڈرتا ہو۔ ہم خدا سے امید رکھتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اس کا خوف رکھیں تاکہ وہ قیامت کے دن اس کی امان کا باعث ہو۔ اگر تمہارا مقصد اس خط سے مجھ سے صلہ رحمی اور نیکی کرنا تھا تو خدا تجھے دنیا و آخرت میں جزائے نیر دے (ارشاد) اور حضرت امام حسینؑ کا رُخ عراق کی جانب تھا اور آپ تیزی سے چل رہے تھے اور کسی چیز کی طرف مہار نہیں موڑتے تھے یہاں تک کہ آپ مقام ذات عرق میں جا آئے (ذات عرق ایک جگہ ہے جہاں سے عراق کے حاجی احرام باندھتے ہیں)۔

مولف کہتے ہیں اور امیر المومنین کے ارشاد کا مقصد اس وقت ظاہر ہوا شیخ طوسی کی امالی میں روایت کی ہے عمارۃ دہنی سے۔ اس نے کہا کہ میں نے ابو الطفیل کو کہتے سنا کہ مسیب بن نجبه امیر المومنین کے پاس آیا جبکہ اس نے عبداللہ بن سبا کا گریبان پکڑا ہوا تھا اور کشاں کشاں اُسے لارہا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا کیا ہوا ہے عرض کیا کہ یہ شخص خدا اور رسول پر جھوٹ باندھتا ہے۔ فرمایا یہ کیا کہتا ہے پھر میں نے مسیب کی گفتگو نہیں سنی البتہ میں امیر المومنین کو فرماتے ہوئے سنا۔

ہیمات ہیمات الغضب ولكن ياتيكم راكب الزعلبة يشد  
حقوها بوضيئها لم يقص تفشاً من حج ولا  
عمرة فيقتلونہ۔ لیکن تمہارے پاس تیز روناق کا  
سوار آئے گا کہ جس نے اس کے نچلے حصہ کو تنگ سے باندھا ہو گا اور حج و  
عمروہ کی تفسیر نہیں ہو گی وہ لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ آپ کی مراد اس کلام سے  
حسین بن علیؑ علیہما السلام ہیں (اور جب آپ مقام ذات عرق پر پہنچے دہن  
تو بشر بن غالب سے ملاقات کی جو عراق کی طرف سے آ رہا تھا اور اس سے عراقی

کے لوگوں کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا ہے کہ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ بنی اسد کے بھائی نے سچ بات کہی ہے جو کچھ خدا چاہے وہی ہو گا اور جو چاہتا ہے اس کا حکم دیتا ہے (ارشاد) جب عبید اللہ بن زیاد کو برہنہ کر دیا کہ حسینؑ مکہ سے کوفہ کی طرف آ رہے ہیں تو آپ نے حسین بن تمیم اپنے صاحب نثر طرہ پوس افسر کو قادیسیہ کی طرف بھیجا اور قادیسیہ اور خفان کے درمیان ایک طرف سے اللہ قادیسیہ سے قطقطانیہ تک دوسری طرف سواروں کو منتظم کیا اور پاسنگا مرتب کی۔ اور لوگوں سے کہا کہ یہ حسینؑ عراق کی جانب آ رہے ہیں۔

ابو محمد بن ابوطالب مروسی نے کہا ہے یہ خبر ولید بن عقیل مدینہ کے وزیر کو ملی کہ حسینؑ عراق کا رخ کیے ہوئے ہیں اس نے ابن زیاد کو دکھا اما بعد حسینؑ عراق کی جانب آ رہے ہیں وہ فاطمہؑ کے فرزند ہیں اور فاطمہؑ رسول خدا کی دختر نیک اختر ہیں ایسا نہ ہو کہ انھیں تو کوئی آسیب پہنچائے اور اپنے اور اپنے رشتہ داروں پر سب جان و شور کھڑا کر دے اس دنیا میں کہ جسے کوئی چیز نہیں روک سکے گی اور خاص و عام لوگ اسے گھبی بھی نہیں بھلائی گئے جنگ دنیا باقی ہے۔ لیکن ابن زیاد نے اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ریاشی سے اس کی اسناد کے ساتھ رفا نقل ہوئی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے حج کیا اور اپنے ہمسفروں سے الگ ہو گیا اور اکیلا چل پڑا اور بے راہ چلا۔ راستہ میں میری نظر کچھ خیموں پر پڑی تو میں اس طرف گیا اور پوچھا کہ یہ خیمے کس کے ہیں انھوں نے بتایا کہ حسین علیہ السلام کے ہیں۔ میں نے کہا علی و فاطمہ سلام اللہ علیہما کے فرزند کے انھوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا وہ خود کس خیمے میں ہیں انھوں نے بتایا کہ فلاں خیمے

میں۔ میں ان کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ غم کے دروازہ پر تکیہ لگائے ہوئے  
 ہیں اور ان کے سامنے خط ہے جسے پڑھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ  
 نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ میرے مال باب پر  
 پر قرمان جائیں آپ کیوں ان چیل میدانوں میں اترے ہوئے ہیں کہ جن میں نہ  
 چور پائل کے لیے چرنے کا سبزہ اور گیارہ ہے اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ فرمایا  
 ان لوگوں نے مجھے ڈرایا ہے اور یہ اہل کوفہ کے خطوط ہیں اور وہی لوگ مجھے قتل  
 کریں گے۔ جب انھوں نے ایسا کیا اور کسی حرمت کو نہیں چھوڑیں گے مگر اس  
 کو توڑ دیں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو انھیں قتل کرے گا۔  
 اور قوم امہ سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد قوم سلبہ  
 کہ جو بلقیس کے زیر دست ذلیل تھی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ قومی اختلاف ہے کہ قوم امہ مخن ہے فرام امہ سے جیسا  
 کہ انجناہ ہی سے روایت ہوئی ہے کہ آپ فرماتے تھے خدا کی قسم یہ مجھے نہیں  
 چھوڑیں گے جب تک میرا خون نہ بہائیں جب انھوں نے ایسا کیا تو خدا ان پر  
 ایسے شخص کو مستط کرے گا کہ جو انھیں فرام امہ سے زیادہ ذلیل کرے گا فرام  
 بن کتاب وہ کپڑے کا ٹکڑا ہے کہ عورت جسے مخصوص ایام میں استعمال میں لاتی ہے (ارشاد)

### امام حسین کا اہل کوفہ کی طرف خط

جب امام حسینؑ مقام حاجرہ پر پہنچے تو بطن الرمہ میں سے ہنر تو آپ نے قبی  
 بن مسہرہ صیداوی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اپنے رضاعی بھائی عبداللہ  
 بن یقظہ کو بھیجا اور ابھی تک مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر آپ کو نہیں ملی تھی اور  
 ان کو یہ خط بھیجا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے اس کے مؤمنین  
و مسلمین بھائیوں کی طرف سلام علیکم۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد و ثناء کرتا  
ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اما بعد مسلم بن عقیل کا خط مجھے ملا ہے اور اس  
نے مجھے خبر دی ہے تمہاری رائے کی اچھائی اور تمہارے اشراف و اہل مشورہ کے  
اجتماع ہماری مدد کرنے اور ہمارے حق کو طلب کرنے پر مجتمع ہو گئی ہے۔ میں اللہ عزوجل  
سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سے نیکی و احسان کرے اور تمہیں اجر عظیم دے۔ میں مشکلی کے  
دن ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ ترویج کے دن مکہ سے نکلا ہوں جب میرا بھیجا ہوا قاصد ہمارے  
پاس آئے تو اپنے کام میں جلدی کر دیا اور جدوجہد کرو کیونکہ میں انشاء اللہ انہیں دنوں  
میں پہنچ جاؤں گا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اور جناب مسلم نے اپنی شہادت سے ستائیس دن پہلے خط لکھا تھا اما بعد جو شخص  
پانی کی تلاش میں جلتے وہ اپنے قبیلہ سے جھوٹ نہیں بولتا۔ کوفہ کے لوگوں میں سے  
اٹھارہ ہزار افراد نے میری بیعت کر لی ہے پس جو وقت میرا خط آپ کو ملے تو اسے  
میں جلدی کیجئے اور اہل کوفہ نے لکھا کہ ایک لاکھ تلوار آپ کی مدد کے لیے تیار ہے  
لہذا تاخیر نہ کیجئے۔

اور قیس؟ مسٹر سعید دی آپ کا خط لیکر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قاصد  
میں پہنچے تو حصین بن غیر نے انہیں گرفتار کر کے عبید اللہ کے پاس بھیج دیا۔ عبید اللہ  
نے کہا منبر پر جاؤ اور کذاب بن کذاب کو برا بھلا کہو۔ (ملہون)

اور دوسری روایت میں ہے کہ جب کوفہ کے قریب پہنچے تو حصین بن غیر عبید اللہ  
کے مامور نے ان کا راستہ روک لیا تاکہ تلاشی لے۔ قیس نے خط نکال کر پھاڑ دیا  
حصین نے انہیں عبید اللہ کے پاس بھیجا جب اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو



اس نے کہا تم کون ہو تو انھوں نے جواب دیا میں امیر المومنین علی بن ابیطالب اور ان کے فرزند علیہما السلام کے شیعوں میں سے ایک مرد ہوں وہ کہنے لگا تو نے خط کو کیوں پھاڑ دیا کہا اس لیے تاکہ تو نہ جان سکے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اس نے کہا کس کی طرف سے تھا اور کن کے نام تھا۔ انھوں نے کہا کہ حسین بن علی علیہما السلام کی جانب سے تھا کفر کے لوگوں کی ایک جماعت کے نام کہ جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ ابن زیاد آگ بگولہ ہو گیا اور کہا خدا کی قسم تو مجھ سے الگ نہیں ہو سکے گا جب تک مجھے ان کے نام نہ بتائے یا منبر پر جاؤ اور حسین بن علی اور ان کے باپ اور ان کے بھائی علیہما السلام پر (معاذ اللہ) لعنت کرے ورنہ میں تجھے پارہ پارہ کر دوں گا۔ قیس نے کہا پس وہ قوم تو میں انکے نام نہیں بتاؤں گا البتہ لعنت کر دوں گا پس منبر پر گئے اور خدا کی حمد و ثناء کی اور پیغمبر پر درود بھیجا اور علی و حسن و حسین کی بہت زیادہ مدح و تعریف کی اور رحمت بھیجی۔ عبید اللہ بن زیاد اور اس کے باپ اور بنی اُمیہ کے سنگروں پر اول سے لے کر آخر تک لعنت و نفرین کی۔ پھر کہا اے لوگو میں حسینؑ کا قاصد ہوں تمہاری جانب اور انھیں میں نے فلاں جگہ چھوڑا ہے انکی دعوت پر لبیک کہو۔ ابن زیاد کو بتایا گیا کہ قیس نے کیا کچھ کہا ہے۔ اس نے حکم دیا اور انھیں قصر کے اوپر سے زمین پر پھینکا گیا اور وہ شہید ہو گئے (ارشاد) روایت ہوئی ہے کہ ان کے ہاتھ باندھ کر زمین پر پھینکا گیا کہ جس سے ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور ابھی کچھ رتی باقی تھے کہ ایک مرد عبدالملک بن عمیرؒ نامی آیا اور ان کا سر قلم کر دیا لوگوں نے کہا تو نے ایسا کیوں کیا اور انھوں نے اس کی مذمت کی تو وہ کہنے لگا میں نے چاہا کہ اسے آسودہ کر دوں اور راحت پہنچاؤں۔

پھر امام حسینؑ عاجز سے روانہ ہوئے عربستان کے پانیوں میں سے ایک پانی تک پہنچے کہ جہاں عبداللہ بن مطیع عدوی اڑا ہوا تھا۔ جب اس نے حسینؑ کو دیکھا تو عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اسے فرزند رسول خداؐ آپ کسی لیے آئے ہیں اور پھر انہیں اپنے پاس لے جا کر اتارا اور آپ کی پذیرائی کی۔ امام حسینؑ نے فرمایا معاذیہ مرگیا ہے جیسا کہ تمہیں بھی خبر پہنچی ہے۔ اہل عراق نے میری طرف خط لکھا ہے اور مجھے دعوت دی ہے۔ عید اللہ نے عرض کیا آپ کو واسطہ دیتا ہوں اسے فرزند رسول خداؐ آپ اسلام کی ہتک و حرمت نہ ہونے دیں۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ قریش کی حرمت اور عربوں کی حرمت و عزت کو برقرار رہنے دینا خدا کی قسم یہ ملک جو بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ اسے طلب کریں تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور جب وہ آپ کو قتل کر چکے تو اس کے بعد پھر انہیں کسی کا خوف و ڈر نہیں رہے گا۔ خدا کی قسم یہ اسلام کی حرمت ہے جو ختم ہو جائے گی اور قریش و دنیا سے عرب کی حرمت و عزت ہے ایسا نہ کیجئے اور آپ کو کفر نہ جائیں اور اپنے آپ کو بنی امیہ کی دسترس میں قرار نہ دیں۔ آپ نے کوفہ کی طرف جانے کے علاوہ سے انکار کیا۔

اور عبید اللہ کے حکم سے واقعہ کے درمیان بصرہ کے راستہ اور شام کے راستہ تک تمام راستے بند کر رکھے تھے۔ کسی کو اس خط سے گزرنے نہیں دیتے تھے نہ باہر جانے دیتے اور نہ اندر آنے دیتے۔

حسینؑ اگر ہے تھے آپ کو عراق کے بارے میں اطلاع نہیں تھی یہاں تک کہ آپ نے بادیہ نشینوں کو دیکھا اور ان سے خبر پڑھی تو وہ کہنے لگے ہم کچھ نہیں جانتے مگر یہ کہ نہ ہم اندر جا سکتے ہیں نہ باہر آ سکتے ہیں پس آنجناب اسی طرح

آئے (لہوٹ)

اور روایت ہوئی ہے کہ جب آپ خزیمہ میں اترے تو ایک شب نہ روزہ پان  
 ٹھہرے۔ آپ کی بہن جناب زینب نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا کیا میں آپ کو بتاؤں  
 کہ رات میں نے کیا سنا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا سنا ہے فرمایا آدھی رات کے وقت  
 ضرورت سے میں خیمہ سے باہر نکلی تو میں نے سنا کوئی ہاتھ کہہ رہا ہے (۱) لا  
 یاعین فاحتفلی بجہد، ومن ینبکی علی الشدا ید بعدی علی قوم تسوقہم  
 العنایا۔ بمعقدار الی انجاز وعدی۔ یعنی اے آنکھ کوشش  
 کر اور آنسو سے پر ہو جا، کون ہے جو میرے بعد ان شہداء پر گریہ کرے گا اسی  
 گروہ پر کہ جنہیں موت کیلینچ کر لے جا رہی ہے جیسا کہ خدا نے مقدر کیا ہے تاکہ  
 اسی کا وعدہ سچا ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا بہن جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ہو کے بیٹھا  
 تارخ طبری میں ہے چر حسینؑ اُسے یہاں تک کہ اس پانی تک پہنچے کہ جو  
 درود کے اوپر ہے۔

## امام کی زہیر بن قیس سے ملاقات

ابو مخنف کہتا ہے مجھے حدیث بیان کی سدی بنی فزارہ کے ایک شخص  
 سے وہ کہتا ہے کہ حجاج بن یوسف کے ساتھ ہم حادث بن ابی ریمہ کے گھر میں  
 تھے اور یہ مکان خرمہ فرزدش کے حملہ میں تھا اور زہیر بن قین بکلی کے بعد قبیلہ  
 بجیلہ میں سے بنی عمر بن یشکر سے چھین لیا گیا تھا اور اہل شام وہاں آیا کرتے  
 تھے۔ ہم اس مکان میں پھپھے ہوئے تھے۔ سدی نے کہا میں نے اس مرد فرجی  
 سے کہا مجھے اپنے امام حسینؑ کے ساتھ آنے کے بارے میں خبر دو۔ اس نے کہا  
 ہم زہیر بن قین بکلی کے ساتھ مکہ سے باہر نکلے اور راستہ میں حسین بن علی

علیہما السلام کے ساتھ ہم اکٹھے تھے۔ ہمارے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ ناخوش نہیں تھی کہ ہم کسی منزل میں انتخاب کے ساتھ اتریں جب حسین چل پڑتے تو زہیر اس جگہ رہ جاتے اور جب حسین کسی جگہ اترتے تو زہیر ان سے پہلے روانہ ہو جاتے یہاں تک کہ ایک دن ہم ایک منزل میں اترے کہ جہاں چارہ نہیں تھا سولے اس کے کہ اکٹھے ان کے ساتھ وہاں قیام کریں پس حسین ایک طرف اترے اور ہم دوسری طرف بیٹھے ہوئے تھے جو کھانا ہمارے پاس تھا اسے کھا رہے تھے کہ حسین کا قاصد آیا اور سلام کیا اور پھر اند غمیدہ کے داخل ہوا اور کہا اے زہیر حسین علیہ السلام نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں ہم ہر ایک نے جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا گرا دیا گویا کہ پرندے ہمارے سروں پر بیٹھے ہوں۔

ابو مخنف کہتا ہے وہم بہت عمر و زہیر کی زوجہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے زہیر سے کہا فرزند رسول آپ کے پاس قاصد بھیجتے ہیں اور آپ ان کے پاس نہیں جاتے سبحان اللہ اٹھو اور جاؤ اور ان کی بات سنو اور واپس آ جاؤ۔ اس خاتون نے کہا کہ زہیر میں چلا گیا اور زیادہ دیر نہ گزری کہ شاداں خنم واپس آیا اور حکم دیا کہ اپنے غمیدہ، بار اور ساز و سامان کے بارے میں کہ اے حسین کی طرف اٹھا کر لے جایا گیا اور اپنی زوجہ سے کہا "انت طالق" تمہیں طلاق ہے اپنے خاندان سے ملحق ہو جاؤ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری طرف سے تمہیں اچھائی اور خوبی کے علاوہ کوئی چیز پہنچے (ملہوف)

اور میں نے حسین کی صحبت کرنے اور ان کا ساتھ دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔ تاکہ اپنے آپ کو ان پر قربان کروں اور اپنی جان دے کر انہیں بچاؤں پھر اس

خاتون کو اس کا مال دیا اور کسی چچا زاد کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے اس کے خاندان تک پہنچا دے۔ وہ خاتون اٹھ کھڑی ہوئی اور رو کر اپنے شوہر سے اوداع کہا۔ اور کہا خدا تمہارا یاد دہاؤ اور خیر و اچھائی تیری طرف لائے اور میں آپ سے صرف یہ چاہتی ہوں کہ مجھے قیامت کے دن حسین کے نانا صلوات اللہ علیہا کے پاس یاد کرنا۔ (طبری) پھر نہ میرے اپنے اصحاب سے کہا جو شخص درست رکھتا ہے میرے ساتھ آئے ورنہ میرا اس کے یہ آخری عہد و ملاقات ہے اور میں تم سے بقیہ بیان کرتا ہوں کہ ہم نے جنگ بلنجر کی اور خدا نے ہمیں فتح نصیب کی اور ہمیں بہت سی غنائم اٹھ آئیں تو سلمان باہلی نے ہم سے کہا (لھن روایات میں سلمان فارسی ہے) کیا تم اس فتح سے خوش ہوئے ہو کہ جو تمہیں نصیب ہوئی اور غنیمتوں سے کہ جو تم نے حاصل کی ہیں۔ ہم نے کہا ہاں، تو اسی نے کہا کہ جب سید جوانان آل محمد کو درک کرو تو ان کی معیت میں ان غنائم کی نسبت جو تمہیں پہنچی ہیں زیادہ خوش ہونا لیکن میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ نہ میرے کہا سلمان ہمیشہ ان لوگوں کے آگے آگے رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ ”رضوان اللہ علیہ“

اور تقاضا میں کہتا ہے (معجم البلدان سے نقل ہے) بلنجر ہر دزن سفر جبل ایک شہر ہے بلاد خنز میں باب الابواب (بند قفاز میں) کی پشت پر کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ربیعہ نے اسے فتح کیا اور بلاوری کہتا ہے کہ سلیمان بن ربیعہ باہلی وہاں سے بھی آگے نکل گیا یہاں تک کہ بلنجر کی پشت پر فاقان اور اس کے لشکر سے دوچار ہوا اور سلمان اور اس کا لشکر جو چار ہزار افراد تھے سب مارے گئے ابتداء میں تو ترک ان سے ڈر گئے تھے اور کہتے تھے کہ یہ فرشتے ہیں، اور کوئی ہتھیار ان پر کارگر نہیں ہوتا۔ اتفاقاً ایک ترک کی جنگل میں چھپ گیا اور وہاں

سے ایک مسلمان کو تیر مارا اور اسے قتل کر دیا پھر اپنی قوم میں اس نے چیخ و پکار کی کہ یہ بھی مرتے ہیں کیوں ڈرتے ہو۔ پس انھوں نے حملہ کیا اور ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے یہاں تک عبدالرحمن مارا گیا اور مسلمان نے علم اٹھایا اور مسلسل جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے بھائی کو بلخ کے علاقہ میں دفن کر سکا اور خود باقی مسلمانوں کے ساتھ گیلان کے راستے واپس آ گیا (عبدالرحمن بن جمانہ باہلی نے کہا ہے) وان لنا قبرین قبر بلنجر، و قبر بصیستان یا لك من قبر فہذا الذی بالصین عمت فتوحہ، و ہذا الذی یسقی بہ سبل القطر (ہماری دو قبریں ہیں ایک قبر بلخ میں ہے اور دوسری چین میں ہے۔ کیا کہنا تیرا اے قبر میں یہ جو چین میں ہے یہ قبر جو چین میں ہے اس کی برکات عام ہیں اور اس دوسری قبر سے بارش برسنے کے راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔

آخری شعر سے مراد یہ ہے کہ ترکوں نے جب عبدالرحمن بن ربیعہ اور بعض کہتے کہتے ہیں کہ سلمان بن ربیعہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا تو ہر رات ان کی قتل گاہ میں نور اور روشنی کا مشاہدہ کرتے تھے اور سلمان بن ربیعہ کو انھوں نے ایک صندوق میں بند کر دیا جب خشک سالی ہوتی تو اس کے وسیلہ سے طلب باران کرتے۔

سبطی کی کتاب تذکرہ میں ہے کہ زہیر بن قین امام حسینؑ کی مصیبت میں شہید ہوئے ان کی زوجہ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ اور اپنے مولا کو کفن پہناؤ اور دفن کرو۔ وہ غلام گیا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی لاش بھی برہنہ پڑی ہے تو اس نے کہا کیا میں اپنے مولا کو کفن پہناؤں اور حسینؑ کو چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا پس وہ کفن امام حسینؑ کو پہنایا اور دوسرا کفن لاکر زہیر کو پہنایا۔ (ارشاد)

## امام کو شہادت مسلم کی خبر پہنچی

عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشعل جو دو فراسد قبیلہ کے ہیں سواہت کرتے ہیں ہم نے جج ادا کیا اور ہماری ساری ہمت یہ تھی کہ جج کے بعد راستہ میں امام حسینؑ سے جا ملے ہوں تاکہ ہم دیکھیں کہ انکا معاملہ کہاں تک پہنچا ہے پس ہم اپنے ناقابوں کو تیز چلاتے تھے یہاں تک کہ منزل زدود میں ہم آنجناب کے قریب پہنچ گئے۔ اچانک اہل کوفہ میں سے ایک شخص ظاہر ہوا جب اس نے امام حسینؑ کو دیکھا تو اس نے راستہ ٹیڑھا کر لیا۔ حضرت بھی تھوڑی دیر رک گئے گویا اس سے ملاقات کرنا چاہتے پھر آپ اسے چھوڑ کر آگے چل پڑے اور ہم بھی آگے کی طرف چلنے لگے پھر ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس مرد کے پاس ہم جائیں اور اس سے کوفہ کے حالات پوچھیں کیونکہ وہ ان سے آگاہ ہے پس ہم اس کی طرف چلے اور اس کے پاس جا کر السلام علیکم کہا اس نے کہا علیکم السلام۔ میں نے کہا تو کس قبیلہ سے ہے اس نے کہا میں اسدی ہوں۔ ہم نے کہا ہم بھی اسدی ہیں نیز انام کیا ہے اس نے کہا بکر بن فلان۔ ہم نے بھی اپنا نام و نسب اسے بتایا اور اس سے کوفہ کے لوگوں کے حالات پوچھے تو اس نے کہا ہاں میں کوفہ کی خبر کہتا ہوں۔ میں کوفہ سے نہیں نکلا مگر یہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو قتل کر چکے تھے اور میں نے دیکھا ہے کہ ان دونوں کی لاشوں کو پاؤں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹ رہے تھے پس ہم امام حسینؑ کی طرف بڑھے اور ان تک پہنچ گئے اور اکٹھے ہم جا رہے تھے یہاں تک کہ رات کے وقت آپ منزل تبلیہ میں اترے ہم آپ کے قریب گئے اور سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا تو ہم نے عرض کیا یرحمک اللہ! و خدا کی رحمت آپ پر ہو) ہمارے پاس ایک خبر ہے اگر آپ جائیں تو ہم آشکارا

بیان کریں اور اگر چاہیں تو علیحدگی میں عرض کریں۔ آپ نے ہماری طرف اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا: میری کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں ہے کیا آپ نے وہ وار دیکھا کہ جو کل رات ہماری طرف آ رہا تھا فرمایا اہل اور میں چاہتا تھا کہ اس سے کچھ پوچھوں ہم نے عرض کیا کہ ہم اس کی خبر آپ کے پاس لائے ہیں اور جو سوال آپ چاہتے تھے ہم نے کہا وہ شخص ہمارے قبیلہ کا ہے صاحب رائے سچا اور عقلمند وہ کہتا تھا میں کوثر سے باہر نہیں آیا مگر یہ کہ وہ لوگ مسلم بن عقیل اور عروہ بن ہانی کو قتل کر چکے تھے اور میں نے دیکھا ہے ان کے پاؤں پکڑ کر انھیں بازار میں گھینچ رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا "ان الله وانا اليه راجعون رحمۃ الله عليهما" ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے۔ ان دونوں پر خدا کی رحمت نازل ہو اور چند مرتبہ آپ نے ان جملوں کا تکرار فرمایا۔ پس ہم نے آپ سے عرض کیا ہم آپ کو اللہ کا واسطہ اور قسم دیتے ہیں کہ آپ اپنے اہل بیت کے ساتھ یہیں سے واپس پلٹ جائیں کیونکہ آپ کوثر میں یادو یا دور شبیر پیر و کار نہیں رکھتے۔ ہمیں خوف ہے کہ کوثر کے لوگ آپ کی دشمنی میں کھڑے ہو جائیں آنجناب نے عقیل کی اولاد کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہاری رائے کیا ہے جبکہ مسلم شہید ہو چکے ہیں انھوں نے کہا خدا کی قسم ہم واپس نہیں جائیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لیں یا وہی چیز نہ چکھیں جو مسلم نے چکھی ہے۔ پس امام حسینؑ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا کہ ان کے بغیر زندگی خوشگوار نہیں ہے۔ ہم نے معلوم کر لیا کہ آپ جانے کا عزم بالبحرم رکھتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا خدا آپ کو خیر و خوبی سے نوازے۔ آپ نے فرمایا کہ خلافت دو دفعہ پر رقم فرمائے۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا خدا کی قسم آپ مسلم بن عقیل کی طرح نہیں ہیں اگر آپ کوثر جائیں تو لوگ زیادہ سے زیادہ آپ کی طرف آئیں گے۔ آپ خاموش رہے پھر آپ منتظر رہے یہاں تک کہ جب



سحری کا وقت ہوا تو اپنے جوانوں اور غلاموں سے فرمایا زیادہ سے زیادہ پانی بھرو اور کچ کر دو۔ (ملہوت)

اور ایک روایت ہوئی ہے کہ جب صبح ہوئی تو اہل کوفہ میں سے ایک شخص کہ جس کی کیفیت ابوہریرہ ازوی مثنیٰ کو دیکھا کہ وہ آیا اور اس نے آپ پر سلام کیا اور عرض کیا اسے فرزند رسول خدا کیا چیز باعث بنی کہ آپ اللہ اور اپنے جد امجد کے حرم سے باہر نکلے۔ آپ نے فرمایا واٹھے ہو تجھ پر اسے ابوہریرہ بنی امیہ نے میرے مال پر قبضہ کر لیا تو میں نے صبر کیا مجھے بڑا بھلا کہا تو میں نے صبر کیا۔ اب وہ چاہتے تھے کہ میرا خون بہائیں تو میں دال سے نکل آیا۔ خدا کی قسم یہ تم گار گروہ مجھے قتل کرے اور خدا انھیں ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا اور ان پر نیز تلوار مقرر کرے گا اور اس شخص کو ان پر مسلط کرے گا کہ جس کے ہاتھوں قوم سب سے زیادہ ذلیل و رسوا ہونگے کہ جن کی مالک و بادشاہ ایک عورت تھی جو ان کے مال اور خون پر حکم چلاتی تھی۔

ادنیٰ شیخ اہل ابو جعفر کلینی نے روایت کی ہے حکم بن عقیبہ سے، اس نے کہا ایک شخص نے امام حسین بن علی علیہما السلام کو ثعلبیہ میں دیکھا تو آپ کے پاس آیا اور سلام کیا۔ (سلام کے جواب کے بعد) امام حسین نے فرمایا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ اس نے کہا میں کوفہ کے لوگوں میں سے ہوں۔ فرمایا اسے برادر کوئی خدا کی قسم اگر مدینہ میں میں نے دیکھا ہوتا تو جبریل کے آتار اپنے گھر میں ہماری جد امجد پر نزول وحی کے وقت میں تجھے دکھاتا اسے برادر کوئی کیا لوگوں کے علم کا سرچشمہ تو ہمارے پاس ہو پھر وہ تو علم رکھتے ہوں اور ہم نہ رکھتے ہوں یہ نہیں ہو سکتا حکم بن عقیبہ کندی کوفہ کا قاضی تھا۔ وہ ۱۱۵ھ میں فوت ہوا اہل سنت کے ہاں بلند مقام رکھتا ہے)

پھر آپ چل پڑے جب منزل زبالہ میں پہنچے تو آپ کو عبداللہ بن یقظہ کی شہادت

کی خبر ملی (ملہوف) اور ایک روایت ہے کہ مسلم کی شہادت کی خبر ملی (ارشاد) اور آپ نے دہاں ایک تحریز نکالی اور لوگوں کے سامنے پڑھی۔ ابا بکر ہمیں جانسوز اور دل خراش خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقظہ شہید کر دیے گئے ہیں اور ہماری پیروی کا دم بھرنے والوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جو شخص تم میں سے واپس جانا چاہے تو اس کے لیے کوئی مانع و حرج نہیں ہے۔ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے پس لوگ پراگندہ اور منتشر ہو گئے اور دائیں بائیں کا راستہ لیا صرف وہی لوگ گئے کہ جو دینہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے یا تھوڑے سے دوسرے افراد کہ جو راستہ میں آپ سے اٹلے تھے۔

آپ نے یہ حکم اس لیے کیا کیونکہ اعراب میں سے کچھ لوگ یہ خیال کیے ہوئے تھے کہ آپ ایسے شہر کی طرف جارہے ہیں کہ جس میں آپ کا معاملہ ٹھیک ٹھاک ہو چکا ہے اور اس شہر کے لوگ آپ کے تابع فرمان ہو چکے ہیں لہذا آپ انہیں چاہتے تھے کہ آپ کے ہمراہ رہیں مگر وہ لوگ کہ جو جانتے ہیں کہ کیا درپیش ہونے والا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ شاید یہی وجہ تھی کہ آپ حضرت یحییٰ بن زکریا کو بہت زیادہ یاد کرتے تھے جو اس طرف اشارہ تھا کہ آنجناب بھی شہید کر دیے جائیں گے اور آپ کا سر بھی بطور ہدیہ لے جائیں گے جیسا کہ حضرت یحییٰ کا سر لے جایا گیا تھا اور مناب میں علی بن الحسین سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم امام حسینؑ کے ساتھ نکلے اور آپ کسی منزل میں نہیں اترتے تھے اور کوچ نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کا ذکر کرتے اور ایک دن فرمایا خدا کے ہاں دنیا کی پستی میں سے یہ امر ہے کہ حضرت کا یحییٰ کا سر بنی اسرائیل کے زنا کاروں میں سے ایک زنا کار کے پاس بطور ہدیہ لے جایا گیا۔

حبیب المیرزا مسطور ہے کہ جب آنحضرت منزل زبالہ میں پہنچے تو عمر بن سعد بن ابی قحاص کا قاصد آپ کی باگاہ میں شرف یاب ہوا اور اس کا خط آپ کو پہنچایا اور مسلم ابن عروہ کی شہادت اور قیس مسہر کا واقعہ تحقیق پذیر ہوا۔

اور ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے جب آنحضرت منزل زبالہ میں پہنچے تو محمد بن اشعث اور عمر بن سعد کا بھیجا ہوا قاصد آپ کو ملا اور وہ خط کہ جس کے لکھنے کی خواہش حضرت مسلم نے ان دونوں سے کی تھی لے آیا کہ جناب مسلم کا معاملہ کہاں پہنچا اور اہل کوفہ نے بیعت کرنے کے بعد انہیں چھوڑ دیا اور جناب مسلم نے یہ خواہش محمد بن اشعث سے کی تھی جب آپ نے خط پڑھا اور خبر کی صحت اٹسکار ہوئی تو جناب مسلم اور بانی کی شہادت آپ پر سخت ناگوار گزری اور اس قاصد نے قیس بن مسہر کی شہادت کی خبر بھی بتائی اور آنجناب نے قیس کو بطن الرمہ سے بھیجا تھا۔

اور لوگوں کا ایک گروہ راستہ کی مختلف منزلوں سے آپ کے ہمراہ ہو گیا تھا۔ اس گمان سے کہ آپ کے کوفہ میں یا روم و گار موجود ہیں۔ جب جناب مسلم کی عمر اٹھو نے سنی تو وہ لوگ منتشر ہو گئے اور آپ کے ساتھ سوائے خاص اصحاب کے کوئی باقی نہ رہا۔

راشداں جب بحری کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بہت سا پانی لے لیں اور پھر آپ راستہ پر چل پڑے۔ جب بطن العقبہ سے گزر گئے تو زبول اجلال فرمایا۔ مئی مکرمہ میں سے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ جس کا نام عمرو بن لڑوان تھا اس نے آنجناب سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے جسین نے جواب دیا کہ کوفہ! بوڑھے شخص نے عرض کیا آپ کو خدا کی قسم ہے واپس پلٹ جائیں کیونکہ سوائے نیزہ کی انیوں اور تلواروں کی دھار کے آپ کے آگے کچھ نہیں۔ یہ لوگ کہ جنہوں نے

آپ کے پاس خط و قاصد بھیجے ہیں اگر انھوں نے جنگ و قتال کے رنج و تکلیف کی آپ سے کفایت کر لی اور سارے معاملات ٹھیک کر لیے ہوتے پھر آپ ان کے پاس جاتے تو با صواب اور درست بات مثنیٰ لیکن ان حالات میں جو میں نے عرض کیے ہیں میری رائے یہ نہیں ہے کہ آپ اس طرف جائیں امام حسینؑ نے فرمایا کہ اسے بندہ خدا درست رائے مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن فرمان الہی پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ پھر فرمایا خدا کی قسم یہ لوگ مجھے نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا خون نہ بہائیں اور جب ایسا کریں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کر دے گا کہ یہ لوگ لوگوں کے تمام گروہوں سے زیادہ دلیل و خوار ہو جائیں گے۔

اور شیخ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولیہ قمی عطا اللہ مرقدہ نے روایت کیا ہے ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق سے کہ جب حضرت حسین بن علیؑ عقبہ بن ابی معیط کے اوپر گئے تو اپنے اصحاب سے فرمایا میں اپنے آپ کو شہید ہوا دیکھ رہا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کس طرح اسے ابو عبد اللہ۔ فرمایا میں نے ایک غلاب دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا وہ کیا تھا۔ فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ کچھ کتے مجھے پھر پھاڑ رہے ہیں کہ جن میں ایک سفید سیاہ داغوں والا کتا زیادہ شدت سے حملہ آور تھا۔ پھر آپ منزل شرافت تک تشریف لے گئے۔



## سید الشہداء سے ملاقاتِ حُر

### حضرت سید الشہداء سے حُر بن یزید ریاحی کی ملاقات اور حُر کا آپ کو کوفہ کی طرف جانے سے روکنا

(ارشاد) پھر امام دوم پیر تک چلتے رہے تو اس وقت ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیکر کہی حسینؑ نے فرمایا اللہ اکبر۔ تو نے بیکر کیوں کہی ہے۔ تو اس نے کہا مجھے کھجوروں کے درخت نظر آ رہے ہیں۔ اصحاب میں سے ایک گروہ نے کہا غلط کی قسم ہم نے اس جگہ کبھی بھی کھجوروں کے درخت نہیں دیکھے۔ تو آپ نے فرمایا پھر تم لوگوں کا کیا حال ہے انھوں نے عرض کیا ہمارا گمان ہے کہ گھوڑوں کی کنوتیاں ہیں فرمایا میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے پوچھا کہ یہاں کوئی پناہ گاہ ہے کہ جسے ہم پس پشت قرار دیں اور ان لوگوں سے ہم ایک ہی جانب سے رو بہ رو ہوں۔ انھوں نے عرض کیا جی ہاں اس طرف ذومُسم (پھاڑ) ہے (مُسمِ حاء کے پیش اور سین کی زبریا دونوں کے پیش کے ساتھ ایک پہاڑ ہے اور بعض نسخوں میں حمی برد زن ذکر ہے) آپ بائیں طرف چلیں اگر ان سے پہلے دہاں آپ پہنچ گئے تو مقصد حاصل ہو جائے گا پس آپ بائیں طرف مڑ گئے اور ہم بھی بائیں طرف روانہ ہوئے۔ مٹھوڑی دیر میں گھوڑوں کی گردنیں نمایاں ہو گئیں اور ہم نے تشخیص کر لی۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہم نے راستہ مڑ لیا ہے تو وہ بھی ہماری طرف مڑ آئے ان کے نیزوں کی انیاں شہد کی مکھٹیوں کی طرح اور ان کے جھنڈے پرنندوں کے پردوں کی مانند

تھے۔ ہم دوسرے کی طرف چلے اور ان سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ اور امام نے حکم دیا اور نیچے اور تختائیں نکا دیں اور وہ لوگ جو کہ ایک ہزار کے لگ بھگ سوار تھے حُر بن یزید تمیمی کے ہمراہ آ رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے نزدیک آکر کھڑے ہو گئے مین و سپہ کی گرمی میں امام حسین اور آپ کے صحابہ نے عملے سر پر باندھے اور تلواریں حائل کی ہوئی تھیں۔ امام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس جماعت کو پانی پلاؤ مردوں کو سیراب کرو اور گھوڑوں کو وقفہ وقفہ سے پانی پلاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا کاسے اور طشت لاتے اور پانی سے پُر کرتے اور گھوڑوں کے پاس لے جاتے۔ جب وہ گھوڑا تین چار یا پانچ مرتبہ پانی پی لیتا تو اس سے ہٹا کر دوسرے گھوڑے کے پاس لے جاتے یہاں تک کہ سب گھوڑوں کو پانی پلایا۔

علی بن طحان عمار بنی نے کہا میں اس دن حُر کے ساتھ تھا اور سب سے آخر میں وہاں میں آیا۔ جب حسینؑ نے میری اور میرے گھوڑے کی پیاس کو دیکھا تو فرمایا راویہ کو بٹھاؤ۔ میں آپ کا مقصد نہ سمجھ سکا کیونکہ ہماری زبان میں راویہ مشک کو کہتے ہیں جبکہ حجاز کی زبان میں راویہ اس اونٹ کو کہتے ہیں کہ جس پر مشکیں لاتے ہیں۔ اور مشک کو بٹھایا تو نہیں جاتا۔ جب امام متوجہ ہوئے۔ میں نہیں سمجھا تو فرمایا بیٹے اس اونٹ کو بٹھاؤ (کہ جس پر پانی کی مشک تھی) تو میں نے اونٹ کو بٹھا دیا فرمایا پانی پی لو۔ میں عینی کو شمش کرتا تھا پانی پینے کی، پانی باہر گرتا تھا۔ امام حسینؑ نے فرمایا اخنث السقاء یعنی مشک کو اٹھاؤ۔ میں نہ سمجھ سکا کہ کیا کروں آپ خود اٹھے اور مشک کو اٹھایا اور میں نے پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پانی پلایا حُر بن یزید قادیسیہ سے آیا تھا اور عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن تمیم (اکثر روایات میں تمیم کی جگہ فیر ہے) کو بھیجا تھا اور قادیسیہ میں بٹھایا تھا اور حُر بن

یزید کے بارے میں کہا تھا کہ اسے مقدمہ کے طور پر امام کی طرف آگے بھیجیں اور جو  
 اسی طرح امام کے سامنے کھڑا تھا۔ نماز ظہر کے وقت تک آپ نے حجاج بن مسروق  
 سے فرمایا کہ وہ اذان کہیں۔ انھوں نے اذان کہی اور اقامت کے وقت امام باہر تشریف  
 لائے آپ نے تہبذ روار اور نعلین پہنے ہوئے تھے۔ خدا کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا  
 اے لوگو میں تمہاری طرف نہیں آیا جب تک تمہارے خطوط میرے پاس نہیں پہنچے  
 اور قاصد نہیں آئے کہ ہمارے پاس آئے، ہم امام نہیں رکھتے۔ شاید آپ کی وجہ سے  
 خدا ہمیں صواب و دوستی اور حق پر جمع کر دے اور اگر اسی عہد و پیمان پر تم استوار اور  
 پکے ہو تو بیان کرو تا کہ میری جس باعث اطمینان ہو اور اگر اس عہد پر تم باقی نہیں رہے  
 اور میرے آنے کو تم ناپسند کرتے ہو تو میں اس جگہ سے واپس چلا جاتا ہوں اور جہاں  
 میں تھا وہیں جاتا ہوں کسی نے آپ کے جواب میں کوئی لفظ نہ کہا تو آپ نے مؤذن سے  
 فرمایا کہ اقامت کہو اس نے غازی کی اقامت کہی تو آپ نے حجر سے فرمایا تم اپنے ساتھیوں  
 کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہو۔ حجر نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم بھی آپ کی اقتداء میں نماز  
 پڑھیں گے۔ پس امام حسینؑ نے نماز پڑھائی اور انھوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی  
 پھر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد ہو گئے  
 اور صراچی جگہ واپس گیا اور اس خیمہ میں داخل ہوا جو اس کے ساتھیوں نے اس کے  
 لیے نصب کیا تھا اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ اس کے گرد بیٹھ گیا اور باقی  
 اپنی صفوں میں چلے گئے اور ہر ایک نے اپنے گھوڑے کی پکڑ لی اور اس کے سایہ  
 میں بیٹھ گیا۔

جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کوچ  
 کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ تو انھوں نے تیاری کر لی پھر اپنے مؤذن کو اذان کا حکم

دیا تو اس نے عصر کے لیے اذان اور اقامت کہی تو امام حسینؑ سے آگے بڑھنے کی خواہش  
 کی گئی۔ آپ کھڑے ہوئے اور ان سب کو نماز پڑھائی اور سلام کہا پھر آپ نے انکی  
 طرف رخ پھیرا اور خدا کی حمد و ثناء کی اور اس کے بعد فرمایا اے لوگو خدا سے  
 ڈرو اور اہل حق کے حق کو پہچانو تو خدا زیادہ سے زیادہ تم سے راضی ہوگا اور علم بل  
 بیت محمد زیادہ اولویت و استحقاق رکھتے ہیں۔ اس امر خلافت کے درپے ہونے  
 کا ان لوگوں سے کہ جو اس مقام کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ان کا حق نہیں  
 ہے جو تہار سے درمیان ظلم و تجاوز کی رفتار چلتے ہیں اور اگر تم حق کا انکار کرتے ہو  
 اور ہمیں پسند نہیں کرتے اور ہمارے حق کو نہیں پہچانتے اور اب تمہاری رائے اس  
 سے مختلف ہے کہ جو کچھ تم نے خطوط میں لکھ بھیجا تھا اور جو کچھ تمہارے قاصدوں نے  
 کہا تھا تو میں تمہارے پاس سے واپس چلا جاتا ہوں۔ مرنے کہا خدا کی قسم کہ میں ان  
 خطوط اور قاصدوں کو جن کے بارے میں آپ فرماتے ہیں نہیں جانتا۔ امام حسینؑ  
 نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص سے فرمایا اے عقبہ میں سمان اس شخص  
 کو کہ جس میں ان کے خطوط ہیں لے آؤ وہ خطوط سے بھری ہوئی عربی لے آیا اور  
 آپ کے سامنے ڈال دی مرنے کہا کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کہ غبنوں نے  
 یہ خطوط دکھے ہیں۔ ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم آپ کو دیکھیں آپ سے جواب نہ  
 ہوں یہاں تک کہ آپ کو کوہم میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جائیں۔ امام حسینؑ  
 نے فرمایا تمہاری موت اس کی نسبت تمہارے زیادہ نزدیک ہے۔ پھر آپ نے اپنے  
 ساتھیوں سے فرمایا سوار ہو جاؤ وہ سوار ہو گئے اور آپ کے رہے یہاں تک  
 کہ غواتین بھی سوار ہوئیں اور آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ واپس چلو جب انھوں  
 نے واپس پلٹنا چاہا تو اس لشکر نے ان کا راستہ روک لیا تو آپ نے فرمایا اے مرنے



تیری مال تیرے ماتم میں روئے کیا چاہتے ہو۔ حُرنے کہا اگر کسی اور عرب نے یہ کلمہ مجھ سے اس حالت میں کہا ہوتا تو میں بھی اس کی مال کا نام لیتا۔ وہ کوئی بھی ہوتا لیکن آپ کی والدہ گرامی کا نام نہیں لیا جاسکتا مگر بہترین صاحبِ طریقہ سے۔ امام حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم میں تیرے ساتھ نہیں آؤں گا۔ حُرنے کہا خدا کی قسم میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ تین مرتبہ ان جملوں کا تکرار ہوا جب گفتگو دراز ہوئی تو حُرنے کہا مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ہے۔ میں اتنی تعداد پر مامور ہوں کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ میں آپ کو کوفہ سے جاؤں۔ اب جبکہ آپ کو فہ جانے سے انکار کرتے ہیں۔ تو ایسا راستہ انتخاب کیجئے کہ نہ آپ کو فہ کی طرف جائیں اور نہ مدینہ کی طرف پلٹیں اور ایسا راستہ عدالت کا طریق ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان یہاں تک کہ میں امیر کو خط لکھوں اور آپ یزید یا عبداللہ کو خط لکھیں کہ شاید خدا کوئی ایسا امر پیش کرے کہ میں بغیر گزند پہنچائے چھوٹ جاؤں اور آپ کے کام میں مبتلا نہ ہوں لہذا اس راستہ پر چل پڑیں۔ آنجناب عذیب و قنادسیہ کے راستہ بائیں طرف گھوڑے کی بھاگ موڑی اور اپنے ساتھیوں کیساتھ آپ کے ساتھ جدا ہوا۔

### امام حسینؑ کا خطبہ پڑھنا

طبری کہتا ہے کہ ابو مخنف نے عقبہ بن ابوالنجر اور سے نقل کیا ہے کہ حسینؑ نے مقام بیضہ میں اپنے اصحاب اور حُر کے ساتھیوں کے سامنے ایک خطبہ دیا۔ خدا کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا اے لوگو! پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا جو شخص کسی جابر بادشاہ کو دیکھے کہ وہ محرماتِ الہی کو حلال کر رہا ہے اور خدا کے عہد کو توڑ رہا ہے اور رسولِ خداؐ کی سنت کی مخالفت کرتا ہے اور اس کی رفتارِ خدا کے بندوں کے ساتھ ظلم و ستم اور گناہ کی ہوتو جو شخص اس کا انکار نہ کرے گرفتار و کردار کے ذریعہ خدا پر

لازم ہے کہ جس جگہ وہ اس ظالم کو لے جائے گا اس شخص کو بھی لے جائے گا اور بنی امیہ کے اس گروہ نے شیطان کے فرمان کی پیروی کی ہے اور خدا کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور فتنہ و فساد کو کھڑا کیا ہے حد و خدا کو محفل کر دیا ہے فنی اور غنیمت کے مال کو اپنے اندر منحصر کر لیا ہے حرام خدا کو حلال اور حلال خدا کو حرام قرار دیا ہے اور میں سب سے پہلے شخص ہوں لوگوں میں سے انہیں نہی کرنے اور روکنے والا اور تم نے میری طرف خطوط لکھے ہیں اور تمہارے قاصد ایلچی میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے اور مجھے دشمن کے پُروہنیں کر دو گے اور نہ ہی تمہارا چھوڑا دو گے اب اگر تم اپنی بیعت اور اپنے عہد و پیمان پر قائم ہو تو صواب و درستی کی راہ جی ہے میں حسین ہوں علی وفاطہ و خضر و سوسنہ اصوات اللہ علیہم کا بیٹا نفسی مع انفسکم و اہلی مع اہلیکم فلیکم فی اسوۃ میں خود تمہارے ساتھ ہوں اور میرا خاندان تمہارے خاندانوں کے ساتھ ہے اور میں سر مشق، موزنہ اور عمل ہوں تمہارا زندگانی میں یعنی ہم فنی مال و غنیمت کو اپنے ساتھ مخصوص نہیں کریں گے اور اپنے خاندان پر اسے صرف نہیں کریں گے بلکہ تم میں سے ایک عام شخص کی طرح زندگی بسر کریں گے تاکہ تم ہماری تائیدی اور اقتداء کرو اسرار و تحمل کے ترک کرنے میں اور اگر ایسا نہیں کرتے ہو اور اپنے عہد و پیمان پر استوار و پکے نہیں ہو اور اس کو توڑتے ہو اور بیعت کا جو اپنے سے اتارتے ہو تو مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ یہ بات تم سے کوئی عجیب و غریب نہیں ہے، تم نے میرے باپ، بھائی اور چچا زاد (مسلم کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جو شخص تمہارے دھوکہ میں آجائے وہ فریب خوردہ اور ناتجربہ کار ہے تم اپنے بخت سے روگردان ہو کر ہو اور اپنا حصہ اپنے ہاتھ سے دھو بیٹھے ہو جو شخص عہد و پیمان کو توڑے تو پیمان شکنی کا نقصان خود اسی کے لیے ہے اور

خدا عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 (طبری) عقبہ بن ابی العفیر کہتا ہے کہ امام حسینؑ ذی حم پہاڑ والی جگہ کھڑے ہوئے  
 اور خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے اللہ! کہ تو انہ قد نزل عن الامر ما قد ترون و ان  
 الدنيا قد تنکرت و ادبر معروضها و استمرت حذاء قلم یسبق  
 منها صباۃ کعباۃ الاناء خسیس عیش کالمرعی الویل الا  
 ترون ان الحق لا یعمل به و ان الباطل لا یتناهی عنه لیرغب  
 المؤمن فی لقاء اللہ محققا فی لا اری الموت الا شہادۃ و لا

الحیۃ مع الظالمین الا بر ما

اس خطبہ کی انتہا کی فصاحت و بلاغت مانع ہوئی کہ میں عربی کو یہاں ذکر نہ کر دوں اور  
 ترجمہ پر قناعت کر دوں، یعنی ایسا کام درپیش ہے کہ جسے تم دیکھ رہے ہو اور دنیا  
 و دگرگوں ہو گئی ہے اس کی نیکی اور اچھائی پشت پھیر ہو چکی ہے اور جلدی سے گزرنے لگی  
 ہے اس میں سے نہیں باقی رہا مگر تپھٹ باقی مثل اس پانی کے جو کسی برتن کی تہذیب  
 رہ جاتا ہے اور پست و ناچیز زندگی مثل ناگوار چراگاہ کے، کیا دیکھ نہیں رہے ہو  
 کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے اجتناب نہیں کیا جاتا۔ مومن کو چاہیے کہ وہ  
 حق جو اور پردہ روگار کی نفاذ کی طرف راغب ہو اور میں موت کو سعادت شہادت کے  
 علاوہ کچھ نہیں سمجھتا اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو سوائے دل تنگ  
 ہونے اور قابل تعزیت نہ ہونے کے کچھ نہیں سمجھتا۔ راوی کہتا ہے کہ زبیر بن عیینہ  
 کھڑے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا آپ لوگ بات کریں گے یا میں بات  
 کر دوں۔ انھوں نے کہا آپ ہی بات کریں۔ پس انھوں نے خدا کی حمد و ثنا کی اور  
 عرض کیا اے فرزند رسول خدا! خدا آپ کی خیر و بھلائی کی طرف راہنمائی فرمائے۔ آپ

کی گفتگو میں نے سنا ہے خدا کی قسم اگر دنیا جاودانی اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہوتی اور ہم بھی ہمیشہ اور جاودانی اس میں رہتے اور صرں آپ کی مدد و نصرت اور آپ سے مواستائے کے لیے ہمیں اس جہاں سے مفارقت کرنا پڑتی تو پھر بھی ہم آپ کے ساتھ دنیا سے باہر نکلنے کو آپ کے بغیر دنیا میں رہنے پر ترجیح دیتے ہیں امام حسینؑ نے ان کے لیے دعا کی اور انہیں اچھا جواب دیا۔ (ملہون)

ایک روایت میں ہے کہ بلال بن نافع بجلی تیزی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے خدا کی کہ ہم تقاد پروردگار کو ناپسند نہیں کرتے اور ہم اپنی سے نیقوں اور بصیرتوں کے ساتھ اس کو دوست رکھتے ہیں جو آپ کو دوست رکھے اور ہم اس شخص کے ہم دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہے،

اور بزرگترین خفیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا خدا کی قسم اے فرزند رسول خدا خدا نے ہم پر احسان کیا ہے آپ کے وجود و وجود کا کہ ہم آپ کے سلسلے جہاد و کارزار کریں اور وہ ہمارے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور پھر آپ کے مانا جان قیامت کے دن ہمارے شفیع ہوں (کامل) اور مسلسل حسینؑ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ سے کہتا تھا خدا کے لیے اپنی جان کی حفاظت کیجئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ جگ کریں گے تو قتل ہو جائیں گے حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا کیا مجھے موت سے ڈرتے ہو اور کیا اگر تم لوگوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم پر موت نہیں آئے گی اور وہ ہتھیں پھپھڑ سے گی اور میں وہی بات کہتا ہوں کہ جو قبیلہ اوس کے ایک شخص نے اپنے چچا زاد سے کہی تھی جب چاہتا تھا کہ پیغمبر اسلام کی مدد کرے اور اس کا چچا زاد اُسے ڈراتا تھا اور کہتا تھا کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے تو اس نے جواب میں کہا:

سامضی وما بالموت عار علی الفتی ۱۰ اذ انوٰی حقا

و جاهد مسلماً و اسی الرجال الصالحین بتقسیمه و فاروق  
 مثبوراً و خالف مجرماء فان عشت لم اندم  
 و ان مت لم الم = کفی بک ذل ان تعیش و ترغما  
 ” یعنی میں عنقریب جاؤں گا اور جو افراد کے لیے موت کوئی ننگ و عار نہیں ہے اگر  
 اس کی نیت حق ہو اور خلوص کے ساتھ کوشش کرے اور نیکو کار اور صالح لوگوں کے  
 ساتھ اپنی جان کے ساتھ مواسات کرے اور ہلاک و تباہ کار سے جدا رہے اور مجرم  
 کا مخالف رہے۔ پس اگر میں زندہ رہا تو میرے کوئی ملامت و پشیمانی نہیں ہے اور  
 اگر میں مر گیا تو مجھے ملامت نہیں کریں گے۔ یہ وقت تمہارے لیے کافی ہے کہ زندہ  
 رہو اور ذلیل و خوار ہو اور ناکامی کا سامنا کرو؛

جب مرنے آپ سے یہ گفتگو سنی تو آپ سے کافی دُور ہو گیا اور اپنے ساتھیوں  
 کے ساتھ ایک طرف سے چلنے لگا اور حسینؑ دوسری طرف سے (طبری و کامل)۔  
 یہاں تک کہ مُذِیْبِ ہجانات تک پہنچے اور وہ جگر نمان بن منذر کے گھوڑوں  
 کی چڑا گاہ مٹی لہذا اسے ہجانات کی طرف نسبت دی گئی دہجان بے اصل گھوڑے  
 اور اصیل اونٹ کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ عراق کی سرحد ہے اور پاس گاہ اور فارس  
 کی سرحد ہے وہیں تھے جو قادیسیہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے) اچانک چار  
 سوار نمودار ہوئے اور وہ نافع بن ہلال، مجمع بن عبداللہ، عمر بن خالد اور طراح تھے  
 اور نافع بن ہلال کے گھوڑے کو بغیر سوار کے ساتھ لا دے تھے کہ جس کا نام کامل  
 تھا اور طراح بن عدی ان کا رہنما اور ذلیل تھا یہاں تک کہ امام حسینؑ تک آپہنچے اور  
 بعض مناقب میں ہے کہ جب طراح کی نگاہ امام حسینؑ پر پڑی تو یہ رجز پڑھنے شروع  
 کیے۔

یا ناقتی لا تزعمی من زجری      واحضی بنا قبل طلوع الفجر  
 غیر کبان و خیر سفری تعلی بالکریم النحر      الماجد العرس حبیب الصدور  
 اتی به الله لحیر امر      لمة ابقاه بقاء الدهر  
 ال رسول الله ال الفخر      السادة البیض الوجوه الزهر  
 الطاعنین بالرماح السحر الضاربین بالسوالتور - یا مالک النفع معاً والضرر  
 ایدحینا سیدی بالنصر      علی الطغاة من بقایا الکفر علی اللعینین  
 یزید لا زال حلیف الخمر      وابن زیاد عمرو بن العور  
 اسے میرا ناقہ میرے ہنکائے سے نہ ڈر اور طلوع فجر سے پہلے ہمیں پہنچا دے اچھے  
 کارواں کے ساتھ کہ جو بہترین مسافر ہیں یہاں تک کہ تو جاتا رہے با بصیرت جو ان مرد  
 کے پاس جو بزرگوار چوڑے سینہ والا ہے کہ جسے خدا بہترین کام کے لیے لایا ہے  
 جو مونس و مددگار ہے خدا سے رہتی دنیا تک باقی رکھے رسول اللہ کا خاندان خاندان  
 فخر و مہابت ہے سفید درختاں چہروں والے سردار ہیں جو گندم گوں نیزوں سے  
 اور کاٹنے والی تلواروں سے دشمنوں کو مارتے ہیں اسے وہ ذات جو نفع و نقصان  
 کی مالک ہے اپنی مدد و نصرت سے حسینؑ کی تائید فرما ایسے سرکش دشمنوں کے  
 خلاف کہ جو کفر کے بقیہ ہیں ابوسفیان کے دو بیٹوں پر یزید کہ جو ہمیشہ شراب  
 پیتا ہے اور ابن زیاد جو حرام کار اور حرام زادہ ہے، بھار الانار میں ایک اور طرح سے  
 نقل کیا ہے کہ پھر امام حسینؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے  
 کوئی ایسا شخص ہے کہ جو شاہراہ کے علاوہ دوسرے راستہ کو جانتا ہو تو طراح نے  
 کہا ہاں اُسے فرزند رسولؐ میں راستہ بتاؤں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ آگے چلو پس  
 طراح آگے چلنے لگا اور آنجناب اپنے ساتھیوں کے ————— ساتھ اس کے

پہچھے جا رہے تھے تو اس نے یہ رجز پڑھ کر پھر مجلسی نے گذشتہ اشارہ نقل کیے ہیں اور مناقب شہر آشوب میں ہے کہ امامؑ نے شاہراہ کے علاوہ کراستہ پوچھا اور دلیل دہنا طلب کیا تو طرح بن عدی لائی نے عرفی کیا میں راستہ جانتا ہوں اور وہی رجز پڑھ لگا اور کمال الزپارۃ سے منقول ہے سند کے ساتھ ابو الحسن رضاؑ سے جس وقت امام حسینؑ رات کے وقت سفر کر رہے تھے جب آپ عراق کی طرف سفر کر رہے تھے تو ایک شخص رجز پڑھ رہا تھا اور وہ کہتا تھا یا ناقتی الخ

اور مقتل ابن نمائیں کہتا ہے کہ حرامام حسینؑ کے آگے گئے جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا یا ناقتی اور پھر انہی اشارہ کو ذکر کیا ہے الی بہ اللہ لخییر امر یک مترجم کہتا ہے اشارہ کے مضامین پہلی روایت کے ساتھ کہ جو طبری اور کمال سے نقل ہوئی ہے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ امام حسینؑ اپنے سے بہتر کی طرف نہیں جا رہے تھے لیکن لیکن طراح کے ساتھی اپنے سے بہتر کی طرف جا رہے تھے۔ یہ اخبار حقی بالکرم السحر۔ اس بات کی دلیل ہیں کہ طراح کے ساتھی ایک کرم شخص کا قصد کرتے ہیں اور کوفہ سے امام کی خدمت میں تشریف کے عزم و ارادہ سے آئے ہیں۔

(طبری اور ابن اثیر) جب یہ حضرات امام حسینؑ تک پہنچے تو عمر نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا کہ یہ چند اشخاص کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ میں انہیں اپنے پاس رکھتا ہوں یا کوفہ کی طرف واپس بھیجتا ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرنے دوں گا اور جس گزند اور مصیبت سے میں اپنی حفاظت کروں گا ان کی بھی کروں گا کیونکہ یہ میرے یار و انصار اور امان افراد کے بمنزل ہیں کہ جو میرے ساتھ مدینہ سے آئے ہیں اگر اس عہد و بیان پر کہ جو تو نے مجھ سے باندھا ہے ثابت ہے تو ان سے دستبرار ہو جاؤ ورنہ میں تجھ سے جنگ کروں گا تو فر دستبرار ہو گیا۔

امام حسینؑ نے ان سے پوچھا کہ تجھے چھوڑا نے دے لوگوں کی خبر بتاؤ تو جمع بن عبداللہؓ ماؤزی نے جو کہ اس جماعت میں سے ایک تھا کہا اشرف اور بڑے لوگوں کو بہت بڑی رشوتیں دی گئی ہیں اور ان کی آنکھیں مال سے پرگردی گئی ہیں تاکہ ان کے دل بھی امیر کی طرف جھک جائیں اور ایک سرور و کھلی طہ پر ان کی طرف مائل ہو جائیں اور ایک دل ہو کر اور ایک جہت ہو کر آپ کے دشمن ہو جائیں اور آپ پر ظلم و ستم کرنے پر مجتمع ہو جائیں باقی رہند دوسرے لوگ تو ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن کل ان کی تلواریں آپ کے روبرو کھچی ہری گئی اور پھر آپ نے اپنے قاصد قیس بن مسہر صیداوی کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا جی ہاں حصین بن تمیم نے انھیں گرفتار کر لیا تھا اور ابن زیاد کے پاس بھیجا تھا اور اس نے حکم دیا تھا کہ وہ آپ پر اور آپ کے والد گرامی پر (معاذ اللہ) لعنت کریں۔ قیس منبر پر گئے اور آپ پر اور آپ کے والد محترم پر لعنت و مردود بھیجا اور ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور لوگوں کو آپ کی لعنت پر دم دکر کرنے کی دعوت دی اور آپ کے آنے کی خبر دی پس ابن زیاد کے حکم پر انھیں قعر الامارہ کی پھت سے نیچے پھینکا گیا۔ امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ جنھیں آپ روک نہ سکے اور اس آیت کی قرات کی:

فَتَنَّهُمْ مِنْ قَضَىٰ نَحْبِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَقِظُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ لِمَا يُبَدِّلُ ۚ وَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ  
 مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْقُرْآنِ ۚ وَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ وَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ وَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ  
 كَرَفَىٰ ۚ تَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ وَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ وَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ وَبَدَّلُوا بِكِبَالٍ ۖ  
 بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فِي مَسْئَرِ رَحْمَتِكَ وَغَاثِبِ مَذْخُورِ تَوَابِكَ ۖ

خدا یا ہمارے ادا انکے لیے جنت اتر۔ نے کی جگہ قرار دے اور ہمیں اور انھیں اپنی رحمت کے بلے قرار اور اپنے ذخیرہ شدہ فائز ثواب کی جگہ میں جمع کر



دے۔ پھر طرح بن عدی آپ کے قریب آئے اور کہا میں آپ کے ساتھ بہت  
 ہی کم لوگ دیکھ رہا ہوں کہ جن کی وجہ سے یہی حُر کے ساتھی بھی آپ پر غالب آجائیں  
 گے اور میں نے کرفہ سے باہر آنے سے ایک دن پہلے شہر کے باہر لوگوں کا انہو  
 دیکھا کہ بتنا کثیر جمع آج تک میری آنکھوں نے کبھی ایک جگہ اس سے زیادہ نہیں  
 دیکھا تھا میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا انہیں اس لیے جمع  
 کیا گیا ہے تاکہ انہیں پیش کیا جائے اور پھر حُر کے ساتھ جنگ کے لیے  
 بھیجا جائے۔ آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ہو سکے تو ایک بالشت بھر بھی ان  
 کے قریب نہ جائیں اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ کسی امن کی جگہ نزدل اجمال فرمائیں جو  
 آپ کے لیے مورچہ ہو کہ جس کی پناہ میں آپ بیٹھیں تاکہ اپنی رائے دیکھیں اور کوئی  
 چارہ کار معلوم ہو اور اس کے مطابق عمل کریں تو پھر آئے میں آپ کو اجاد پہاڑ میں  
 اتاروں۔ خدا کی قسم یہ پہاڑ ہمارا مورچہ تھا اور ہماری غنائ و حیر کے بادشاہوں نے  
 بن مندر اور ہر طرح دسفیہ سے حفاظت کرتا رہا ہے اور خدا کی قسم ہم کبھی بھی ذیل  
 نہیں ہوئے پس آپ میرے ساتھ آئیں تاکہ میں آپ کو وہاں اتاروں پھر آپ قبیلہ طی  
 جو کہ اجاد پہاڑ میں رہتے ہیں اور سلمی کے پاس قاصد بھیجتے دس دن نہیں گزرے  
 کہ قبیلہ طی کے سوار اور پیادے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور جب تک آپ  
 چاہیں ہمارے پاس رہیں اور اگر خدا نخواستہ اتفاق رخ دے تو میں آپ کے ساتھ  
 عہد و پیمان کرتا ہوں کہ دس ہزار مرد قبیلہ طی کے آپ کے سامنے تلوار زنی کریں  
 گے اور جب تک زندہ ہیں کسی کو نہیں چھوڑیں گے کہ اس کا ہاتھ آپ تک پہنچ سکے  
 امام نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے ہم نے اور اس گہرہ نے یعنی حُر  
 کے ساتھیوں نے ایک عہد و پیمان باندھا کہ جس کی بنیاد پر ہم واپس نہیں لوٹ

سکتے اور ہم نہیں جانتے کہ ہمارا اور ان کا انجام کار کہاں تک پہنچتا ہے۔ ابو مخنف کہتا ہے کہ جلیل بن مرثد نے مجھ سے حکایت بیان کی طراح بن عدی سے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت سے الوداع کیا اور ان سے عرض کیا کہ خدا جن دانس کے شر و بُلّائی کو آپ سے دور کرے میں اپنے گھر والوں کے لیے کوفہ سے ازوقر لایا ہوں اور ان کا نان و نفقہ میرے پاس ہے میں جاتا ہوں اور ان کا اُردقہ انہیں پہنچاتا ہوں۔ اس کے بعد انشاء اللہ میں آپ کی طرف پلٹ آؤں گا اور اگر آپ تک پہنچ گیا تو ضرور آپ کی مدد کر دیں گا آپ نے فرمایا اگر میری مدد و نصرت کا ارادہ رکھتا ہے تو جلدی کر خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہ کہتا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو افراد کی ضرورت ہے۔ میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور ان کے کام درست کیے اور انہیں وصیت کی تو انہیں میری عجلت و جلد بازی سے تعجب ہوا تو میں نے ان سے اپنا مقصود بیان کیا اور پھر بنی ثعل کے راستہ میں روانہ ہوا یہاں تک کہ میں غریب الہجانات تک پہنچا تو سماعہ بن بدر کو میں نے دیکھا اس نے انحضرت کی شہادت کی خبر مجھے دی تو میں واپس پلٹ گیا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ اس روایت سے کہ جابر ابو جعفر طبری نے ابو مخنف سے نقل کی ہے معلوم ہوا کہ طراح بن عدی واقعہ طف میں اور شہداد کر بلا میں نہیں تھا بلکہ جب اس نے امام کی شہادت کی خبر سنی تو واپس چلا گیا لیکن مشہور مقتل میں جابر بن عدی کی طرف منسوب ہے۔ طراح کا قول جو اس طرح منقول ہے کہ اس نے کہا کہ میں قرطبہ کے درمیان تھا اور مجھے کئی زخم لگے ہوئے تھے اور اگر میں قسم کھاؤں کہ میں نیند میں نہیں کہ بیس سواروں کو میں نے دیکھا کہ وہ اُٹے الخ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس پر اعتماد کیا جاسکے۔

چودھویں فصل

## امام حسین کی عید اللہ بن حرقعی سے ملاقات

پھر آنجناب چل پڑے یہاں تک کہ قصر بنی مقاتل تک پہنچے اور وہیں قیام کیا نصیب شدہ ایک خیمہ دیکھا تو فرمایا یہ کس کا خیمہ ہے تو لوگوں نے بتایا عید اللہ بن حرقعی کا ہے فرمایا اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب امام کا قاصد حجاج بن مسروق جعفریؓ اس کے پاس آیا اور کہا کہ حسینؑ بن علیؑ میں جو تجھے بلا رہے ہیں تو اس نے کہا انا بئس دانا البیراجعون میں کوفہ سے باہر نہیں نکلا مگر اس خوف سے کہ جین کوفہ میں آئیں اور میں وہاں ہوں خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے دیکھیں یا میں انہیں دیکھوں پس قاصد امام حسینؑ کے پاس واپس آگیا اور اس کی بات بتائی امام خود اٹھے اور اس کے پاس تشریف لے گئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اور اس کو اپنی نصرت و مدد کی دعوت دی اور عید اللہ نے اپنی وہی پہلی بات دہرائی اور اس دعوت سے غدر خواہی کی تو امام حسینؑ نے فرمایا اب جبکہ ہماری مدد نہیں کی تو خدا سے ڈرا اور ہم سے جنگ و مقاتل نہ کرنا کیونکہ جس شخص نے ہماری فریاد مستفاد سنی اور ہماری مدد نہ کی وہ ضرور ہلاک ہوگا عید اللہ نے کہا انشاء اللہ اس قسم کا معاملہ کبھی نہیں ہوگا۔ پھر امام حسینؑ اس کے ہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے نیچے کی طرف آئے۔

کتاب مخزن فی تسلیۃ المحزون میں ہے کہ حسینؑ چلے یہاں تک کہ قصر ابن مقاتل میں قیام کیا اور ایک خیمہ نصیب شدہ اور نیزہ گرہا ہوا اور گھوڑا کھڑا ہوا دیکھا تو پرچھا یہ خیمہ کس کا ہے لوگوں نے بتایا کہ عید اللہ بن حرقعی کا ہے آپ نے

اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو جس کا نام حجاج بن مسروق جعفری تھا اس کی طرف بھیجا وہ گیا اور سلام کیا۔ عید اللہ نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ خدا نے تجھے کرامت و عزت بخشی ہے اگر تو اسے قبول کرے اس نے کہا کہ نہی کرامت۔ مسروق نے کہا یہ حسین بن علیؑ ہیں کہ جو تجھے اپنی نصرت و مدد کی دعوت دے رہے ہیں اگر ان کے سامنے کارزار اور جنگ کرے تو ما جو ردِ ثواب ہوگا اور اگر مارا جائے تو شہید ہوگا۔ عید اللہ نے کہا اے حجاج خدا کی قسم میں کوفہ سے باہر آیا مگر اس خوف سے کہ مباحسینؑ وہاں آئیں اور میں وہاں ہوں اور ان کی مدد نہ کروں کیونکہ کوفہ میں کوئی شیعہ اور یا در مدوگار نہیں ہے جو لوگ ہیں ان سب نے دنیا کی طرف رغبت کی ہے مگر اُسے سے ہے جس کی جھین خدا نے محفوظ رکھا ہے واپس جا کر یہ بات آنجناب سے کہہ دے وہ آیا اور اس نے بتایا پس امام حسینؑ خود اُٹھ کھڑے ہوئے اور فیلین پہننے اور اپنے اصحاب بھائیوں اور اہل بیت کے ایک گروہ کے ساتھ آئے جب عجم میں داخل ہوئے تو سلام کیا عبد اللہ صدر مجلس سے کود کر آداب بجا یا۔ (وقبل یدہ ورحلیہ)

(اُپ کے ہاتھ پاؤں کے بو سے لیے) اور حسینؑ بیٹھ گئے اور خدا کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا اے حُر کے بیٹے تمہارے شہر والوں نے میری طرف خطوط کھے ہیں کہ میری نصرت و مدد کرنے کے لیے مجتمع اور متفق ہیں اور مجھ سے عداوت کی کہ وہاں جاؤں اب جب میں آیا ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ حقیقت میں معاملہ ایسا نہیں ہے اور میں تجھے اہل بیت رسول کی نصرت و مدد کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر ہم اپنا حق واپس لے سکے تو خدا تعالیٰ کی ہم حمد و ثناء کرتے ہیں اور اگر انھوں نے ہمارا حق نہ دیا اور ہم پر ظلم کیا تو حق کے طلب کرنے میں تو ہمارا مدوگار ہوگا۔ عید اللہ نے کہا اے

فرزند مولخدا اگر کوفہ میں آپ کے یارو انصار اور شیعہ ہوتے اور ان کی مدد و نصرت کی امید ہوتی تو میں ان سب سے زیادہ سعی و کوشش اور جدوجہد کرتا لیکن کوفہ آپ کے شیعہ نہیں رہے وہ بنی امیہ کی تلوار کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل گئے ہیں۔

اور ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے۔ عبید اللہ نے کہا خدا کی قسم میں کوفہ سے باہر نہیں آیا مگر اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آنجناب سے جنگ و محاربہ کے لیے باہر نکلے ہیں اور آپ کے پیروکار (ہونے کے دم بھرنے والوں نے) آپ کو بے یار و مددگار اور تنہا چھوڑ دیا ہے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ یقیناً قتل ہو جائیں گے اور میں آپ کی مدد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا لہذا میں دوست نہیں رکھتا کہ انہیں میں دیکھوں اور وہ مجھے دیکھیں۔

مؤلف کہتے ہیں مناسب ہے کہ اس مقام پر عبید اللہ بن حریصی کے حالات کی تشریح کی جانب ہم اشارہ کریں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ میرزا محمد اسرار آبادی نے اپنی کتاب رجال کبیر بنی ہاشمی سے روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن حریصی شاہدِ دلیہ و بہادر اور شاعر ہے اور اس کا ایک کتاب کا نسخہ ہے کہ جس میں وہ امیر المومنین سے روایت کرتا ہے پھر میرزا مسدّاس سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے امام حسین سے آپ کے خطاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ چیز نہیں کہ جو تم خیال رکھتے ہو یہ خناد مہندی اور دسمہ ہے احمی کلام میرزا ابوبکر سیاحی محاسن اور بالوں میں جیسا کہ تمہارا خیال ہے طبعی نہیں بلکہ خاد اور سیاہ رنگ کیا ہوا ہے مقام۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ عبید اللہ مذکور عثمانی (حضرت عثمان کا شیعہ تھا)

عرب کے دلا دروں اور شاہسواروں میں سے تھا۔ جنگ صفین میں اس محبت کی بنا پر حرمستان سے رکھتا تھا معاویہ کے لشکر میں تھا جب امیر المؤمنین شہید ہو گئے تو چہرہ یہ کوفہ آیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ امام حسین کی شہادت کے مقدمات فراہم ہوئے تو چہرہ جان بوجھ کر کوفہ سے باہر آیا تاکہ وہ مقتل حسین نہ دیکھے۔

طبری نے ابو مخنف سے عبد الرحمن بن جندب ازدی سے روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد حسین بن علیؑ کی شہادت کے اشراف و بزرگان کوفہ کی تلاش میں تھا اس نے عبید اللہ بن حر جعفی کو نہ دیکھا چند دن کے بعد وہ آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس گیا اس نے اس سے پوچھا اے حرؓ کے بیٹے تم کہاں تھے کہا میں بیمار تھا ابن زیاد نے کہا تیرا دل بیمار تھا یا بدن تو اس نے کہا کہ میرا دل تو بھی بھی بیمار نہیں ہوا رہا میرا بدن تو خدا نے مجھ پر احسان کیا اور عافیت بخشی ہے ابن زیاد نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تو ہمارے دشمن کے ساتھ تھا اس نے کہا اگر آپ کے دشمن کے ساتھ ہوتا تو میرا ہونا مشہور اور دیکھا جاتا اور میرے بیٹے شمس کی جگہ پر شیدہ بنیں رہتی۔ راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد اس سے غافل ہوا تو کہا کہ ابن حرؓ کہاں ہے لوگوں نے کہا ابھی ابھی باہر نکلا ہے اس نے کہا اے اے آؤ پولیس کے سپاہی اس کے پاس گئے اور کہا کہ امیر کی دعوت پر آؤ۔ اس نے اپنے گھوڑے کو ہمیز کیا اور کہا کہ اس سے کہنا خدا کی قسم اپنے اختیار سے کبھی بھی تیرے پاس نہیں آؤں گا اور نکل گیا یہاں تک کہ احمر بن زیاد طائی کے گھر جا اترا اور اس کے ساتھی دین اس کے گرد جمع ہو گئے اور وہاں سے چل کر کوہ بلا گئے اور قوم کے مصارع اور مقتل گاہ کی زیارت کی اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے لیے خدا سے رحمت و مغفرت طلب کی پھر جا کر

ملائک میں شہر گیا اور اس سلسلہ میں اشارہ کہے بقول امیر غادر حق غادر۔

بقول امیر غادر حق غادر لا کنت قاتلت الشہید ابن فاطمہ  
فیما ندی ان لا اکون نصرتہ الا کل نفس لا تسد دنا مة  
تمام اشارہ کو مؤثر نے مراثنی کی فصل میں ذکر کیا ہے، ان اشارہ کا معنی یہ ہے :  
بے وفادہ ہو کہ باز امیر جو واقعی دھوکہ باز ہے مجھ سے کہتا ہے کہ کیوں حسین شہید  
فرزند فاطمہ سے تر نے جنگ نہیں کی حالانکہ میں نام و پشیاں ہوں کہ میں نے ان  
کی نصرت و مدد نہیں کی اور جو شخص درست اور صمیم کام نہ کرے تو وہ پشیمان اور  
نام ہوتا ہے۔

اور یہ بھی حکایت ہوئی کہ وہ انکس و غلامت سے اپنے ہاتھ ایک دوسرے  
پر رازتا اور کہتا تھا کہ میں نے اپنے ساتھ کیا کیا اور یہ اشارہ پڑھتا تھا:

فيا لك حسرة ما دمت حيا / تردد بين صدري والتراقي  
حين يطلب نصر مثلي / على اهل الضلالة والتفاق  
غداة يقول لي بالقصر قولاً / اتركنا ونزع مع بالفراق  
ولواني اواسيه بنفسي / لنتل كرامة يوم التلاق

مع ابن المصطفى نفسي فداء

تولی ثم ودع بالاطلاق

فلق التلهف قلبی حی

لهم اليوم قلبي بانفلاق

فقد فاز الاولی نصر و احینا

ونحاب الآخر ذو التفاق

یعنی لمبے افسوس و حسرت اور جب تک میں زندہ ہوں یہ افسوس و حسرت میرے سینہ اور گردن کے حلقہ میں گردش کرتی رہے گی جبکہ حسین نے مجھ جیسے سے مدد طلب کی مگر انہوں اور منافقوں کے برخلاف جس دن کہ قمر ابن مقاتل میں انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو ہمیں چھوڑ کر چاہتا ہے کہ ہم سے الگ ہو جائے ابراہیم نے اپنی جان کے ساتھ آنجناب سے مواسات کی ہوتی تو تقاریر و درکار کے دن میں اس کی کرامت و بزرگی کے ساتھ فرزند مصطفیٰ کی محبت میری جان ان پر فدا ہونا ہوتا۔ آپ نے پشت پھیر لی اور دواغ کر کے چلے گئے اگر افسوس و حسرت کسی زندہ کے دل کو چیر دیتے تو میرا دل آج چاہتا ہے کہ پھٹ جائے حقیقت ہے کہ وہ لوگ فائز و درستگار ہوئے کہ جنہوں نے حسین کی مدد کی اور وہ دوسرے جو صاحب نفاق تھے ناامید ہوئے۔

سید اہل بحر العلوم عطر اللہ مرقدہ اپنے رجال میں کہتے ہیں کہ شیخ نجاشی نے اپنی کتاب میں ایک گزہ کا نام لیا ہے کہ جو صلح صالح اور ہمارے بیک لوگوں میں گذرے ہیں اور ان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی شمار کیا ہے اور یہ وہی شخص ہے کہ جس کے قریب سے حرب بن یزید کی ملاقات کے بعد امام حسینؑ گزرے اور اس سے مدد و طلب کی لیکن اس نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ صدوق نے امالی میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حسینؑ نے جب تعلقا نیہ میں قیام فرمایا تو ایک خیمہ کھڑا ہوا دیکھا تو پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے لوگوں نے بتایا کہ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے اور صحیح عبداللہؑ سے تصغیر کے ساتھ۔ پس امام حسینؑ نے اس کی طرف تاقصد بھیجا اور فرمایا کہ اسے شخص تو نے بہت سی خطائیں کی ہیں اور جو کچھ تو نے اب تک کیا ہے خدائے عز و جل تیرا اس پر مؤاخذہ کرے گا اگر اس



وقت تو اس کی بازگاہ کی طرف نہ پلٹے اور میری مدد نہ کرے تاکہ میرے نانا قیامت کے دن تیرے شفیع ہوں تو اس نے کہا اسے فرزند رسول اللہ اگر میں آپ کی مدد کے لیے آؤں تو میں آپ کے سامنے پہلا مقتول ہوں گا لیکن یہ میرا گھوڑا آپ نے لیجئے۔ خدا کی قسم میں کبھی بھی اس پر سوار ہو کر کسی چیز کو طلب کرنے نہیں گیا مگر یہ کہ میں اس تک پہنچا ہوں اور کوئی شخص میری تلاش میں نہیں آیا مگر یہ کہ میں نے نجات پائی ہے یہ میرا گھوڑا ہے لیجئے۔ تو امام حسینؑ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا نہ مجھے تیری ضرورت ہے اور نہ تیرے گھوڑے کی اور میں گمراہ لوگوں کو اپنی مدد کے لیے نہیں چاہتا لیکن یہ یہاں سے بھاگ جانا ہمارے ساتھ ہو اور نہ ہمارے خلاف رکھو نہ اگر کوئی شخص ہماری فریاد سنے اور بیک نہ کہے تو خطا سے منہ کے بل جہنم کی آگ میں پھینکے گا اور مفیدؑ نے ارشاد میں کہا ہے..... اور پھر سید بحر العلوم نے مفیدؑ کا کلام اس کے مطابق جو پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں نقل کیا ہے اس کے بعد فرمایا ہے کہ شیخ جعفر بن محمد نے رسالہ شرح اشار فی احوال المختار میں کہا ہے عبد اللہ بن حُر بن مجب بن خزیم جعفری اشراق کو فر میں سے تھا اور حسینؑ اس کے پاس آئے اور اپنے ساتھ خروج کی اسے دعوت دی لیکن اس نے قبول نہ کی چنانچہ بعد میں وہ پشیمان ہوا اور قریب تھا کہ انتہائے غم و اندوہ کی بنا پر اس کی روح اور جان بدن سے نکل جائے اور اس نے یہ اشعار کہے: فیا لك حسرة الی آخر الابیات اور اس کے بعد یہ اشعار نقل کیے ہیں:

بیت النشوی عن امیة نوما وبالطفت قتلی ما ینام حمیمہا  
وما ضیح الاسلام الا قبیلۃ تامر تو کاھا و دام نعیمہا

واضحت قناتہ الدین فی کف ظالم اذا عوج منها جانب لا یقیمہا  
فاقسمت لا تنفک نفسی خزینۃ وعینی تبکی لا تجف سجومہا  
حیوتی او تلقی امیۃ خزینۃ یدل لها حتی الممات

بنی امیہ کے بدست گہری نیند میں رات بسر کرتے ہیں جب کہ میدان طف کے مقتول  
کے عزیز رشتہ دار نہیں ہو سکتے۔ اسلام کو ضائع اور برباد نہیں کیا مگر ایک قبیلہ نے کہ جس  
کے بے وقوف افراد امیر بنائے گئے اور ان کی ناز و نیتیں برقرار ہیں۔ اور دین کے  
نیز سے ظالم کے ہاتھ میں ہیں کہ جب ان کا کوئی پہلو ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو وہ اسے سیدھا  
نہیں کرتا اور میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میرا نفس ہمیشہ خون و مغموم رہے گا اور  
میری آنکھ روتی رہے گی اور کبھی خشک نہیں ہوگی میری زندگی میں، مگر یہ کہ بنی امیہ کو  
ایسی رسوائی و خواری کہ جس سے اس کے سردار مرتے دم تک ذلیل و خوار ہوتے ہیں  
اس کے بعد کہتا ہے کہ عبید اللہ بن جراح کے ساتھیوں میں داخل ہو گیا اور  
ابراہیم بن مالک اشتر کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد سے جنگ کے لیے گیا۔ ابن اشتر اس  
کے ساتھ جانے کو ناپسند کرتے تھے اور مختار سے کہتے تھے کہ مجھے ڈر لگتا ہے  
کہ حاجت و ضرورت کے وقت یہ دھوکہ دے۔ مختار نے کہا کہ اس سے ہنسی  
اور احسان کرو اور اس کی آنکھ کو مال سے پر کرو۔ پس ابراہیم عبید اللہ بن جراح کے ساتھ  
سے کر نکلتے یہاں تک کہ ”مکریت“ میں قیام کیا اور حکم دیا کہ اس علاقہ کا خراج وصول  
کیا جائے اور اسے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کیا اور عبید اللہ بن جراح کے لیے پانچ  
ہزار درہم بھیجے تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ ابراہیم بن اشتر نے خود دس ہزار درہم لیے  
میں اور جو مال اپنے لیے لیا تھا وہ بھی اس کو بھیج دیا پھر بھی وہ راضی نہ ہوا اور مختار کے  
خلاف خروج کیا اور اس سے کیا ہوا عہد و پیمان توڑ دیا اور کوفہ کے اطراف کی بستیاں

لوٹ لیں اور مختار کے دہاں کے غلطوں کو قتل کیا اور دہاں کا مال لے کر بصرہ میں مصعب بن زبیر کے پاس پہلا گیا۔ مختار نے اپنے کارندوں کو بھیجا انہوں نے اس کا گھر دیران کر دیا۔ اس کے بعد عبید اللہ اس طرح افسوس کرتا تھا کہ کیوں امام حسینؑ کے اصحاب میں داخل نہیں ہوا اور آپ کی مدد نہیں کی اور اس کے بعد کیوں مختار کی پیروی سے روگردانی کی اور اس سلسلہ میں کہتا ہے:

لما دعی المختار للثار اقبلت      کتاب من اشیاع آل محمد  
وقد لبسوا فوق الدروع قلوبهم      وخصوا بجار الموت فی کل مشہد  
هم نصر واسبط النبی ورہطه      ودانوا باخذ الثار من کل ملحد  
فناز وایجنات التعمیر وطیبها      وذلک خیر من لجین ولمسجد  
ولواتی یوم المصباح لدی الوعی      لاعملت حد المشرق المہند  
فوالاسف ان لم اکن من حمایہ      فاقتل فیہم کل باغ ومعتد

یعنی جب مختار نے غورخواہی کے لیے دعوت دی تو آل محمد کے پیروکاروں کے لشکر آگے بڑھے جنہوں نے اپنے زہر ہوں کے اوپر دل پہن رکھے تھے وہ موت کے دریاؤں میں ہر میدان میں گھس جاتے انہوں نے فواسر رسول اور ان کے خاندان کی مدد کی اور ان کا دین ہر عہد سے خون کا بدلہ لینا تھا پس وہ بہشت نعیم پر فائز ہوئے اور اس کی خوشبود پر اور وہ سونا چاندی سے بہتر ہے اسے کاش میں بھی جنگ کے دن لڑائی کے وقت ہندی مشرقی تلوار پلانا افسوس کہ میں آپ کے حامیوں میں داخل نہیں ہوا تھا کہ ہر باغی اور تجاؤز کرنے والے کو قتل کرتا۔

ان اشار کو نقل کرنے کے بعد سید بحر العلوم رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ شخص صحیح العقیدہ لیکن بد عمل تھا کیونکہ امام حسینؑ کی اس نے مدد نہیں کی جیسا کہ آپ سن چکے ہیں اور کہا

جو کچھ کہا اور مختار کے ساتھ وہ کچھ کیا جو کیا اور اس کے بعد وہ افسوس کرتا تھا و نعوذ باللہ من الخذلان ۔ (اللہ سے ہم پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دے اور ہم حق کا ساتھ نہ دے سکیں) اور نجاشی سے تعجب ہے کہ انہوں نے اس سے سلف صالح میں شمار کیا ہے اور اس کو اہمیت دی ہے اور اس کا نام صدر و اتہدائے کتاب میں لائے ہیں اور میں امام حسین کی شفقت اور مہربانی سے امید رکھتا ہوں کہ آپ نے اس سے فرمایا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ تاکہ ہماری فریاد نہ پہنچے اور تاکہ خدا تجھے جہنم کی آگ میں نہ ڈالے بلکہ آنجناب قیامت میں اس کے شفیع ہوں اس حسرت و ندامت اور افسوس کی وجہ سے کہ جو بعد میں وہ کرتا تھا اور اس پشیمانی کے جو گذشتہ پر کرتا اور وہ کلامت جو اس کے ہاتھ سے نکل گئی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کلام علامہ بحر العلوم ختم ہوئی ۔

مترجم کتاب ہے کہ نجاشی پر کہ جو بزرگ ترین اور مؤثق ترین علماء رجال میں سے ہیں اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ انہوں نے اس کا نام اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کیونکہ علماء رجال کو لوگوں کے باطن سے سروکار نہیں اور یہ کہ آخرت میں کون عذبی ہے اور روزِ حشر اور یہ کہ خدا کس کو بخشے گا اور کسے عذاب کرے گا اس سے بحث نہیں کرتے بلکہ ان کی غرض مقصود روایت کی تحقیق ہوتی ہے بہت سے نیک و پاک لوگ جن کا اعتقاد بھی صحیح ہوتا ہے جو آخرت میں بہشتی بھی ہوتے ہیں لیکن ان کی ربطیت مردود ہوتی ہے بکثرت یہو غلط ملط کرنے پر وہ غلط حدیث کو قبول کرنے اور یہ غلو جو کہ کفر کی مذہبک جا پہنچتا ہے کو قبول کر لینے کی وجہ سے مثلاً معلیٰ، مفضل، محمد بن سنان کے اور علماء نے کہا ہے "نرجوا شفاعتہ من لا تقبل شہادۃ" ہم ان کی شفا ک امید رکھتے ہیں کہ جن کی شہادت و گواہی قبول نہیں ہو سکتی اور شاید کوئی شخص سامی

عمر سلامتی اور ضبط و ثبوت کے ساتھ گزار دے اور آخر عمر میں منحرف ہو جائے اور اس کی حدیث کو قبول کریں اگرچہ اس کو ملعون و دوزخی سمجھیں مثلاً علی بن ابو حمزہ بطنی کہ حضرت امام رضاؑ نے اس پر لعنت کی ہے اس کے باوجود اکثر علماء نے اسے مؤثق سمجھا ہے چونکہ اس سے کوئی جھوٹ نہیں سُنا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی فساد بُرائی میں گزارے اور بہت سے جھوٹ بھی بولے لیکن آخر میں توبہ بھی کرے اور حق پر جانے لے تو اس کی احادیث کو قبول نہ کریں۔ باقی رہا عبید اللہ بن حرجی جیسا کہ نجاشی نے کہا ہے کہ اس کے پاس کتاب کا ایک نسخہ تھا کہ جس کی امیر المؤمنین سے روایت کرتا تھا اور روایت شیعہ نے بھی اس کی روایت کی ہے البتہ نجاشی کہ جنہوں نے کتب شیعہ کی نہایت لکھی ہے انہیں چاہیے تھا کہ اس کی کتاب بھی کتب کے ضمن میں ذکر کرتے اور یہ نہیں کہنا چاہیے کہ چونکہ عبید اللہ نے امام حسین کی مدد نہیں کی تو اس نے اس کتاب کو نہیں لکھا۔ اور اس کی روایت نہیں کی ہے اور نقد سلف صالح محمول ہے غالب و اکثر پر۔

مؤلف کہتے ہیں کہ بنی الحرجی کا خاندان شیعہ خاندانوں میں سے ہے انہیں میں سے ہیں اویم، ایوب اور ذکر کیا جو کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں نجاشی نے ان کا نام ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اویم و ایوب مؤثق تھے اور وہ ایک اصل (کتاب) رکھتے تھے اور ذکر کی بھی ایک کتاب ہے راصل اصطلاح رجال میں وہ منبر کتاب ہے کہ جس پر زیادہ اعتماد ہو۔



## پندروہویں فصل امام حسین کی عمرو بن قیس سے گفتگو اور امام کا کر بلا پہنچنا

(ثواب اللہ تعالیٰ) شیخ صدوق نے اپنے استاد کے ساتھ روایت کی ہے عمرو بن قیس مشرقی سے، وہ کہتا ہے امام حسین کی خدمت میں میں اور میرا چچا زاد بھائی حاضر ہوئے اور اس وقت آنجناب قہر بنی مغالہ میں تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور میرے چچا زاد نے اس سے کہا یہ سیاہی جو آپ کے محاسن (ریش مبارک) میں دیکھ رہا ہوں غضاب سے ہے یا آپ کے بال خود اس دنگ کے ہیں۔ فرمایا غضاب ہے ہم بنی ہاشم کے بال جلد سفید ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا تم لوگ میری مدد کے لیے آئے ہو، میں نے عرض کیا میں کثیر العیال ہوں اور لوگوں کا بہت سامان بھی میرے پاس ہے میں یہ نہیں جانتا کہ معاملہ کہاں پہنچے گا اور میں پسند نہیں کرتا کہ لوگوں کی امانت کو ضائع کر دوں اور میرے چچا زاد نے بھی اس قسم کی بات کی تو آپ نے فرمایا تو پھر یہاں سے چلے جاؤ تاکہ نہ ہماری آواز استغاثہ سناو اور نہ ہمارے ہیروے اور دور سے شکل کو دیکھو کیونکہ حمی شخص نے ہماری فریاد استغاثہ سنی یا ہمارا ہیرو لا اور دُور سے شکل دیکھی اور پھر ہماری دعوت پر لبیک نہ کہا اور ہماری فریاد سنی نہ کی تو اللہ کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے اس کے تھنوں کے بل جہنم کی آگ میں پھینکے۔

اور جب رات کا آخری حصہ ہوا تو حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ یہاں سے پانی لے لو اور کوچ کر دو پس قیصر بنی مغالہ سے روانہ ہوئے۔

عقبة بن سمان کہتا ہے کچھ دیر ہم چلے کر آنحضرتؐ کے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اذبحہ اگنی ایک لمحہ غنودگی میں رہ کر آپ بیدار ہوئے اور فرمایا: انا لله وانا الیہ راجعون

والحمد للہ رب العالمین اور ان کلمات کا وزن میں مرتبہ تکرار کیا تو آپ کے بیٹے  
 علی بن حسین نے جو تیز گھوڑے پر سوار تھے انجناب کی طرف رخ کر کے عرض کیا کہ  
 آپ نے اللہ کی حمد اور استرجاع (انا باللہ پڑھنا) کیا ہے فرمایا بٹیا ابھی اٹھی تھی مینہ  
 آگئی تو میں نے خواب میں ایک گھڑ سوار کو دیکھا جو میرے سامنے سے نمودار ہوا جو کہ  
 رہنمایہ لوگ جا رہے ہیں تو موت ان کی طرف آرہی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ میں  
 ہمارے موت کی خبر دے رہا ہے تو آپ کے شہزادے نے عرض کیا بابا جان کیا ہم  
 حق پر نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں اس خدا کی قسم کہ جس کی طرف لوگوں کی بازگشت ہے تو  
 وہ کہنے لگے کہ پھر ہیں اس کی پرواہ نہیں کہ ہم حق پر ہیں یا نہیں حسین نے فرمایا خدا تمہیں  
 جزائے خیر دے بہترین وہ جزا جو ایک بیٹے کو باپ کی طرف سے دیتا ہے (ارشاد کامل)  
 جب صبح ہوئی تو ابام حنین گھوڑے سے اترے اور نماز صبح پڑھی اور جلدی سوار ہو  
 گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی اور جتنا آپ چاہتے کہ اپنے ساتھیوں  
 کو متفرق کر دیں نہ کرتا اور ایسا نہ ہونے دیتا اور جتنا چاہتا کہ انھیں کوفہ سے بلے اور  
 اس پر اصرار کرتا وہ اتنا دافعہ کر کرتے یہاں تک کہ کوفہ کی محاذات اور آٹھ سائے  
 سے گذر کر اوپر کی طرف چلے گئے یعنی شمال کی سمت یہاں تک کہ نینوا تک پہنچ گئے  
 جب وہاں حسین نے نزول اجلال فرمایا تو اچانک ایک شتر سوار پورے ہتھیاروں کے  
 ساتھ کمان کندھے پر رکھے ہوئے کوفہ کی جانب سے آیا سب رک کے اس کو دیکھ  
 رہے تھے جب وہ قریب آیا تو اس نے شتر اور اس کے ساتھیوں کو سلام کیا لیکن  
 حسین اور ان کے اصحاب پر سلام نہیں کیا اور عبید اللہ بن زیاد کا خط شتر کے ہاتھ میں  
 دیا جس میں اس نے لکھا تھا: اما بعد فجمع بال حسین حین یا تیک  
 کتابی و یقدم علیک رسولی ولا تغزله الا بالعراف فی غیر حصن و علی

غیر ماء وقد امرت رسولی ان یلزمک فلا یعارقک حتی یاتینی بانقاذ امرک والسلام  
یعنی جس وقت ہی میرا خط تجھے ملے اور میرا قاصد تیرے پاس پہنچے تو حسینؑ کو روک کر  
ان پر سختی کر اور نہ اتار اٹھیں مگر ویران جگہ پر اور نیز کسی قلعہ والے بیابان میں اور بغیر  
پانی والی جگہ کے اور میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے جلد نہ ہو جب  
تک میرے حکم کے نافذ ہو جانے کی خبر نہ لائے، والسلام:

جب حضرت عبید اللہؑ کا خط پڑھا تو امام کے اصحاب سے کہا یہ عبید اللہ کا خط  
ہے جس میں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہاں کہیں اس کا خط مجھے ملے وہیں تم لوگوں  
کو روک لوں اور یہ اس کا قاصد موجود ہے کہ جو مجھ سے جدا نہیں ہوتا جب تک اس  
کے حکم کو تمہارے بارے میں انجام تک نہ پہنچاؤں۔

(طبری): پس یزید بن زیاد بن مہاجر ابوالششاءؑ کندی ثم نبذی اس قاصد پر نگاہ ڈالی  
اور کہا کیا تو مالک بن نسیر (تفسیر کے ساتھ) بدی ہے تو اس نے کہا کہ ہاں اور وہ بھی  
کندہ قبیلہ سے تھا (بذباد کی زبرد اور وال کی شد سے) قبیلہ کندہ کی ایک شاخ ہے)  
یزید بن زیاد نے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں روئے یہ کیا لایا ہے وہ یقین کہنے لگا کیا  
لایا ہوں میں نے اپنے امام کی فرمانبرداری کی ہے اور اپنی سمیت کو پورا کیا ہے ابوالششاءؑ  
نے کہا تو نے پرووگار کی نافرمانی کی ہے اور اپنے امام کی اس چیز میں اطاعت کی  
ہے کہ جو خود تیری ہلاکت کا سبب ہے اور تو نے ننگ و عار بھی اور جہنم کی آگ بھی  
کمانی اور کسب کی ہے اور تیرا امام بھی بڑا امام ہے خدا نے عزوجل فرماتا ہے: (و  
جعلنا منهم ائمة یرملون الی النار و یوم القیامة لا ینصرون)  
اور انہیں ہم نے ایسے اللہ قرار دیا ہے کہ جو آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور قیامت  
کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔“ تیرا امام انھیں میں سے ہے (ارشاد) حضرت نے



امام اور ان کے اصحاب پر سختی کی کہ اس بے آب و گیاہ جگہ میں کہ جہاں کوئی بسنتی و آبادی نہیں تھی اُمّیں، امام حسینؑ نے فرمایا دامنے ہو تجھ پر، عین چھڑوے کہ ہم اس دیہات یعنی نیموی اور غازیہ میں یا اس دیہات یعنی شقیہ میں اتر جائیں حُر نے کہا خدا کی قسم میں ایسا نہیں کر سکتا، اس شخص کو انھوں نے مجھ پر جاسوسی مقرر کیا ہے، و میر بن قیس نے عرض کیا خدا کی قسم میں اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ اس کے بعد معاملہ زیادہ سخت ہو جائے گا اے فرزند رسول خدا اس جماعت کے ساتھ اس وقت قتال اور جنگ کرنا ہمارے لیے زیادہ آسان ہے اُن سے جنگ کرنے کی نسبت کہ جو اس کے بعد آئیں گے مجھے اپنی جان کی قسم ہے ان کے بعد اتنے لوگ آئیں گے کہ جن سے مبارزہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ حسینؑ نے فرمایا میں ان سے جنگ کرنے میں پہل نہیں کروں گا اور وہیں آپ اتر گئے اور وہ جمرات کا دن محرم الحرام اور اکسٹھ ہجری کی تاریخ تھی۔

سید کہتے ہیں اور امام حسینؑ کھڑے ہو گئے اور اپنے اصحاب کے درمیان اس طرح خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثناء کی اور اپنے نانا کا ذکر کر کے ان پر صلوٰۃ و درود بھیجا اور فرمایا (انہ قد نزل من الامر ما ترون) ایسی مصیبت آن پڑی ہے کہ جسے تم لوگ دیکھ رہے ہو اور اس طرح کا خطبہ کہ جیسا ہم نے حرکِ طاقت کے وقت ذکر کیا ہے آپ نے دیا ہے



## زمین کربلا پر نزول امام

امام حسینؑ کا زمین کربلا میں نزول اور عمر بن سعد کا دودھ اور اداس کے بعد جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہوا، جب امام حسینؑ نے زمین کربلا میں پڑاؤ ڈال دیا، کمال تر فرمایا اس زمین کا کیا نام ہے تو لوگوں نے عرض کیا ”عقر“ امام حسینؑ نے عرض کیا:

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَقْرِ (عقر عین کی زبرد کے ساتھ شکاوت ہونے اور غل و نقص پڑنے کے معنی میں ہے) اور سبط نے ”مذکر میں کہا ہے کہ دہلا“ حسینؑ نے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے انھوں نے کہا کربلا اور اسے زمین نینزی بھی کہتے ہیں اور وہ وہاں ایک بستی ہے پس انجناب رو پڑے اور فرمایا کرب و بلا ”مجھے (نانی) ام سلمہ نے خبر دی ہے کہ جبرائیل رسول خدا کے پاس آئے جبکہ آپ (حسین) میرے پاس تھے جب روئے تو رسول خدا نے فرمایا میرے بچے کو چھوڑ دو تو میں نے آپ کو چھوڑ دیا اور پیغمبر نے آپ کو پکڑ لیا اور اپنی گود میں بٹھایا تو جبرائیل نے عرض کیا کیا آپ اس شہزادے سے محبت کرتے ہیں فرمایا ہاں، تو جبرائیل نے کہا آپ کی امت انھیں قتل کر دے گی اور اگر آپ چاہیں تو اس زمین کی مٹی کہ جس میں یہ قتل ہوں گے آپ کو دکھاؤ فرمایا ہاں پس جبرائیل نے اپنے پر کو ہلاک زمین پر پھیلائے اور وہ زمین پیغمبر اکرمؐ کو دکھائی، جب حسینؑ سے عرض کیا گیا کہ یہ زمین کربلا ہے تو آپ نے اس مٹی کو نہ جھکا اور فرمایا خدا کی قسم یہ وہی مٹی ہے کہ جس کی جبرائیل نے رسول خدا کو خبر دی تھی اور میں اس سرزمین میں مارا جاؤں گا۔

اس کے بعد سبط ابن جوزی نے شبھی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ

صعین کی طرف جا رہے تھے نیز ا کے محاذات اور آٹھ سائے پہنچے کہ جوشط فرات پر ایک بستی ہے تو وہاں رُک گئے اور اپنے صاحبِ مطہر (جو آپ کے وضو و طہارت کے پانی کا انتظام کرتا تھا) سے کہا ابو عبد اللہ کو بتاؤ کہ اس زمین کو کیا کہتے ہیں تو اس نے کہا کہ بلا تو آپ نے اتنا گریہ کیا کہ زمین آپ کے آنسوؤں سے ٹر ہو گئی اس کے بعد فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بانگاہ میں حاضر ہوا جبکہ آنحضرت گریہ کر رہے تھے تو میں نے آپ سے کہا آپ کو کس چیز نے مڑایا تو آپ نے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس تھے اور مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا صہبن شط فرات کے پاس اس جگہ کہ جسے کربلا کہا جاتا ہے قتل و شہید کر دیا جائے گا اس کے بعد جبرئیل نے مجھے مٹی بھر مٹی وہاں سے اٹھا کر سنگھائی تو میری آنکھیں میرے اختیار میں نہ رہتے ہوئے آنسو بہانے لگیں۔

اور کتابِ بحار میں خراج سے منقول ہے اور باقر علیہ السلام نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام لوگوں کے ساتھ باہر نکلے جب کربلا ایک دو میل رہ گیا تو آپ لوگوں سے آگے بڑھ گئے ایک جگہ پہنچے متذکران کہتے ہیں وہاں پھرے اور گردش کرتے رہے اور فرمایا کہ دو سو وغیرہ اس سرزمین میں شہید ہوئے اور یہ ان عاشقوں اور شہداء کے اونٹوں کے بٹھانے اور زمین پر گرنے کی جگہ ہے کہ جس سے ان سے پہلے آنے والے سبقت نہیں لے سکے اور ان سے بعد آنے والے ان کے مقام تک نہیں پہنچ سکے۔

(مترجم کہتا ہے کہ بختِ نصر نے بنی اسرائیل کے اسباط کو اسیر بنا لیا کہ ان کے درمیان انبیاء بھی تھے اور ان میں سے بہت سوں کو شہید کر دیا اس کا پایہ تخت بابل تھا اس شہر کے قریب کہ جسے آج کل ذی الکفل کہتے ہیں اور انبیاء بنی اسرائیل کی قبریں اب بھی وہاں ہیں کہ جن کی زیارت کی جاتی ہے اور یہ بندہ بھی ان کی زیارت پر موفقی ہوا

ہے اس طرح مقدر میں تھا کہ حضرت امام عبداللہ الحسینؑ کا مصرع اور زمین پر گرنے کی جگہ انبیاء کے مصارع اور پھٹنے کے پاس شط فرات کے کنارے ہوں

(ملہوف) جب حسینؑ اس سرزمین میں پہنچے تو پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے

تو لوگوں نے بتایا کربلا، فرمایا: اللہم انی اعوذ بک من الکرب و البلاء  
(خدا یا میں کرب و اضطراب اور مصیبت و بلا سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں پھر فرمایا:  
یہ اندوہ درنج کی زمین ہے یہیں اتر جاؤ ہمارے بارو ساز و سامان اسی زمین پر رکھے  
جائیں اور یہیں ہمارے خون بہیں گے اور یہیں ہماری قبریں بنیں گی۔ میرے نانا  
رسول خدا نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان فرمائی ہے پس سب اتر پڑے اور حرم  
نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک طرف پڑاؤ ڈالا (کشف المنہ)۔

سب اترے اور اپنے بار و اسباب زمین پر رکھے اور حرم خود اور اس کے  
ساتھی امام حسینؑ کے درمقابل اور سامنے اترے اور پھر عبید اللہ کو خط لکھا کہ حسینؑ  
نے کربلا میں اپنا ساز و سامان کھول دیا ہے اور بھیجے نصب کر لیے ہیں۔

اور روج الذہب میں ہے کہ آنجناب کربلا کی طرف منصرف و مائل ہوئے  
جبکہ آپ کے ساتھ پانچ سو سوار اور تقریباً ایک سو پیادہ افراد تھے اہل بیت اور اصحاب  
میں سے۔

اور بھارا انوار میں مناقب قدیم سے نقل کیا ہے کہ کربلا میں پہنچنے سے پہلے  
نہ میر نے کہا کہ ہم کربلا جائیں اور وہیں پڑاؤ ڈالیں کیونکہ فرات کا کنارہ ہے اور وہیں  
قیام کریں گے اگر انھوں نے ہم سے جنگ چھیڑی تو اس کے دفع کرنے میں خدا  
سے استعانت چاہیں تو امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا:

(اللہم انی اعوذ بک من الکرب و البلاء)

اتر پڑے اور عہد بن یزید ریاحی آپ کے مقابلہ میں ہزار سوار کے ساتھ امام حسینؑ نے کاغذ و دوات طلب کی اور ان اشرف کوفہ کو خط لکھا کہ جن کے ہارے میں آپ کے جانتے تھے کہ وہ اپنی رائے میں اب تک بچے اور مستحکم ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین بن علی کی جانب سے سلیمان بن مرد، مسیب بن نجبر (نوفل کی جیم زبر اور باد کے ساتھ) رفاعہ بن شداد، عبداللہ بن وال اور گردہ و مہین کی طرف اباعد تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا جو کچھ ظالم جابر بادشاہ کو دیکھے اس خطبہ کے آخر تک جو آپ نے اپنے اور عہد اور اصحاب کے لیے دیا جسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

پھر آپ نے خط کو پٹیا اور اس پر مہر لگا دی اور اسے قیس بن مسہر صیداوی کے سپرد کیا اور پھر گفتگو کو اسی طرح چلایا ہے کہ جس طرح پہلے گزر چکی ہے۔ اس کے بعد کہا ہے اور جب حسینؑ کو قیس کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کو گریہ لگو گیر ہوا اور آپ کے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا اللہم اجعل لنا ولشیعتنا عندک منزلاً کریماً واجمع بیننا و بینہم فی مستقر رحمۃک انک علی کل شئی قدیدر اور کہا ہے کہ ایک شخص امام حسینؑ کے شیعوں میں سے تڑپ کر اٹھا کہ جسے ہلال بن نافع بجلی کہتے تھے۔

مؤلف حاشیہ میں کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ صحیح نافع بن ہلال بن نافع ہے اور بعض مؤرخین نے ایک لفظ نافع کو نکال کر سمجھ کر حذف کر دیا ہے جیسا کہ کتاب منہج المتامل وغیرہ میں ناحیہ مقدمہ سے منقول زیارت شہداء میں اسی طرح ضبط ہوا ہے اور ان کی یہ گفتگو بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ مقداد بن اسود کندی کی رسول خدا کے گفتگو کے ساتھ کہ جسے تفسیر علی بن ابراہیم میں نقل کیا ہے جس وقت رسول خدا

اپنے اصحاب کے ساتھ جنگ بدر میں باہر نکلے تو آپ ماء الصغرا کے قریب اترے ہوئے تھے تو آپ نے چاہا کہ ان اصحاب کو جنھوں نے مدد و نصرت کرنے کی خوشخبری دے رکھی تھی آزمائیں، انھیں بتایا کہ قریش کے آدمیوں کی وہ نظار کہ جس میں ان کا سرمایہ اور مال و متاع تھا گزر گئی ہے اب خود قریش آئے ہیں تاکہ تمہارا مال تھا آدمیوں کی نظار سے روکیں اور خدا نے مجھے لڑنے اور جنگ کرنے کا حکم دیا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب بے تاب و پریشان ہو گئے اور انھیں شدید خوف و ہراس لاحق ہوا۔ رسول خدا نے فرمایا کہ اپنی رائے پیش کرو، ابو بکر صاحب اکھ کھڑے ہوئے اور کہا یہ قبیلہ قریش ہے کہ جو ناز و تجر کی بناء پر کافر رہے اور ایمان نہیں لایا اور عترت کے بعد ذیل و غار نہیں ہوا اور ہم جنگی ساز و سامان کے ساتھ نہیں آئے اور ہم نے اپنے آپ کو آمادہ اور تیار نہیں کیا ہوا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ دوبارہ فرمایا اپنی رائے ظاہر کرو تو عمر صاحب کھڑے ہو گئے اور ابو بکر صاحب ایسی گفتگو کی تو رسول خدا نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بھی بیٹھ گئے تو مقداد کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ قریش ہیں اس ناز و تجر کے ساتھ اور ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کی ہے اور گواہی دی ہے کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ برحق اور خدا کی طرف سے ہے اگر آپ حکم دیں کہ جھاؤ جھاڑی کے ایندھن والی آگ میں ہم کو دہرائیں یا پڑھار بڑے کانٹوں والے درخت "ہراس" کے درمیان آپ کے ساتھ ہم آئیں اور ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کے پروردگار جاکر جنگ کرو اور ہم یہاں بیٹھے رہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا پروردگار آگے ہوں اور ہم آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ پس رسول خدا نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے پھر مقداد بیٹھ گئے اور آنحضرت نے فرمایا کہ اپنی رائے دو تو سعد بن

کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے رسول خدا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ گویا ہماری رائے چاہتے ہیں۔ فرمایا اے میری عورتیں کیا میرے ماں باپ آپ کے صدقے، یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کی ہے اور گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے لہذا آپ جو چاہیں حکم دیں اور جو کچھ چاہیں ہمارے مال میں سے لے لیں اور جو چاہیں ہمارے لیے چھوڑ دیں اور جو کچھ آپ لیں گے وہ ہمیں اسی سے زیادہ محبوب ہے کہ جسے آپ چھوڑ دیں گے خدا کی قسم اگر آپ حکم دیں تو ہم آپ کے ساتھ اس دریا میں کود پڑیں۔ رسول خدا نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے۔

ہلال (یا نافع بن ہلال) نے کہا اے فرزند رسول خدا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے نانہا رسول خدا اپنی محبت عام لوگوں کے دلوں میں برقرار نہ کر سکے، اور نہ ہی جس طرح آپ چاہتے تھے کہ سب آپ کے حکم کی طرف رجوع کریں (کر سکیں) بلکہ ان کے درمیان کچھ منافقین تھے کہ جو مدعی خوشخبری دیتے تھے لیکن دل میں بے وفائی کی نیت والادہ رکھتے تھے آپ کے سامنے تو شہد سے زیادہ میٹھے ہوتے اور آپ کے پس پشت خنظل (نمٹ) سے زیادہ کڑوے ہوتے یہاں تک کہ خدا نے عزوجل آنحضرت کو اپنے جوار رحمت میں لے گیا۔

اور آپ کے والد گرامی حضرت علی صلوٰۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح تھے ایک گروہ ان کی مدد و نصرت پر متفق ہوا اور انھوں نے پیام شکنی کی ناکشیں، اور جفا کار قاسطین اور کج رفتار مارقین کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ آنجناب کی مدت عمر ختم ہو گئی اور وہ پروردگار کی رحمت اور خوشنودی کی طرف گئے اور آپ آج ہمارے درمیان اسی حالت پر ہیں جس شخص نے عہد و پیمان توڑا اور بیعت کا جوا اپنی گردن

سے اُٹا، اس نے اپنا ہی نقصان کیا ہے اور خدا نے آپ کو اس سے مستغنی کیا ہے  
 پس ہمارے ساتھ جدھر آپ چاہیں پر وہاں کیے بغیر روانہ ہوں کیونکہ سیدھی راہ وہی  
 ہے جس پر آپ چلیں گے چاہے مشرق کی طرف جائیں یا مغرب کی طرف، خدا کی قسم ہم خدا  
 کی قضاء و فیصلہ سے نہیں ڈرتے اور تمہارے پروردگار سے ناخوش نہیں ہیں اور ہم  
 نیت و بصیرت کے ساتھ اس کو دوست رکھتے ہیں جو آپ سے محبت کرے اور  
 اس کو دشمن رکھتے ہیں جو آپ سے دشمنی رکھے۔

پھر بربر بن خضیر ہمدانی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا خدا کی قسم اسے فرزند رسول خدا  
 خدا نے آپ کے دُرد و کجور کا ہم پر احسان کیا ہے تاکہ ہم آپ کے سامنے جنگ  
 کریں اور آپ کی راہ میں ہمارے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوں اور آپ کے انا قیامت  
 کے دن ہمارے شفیع ہوں، وہ گروہ فلاح و درمندگاری حاصل نہیں کر سکتا جس نے  
 اپنے پیغمبر کے بیٹے کو چھوڑ دیا دامن ہے ان کے لیے اس چیز سے کہ جس تک  
 وہ کل پہنچیں گے اور جہنم کی آگ میں داد و فریاد اور دایلا اور لمبے افسوس کی آواز بلند  
 کریں گے۔

پھر امام حسینؑ نے اپنے بیٹوں، بھائیوں اور اپنے عزیزوں کو اپنے گرد جمع  
 کیا اور کچھ دیر ان کی طرف دیکھتے رہے پھر فرمایا: اللھم انا عترۃ نبیک  
 محمد صلی اللہ علیہ و آلہ۔ خلیا ہم تیرے نبیؐ کی عترت  
 ہیں ہمیں ان لوگوں نے گھروں سے باہر نکالا ہے اور ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ  
 دھکیلا ہے اور ہمیں ہمارے نانا کے حرم سے آوارہ وطن کیا ہے خلیا ہمارا حق ان  
 سے ملے اور ہمیں ظالم دستم گر قوم پر فتح و نصرت عطا فرما۔ پھر آپ نے دہان سے کوچ  
 کیا یہاں تک کہ بدھ کے دن یا جمعرات کے دن کربلا میں نزول اجلال فرمایا جو کہ



محرم کی دوسری اور ۳۳ اسٹہ ہجری کی تاریخ تھی (ابوحنیفہ دینوری کہتا ہے کہ آنجناب بدھ کے دن پہلی محرم اسٹہ ہجری کر بلا میں اتر پڑے اور آپ سے ایک دن بعد عمر بن سعد آیا) پھر آپ نے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا (الناس عبید الدنیا والدین لعوق (یعنی) علی السنتھم یحوظونہ مادرت معایشھم فاذا امحصوا للبلایۃ قتل الدیانون) یعنی لوگ دنیا کے بندے ہیں اور دین ایک چاٹ ہے ان کی زبان پر رکھی ہوئی جب تک اس میں مزہ آتا ہے اس کو گھیرے رہتے ہیں جب آزمائش کا وقت آئے تو دیندار تھوڑے رہ جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کیا کر بلا بھی ہے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں اسے فرزند رسول خدا فرمایا یہی اندوہ دہلا کی جگہ ہے یہیں انزول کو بٹھانا چاہیے یہی مردوں کے شہید ہونے اور ہمارے خون بہنے کی جگہ ہے۔

پس سب اتر پڑے اور سبھی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ آپ کے مقابلہ میں اتر پڑا اور ابن زیاد کو خط لکھا کہ حسینؑ نے کر بلا میں پڑاؤ ڈال دیا ہے اور ابن زیاد نے حسینؑ کی خدمت میں خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: (اما بعد یا حسین فقد بلغنی نزلک بکربلا وقد کتب الی امیر.... یزید ان لا اتوسع الوثیر ولا اتسع من الخمیر والحقنک باللطیف الخیر) وترجع الی حکمی وحکم ینید معانیتہ والسلام) اے حسینؑ مجھے خبر ملی ہے کہ کر بلا میں پڑاؤ ڈالا ہے اور امیر.... یزید نے مجھے لکھا ہے کہ میں تیکہ پر سرنہ رکھوں اور میرے ہموکے کھانا نہ کھاؤں جب تک مدائے لطیف و خیر نہ ہو کہ میں تیکہ پر سرنہ رکھوں اور میرے ہموکے کھانا نہ کھاؤں جب تک مدائے لطیف و خیر نہ ہو چنچا لوں یا کہ تم میرے اور یزید بن معاویہ کے حکم کی طرف پلٹ آؤں والسلام۔ جب اس کا خط امام حسینؑ علیہ السلام تک پہنچا اور آپ نے انھیں پڑھا تو راتھ سے پھینک دیا۔ اور فرمایا وہ قوم فلاح نہیں پاسکتی جو مخلوق کی خوشنودی خالق کی ناراضگی کے بدلے خرید

کرے۔ قاصد نے عرض کیا اسے اب عبداللہ خط کا جواب فرمایا مالہ عندی جواب لانا  
 حقت علیہ حکمۃ العذاب)۔ یعنی اس خط کا میرے پاس کوئی  
 جواب نہیں کیونکہ عبید اللہ پر کہ عذاب لازم و ثابت ہو چکا ہے، (امام حسینؑ تو ایسے شخص  
 کی طرف خط لکھتے ہیں کہ جس کے رشد و ہدایت کی امید ہوتی) جب قاصد ابن زیاد کی طرف  
 پلٹ کر گیا اور اس کو بتایا تو وہ دشمن خدا آگ بگولا ہو گیا اور عمر بن سعد کی طرف دیکھا اور اسے  
 امام حسینؑ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس نے عمر کو اس سے پہلے "ری" کی گورنری دی  
 تھی۔ عمر نے انجناب سے جنگ کر کے سے معافی چاہی تو عبید اللہ نے کہا پھر ہمارا وہ فرمان  
 واپس کر دو، عمر نے بہت چاہی اور ایک دن کے بعد قبول کر لی اس وقت سے کہ کہیں ری کی حکومت سے معزول نہ ہو جائے  
 .. عمر بن سعد کا کہ بلا پر حاکم بننا

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ حکایت میرے نزدیک بعید ہے (یعنی عمر سعد کو عبید اللہ  
 کے خط لکھنے اور قاصد کے واپس آنے کے بعد بھیجنا بلکہ حتیٰ یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی  
 اس کام کے لیے نامزد ہو چکا تھا) کیونکہ اگر باب بنیہ و معتبر تواریخ نے بالاتفاق کہا ہے کہ  
 عمر بن سعد بن عبد السلام کے کہلا میں آنے کے ایک دن بعد آیا اور وہ تیسری محرم کا دن تھا۔  
 اور شیخ مفید، ابن اثیر اور دوسرے مؤرخین نے کہا ہے جب دوسرا دن ہوا تو  
 عمر بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار کے لشکر کے ساتھ آیا اور ابن اثیر نے کہا ہے کہ عمر  
 بن سعد کے جانے کا سبب یہ تھا کہ عبید اللہ بن زیاد نے اس کو چار ہزار لشکر کے ساتھ  
 دمشق پر مامور کیا تھا کیونکہ دلیلیوں نے اس پر قہر کر کے اسے اپنے تصرف میں لا  
 چکے تھے اور اسے رمی کی ولایت و گورنری کا فرمان بھی دے چکا تھا اور اس نے  
 حاتم الکنز کو لشکر کا ہمارا رکھا تھا جب امام حسینؑ کا معاملہ یہاں تک پہنچا تو ابن زیاد نے  
 عمر سعد کو بلا یا اور کہا کہ حسینؑ کی طرف جاؤ اور جب اس کام سے فراغت مل جائے تو پھر

اپنے کام پر چلے جانا عمر نے معافی چاہی تو ابن زیاد نے کہا اس شرط کے ساتھ کہ ہمارا فرمان واپس کر دو حبیب بعید اللہ نے یہ کہا تو عمر سعد نے جواب دیا آج مجھے مہلت دیں تاکہ میں فوج و فکر کروں پس اس نے ایسے ہی خوابوں سے مشورہ کیا تو سب نے اسے منع کیا اور حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ اس کا بھانجا اس کے پاس آیا اور کہا تجھے خدا کی قسم ہے اسے ماموں حسین کی طرف نہ جانا کیونکہ اس سے گنہگار بھی ہو گا اور قطع زنجی بھی کرے گا خدا کی قسم اگر تجھے دنیا اور اپنا مال اور دروئے زمین کی سلطنت بالغرض تیرے پاس ہو اور وہ تجھے چھڑ پڑے اور اس سے چشم پرشی کرنا پڑے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم تقاضے خدا عزوجل کے لیے ایسی حالت میں جاؤ کہ آنجناب کا خون تمہاری گردن پر ہو۔ عمر نے کہا اس طرح ہی ہو گا اور اس نے ساری رات اسی سوچ و بچار میں گزار دی اور لوگوں نے سنا کہ وہ کہتا تھا:

اُتْرُكْ مَلِكُ الرِّمَى وَالرِّمَى رَغْبَةً (حقیقی) ۱۱ ارجع مذموم ما بقتل حسین  
وق قتلہ النار التي ليس دونها حجاب وملك الری قرة عینی  
”کیا میں ملک رمی کو چھوڑ دوں حالانکہ رمی میری چیز یا میری آرزو ہے یا میں  
کو قتل کر کے مذموم حالت میں پلٹوں، حالانکہ ان کو قتل کرنے میں وہ جہنم کی آگ ہے  
کہ جس کے سامنے کوئی حجاب و مانع نہیں ہے اور رمی کی سلطنت میری آنکھوں کی ٹھنڈکی  
دروشنی ہے۔“

پس ابن زیاد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے اور سب  
لوگوں نے سن لیا ہے اور میں لوگوں کے منہ میں آگیا اگر آپ کی رائے ہو تو مجھے اسی کام  
کے لیے بھیجا اور کفر کے اشراف میں سے کوئی دوسرا حسین کی طرف بھیج دو ایسے لوگوں  
میں سے کہ جن سے جگہ کے سلسلہ میں زیادہ تجربہ کار اور آزمودہ نہیں ہوں اور چن

افراد کے اس نے نام بھی لیے۔ ابن زیاد نے کہا جس کو میں بھیجنا چاہوں گا اس کے متعلق میں تجھ سے مشورہ نہیں کروں گا اور تجھ سے رائے نہیں لوں گا اب اگر تو اس لشکر کے ساتھ کربلا کی طرف جاتا ہے تو نہ ہمارے ہمارا فرمان واپس کر دو۔ عمر نے کہا کہ میں ہی جاؤں گا پس وہ اسی لشکر کے ساتھ گیا یہاں تک کہ حسین کے سامنے جا پڑا ڈالا۔

مؤلف کہتے ہیں یہاں سے وہ خبر جو امیر المؤمنین نے اس سے پہلے دی تھی درست نکلی۔

سبط کے تذکرہ میں ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ علی بن ابی ابراہیم طالب کی کلامت یہاں آشکار ہوئی کہ آپ نے ایک دن عمر سعد کو دیکھا جبکہ وہ فوجان تھا اور فرمایا د ائے ہر تجھ پر اے ابن سعد تیری کیا حالت ہوگی اس وقت جبکہ تو اس حالت میں کھڑا ہوگا کہ تجھے جنت اور جہنم کے درمیان اختیار دیا جائے گا اور تو دروغ کی آگ کو انتخاب کرے گا۔ انتہی“ اور جب عمر سعد کو بلا میں پہنچا (ارشاد) تو عمر بن قیس احمسی کو انتخاب کی طرف جانے کے لیے قاضی بنایا اور کہا کہ ان کے پاس جا کر ان سے پوچھو کہ آپ بیان کیوں آئے ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں اور عہدہ ان لوگوں میں سے تھا کہ جنہوں نے انتخاب کر خط لکھے تھے لہذا وہ جانے سے شرماتا تھا پس ابن سعد نے دوسرے سرداران لشکر سے یہی خواہش کی۔ انہوں نے بھی خطوط لکھے تھے لہذا سب نے پہلو تہی کی اور انکار کیا اور جانے سے ناپسندیدگی ظاہر کی تو کثیر بن عبد اللہ شیبی اٹھ کھڑا ہوا اور وہ جری و دلیر شامسوار تھا جو کسی بڑے سے بڑے کام سے روگردانی نہیں کرتا تھا اور کہا میں جانا ہوں اور اگر چاہو تو انہیں میں کمزور سیلے سے قتل کر دوں۔ عمر نے کہا کہ میں ان کا قتل ہونا نہیں چاہتا لیکن ان کے پاس جا کر ان سے پوچھو کہ وہ کس مقصد کے لیے آئے ہیں، کثیر گیا تو جب ابو ثامہ صائدی نے اسے دیکھا تو عرض کیا: اے ابابعد اللہ

زمین کے لوگوں میں سے بزرگین اور خورمیزی اور دھوکہ سے نقل کرنے میں زیادہ بے باک آسا ہے لہذا خود اٹھ کر اس کی طرف گئے اور کہا کہ اپنی تلوار رکھ دو تو اس نے کہا میں اپنی تلوار نہیں رکھوں گا اور میں قاصد کے علاوہ کچھ نہیں اگر مجھ سے پیغام منور گئے تو پیغام دوں گا ورنہ واپس چلا جاؤں گا۔ ابو ثمامہ نے کہا کہ پھر میں اپنا ہاتھ تیری تلوار کے دستہ پر رکھے رہوں گا اور ترجیح چاہے کہہ دے۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم تیرا ہاتھ اس تک نہیں پہنچے گا تو انھوں نے کہا پھر جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے مجھے بتا دے اور میں تیرا پیغام امام تک پہنچا دوں گا لیکن تجھے میں نہیں چھوڑوں گا تو ان کے قریب جانے کی کڑکھ تو ایک نابکار شخص ہے پس دو فرسے ایک دوسرے کو بڑا بھلا کہا اور کثیر عمر سعد کی طرف واپس چلا گیا اور اس کو یہ خبر بتائی عمر نے قرہ بن قیس حنظلہ کو بلایا اور کہا ہاٹے ہو تجھ پر اسے قرہ، حسینؑ کے پاس جاؤ اور ان کے پوچھو کہ کیوں یہاں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں، قرہ آیا اور جب حسین علیہ السلام نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اس شخص کو پہچانتے ہو، حبیب بن مظاہر نے کہا جی ہاں! حنظلہ بن تمیم قبیلہ میں سے ہے اور ہماری بہن کا بیٹا ہے اور میں اسے نیک لائے سے پہچانتا تھا مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ وہ اس مقام پر حاضر ہوگا۔ پس وہ آیا اور امام حسینؑ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور پیغام پہنچایا۔ حسینؑ نے فرمایا تھا اے شہر کے لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور مجھ سے عداوت کی ہے کہ میں یہاں آؤں اب اگر مجھے ناپسند کرتے ہو تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ حبیب بن مظاہر نے کہا اے قرہ تجھ پر دامت ہو کہاں جاتے ہو، اس ستمگر غلام قوم کی طرف، اس مرد خدا کی مدد و نصرت کرو کہ جس کے باپ دادا کی وجہ سے تجھے کرامت و عزت بخشی۔ قرہ نے کہا کہ میں واپس جاتا ہوں اور اس کے پیغام کا جواب پہنچاتا ہوں تاکہ میں دیکھوں کہ کیا ہوتا

ہے پس وہ عمر کے پاس گیا اور اس کو ساری خبر بتائی تو عمر نے کہا میں امید رکھتا ہوں کہ خدا ہمیں ان سے جنگ و کارزار کرنے سے بچائے گا اور عبید اللہ بن زیاد کی طرف خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد جب میں حسین علیہ السلام کے قریب اترا تو میں نے ایک فاحشہ ان کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ ان شہروں کے لوگوں نے مجھے خط لکھے ہیں اور ناصر بھیجے ہیں کہ میں ان کے پاس آؤں چنانچہ میں آ گیا ہوں اب اگر وہ میرے آئے کو ناپسند کرتے ہیں اور اس چیز سے کہ جو ان کے ناصر کے آئے ہیں پشیمان ہو گئے ہیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔ حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے کہ میں عبید اللہ کے پاس موڑ تھا جب یہ خط اس کے پاس آیا تو اس لعین نے کہا لا لان وقد عقلت فحاليت به يرجوا النجاة ولات حسين مناص (اب جبکہ ہمارے بچے اس میں گڑھ گئے ہیں نجات و رہائی کی آرزو رکھتا ہے جبکہ گریز اور بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔“

اور عمر سعد کو خط لکھا اما بعد تیرا خط مجھے ملا اور جو کچھ تو نے اس میں لکھا ہے اسے میں نے سمجھا پس اسے اور اس کے ساتھیوں سے یزید کی بیعت کی پیش نہاد کرو اگر وہ بیعت کر لیں تو پھر میں اپنی رائے و کھیلوں کا واسطہ دلاؤں گا جواب ملا تو کہا میرا اپنا خیال یہی تھا کہ عبید اللہ عافیت جو شخص نہیں ہے اب میرا گانہ صحیح نکلا محمد بن ابوطالب نے کہا ہے پس ابن سعد نے اس پیغام کی پیش نہاد حسینؑ سے نہیں کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حسینؑ بھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے (ارشاد پھر ابن زیاد نے مسجد جامع کوفہ میں درگوں کے جمع ہونے کا حکم دیا اور خود بائیں نکلا اور منبر پر جا کر کہنے لگا اے لوگو! تم نے آل البرسفیان کو آزمایا ہے اور جان لیا ہے کہ

وہ اسی طرح کے ہیں جیسے تم چاہتے ہو یہ امیر..... نیز یہ ہے کہ جسے تم لوگ جانتے ہو کہ وہ نیک سیرت اور قابلِ تعریف کردار کا مالک ہے۔ رعیت کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے والا اور عطا و بخشش پر محل اور جو اس کی جگہ ہوتی ہے وہاں کرتا ہے اس کے عہد حکومت میں راستے امن و امان میں ہیں اور اسی طرح معاویہ اپنے زمانہ میں جب نہاد کو نوازتا اور مال سے بے نیاز کر دیتا تھا اور نیز یہ بھی اس کے بعد صد و صد ہندوں کی عزت و تحکیم کرتا اور مال و دولت سے انھیں بے نیاز کرتا اور ان کا استمرار کرتا ہے اور اس نے تمہارے وظیفہ میں سو سو کا اضافہ کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے زیادہ کر دوں اور تمہیں اس کے دشمن حسینؑ سے جنگ کرنے کے لیے باہر بھیجوں پس اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ پھر وہ منبر سے میچے اترا اور لوگوں کو بہت زیادہ عطیہ دیا اور ان کو بخشش کی اور حکم دیا کہ وہ حسینؑ سے جنگ کرنے اور عمر سعد کی مدد کرنے جائیں۔

موتلف کہتے ہیں کہ وہ مسلسل لشکر بھیجتا رہا یہاں تک کہ عمر بن سعد کے پاس محرم کی چھ تاریخ تک بیس ہزار سوار جمع ہو گئے (محمد بن ابوطالب) پس ابن زیاد نے شُبَّث بن ربعی کے پاس کسی کو بھیجا (شُبَّث بن ربعی اُس بار کے ساتھ اور ربعی اُس کی زیر اور بار کے سکون کے ساتھ کہ میرے پاس آؤ تاکہ تمہیں میں حسینؑ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجوں۔ شُبَّث نے اپنے آپ کو بیمار بنا لیا کہ شاید ابن زیاد اس سے دستبردار ہو جائے۔ ابن زیاد نے اس کی طرف خط بھیجا مابعد میرا قاصد خبر لایا ہے کہ تو نے اپنے آپ کو بیمار بنا لیا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تو ایسے لوگوں میں سے نہ ہو جائے کہ جن کے بارے میں خدا قرآن میں کہتا ہے (وَاذْ قُلُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا اَمَّا وَاذْخُلُوا اِلَى شِیْءٍ طَنَعَهُمْ قَالُوا اَمَّا مَعَكُمْ اَمَّا غَنِمْ مَسْتَهْرَجُونَ

”جب ایمان والوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب اپنے شیاطین کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ان سے تو ہم استہزاء و تسخر کرتے ہیں۔ اگر تم ہمارے زیر فرمان ہو تو ہم فوراً ہمارے پاس آؤ میں شبیہ عثمان کی ناز کے بعد آیا تاکہ ابن زیاد اس کا چہرہ نہ دیکھ سکے کہ جس میں بیماری کی کوئی نشانی نہیں تھی جب وہ آیا تو اسے مرجا کہا اور اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شخص سے جنگ کرنے کے لیے تم جاؤ اور ابن سعد کی مدد و کمک کرو۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا پس وہ ایک ہزار سوار کے ساتھ گیا۔

(طبری) ابن زیاد نے عمر بن سعد کی طرف لکھا: اما بعد فخذ بین الحسین و بین الماء فلا یذوقوا منه قطرة (حنوة) کما صنع بالتقی النقی عثمان بن عصفاء ——— عثمان عین کی زہر اور فام کی شد کے ساتھ کہ حسین اور ان کے ساتھیوں کو پانی سے روک دے کہ وہ پانی کا ایک قطرہ نہ پی سکیں بیسا کہ عثمان بن عفان کے ساتھ ان لوگوں نے کیا تھا۔

پس عمر سعد نے اسی وقت عمرو بن حجاج کو پانچ سو سوار کے ساتھ پانی کے گھاٹ پر بھیجا اور وہ امام حسین اور ان کے اصحاب اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے اور انھیں پانی کا ایک قطرہ تک نہ بے جانے دیا اور یہ واقعہ آنجناب کی شہادت سے تین دن پہلے کا ہے۔ (طبری)۔ عبید اللہ بن مصعب اور عیسیٰ نے کہ جب قبیلہ بجیلہ میں شمار کرتے تھے بہت اونچی آواز میں پکار کر کہا (ارشاد) اے حسین اس پانی کو دیکھ رہے ہو کہ جو آسمان کا ہم رنگ ہے خدا کی قسم اس کا ایک قطرہ نہ چھو سکو گے یہاں تک کہ یہاں سے مر جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے کہا خدا یا اس کو پیاس سے قتل کر دے اور اس کو کبھی نہ بخشنا۔ حمید بن مسلم نے کہا خدا کی قسم میں اس کے بعد اسے دیکھنے گیا وہ



بیمار تھا اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں نے دیکھا کہ وہ پانی پیتا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے پھر وہ اسے تھے کر دیتا ہے اور دوبارہ اطمینان بخش پیاس پیاس کی آواز بلند کرتا ہے پھر پانی پیتا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے لیکن وہ میرا نہیں مانتا تھا اس کی یہی حالت تھی یہاں تک کہ وہ فی النار واستقر ہوا۔

### حبیب بن مظاہر کی ایک تجویز

بھائی کہتے ہیں کہ ابن زیاد مسلسل ابن سعد کے لیے فوج بھیجتا رہا یہاں تک کہ تین ہزار کی فوج سواروں اور پیادوں کی اس کے پاس مکمل ہو گئی اور پھر ابن زیاد نے اسے لکھا کہ میں نے کسی چیز کی کمی تیرے لیے نہیں سمجھائی اور بہت سے سوار اور پیادے تیرے پاس بھیج دیے ہیں پس دیکھو ہر صبح و شام کی تیری خبر مجھے پہنچنی چاہیے۔ اور ابن زیاد بھیڑی محرم سے ابن سعد کو جنگ کے لیے ابھار رہا۔

حبیب بن مظاہر نے امام حسینؑ سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا یہاں قریب میں بنی اسد کا قبیلہ فروکش ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے پاس جاؤں اور انہیں آپ کی طرف دعوت دوں شاید خدا اس قوم کے شر کو ان کی وجہ سے آپ کو رفع اور دور کرے۔ امام نے اجازت دی پس جب رات کی تاریکی میں اجنبی شکل بنا کر باہر نکلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ بھی بنی اسد میں سے ہیں انہوں نے آپ سے آپ کی حاجت و ضرورت کے بارے میں دریافت کیا تو حبیب نے فرمایا کہ بہترین بدیہ اور تحفہ جو کوئی آنے والا اپنی قوم کے لیے ہے اتنا ہے میں وہ لے کر آیا ہوں میں اس لیے آیا ہوں کہ تم لوگوں کو نواسہ رسول کی خدمت میں لے کر آؤں۔ آپ ایک ایسی جماعت کے درمیان میں ہیں کہ جن میں سے ہر ایک فرد ہزار مرد سے بہتر ہے اور وہ کبھی بھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے اور دشمن کے سپرد نہیں

کریں گے اور یہ عمر سعد ہے کہ جس نے آپ کے گرد گھیر ڈالا ہوا ہے اور تم میری قوم و  
قبیلہ ہو۔ میں نہیں اس غیر و اچھائی کی طرف دلالت اور رہبری کرتا ہوں آج میرا حکم مان  
لو اور ان کی یاری دے دو کرو کہ جس سے تمہیں دنیا و آخرت کا شرف حاصل ہو گا۔ میں خدا کی  
قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں سے جو کوئی بھی نواسۂ رسول کے ساتھ مارا گیا جبکہ اس نے  
صبر کے ساتھ کام لیا اور خدا کے ثواب و اجر پر نگاہ رکھی تو وہ اعلیٰ علیین میں محمد صلی اللہ  
علیہ وآلہ کا رفیق و ساتھی ہو گا۔ پس ایک شخص بنی اسد میں سے کہ جسے عبداللہ بن بشر  
کہتے تھے کہنے لگا میں پہلا شخص ہوں کہ جو اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور اس نے

قد علمہ القوم اذا تواکلوں واجمہ الفرسان اذا تشاقلوں  
انی شجاع بطل مقاتل کانتی لیث عربین باسل  
قوم جانتی ہے کہ جب شاہسوار ایک دوسرے پر بھر دسہ کریں اور پیچھے نہیں  
اور برہمیل بن جائیں تو میں شجاع و بہادر اور جنگجو ہوتا ہوں گویا کہ میں شیر بیشہ اور  
بہادری کی وجہ سے تیوری چڑھاتا ہوں پھر قبیلہ کے مرد اسٹھ کھڑے ہوئے یہاں  
تیک کہ فرے اشخاص جمع ہوئے اور حسینؑ کی مدد کے ارادہ سے باہر نکلے اسی وقت  
ایک شخص عمر سعد کے پاس گیا اور اس کو آگاہ کیا تو ابن سعد نے اپنے ہمراہیوں میں  
سے ایک شخص کو جس کا نام ارزق تھا چار سو سواروں کے ساتھ اس گروہ کی طرف بھیجا  
کہ جو حسینؑ کی لشکر گاہ سے باہر نکلا ہوا تھا اور رات کی تاریکی میں ابن سعد کے سواروں  
نے فرات کے کنارے ان کا راستہ روک لیا حالانکہ ان کے اور حسینؑ کے درمیان  
مختصر ہی سی مسافت رہ گئی تھی پس وہ آپس میں اُبلجھ پڑے اور سخت جنگ ہوئی۔  
حبیب نے ارزق کو پکار کر کہا وائے ہر تجھ پرستجھ ہم سے کیا کام ہے چھوڑ  
تیرے علاوہ کوئی اور بد بخت بنے لیکن ارزق نے انکار کر دیا اور واپس نہ گیا اور

بنی اسد سمجھ گئے کہ ان میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے لہذا وہ شکست کھا کر قبیلہ کی طرف پلٹ گئے اور اس قبیلہ نے اسی رات وہاں سے کوچ کیا کہ مبادا ابن سدر رات رات ان پر حملہ نہ کر دے اور صیب بن مظاہر حسین کی طرف پلٹ آئے اور انھیں خبر بتائی تو امام حسین نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ حول و قوت بس ہمارے خدا کی طرف سے ہے اور ابن سدر کے گھر سوار بھی فرات کے پانی کے کنارے پر واپس لوٹ گئے امام حسین اور آپ کے اصحاب اور فرات کے پانی کے درمیان حائل ہو گئے اور انجناب اور ان کے ساتھیوں کو پیاس نے سخت آزمودہ کیا۔ پس آنجناب نے کمال اٹھایا اور خواتین کے خیم کے پیچھے نہ آیا وہیں قدم کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کھودا تتر و تنگوار پانی نکلا جسے آنجناب اور آپ کے سب ساتھیوں نے پیا اور مشکیں پڑھیں اور اس کے بعد وہ پانی غائب ہو گیا اور اس کا نام و نشان منظر نہ آیا اور مدینۃ المناجیز میں اس قضیہ کو آنجناب کے معجزات کے سیاق میں شمار کیا ہے یہ خبر ابن زیاد تک پہنچی تو اس نے ابن سدر کو پیغام بھیجا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ کنواں کھودتا ہے اور پانی نکالتا ہے اور وہ خود اور اس کے ساتھی پانی پیتے ہیں جب یہ خط تمہیں ملے تو اچھی طرح سے نظر رکھو کہ انھیں جتنا ہو سکے کنواں کھودنے سے روکو اور ان پر سختی و تنگی کر دو اور انھیں پانی نہ پینے دو اور ان کے ساتھ دہی سوک کر دو جو انھوں نے عثمان کے ساتھ کیا تو اس وقت ابن سدر نے ان سے تنگی و سختی کی۔

محمد بن طلحہ اور علی بن عیینہ اور علی بن ابی سلمہ نے کہا کہ ان پر پیاس کی شدت ہوئی تو اصحاب میں سے ایک نے کہ جس کا نام یزید بن حصین ہمدانی تھا اور وہ عابد و زاہد تھا امام حسینؑ سے عرض کیا اسے فرزند رسول خدا مجھے اجازت دیجئے کہ میں ابن سدر کے پاس جاؤں اور اس سے پانی کے بارے میں بات چیت کروں شاید وہ اپنے اس فعل

پر نادم و پشیمان ہو کر اس سے روک جائے تو آپ نے یزید سے فرمایا تمہیں اختیار ہے پس یزید ہمدانی عمر ابن سعد کے پاس آئے اور اس کے غمیمہ میں داخل ہوئے لیکن اس پر سلام نہ کیا تو عمر نے کہا اے ہمدانی بھائی کون سی چیز تجھے سلام سے مانع ہوئی ہے کیا میں مسلمان نہیں جبکہ میں اللہ اور اس کے رسول کو پہچانتا اور ان کا عرفان نہیں رکھتا، تو یزید نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو رسول خدا کی عزت سے جنگ کرنے کے لیے باہر نہ آتا ناگاہک نہیں قتل کرے نیز یہ فرات کا پانی کہ جسے دیہات کے کٹے اور خنزیر پی رہے ہیں تو نے اسے حسین ان کے بھائیوں، خواتین اور خاندان کے لوگوں سے روک رکھا ہے انہیں پینے نہیں دیتا اور وہ پیاس سے جان دے رہے ہیں اور پھر خیال کرتا ہے کہ تو خدا اور اس کے رسول کو پہچانتا ہے عمر بن سعد نے سر جھپکایا اور پھر کہا خدا کی قسم آئے ہمدانی میں جانتا ہوں کہ حسین کو آزاد و تکلیف پہنچانا حرام ہے لیکن

دعانی عبید اللہ من دون قومہ - الخطة فیہا خرجت لحیتی  
فواللہ لا ادری وانی لواقفت - علی خطر لا ارتضیہ و مین  
اترک ملک الری والری دعبہ - ام ارجع مطلوباً بقتل حسین  
وفی قتله النار التي ليس دونها - حجاب و ملک الری قرۃ عینی  
مجھے عبید اللہ نے اپنی پوری قوم کو چھوڑ کر ایک مشکل کام کی طرف بلایا اور میں اسی وقت  
اس کی طرف نکلا، پس خدا کی قسم میں نہیں جانتا اور رکا ہوا ہوں ایک ایسے خطرناک  
اور قوی موڑ پر کہ جسے میں پسند نہیں کرتا، کیا میں ملک رسی کو چھوڑ دوں حالانکہ وہ  
میری مرغوب چیز ہے یا میں اس حالت میں لوٹوں کہ قتل حسین کا مجھ سے مطالبہ  
کیا جائے حالانکہ ان کے قتل کرنے میں وہ آگ کہ جس پر کوئی مانع و حجاب نہیں

اور ملک رمی میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۔

اے ہمدانی میں اپنے اندر نہیں دیکھنا کہ میں ملک رمی کو چھوڑا نے دوسرے کے سپرد کردوں پس یزید بن حصین ہمدانی واپس آگیا اور امام حسینؑ سے عرض کیا اے فرزند رسولؐ خدا عمر بن سعد اس بات پر راضی ہو گیا کہ وہ رمی کی حکومت کے بدلے آپ کو شہید کر دے ۔

ابو جعفر طبری اور ابو الفرج اصفہانی نے کہا جب حسین اور آپ کے ساتھیوں پر پیاس کی شدت ہوئی تو آپ نے اپنے بھائی جناب عباس بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کو بلایا اور انھیں تیس سوار اور بیس پیادوں کے ساتھ بیس مشکیں دے کر بھیجا اور وہ رات کے وقت پانی کے قریب پہنچے اور ان کے آگے آگے نافع بن ہلال بکلی جھنڈا لیے ہوئے تھے تو عمرو بن حجاج نے کہا کون، نافع بن ہلال نے اپنا نام بیا تو ان حجاج نے کہا اے بھائی خوش آمدی کس لیے آنا ہوا، نافع نے کہا میں آیا ہوں تاکہ اس پانی سے کہ جسے تم لوگوں نے روک رکھا ہے میں اس نے کہا یہی خوش گزاری کے ساتھ۔ نافع نے کہا خدا کی قسم جبکہ حسینؑ اور ان کے یہ ساتھی کہ جنہیں تو دیکھ رہا ہے پیاس سے ہیں میں اکیلا پانی نہیں پی سکتا۔ عمرو بن حجاج کے ساتھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمرو نے کہا کہ اس کام کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے یہیں جہاں اس لیے چھوڑا گیا ہے تاکہ انہیں ہم پانی سے مانع ہوں جب عمر کے ساتھی نزدیک آ گئے تو جناب عباس اور نافع نے پیادہ ساتھیوں سے کہا مشکوں کو پر کر دو تو پیادہ افراد گئے اور انھوں نے مشکیں پر کر لیں۔ عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھیوں نے چاہا کہ پانی سے جانے سے ممانعت کریں تو جناب عباس بن علی اور نافع بن ہلال نے ان پر حملہ کر دیا اور انھیں روکے رہے یہاں

تک کردہ پیادہ افراد دُور چلے گئے اور گھڑ سوار بھی پیادوں کی طرف لوٹ گئے۔ پیادوں نے کہا تم لوگ جاؤ اور عمر بن حجاج کی فوج کے سامنے کھڑے ہو جاؤ تاکہ ہم پانی منزل مقصود تک پہنچا لیں وہ وہیں گئے اور عمرو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ سواروں پر حملہ آور ہوا اور حقوڑی دیر تک انھیں دھکیلتے رہے اور صد قبیلہ کا ایک شخص کہ جو عمر بن حجاج کے ساتھیوں میں سے تھا اسے نافع بن بلال بجلی نے نیزہ مارا کہ جسے اس نے معمولی سمجھا۔ اسل جیال کیا لیکن بعد میں اس کا منہ کھل گیا اور اس سے فرمایا حسین علیہ السلام کے اصحاب وہ مشکیں سے اُٹے۔

### امام کی عمر بن سعد سے ملاقات

(طبری) حسین نے عمر سعد کی طرف قاصد بھیجا اور اسے پیغام دیا کہ آج رات دونوں لشکروں کے درمیان میری ملاقات کے لیے آؤ۔ عمر تقریباً بیس سواروں کے ساتھ آیا اور امام حسینؑ بھی اتنے ہی افراد کے ساتھ تشریف لائے جب ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کافی دُور چلے جائیں اور ابن سعد نے بھی ایسا ہی کیا پس وہ دونوں گروہ اتنے دُور چلے گئے کہ ان کی باتیں نہیں سن سکتے تھے اور بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور پھر ہر ایک اپنی لشکر گاہ کی طرف لوٹ گئے اور لوگ اپنے ظن و گمان کے مطابق ان کی بات چیت کے متعلق گفتگو کرتے تھے (مثلاً) یہ کہ حسینؑ نے عمر سعد سے فرمایا میرے ساتھ یزید بن معاویہ کے ہاں چلو اور ان دونوں لشکروں کو یہاں رہنے دو تو عمر نے کہا میرا گھر دیران ہو جائے گا تو امام حسینؑ نے فرمایا میں دوبارہ تجھے وہ بنا دوں گا اس نے کہا کہ میرے املاک و جائداد مجھ سے لے لیں گے تو آپ نے فرمایا میں تجھے اس سے بہتر حجاز میں جو میرا مال ہے اس میں سے دوں گا عمر نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ طبری کہتا ہے کہ لوگوں کی زبان پر یہ بات عام تھی میرا اس کے کہ کوئی

چیز سنی ہو اور جانا اور معلوم کیا ہے

شیخ مفید کہتے ہیں حسینؑ نے کسی کو عمر سعد کے پاس بھیجا کہ میں تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں پس رات کے وقت ایک دوسرے سے ملاقات کی اور علیحدگی میں بہت سی باتیں کیں پھر عمر سعد اپنی جگہ واپس لوٹ گیا اور عبداللہؓ کی طرف خط لکھا انا بعد خدا نے آگ بجھا دی اور لوگوں کو ایک ہی بات اور رائے پر جمع کر دیا اور راحت کا معاملہ یکسر ہو گیا حسینؑ نے مجھ سے عہد و پیمان کیا ہے کہ جہاں سے وہ آئے ہیں وہیں واپس چلے جائیں یا اسلامی ملک کی کسی سرحد پر چلے جائیں اور ایک مسلمان کی طرح رہیں، نفع و نقصان میں ان سے شریک رہیں یا امیر..... یزید کے پاس چلے جائیں اور خود امیر..... جو کچھ ان کے بارے میں چاہے حکم کرے خدا کی خوشنودی اور امت کی صلاح و درستی اسی میں ہے۔

ابو الفرج کی روایت میں ہے کہ عمر نے ایک قاصد عبد اللہؓ کی طرف بھیجا اور اس گفتگو کی تفصیل اس سے بیان کی اور کہا کہ اگر دلیم کے لوگوں میں سے کوئی شخص آپ سے ان مطالب کی خواہش کرے اور آپ قبول نہ کریں تو اس کے بارے میں ظلم کے مرتکب نہیں ہوں گے۔

طبری، ابن اثیر وغیرہ نے عقبہ بن سمان سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں امام حسینؑ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ تک اور مکہ سے عراق تک تھا اور کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ شہید ہوئے اور آپ کی کوئی مدینہ یا مکہ یا راستہ یا عراق یا لشکر گاہ کی آپ کی شہادت کے دن تک لوگوں سے مخاطبہ کرنے کی نہیں تھی کہ جسے میں نے نہ سنا ہو، خدا کی قسم یہ جو لوگوں کی زبان پر شاید ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اس بات کو قبول کر لیا تھا کہ آپ شام چلے جائیں

اور بڑید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیں یا اسلامی ملک کی کسی سرحد پر چلے جائیں قطعاً اور ہرگز آپ نے اس قسم کا کوئی بیان نہیں دیا البتہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں اس وسیع و عریض زمین میں کہیں چلا جاؤں تاکہ میں دیکھ سکوں کہ لوگوں کا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے۔

(مترجم کہتا ہے بعض روایت میں ہے کہ حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے اصحاب کافی دور چلے جائیں اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی عباس اور بیٹا علی اکبر رہ جائیں اور عمر سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ دور چلے جائیں اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا حفص اور غلام باقی رہ جائیں گے پس حسین نے اس سے کہا وائے ہو تجھ پر اے ابن سعد تو اس عمل سے نہیں ڈرتا کہ جس کی طرف تیری بازگشت ہے کیا تو مجھ سے جنگ کرے گا جبکہ میں اس کا فرزند ہوں کہ جسے تو جانتا ہے اس گرہ بنی امیہ کو چھوڑ کر میرا ساتھ دے کہ خدا کی رضا اسی میں ہے عمر سعد نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرا گھر ویران ہو جائے، حسین نے فرمایا میں تجھے مکان بنوادوں گا عمر سعد نے کہا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ وہ میری جائیداد پر قبضہ کر لیں گے آپ نے فرمایا کہ میں اس سے بہتر اپنے مال میں سے حجاز میں تجھے دوں گا اس نے کہا کہ مجھے ان سے اپنے اہل و عیال کے بارے میں خطرہ ہے حضرت نے کچھ نہ کہا اور واپس آ گئے اور آپ کہہ رہے تھے کہ خدا کسی کو برا لگھیتے کرے کہ جو معترب تھے تیرے بستر پر ورج کرینگا اور قیامت کے دن تجھے نہ بخشے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تو عراق کی گندم نہ کھا سکے مگر غزوئی عمر سعد نے طنزاً کہا کہ جو کفایت کریں گے مترجم کہتا ہے حق دہی ہے جو طبری نے کہا ہے کہ ان کی گفتگو سے کوئی آگاہ نہیں ہوا اور یہ جو کچھ کہتے ہیں اندازے گمان اور تخمینہ ہیں اور کوئی ایسی بات کہ جو زلت اور پستی کے اوپر دلالت کرے امام سے صادر نہیں ہوئی۔)



## سترھویں فصل

## شہر کا کر بلا پہنچنا

نبی عمر سعد کا خط بعید اللہ کو پہنچا اور اس نے پڑھا اور کہا (ارشاد) یہ خط ایسے شخص کا ہے جو اپنے امیر کو مخلص اور اپنی قوم کا مشفق اور مہربان ہے تو عمر بن ذی الجوشن کھڑا ہو گیا اور کہا کیا آپ اس بات کو قبول کر لیں گے جبکہ وہ آپ کی زمین اور آپ کے پہلو میں اُترا ہوا ہے خدا کی قسم اگر وہ آپ کے علائقہ سے باہر چلا گیا تو پھر وہ آپ کے ہاتھ میں دے گا وہ زیادہ طاقتور اور آپ کمزور و عاجز ہو جائیں گے لہذا یہ بات اس سے قبول نہ کیجئے کیونکہ اس میں آپ کی شکست ہے مگر یہ کہ وہ اور ان کے ساتھی آپ کے حکم کے سامنے تسلیم خم کریں اس کے بعد آپ انھیں سزا دیں تو آپ کی مرضی اور اگر بخش دیں اور دگر دکر کریں تو آپ کی مرضی۔ ابن زیاد نے کہا تیری رائے بہت اچھی ہے میرا یہ خط عمر سعد کے پاس لے جا۔ تاکہ وہ اسے حسین اور اس کے ساتھیوں کے سامنے پیش کرے کہ وہ میرے حکم کو اپنے بارے میں تسلیم کریں اگر قبول کر لیں تو انہیں میرے پاس بھیج دے اور اگر وہ اس سے رد گردانی کریں تو پھر ان سے جنگ کرے اگر عمر سعد اس بات کو قبول کرے تو پھر تم اس کی بات سنو اور اس کے حکم کی اطاعت کرو اور اگر انکار کرے تو پھر تو اس پر لشکر ہو گا اور ابن سعد کی گردن اڑا دے اور اس کا سر میرے پاس بھیج دے اور ابن سعد کو خط لکھا کہ میں نے تجھے حسین کی طرف اس لیے نہیں بھیجا تھا۔ تاکہ اس سے دین شر و مصیبت کرو اور معاملہ کو طول و دواور اسے سلامت

بقا کی امید دو اور اس کی طرف سے غدر خواہی کہ دو اور اس کی میرے پاس شفاعت و سفارش کرو۔ دیکھو اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم کے سامنے تسلیم ہوتے ہیں اور میرے فرمان کے سامنے گردن جھکاتے ہیں تو انہیں میرے پاس بھیج دو اور اگر روگردانی کرتے اور اسے قبول نہیں کرتے تو پھر ان پر لشکر کشی کرو یہاں تک کہ انہیں قتل کر دو اور ان کے اعضاء و جوارح الگ الگ کر دو کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور جب حسین کو قتل کر لو اور اس کے سینہ اور پشت کو گھوڑوں کے سموں کے نیچے روند ڈالو کیونکہ وہ اپنی کو آزار دہیکت پہنچانے والا قطع رحمی کرنے والا اور سنگار ہے میں خیال نہیں کرتا کہ موت کے بعد یہ عمل کوئی نقصان پہنچاتا ہے لیکن ایک بات میری زبان پر آگئی ہے کہ جب اس کو قتل کر دو تو اس کے بدن کے ساتھ یہ عمل کرو، اب اگر تم میری فرمانبرداری کرو تو امانت پر نہیں ابرو یا داش دروں کا اور اگر انکار کرو تو پھر ہمارے کام اور لشکر سے الگ ہو جاؤ اور اسے شجر کے حوالہ کر دو کہ جسے میں نے اپنا حکم دے دیا ہے والسلام!

ابوالفرج کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے عمر کی طرف پیغام بھیجا اسے ابن سعد نے سستی کی ہے اور راحت و آرام کو اپنایا ہے۔ اس کے ساتھ مہاجر و مدعوں کو اور اس سے جنگ کر اور اس سے کسی چیز کو قبول نہ کر مگر یہ کہ وہ میرے حکم کے سامنے تسلیم ہو جائے۔

تاریخ طبری میں ابی مخنف سے روایت ہے کہ کہتا ہے کہ حادثہ بن حنیہ عبد اللہ بن شریک عامری سے روایت کرتا ہے کہ جب شجر نے وہ خط لکھا یا تو وہ عبد اللہ بن ابی الملح (بیم کی زہر اور حار کے سکون کے ساتھ) گئے ہمارا اٹھا اور ام النہین بنت خزام بن خالد امیر المؤمنین کی زویہ محترمہ اس عبد اللہ کی بھوپتی تھیں اور ان سے

امیر المومنین کے چار بیٹے ہوئے تھے، عباس، عبد اللہ، جعفر اور عثمان۔ پس عبد اللہ بن ابوالفضل بن حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب نے کہا ”

”خدا امیر کو درست رکھے“ ہمارے بھانجے حسین کے ساتھ

ہیں اگر مناسب سمجھیں تو ان کے لیے امان نامہ لکھ دیں۔ ابن زیاد نے کہا جی ہاں بُرا نکھول

پر اور اس نے منشی کو حکم دیا اور اس نے لکھ دیا اور عبد اللہ بن ابوالفضل نے وہ خط اپنے

ایک عزیز (کوزان یا) کرمان نامی کے ہاتھ کر بلا بھیجا۔ جب کرمان آیا اور ان بھائیوں

کو بلایا اور کہا کہ یہ امان نامہ ہے کہ جو تمہارے ماموں نے بھیجا ہے تو ان جوانوں نے

کہا کہ ہمارے ماموں کو ہمارا سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ ہمیں اس امان کی ضرورت

نہیں، خدا کی امان سمیہ کے بیٹے کی امان سے بہتر ہے اور شمر ابن زیاد کا خط عمر سعد

کے لیے آیا اس نے خط پڑھا تو کہا دانتے ہو تجھ پر تیرا گھر تباہ ہو گیا ہی بُرا بیچام تو

لایا ہے خدا کی قسم میرا گمان ہے کہ جو کچھ میں نے اسے کہا تھا اس کے قبول کرنے

سے تو نے اسے روکا ہے اور معاملہ کو تراب و فساد کیا ہے حالانکہ ہمیں اُمید تھی کہ

صلح و صلاح سے اصلاح ہو جائے گی۔ خدا کی قسم حسین اپنے آپ کو ہمارے سپرد

نہیں کرے گا کیونکہ اس کے پہلوؤں میں اس کے باپ کا دھڑکتا ہے (یا خود دار

دل دھڑکتا ہے) (دینیوی کہتا ہے کہ عمر سعد نے خط امام حسین کے پاس بھیجا اور حسین

نے فرمایا کہ میں ابن زیاد کی یہ بات بالکل ماننے لکے لیے تیار نہیں ہوں، اب موت

کے علاوہ تو کچھ نہیں اور موت کو میں مرجھا کہتا ہوں۔)

شمر یمن نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ امیر کے فرمان کو انجام دینا ہے اور اس کے

دشمن سے جنگ کرنی ہے یا نہیں اگر نہیں کرنی تو پھر یہ لشکر و فوج میرے سپرد کر دو

عمر سعد نے کہا میں تیرے سپرد نہیں کرتا تیرے لیے یہ کرامت نہیں ہے میں خود ہی

یہ کام کر دیں گا البتہ تم پیادہ فوج کے امیر ہو۔

عمر سعد جبرأت کے دن نو محرم کو صیغہ کی جانب لشکر لے کر چلا اور شمر آیا یہاں تک کہ اصحاب حسینی کے قریب آکر کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہماری بہن یعنی ہمارے خاندان کی خاتون کے بیٹے کہاں ہیں تو جناب عباس عبد اللہ، جعفر اور عثمان باہر نکلے اور کہا کیا چاہتا ہے تو اس نے کہا اے خیر بیہن کے بیٹے تمہارے لیے امان ہے ان نو حوالوں نے کہا لعنت ہے تجھ پر اور تیری امان پر کیا ہمیں تو امان دیتا ہے اور فرزند رسول کے لیے امان نہیں ہے۔ (ملفوظ)

اور دوسری روایت میں ہے کہ عباس بن علیؑ نے بلند آواز سے پکار کر کہا تیرے ہاتھ کٹ جائیں کیا ہی بڑی امان ہے جو تو لایا ہے اے دشمن خدا کیا تو کہتا ہے کہ ہم اپنے بھائی سید و سرور اور جناب فاطمہ کے بیٹے حسینؑ کو چھوڑ دیں اور عیضوں اور لعینوں کے بیٹوں کے زیر فرمان ہوں اور آنجناب ایسے افراد کے بارے میں یہ اشار مناسب ہیں :

(فَقَسَّ ابْتِ الْاَشْرَاتِ اِیْمَهُمْ فَهَمَّ بَیْنَ مَوْتٍ وَلِذَلِكَ وَوَسْرًا  
لَقَدْ الْغَتَّ اِدْوَا حَمَّ حَرَمَةُ الْوَعْنِ كَمَا اَنْتَ اَقْدَامُهُمْ بِالْمُنَابِیْ اِیْسَ نَفْسُ  
مِنْ جِوَانِیْ بَابِ کِی مِیْرَاثِ کِی عِلَاوِہ سَے اَبَا وَاَنْکَارِ کِرتے ہیں اِن میں سے بعض وہ ہیں  
کہ جن کے خون کے بدلہ کے مطالبہ کیا گیا اور کچھ خود مطالبہ کرتے ہیں اِن کی جانبیں  
جنگ سے الفت رکھتی ہیں جیسا کہ اِن کے قدم منبروں سے مانوس ہیں۔

راوی کہتا ہے پس شمر عین آگ بگولہ ہو کر واپس پلٹ گیا پھر عمر سعد نے پکار کر  
کہا: یا خلیل اللہ اذکی و بالجنة ابشر عی۔ یعنی اے لشکر خدا سوار ہو  
جاؤ اور جنت کی تمہیں بشارت ہو پس لوگ سوار ہونے لگے اور عصر کی ناز کے بدنگ  
کا عزم و ارادہ کیا۔ (کافی)

اور حضرت صادقؑ سے روایت شدہ حدیث میں ہے کہ (تاسو) تو بنی محرم کا دن وہ ہے کہ جب حسینؑ اور ان کے اصحاب کا محاصرہ کیا گیا اور اہل شام کے لشکر نے انہیں گھیر لیا اور اپنے انڈے دہاں بٹھا دیے، مرجانہ کا بیٹا اور عمر سعد اپنے لشکر کی کثرت پر خوش تھے اور حسینؑ کو کمزور سمجھا اور انہیں یقین ہو گیا کہ انہیں کبھی مددگار نہیں آئے گا اور اہل عراق آپ کی مدد نہیں کریں گے (بابی المستضعف الغریب) میرا باپ قربان ہوں مسافر پر جسے کمزور سمجھا اور کیا گیا)

جب عمر سعد نے منادی کرائی تو اس کے ساتھی سوار ہو گئے اور حسینؑ کے خمیوں اور سراپردوں کے قریب پہنچ گئے (کامل - ارشاد طبری) ام حسینؑ اپنے خمیر کے آگے بیٹھے تلوار پر تکیہ کیے اور سر زانو پر رکھا ہوا تھا ان کی بہن زینبؑ نے لشکر کی بیچ و پکار سنی تو بھائی کے قریب آئیں اور عرض کیا کیا آپ یہ خود خوفا اور چیخ و پکار نہیں سن رہے کہ جو مسلسل ہمارے قریب آ رہی ہے حسینؑ نے سر زانو سے اٹھایا اور فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھ سے فرمایا ہے تم غریب ہمارے پاس آ رہے ہو پس آپ کی بہن نے اپنا منہ پیٹ لیا اور آہ شیون کیا اور دادیلاہ کی فریاد بلند کی تو امام حسینؑ نے فرمایا یہ نالہ و شیون کا وقت نہیں اسے بہن خاموش رہو خدا تم پر رحمت نازل کرے (ارشاد - طبری)

جناب عباس بن علیہ السلام نے آپ سے اگر عرض کیا بھائی یہ گروہ آگیا ہے، حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور عباسؑ سے فرمایا میری جان تم پر خدا ہو کر سوار ہو کر ان سے ملاقات کرو اور ان سے پرہیز کرو نہ سی نہی بات ہوئی ہے اور تم لوگ کیوں آئے ہو جناب عباس بیس سواروں کے ساتھ آئے نہ ہیر بن قین اور عیب بن مظاہر بھی ان کے ساتھ تھے جناب عباس نے فرمایا تمہارا مقصد کیا ہے اور کیا چاہتے ہو

انہوں نے کہا امیر کا فرماں آیا ہے کہ تم آپ لوگوں سے کہیں کہ کیا تو اس کے حکم کے سامنے تسلیم ہو جاؤ یا تم سے جنگ کریں آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو یہاں تک کہ میں ابو عبد اللہ کے پاس جاؤں اور جو کچھ تم کہتے ہو وہ ان کی خدمت میں پیش کروں وہ لوگ رک گئے اور کہا کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں آگاہ کرو اور جو کچھ وہ کہیں ہمارے پاس پہنچا دے آؤ پس بنگال عباسی تیزی کے ساتھ حنین کی طرف لوٹے اور انہیں خبر دی اور آپ کے ساتھی دین کھڑے رہے اور اس قوم سے باتیں کرتے رہے (طبری) حذیب بن مظاہر نے زبیر بن قیس سے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ بات کریں اور اگر پسند کریں تو میں بات کروں زبیر نے کہا کہ چونکہ آغاز آپ نے کیا ہے لہذا آپ ہی بات کریں پس حذیب بن مظاہر نے کہا خدا کی قسم بُرے ہیں وہ لوگ جو کل خدا کی بارگاہ میں جا رہے ہیں تو اس کے پیغمبر کے فرزند کو ان کی عزت اور خاندان اور اس کے شہر کے خدا پرستوں کو کہ جو وقت سحر اس کی زندگی میں کھڑے ہوتے اور زیادہ سے زیادہ ذکر خدا کرتے قتل کر چکے ہوں عزیرہ بن قیس نے کہا تم جتنا ہو سکتا ہے خود ستائی کرتے ہو تو زبیر نے اس سے کہا اے عزیرہ خدا عزوجل نے ان لوگوں کو یاد کیا ہے اللہ ان کی راہنمائی اور ہدایت کی ہے پس خدا سے ڈرو کہ میں تیرا خواہ ہوں میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں ان لوگوں میں سے نہ ہو کہ جو گمراہوں کی مدد کرتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ نفوس کو قتل کرتے ہیں عزیرہ نے کہا کہ تم تو اس خاندان کے شیعوں میں سے نہیں تھے تم نو عثمانی تھے تو زبیر نے کہا کہ کیا میرے یہاں ہونے سے تجھے پتا نہیں چلا کہ میں ان میں سے ہوں خدا کی قسم میں نے آنجناب کی طرف خط نہیں لکھا اور قاصد نہیں بھیجا اور نصرتِ مدد کرنے کی نوید و خوشخبری انہیں نہیں دی البتہ راستے میں میں نے ان سے ملاقات کی ہے رسول خدا کو یاد کیا ہے اور جو قدر و منزلت آنجناب کو رسول خدا سے تھی اسے پہچانا ہے اور جو کچھ دشمن کی طرف اور تہمدی جماعت کی طرف ان پر گزرنے والا ہے اسے جانتا ہے

لہذا میری رائے یہ ہوئی ہے کہ میں ان کی مدد کروں اور ان کی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور اپنی جان ان پر قربان کروں تاکہ خدا و رسول کے اس حق کی کہ جسے تم لوگوں نے مٹانے کر دیا ہے محافظت کروں۔

باقی رہے جناب عباس بن علیؑ تو وہ گئے اور جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا اس کی خبر دی تو اہل ایمان نے فرمایا ان کے پاس واپس جاؤ اور اگر کر سکو تو معاملہ کو کل پر ڈال دو اور آج کی رات انہیں واپس پٹا دو شاید ہم پر دروگاہ کے لیے نماز پڑھ سکیں اور اس سے دُعا و استغفار کریں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں نماز پڑھنے اور اس کی کتاب کی تلاوت کرنے اور کثرت دعا و استغفار کو دوست رکھتا ہوں پس عباس ان لوگوں کی طرف گئے اور جب پلٹ کر آئے تو عمر بن سعد کا قاصد آپ کے ساتھ تھا پس وہ شخص وہاں کھڑا ہوا کہ جہاں سے اس کی آواز سنائی دیتی تھی اور اس نے کہا کہ ہم نے کل تک آپ لوگوں کو مہلت دی ہے اگر تو تم لوگ تسلیم ہو گئے تو تمہیں امیر عبداللہ بن زیاد کے پاس ہم لے جائیں گے اور اگر انکار کیا تو پھر ہم نہیں نہیں چھوڑیں گے اور پھر واپس چلا گیا۔



## اٹھارویں فصل

### شب عاشورہ

(ارشاد) پس امام حسین نے اپنے اصحاب کو غروب کے وقت جمع کیا امام علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ان کے قریب جا بیٹھا تاکہ سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور میں اس وقت بیمار تھا میں نے سنا کہ آپ اپنے اصحاب سے کہہ رہے تھے میں خدا کی بہترین شہادت کرتا ہوں اور خوشی اور سختی میں اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں خدایا میں تیری اس بات پر حمد کرتا ہوں کہ تو نے نبوت کے ساتھ عزت و بحکم بخشی اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور دین کا فہم و بینائی دی اور ہمیں کان، آنکھیں اور دل دیے پس ہمیں اپنے شکر گزاروں میں سے قرار دے اما بعد میں کوئی اصحاب نہیں جانتا کہ جز زیادہ با وفا اور بہتر ہوں اور میرے اصحاب سے اور نہ کوئی اہل بیت اور گھر والے کہ جز زیادہ نیکی و احسان کر رہے ہیں زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور زیادہ با فضیلت اپنے اہل بیت سے پس خدا تمہیں جزائے خیر دے میری طرف سے اور میرا گمان ہے کہ اس قوم کے ساتھ جنگ ہو کر رہے گی اور میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں پس تم سب چلے جاؤ تمہارے لیے حلال ہے میں بیعت و تعہد کی ذمہ داری تم سے اٹھاتا ہوں اس وقت رات ہے اور تاریکی نے تمہیں گھیر رکھا ہے اسے سواری کا اونٹ قرار دو اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک فرد کا ہاتھ پکڑو اور دیہاتوں اور شہروں میں منتشر ہو جاؤ یہاں تک کہ خداوند عالم کشائش دے کیونکہ یہ لوگ تو صرف مجھے چاہتے ہیں جب انہیں مجھ پر دسترس حاصل ہو جائے تو دوسروں کی تلاش چھوڑ دیں گے پس آپ کے بھائیوں بیٹوں، بھتیجیوں



اور عبد اللہ بن جعفر کے دونوں فرزند نے عرض کیا کہ ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیا اس لیے ہم یہ کریں کہ آپ کے بعد ہم زندہ رہیں خدا نہ کرے کہ کبھی ایسا ہو اور جناب عباس بن علیؑ نے گنگو کا آغاز کیا تھا اور باقی جماعت نے ان کی پیروی کی مٹی اور ان کی طرح کی یا اس کے قریب بات کی مٹی پس حسینؑ نے اولاد عقیل سے فرمایا مسلم کا شہید ہونا مقہار سے لیے کفایت کرتا ہے پس تم لوگ چلے جاؤ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں انھوں نے کہا سبحان لوگ کیا کہیں گے وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ اور سردار اور اپنے بہترین چچوں کی اولاد کو چھوڑ آئے ہو نہ ان کے ساتھ مل کر تیر پھینکا ہے اور نہ نیزہ و تلوار چلائی ہے اور نہ ہمیں پتا چلا کہ انھوں نے کیا کیا خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ مال، جان اور افراد غاندان کے ساتھ مواسات و قربانی دیں گے اور انھیں آپ کی راہ میں فدیہ دیں گے اور آپ کی معیت میں ہم بھی دیں جائیں گے بڑا ہو اس زندگی کا کہ جو آپ کے بعد ہو اور مسلم بن عو مجھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کیا ہم آپ سے دستبردار ہو جائیں تو خدا کے ہاں آپ کے حق کی ادائیگی کے سلسلہ میں کیا بہانہ پیش کریں گے خدا کی قسم یہ نیزہ و شمشیر کے سینوں میں چھوڑ دیں گا اور اس تلوار سے جب تک اس کا دست میرے ہاتھ میں ہے انھیں ضرب لگاؤں گا اور اگر میرے پاس ہتھیار نہ رہے تو پتھر انھیں ماروں گا خدا کی قسم آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے تاکہ خدا کو معلوم ہو کہ ہم نے آپ کے بارے میں رسول کی حرمت و عزت کا ان کی غیبت میں پاس رکھا خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل کیا جاؤں گا اور زندہ ہو کر جلا دیا جاؤں گا اور پھر زندہ ہوں گا اور پھر چور چور ہو کر میرے ٹکڑے منتشر کر دیے جائیں گے اور ستر مرتبہ میرے ساتھ یہ سلوک ہو گا پھر بھی میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ آپ کی معیت میں مجھے موت آئے گی اور پھر کس طرح میں یہ کام کروں جب کہ ایک ہی دفعہ قتل ہونا ہے اور اس کے

بعد ایسی کرامت بزرگی نصیب ہوگی کہ جو ختم ہونے والی نہیں ہے۔

اور زبیر بن قیس کھڑے ہوئے اور کہا میں دوست رکھتا ہوں کہ مارا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر مارا جاؤں اور اسی طرح ہزار مرتبہ مجھ سے سلوک کیا جائے اور خدا آپ سے اور اہل بیت کے ان جوانوں سے قتل ہونے کو روک لے۔

اور اصحاب کی ایک جماعت نے بھی گفتگو کی جو ایک ہی معنی رکھتی تھی اور ایک دوسرے کی مانند تھی (طبری) انھوں نے کہا خدا کی قسم ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے بلکہ ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہوگی ہم اپنے گلوں پیشانیوں اور ہاتھوں سے آپ کی حفاظت کریں گے جب ہم قتل ہو جائیں تو کچھ ہم پر واجب تھا اس کو پورا کر چکے ہوں گے اور انجام دے چکے ہوں گے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ان کی زبان یہ تھی کہ جیسے فارسی شاعر کہتا ہے: "شاہنشاہ از برش و سامن سر بر فضل ملوک این ہنایم محتاج این درم: گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو محرم" "اے محرم کہ ان گنم این دل کجا برم"۔ اے میرے سردار اگر میری فیضیت کا تخت عرش تک بھی پہنچ جائے پھر بھی میں اس گھر کا غلام اور اس دروازے کا بھکاری ہوں۔ اگر میں اپنے دل کو اور اس کی محبت کو تجھ سے اٹھاؤں تو یہ محبت کس سے کروں اور یہ دل کہاں لے جاؤں؟

تو امام حسین نے فرمایا کہ خدا تمہیں جزائے خیر دے اور آپ اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ **لله درهم من فتية صبروا - ما ن رایت لهم في الناس امثالا - تلك المكارم لا قعيان من لبن شيئا بعاء ففادوا فاداً بعد ابوالا -** خدا بھلا کرے ان جوانوں کا جنھوں نے صبر کیا۔ "تجھے لوگوں میں ان کی مثل نظر نہیں آئے گی یہ کرام اخلاق کے مجھے تھے

نہ کہ دودھ کے پیائے کہ جن میں پانی ملا ہو اور بعد میں وہ پیشاب بن جائیں۔

سید رحمۃ اللہ کہتے ہیں اس وقت محمد بن بشیر حضرمی سے لوگوں نے کہا کہ تیرا بیٹا  
ری کی سرحد پر قید ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ اس کی اور اپنی معصیت کے ثواب امید  
میں خدا سے رکھتا ہوں میں پسند نہیں کرتا کہ وہ قید میں ہو اور میں زندہ رہوں، امام حسین  
نے اس کی بات سن لی تو فرمایا رحمت اللہ خدا تجھ پر رحم کرے میں نے تجھ سے اپنی ہیبت  
اٹھالی ہے اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے جا کر کوشش کر، وہ کہنے لگا کہ درندے  
مجھے زندہ کھا جائیں اگر میں آپ سے جدا ہوں تو فرمایا پھر یہ یعنی چادروں کے پائے  
اپنے اس بیٹے کو دے تاکہ وہ اپنے بھائی کا فدیہ دینے میں ان سے اعانت حاصل  
کرے اور پانچ پارچے آپ نے اسے دیے کہ جن کی قیمت ہزار دینار تھی۔

حسین بن حمدان حصینی نے روایت کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابو حمزہ شمالی  
سے اور سید بکرانی نے مسلاً اس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ علی بن الحسین  
زین العابدین سے میں نے سنا آپ کہتے تھے جس دن میرے والد درجہ شہادت  
پر فائز ہوئے اس کی رات آپ نے اپنے اہل خاندان اور اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا  
اے میرے اہل بیت اور میرے اصحاب اس رات کو اپنے لیے اونٹ دسوا ری  
بنالو اور اپنے آپ کو چھڑا لے جاؤ کیونکہ یہ صرف مجھے چاہتے ہیں اور اگر مجھے قتل  
کر لیں تو تمہارا خیال نہیں کریں گے خلا تم پر رحمت کرے اور میں وہ بیعت اور عہد  
جو تم نے مجھ سے کر رکھا ہے تم سے اٹھاتا ہوں تو آپ کے بھائیوں رشتہ داروں  
اور یار و انصار نے ایک زبان ہو کر کہا خدا کی قسم اے ہمارے سردار اسے ابا عبد اللہ  
ہم کبھی بھی آپ کو تنہا دیکھنا نہیں چھوڑیں گے۔ تاکہ لوگ کہیں کہ انھوں نے اپنے  
امام، بزرگ اور سردار کو اکیلا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اور اپنے اور خدا کے

درمیان ہم یہاں تڑپتے پھر رہے ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے کہ آپ شہید ہوں مگر یہ کہ ہم آپ کے پاس شہید ہوں گے۔ امامؑ نے فرمایا اے لوگوں میں مکی مارا جاؤں گا اور تم سب میرے ساتھ مارے جاؤ گے اور تم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا تو انھوں نے کہا اے اللہ اللہ کہ خدا نے آپ کی مدد کرنے کی توفیق سے نوازا ہے اور آپ کے ساتھ شہید ہونے کی سادت بخشی ہے۔ اے فرزند رسول خدا کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم آپ کے ساتھ ہوں آپ کے درجے میں آپ نے فرمایا

خدا تمہیں جزائے خیر دے اور ان کے لیے آپ نے دعائے خیر کی تو قاسم بن حسن نے امامؑ سے عرض کیا کہ میں بھی شہید ہونے والوں کی فہرست میں داخل ہوں تو حسینؑ کا دل اس بچہ پر جلا اور فرمایا اے میرے بیٹا موت تیرے نزدیک کمی ہے تو اس نے کہا اے چچا شہدے بھی زیادہ میٹھی۔ فرمایا ہاں خدا کی قسم تیرا چچا تجھ پر قربان جائے تو ان میں سے ایک ہے کہ جو میرے ساتھ قتل ہوں گے بعد اس کے کہ بلائے عظیم تمہیں پہنچے گی اور میرا بیٹا عبداللہ بھی مارا جائے گا قاسم نے پوچھا اے چچا وہ بعینہ عورتوں تک بھی پہنچ جائیگی تاکہ عبداللہ شیر خوار مارا جائے، فرمایا تیرا چچا تجھ پر قربان جائے عبداللہ اس وقت مارا جائے گا جب میرا منہ پیاس سے خشک ہو جائے گا اور میں نمیوں کی طرف آؤں گا اور پانی یا دودھ طلب کروں گا اور کوئی چیز مجھے نہیں ملے گی تو میں کہوں گا کہ میں اس بیٹے کو لے آؤں تاکہ میں اس کے برون کو چوموں پس اسے لائیں گے اور میرے ہاتھ پر رکھ دیں گے اور میں اس کو اٹھاؤں گا تاکہ اپنے لبوں کے نزدیک سے جاؤ تو ان میں سے ایک ناستق اس کے گلے پر ایک تیر مارے گا کہ جس سے وہ بچہ رونے لگے گا اور اس کا خون میرے ہاتھوں پر جاری ہو گا پس میں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کروں گا اور عرض

کروں گا اللہ صبرا و احتساباً۔ خدا یا میں ممبر کروں گا اور تیرے ثواب  
 کی امید رکھوں گا پس نیز سے مجھے ان کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے اور نیچے کے تیچھے  
 خندق کی آگ بھڑک اُٹھے گی پھر میں ان پر حملہ کروں گا اور وہ وقت دنیا کا تلخ ترین  
 وقت ہوگا اور جو خدا چاہے گا واقع ہوگا پس آپ رونے لگے اور ہم نے بھی گریہ  
 کیا اور گریہ و نالہ و شیوں کی صدا رسول خدا کی فدائیت کی خمیوں سے بلند ہوئی قطب  
 راوندی (قدہ) نے ثمالی سے روایت کی ہے کہ علی بن الحسین نے فرمایا کہ میں اپنے  
 والد گرامی کے ساتھ تھا اس رات کہ جس کی صبح وہ شہید ہوئے پس آپ نے اپنے  
 اصحاب سے فرمایا اس رات کو اپنے لیے سپرد ڈال بناؤ کیونکہ یہ لوگ صرت مجھے چاہتے  
 ہیں اگر مجھے قتل کر لیں تو پھر تنہا ہی طوف نہیں دیکھیں گے اور میں تم سے بیت اٹھا  
 لیتا ہوں انھوں نے کہا خدا کی قسم کبھی بھی ایسا نہیں ہوگا آپ نے فرمایا تم سب کل  
 قتل ہو جاؤ گے تم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا تو انھوں نے کہا حمد ہے خدا کی کہ  
 جس نے ہمیں آپ کے ساتھ شہید ہونے کی سعادت بخشی پس آپ نے ان کے لیے  
 دعا کی اور ان سے فرمایا کہ سر بلند کرو انھوں نے سر بلند کیے تو اپنی جگہ اور منزل رحمت  
 میں (دیکھی اور آپ فرماتے تھے اسے فلاں یہ تیری منزل و مکان ہے اور پھر پس ہر  
 مرد اپنے سینہ اور چہرہ کو نیزوں اور تلواروں کے سامنے کرتا تھا تاکہ جنت کے اپنے  
 گھر میں پہنچ جائے امالی صدوق میں حضرت صادق سے امام حسین کی اپنے اصحاب  
 سے گفتگو کو نقل کرنے کے بعد روایت کی ہے کہ آنجناب اپنے لشکر کے گرد خندق  
 کی مانند گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور وہ کھودا گیا اور آپ کے حکم سے اسے ایندھن سے  
 بھرا کیا گیا اور آپ نے اپنے بیٹے علی اکبر تیس سو اسی پیادوں کے ساتھ  
 بھیجا تاکہ وہ پانی لے آئیں اور وہ سخت خوف و ہراس میں تھے اور امام حسین علیہ

اشعار پڑھ رہے تھے ریادھراف لد من خلیل الم

پھر اپنے اصحاب سے فرمایا تم اٹھ کر پانی پی لو یہ تمہارا آخری زادِ راہ ہے اور  
دھو دھسل کر لو اور اپنے لباس دھو لو تاکہ یہ تمہارے کفن ہوں (ظاہر اُپہ روایت  
بمیزِ نظر آتی ہے اس لیے کہ بچوں کی پیاس بجھانا دھو دھسل سے زیادہ اہم تھی دُترجم  
نجیام کی پشت کی طرف خندق کھودنا اور اس میں آگ جلاتا

اور ابوحنیفہ دینوری کہتا ہے کہ حسین نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے  
خمیوں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر لیں اور خود غورتوں کے خمیوں کے آگے رہیں  
اور پیچھے سے خندق کھود کر اندھن اور بہت سے سرداٹے لے آئیں اور انہیں آگ  
لگا دیں تاکہ لشکرِ خمیوں کے پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔

مترجم کہتا ہے کہ تاریخِ طبری میں عمارہ دھنی کی وساطت سے حضرت باقرؑ  
سے روایت کی ہے ایک طویل حدیث میں (عدل الیٰ کویلا فاسند ظہرہ۔

الیٰ قضباء وحلاء کیلا لا یعقایل الامن وجہ واحد۔۔۔  
آپؑ کو بلا کی طرف مڑے اور پشت پر اور باطلاتی کے درختوں رکھا تاکہ ایک  
طرف سے دشمنوں سے روبرو ہوں جس شخص نے نہ کر بلا کے نزدیک اس قسم کی  
زمین دیجی ہے اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہاں سے عبور کرنا اور حملہ کرنا مشکل ہو۔  
(ارشاد) حضرت علی بن الحسین فرماتے ہیں جس شب کی صبح (شبِ عاشورہ)

میرے والد شہید کیے گئے میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی جناب زینب میری  
تیمارداری کر رہی تھیں اچانک میرے والد دوسرے جیسے میں چلے گئے اور  
خوتی (حامی کی زبرداری کی شد کے ساتھ بروزن سری مؤلف کے نزدیک اور  
عام کے پیش اور واڈ کی زبرد کے ساتھ طبری کے نزدیک) البوزر کے غلام آپ

کے پاس تھے اور آپ کی تلوار کی اصلاح کر رہے تھے اور مقاتل الطائیین میں امام علی بن الحسین سے روایت ہے کہ اس رات میں بابا کے پاس بیٹھا تھا اور میں بیمار تھا اور بابا تیر دل کو درست کر رہے تھے اور آپ کے سامنے جون ابوذر غفاری کا غلام تھا۔ اور میرے والد کہہ رہے تھے یاد ہر اف لك من خلیل۔ كسر لك بالاشراق والاصیل۔ من صاحب وطالب قتیل۔ والد ہر لا یقتنع بالبدیل وانما الامر الی الجلیل۔ و كل حی سالك سبیل۔

یعنی اسے زمانہ ان ہے تجھ پر تو بڑا دوست ہے بہت سی صبحوں اور شاموں کو تو نے اپنے دست اور طالب حق کو قتل کیا ہے۔ زمانہ بدل کو قبول نہیں کرتا معاملہ ندائے جلیل کے ماتھ میں ہے اور ہر زندہ اسی میرے راستہ پر جانے والا ہے۔  
دوسرے باتیں مرتبہ انتخاب نے ان اشعار کا تکرار کیا تو میں آپ کا مقصد سمجھ گیا پس گریہ چھو لگو گیر ہوا لیکن میں اسے ضبط کر گیا اور خاموش رہا اور سمجھ گیا کہ بلا و مصیبت آنے والی ہے۔

لیکن میری پھوپھی زینبؓ نے بھی وہ کچھ سنا جو میں نے سنا رقت قلبی اور گریہ و زاری کرنا عورت کی شان ہے لہذا وہ برداشت نہ کر سکیں وہ ٹرپ کے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دامن عبا کھینچتی ہوئیں میرے بابا کے پاس گئیں اور کہا والفقلاہ لیت الموت المد منی الحیوة الیوم مامت امی فاطمہ و ابی علی و اخی الحسن یا خلیفۃ الماضی و شمال الباقی۔ ہائے افروز اس مصیبت پر کاش موت نے اگر میری زندگی کو ختم کر دیا ہوتا۔ آج میری ماں فاطمہ میرے باپ علی اور میرے بھائی حسن دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اسے جانے والوں کو جانشین اور باقی رہنے والوں کی پناہ گاہ۔

پس امام نے بہن کی طرف دیکھا اور فرمایا یا اخیہ لا یدھبن حلمک  
اے پیاری بہن تیرے علم و بردباری کو ہاتھ نہ چھوئے۔

آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا (لوترک العطاء مر)  
اگر سنگ خوارہ پر زندہ کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں تو وہ سو جائے (قطا ایک پرندہ کہ  
جس کا فارسی میں نام اسفرد ہے اور سنگ خوارہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ زیادہ  
تر پتھر لیے علاقہ میں ہوتا ہے بھٹ تیر)

پس میری بھوپھی نے کہا ریا ویلناہ افتعصب نفسک اغتصبا فذاک  
اقرح لقلبی واشد علی نفسی (کیا ظلم تم سے تجھے ہم سے چھین لیں  
گے یہ چیز میرے دل میں زیادہ پھوڑے اور زخم لگانے والی ہے اور میری جان  
پر زیادہ سخت، دشوار اور گراں ہے پھر آپ نے اپنا منہ پیٹ لیا اور گریباں  
چاک کیا اور بیہوش ہو کر گر پڑی، حسین علیہ السلام اٹھے اور ان کے چہرہ پر پانی  
چھڑکا (آنسو کا پانی ہو گا یہاں تک کہ وہ ہوش میں آئیں) اور ان سے فرمایا: یا

اختاہ اتقی اللہ وتعزی بعزاء اللہ واعلمی ان اهل الارض یموتون وان اهل  
السماء لا یموتون وان کل شیء هالک الا وجه اللہ الذی خلق الخلق  
بقدرتہ ویبعث الخلق ویعودون وهو فرد و وعدہ (جدی خیر منی) ابی خیر

منی وامی خیر منی و اخی خیر منی (روئی) و لکل مسلم برسول اللہ صلی  
اللہ علیہ و آلہ اذہ - ”اے پیاری بہن تقویٰ الہی اختیار کرو

اور صبر شکیبائی سے اور خدا سے تسلی و تسکین چاہ اور جان سے کہ اہل زمین سب  
مر جائیں گے اور اہل آسمان باقی نہیں رہیں گے اور ہر چیز فنا ہو جائے گی مگر  
ذات خدا وہی خدا کہ جن نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور دوبارہ



انہیں قبروں سے اٹھائے گا اور وہ اس کی طرف پلٹ جائیں گے اور خدا ہی ایک اکیلا ہے۔ میرے نانا مجھ سے بہتر تھے میرے بابا مجھ سے بہتر تھے، میری ماں مجھ سے بہتر تھیں، میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ مجھے اور ہر مسلمان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تائسی کرنا چاہیے اور دوسری اس قسم کی باتوں سے آنجناب نے انہیں تسلی دی نیز ان سے کہا: یا اخیہ انی اقسمت علیک فابری قسمی لا تشقی علی حبیبی ولا تحمشی علی وجہی ولا تدعی علی بالویل والنبود اذا انا ہلکت

اے میری پیاری بہن! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میری قسم کو سچ کر دکھانا مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا اور چہرہ کو نہ خراشنا جب میری شہادت ہو جائے وا دیا اور داشورا کی آواز بلند نہ کرنا۔ مترجم کہتے ہیں میں نے یہ کلمات عربی میں نقل کر دیے ہیں اور ان کے ترجمہ پر قناعت نہیں کی ان کی انتہائی فصاحت و بلاغت کو دیکھتے ہوئے کہ شاید قاری ان میں کوئی ایسا نکتہ دیکھے کہ جس تک ہم نہ پہنچ سکے ہوں اور فصیح و بلیغ کلمات کے سب نکات کا ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر آپ نے جناب زینبؓ کو میرے پاس لا کر بٹھا دیا اور خود اصحاب کے پاس چلے گئے اور حکم دیا کہ انہوں نے خمیوں کو ایک دوسرے کے قریب لگایا اور ان کی رسیاں ایک دوسرے میں آویزاں کیں اور حکم دیا کہ وہ خود اگلے خمیوں میں رہیں اور ایک ہی طرف سے دشمن سے رو برو ہوں اور (عورتوں کے) نیچے ان کے پیچھے یا دائیں بائیں ہوں اور ہر طرف سے سراپردوں کو درمیان میں یہ ہونے سلائے اس جانب کے کہ ہر طرف سے دشمن ان کا رخ کرے اور امام اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹ گئے اور ساری رات نماز استغفار اور تضرع و زاری میں

گذاری اور اسی طرح اصحاب بھی بیدار تھے اور نماز پڑھتے اور دعا و استغفار کرتے تھے (انتہی کلام المفید) (شب عاشورہ)

موقوف کہتے ہیں شام سے لے کر صبح تک شہد کی مکینوں ایسی انکی بیہوشی تھی رکوع و سجود اور قیام و قنود میں تھے اور حسینؑ کی یہی عادت و طریقہ کار نماز کی کثرت اور صفات کے کمال کے لحاظ سے اور آپ اسی طرح تھے جیسا کہ آپ کے فرزند ہمارے امام مہدیؑ صلوات اللہ نے ان کی توصیف کی ہے (کان للقرآن سنداً وللا مۃ عضداً و فی الطاعة مجتہداً احافظاً للعہد والعیثاق ناکباً عن سبیل الفساق باذلال الجہود طویل الرکوع والسجود زاهد فی الدنیا زہد الراحل عنہا ناظرًا الیہا بعین المتوحشین منها۔

آپ قرآن کی سند تھے اور امت کے لیے مدد و قوت تھے اطاعت الہی میں جدوجہد کرتے تھے۔ عہد و میثاق کے محافظ تھے فاسقوں کے راستہ سے ہٹے ہوئے تھے راہ حق میں اپنی پوری کوششیں صرف کرتے تھے لیے لیے رکوع و سجود کرتے تھے۔ دنیا سے پرہیز کرتے تھے اس شخص کی طرح کہ جو اس سے کوچ کرنے والا ہے اور دنیا کی طرف اس سے دشت محسوس کرنے والا کی طرح دیکھتے تھے۔

ابو عمر و احمد بن محمد بن محمد قرطبی مروانی کتاب العقد الفرید میں نقل کرتا ہے کہ علی بن الحسین سے لوگوں نے کہا کہ آپ کے والد کی اولاد بہت ہی کم ہے تو انھوں نے فرمایا کہ تعجب تو اس بات کا ہے کہ ان کی اولاد کس طرح ہو گئی کیونکہ ہر شبانہ روز وہ بظاہر ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے عورتوں کے ہاں جانے کا کہاں ان کے پاس وقت تھا۔

(مناقب) روایت ہے کہ جب سحری وقت ہوا تو حسینؑ کی آنکھ لگ گئی جب

جب بیدار ہوئے تو فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں کیا دیکھا ہے  
 انہوں نے عرض کیا اسے فرزند رسول خدا آپ نے کیا دیکھا ہے فرمایا میں نے دیکھا ہے  
 کہ کچھ کتے میری طرف بڑھ رہے ہیں جن کے درمیان ایک دو رنگا کتا میں نے دیکھا ہے  
 کہ جو مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا میرا گمان ہے کہ جو مجھے قتل کرے گا ان لوگوں میں  
 سے وہ مبرد مل ہوگا اور پھر میں نے اپنے نانا رسول خدا کو دیکھا ہے آپ کے ساتھ اصحاب  
 کا ایک گروہ تھا اور آپ فرما رہے تھے اے میرے پیارے بیٹے تم آل محمد کے  
 شہید ہو آسمانوں والے اور صغیع اعلیٰ (بلند ترین مقامات) کے رہنے والے تیری  
 آمد کی خوشی کر رہے ہیں آج رات تم میرے پاس ہی افطار کرو اور تاخیر نہ کرو۔ یہ فرشتہ  
 آسمان سے آیا ہے تاکہ تمہارا خون لے کر سبز رنگ کی شیشی میں محفوظ کرے یہ خواب  
 جو میں نے دیکھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل نزدیک ہے اور اس جہان سے کوچ  
 کرنے کا وقت آگیا ہے۔

ابوحنیفہ نے عبداللہ بن عاصم سے اس نے صہاک بن عبداللہ مشرقی سے روایت  
 کی ہے کہ اس نے کہا جب شام ہو گئی تو حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے نماز استغفار  
 اور دعا و تضرع میں کھڑے ہو کر ساری رات گزار دی اور اس نے کہا کہ رات کو جو ہوا  
 پہرہ دے رہے تھے ہمارے قریب سے گزرے جبکہ حسینؑ اس آیت کی تلاوت  
 فرما رہے تھے:

و لا تحسبن الذین کفروا انما نملیٰ لہم خیر لا یفتسمہم  
 انما نملیٰ لہم لیزدادوا اثماً و لہم عذاب مہین۔  
 یہ گمان نہ کرنا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے تو ہم نے جو انہیں مہلت دی ہے وہ ان کے  
 لیے بہتر ہے ہم نے تو انہیں اس لیے مہلت دی ہے تاکہ وہ مزید گناہ کریں اور ان

کے لیے نوا کر کے والا عذاب ہے۔ خدا مومنین کو اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہے کہ جس میں تم ہو یہاں تک کہ خبیث کو طیب سے جدا کر دے۔ ایک شخص نے ان میں سے کہ جو ہمارے پاس بنائے تھے اس آیت کو سنا تو اس نے کہا پروردگار کعبہ کی قسم ہم وہ پاکیزہ لوگ ہیں کہ جو تم سے جدا ہوئے ہیں ضحاک کہتا ہے کہ میں نے اسے پہچانا اور بربر بن خضیر سے کہا کہ آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں میں نے کہا یہ ابو حرب سبسی عبد اللہ بن شہر نام رکھتا ہے شخص ہنس مکھ، ظریف خوش خو، شریف اور بہادر ہے اور چند مرتبہ معبد بن قیس نے کسی جرم کی وجہ سے اسے قید کیا ہے تو بربر بن خضیر نے اس سے کہا اے فاسق تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھے پاکیزہ لوگوں میں سے قرار دیا ہے اس نے کہا تو کون ہے انھوں نے کہا کہ بربر بن خضیر۔ اس نے کہا اتنا شہ۔ مجھ پر سخت گراں ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ اور تم ہلاک ہو گئے۔ بربر نے کہا اے ابو حرب کیا تو ان عظیم گناہوں سے توبہ کر کے خدا کی طرف لوٹ سکتا ہے خدا کی قسم ہم ہیں پاک و پاکیزہ اور تم سب خبیث و پلید ہو اس نے کہا میں بھی تمہاری بات کی صداقت کی گواہی دیتا ہوں ضحاک کہتا ہے کہ میں نے کہا تجھ پر دائے ہو کیا تیری یہ معرفت تجھے فائدہ نہیں دے گی تو اس نے کہا تجھ پر قربان جاؤں جس کو شخص عنز بن دائل قبیلہ کے یزید بن عذرہ عنزی کا ندیم اور صاحب ہو گا۔ اور وہ اس وقت میرے ساتھ ہے بربر نے کہا کہ خدا تیری رائے کو قبیح اور بُرا کرے کیونکہ بہر حال تو سفید اور بیوقوف شخص ہے۔ ضحاک کہتا ہے کہ وہ شخص واپس چلا گیا اور ہمارا پاس بن اس رات عذرہ بن قیس احمسی تھا اور وہ ان گھڑ سواروں کا سردار تھا۔ اس روایت سے کہ جو انتہائی معتبر ہے معلوم ہوا کہ ضحاک بھی امام کے اصحاب میں موجود تھا لیکن وہ جنگ میں شہید نہیں ہوا اور اس کی تفصیل انشاء اللہ

عقرب اُسے گی :-

سید ابن طاووس نے کہا ہے کہ اس رات عمر سعد کے لشکر میں سے بیسیں آدمی انجذاب کے اصحاب میں آئے اور کتاب العقد العریز میں امام کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ آپ نے عمر سعد سے فرمایا کہ تین کاموں میں سے ایک قبول کر لے اس کے بعد کہتا ہے کہ تیس افراد اہل کوفہ میں سے کہ جو عمر سعد کے ساتھ تھے انہوں نے کہا تعجب کی بات ہے کہ نواسہ رسول تم سے تین ہی چیزیں چاہتا ہے اور تم ان میں سے کوئی بھی قبول نہیں کرتے پس وہ انجذاب کی طرف چلے گئے اور آپ کی طرف سے ابن زیاد کے ہلکے سے جگ کی



## انیسویں فصل

## روز عاشور

انیسویں فصل عاشوراد کے واقعات ، دونوں طرف کے لشکروں کی صف آرائی اور اہل کوفہ پر امام کا احتجاج۔ امام نے صبح کی نماز اصحاب کے ساتھ پڑھی اور خطبہ کے لیے نئے اور کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء کی اور اپنے اصحاب سے فرمایا خدا عزوجل کی مشیت و ارادہ ہے کہ تم اور میں قتل ہو جائیں تم پر لازم ہے صبر کرنا۔ اس روایت کو مسعودی اثبات میں نقل کیا ہے۔

(ملہوت) پھر آپ نے رسول اللہ کا گھوڑا کہ جس کا مرتجز نام تھا منگولیا اور اس پر سوار ہوئے اور اصحاب کی صفیں جنگ کے لیے تیار کیں (ارشاد) آپ کے ساتھ تیس سوار اور چالیس پیادے تھے اور ہمارے مولا محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ پچیس سوار تھے اور سو پیادے اور اس کے علاوہ بھی روایت ہوئی ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ عمارہ دھنی کی روایت ہے اور ابو جعفر طبری نے اسے اس کے طول کے ساتھ اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور اس کے آغاز میں کہتا ہے عمارہ دھنی نے امام باقرؑ سے عرض کیا کہ آپ شہادت حسینؑ کی داستان میرے لیے بیان فرمائیں اس طرح کہ گویا میں وہاں موجود تھا اور امامؑ نے بیان فرمایا اور اس سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۱۴۵ افراد سارے نقل نہیں ہوئے بلکہ ان میں سے بعض عاشوراد سے پہلے یا جنگ کے دوران بھاگ گئے (اثبات الوجہ) اور ایک روایت ہے

کہ ان کی تعداد اس دن اکسٹھ افراد تھی اور خدا عزوجل نے پہلے زمانہ سے لیکر آخر تک ہزار کے ساتھ اپنے دین کی مدد کی ہے اور اسے غالب قرار دیا ہے جب المم سے اس کی تفصیل پڑھی گئی تو آپ نے فرمایا تین سو تیرہ افراد طاوت کے اصحاب تھے اور تین سو تیرہ اصحاب بدر تھے اور تین سو تیرہ قائم علیہ السلام کے اصحاب ہیں اور باقی سب اکسٹھ تودہ امام حسینؑ کے ساتھ طعنہ والے دن شہید ہوئے (انتہی)۔

(ارشاد) پس زبیر بن قیس کو آپ نے مینہ کا امیر بنایا اور عبید بن مظاہر کو میسرہ کا اور علم لشکر جناب عباس کے سپرد کیا اور خمیر کو پس پست قرار دیا اور حکم دیا ایدھن اور زسل خمیوں کے پیچھے فراہم کیے گئے اور انھیں خندق میں ڈالا گیا۔ (کامل) کہ جسے رات کو ندی دناہ کی شکل میں وہاں کھودا تھا اور اس میں آگ روشن کی تھی تاکہ دشمن پیچھے کی طرف سے حملہ نہ کر سکے اور وہ بہت مفید ثابت ہوئی۔ اہل شمر کی ایک جماعت یا چوتھائی پر اور عمر سعد اٹھا اور اپنے لوگوں کے ساتھ باہر آیا۔ (کامل طبری) اس نے عبداللہ بن زبیر ازدی کو امیر مقرر کیا تھا اور ربیعہ اور کندہ کی چوتھائی پر قیس بن اشعث ابن قیس کو اور ندج واسد کی چوتھائی پر۔ عبدالحی بن ابوسرہ مخنی کو اور تمیم اور ہمدانی کی چوتھائی پر۔ حوین یزید ریاحی کو امیر مقرر کیا اور وہ سب حمریل میدان جنگ میں آپ کے ساتھ رہے سوائے حوین یزید ریاحی کے کہ جنہوں نے توبہ کر لی اور حسینؑ کے ہاں چلا گیا اور آپ کی معیت میں شہید ہو گیا۔ اور عمر سعد نے عمرو بن حجاج زبیدی کو مینہ پر اور شمر بن ذی الجوشن بن شرجیل بن عمرو بن عمرو بن معاویہ کو حمرنی کلاب کی خباب شاخ سے قحط میسرہ پر اور عمرو بن قیس الحمیری کو گھڑ سواروں پر اور شہبث بن ربیعہ پر ہوی تمیمی کو ہیا دول پر امیر مقرر کیا اور علم لشکر اپنے غلام وند کے سپرد کیا۔

ابو مخنف نے کہا ہے مجھ سے عمرو بن مرہ جلی نے حدیث بیان کی ابو صالح  
حنفی سے اس نے عبدالرحمن بن عبد ربہ انصاری کے غلام سے، وہ کہتا ہے میں اپنے  
مولا کے ساتھ تھا جب ابن سعد کا لشکر تیار ہو کر ہم پر حملہ آور ہوا۔۔۔ برابر  
نے عبدالرحمن کے ساتھ مزاح کیا تو عبدالرحمن نے کہا چھوڑ مجھے یہ مذاق اور  
کا وقت نہیں ہے تو میرے نے کہا خدا کی قسم میرا سارا قبیلہ جانتا ہے کہ میں  
جوانی اور کھولت دبڑ چاپے میں کبھی ہرزہ سرا اور یا نہ گزمرا جی نہیں تھا لیکن جو کچھ ہمارے  
آگے سے اس کی بناد پر میں خوش و خرم اور خنداں ہوں اور ہمارے اور حرالین کے  
درمیان کوئی مانع اور حائل نہیں مگر یہ کہ یہ جماعت ہمارے اوپر تملد لے کر آئے  
وریں دوست رکھتا ہوں کہ وہ ابھی ابھی آئیں

اور پھر حسین گھوڑے پر سوار ہوئے اور مصحف و قرآن  
منگوا لیا اور اسے اپنے سامنے رکھا اور آپ کے اصحاب نے بڑی سخت جنگ  
کی۔ اور میں (یعنی عبدالرحمن کے غلام) نے جب ان کا زمین پر گرنا دیکھا تو انہیں  
دوہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو مخنف ازوی نے ابو خالد کابل سے روایت کی ہے  
اور شیخ مفید نے ہمارے مولا علی بن الحسین علیہما السلام سے آپ نے فرمایا کہ جب  
صبح کے وقت کوفہ کی فوج نے امام حسینؑ پر حملہ کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی  
طرف بلند کیے اور عرض کیا اللہم انت ثقتی فی کل کرب ورجائی فی کل شدة  
وانت لی فی کل امر نزل بی ثقة وعدة کم من ہد یضعف فیہ الفؤاد  
تقل فیہ المعیلة ویخذل فیہ الصدیق ویثمت فیہ العد وانزلتہ بک وشکوتہ  
لیک رغبة منی الیک عن سوالک حفرجة (عنی) وکشفة (و کفیتنیہ)  
فانت ولی کل نعمة وصاحب کل حسنة ومنتہی کل رغبة



خدا یا تجھ پر میرا بھروسہ ہے ہر کرب و مصیبت میں اور توبہ میری امید ہے ہر شدت و سختی میں اور ہر چند میں جو  
شکل عجیب پر نازل ہوتی ہے۔ اور میری تیری ہے کتنے ایسے ہم و غم ہیں کہ جن میں دل کسور ہو جاتا ہے اور  
تو تخیل جواب دے جاتی ہے اور دوست ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور دشمن شقاق کرتا اور خوش ہوتا ہے  
اس میں تیری بادشاہ میں پیش کرتا ہوں اور تجھ سے اس کی شکایت کرتا ہوں تیرے غیر کو چھوڑ کر تیری طرف غبت  
ہوئے تو اسے مجھ سے دور کر دیتا ہے اور کھول دیتا ہے اور مجھے اس کی کفایت کرتا ہے پس توبہ ہر نعمت  
کا ولی نعمت و محسن ہے اور نیکی کا مالک ہے اور ہر موعوب چیز کی انتہا ہے۔“

## لشکر ابن سعد سے امام کا خطاب

تو وہ لوگ حسینؑ کے پیام کی طرف آئے اور ان کے گرد کچر لگایا اور انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن عامر نے  
مجھ سے حکایت بیان کی۔ عبد اللہ بن محاک مشرقی سے اس نے کہا جب وہ ہماری طرف بڑھے اور اس آگ کو دیکھا  
کہ ایندھن اور نخل میں شعلہ نکال رہی ہے کہ جسے ہم نے خیموں کی پشت پر بھڑکا رکھا تھا تو عقب سے ہم پر حملہ  
نہ کر سکے اچانک ان میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حملہ کرنے والے کی شکل میں ساز صافان سے مکمل گھوڑے  
پر سوار ہو کر آیا کوئی بات کہے بغیر ہمارے خیموں کے قریب سے گذر گیا اس نے ایندھن اور آگ دیکھی تو  
واپس ہوا اور بکا کر کہنے لگا: یا حسین! استعجلت النار فی الدنیا قبل یوم القیامۃ  
”تو نے آگ کی طرف دنیا میں قیامت کے دن سے پہلے جلدی کی“ حسین نے فرمایا  
”کون ہے گویا شمر بن ذی الجوشن ہے صحابہ نے عرض کیا جی ہاں اصلحہ اللہ  
(خدا آپ کا بھلا کرے) وہی یسین ہے تو آپ نے فرمایا: یا بنی راعیۃ المعزی  
انت اولی بہا صلیا۔“ اے بکریاں چراغے والی عورت کے  
بیٹے تو آگ میں جلنے کا زیادہ مستحق ہے۔ مسلم بن عوسجہ نے چاہا کہ اس یسین کو۔  
تیرا بیٹا لیکن حسین علیہ السلام نے روک دیا۔ مسلم نے عرض کیا مجھے تیرا رنے کی اجازت  
دیکھو کیونکہ وہ نابکار اور بہت بڑا ستیگر ہے اور خدا نے مجھے اس پر قدرت

دی ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں اسے پسند نہیں کرتا کہ جنگ کی ابتدا میری طرف سے  
 (طبری) حسینؑ کا ایک گھوڑا تھا کہ جس کا نام "لاحق" تھا وہ آپؑ نے اپنے بیٹے  
 علی بن الحسین (علی اکبر) کو سواری کے لیے دے دیا تھا اور جب لوگ آپؑ کے قریب  
 آ گئے تو آپؑ نے اپنا ناقہ طلب کیا اور اس پر سوار ہوئے رناتہ اس لیے انتخاب کیا  
 تاکہ آپؑ زیادہ بلندی پر ہوں اور لوگ آپؑ کو اچھی طرح دیکھ سکیں اور آپؑ کا خطبہ بہتر  
 طریقہ سے سن سکیں مثل اس خطیب کے کہ جو منبر پر ہوں اور بلند آواز میں آپؑ نے  
 پکار کر فرمایا کہ جسے اکثر لوگوں نے سنا فرمایا: (ایہا الناس اسعوا قولی ولا  
 تعجلولی حتی اعظکم بما یحق لکم علی وحی اعذرانیکم من مقدمی علیکم  
 فان قبلتم عذری وصد قولی واعطیتونی النصف۔ (لو کہ زبیر اور  
 میں کی جرم کے ساتھ) کنتہ بذلک السعد ولم یکن لکم علی سبیل وان لم  
 تقبلوا منی العذر ولم تعطوا النصف (کامل وطبری) فاجمعوا امرکم  
 وشرکائکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنتظروں  
 ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین۔ یعنی اے لوگو میری  
 بات سنو اور جلدی نہ کرو تاکہ جو کچھ تمہارا حق میرے ذمہ ہے یعنی معظمت کرنے کا میں  
 وہ ادا کروں اور تمہارے پاس آنے کا عذر بیان کر دوں اگر میرے عذر کو تم نے  
 قبول کیا اور مجھ سے منصفانہ معاملہ کیا تو تم نیک بخت و سید ہو گے اور تمہارے  
 لیے کوئی راستہ باقی نہیں رہے گا مجھ سے جنگ کرنے کا اور اگر قبول نہ کیا اور  
 مجھ سے انصاف نہ کیا تو پھر تم اور تمہارے شریک کار اپنے آپ کو محنت کرو اور  
 معاملہ تمہارے اوپر مشتبہ اور پریشیدہ نہ رہے پھر میرا کام تمام کر دو اور مجھے  
 مہلت نہ دو، بے شک میرا ولی اور سرپرست وہ خدا ہے کہ جس نے کتاب

کو نازل کیا ہے اور دہی صالح و نیک لوگوں کی سرپرستی کرتا ہے۔

جب آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے یہ گفتگو سنی تو فریاد کرنے اور رونے لگیں اور آہ و نالہ کی آواز بلند کی پس عباسؓ اور اپنے بیٹے علیؓ کو آپ نے بھیجا تاکہ وہ انہیں خاموش کرائیں اور فرمایا میری جان کی قسم کہ اس کے بعد انہیں کچھ کمر نہ ہے اور جب وہ خواتین خاموش ہو گئیں (ارشاد) تو خدا کی حمد و ثناء کی اور اس طرح اس کا ذکر کیا کہ جس کا وہ لائق تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر خدا کے فرشتوں اور اس کے انبیاء پر ایسا درود و صلوات بھیجی کہ کسی سخن ور سے کبھی بھی اس قسم کی فصاحت و بلاغت کا کلام نہیں سنا گیا نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد اور پھر آپ نے فرمایا اب میرے میرے نسب کو یاد کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں اور اپنے آپ میں آکر اپنے آپ کو غلامت کرو اور پھر اچھی طرح دیکھو کہ کیا مجھے شہید کرنا تمہارے لیے جائز ہے اور میری حرمت و عزت کو ہمال کرنا، کیا میں تمہارے پیغمبر کا نواسہ اور ان کے دھی اور چچا زاد بھائی کا بیٹا نہیں ہوں وہ کہ جو سب سے پہلے ایمان لایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تصدیق کی ہر اس چیز میں کہ جو آپ خدا کی طرف سے لائے تھے کیا حمزہ سید الشہداء میرے (میرے باپ غلی) کے چچا نہیں کیا جعفر طیار (جو دو پہلوں کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں) میرے چچا نہیں کیا تم لوگوں تک یہ حدیث نہیں پہنچی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمائی ہے (ہذان سید اشباب اهل الجنة) یہ دونوں جنانان جنت کے سردار ہیں پس اگر تم لوگ تصدیق کرو اس چیز کی جو میں کہہ رہا ہوں اور وہ حق ہے (کیونکہ) خدا کی قسم میں نے جب سے یہ جان لیا ہے کہ خدا جھوٹ بولنے والے کو دشمن رکھتا ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور

اگر تم میری بات کی تصدیق نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جن سے اگر تم اس چیز کے بارے میں سوال کرو تو وہ تمہیں بتلائیں گے تم سوال کرو، جابر بن عبد اللہ انصاری سے ابو سعید خدری سے، سہل بن سعد ساعدی سے، زید بن ارقم سے انس بن مالک سے وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے یہ حدیث رسول اللہ سے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں سنی ہے تو کیا اس میں میرے خون بہانے سے تمہیں کوئی مانع اور روکنے والی چیز نہیں۔

توشیح بن ذی الجوشن یمن نے کہا وہ اللہ کی عبادت ایک حرف پر کرتا ہو اگر وہ سمجھ سکا ہو کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں دیکھو دل کی بے اطمینانی اور عقیدہ مانع کے بغیر خدا کی عبادت کروں) حبیب بن مظاہر نے کہا خدا کی قسم میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو خدا کی ستر حروف پر عبادت کرتا ہے (یعنی ستر قسم کے تزلزل اور شک کے ساتھ پرستش کرتا ہے) اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو سچ کہہ رہا ہے اور تو نہیں جانتا کہ امام کیا فرما رہے ہیں (طبع اللہ علی قلبک) خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے۔

امام نے فرمایا اگر اس چیز میں تمہیں شک ہے تو کیا اس میں تمہیں بھی شک ہے کہ میں نواسہ رسول ہوں خدا کی قسم مشرق و مغرب کے درمیان میرے علاوہ کوئی نواسہ رسول نہیں ہے نہ تمہارے درمیان اور نہ تمہارے غیر دل کے درمیان، دائے جو تم پر کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے کہ جس کے خون کا بدلہ مجھ سے چاہتے ہو یا کسی کا مال میں نے چھینا ہے یا کسی کو زخم لگا نے کا قصاص و بدلہ چاہتے ہو۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے بلند آواز سے پکار کر کہا اے مشیت اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھے خطوط نہیں لکھے

کہ پھل پک چکے ہیں اور اطراف زمین سرسبز ہو چکے ہیں اور اگر آپ ایسی تو مسیح  
 ابراہیم آپ کے زیرِ حکم موجود ہیں پس ہماری طرف آئیے۔ وہ کہنے لگے ہم نے اس  
 طرح کے خطوط نہیں کھے آپ نے فرمایا سبحان اللہ خدا کی قسم تم نے کھے ہیں پھر  
 آپ نے فرمایا اسے لوگو اب جبکہ میرے آنے کو تم پسند نہیں کرتے تو پھر مجھے  
 چھوڑ دو کہ میں اپنی امن کی جگہ طرف پلٹ جاؤں۔ قیس بن اشعث نے کہا ہم نہیں  
 جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں لیکن آپ اپنے بنی اعمام (چچا زاد بھائیوں) کے  
 حکم کے سامنے تسلیم ہو جاؤ وہ ہرگز آپ کو نہیں دکھائیں گے مگر وہی چیز جسے  
 آپ پسند کریں گے ران کی طرف سے آپ نیکی اور وہ کچھ دیکھیں گے جسے پسند  
 کرتے ہوں گے) مترجم کہتا ہے کہ ان کی لوگوں کی نگاہ دنیا پر لگی تھی اور امام  
 کی نگاہ دین کی طرف تھی یہ کہتے تھے آپ نیکی اور اچھائی دیکھیں گے مینی اگر  
 بیعت کر لیں تو یزید آپ کی عزت و حکم کرے گا اور مال و قال دے گا آپ  
 ابھی اس کے کاموں پر اعتراض نہ کریں۔ اور امام حسینؑ جانتے تھے اسلام ابھی لوگوں  
 کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا اور اس کے احکام و قواعد ابھی آشکار نہیں ہوئے۔  
 سنت نبویؐ اور تفسیر قرآن کی تدوین نہیں ہوئی۔ لوگ سابقہ عادت کی بنا پر خلفاء  
 کی سیرت کو دین سمجھتے ہیں..... اگر امام بنی امیہ کے اعمال کی تصدیق کر دیتے  
 اور دین سے ان کی مخالفت کو ظاہر نہ کرتے اور پیغمبر اکرمؐ سے ان کی دشمنی کو  
 آشکار نہ کرتے تو لوگ یہی خیال کرتے کہ بنی امیہ کے مظالم بھی دین کا جزو ہیں  
 اور اسلام کی بیخ کنی ہوئی اور وہ ختم ہو جاتا لہذا حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم میں ذلیل  
 کی طرح اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہیں رکھوں گا اور غلاموں کی طرح جھاگ نہیں  
 ماردں گا پھر آپ نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا: (یا عباد اللہ انی عذت

میری و ربکم ان ترجموں - انی اعیز بربی و ربکم من کل متکبر لایق من  
 بیوم الحساب ) اے اللہ کے بندو میں اپنے اور تمہارے پروردگار  
 سے پناہ مانگتا ہوں اس سے تم اکل: پجوبات کرو اور میں اپنے اور تمہارے پروردگار  
 سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس حکمران سے کہ جو حساب و کتاب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا پھر  
 آپ نے اپنے ناتم کو بیٹھا دیا اور عقبہ بن سہمان کو حکم دیا اور اس نے اس کا پاؤں  
 رسی سے باندھ دیا اور لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔

ازدی کہتا ہے علی بن حنظلہ بن اسد شامی نے مجھ سے حدیث بیان کی اپنی  
 قوم کے ایک شامی مرد سے جو قتل حسینؑ کے موقع پر موجود تھا کہ جسے کثیر بن عبد اللہ  
 شیبی کہتے تھے وہ کہتا ہے جب ہم نے حسینؑ پر حملہ کیا تو زبیر بن عقیں ہماری طرف  
 سے باہر نکلے جو طویل دم والے بہت بالوں والے گھوڑے پر سوار اور ہتھیاروں  
 میں ڈوبے ہوئے تھے اور کہا یا اهل الکوفة نذار لکم من عذاب  
 الله نذار ان حقا علی المسلم نصیحة اخیه المسلم۔  
 ڈرو اور ڈرو اللہ کے عذاب سے مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا خیر خواہ  
 ہو ہم ابھی تک ایک دوسرے کے بھائی ہیں ایک ہی دین و شریعت پر ہیں۔ جب  
 تک ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار نہیں چلتی تم نصیحت اور خیر خواہی کے مستحق  
 ہو لیکن جب تلوار درمیان میں آگئی تو پھر ہمارا رشتہ ٹوٹ جائے گا پھر ہم الگ امت  
 ہوں گے اور تم الگ امت و گروہ ہو گے۔ خدا تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی  
 ذریت و اولاد کے ذریعہ ہمارا امتحان لیا ہے تاکہ وہ جانے کہ ہم اور تم کیا کرتے  
 ہیں اور ہم تمہیں ان کی مدد کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور اس گمراہ اور گمراہ کے  
 بیٹے عبد اللہ بن زیاد کو چھوڑنے کی طرف بلاتے ہیں کہ جس سے سوائے برفانی

کے تم نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ آگے دیکھو گے۔ تنہاری آنکھیں نکالتے اور

متہارے ہاتھ پاؤں کاٹتے اور متہارے اعضا و جوارح متہارے بدن سے الگ کرتے اور تمہیں درختوں پر لٹکاتے ہیں اور متہارے نیک و صالح و قاری قرآن افراد کو قتل کرتے ہیں مثل حجر بن عدی، ہانی بن عرقہ اور ان جیسے لوگوں کو۔ راوی کہتا ہے ان لعینوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ایمن زیاد کی تعریف کی اور کہا خدا کی قسم ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک متہارے صاحب کو اس کے ہمراہیوں سمیت قتل نہ کریں یا وہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو امیر عبد اللہ بن زیاد کے پاس تسلیم شدہ روانہ نہ کریں۔

پس زہیر نے کہا اے خدا کے بندہ! فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد سے محبت رکھنا اور ان کی مدد کرنا سمیع کے بیٹے سے کہیں اولیٰ و بہتر ہے۔ اب اگر ان کی تم مدد نہیں کرتے تو میں تمہیں خدا کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہیں کہ انہیں قتل کر دیاں گے اور ان کے چچا زاد یزید بن معاویہ کے درمیان کا راستہ چھوڑ دو مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ یزید حسینؑ کو شہید کرے گا یعنی تم سے راضی ہو گا پس شمر لعین نے ان کی طرف تیر چلایا اور کہا خاموش رہ خدا تیری بلند آواز کو کم کرے تو نے اپنی زیادہ گفتگو سے ہمیں تھکا اور پریشان کر دیا ہے۔ زہیر رحمۃ اللہ نے شمر سے کہا اے اس کے بیٹے جو ہمیشہ اپنی ایڑیوں پر پیشاب کرتا تھا تو تو ایک جانف ہے خدا کی قسم میں گمان نہیں کرتا کہ تو قرآن کی دو آیتیں درست طریقہ سے پڑھ سکتا ہو پس تمہیں قیامت کے دن رسوائی اور ذلت اور دردناک عذاب کی خوشخبری ہو تو شمر نے ان سے کہا خدا اچھی الھی تھے اور تیرے ساتھی کو قتل کرنے والا ہے تو انہوں نے کہا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے خدا کی قسم! انجانب کے

ساتھ رہنا تمہارے ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ کی زندگی سے مجھے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ پھر زہیر نے دوسرے لوگوں کی طرف رخ کر کے پکار کر کہا اے خدا کے بندو یہ سخت مزاج بدھو اور اس جیسے نہیں دھو کا دفریب نہ دیں خدا کی قسم وہ لوگ محمدؐ کی شفاعت تک نہیں پہنچ جائیں گے جو ان کی ذریت اور اہل بیت کا خون بہائیں اور حرم اہل محمدؐ کے مددگاروں دھاتیوں کو قتل کریں پس ایک شخص نے پیچھے سے انہیں پکار کر کہا کہ ابو عبد اللہؐ فرما رہے ہیں میری جان کی قسم واپس آجاؤ جس طرح مومن اہل فرعون نے اپنی قوم کو دغوظ و نصیحت کیا تھا تم نے بھی کیا ہے اور انہیں حق کی طرف دعوت دینے میں مبالغہ و انتہاء کی ہے اگر سود مند ہو۔

بجاریں محمد بن ابوطالب سے روایت کی ہے کہ عمر سعد کے ساتھی سوار ہوئے اور گھوڑا لے آئے اور آنجناب بھی سوار ہو گئے اور اصحاب میں سے چند افراد کے ساتھ آپ ان کی طرف گئے اور برید بن خنیز آپ کے آگے آگے تھے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس قوم کے ساتھ تم گفتگو کرو و برید آگے بڑھے اور کہا اے لوگو خدا سے ڈرو بے شک محمد کا شعل اور نقیس سرایہ تمہارے بیٹیاں موجود ہے یہ ان حضرت کی ذریت، عترت، بیٹیاں اور اہل حرم ہیں تو بتاؤ تمہارا مقصد کیا ہے اور ان سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ عبید اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور اسے قبول کریں تاکہ وہ جو کچھ ان کے بارے میں دیکھے اسی کو جاری کرے برید نے کہا کیا وہ قبول نہیں کرتے کہ وہ جناب جہاں کے آئے ہیں وہیں واپس لوٹ جائیں وائے ہو تم پر اے کوفہ کے لوگو کیا یہ تمام خطوط جو تم نے لکھے ہیں اور عہد و بیعت جو مانڈھے ہیں اور خدا کو گواہ بنایا ہے وہ سب تم نے بھلا دیئے ہیں وائے



ہو تم پر تم نے اپنے پیغمبر کے اہل بیت کو بلایا کہ ان کی راہ میں جان بازی کرو جب وہ آئے تو انہیں ابن زیادہ کے سپرد کر دیا ہے اور فرات کے پانی سے محروم کر دیا کیا ہی بُری حرمت پیغمبر کی پاسداری تم نے کی ہے ان کی اولاد کے بارے میں کیسے لوگ ہو تم خدا تمہیں قیامت کے دن میرا نہ کرے کیونکہ تم بُرے لوگ ہو پس ان میں سے چند افراد نے کہا ہم نہیں جانتے کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ بربر نے کہا محمد خدا کی جس نے تمہارے بارے میں میری بصیرت میں اضافہ کیا خدا یا میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں کے کام سے بیزاری چاہتا ہوں خدا یا انہیں خوف میں مبتلا کر یہاں تک کہ جب یہ تیرے پاس آئیں تو ان پر غضب ناک ہو پس وہ لوگ ہنسنے لگے اور بربر بدتر برسانے لگے اور بربر پیچھے ہٹ گئے اور حیدر آگے بڑھے یہاں تک کہ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ان کی صفوں کو سیلاب کی مانند دیکھا اور ابن سعد لعین کو دیکھا کہ اشراق کو فرما اور اس کے بڑے لوگوں کے ساتھ کھڑا ہے۔ پس آپ نے فرمایا محمد ہے اس خدا کی جس نے اس جہان کو پیدا کیا جسے فنا اور زوال کا گھر بنایا جو اپنے اہل کے ساتھ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتا رہتا ہے اور بے عقل ہے وہ شخص کہ جو دنیا کے دھوکے میں آجائے اور بد بخت ہے وہ کہ جو دنیا کے فتنہ و آزمائش میں پھنس جائے یہ دنیا تمہیں دھوکا نہ دے کیونکہ یہ ہر اس شخص کی امید کو قطع کر دیتی ہے جو اس کی طرف جھکے اور مائل ہو اور اس کے لالچ و طمع کو کہ جو اس کے ساتھ اپنے دل کو مانند دے ناامیدی میں بدل دیتی ہے۔ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ ایسی چیز اور امار کے لیے جمع ہوئے ہو کہ جس میں تم نے اللہ کو ناراض کیا ہے اور اپنا کریمانہ رُوح اس نے تم سے موڑ لیا ہے اور تم پر عذاب نازل کیا ہے اور اپنی رحمت سے تمہیں دور رکھا ہے۔

پس بہترین پروردگار ہے ہمارا رب اور بدترین بندے ہو تم تم نے اطاعت کا اقرار کیا اور رسول پر جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان لے آئے پھر تم نے ان کی ذریت کو شہرہ پر حملہ کر دیا ہے اور ان کو قتل کرنا چاہتے ہو شیطان تم پر غالب آگیا اور اس نے تمہیں راستہ سے ہٹا دیا ہے اور بزرگ و بزر خد کی یاد تمہیں بھلا دی ہے پس صداقت ہو تمہارے لیے اور جو کچھ تم چاہتے ہو ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ایسی قوم ہے کہ جو ایمان کے بعد کافر ہو گئی ہے پس دُوری ہے اس قوم کے لیے۔

پس عمر سعد نے کہا ہلاکت ہو تمہارے لیے اس سے بات کرو وہ اپنے باپ کا بیٹا دینی علی عباسی کے باپ کا بیٹا ہے اگر وہ اسی طرح پروردان تمہارے درمیان ٹھہرا رہے تو اس کی گفتگو منقطع نہیں ہوگی اور نہ وہ عاجز آئے گا اور تھکے گا پس اس سے تم بھی بات کرو تو شمر لعین آگے بڑھا اور کہنے لگا اے حسینؑ یہ کیا بات ہے جو تو کر رہا ہے ہمیں سمجھاؤ تاکہ ہم سمجھیں تو آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں درود تم اپنے اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے اور مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میرا قتل کرنا تمہارے لیے حلال و جائز نہیں ہے اور نہ ہی میری ہتک حرمت کیونکہ میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور میری دامی خدیجہ تمہارے نبی کی زوجہ محترمہ ہے اور شاید تم تک پہنچا ہو تمہارے نبی کا ارشاد گرامی کہ: "الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة" حسن و حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں "آخر تک کہ جسے ہم شیخ مفید اور دوسروں کی روایت سے ذکر کر چکے ہیں۔ اور بخاری میں بھی اور مناقب اپنی اسناد سے عبد اللہ بن محمد بن سلیمان بن عبد اللہ بن حسن سے اس کے باپ سے اس کے دادا سے عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جب عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو حسین بن علی علیہما السلام سے جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا اور انہیں ان کے مراتب پر مرتب کر

لیا اور جھنڈے اپنی اپنی جگہ پر قائم کر دیے اور مہینہ اور میسرہ کے افراد متین کر چکا تو کلب لشکر والوں سے کہا کہ اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا اور پھر انہوں نے امام حسینؑ کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا یہاں تک کہ آپ کو حلقہ کے اندر لے لیا۔ پس انجمن باہر تشریف لائے اور ان سے خاموش رہنے کی خواہش کی تو ان علما میں نے خاموش ہونے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ہلاکت ہو تمہارے لیے۔ تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم خاموش رہ کر میری بات سن لو۔ میں تمہیں صرف رشد و ہدایت کی راہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو میری اطاعت کرے گا وہ صواب و درستی کی راہ پر چلے گا اور جو میری نافرمانی کرے گا وہ ہلاک ہوگا تم سب میرے فرمان کی نافرمانی کر رہے ہو اور بات پر کان نہیں دھرتے، تمہارے شکم حرام سے پُر ہو چکے ہیں، اور تمہارے دلوں پر مہر ہی لگ چکی ہیں۔ دامنے ہر دم پر کیا تم خاموش ہو کر بات نہیں سنو گے پس عمر بن سعد کے ہمراہی ایک دوسرے کو نعت و طاعت کرنے لگے، اور کہا کہ خاموش ہو جاؤ تو امام حسینؑ کھڑے ہو گئے پھر فرمایا ہلاکت و تباہی ہو تمہارے لیے اسے گروہ آخر خطبہ تک کہ جو سید کی کتاب ملہوئے انشاء اللہ آگے نقل ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ عمر بن سعد کہاں ہے عمر کو میرے پاس بلا لاؤ پس اس کو بلایا گیا اور وہ اسے ناپسند کرتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ آپ کے سامنے آئے پس آپ نے فرمایا کیا تو مجھے قتل کرتا ہے اس گمان پر کہ ”علی بن علی“ حرام زادہ جو حرام زادے کا بیٹا ہے تجھے ری اور جرجان کا والی و حاکم بنائے گا۔ خدا کی قسم یہ ولایت و حکومت تیرے لیے کبھی خوشگوار نہیں ہوگی (یعنی مل نہیں سکے گی) یہ دھوکا ہے پس جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر لے، تم میرے بعد دنیا و آخرت سے کبھی خوش نہیں ہو گئے گویا میں تیرے سر کو بانس کے نیزے کے اوپر کوثر میں دیکھ رہا ہوں کہ جسے

بچے پتھر مار رہے ہیں اور اس کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔ پس عمر آپ کی گفتگو سن کر سینچ پا ہو گیا پھر آپ کی طرف سے منہ موڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کیا دیکھ رہے سب مل کر ان پر حملہ کر دو یہ تو ایک ہی لقمہ ہیں۔ انھنی۔

### امام حسین علیہ السلام کا اہل کوفہ سے خطبہ

باقی رہا وہ خطبہ سید ابن طاووسؒ کی روایت کے مطابق، تو سید نے فرمایا:  
پس حسینؑ اپنے ناقہ پر سوار ہوئے اور بعض کہتے ہیں گھوڑے پر اور ان سے خاموش ہونے کے لیے فرمایا تو وہ خاموش ہو گئے۔ پس اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کا ایسا ذکر کیا کہ جس کا وہ اہل ہے اور ملائکہ، انبیاء اور رسل پر صلوات بھیجی اور فصاحت و بلاغت کا حق ادا کیا اس کے بعد فرمایا اے لوگو تمہارے لیے ہلاکت اور غم و اندوہ ہو اس شر شرین اور شوق و ذوق سے تم نے ہمیں بلایا تاکہ ہم تمہاری فریاد سنی کریں تو ہم جلدی تمہاری طرف آئے پس ہماری تلوار کہ جو ہم نے خود تمہارے ہاتھ میں دی تھی اس کو لے کر تم ہمارے اوپر حملہ آور ہوئے اور وہی آگ کہ جو خود ہم نے اپنے اور تمہارے دشمن کے غلات بھڑکائی تھی ہمارے غلات تم نے بھڑکائی تم اپنے ہی دشمن کے یار و مددگار ہو گئے اپنے دوستوں سے جنگ کرنے میں حالانکہ نہ انھوں نے عدلی و انصاف کے مطابق تمہارے درمیان رفتار کی اور نہ ہی ان سے تم کوئی خیر و بھلائی کی امید رکھتے ہو۔ دامنے ہر دم پر کیوں اس وقت کہ جب تلواریں نیام میں تھیں اور دل آرام و سکون میں اور ان کا رخام و ناپختہ تھے ہمیں نہیں چھوڑ دیا لیکن تم تو مکھیروں کی طرح فتنہ کی طرف اڑے اور پروانے کی طرح ایک دوسرے سے اُلجھے پس ہلاکت ہو تمہارے لیے اے کینز و نوٹھی کے بیٹے

اور احزاب کے بچے کچھے اور کتاب کو چھینک دینے والے کلمات میں اور اس میں تحریف کرنے والے اور گناہوں کی جماعت اور شیطان کی چھوٹوں کے فریب خوردہ اور سنتوں کو خاموش کرنے والے کیا ان کی مدد کرتے ہو اور ہمیں تنہا چھوڑتے ہو، جی ہاں خدا کی قسم یونانی اور ہریان کشنی تہاری پُرانی عادت ہے۔ تہاری بڑ، غدد دھوکہ سے پیوست اور ملی ہوئی ہے اور تہاری شاخوں کی اسی پر پرورش ہوئی ہے۔ تم پلید ترین پھل ہو جو ملا کے گلے میں چھنس جاتا ہے اور خوشگوار ہو فاصب کے لیے یہ دُعا بن دُعا، یعنی اس کا کوئی باپ نہیں اور بنی امیہ نے انھیں اپنے ساتھ لٹکتی کر لیا ہے جو اس کا بیٹا ہے جس کا کوئی باپ نہیں، جو چیزوں پر ڈٹ گیا ہے اور وہیں کھڑا ہے یا تلوار نکالنا یا ذلت خواری، <sup>ذلت</sup> کرنا مہبات (دور کی بات ہے) کہ ہم ذلت کو قبول کر لیں، خدا، اس کا رسول اور مومنین اور پاک و پاکیزہ گودی کہ جنھوں نے ہمیں پالا ہے اور غیرت مند ناک اور ذلت سے انکار کرنے والے نفوس اس سے انکار کرتے ہیں کہ ہم کیسے لوگوں کی اطاعت کو کریمانہ اور عزت کی موت اور میدان میں پھٹرنے پر ترجیح دیں یا درکھو کہ اس ٹھوڑی سی جماعت کے ساتھ تم سے جگہ کر دوں گا اگرچہ لوگوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں اس مقام پر مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے ابن ابی الحدید کی اس کلام کو نقل کرنا جو بیخ البلاغۃ کی شرح میں ہے۔ ظلم و ذلت برداشت کرنے سے انکار کرنے والوں کے ذکر سے سلسلہ میں کہتا ہے غیرت مندوں کا سردار کہ جس نے لوگوں کو حمیت و غیرت سکھائی ہے اور جس نے تلوار کے سامنے میں موت کو ذلت خواری برداشت کرنے پر ترجیح دی ہے وہ ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام

تھے کہ جس جناب اور ان کے اصحاب کے سامنے امان پیش کی گئی تو آپ نے اسے ٹھکرا دیا اور زلفت برداشت نہ کی پھر آپ کی اس گفتگو ”  
 کو نقل کر کے کہتا ہے کہ میں نے نقیب البرید یحییٰ بن زید علوی سے سنا وہ کہتے  
 تھے کہ الوتنام کے وہ اشعار جو اس نے محمد بن حمید طائی کے بارے میں کہے ہیں  
 امام حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی پر بھی فٹ نہیں بیٹھتے۔

وقد كان صوت الموت سهلا فرده      اليه الحفاظ المرد الخلق الوعر  
 ونفس تعاف الضيم حتى كانه      هو الكفر يوم الروح اودونه الكفر  
 فاثبت في مستنقع الموت رجله      وقال لها من تحت اخمصك الحشر  
 تردى ثياب الموت حمرا فما اقي      لها الليل وهي من سندس تحضر

موت سے چھوٹ جانا آسان تھا لیکن اسے موت کی طرف پلایا۔ محسارم کی  
 حفاظت دان سے دفاع نے کہ جو کڑوا گھونٹ تھا اور موت و دین نے کہ جس کے  
 وہ سختی سے پابند تھے اور ایسے نفس نے کہ جو ظلم کو ناپسند کرتا تھا کہ گویا مقام  
 خوف وہ کفر ہے یا اس کے آگے کفر ہے پس اس نے موت کے غبار میں ثابت  
 قدم رہا اور موت سے کہا کہ تیرے تلواروں کے نیچے بجا حشر و نشر ہے۔ اس  
 نے موت کا سرخ لباس پہن لیا ابھی رات نہیں گزری تھی کہ وہ ممبر سندس و حریر میں  
 بدل گیا۔

اور سبط بن جوزی نے کہا ہے کہ میرے نانا نے کتاب تبصرہ میں ذکر کیا  
 اور کہا ہے کہ امام حسینؑ اس قوم کی طرف اس لیے گئے تھے چونکہ آپ نے دیکھا  
 کہ شریعت ہو گئی ہے لہذا آپ نے کوشش کی کہ اس کے ستونوں کو بچا

واستوار کر دی، اور جب انہوں نے آپ کو گھیر لیا اور کہا کہ ابن زیاد کے حکم کے ساتھ  
 گر دن مجھ کا دیں تو آپ نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اور شہید ہونے کو ذلت پر  
 ترجیح دی اور حمیت و غیرت مند نفوس ایسے ہی ہیں۔ پھر میرے نانا نے اس  
 مضمون کے اشار کیے ہیں

ولما رأوا بعض الحيات مذلة عليه وعز الموت غير محرم  
 ابوان يذوقوا العيش والذل واقع عليه و ما تواميتة لم تذمم  
 ولا يحب للامسان ظفرت بها كلاب الاعادي من فصيح واعجم  
 خحرية وحشي سقت حمزة الردي وحتف على في حسام ابن ملجم

جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ زندگیاں ان کے لیے باعث ذلت ہیں اور موت  
 کی موت حرام نہیں ہے، تو انہوں نے اس زندگی کا مزہ چکھنے سے انکار کر دیا کہ  
 جس میں ذلت ہے اور ایسی موت مر گئے جو قابل مذمت نہیں، اور شیر مرد کے لیے  
 کوئی تعجب کی بات نہیں کہ عرب و عجم کے دشمن کہتے اس پر کامیابی حاصل کر لیں۔  
 کیونکہ دشمنی کے حربہ نے جناب حمزہ کو موت کا پیالہ پلایا تھا اور حضرت علیؑ کی شہادت  
 ابن ملجم کی تلوار سے ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ میں اس مقام پر اہل بیت کے ملاح السید حیدر مرحوم کے  
 حسین مظلوم کے مرثیہ میں کہے ہوئے اشعار پیش کرتا ہوں۔ خدا اس کا بھلا  
 کرنے اور اسے نیک جزا دے۔

طمعت ان تسومه الضيم قوم وابي الله والجسام الصنيع  
 كيف يلوى على الدنيا جيدا لسوى الله مالواه الخضوع  
 فابي ان يعيش الا عزيزا اوم تجلى الكفاح وهو صريع

فقلنی الجموع فرداً ولکن  
روح السیف بالنفوس ولکن  
مهر الموت والخضاب التنجیع  
توہم نے لالچ و طمع کیا کہ وہ اسے ظلم کی تکلیف پہنچائے، اللہ اور تیز تلوار نے  
انکار کیا کس طرح پستی و ذلت کے سامنے وہ گردن جھکائے کہ جس نے خدا کے  
علاوہ کسی کے سامنے خضوع کرتے ہوئے نہیں جھکایا اس نے انکار کر دیا مگر  
عزت کی زندگی سے یا میدان جنگ صاف ہو تو وہ زمین پر پڑ پھاڑا ہوا پڑا ہو  
پس اس نے ایک اکیلا لشکر وں سے جنگ کی لیکن میدان جنگ میں اس کا ہر عضو  
ایک جماعت تھا اس نے تلوار کی دگوں کے نفوس سے جنگ کی شادی کر دی  
کہ جس کا حق مہر موت اور مہندی خون تھا۔

اب بقیہ خطبہ کی طرف ہم لوٹتے ہیں۔ پس آپ نے اپنے کلام کا اصل اور  
اتصال فرہ بن شمسک (تفسیر) مرادی کے اشعار سے کیا۔

فان نھزم فھزامون قدیما      وان تغلب فغیر مغلبینا  
وما ان طبننا حین ولکن      منایانا و دولة اخرینا  
اذا ما الموت رفع عن اناس      کلا کلہ انا و باخرینا  
نافتی ذلکم سروات قومی      کما افنی العترون الاولینا  
ولو خلد العلوک اذا خلدنا      ولو بقی الکرام اذا بقینا  
فقل للشامتین بنا افیضوا      سیقلی الشامتون کما لقینا

ہاں اگر ہم کامیاب ہو جائیں تو ہمیشہ سے کامیاب ہوتے رہے ہیں اور اگر  
ہم مغلوب ہو جائیں تو پھر بھی ہماری شکست نہیں ہے، بڑی ہماری عادت نہیں  
ہے (بلکہ ہم اپنے زندہ رہنے اور دشمن کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں)۔



لیکن ہماری موت دوسروں کی حکومت کا باعث ہے، اگر موت ایک گروہ سے اپنا سینہ اٹھائے تو دوسرے گروہ پر رکھ دیتی ہے اسی موت نے ہماری قوم کے سرداروں کو قتل گھاٹ اتار دیا جیسا کہ گذشتہ لوگوں کو نابود کیا اگر بادشاہ جس کے پاس ہر قسم کے وسائل تھے زندہ رہتے تو ہم بھی زندہ رہتے اور اگر بزرگ اور کریم لوگ زندہ رہتے تو ہم بھی رہتے پس ان سے کہ جو ہمارے غم میں خوشی مناتے ہیں کہہ دے کہ خبردار یاد رکھو کہ عنقریب وہ بھی اس چیز سے ملاقات کریں گے کہ جس سے ہم نے ملاقات کی ہے پھر خدا کی قسم اس کے بعد تم زیادہ دیر نہیں ٹھہرے گے مگر اتنی دیر کہ گھر سوار گھوڑے پر سوار ہو یہاں تک کہ حوادث زمانہ کچی کی طرح تمہارے گرد گھومیں گے اور نہیں جوڑی کی طرح قلعی و اضطراب میں ڈال دیں گے اور یہ مہندس جو میرے والد گرامی نے میرے جدِ مجرم سے قتل کیا ہے (پس اپنے معاملہ کو مجتمع اور اپنے شر کا دکھاکھا کر لو تا کہ پھر تمہارا معاملہ تم سے پوشیدہ نہ رہے پھر میرے اوپر بلی پڑو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میں اپنے اور تمہارے پروردگار اللہ پر توکل رکھتا ہوں کوئی جاندار نہیں مگر یہ کہ وہ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ یقیناً میرا پروردگار (سید ہے۔) پر قائم ہے خدایا ان سے آسمان کی بارش روک لے اور ان پر حضرت یوسفؑ کے زبان میں ایسا قحط نازل فرما اور قبیحہ ثقیف کا لٹ کا (حجاج بن یوسف) ان پر مسلط کر دے جو انہیں موت کا کڑوا پالہ پلائے انھوں نے جھٹلایا ہے اور میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو ہمارا پروردگار ہے تجھ پر ہم توکل کرتے ہیں اور تیری بارگاہ میں لوٹتے ہیں اور تیری ہی طرف سب کی بازگشت ہے۔“

پھر آپ اپنی سواری سے اتر آئے اور رسول اللہ کے گھوڑے کو کہ جس کا نام مرتجز تھا طلب کیا اور اس پر سوار ہو کر اپنے اصحاب کی صفوں کو مرتب کیا (طہر)

راوی کہتا ہے پس عمر سعد اگے بڑھا اور امامؑ کے لشکر کی طرف ایک تیر پھینکا اور کہا کہ امیر کے پاس گواہی دینا کہ سب سے پہلا تیر میں نے پھینکا تھا اور اس کے بعد ان کی طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی تو آنجناب نے اپنے اصحاب سے فرمایا خدا تم پر رحم کرے کہڑے ہو جاؤ اس موت کی طرف کہ جس سے کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ یہ تیر اس قوم کے ایچی ہیں تمہاری طرف ہیں دن کا حصہ انھوں نے جنگ کی اور پے در پے چلے کیسے یہاں تک کہ امام حسینؑ کے اصحاب کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔

جاروا بانفسہم فی حب سیدم والوجود بالتفس اقصى غایۃ الجود  
انھوں نے اپنے مولاد آقا کی محبت میں جان کی سخاوت کی اور سخاوت کی آخری مد جان کی سخاوت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت امام حسینؑ نے اپنا دست مبارک اپنی ریش مبارک پر پھیرا اور فرمایا کہ خدا کا غضب بہودیوں پر اس وقت زیادہ ہو جب انھوں نے خدا کے لیے بیٹا نہایت کیا اور عیاشیوں پر اس وقت ہوا کہ جب انھوں نے اس سے تین خداؤں میں سے ایک جانا اور محبوبوں پر اس وقت ہوا جب انھوں نے چاند اور سورج کی عبادت شروع کر دی ادا اب خدا کا غضب اس قوم پر شدت اختیار کر گیا ہے کہ جو اپنے پیغمبر کے فراسے کو شہید کرنے پر کٹھن اور محتج ہو گئی ہے۔ خدا کی قسم جو کچھ یہ چاہتے ہیں اسے قبول نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں بارگاہ خداوندی میں اس حالت میں جاؤں گا کہ میں اپنے خون میں لت پت ہوں گا۔

ہمارے آقا و مولا صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنے والد گرامی سے سنا آپ کہتے تھے کہ جب حسینؑ اور عمر سعد لعنہ اللہ آئے سننے

آگئے اور جنگ ہونے لگی تو خداوند تعالیٰ نے نصرت و مدد بھیجی جو امام حسینؑ کے سر اظہر کے اوپر پروال پھیلائے پھڑپھڑا رہی تھی اور آپ کو اختیار دیا گیا دشمن پر کامیابی و مہمائی اور تقاد خدا کے درمیان تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی نقاد اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو ترجیح دی۔

سید اہل ماعب تصانیف کثیرہ سید عبد اللہ شعیب حسینی کاظمی کی کتاب الجلائین ہے کہ اس وقت جنات کی ایک جماعت آپ کی نصرت و مدد کے لیے حاضر ہوئی اور آپ سے اذن جہاد و قتال چاہا تو آپ نے انہیں اجازت نہ دی اور کریمانہ و شریعہ شہادت کو مذموم و ناپسندیدہ زندگی پر ترجیح دی صلوات اللہ علیہ۔

مترجم کہتے ہیں اسباب ظاہری کی بنا پر بھی آپ کی کامیابی کوئی تعجب خیز امر نہیں تھا کیونکہ کوفہ کے لوگ عام طور پر آنجناب سے جنگ کو ناپسند کرتے تھے جیسا کہ فرزدق نے کہا قلوبہم محک و سیوفہم علیک ان کے دل آپ کے ساتھ اور ان کی تلواریں آپ کے برخلاف ہیں اور ان میں سے بہت سوں کو عبید اللہ نے دھوکہ و فریب دے رکھا تھا کہ رمی کی سرحد میں حالات خراب ہیں تمہیں دہلی بھج رہے ہیں جب لشکر جمع ہو گیا تو انہیں عمر سعد کے ساتھ کر بلا بھیج دیا اور بیت سے یہ باور نہیں کرتے تھے کہ معاملہ جنگ و کشت و خون تک جا پہنچے گا مثلاً حرم اور تمیں افراد وہ کہ جو دسویں کی رات ابن سعد کے لشکر سے جدا ہو کر امام سے آئے اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ حرم امام حسینؑ کی مدد کے لیے جا رہے ہیں ورنہ ہم بھی ان کے ساتھ جاتے اور یمن یہ خیال کرتے تھے کہ امام جب لشکر کی کثرت کو دیکھیں گے تو امام حسنؑ کی طرح صلح کر دیں گے اور اگر خدا چاہتا تو ممکن تھا کہ سرداران لشکر کے درمیان عمر سعد کی تقسیم و بختہ ارادہ کے بعد اختلاف پڑ جا سکتا

تفصائے الہی اور طرح مخفی تاکہ آل ابوسفیان کی دشمنی پیغمبر اسلام کے ساتھ واضح روشن ہو جائے اور وہ لوگوں کی نظروں میں مغرور و ملعون اور جب و گ ان سے نفرت کریں گے تو پھر لوگوں کے عقائد و نظریات میں دھیل اور اثر انداز نہیں ہو سکیں گے کیونکہ اگر ملحد و مساند اسلام نام امور سلطنت ہاتھ میں لے لے اور وہ لوگوں کی نظر میں محبوب ہو تو اس کی خرابی فساد اور نقصان بہت زیادہ ہے اور لوگوں میں سے جو لوگ آل ابوسفیان کے پیچھے تھے امام حسین کی شہادت کے بعد نفرت کرنے لگے لہذا تھوڑی ہی مدت میں ان کی سلطنت زائل و ختم ہو گئی۔



## بیسویں فصل

## جنگ کی کیفیت اور اصحابِ بن کی شہادت

ابو الحسن سید بن ہبہ اللہ نے جو قطب راوندی کے نام سے علماء شیعہ میں مشہور  
 اور ان کی مزارِ قم مقدس کے نئے صحن میں مدفون ہے کہ جن کا سن وفات ان کی لوحِ قبر  
 پر ۵۴۸ لکھا ہے لیکن بجا میں شہید کے مجرم سے نقل کیا ہے کہ چاشت کے وقت  
 بدھ کے دن ۱۴ شوال ۳۵۵ھ میں وفات پائی روایت کی ہے اپنے اسناد کے ساتھ  
 کہ امام ابو جعفر (باقی) سے فرمایا امام حسین نے شہادت سے پہلے اپنے اصحاب سے  
 فرمایا تھا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا بیٹا تجھے عراق کی طرف جانے کے لیے مجبور کریں گے  
 اور وہ ایسی زمین ہے کہ جس میں انبیاء و اوصیاء نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے  
 اور جس جگہ کا نام عموماً ہے وہاں تجھے شہید کیا جائے گا یا روانصار کے ایک گروہ کے  
 ساتھ کہ جو وہ ہے کے زخموں سے دردِ دالم محسوس نہیں کریں گے پھر آپ نے اسی آیت  
 کی تلاوت کی یا نار کو فی بردا و سلام علی ابراہیم اور جنگِ تجدر  
 ٹھنڈی دسلامتی والی ہوگی پس خوش و خرم اور شادان رہو کہ اگر انھوں نے ہمیں شہید  
 کر دیا تو ہم پیغمبرِ اکرم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

ثمالی نے علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ میں اپنے پدرِ بزرگوار  
 کے ساتھ تھا اس رات کہ جس کی صبح آپ شہید ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب  
 سے فرمایا کہ اس رات کو اپنے لیے سیر اور ڈھال بنا لو کہ یہ لوگ صرف مجھے

چاہتے ہیں اگر وہ مجھے قتل کر دیں تو تباہی طرف نہیں دیکھیں گے میں عقد بیعت تم سے کھول دیتا ہوں انھوں نے کہا ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے تو آپ نے فرمایا کہ کل سب مارے جاؤ گے اور تم میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا تو انھوں نے کہا حمد و تعریف ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے آپ کی معیت میں قتل ہونے کی سعادت سے ہمیں نازا ہے تو آپ نے ان کے لیے دعائے خیر کی اور پھر فرمایا ادھر کی طرف اپنے سر اٹھاؤ اور دیکھو پس وہ اپنی جگہوں اور مکانات و محلات کی طرف جو جنت میں تھے دیکھنے لگے اور آپ فرماتے جاتے تھے اسے فلاں یہ تیرا گھر ہے لہذا وہ مردان حق نیز وہ اولاد و اولاد کو اپنے سینوں اور چہروں پر لیتے تھے تاکہ زیادہ جلدی اپنے جنت کے گھر میں پہنچ جائیں۔

شیخ صدوقؒ نے سالم بن البرجدہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے سنا وہ کہتا تھا ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اولاد میں سے قتل ہو گا اور اس کے اصحاب کی سوار یوں کا پسینہ ابھی خشک نہیں ہوا ہو گا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور حورالعین کو آغوش میں لیں گے۔ پس امام حسنؑ گذرے تو ہم نے پوچھا یہ ہیں اس نے کہا کہ نہیں اور حسینؑ گذرے تو ہم نے کہا یہ ہیں تو اس نے کہا ہاں۔

بزر روایت کی ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کیا کہ خبر دیجئے کہ کس طرح امام حسینؑ کے اصحاب نے بے پردہ ہو کر اپنے آپ کو اس وقت جنگ کی آگ میں پھینک دیا تو فرمایا کہ پردہ ان کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تھا، یہاں تک کہ انھوں نے جنت میں اپنے گھر دیکھ لیے لہذا ان میں سے ہر ایک قتل ہونے کی طرف جلدی کرتا تھا کہ حورالعین سے مصافقہ کرے اور انھیں آغوش میں لے

لے اور جنت میں اپنے گھر میں پہنچ جائے۔ مولف کہتے ہیں زیارت ناحیہ شریفہ میں ہے کہ جو شہدار کے اسامی اور ناموں پر مشتمل ہے لقد کشف الله لکم العطاء ومهد لکم الوطاء واجزل لکم العطاء الله۔ اللہ نے تمہارے لیے پرفے ہٹا دیے اور تمہارے لیے راستہ ہموار کر دیا اور عظیم و بزرگ عطا بخشش تم پر کی۔

معانی الاخبار سے اسناد کے ساتھ امام محمد تقی سے اُن کے آباؤ اجداد علیہم السلام سے روایت ہوئی ہے کہ علی بن الحسین نے فرمایا جب امام حسینؑ کا معاملہ شدت اختیار کر گیا تو آپ کے اصحاب نے آپ کو دیکھا کہ آپ دوسروں کی برخلاف حالت میں ہیں کیونکہ جتنا معاملہ زیادہ دشوار ہوتا تو اصحاب وانصار کا رنگ متغیر اور اڑا ہوا اور ان کے دل لرزاں و ترساں ہوتے لیکن آنجناب اور بعض آپ کے خواص اصحاب کا رنگ زیادہ نکھر آیا اور ان کے اعضاء و جوارح سکون و آرام میں تھے اور ان کے دل زیادہ مطمئن تھے لہذا وہ ایک دوسرے سے کہتے تھے دیکھتے نہیں ہو کہ وہ موت کا منہ دیکھ کر ہستے ہیں اور موت سے ڈرتے نہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا: صبراً بنی الکرام فما العوت الا قنطرة تعبیرکم عن البؤس والضراء الى الجنان والواسعة والنعيم الدائمة فايکم يكره ان ينتقل من سجن الى قصر وما هو اعداؤکم الا کم من ينتقل من قصر الى الجن و عذاب۔ یعنی صبر و تحمل سے کام لو اسے شریف و کریم بزرگوں کی اولاد موت نہیں مگر ایک پل کہ جو تمہیں رنج و سختی سے کشادہ فراخ باغوں اور جادوئی نعمتوں کی طرف جارہی ہے یہاں تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ قید خانہ سے قمر محل کی طرف منتقل ہو اور تمہارا دشمنوں کے لیے موت اس طرح ہے کہ کوئی شخص قمر سے زندان اور عذاب کی طرف منتقل ہو اور میں نے اپنے والد گرامی سے سنا اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ سے روایت کی ہے: الدنیا سجن العثمن وجنة الکافر والموت جسر  
هو لاء الی جنابہم وجسر هو لاء الی جحیمہم ما کذبت ولا کذبت  
دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے موت ان کے لیے انکی عنتوں  
میں جانے کا پل ہے اور ان کے جہنم میں جانے کا نہر میں نے بھڑٹ بولا ہے اور نہ  
مجھ سے بھڑٹ بولا گیا ہے۔

### حضرت یزید کا امام علیہ السلام سے ملنا

جب حضرت یزید نے دیکھا کہ لوگ امام علیہ السلام کو شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے  
ہیں کہ انجناب کی فریاد سنی کہ آپ فرما رہے تھے اما مغیث یغیثنا الوجه اللہ  
اما من ذاب یدب عن حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
کیا کوئی فریاد رس ہے جو راہ خدا میں ہماری فریاد سنی کرے کیا کوئی مانع اور حامی  
ہے کہ جو ان لوگوں کے شر کو حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے دُور کرے تو حُر نے  
عمر بن سعد سے کہا کہ اے عمر کیا واقعات اس شخص سے جنگ کر دو گے۔ اس نے کہا خدا  
کی قسم جس میں سردوں کا گزنا اور بلاتوں کا کٹنا آسان ترین کام ہوگا، حُر نے کہا یہ پیش  
نہاد جواہرِ نبوی نے کی ہے (یعنی مجھے واپس جانے دو) تم قبول نہیں کرتے۔ عمر نے  
کہا اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں قبول کر لیتا لیکن تمہارا امیر راضی نہیں ہوا پس  
حُر وہاں سے آیا اور لوگوں سے الگ ایک جگہ حاکم بنا ہوا اور اس کی قوم کا ایک شخص  
قرہ بن قیس اس کے ساتھ تھا تو حُر نے کہا اے قرہ تو نے آج اپنے گھوڑے کو  
پالی نہیں پلایا اس نے کہا نہیں کیا تو چاہتا نہیں کہ اس کو پانی پلائے، قرہ کہتا ہے  
مجھے یہ گمان ہوا خدا کی قسم یہ چاہتا کہ جنگ سے کنارہ کشی کرے اور اس میں حاضر



ہو پس وہ ناپسند کرتا ہے کہ میں اسے کنارہ کشی کرتے دیکھوں تو میں نے کہا کہ میں نے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا اب میں جاتا اور اسے پانی پلاتا ہوں پس حرم اس جگہ سے ہٹ گیا جہاں کھڑا تھا خدا کی قسم اگر وہ مجھے بتا وہ چیز کہ جس کا وہ ارادہ کر چکا تھا تو میں بھی اس کے ساتھ حسین علیہ السلام کی خدمت میں چلا جاتا پس وہ اہستہ اہستہ حسینؑ کے قریب جانے لگا تو اس سے مہاجرین اوس نے کہا اے یزید کے بیٹے کیا کرنا چاہتے ہو کیا حملہ کرنا چاہتے ہو حرم نے اسے جواب نہیں دیا اور حرم کو لرزہ جیسی کیفیت طاری ہو گئی تو مہاجر نے اس سے کہا تیرا معاملہ شک و حیرت میں ڈال رہا ہے خدا کی قسم میں نے تجھے اس موقف کی طرح کہیں بھی اس طرح نہیں دیکھا اگر مجھ سے سوال ہوتا کہ: اہل کوفہ میں سب سے زیادہ شجاع و بہادر کون ہے؟ تو میں تجھ سے تجاوز نہ کرتا حرم نے کہا تجھے کیا ہوا خدا کی قسم میں اپنے نفس کو جنت و بہنم کے درمیان اختیار دے رہا ہوں لیکن خدا کی قسم میں جنت پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دوں گا اگرچہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور مجھے جلا دیا جائے پھر حرم نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور حسین کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کر لیا۔ جبکہ اس نے اپنا ماتھا اپنے سر پر رکھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا اللھم الیک انبت فتب علی فقد ارعبت قلوب اولیاءک و اولاد بنت نبیک

یعنی خدایا میں تیری طرف لوٹ رہا ہوں پس تو میری توبہ قبول کرے کیونکہ میں نے تیرے اولیاء اور تیرے نبیؐ کی بیٹی کی اولاد کے دلوں میں ہول و رعب ڈالا ہے پس امام حسینؑ سے جلا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں، اسے فرزند رسول خدا میں آپ کا وہ ساتھی ہوں کہ جس نے واپس جانے سے آپ کو روکا تھا اور آپ کے ساتھ پورا راستہ چلتا رہا اور آپ کو اس جگہ اترنے پر مجبور کیا تھا۔

مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ یہ قوم اس بات کو رد کر دے گی جو آپ نے ان کے سامنے پیش کی ہے اور نہ مجھے یہ خیال تھا کہ وہ آپ کے معاملہ میں اس حد تک پہنچ جائیں گے خدا کی قسم اگر مجھے علم ہوتا کہ وہ آپ کو یہاں تک پہنچا دیں گے کہ جہاں میں دیکھ رہا ہوں تو میں اس چیز کا مرتکب نہ ہوتا کہ جس کا ارتکاب میں نے آپ سے کیا ہے۔ اب میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس کام سے جو میں نے کیا ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میری یہ توبہ (قبول) ہے تو امام حسینؑ نے فرمایا اے خدا تیری توبہ کو قبول کرے۔ پس گھوڑے سے اتر آؤ تو حُرس نے عرض کیا میرا گھوڑے پر سوار رہنا پیدل ہونے کی نسبت آپ کے لیے بہتر ہوگا میں کچھ دیر ان سے جنگ کروں گا اور آخری سالہ میرا گھوڑے سے اترنا ہی ہوگا۔

اور مہوف کی روایت میں ہے کہ حُرس نے کہا چونکہ میں سب سے پہلے آپ سے جنگ کرنے آیا تھا لہذا مجھے اجازت دیجئے کہ سب سے پہلے آپ کی طرف سے میں مار جاؤں شاید میں کل قیامت میں آپ کے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے مصافحہ کر سکوں۔ پھر سید نے کہا ہے کہ حُرس کی مراد یہ تھی کہ اب کے بعد پہلا مقتول میں جنوں کیونکہ ان سے پہلے بھی ایک جماعت شہید ہو چکی تھی جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ پس امام نے انھیں اذن جہاد دیا (ارشاد و کامل) پس امام نے فرمایا خدام پر رحم کرے جی، تمہارے جی میں آیا ہے اسے کر گزرو۔

وہ امام حسینؑ سے آگے بڑھے اور کہا اے اہل کوفہ تمہاری مائیں تمہیں مفقود پاٹیں اور حوادث زمانہ کے شکار بنو اس خدا کے صالح اور نیک بندے کو تم نے دعوت دی جب وہ تمہارے پاس آگیا تو اس کو دشمن کے سپرد کر دیا، حالانکہ تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اس کی راہ میں جان بازی کرو گے اب اس کے

ساتھ تلوار کھینچ لی ہے اس کو روک رکھا ہے اور اس کا گلا دبا رکھا ہے اور ہر طرف سے اسے گھیر لیا ہے تاکہ اسے اللہ کے وسیع و عریض شہروں کی طرف جانے سے روکو وہ تنہا سے انھوں میں تپدی سا بن کر رہ گیا ہے وہ اپنے نفس کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی اس سے ضرر کو دیکھ کر سکتا ہے اور تم نے اسے اس کے اہل عیال اس کے بچوں اور عزیزوں کو فرات کے اس جاری پانی سے روک دیا ہے کہ جسے یہودی، عیسائی اور مجوسی پیتے ہیں اور جس میں اس دشت و بیابان کے خنزیر اور کتے ٹوٹ پوٹ رہے ہیں اور یہ دیکھو کہ انھیں پیاس نے کچھا رکھا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد بہت بڑا برتاؤ کیا ہے تم نے ان کی ذریت کے ساتھ اور آنجناب کی حرمت کا پاس نہیں کیا خدا تمہیں پیاس کے دن میرا ب نہ کرے پس حُر پران طاعین نے تیروں سے حملہ کر دیا پس وہ آگے بڑھے اور امام حسین کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ شاعر کہتا ہے رداں شد سوئے جیش رحمت حق۔ بحق ہیروست و باحق گشت، طمحق۔ بگفت اے بشر منہم آں عبد گمراہ کہ بگو فرم سرا بہت ہا کرہ۔ دل دلدادگان عشق یزدان۔ شکستم من نادانی و طغیانی۔ نہ انستم کہ ایں قوم مستگار۔ بود مفضوہ شان پیکار داد۔ خطایم بخش اے شاہ عدد بند۔ گنہ از بندہ عفو از خداوند۔ یم عفو ازل شد در تلاطم۔ گنہ گردید از آن نامور کم۔ جو بخشیدش خطا شاہ خطا بخش۔ روان شد بوی میدان فارس نش۔ بگفت اے قوم بد کیش زنا زاد۔ سماں حرم و سکن گشتم آزاد۔ امیر برگزیدم در دو عالم کہ باشد بہترین فرزند آدم۔ بود حق آشکارا از غیر شنس۔ نبی پیدا از سیمای میزش۔ رجز خواند و نصیحت کرد و عقیدہ۔ بر آں آیین دلاں سو سے نہ بخشید۔

حُرقِ تنائی کی رحمت والے لشکر کی طرف رداں ہوئے۔ حق کے ساتھ مل

گئے اور حق سے جا ملحق ہوئے۔ کہا اے شاہ میں وہی گمراہ بندہ ہوں کہ جس نے آپ کا جبر اُراستہ روکا تھا خدا نے یزداں کے عاشقوں کے دلوں کو میں نے نادانی اور سرکشی کی بنا پر توڑ دیا ہے میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ ستمگار قوم خدا نے عادل و بخشنے والے سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، میری خطا کو بخش دے اے شاہ کہ جب دشمن نے بند کر رکھا ہے۔ گناہ بندے سے ہوتا ہے اور عفو و بخشش خدا کی طرف سے عفو ازی کے دیا میں تظالم آگیا اور اس نامور میں گناہ ڈوب گیا۔ جب خطا بخشنے والے شاہ اس کی خطا بخش دی تو میدان کی طرف چلا بہادر شہسوار اور کہا اے قوم بد کمیش بڑا تم میں وہی حُر ہوں لیکن اب آزاد ہوا ہوں۔ میں نے دو عالم میں اس امیر کو انتخاب کیا ہے کہ جبر بہترین اولاد آدم ہے اس کے خمیر سے حق واضح ہوتا ہے اور اس کے روشن چہرے سے نبی آخر الزمان کی جھلک آتی ہے ربز پڑھے نصیحت کی اور عذاب خدا سے عقیدہ و دھمکی دی لیکن ان فولادی دلوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور سبط نے کتاب تذکرہ میں کہا ہے کہ بعد اس کے کہ امام حسینؑ نے شہادت بن ربیع، حجار، نفیس بن اشعث اور زید بن حارثہ کو پکارا کہ کیا تم لوگوں نے مجھے خطوط نہیں لکھے تھے اور ان کے کہنے کیطابق کہ ہم نہیں جانتے آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ حُر بن یزید میرا بھائی ان کے سرداروں میں سے تھا پس اس نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم نے آپ کو خطوط لکھے تھے اور ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جو آپ کو ادھر سے آئے پس خدا باطل اور اہل باطل کو اپنی رحمت سے دور رکھے خدا کی قسم میں دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دوں گا پھر حُر نے اپنے گھوڑے کے منہ پر چابک مارا اور حسینؑ کے لشکر میں داخل ہو گئے تو امام حسینؑ نے ان سے کہا اہل و سہلا خدا کی قسم تم دنیا اور آخرت میں حُر آزاد ہو۔ انھیں۔

## عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شہادت

اور روایت ہے کہ عمرؓ نے حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب مجھے عبید اللہؓ نے آپ کی طرف بھیجا تھا اور میں قصر الامارہ سے نکلا تو پیچھے سے مجھے ایک ہند آئی اسے مڑتے بغیر دھلائی کی خوشخبری ہو۔ پس میں نے مڑ کر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پس میں نے (دل میں) کہا خدا کی قسم یہ بشارت نہیں ہو سکتی جبکہ میں حیوٰی کے مقابلہ میں جا رہا ہوں اور میں نے آپ کی اتباع و پیروی کی دل میں بات بھی نہیں کی تو امامؓ نے فرمایا اب تو تو نے خیر و اجر کو پایا ہے۔

پس عمرؓ نے پکار کر کہا اے دریدہ (زوبدخ ل) اپنا ہم قریب ہے اس نے قریب کیا تو عمرؓ نے تیر کاں میں رکھا اور پھر اسے مارا اور کہا گواہ رہنا کہ میں پہلا شخص ہوں کہ جس نے تیر چلایا ہے پھر دوسرے لوگوں نے تیر چلانے شروع کر دیے اور ہارزہ طبری کہنے لگے۔ اور محمد بن ابوطالبؓ نے کہا کہ اس کے سارے ساتھیوں نے تیر چلایا کہ جن کی وجہ سے اصحاب حسینؓ میں سے کوئی بھی نہ بچا کہ جسے تیر نہ لگے ہوں بعض نے کہا ہے جب اس تیروں کی بارش میں انھوں نے تیر برسائے تو حسینؓ کے ساتھی کم رہ گئے اور اس حملہ میں پچاس افراد شہید ہو گئے۔

ازدی کہتا ہے کہ مجھ سے ابو جنابؓ نے (جو کبھی قبیلہ سے تھا) بیان کیا وہ کہتا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص تھا جسے عبداللہ بن عمرؓ کہا جاتا تھا کہ جو بنی عظیم میں سے تھا اس نے کوفہ میں رہنا شروع کر دیا اور قبیلہ ہمدان میں میرزا نجد کے پاس مکان سے لیا تھا کہ لوگ پیش ہوتے ہیں تاکہ انھیں امام حسینؓ کے مقابلہ میں بھیجا جائے۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے ان سے سوال کیا تو اسے بتایا گیا کہ یہ رگ حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف بھیجے جا

رہے ہیں تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اہل الشُرک سے جہاد کرنے میں بہت حریص تھا اب میں امید رکھتا ہوں کہ ان لوگوں سے جہاد کرنا جو اپنے نبی کے نواسہ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہیں اللہ کے ہاں ان سے میرے مشرکین جہاد کرنے سے ثواب میں کم نہیں ہو گا پس وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور اسے بتایا جو کچھ سنا تھا اور اپنی رائے بھی بتائی تو اس کی بیوی نے کہا آپ نے درست سوچا ہے خدا آپ کو ورستی سے ہم کنار رکھے اور آپ کے امور کو رشید و عاقلانہ قرار دے ضرور ایسا کرو اور مجھے بھی ساتھ لے چلو راوی کہتا ہے پس رات کو اپنی بیوی کو ساتھ لے کر نکلا لیکن کہ امام حسینؑ تک پہنچ گیا پس آپ کے ساتھ ٹھہرا جب عمر سعد آپ کے قریب آگیا اور تیر مارا اور اس کے ساتھ ہی باقی لوگوں نے تیروں کی بارش کر دی جب تیروں کا حملہ کر چکے تو یسار زیاد بن ابوسفیان کا غلام اور سالم عبید اللہ بن زیاد کا غلام میدان میں بکھے اور کہا جو مقابلہ میں آنا چاہتا ہے آئے راوی کہتا ہے کہ حبیب بن مظاہر اور بریر بن خضیر ٹپ کر اٹھے تو امام حسینؑ نے ان دونوں حضرات سے فرمایا کہ بیٹھو تو عبداللہ بن عمر کلبی اٹھا اور عرض کیا یا ابا عبداللہ خدا آپ پر رحم فرمائے مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں ان دونوں کے مقابلہ میں جاؤں پس امام حسینؑ نے دیکھا کہ ایک قد آور مضبوط یا زوں والا کہ جس کے دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے تو آپ نے فرمایا میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ اپنے مد مقابل آنے والوں کو قتل کرے گا اگر چاہتے ہو تو جاؤ راوی کہتا ہے کہ پس عبداللہ باہر بکھے ان دونوں یعنیوں کی طرف تو انہوں نے کہا تم کون ہو اپنا نسب بیان کرو تو عبداللہ نے اپنا نسب بیان کیا تو وہ کہنے لگے تم ہمیں نہیں جانتے زبیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن خضیر ہمارے مقابلہ میں آئیں، اور یسار سالم سے کچھ آگے بڑھ آیا تھا تو کلبی

نے اس سے کہا اے زنا کار عورت کے بیٹے اور تو بھی یہ رغبت رکھتا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی تیرے مقابلے میں نکلے تیرے مقابلہ میں جو بھی آئے گا وہ تجھ سے بہتر ہو گا پھر اس پر شدت سے حملہ کر کے اپنی تلوار کا وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا (یعنی وہ لعین مر گیا) یہ اس میں مشغول تھے اسے اپنی تلوار سے مار رہے تھے کہ سالم نے شدت سے ان پر حملہ کیا پس پکار کر اس سے کہا (یار سے پکارا گیا) تجھے غلام نے ڈھانپ لیا راوی کہتا ہے اس کو اس کی طرف توجہ نہیں تھی کہ وہ ان پر آکر چھا گیا اور جلدی کر کے اس نے ان پر ضرب لگائی کہ جسے کلبی نے اپنے بائیں ہاتھ پر پچایا تو آپ کی بائیں مٹھیلی کی انگلیاں اڑ گئیں پھر کلبی اس غلام کی طرف مڑے اس پر تلوار کے وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

اور کلبی آگے بڑھے رجز پڑھتے ہوئے جب کہ ان دونوں لعینوں کو قتل کر چکے۔

ان تنکرونی فان ابن کلبیب، حسبی بییتی فی علیم حسبی نانی امرؤ ذومرۃ وعصب۔

ولست بالخولد عند النکب۔ انی زعیم وہب، بالطن فیم مقدما والضرب

ضرب غلام مؤمن بالرب : اگر مجھے نہیں پہنچاتے یا اجنبی سمجھتے ہو تو میں نبی

کلب میں سے ہوں اور میرے پیسے یہ بات کافی ہے کہ میرا حسب نبی علیم میں سے ہے

میں صاحب قوت و مضبوط اعصاب والا شخص ہوں میں مصیبت کے وقت چیخ و پکار

کرنے والا نہیں ہوں میں تیرے سامنے جواب دہ ہوں (ام وہب بڑھو پڑھ کہ

نیزہ مارنے اور تلوار چلانے کے سلسلہ میں) ایسے جوان کی ضرب جو اپنے پروردگار

پر ایمان رکھتا ہے۔

پس ام وہب اس کی بیوی نے ایک ستون اٹھایا اور اپنے شوہر کی طرف بڑھی

اور اس سے کہہ رہی تھی میرے ماں یا پ تجھ پر قربان جائیں قتال و جہاد کرو یا نیزہ

لوگوں کی حمایت میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی قدسیت ہیں پس اس کا شوہر اس کی طرف  
 بڑھا جو اسے عورتوں کی طرف پٹاتا تھا اور وہ خاتون اپنے شوہر کے دامن کو پکڑتی و  
 کیسیتی تھی اور کہتی تھی خدا کی قسم میں ہرگز آپ کو نہیں چھوڑوں گی یہاں تک کہ آپ کے  
 ساتھ ہی مروں گی پس امام حسینؑ نے اس خاتون کو پکار کر فرمایا اہل بیت کی طرف سے  
 تمہیں جزائے خیر ملے واپس آ جاؤ خدا تم پر رحم فرمائے عورتوں کی طرف پس انکے ہاتھ  
 بیٹھ جاؤ کیونکہ عورتوں پر جہا و نہیں ہے پس وہ خاتون عورتوں کی طرف واپس آ گئی۔  
 راوی کہتا ہے کہ عمرو بن حجاج نے اصحاب حسینؑ کے خیمہ پر حملہ کیا اس لشکر کے  
 ساتھ کہ جوابل کو فہ میں سے اس کی کمان میں تھا جب وہ حسینؑ کے قریب پہنچا تو اصحاب  
 حسینی نے اپنے گھٹنے ٹیک کر نیزے ان کی طرف سیدھے کر لیے پس ان کے گھوڑے  
 نیزوں کی طرف نہ بڑھ سکے پس گھوڑے واپس مڑنے لگے تو انہیں تیروں سے چیلنی  
 کر دیا اور کئی افراد انہیں سے گرا لیے اور کچھ لوگوں کو زخمی کیا۔ **امام کا نفرین کرنا**  
 راوی کہتا ہے کہ پھر نبی تمیم میں سے ایک شخص کہ جس کو عبداللہ بن حوزہ کہا جاتا تھا  
 آیا یہاں تک کہ امام حسینؑ کے آگے کھڑا ہو گیا اور کہا اے حسینؑ اے حسینؑ تو امامؑ نے  
 فرمایا تو کیا چاہتا ہے تو اس یقین نے کہا تجھے آگ کی بشارت ہو آپ نے فرمایا ہرگز  
 ایسا نہیں ہے تو جھوٹ بکتا ہے میں تو رحیم پروردگار اور اس شفیع کی بارگاہ میں جاؤں  
 گا کہ جس کے ہر امر کی اطاعت ہوگی، یہ کون ہے آپ سے آپ کے اصحاب نے  
 عرض کیا مولایہ حوزہ کا بیٹا ہے تو آپ نے عرض کیا پروردگار اسے سختی و شدت  
 سے آگ کی طرف بھیج لے جا راوی کا بیان ہے کہ اس کا گھوڑا کھل میں مضطرب ہوا  
 تو یہ اس میں گر گیا لیکن اس کا بایاں پاؤں رکاب میں پھنسا رہا اور دایاں اٹھا رہا  
 پس مسلم بن عروجہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کے دائیں پاؤں پر ضرب لگائی پس وہ گر گیا



اور اس کو لے کر اس کا گھوڑا دوڑنے لگا اور وہ اس کے سر کو ہر تھپڑ اور درخت لگا رہا  
تک کہ وہ لعین مر گیا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کی روح کو جہنم کی آگ کی طرف لے گیا  
ازدی نے عطاء بن سائب سے عبد الجبار بن وائل حضری اس کے بھائی مسروق بن وائل  
سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ان سواروں کے اوائل میں تھا جو امام حسینؑ  
کی طرف چلے تھے تو میں نے کہا میں سب سے پہلے لوگوں میں رہوں تاکہ حسینؑ کا سر  
پاسکوں ناکہ مجھے ابن زیاد کے ہاں کوئی قدر و منزلت مل جائے وہ کہتا ہے جب ہم  
حسینؑ تک پہنچے تو ہم میں سے ایک شخص آگے بڑھا کہ جسے ابن حوزہ کہا جاتا تھا اس نے  
کہا کیا تم میں حسینؑ ہے وہ کہتا ہے ہاں امام حسینؑ خاموش رہے اس نے دوبارہ کہا پھر  
مجھے آپ خاموش رہے یہاں تک کہ جب تیسری نوبت آئی تو آپؑ نے فرمایا اس سے کہو  
ہاں حسینؑ ہے تو کیا چاہتا ہے تو اس لعین نے کہا اے حسینؑ تجھے (معاذ اللہ) آگ کی  
بشارت ہو تو آپؑ نے فرمایا تو جھوٹا کہتا ہے میں غفور و بخشنے والا ہے پروردگار  
اور شفاعت کرنے والے کہ جس کی بات مانی جائے گی کی طرف جارہا ہوں پس تو  
کون ہے اس نے کہا میں ابن حوزہ ہوں راوی کہتا ہے پس امام حسینؑ نے دونوں  
ہاتھ آسمان کی طرف اتنے بلند کیے کہ ہم نے کپڑوں کے اوپر سے آپ کے بغلوں کی  
سفیدی دیکھی اس کے بعد کہا "اللهم حزه الى المناسر" پروردگار  
اس کو آگ میں جگہ دے راوی کہتا ہے کہ اس سے ابن حوزہ رخ پا ہو گیا پس وہ گیا  
تاکہ اپنا گھوڑا آپ کی طرف دوڑائے جب کہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک  
نہر رکھاں تھی پس اس کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا اور گھوڑا اس کے ساتھ چکر کھٹنے  
لگا تو وہ گر گیا تو اس کا پاؤں پٹلی اور ران کٹ گئی اور اس کی دوسری جانب  
رکاب میں پھنسی ہوئی تھی راوی کہتا ہے پس مسروق واپس آگیا اور شکر کو دہی چھوڑ

آبادی کتا ہے کہ میں نے اس سلسلہ میں اس سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اس گھردلوں سے ایسی چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ اب میں ان سے کبھی بھی جنگ نہیں کروں گا وہ کتا ہے کہ پھر جنگ نے اپنے پنج کاڑ دیئے۔

## بریر بن حصیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

ازدی کتا ہے مجھ سے یوسف بن یزید نے عقیف بن زہیر بن ابوالاخص سے حدیث بیان کی ہے اور وہ مقل حسین بن مویود تھا وہ کتا ہے کہ نبی غیرہ بن ربیعہ قبیلہ میں سے یزید بن مقل نکلا اور وہ نبی سلیمہ کا جو قبیلہ عبدالقیس کی ایک شاخ ہے حلیف دہم تم تھا اور اس نے کہا اے بریر بن حصیر خدا سے نا تم کیا دیکھ رہے ہو اللہ کو اس نے تمہارے ساتھ کیا کیا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم خدا نے میرے اوپر غیر و بکت کا نزول فرمایا اور تیرے ساتھ شر اور برائی اللہ نے روا رکھی اس نے کہا تم نے جھوٹ بولا حالانکہ آج سے پہلے تم جھوٹ نہیں بولتے تھے کیا تمہیں یاد ہے جب میں تمہارے ساتھ بنی لؤذان میں چل رہا تھا تو تم نے کہا تھا کہ عثمان بن عفان نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور وہ اپنے نفس کے بارے میں مصرف ہے اور معاویہ بن ابوسفیان ضال و مضل (خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے) ہے اور ہدایت حق کے امام علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں تو بریر نے اس سے کہا میں گواہی دیتا ہوں اب بھی میری رائی میری بات یہی ہے تو بریر سے یزید بن مقل نے کہا پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہوں میں سے ہو۔

تو بریر نے کہا کیا تو پسند کرے گا کہ اس بات پر ہم ایک دوسرے سے مباہلہ کریں اور خدا سے دعا کریں کہ وہ جھوٹے پر لعنت کرے اور جو حق پر ہے وہ باطل پرست کو قتل

کر دے پھر میدان میں نکل آؤ تاکہ میں تجھ سے مبارزہ کروں راوی کہتا ہے کہ دو نو  
 میدان میں نکلے اور دونوں نے بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ وہ جھوٹے  
 پرہنت نیچے اور جوتی پر ہے وہ باطل پرست کو قتل کر دے اور پھر انہیں سے ہر  
 ایک دوسرے سے مبارزہ و جنگ کرنے لگا پس دو ضربتوں کا رد و بدل ہوا اور تیرید  
 بن معقل نے بریر بن خضیر پر ایک خفیف سی ضرب لگائی جس سے انہیں کوئی نقصان نہ  
 پہنچا اور بریر بن خضیر نے اسے ایسی ضرب لگائی کہ جو اس کی خود توڑ کر اس کے داغ  
 و مغز تک پہنچ گئی پس وہ زمین پر گر پڑا گویا کہ وہ پہاڑ کی بلندی سے گر ادا بن خضیر  
 کی تلوار اس کے سر میں اس طرح ثبت تھی گویا میں دیکھ رہا ہوں ان کی طرف کہ وہ اسے  
 اس کے سر سے حرکت دے کر نکال رہے ہیں پھر بریر پر رضی بن منقر عبدی نے حملہ  
 کیا پس بریر نے اس کی گردن میں بائیں ڈال دیں وہ کچھ دیر تک ایک دوسرے سے  
 زور آزمائی کرتے رہے پھر بریر ان کے سینہ پر بیٹھ گئے تو رضی نے چیخ کر کہا کہاں  
 ہیں تلوار زن اور دفاع و حمایت کرنے والے راوی کہتا ہے کہ پس کعب بن جابر  
 بن عمرو زدی گیا تاکہ وہ بریر پر حملہ کرے تو اس نے اس سے کہا یہ بریر بن خضیر قاری  
 ہیں جو عین جامع مسجد میں قرآن پڑھایا کرتے تھے اس لعین نے بریر پر نیزے سے  
 حملہ کیا یہاں تک کہ ان کی پشت پر نیزہ رکھ دیا جب بریر تلے نیزے کی اتنی محسوس کی  
 تو آپ اس کے منہ پر گر کر اسے دانتوں سے کاٹنے لگے اور اس کے ناک کا ایک حصہ  
 کاٹ دیا پس آپ پر کعب بن جابر نے نیزہ مارا یہاں تک کہ انہیں اس لعین  
 سے ایک طرف گرا دیا اور پھر نیزہ ان کی پشت میں عائب کر دیا پھر انہیں تلوار  
 سے مارنے لگا یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا رضوان اللہ علیہ  
 عقیق کہتا ہے گویا میں اس عبدی کو جو زمین پر پڑ پڑا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ وہ

اٹھا جب کہ اپنی قبا سے مٹی بھاڑ رہا تھا اور کتا تھا اے از دی بھائی تو نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے کہ جسے میں کبھی نہیں بھولوں گا

یوسف نے کہا پس میں عقیف سے کہا تو نے یہ منظر خود دیکھا تھا اس نے کہا میری آنکھ نے دیکھا اور کان نے سنا جب کعب بن جابر لوٹ کر آیا تو اس کی بیوی اور اس کی بہن نوار بنت جابر نے اس سے کہا تو نے فرزندِ خاتمہ کے برخلاف تعاون کیا اور سید القراء کو شہید کیا تو نے بہت ہی بد کام کیا ہے خدا کی قسم اب کے بعد میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گی اور کعب بن جابر نے یہ اشعار کہے۔

سلی تغیری عنی وانت ذخیمتہ	غداۃ حسین والرماح شوارع
المرآت اقصیٰ ما کرھت ولم یغل	علی غداۃ الروح ما انا صانع
معی بزنی لم تخذہ کعوبہ	وابیض لمحشوب الغرائین قاطع
فجردتہ فی عصیۃ لیس دینھم	بدیق وانی با بن حرب لقناع
ولعتر عینی مثلہم فی زمانھم	ولا قبلھم فی الناس اذا انا یاقع
اشد قراعا بالسیوف لدی الوغا	الا کل من یحمی الزماء مقارع
وقد صبر واللطن والضرب حسرا	وقد نازبوا لوان ذلک نافع
فابلغ عبید اللہ اما لقیۃ	بانی للخلیفۃ سامع
قتلت بریرا ثم حملت نعمۃ	ابا منقذ لما دعی من یماضع

میرے بارے میں تو سوال کر تجھے بتایا جائے گا تو مذمت کرے گی حسین والی صبح کی جب کہ نیزے چل رہے تھے کیا میں اس کام کو نہیں بجا لایا کہ جسے تو ناپسند کرتی تھی اور یہ تصور نہیں کیا جاتا تھا کہ جنگ کے دن میں کیا کرنے والا ہوں میرے ساتھ میرا نیزہ تھا کہ جس سے اس کی گرہوں نے خیانت نہیں کی اور سفید چمکی تلوار

تھی جس کی دھاریں پرتھیں اور قاطع تلوار تھی، پس میں نے اسے نیام سے نکال کر ایسی جماعت پر حملہ کیا کہ جن کا دین میرے دین ایسا نہیں تھا اور حرب کے بیٹے پر غنا کیے ہوئے تھا، حالانکہ میری آنکھ نے ان کے زمانہ میں ان جیسے لوگ نہیں دیکھے اور نہ ہی ان سے پہلے کے لوگوں میں جب کہ میں لڑا تھا جنگ کے موقع پر زیادہ سختی سے تلوار زنی کرنے والے مگر یہ وہ شخص جو اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے انہوں نے نیزہ بازی اور تلوار زنی پر صبر سے کام لیا اور میدان میں اترے کاش کہ یہ آپس نفع دیتا پس بعد اللہ تک یہ خبر پہنچا دے جب تیری اس سے ملاقات ہو کہ میں خلیفہ کا فرمانبردار اور اس کی ہر بات سننے والا ہوں، میں نے ہی بریر کو قتل کیا پھر میں نے ابو منفذ پر احسان کیا جب اس نے پکارا کوئی ہے جنگجو،

## عمرو بن قرطہ انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شہادت

پس عمرو بن قرطہ کی حمایت میں جہاد کیا جب کہ وہ کہہ رہے تھے قد علمت کتیبۃ الانصار انی ساحمی حوزۃ الذمار، ضرب غلام غیر نکس شاری - دون حسین مہجتی و داسی - انصار کی قوت جانتی ہے کہیں اس چیز کی حفاظت کرتا ہوں کہ جس کی حفاظت میرے ذمہ ہے یہ ضرب ایسے فوجان کی ضرب ہے کہ جو جنگ سے فرار نہیں کرتا اور اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ جنگ میں پھینکتا ہے میری جان اور میرا گھر حسین پر قربان ہو - مؤلف کہتے ہیں کہ "میرا گھر" میں تعریف ہے عمر سعد پر کہ جب امام حسین نے اس سے صلح کے بارے میں بات کی تو اس نے کہا میرے گھر کو ویران کر دیں گے -

سید سلیم بن عروج کی شہادت کے ذکر کے بعد کہتے ہیں پس عمرو بن قرطہ انصاری

نکلے اور امام حسینؑ سے اذنِ جہاد چاہا آپؑ نے انہیں اجازت دی تو انہوں نے ایسی جنگ کی جو جزاءِ ثواب کے مشتاق لوگ کرتے ہیں اور ارض و سماء کے بادشاہ کی خدمت میں انتہا کر دی یہاں تک کہ انہوں نے ابن زیاد کے گروہ کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور سداد و جہاد کو جمع کر دیا کوئی تیر امام حسینؑ کی طرف نہیں آتا تھا گریہ کہ اسے اپنے ہاتھ پر روکتے اور نہ کوئی تلوار اٹھتی مگر یہ کہ اپنے خون سے اس کا سامنا کرتے پس کوئی محیف اور برائی حسینؑ تک نہیں پہنچی یہاں تک کہ وہ زخمیوں سے چلتی ہو گئے تو امام حسینؑ کی طرف ملتفت ہو کر عرض کیا اسے فرزند رسول خدا کیا میں نے وفا کی تو آپؑ نے فرمایا بیشک تم ہم سے آگے اور پہلے جنت میں جاؤ گے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ میں پیچھے آ رہا ہوں پس جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ انھی۔

اور ایک روایت ہے کہ ان کا بھائی علی بن قرطہ عمر سعد کے لشکر میں تھا تو اس نے پکار کر کہا یا حسینؑ یا کذاب بن کذاب (معاذ اللہ) تم نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور دھوکہ دیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا تو آپؑ نے فرمایا خدا نے تیرے بھائی کو گمراہ نہیں رکھا بلکہ اسے تو ہدایت سے نوازا لیکن تجھے گمراہی میں رہنے دیا تو اس یعن نے کہا خراب مجھے قتل کرے اگر میں نے تمہیں قتل نہ کیا یا تمہارے آگے مرے گیا پس اس نے آنجناب پر حملہ کیا تو نافع بن ہلال مراد اس کے سامنے گئے اور اس کو ایسا نیزہ مارا کہ زمین پر پچھاڑ دیا پس اس کے ساتھیوں نے حملہ کر کے اسے چھڑا لیا بعد میں وہ علاج کراتا رہا اور درست ہو گیا۔

ازوی کہتا ہے مجھ سے نصر بن صالح ابو ذہیر عسی نے حدیث بیان کی کہ جب ابنِ یزید جب امام حسینؑ سے جا ملحق ہوئے تو بنی تیمم میں سے (جو کہ نبی شقرہ

کی ایک شاخ ہے اور وہ مارت بن تیمم کی اولاد ہیں) ایک شخص نے کہا کہ جسے یزید بن سفیان کہتے تھے یاد رکھو خدا کی قسم اگر میں نے حر بن یزید کو اس وقت دیکھا ہو مگر کہ جب وہ حسین کی طرف نکلا تھا تو میں تیز سے اس کا چھپا کر تارا دی کہتا ہے کہ اس اثنا میں کہ جب لوگ جنگ و جدال کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو قتل کر رہے یا قتل ہو رہے تھے تو حرا گئے بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے اور غترہ کے قول سے غسل کر رہے تھے مازلت ارمیہم بشفرة نحرہ - ولبانہ حتی تسربل بالدم۔ میں سسل انہیں اس کی گردن اور سینہ سے مارتا تھا یہاں تک کہ اس گھوڑے نے خون کی چادر پہن لی، اور یہ بھی کہتے انی انا الحر ماوی الضیف - اضراب فی اعناقکم بالسیف - عن خیر من حل باذن الخیف اضریکم ولما اذین حر ہوں ممان کا ملجاؤ مادی میں تمہاری گردنوں پر تلوار مارتا ہوں زمین خیف (دمنی) میں اترنے والوں میں سے بہترین ہستی کی حمایت کرتے ہوئے اور مجھے اس ضرب لگانے میں مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے ان کے گھوڑے کے کانوں اور ابروؤں پر ضربیں لگی تھیں کہ جن سے اس کا خون بہہ رہا تھا پس حسین بن تیمم نے یزید بن سفیان سے کہا اور یحییٰ بن عبد اللہ کی پولیس کا اصرار تھا کہ جسے اس نے عمر سعد کے ساتھ بھیجا تھا اور وہ عمر کے ساتھ تھا عمر نے اسے پولیس کے ساتھ ساتھ پاپوش اور جنگی لباس پہنے ہوئے گھوڑوں کے سواروں پر امیر بنایا تھا) یہ حر بن یزید ہے کہ جس کی تو تمنا دارتو رکھتا تھا اس نے کہا ہاں پس وہ عمر کے مقابلہ میں نکلا اور ان سے کہنے لگا اے حر بن یزید کیا میا درتو مقابلہ کرو گے جناب حر نے کہا کہ ہاں جب کہ تو چاہتا ہے پس وہ میدان میں نکلا راوی کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ بن عبد اللہ کو کہتے سنا خدا کی قسم وہ ان کے

مقابلہ میں گیا تو گویا اس کی جان حر کے ہاتھ میں تھی پس مرتے زیادہ دیر نہ لگائی کہ اسے قتل کر دیا ہشام بن محمد نے ابو مخنف سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے بھی بن ہانی بن عمرو نے بیان کیا کہ نافع بن ہلال اس دن جنگ کرتے ہوئے یہ حربہ پڑھتے تھے اتنا (بن ہلال) الجلی، "انا علی دین علی میں ہلال جلی کا بیٹا ہوں میں حضرت علی کے دین پر ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ ان کی طرف ایک شخص نکلا کہ جسے مزام بن حریث کہتے تھے تو اس نے کہا کہ میں عثمان کے دین پر ہوں تو نافع نے کہا تو شیطان کے دین پر ہے پھر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تو عمرو بن جراح نے لوگوں میں پیچ کر کہا اے احمق جانتے ہو کہ کن افراد سے لڑ رہے ہو تم شہر کے شاہ سواروں میں سے ایسی قوم کے ساتھ لڑ رہے ہو کہ جو مرتا چاہتے ہیں لہذا کوئی شخص مبارزہ کے لیے ان کے مقابلہ میں نہ جائے کیونکہ وہ تھوڑے سے ہیں اور تھوڑی ہی دیر باقی رہیں گے خدا کی قسم اگر تم انہیں صرف پتھروں ہی سے مارو تب بھی انہیں قتل کر لو گے

پس عمر بن سعد نے کہا تم نے سچ کہا رائے یہی ہے جو تم نے دی ہے اور لوگوں کو پیغام بھیجا کہ جو انہیں اس بات پر پکا کرے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی انہیں سے کسی سے مبارزہ نہ کرے۔

اور ایک روایت ہے کہ جب عمرو بن جراح اصحاب حبیبی کے قریب پہنچا تو وہ کہہ لیا تھا اے اہل کوفہ اپنی اطاعت و جماعت کو لازم پکڑے رہو اور اس شخص کے قتل کرنے میں شک و شبہ نہ کرو جو دین سے نکل گیا اور امام کی مخالفت کی تو امام حسین نے فرمایا اے عمرو بن جراح کیا میرے خلاف لوگوں کو بھڑکاؤ اکسا رہا ہے کیا ہم دین سے نکل گئے ہیں اور تم اس پر ثابت قدم رہے ہو یا درکہ خدا کی قسم



البتہ جان لوگے جب تمہارے روح قبض ہوں گے اور اپنے انہیں اعمال پر مرد  
گئے کہ ہم میں سے کون دین سے نکل گیا ہے اور کون جہنم کی آگ میں داخل ہونے  
کا مستحق ہے۔

## جناب مسلم بن عوسجہ کی شہادت

پھر عمرو بن حجاج نے اصحاب حبشہ کے سیمینہ پر عمر بن سعد کے فرات کی جانب  
جمنہ میں حملہ کیا پس وہ کچھ دیر تک لڑتے رہے تو مسلم بن عوسجہ پہلے شخص تھے  
جو اصحاب حبشہ میں سے شہید ہوئے اور عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھی واپس  
چلے گئے۔

مؤلف کہتے ہیں مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ مسلم بن عقیل کے دس تھے مال کے قبض  
کرنے کا اختیار خریدنے اور بیعت لینے میں

کتاب اخبار اللطوال (ص ۲۱۲) پر ہے دنیوری نے مسلم بن عقیل کی شہادت  
کے واقعوں میں کہا ہے معقل لعین جناب مسلم کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ وہ مسجد  
اعظم میں داخل ہوا اور وہ سوچتا رہا ہے سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس معاملہ کو کس طرح  
سے ہاتھ میں لے پھر اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو بہت زیادہ نمازیں پڑھتا تھا  
ستون مسجد کے چھپچھپنے کو اس نے اپنے دل میں کہا یہ شیعہ ہی زیادہ نمازیں پڑھتے ہیں  
لہذا میرا گمان یہ ہے کہ یہ شخص انہیں سے ہے اے الخ اور وہ شخص مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ  
تھے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جناب بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے۔ اور  
اللہ کے صالحین بتا دیں سے تھے۔

اور انہوں نے کربلا کے میدان میں شدید جنگ کی اور وہ رجز پڑھ رہے تھے

ان تَسْلُوا اِنِّى خَافِى ذُو لَبَدٍ مِّنْ فِرْعَ قَوْمٍ مِّنْ ذُرِّىِّ بَنِیِ اسَدٍ۔ فَمِنْ بَغَاثَا  
حَاثِدٍ عَنِ الرَّشَدِ۔ وَكَافِرٍ بَيْنَ جَبَارِ صَمَدٍ۔ اگر میرے بارے میں سوال کرو تو میں  
شیرِ تریوں اس قوم کی شاخ سے جو بنی اسد کے چوٹی کے لوگ دمر دار ہیں پس جو شخص  
ہم پر ظلم کرے وہ راہِ راست سے ہٹا ہوا اور دنیا پر جبارِ خدا کے دین کا کافر ہے  
پس آپ نے دشمنوں سے جنگ کرنے میں اتہا کو دی اور اس بلا کی ہونگیوں  
پر صبر کیا یہاں تک کہ وہ زمین پر گر پڑے۔

راوی کتب سے جب غبار ہٹا تو اچانک انہوں نے مسلم کو زمین پر بچھڑے ہوئے  
دیکھا پس حسین چل کر مسلم کے پاس پہنچے تو ابھی ان کے کچھ رشتی باقی تھے تو آپ نے  
فرمایا رک رک کر پورے گھر پر رحم کرے، اے مسلم بن عوف مجھ سے منہ منہ من قصہ  
حبیب و منہ من ینتظر و مابدلوا تبديلا - ”اتین  
سے بعض اپنے مقصد کو پورا کر چکے اور بعض انتظار میں ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی  
نہیں کی“ اور حبیب بن مظاہر ان کے قریب ہوئے اور کہا دشوا ہے میرے لیے  
آپ کا زمین پر بچھڑنا اے مسلم! آپ کو جنت کی خوشخبری ہو تو مسلم نے بھی انہیں کمزور  
آواز میں جواب دیا خدا آپ کو بھی خیر و بھلائی کی بشارت دے حبیب نے ان  
سے کہا اگر میں یہ نہ جانتا ہوتا کہ میں آپ کے نقش قدم پر چل کر ابھی ابھی آپ سے ملحق  
ہونے والا ہوں تو میں دوست رکھتا تھا کہ آپ مجھ پر اس چیز کی وصیت کریں  
جو آپ کے نزدیک اہم ہے تاکہ میں آپ کی عافیت انہیں سے ہر چیز میں کیوں  
آپ قرابت و دین کے لحاظ سے اس کے اہل ہیں تو مسلم نے کہا بلکہ میں آپ کو  
اس کی وصیت کرتا ہوں خدا آپ پر رحم کرے اور اپنے ہاتھ کا امامِ حسین کی طرف  
اشارہ کیا کہ ان کے سامنے اور ان کی حمایت میں مرنا حبیب نے کہا میں ایسا ہی کروں گا

رب کہہ کی قسم راوی کہتا ہے کہ کس قدر جلدی وہ ان کے ہاتھوں میں وفات پا گئے  
رحمہ اللہ تعالیٰ

اور آپ کی ایک کینز چیخ مار کر کہہ رہی تھی یا بن عوجہ شاہ یا سیدہ (ہائے  
عوجہ کے فرزند ہائے میرے آقا) پس عمرو بن حجاج کے ساتھیوں نے پکار کر کہا کہ  
ہم نے مسلم بن عوجہ امدی کو قتل کر دیا تو شہیت نے بعض ان افراد سے کہ جو اس کے  
گرد جمع تھے اس کے ساتھیوں میں سے کیا تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں روئیں تم  
اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے ہو اور بغیر کے لیے اپنے آپ کو ذلیل و خوار  
کرتے ہو کیا تم خوش ہو کہ تم نے مسلم بن عوجہ کو قتل کیا ہے قسم ہے اس ذات کی کہ جس  
کے سامنے میں تسلیم خم کرتا ہوں بہت سے موقف اس کے ایسے ہیں کہ میں نے اسے  
مسلمانوں میں شرافت و بزرگی کے ساتھ دیکھا ہے میں نے اسے آذربائیجان کے وراثت  
مصر کے دن اسے دیکھا کہ اسی مسلمان شاہوارے پہنچے ہی نہیں تھے کہ مسلم نے چھ  
مشرکین کو قتل کر دیا کیا تم میں سے اس جیسا شخص قتل ہوتا ہے اور تم خوش ہوتے ہو  
راوی کہتا ہے کہ جس نے حجاب مسلم بن عوجہ کو شہید کیا تھا وہ مسلم بن عبد اللہ ضیابی  
اور عبد الرحمن بن ابی خضارہ بجلی تھا۔

راوی کہتا ہے کہ شمر نے اپنے لشکر کے میسرہ کو لیکر حبش کے میسرہ پر حملہ کیا تو  
وہ نہایت قدم رہے اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو نیزوں سے جواب دیا اور  
شمر نے حبش اور ان کے اصحاب پر ہر طرف سے حملہ کیا تو عبد اللہ بن عمر کلبی رحمہ اللہ  
شہید ہو گئے جب کہ انہوں نے دو افراد کو دو پہلے اشخاص کے بعد قتل کیا اور بہت  
سخت جنگ کی پس آپ پر ہانی بن شہیت حضری اور بکیر بن حمادی جو تمیم اللہ بن  
ثعلبہ میں سے تھا نے حملہ کیا پس ان دو تو نے مل کر انہیں قتل کیا اور وہ دوسرے

قتیل تھے اصحاب حسین ہیں سے اور اصحاب حسین نے ان سے سخت جنگ کی اور ان کے گھڑسوار حملہ کرتے تھے جب کہ وہ صرف تبہیں تھامسوار تھے لیکن جس طرف بھی وہ اہل کوفہ کے گھڑسواروں میں حملہ کرتے میدان صاف کر دیتے۔

مؤلف کہتے ہیں گویا ابوالطفیل رحمہ اللہ نے انہیں کی اپنے اشعار میں تعریف و توصیف کی ہے۔ زخوف کمتن الطرف فیہا معاش۔ کغلب السباع عرھا واسودھا۔ کھول و شبان و سادات معشر علی الخیل فرسان قلیل صدورھا۔ کان شعاع الشمس تحت لوائھا۔ اذا طلعت اعشی العیون حدھا۔ شعارہم سیماء النبی وراۃ۔ بما انتقم الرحمن ضمن ینکیدھا۔ والا لشکر ہے شتی کے ظاہری حصہ کی طرح ہے کہ جس میں کئی جماعتیں ہوں مثل طاقتور درندوں کے کہ جن میں چیتے اور شیر ہوں، بوڑھے بھی ہیں اور جوان بھی اور قوم کے سردار بھی جو گھوڑوں پر سوار گروہ ہیں کہ جن کے درمیان سے نکلنا بہت کم ہے گویا سورج کی شعاع ان کے جھنڈے کے نیچے جب طلوع کرے تو اس کی حرارت آٹکھوں کو چند ہیادے، ان کا شعاری اکرم ایسا ہے اور جھنڈا کہ جس کے ذریعہ خدائے رحمن اس سے مکر کرنے والے سے انتقام لیتا ہے اور گویا انہیں کے بارے میں کہا ہے جس نے بھی کہا ومن عجب ان الصوامم والقنا تخیض بایدی القوم وہی ذکورا، و عجب من زانہا فی کفہم، توجع ناما والا کف بحوس۔ اور تعجب کی بات ہے کہ قاطع تلواریں اور نیزے اس قوم کے ہاتھوں میں ماہواری دیکھتے ہیں جب کہ وہ مذکر ہیں اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ ان کی ہتھیلیوں میں آگ روشن ہوتی ہے حالانکہ وہ ہتھیلیاں سرد ہیں۔

جب سزہ بن قیس نے یہ حالت دیکھی اور وہ اہل کوفہ کے گھڑسواروں پر امیر تھا

کہ اس کے گھوڑے ہر طرف سے کھل رہے ہیں تو عمر سعد کے پاس عبدالرحمن بن حصین کو بھیجا اور کہا کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ میرے شاہسوار اس تھوڑی سی تعداد سے کیا کچھ سید رہے ہیں لہذا ان کے مقابلہ میں پیدل فوج اور تیر انداز کو بھیجو تو عمر نے شبث بن ربعی سے کہا کیا تم ان کے مقابلہ میں آگے نہیں بڑھتے تو اس نے کہا سبحان اللہ کیا شہر کے بزرگ اور سب اہل شہر کے سردار کے بارے میں یہ مقصد رکھتے ہو کہ اہل کوثر اندازوں میں بھیجو کوئی اور آپ کو نہیں ملتا کہ جسے اس مقصد کے لیے بلاؤ اور کیا میرے علاوہ کوئی اور آپ کی طرف سے کفایت نہیں کرتا راوی کہتا ہے ہمیشہ وہ شبث سے آنجناب جنگ کرنے میں ناپسندیدگی دیکھتے رہے راوی کہتا ہے کہ ابو زہیر عیسیٰ لے گیا اور میں اسے اس مصعب کی امارت کے زمانہ میں کہنے ہوئے سن رہا تھا کہ اس شہر والوں کو خدا کبھی بھی خیر نہیں دے گا اور نہ ہی رشد و ہدایت سے نوازے گا کیا تمہیں تعجب نہیں آتا کہ ہم نے علی بن ابی طالب کے ساتھ اور ان کے بعد ان کے فرزند کے ساتھ مل کر پانچ سال آل یوسفیان سے جنگ کی اور پھر ہم نے ان کے فرزند پر تہجد کیا جو کہ اہل زمین میں سے بہترین ہستی تھے ہم آپ سے آل معاویہ اور میہ بدکار کے بیٹے کی معیث میں لڑے یہ گمراہی ہے اور کتنی ہی واضح گمراہی ہے۔

راوی کہتا ہے اور عمر سعد نے حصین بن تیمم کو بلایا اور اس کے ساتھ وہ سوار کہ جنہوں نے اپنے گھوڑوں کو کھرپوش پہنار کھے تھے اور پانچ سو تیر انداز بھیج دیے وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ حصین اور ان کے اصحاب کے قریب پہنچے اور انہیں تیروں سے چھلی کر دیا پس تھوڑی دیر میں ان کے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور وہ سب پیادے ہو گئے۔

ازدی کہتا ہے مجھ سے غیر بن وعلہ نے بیان کیا کہ ایوب بن مشر ح جیوانی کا

کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں نے حرمین یزید کے گھوڑے کے دل پر تیر مارا تھوڑی دیر میں اس کا گھوڑا لرزنے لگا اور اچھلا اور پھر وہ رک گیا تو حراس کی پشت سے کود پڑا جب کہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ کہہ رہا تھا۔

ان تعقدوا بی فانا ابن الحر اشجع من ذی لبد ہر بن  
اگر تم نے میرے گھوڑے کی کوئی ٹخیں کاٹ دی ہیں تو میں شیر نر سے زیادہ شجاع و بہادر ہوں۔

رادی کہتا ہے کہ اس سے قبلہ کے یزیدگوں نے کیا کیا تو نے حرکت قتل کیا تھا اس نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ میرے غیر نے اسے قتل کیا تھا اور میں نے اسے پسند نہیں کیا کہ میں نے اسے قتل کیا ہوتا تو اس سے ابو الوداک نے کہا کیوں تو اس نے کہا کیونکہ لوگ اسے صالحین اور اچھے لوگوں میں شمار کرتے تھے تو خدا کی قسم اگر یہ چیز گناہ تھی تو اگر میں خدا سے زخم اور موقف کے گناہ کے ساتھ ملاقات کروں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں کسی کے قتل کے گناہ کے ساتھ بارگاہ میں جاؤں تو اس سے ابو الوداک نے کہا میں یہی سمجھتا ہوں کہ تو ان سب کے قتل کے گناہ کے ساتھ بارگاہ خدا میں جائے گا کیا تو سمجھتا ہے کہ اگر اس کو تو نے تیر مارا اور اس کے گھوڑے کو نہ ختم کیا اور دوسرے کو تیر مارا اور اس موقف میں کھڑا رہا اور بار بار ان پر حملہ کیا اور تو نے بھاگنے میں ننگ و عامر محسوس کی اور تیرے ساتھیوں میں سے دوسرے نے بھی تیرے ایسا کام کیا اور دوسرے و قیس نے تو کہ جس سے وہ اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے تو تم سب ان کے خون میں برابر کے شریک ہوں گے تو اس نے کہا اے ابو الوداک تو جس اللہ کی رحمت سے ناامید کرتا ہے اگر تو قیامت کے دن ہمارے حساب کا نگران ہو تو خدا تجھے نہ بخشا اگر تو ہمیں

بخش دیتا تو اس نے کہا بات وہی ہے کہ جہ میں تجھ سے کہ چکا ہوں مؤلف کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ اس کے لیے یہ اشعار پڑھے جائیں اترجوامۃ قتلت حینا۔

شفاعۃ جدہ یوم الحساب۔ فلا والله لیس لہم شفیع۔ وہم یوم القیامۃ فی العذاب۔ کیا وہ امت کہ جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کو امید رکھتی ہے ہرگز نہیں خدا کی قسم ان کا کوئی شفیع نہیں ہے اور وہ قیامت میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

راوی کہتا ہے کہ انہوں نے ان کے ساتھ دو پہر تک جنگ کی تقدیر خدا میں زیادہ شدید جنگ اور وہ قدرت نہیں رکھتے تھے مگر ایک ہی طرف سے جنگ کرنے پر کیونکہ ان کے خیمے ایک دوسرے کے ساتھ مجتمع اور ایک دوسرے سے قریب تھے۔

راوی کہتا ہے کہ جب عمر سعد نے یہ دیکھا تو اس نے کچھ لوگ بھیجے کہ جو دائیں بائیں سے ان خیموں کو ویران کریں تاکہ انہیں اپنے گھیرے میں لے سکیں راوی کہتا ہے کہ اصحاب حسینؑ میں سے تین چار تین چار آدمی خیموں کے درمیان کھڑے ہو جاتے اور جو شخص انہیں خراب کرنے اور لوٹنے آتا تو اس پر حملہ کرتے اور اسے قتل کر دیتے یا قریب سے اس پر تیر بربالتے اور اسے زخمی کر دیتے تو عمر سعد نے اس وقت ان کے بارے میں حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو نہ ان کے اندر داخل ہونا اور نہ انہیں خراب کرنا پس وہ آگ لے آئے اور انہیں جلانے لگے تو امام حسینؑ نے فرمایا انہیں جلانے دو کیونکہ جب وہ انہیں جلادیں گے تو انہیں سے گزر کر تم تک نہیں آسکیں گے۔

راوی کہتا ہے اور عبداللہؑ کی بیوی خیمے سے نکل اور اپنے شوہر کی جانب

روانہ ہوئی یہاں تک کہ جا کر اس کے سر ہانے بیٹھ گئی اور اس سے مٹی عاف کرنے لگی اور وہ کہتی تھی جنت تیرے لیے خوش گوار ہو پس ثمر بن ذی الجوشن نے اپنے غلام جس کا نام رستم تھا کہا اس کے سر پر گرز مارو اس لعین نے اس خاتون پر گرز مارا اور اس کا سر کھل گیا اور وہ خاتون وہیں شہید ہو گئی رحمۃ اللہ علیہا

راوی کہتا ہے اور ثمر بن ذی الجوشن نے حملہ کیا یہاں تک کہ حسین علیہ السلام کے خیمے پر نیزہ مارا اور پکار کر کہا اگلے آؤ تاکہ میں اس خیمہ کو اس میں رہتے دانوں سمیت جلا دوں۔

راوی کہتا ہے کہ پس خواتین نے چیخ و پکار کی اور خیمے سے باہر نکل آئیں اور امام حسینؑ نے اس سے بلند آواز میں فرمایا اے ذی الجوشن کے بیٹے تو آگ منگو تا ہے تاکہ میرے گھروالوں پر میرا خیمہ جلا دے خدا تجھے جہنم کی آگ میں جلائے۔

ازدی کہتا ہے مجھ سے سیمان بن ابی راشد نے حمید بن مسلم کے واسطے سے کہا حمید کہتا ہے میں نے شمر سے کہا سبحان اللہ یہ بات تیرے لیے درست نہیں ہے کیا تو چاہتا ہے کہ تو وہبت برے برے کاموں کا ارتکاب کرے اللہ والا عذاب ان پر کرے اور بچوں اور عورتوں کو قتل کرے خدا کی قسم مردوں کے قتل کی وجہ سے امیر تجھ پر راضی ہو جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ شمر نے کہا تو کون ہے تو میں نے کہا کہ میں تجھے نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں اور خدا کی قسم میں اس سے ڈرا کہ اگر اس نے مجھے پہچان لیا تو بادشاہ کے ہاں مجھے ضرور پہنچائے گا راوی کہتا ہے کہ اس کے پاس ایک ایسا شخص آیا کہ جس کی وہ شبث بن ربعی سے زیادہ اطاعت و فرمانبرداری کرتا تھا اور اس نے کہا کہ تیری گفتگو سے زیادہ بری بات نہیں سنی اور نہ ہی تیرے سے زیادہ



قیح کوئی موقف دیکھا ہے کیا اب عورتوں کو ڈرانے لگا ہے راوی کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس لعین کو شرم آگئی پس وہ واپس جانے کے لیے مڑا تو اس پر زہرین تین رعتہ اللہ نے کوفے دس ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر دیا پس اس نے شمر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انہیں غموں سے دوہٹا دیا یہاں تک کہ وہ کافی دور چلے گئے لیکن انہوں نے ابو عزہ ضبابی کو گرایا اور اسے قتل کر دیا جو کہ شمر کے ساتھیوں میں سے تھا جب اہل کوفہ نے یہ حالت دیکھی تو شمر کی مدد کو وہ کافی تعداد میں آئے اور سلسل جیٹ کے صحابی قتل ہو رہے تھے جب انہیں سے ایک یادو شخص شہید ہوئے تو واضح کمی نظر آئی اور وہ چونکہ بہت زیادہ تعداد میں تھے لہذا انہیں سے جو قتل ہوتا وہ تو کمی نظر نہ آئی **شہادت حبیب بن مظاہر** ثمامہ صائدی کا نماز زیاد دلانا اور حبیب بن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت راوی کہتا ہے کہ حبیب یہ کیفیت ابو ثمامہ عمرو بن عبد اللہ صائدی نے دیکھی وحیٰ کی خدمت میں عرض کیا اے ابا عبد اللہ میری جان آپ پر قربان جائے میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ کے قریب آگئے ہیں لیکن خدا کی قسم آپ اس وقت تک شہید نہیں ہو سکتے جب تک میں انشاء اللہ آپ کے سامنے نہ مارا جاؤں لیکن میں دوست رکھتا ہوں کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اس وقت حاضری دوں کہ جب میں یہ نماز کہ جس کا وقت قریب ہے پڑھ چکا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ پس حسین نے اپنا سراٹھایا اور پھر فرمایا تو نے نماز کو زیادہ رکھلے خدا تجھے تازیوں اور ذکر کرنے والوں میں سے قرار دے گی ہاں یہ نماز کا اول وقت ہے پھر آپ نے فرمایا ان سے سوال کر کہ وہ ہمارے ساتھ جنگ

کرنے سے رک جائیں یہاں تک کہ ہم نماز پڑھ لیں۔

پس ان سے حصین بن تیمم نے حملہ کیا تو اس کی طرف حبیب بن مظاہر نکلتے ہیں انہوں نے اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری تو وہ گھوڑا الف ہو گیا اور وہ اس سے گر پڑا اور اس کے ساتھ اسے اٹھا کر لے گئے کہ اور پھڑا کر لے گئے اور حبیب یہ کہنے لگے (اقتلوا کنا لکم اعداء او مشطروکم ولیتم الکتاب والفرقہ قوم حسا و آدا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم تمہارے تعدا دیں یا تمہارے آدھے ہوتے تو تم پشت پھیر جاتے اے بدگوہر اور بے قوت و طاقت قوم،

راوی کہتا ہے اور حبیب اس دن یہ کہہ رہے تھے انا حبیب والی مظاہر فارس و ہیمجاء و حرب تسمعن انتہا عدد غدہ و اکثر، و نحن اوفی منکم و اصبر و نحن اعلیٰ حجة و اظهر حقا و اتقی منکم و اعدنا میں حبیب ہوں اور میرا باب مظاہر ہے جو میدان کارزار کا شہسوار ہے جب کہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھے تم زیادہ تیار اور زیادہ تعدا دیں ہو لیکن ہم زیادہ وفادار زیادہ صابر اعلیٰ محبت والے اور زیادہ ظاہر حق والے تم سے زیادہ متقی اور زیادہ اس کی یار گاہ میں عذر کرنے والے اور آپ نے سخت لڑائی کی۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ آپ نے باسٹھ افراد کو قتل کیا پس آپ پر نبی تیمم کے ایک شخص نے حملہ کیا اور اس نے آپ کے سر پر ضرب لگائی اور گویا آپ کو شہید کر دیا رحمہ اللہ اور اس لعین کو بدیل بن حریم کما جاتا تھا جو بنی قحطان میں سے تھا اور آپ پر نبی تیمم کے ایک اور شخص نے بھی حملہ کیا اور آپ کو نیزہ مارا تو آپ گر پڑے اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن تیمم نے آپ کے سر پر تلوار کا وار کیا تو آپ گر گئے اور تیمم نے گھوڑے سے اتر کر آپ کا سر کاٹ لیا تو حصین نے کہا

میں بھی تیرا شریک ہوں اس کے قتل میں وہ کہنے لگا خدا کی قسم میرے علاوہ کسی نے اسے قتل نہیں کیا تو حسین نے کہا مجھے یہ سر میں اتنی دیر کے لیے دید و کر میں اسے اپنے گھوڑے کی گردن سے لٹکاؤں تاکہ لوگ دیکھیں اور جان لیں کہ میں بھی اس کے قتل میں شریک تھا پھر تم ہی سر لے لینا اور اسے علیہ اللہ کے پاس لے جانا کیونکہ مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں جو وہ تجھے حبیب کے قتل کرنے پر دیدیگا۔

راوی کہتا ہے پس اس نے انکار کر دیا پس ان کی قوم نے اس بات پر ان دو ولیعینوں میں صلح کرادی تو اس نے حسین کو حبیب بن مظاہر کا سر دیدیا پس وہ اسے لے کر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکائے ہوئے لشکر میں چکر لگاتا ہوا پھر اس کے بعد اس کے سپرد کر دیا جب یہ ملائین کو فر کی طرف پلٹ آئے تو اس دیگر شخص نے حبیب کا سر لیا اور اس کو اپنے گھوڑے کے سینے پر لٹکایا پھر اسے لے کر ابن زیاد کے قصر کی طرف چلا پس اسے ان کے بیٹے قاسم بن حبیب نے دیکھ لیا وہ اس وقت بلوغ کے قریب تھا پس وہ اس گھڑ سوار کے ساتھ ساتھ تھا اور اس سے جدا نہیں ہوتا تھا جب وہ قصر میں داخل ہوا تو وہ ساتھ تھا اور جب وہاں سے نکلا تو ساتھ تھا تو اس لعین کو شک گزرا تو کہنے لگا تجھے کیا ہو گیا ہے اے بیٹا کہ تو میرے پیچھے پیچھے لگا ہوا ہے تو اس بچہ نے کہا کچھ نہیں تو اس نے کہا ہاں بیٹا مجھے بتاؤ تو اس بچہ نے کہا یہ سر جو تیرے پاس ہے یہ میرے باپ کا سر ہے کیا تو مجھے دے گا کہ میں اسے دفن کر دوں تو اس نے کہا نہیں بیٹا میرا سر پر راضی نہیں کہ اسے دفن کیا جائے اور میں ادھر سے چاہتا ہوں کہ امیر اس کے قتل پر مجھے اچھا سا انعام داجر دے تو بچہ نے کہا سیکن خدا تجھے اس پر بدترین بدلہ دیدیگا خدا کی قسم تو نے اسے قتل کیا ہے جب کہ وہ تجھ سے کہیں بہتر تھا پھر وہ بچہ رو پڑا

پس وہ لڑکار کا رہا یہاں تک کہ بالغ ہو گیا اور اس کا کوئی ہم و غم نہیں تھا مگر یہ اپنے باپ کے قاتل کے پیچھے لگا رہتا تھا تاکہ اسے غفلت میں پا کر قتل کر دے یہ مصعب بن زبیر کا زمانہ آیا اور مصعب نے اجیرا میں جنگ کی تو یہ پھر مصعب کے لشکر میں داخل ہو گیا اچانک اس کے باپ کا قاتل خیمہ میں تھا پس وہ آسا جاتا اس کی ملاش میں اور اس کے غافل ہونے کو ڈھونڈتا پس اس کے خیمہ میں اس وقت گیا جب وہ دو پہر کو قیلولہ کر رہا تھا تو تلوار کا وار کر کے اسے ٹھٹھا کر دیا۔

ازدی کہتا ہے مجھ سے محمد بن قیس نے بیان کیا کہ جب حبیب بن خطاب ہر شہید ہو گئے تو امام حسینؓ پر بہت دشوار گزار اور آپ کا دل ٹوٹ گیا اور اس وقت آپ نے فرمایا میں اپنی جان اور اپنے حامی ساتھیوں کا معاملہ اور اجر خدا پر چھوڑتا ہوں۔

اور مقاتل میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ درک یا حبیب لقد كنت فاضلا  
تختم القرآن في ليلة واحدة . کیا کہنا تھا اے حبیب  
تم صاحب فضل و بزرگی تھے ایک ہی رات میں قرآن ختم کرتے تھے۔

## (حربین یزید رحمۃ اللہ کی شہادت)

راوی کہتا ہے کہ مرنے رحمت پڑھتے شروع کیے وہ کہتے تھے الیت لا اقل حتى  
اقتلوا ولن اصاب اليوم الا مقبلا اضربهم بالسيف ضرا مقصدا .  
لا ناکلا عنهم ولا مهلا . میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں قتل نہیں ہوں گا۔  
جب تک میں کسی کو قتل نہ کروں اور مجھے آج کے دن ہرگز زخم نہیں لگیں گے مگر  
آگے بڑھتے ہو میں ان کو مصیقل شدہ تلوار سے ماروں گا نہ ان سے پیچھے ہٹوں گا اور

نہ ہی خوف کے مارے بھاگوں گا

اور یہ اشعار بھی حرفے پڑھے افی انا الحر ماوی الضیف - اضر ب فی  
اعناقکھ بالسیف عن خیر من حل معی والخیف اضر بکم ولااری من حیف میں حر  
ہوں اور مہمان کی پناہ گاہ ہوں میں تمہاری گردنوں پر میدانِ دشمنی و مسجدِ ضیف  
میں اترے والوں میں سے بہترین کی حمایت کرتے ہوئے تمہاری گردنوں پر تلوار  
ماروں گا اور اس تلوار زلی پر بیٹھے کوئی افسوس نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ان کے ہاتھ میں ایسی تلوار تھی کہ جس کی دھار سے موت چمکتی  
تھی گویا ابنِ مقفر نے اسی تلوار کے بارے میں کہا تھا (ولی صارم فیہ العنایا کو امن  
فما یقتفی الا لسفک دماء) - میرے پاس ایسی قاطع تلوار  
ہے کہ جس میں موتیں چھپی ہوئی ہیں پس وہ نیام سے نہیں نکلتی مگر خون بہانے لگے۔  
پس حر اور زعیر بن قین نے مل کر سخت جنگ کی پس جب ایک حملہ کرتے  
ہوئے دشمنوں میں گر جاتا تو دوسرا شدید حملہ کر کے اسے پھڑلاتا ایک ساعت  
میں انہوں نے یونہی کیا اس کے بعد ہیدل فوج نے حر بن یزید پر سخت حملہ کیا  
جس سے وہ شہید ہو گئے۔

عبید اللہ بن عمرو بدی نے کہا کہ جو بنی البداء میں سے تھا جو قبیلہ کندہ کی ایک  
شاخ ہے سعید بن عبد اللہ لا تنینہ ولا الحر اذا کسی  
زہیر علی قس۔ سعید بن عبد اللہ کو تو ہرگز نہیں بھلا سکے گا اور نہ ہی حر کو  
جیسا کہ اس نے مشکل وقت میں ان سے مراسلات و ہمدردی کی۔

قتالِ نیشاپور کے روضۃ الغنطین میں حر کی شہادت کے بعد ذکر کیا ہے کہ  
امام حسینؑ حر کی لاش پر آئے جیسا کہ ان کا خون بہہ رہا تھا۔ تو آپؑ نے فرمایا

یا حرم مبارک ہو مبارک ہو تمہارے لیے آئے حرمِ حرِ آئہ اور جو جیسا کہ تمہارا نام رکھا گیا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی پھر امام حسینؑ نے یہ اشعار انشاء کیے۔  
 لنعم الحر منی ریاح ونعم الحر عند مختلف الرياح . ونعم الحر اذا نادى حسین . فجاد بنفسه عند الصباح بہترین جڑے نبی ریاح کا حر اور بہترین مر ہے نیزوں کے رد و بدل ہونے کے وقت اور بہترین حر ہے جب حسینؑ نے یکادہ اپنی جان کی سخاوت کی صبح کے وقت اور اسی طرح صدوق نے صادق سے روایت کی ہے۔

شیخ ابو علی نے منقحی اطفال میں حرمین یزید بن ناجیہ بن سعید جو کربہ پر برسر میں سے اصحابِ حسینی میں داخل ہیں۔

مؤلف کہتے ہیں سید نعمۃ اللہ جزائری تسری نے اپنی کتاب "انوار نعمانیہ" میں کہا ہے کہ مجھ سے ثقات میں سے ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ شاہ اسماعیل کا جب بغداد پر قبضہ ہوا تو وہ رؤفہ حسینؑ پر آیا اور اس نے سنا کہ کچھ لوگ حر پر طنز و تشنیع کرتے ہیں تو ان کی قبر کے پاس آیا اور حکم دیا ان کی قبر کو کھودنے کا تو جب ان کی قبر کھودی گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ اس ہیئت و کیفیت میں سوئے ہوئے تھے کہ جس حالت میں شہید ہوئے تھے اور دیکھا کہ ان کے سر پر ایک پٹی باندھی ہوئی ہے پس شاہ نعم اللہ فرمایا کہ چاہا کہ وہ پٹی لے لے کیونکہ سیر و تواریح کی کتب میں منقول ہے کہ یہ پٹی حسینؑ کا وہ رد مال ہے کہ جس کو انہوں نے حر کے سر پر باندھ دیا تھا جب ان کو اس واقعہ میں زخم لگا اور اسی حالت میں ان کو دفن کیا گیا تو جب اس پٹی کو کھولا گیا تو فوراً اس سے خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ قبر اس سے پر ہو گئی جب دوبارہ وہ پٹی باندھی گئی تو خون ختم ہو گیا جب دوبارہ

کھولا گیا تو خون جاری ہو گیا اور انہوں نے چاہا کہ خون رکنے کا کوئی اور علاج کیا جائے اس پٹی کے بغیر تو وہ ان سے ممکن نہ ہوا تو اس سے حر کا جن حال ان کیلئے واضح ہو گیا پس شاہ کے حکم سے ان کی قبر پر عمارت تعمیر کی گئی اور ان کی قبر کی مدت کے لیے ایک خادم معین کیا انتھی

مؤلف کہتے ہیں ہمارے شیخ دیزرک محدث اجل شیخ حر عاملی صاحب مسائل کا نسب عربین یزید ریاحی تک جا پہنچتا ہے جس کی تصریح ان کے بھائی شیخ احمد نے الذرا المسلوک میں کی ہے رضوان اللہ علیہم

گفتگو اپنے پہلے یاق و سباق کی طرف پلٹ آئی ہے اور ابو ثمامہ صاڈی نے اپنے چچا زاد کو قتل کر دیا جو آپ کا دشمن تھا پھر انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی اور انہیں امام حسینؑ نے نماز خوف پڑھائی۔

اور ایک روایت ہے کہ امام نے زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ سے فرمایا میرے آگے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ میں نماز ظہر پڑھ لوں پس یہ دونوں حضرات آنجناب کے آدھے ساتھیوں کے ساتھ آپ کے آگے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے ان کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔

اور ایک روایت ہے کہ سعید بن عبد اللہ حنفی امام کے آگے کھڑے ہو گئے پس وہ مظلوم ان ملائین کا ہدف و نشانہ بنے رہے وہ انہیں زیر مار تے تھے جب امام حسینؑ دایں بائیں ہوتے تو سعید آپ کے آگے کھڑے ہو جاتے پس ان پر تیر برس لگے گئے یہاں تک کہ وہ زمین پر گر پڑے اور وہ کہہ رہے تھے خدا یا ان پر قوم عار و ثمود ایسی لعنت بھیج خدا یا میرا سلام اپنے نبی اکرم کو پہنچا دے جو کچھ میں نے زخموں کی تکلیف اٹھائی ہے وہ آنحضرتؐ تک پہنچا دے کیونکہ میں نے تیرے نبی کی ذریت کی نفرت

کرتے ہیں تیرے ہی ثواب و اجر کا ارادہ کیا ہے پھر وہ جناب شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہ اور ان کے جسم پر تیرہ تیر لگے ہوئے پائے گئے تلواروں کی ضرب اور تیروں کے زخموں کے علاوہ

اور این غلے کہا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نے اشاروں کے ساتھ فرادی نماز پڑھی

اور طبری، جزوی اور دوسرے مؤرخین نے کہا ہے پھر نماز ظہر کے بعد انہوں نے سخت قسم کی جنگ کی اور دشمن امام حسینؑ تک پہنچ گئے پس حنفی (سعید) آپ کے آگے کھڑے ہو گئے اور دائیں بائیں آپ کے سامنے کھڑے ہوئے وہ ان کا ہدف و نشانہ بنے رہے کہ جنہیں وہ ملائین تیر مارتے تھے پس انہیں اتنے تیر مارے گئے کہ آپ گر پڑے مؤلف کہتے ہیں اس زیارت میں ہے کہ جو شہداء کے ناموں پر مشتمل ہے السلام علی سعید بن عبد اللہ الحنفی سلام ہو سعید بن عبد اللہ حنفی پر کہ جنہوں نے امام حسین سے کہا جب کہ آپ نے انہیں واپس چلے جانے کی اجازت دے دی تبیں خدا کی قسم ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے (یہاں تک کہ زیارت میں فرمایا ہے) تم نے اپنی موت کا سامنا کیا اور اپنے امام سے مواسات و ہمدردی کی اور اللہ کی جانتی سے کرامت و بزرگی سے سرفراز ہوئے دارالمقام میں خدا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ شہادت کے طلب گاروں میں غشور کرے اور اعلیٰ علیین میں آپ لوگوں کی مراقت میں عطا کرے۔

مؤلف کہتے ہیں ذرہ دیکھئے اس فقرے کی طرف کہ جو اس زیارت شریف میں ہے کہ جو تاجیہ مقدمہ سے مروی ہے کہ اس سعید شہید اور باقی شہداء کو بلا کے علوم تیرہ پر ولالت کرتا ہے کہ جس کے گرد عطا کی فکر نہ کر سکتی اور ان کی فضیلت میں



میں یہی کافی ہے پس ہر شکار فرار کے شکم میں ہے۔

اور ابن نعان شقی مذکور کی شہادت طبری اور جزوی کی مانند ذکر کی ہے اس کے بعد کہا ہے اور عمر سعد نے عمر (الحجاج ظ) کو تیرا اندازوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا پس انہوں نے امام حسین علیہ السلام کے بقیہ اصحاب پر تیرا برسائے کہ جس سے ان کے گھوڑوں کو ہلاک کر دیا اور امام حسینؑ اس حال ہو گئے کہ آپ کے پاس کوئی شہسوار باقی نہیں رہا تھا اور آپ کی زبان حال کہتی تھی دامن المیزان کی تحت غیر لواتنا۔ ونحن علیٰ اربابہا امراء۔ وای عظیم را مراہل بلا دننا۔ فاننا علی تغیرہ قد راء و ماسنا فی عرض السماء و بارق۔ و لیس له من قومنا حفراء، کیا تو جو ان گھوڑے ہمارے علاوہ دوسرے کو تو کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جب کہ ہم ان کے مالکوں کے سرور و امیر ہیں، اور جو کوئی بڑا آدمی ہمارے شہروں کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس کو واپس موڑنے کی قدرت رکھتے ہیں یا ان خانہ کے عرض میں کوئی چمکنے والی تلوار نیکر تیں چلتا اور نہ ہی ہمارا قوم اس سے کوئی اس کی نگہبانی کرتا ہے۔

### (نہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت)

اور نہیر بن قین نے بہت سخت جہاد کیا اور وہ یہ کہہ رہے تھے انا زعمیر وانا ابن القین اذ وکر بالسيف عن حسین ان حینا احد البطین من عبۃ البر اللقی الزین ذاک رسول اللہ غیر المس اضربکم ولا یری من شین یا لیت نفسی قسمت قسمین۔ میں نہیر اور میں قین کا بیٹا ہوں میں تلوار کے ذریعہ حسین سے روکوں گا کیونکہ حسینؑ پیغمبر کے دو نواسوں میں سے ایک ہیں

جو ابھی صاف ستھری اور باعث عزت ترین اولاد میں سے ہیں۔

یہ اللہ کے رسول ہیں اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے یہ تمہیں ماروں گا اور اس میں کوئی عیب و نقص نہیں ہے کاش میرا نفس دقموں میں بیٹ جاتا۔

راوی کہتا ہے اور زہیر امام حسین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہنے لگے اقدم

ھدیت ھادیا مھدیا فال یوم تلقی ھدک النبیاء وحنا وللموتی علیا ذوالجناحین

الغنی الکیمیا والحدیث الشہید الحیا۔ اگے بڑھا اور آپ ہدایت یافتہ ہیں

جیسا کہ تو ہادی ہے پس آج آپ اپنے نانانی سے اور حسن و قحط علی سے

اور صحیاروں میں ڈوبے ہوئے جو ان مرد و دپردوں والے اور اللہ کے شیر شہید

سے جو زندہ ہے ملاقات کریں گے۔

پس انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ ایک سو بیس افراد فی النار کیا پس آپ پر

کثیر بن عبد اللہ شعبی اور ہاجر بن اوس تمیمی نے حملہ کر کے دو لڑکے مار کر انہیں

شہید کیا اور جب زہیر زین پر گرے تو امام حسین نے فرمایا اے زہیر خدا تجھے

اپنی رحمت سے دور نہ رکھے اور تیرے قاتلوں پر ان لوگوں ایسی لعنت کرے جو

بندوں اور خنزیروں کی شکل میں منج ہوئے۔

## (نافع بن ہلال رحمۃ اللہ کی شہادت)

راوی کہتا ہے اور نافع بن ہلال جملی (بجلی خیل) اپنے تیروں کے دندانے

پر اپنا نام لکھا ہوا تھا پس انہیں زہیر میں بچھا کر مارے گئے تھے

ارمی بہا معلۃ افواقہا والنفس لا ینفعہا اشفاقہا مسمومۃ تجری بہا احفاقہا۔

لعلان ارضہا اشفاقہا میں یہ تیر مارا گیا ہوں کہ جن کے دندانوں پر علامت لگی ہے

اور نفس کا ڈرنا اسے فائدہ نہیں دے سکتا یہ زہر آلود ہیں کہ جنہیں حرکت دینا جاری رکھا ہے ضرور اس کا گنا زمین کو خون سے پر کر دیتا ہے۔ پس وہ مسلسل تیر چلا تے رہے یہاں تک کہ ان کے تیر ختم ہو گئے تو پھر اپنی تلوار پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگے

انا انعم اللہ علیہ الیوم البیہلی۔ دینی علی دین حسین و علی وان اقتل الیوم فہذا امی۔ فذلک رای و الا ف عملی۔ میں نبی و بجلی قبیلہ کا نوجوان ہوں میں حسین و علی و لادین رکھتا ہوں میں آج شہید ہوں گا اور یہی میری آرزو ہے اور اپنے عمل و کردار سے جا ملوں گا طبری و جزری کا کہنا ہے انہوں نے عمر سعد کے ساتھ

میں سے بارہ افراد کو قتل کیا مگر جو حسین ان کے علاوہ تھے۔

راوی کہتا ہے کہ انہیں مارا گیا یہاں تک کہ ان کے دونوں بازو ٹوٹ گئے اور انہیں گرفتار کر لیا گیا راوی کہتا ہے کہ شمر نے انہیں پکڑ رکھا تھا اور اس کے ساتھی اس کے ساتھ تھے انہیں ہانکتے ہوئے عمر سعد کے پاس لے گئے تو عمر سعد نے ان سے کہا دے ہو تجھ پر جو کچھ تو نے اپنے نفس کے ساتھ کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے اکسایا اور آمادہ کیا ہے تو نافع نے کہا کہ بیشک میرا پروردگار ابادہ و مقصد کو جانتا ہے راوی کہتا ہے کہ خون ان کی ریش مبارک پر بہہ رہا تھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے خدا کی قسم میں نے تم میں سے بارہ افراد کو قتل کیا ہے ان کے علاوہ کہ جنہیں میں نے زخم لگائے ہیں اور اس جدوجہد کرنے میں میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا اور اگر میرے بازو اور کندھے باقی رہتے تو تم مجھے قید نہیں کر سکتے تھے پس شمر نے عمر سعد سے کہا اصلحک اللہ (خدا تجھے باصلاح رکھے) اسے قتل کر دے تو عمر نے کہا تم اسے لے کر آئے ہو اگر چاہتے ہو تو قتل کر دو راوی کہتا ہے کہ شمر نے اپنی تلوار نیام سے نکالی تو نافع نے اس سے کہا یاد رکھ خدا کی قسم اگر تو مسلمان ہوتا تو تجھ پر گران

اور عظیم گزرتا کہ تو ہمارے خون میں ہاتھ رنگ کر خدا کی بارگاہ میں جائے حمد و تعریف ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے ہماری موت اپنی مخلوق میں سے بدترین افراد کے ہاتھوں میں قرار دی ہے۔ پس اس لعین نے آپ کو شہید کر دیا راوی کہتا ہے پھر شمر آگے بڑھا اور وہ اصحاب حسینؑ پر حملہ کرتا اور کہتا تھا خلوا عداۃ اللہ خلوا عن شمر۔ یضربہم بسیفہ ولا یفر۔ و هو لکم صاب و صم و مقرر۔ چھوڑو اے اللہ کے شیر چھوڑو شمر کو کہ وہ اتنی تلوار سے مارے اور بھاگے گا نہیں اور وہ ان کے لیے کڑوا درخت نہ ہوا درخت ہے۔

### (عبداللہ اور عبدالرحمن غفاریں کی شہادت)

راوی کہتا ہے کہ جب اصحاب حسینؑ نے دیکھا کہ وہ لعین زیادہ تعداد میں ہیں اور حسینؑ اور اپنے نفسوں کی حفاظت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو وہ اس بات کی طرف راغب ہوئے کہ وہ آپ کے سامنے شہید ہو جائیں پس آپ کی بارگاہ میں عبداللہ اور عبدالرحمن غزہ (عروۃ خ ل) کے بیٹے یزید بن ابی سفیان سے تھے آئے اور عرض کیا یا ابا عبداللہ آپ پر سلام ہو دشمن ہم پر غالب آگیا اور ہمیں گھیر میں اس نے لے لیا ہے (ہو سکتا ہے کہ معنی یہ ہو کہ دشمن ہم سے تہاذر کر کے آپ تک پہنچ گیا ہے یعنی ہم اتنے تھوڑے ہو گئے ہیں کہ ہم دشمن کو نہیں روک سکتے لہذا وہ ہم سے تہاذر کر کے آپ تک پہنچ گئے ہیں لہذا ہم دروت رکھتے ہیں کہ ہم آپ کے آگے جنگ کریں آپ کی حفاظت اور آپ سے دفاع کریں آپ نے فرمایا مرحبا خوش آمدید میرے قریب آ جاؤ پس وہ دونو آپ کے قریب گئے اور آپ کے نزدیک ہی دشمن سے جنگ کرنے لگے اور انہیں سے ایک کہتا تھا قد علمت حقاً بنو عفار وحذف بعد بنی نزار

لنضر بن معشر الفجار۔ بکل غضب صارم بتارء یا قوم ذودوا بخی الاحرار  
 بالمشرقی والقتال الخطار) بنو غفار اور خندف بنی نزار کے علاوہ سب  
 حقیقہ جانتے ہیں کہ میں قحار کی جماعت کو ہر قاطع و بڑا تلوار سے مارتا ہوں اے قوم  
 شریف لوگوں کی اولاد سے دشمنوں کو مشرقی تلوار اور تیز نیزوں کے ذریعہ دشمن کو روکو،  
 پھر اس نے جنگ کی اور شہید ہو گیا۔

راوی کہتا ہے کہ دو جوان جابر بن سیف بن حارث بن سریح اور مالک بن عبد  
 بن سریح جو دو تو پچاڑا بھاٹی بھی تھے اور مادری بھاٹی بھی تھے حسین کے پاس آئے  
 آپ کے قریب گئے جیب کہ وہ دو تو گریہ کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا اے میرے  
 بھاٹی کسے بیٹے کیوں رو رہے ہو خدا کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ ابھی ابھی تم ساری  
 آنکھیں ٹھنڈی اور روشن ہوں گی تو وہ دو تو کہنے لگے خدا ہیں آپ کا صدقہ قرار  
 دے خدا کی قسم ہم اپنے اور پر نہیں روتے بلکہ ہم آپ پر گریہ کر رہے ہیں ہم دیکھ رہے  
 ہیں کہ آپ کو گھیرے میں لے لیا گیا ہے اور ہم آپ کی حفاظت کی قدرت نہیں رکھتے  
 تو آپ نے فرمایا خدا تم دو تو کو اسے میرے بھاٹی کے بیٹے تمہارے اس دیکھی و تکلیف میں  
 ہونے اور اپنے نفوس کے ذریعہ مجھ سے محاسبات و ہمدردی کرنے کے بدلے متقین کی  
 بہترین جزا دے۔

راوی کہتا ہے کہ پھر وہ آگے بڑھے اور ان دو تو نے کہا آپ پر سلام ہو اے قرظہ  
 رسول خدا آپ نے فرمایا تم دو تو پر سلام ہو پھر ان دو تو نے جنگ کی اور بالآخر شہید ہو  
 گئے رحمۃ اللہ علیہا

# نفس المہموم

مولف  
رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمی اعلیٰ اللہ مقامہ

مترجم  
حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب

FROM PAGE 401 TO END  
PART 2

جلد حقوق دائمی بحق السید محمد شبیر عباس محفوظ ہے

نام کتاب \_\_\_\_\_ نفس المہموم  
 مؤلف \_\_\_\_\_ آقا شیخ عباس قمی اعلیٰ الشہ مقامہ  
 مترجم \_\_\_\_\_ علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب اعلیٰ الشہ مقامہ  
 نظر ثانی \_\_\_\_\_ مولانا بختیار الحسن سنواری  
 پیش کش \_\_\_\_\_ سید محمد شبیر عباس  
 سال طباعت \_\_\_\_\_ بار اول ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۱ھ ہجری  
 تعداد \_\_\_\_\_ ۵۰۰  
 مطبع \_\_\_\_\_  
 ہدیہ \_\_\_\_\_  
 ناشر \_\_\_\_\_ ولی العصر ٹرسٹ رتہ منہ ضلع جھنگ

\_\_\_\_\_ سٹاکٹ \_\_\_\_\_

افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور

## (حنظلہ بن اسعد شہابی کی شہادت)

راوی کتاب ہے اور حنظلہ بن اسعد شہابی آئے اور حسین علیہ السلام کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے تیرہ دن، تیرہ راتوں اور تلواروں سے اور چہرے اور گردن سے آپ کو بچاتے اور پکار پکار کر کہتے تھے یا قوم! فی اخفاف علیکم مثل یوم الاحزاب۔ مثل داب القوم نوح وعاد و شعور والذین من بعدہم وما اللہ یرید ظلما للعباد۔ و یا قوم! فی اخفاف علیکم یوم التناد۔ یوم تولون مدین من مالکم من اللہ من عاصم ومن یضلل اللہ فالہ من ہاد یا قوم لا تغفلوا الصلین (رحمۃ اللہ علیہما) فی حاکم اللہ یبذاب وقد حاکم انتی اے قوم مجھے تم پر احزاب کے دن ایسے عذاب کا خوف ہے قوم نوح وعاد و شعور اور ان کی طرز کے ایسے عذاب کہ جو ان کے بعد تھے اور اللہ تو بہتوں پر ظلم کرنے کا راوہ بھی نہیں کرتا اے قوم مجھے تم پر منادی کرنے کے دن کا خوف ہے جس دن تم پشت پھیر کر مڑو گے اور اللہ سے تمہیں پھلنے والا کوئی نہیں ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا، اے قوم حسین کو شہید نہ کرو پس اللہ تمہیں عذاب سے نابود کر دیگا اور غائب و حاصر ہے وہ جو اقرار و جھوٹ یا تدمرے۔

پس امام حسین نے ان سے فرمایا اے اسعد کے بیٹے خدا تم پر رحم کرے یہ اس وقت کے مستحق عذاب ہو چکے ہیں حبیب سے انہوں نے اس حق کو روک دیا ہے کہ جس کی طرف تم نے انہیں بلایا ہے اور جب یہ تمہاری طرف اٹھ کھڑے ہوئے سما کہ وہ تمہارے ساتھیوں کا خون میلج سمجھیں پس یہ اب کیسے عذاب سے بچ سکتے ہیں جبکہ یہ تمہارے صالح اور نیک بھائیوں کو شہید کر چکے ہیں انہوں نے کہا آپ نے صبح فرمایا میں آپ پر قربان جاؤں کیا ہم آخرت کی طرف نہیں جا رہے اور ہم اپنے بھائیوں



سے جاملتی نہیں ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہاں جاؤ اس طرف جو تمہارے لیے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے اور ایسے ملک کی طرف کہ جو بوسیدہ ہوتے والے ہیں ہے تو انہوں نے کہا آپ پر سلام ہو اے ابا عبد اللہ خدا آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر صلوات اور درود بھیجے اور ہمارے اور آپ کے درمیان جنت میں تعارف پیدا کرے تو آپ نے فرمایا آمین آمین پس وہ آگے بڑھے اور بہادری کی طرح جنگ کی اور ہولناک سختیوں کے برداشت کرنے پر صبر سے کام لیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول رہے۔ پھر دو جاہلی جوان آگے بڑھے کہ جو مڑ مڑ کر حسین علیہ السلام کی طرف دیکھتے اور کہتے تھے آپ پر سلام ہو اے فرزند رسول خدا آپ نے فرمایا اور تم دو تو پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو پس انہوں نے جنگ کی اور شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہا۔

### (شہزاد اور عابلیس رضی اللہ عنہما کی شہادت)

راوی کہتا ہے کہ عابلیس بن ابوشیبہ شاکری آئے اور ان کے ساتھ شہزاد شاکر کا حلیف اور ان کی پناہ میں رہنے والا بھی تھا پس عابلیس نے اس سے کہا اے شہزاد تمہارے دل میں کیا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو انہوں نے کہا میں کیا کرنا چاہتا ہوں میں رسول اللہ کے نواسے کی حمایت میں آپ کے ساتھ مل کر جنگ کرنا چاہتا ہوں یہاں تک کہ میں شہید ہو جاؤں عابلیس نے کہا مجھے تمہارے بارے میں یہی گمان تھا پس ابو عبد اللہ کے سامنے آگے بڑھو تاکہ وہ تیرے اجر و ثواب کے امیدوار ہوں جیسا کہ تمہارے علاوہ دوسرے اپنے اصحاب کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہیں اور تاکہ میں بھی اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھوں کیونکہ اگر اس وقت میرے ساتھ کوئی ایسا ہوتا

کہ جس میں تجھ سے زیادہ حق تصرف رکھتا تو میرے لیے باعث فحش و سرور ہوتا کہ وہ میرے سامنے آگے بڑھتا تاکہ میں اسے اللہ کے اجر و ثواب میں حساب کرتا کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ تین میں ہمیں اجر و ثواب طلب کرنا چاہیے ہر اس چیز کے ذریعہ کہ جو ہماری قدرت و توانائی میں ہے کیونکہ آج کے بعد کوئی عمل نہیں ہے بلکہ صرف حساب ہی حساب ہے راوی کہتا ہے کہ شہزاد آگے بڑھے اور عالس کی خدمت میں سلام کیا پھر میدان میں چلے گئے اور جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے خدا کی ان پر ہمیشہ رحمت ہو مؤلف کہتے ہیں کہ شاہراہ ایک مین کا قید ہے کہ جو ہمدان قید کی ایک شاخ ہے کہ جن کا قبیلہ شاہراہ بن ربیعہ بن مالک تک پہنچتا ہے اور عالس اسی قبیلہ میں سے تھے اور شہزاد ان کا مولایمینی انہیں کے ہاں ٹھہرا ہوا یا ان کا ہم قسم اور حلیف تھا نہ کہ عالس کا غلام یا ان کا آزاد کردہ یا غلام تھا جیسا کہ عام اذعان میں راسخ ہے بلکہ ہمارے شیخ اجل محدث نوری صاحب مستدرک علیہ الرحمۃ نے کہا ہے اور شاید شہزاد کا مقام و منزلت عالس کے مقام سے اعلیٰ و برتر ہو کیونکہ ان کے حق میں مؤرخین نے کہا ہے اور وہ یعنی شہزاد شیعہ میں مقدم تھے راوی کہتا ہے پھر عالس بن ابوشیبہ نے کہا ہے ابو عبد اللہ خدا کی قسم پشت زمین پر کوئی قریبی اور یحیدی میرے نزدیک زیادہ عزیز اور زیادہ محبوب آپ سے کوئی نہیں اگر عیسٰی یہ قدرت ہوئی کہ میں ظلم و جور اور قتل و شہید ہونے کو کسی چیز کے ذریعہ دفع کر سکتا کہ جو میری جان اور میرے خون سے زیادہ عزیز ہو تو میں ضرور ایسا کرتا آپ پر سلام ہو اے ابو عبد اللہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی اور آپ کے والد گرامی کی ہدایت پر قائم ہوں پھر اپنی تلوار کو نیام سے نکالے ہوئے اور ان کی پیشانی پر تلوار کی ضرب

کا ایک نشان تھا از دی کتاب ہے کہ مجھ سے غیر بن وعلہ نے ہمدان کی شاخ تہی ہمد  
کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جس کو ربیع بن تیمم کہتے تھے کہ جو اس دن وہاں موجود  
تھا وہ کتاب ہے کہ جب میں نے عابس کو اتے دیکھا اور میں اسے مختلف جگہوں میں  
دیکھ چکا تھا اور وہ سب لوگوں سے زیادہ شجاع و بہادر تھا تو میں نے کہا  
اے لوگو یہ شیروں کا شیر یہ ابن ابی شیبہ ہے تم میں سے کوئی بھی اس کے مقابلہ  
کے لیے نہ جائے پس وہ پکارنے لگا کیا کوئی مرد نہیں کیا کوئی مرد نہیں تو عمر سعد نے  
کہا اس کو پتھروں سے گاہل کر دو راوی کتاب ہے کہ پس ہر طرف سے اسے پتھر مارے  
گئے جب عابس نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنی زرہ اور خود آمار پھینکا اور اللہ بھلا  
کرے اس کا جس نے کہا ہے ۔

يلقى الرماح الشاجرات بغصه ، ومقيم معانته مقام المنفر ما ان يري اذا الرياح  
شجونه - در عاصوی سر بال طیب العنصر - وہ زخمی کرنے والے  
نیزوں سے اپنی گردن کے ساتھ ملاقات کرتا ہے اور وہ اپنے سر کو خود کی جگہ  
سمجھتا ہے - جیب نیزے اسے لگیں تو وہ پاکیزگی اصل وجود ہر کے قیص کے علاوہ کوئی  
زرہ نہیں چاہتا ایرانی شاعر کتاب ہے

اس نے زرہ آمار دی کہ ہم چاند نہیں ہیں اور خود دوسرے آمار دی کہ میں مرغا  
نہیں ہوں خود زرہ کے بغیر وہ نکل آیا تاکہ میں موت کو بہ بہتہ گلے لگاؤں دوسروں  
کی مانند

پھر انہوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا راوی کتاب ہے کہ خدا کی قسم میں اس کو دیکھ  
رہا تھا کہ وہ دوسرے زیادہ افراد کو دھکیل رہا ہے پھر وہ ہر طرف سے اٹکی

طرف مڑے تو وہ شہید ہو گیا خدا اس پر رحم کرے راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کا سر کئی افراد کے ہاتھوں میں دیکھا یہ کہتا ہے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے اور یہ کہتا ہے میں نے اسے قتل کیا ہے پس وہ لوگ سر سعد کے پاس آئے تو اس نے کہا آپس میں جھگڑو نہیں اسے ایک انسان (یا ایک نیزے نعل) نے قتل نہیں کیا پس اس نے اس بات کے ساتھ انیس متفرق کر دیا۔

### (ابو شعثاء کندی رضی اللہ عنہ شہادت)

ازدی نے کہا مجھ سے فضیل بن عذیبہ نے بیان کیا کہ یزید بن زیاد جو کہ امیر کندی ہے نبی مجدد میں سے وہ امام حسین کے ساتے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور سوتیر چلائے ان میں سے صرف پانچ تیر زین پر گرے اولاد وہاں تیر انداز تھے جب بھی تیر مارے تو کہتے میں مجدد کا بیٹا ہوں جو سرحد کے شاہسوار ہیں اور امام حسینؑ فرماتے خدا یا اس کی تیر اندازی کو درد ست قرار دے اور اس کا ثواب جنت قرار دے جب وہ تمام تیر مار چکا تو کھڑا ہو گیا اور کہا صرف پانچ تیر گرے ہیں اور میرے لیے یہ تو واضح ہو گیا ہے کہ میں نے پانچ افراد کو قتل کر دیا ہے اور یہ ان افراد میں سے تھے کہ جو ابتدا میں شہید ہوئے اور اس دن وہ یہ رجز پڑھتے تھے۔

انا یزید و ابی مہاضر اشجع من لیث بغیل خادرو  
الطعن عندی للطغاة حانخ (یارب انی للحبسین ناصر ولا بن بنی سعد  
تارک و ہاجر روف یمینی صادم  
و باترخی) میں یزید ہوں میرا باپ مہاضر جو زیادہ شجاع و بہادر  
ہے دو قسم کے شیروں سے پیدا ہونے والے شیر سے جو ہمیشہ سے نکلے (اور سرکشوں

کو نیزہ مارا میرے نزدیک اس وقت کا کام ہے اسے پروردگار میں حسین کا نام و مددگار ہوں اور این سعد کو میں چھوڑنے اور اس سے دوری اختیار کرنے والا ہوں (اور میرے دائیں ہاتھ میں قاطع اور ناپود کرنے والی تلوار ہے۔)

اور یزید بن زیاد حاضران اقراد میں سے ہیں کہ جو عمر سعد کے ساتھ امام حسینؑ کے مقابلہ میں آئے تھے جب ان ملائین نے امام حسینؑ کی شرائط و رد کردی تھیں تو یہ آنجناب کی طرف آگئے اور آپ کی معیت میں جہاد کر کے شہید ہو گئے رحمہ اللہ

### (امام حسین کے اصحاب میں سے ایک جماعت کی شہادت)

باقی رہے صیداوی تودہ عمر بن خالد تھے اور جابر بن حارث سلفی اور سعد مولیٰ عمر بن خالد اور جمیع بن عبد اللہ عائدی انہوں نے جنگ کی ابتدا میں جہاد کیا اور اپنی تلواریں لے کر آگے بڑھے اور لوگوں پر ٹوٹ پڑے اور جب ان میں گھس گئے تودہ لوگ بھی ان کی طرف مڑے پس انہوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لینا شروع کیا اور ان کے ساتھیوں سے انہیں کاٹ لیا اگرچہ وہ زیادہ دور نہیں تھے پس ان پر حضرت عباس بن علی سلام اللہ علیہا نے حملہ کیا اور انہیں فوج کے ترغے سے چمڑا لیا پس وہ آئے تو زخمی ہو چکے تھے جب دشمن ان کے قریب آیا تو پھر تلواروں سے اس پر ٹوٹ پڑے پس ابتداء امر میں جنگ کر کے ایک ہی جگہ شہید ہو گئے۔

### (سعود بن عمرو بن ابوالمطاع کی شہادت)

ازدی کا کہنا ہے کہ فجر سے زہیر بن عبد الرحمن بن خثعمی نے بیان کیا کہ آخری شخص جبرام حسینؑ کے ساتھ ان کے اصحاب میں سے باقی رہ گیا تھا سعود بن عمرو بن

بن ابوالطاع خشتی تھا جس نے جنگ کی اور دشمن سے بہت سے زخم کھائے اور زخمی حالت میں ثقلین میں گر گئے پس ان ملائین کی آوازیں سنیں کہ حسینؑ شہید ہو گئے پس اسے کچھ آفتہ ہوا تو دیکھا کہ اس کے پاس ایک پھری ہے جب کہ اس کی تلوار لے گئے تھے تو کچھ دیر پھری کے ساتھ جنگ کی پھر شہید ہو گیا اور اسے اپنی عروہ بن بطار تغلبی اور زید بن رقاد جنبی نے شہید کیا اور وہ آخری شہید تھے۔

اور سیر لے ان کی توصیف میں کہا ہے کہ وہ شریف النفس اور بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے اور شیر بیشہ کی طرح جہاد کیا اور جو مصیبت آئی تھی اس پر صبر کی انتہا کر دی یہاں تک کہ مقتولین میں گر پڑا ۱۱۰۰ اس کتاب کے مولف سیخ عباس قمی عشرہ اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں کہ مؤرخین و محدثین اور فریقین کے ارباب مقاتل میں اختلاف ہے اصحاب حسینؑ کی شہادت کی ترتیب ان کے رجز اور ان کی تعداد میں بعض نے مؤخر کو مقدم کیا ہے اور دوسرے نے اسے مؤخر کیا ہے جسے اور نے مقدم رکھا ہے اور بعض نے ناموں اور رجز کے ذکر پر اکتفاء کی ہے اور بعض نے انہیں سے بعض کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے اور یاقیوں کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے اور میں نے قدمات اور مؤرخین میں سے قابل اعتقاد افراد کے آثار کی یہاں تک پیروی کی ہے لیکن ایک جماعت کا ذکر رہ گیا ہے لیکن ضروری ہے کہ ہم ان کے ذکر سے تبرک حاصل کریں اور میں انہیں اس ترتیب سے وارد کرتا ہوں کہ جس طرح شیخ اجل رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب رح نے مناقب میں ذکر کیا ہے۔

پس میں اسی ترتیب سے کتابوں کو منظرِ پیر میر بن حصین اور ان دونوں

قدس اللہ سرہما کا ذکر گزر چکا ہے (شہادت وھب کلبی)۔

پھر وہب بن عہد اللہ بن حباب کلبی نکلے اور ان کے ساتھ ان کی ماں بھی اس دن موجود تھی تو اس خاتون نے کہا اٹھو اے بیٹا اور نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نصرت کرو تو انہوں نے کہا میں ایسا ہی کروں گا اے ماں اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا پس وہ میدان میں یہ کہتے ہوئے گئے ان تنکرونی خانانہن الکلبہ سوف ترونی وترونی وحملى ووصولی فی الحرب۔

ادرك تاري بعد ثار صبي۔ وادفع الكوب امام الكرب۔ ليس جهادي في الوغى باللعب اگر مجھے نہیں جانتے ہو تو میں کلبی خاندان سے ہوں غمگین بنے اور میری ترب کو تم دیکھو گے اور میرے حملہ اور علیہ کو دیکھو گے جنگ میں میں اپنا بدلہ اپنے ساتھیوں کے بدلے کے بعد لوں گا اور کرب و مصیبت کو کرب سے پہلے دور کروں گا میدان میں میرے ساتھ جنگ کرنا کوئی کہیں نہیں ہے، پھر انہوں نے حملہ کیا یہاں تک کہ انیس سے ایک گروہ کو قتل کر دیا۔

پھر اپنی ماں اور بیوی کی طرف پلٹ آئے اور ان کے پاس رک کر کہا اے ماں کیا اب تو راضی ہے اس خاتون نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک حسین علیہ السلام کے سامنے تو شہید نہیں ہو گا تو اس کی بیوی نے کہا تجھے خدا کی قسم اپنی جان کے بارے میں مجھے دکھ نہ پہنچانا تو اس کی ماں نے کہا اے بیٹا اس کی بات نہ مانتا اور واپس جا کر رسول اللہ کے قتل کے سامنے جہاد کرو وہ جہاد یار گاہ خدا میں تمہارے شفیع ہوں گے پس وہ جوان واپس لوٹا یہ کہتے ہوئے۔

انی زعید لك ا مروھب۔ بالطنن فیہم تارہ والضرب۔ ضرب خدام مؤمن بالرب۔ حتی یذیق القوم مر الحرب "انی امرع ذومرقة وعضب۔

ولست بالخوار عند النکب حسبی اللہ من علیم حسبی میں تجھ سے حمد کرتا ہوں  
 اے ام دہب! انیس کھینچو مارنے کا اور کبھی تلوار زنی کا ایسے نوجوان کی تلوار زنی  
 کہ جو پروردگار پر ایمان رکھتا ہے تاکہ اس قوم کو کڑوی جنگ کا مزہ چکھائے میں  
 صاحب قوت اور مبالغہ تلوار والا جوان ہوں میں جنگ کے وقت ڈر پوک نہیں ہوں  
 میرے لیے خدا نے علیم ہی کافی ہے، وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک انیس غما سواروں  
 اور بارہ پیادوں کو قتل کیا پھر اس کے ہاتھ کٹ گئے اور اس کی والدہ نے خیمے کا  
 ستون پکڑ لیا اور اس کی طرف بڑھی جب کہ وہ کہہ رہی تھی میرے ماں باپ تجھ پر  
 قربان جائیں پاک و پاکیزہ لوگوں کی حمایت میں جنگ کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ کے حرم ہیں پس وہ آگے بڑھتا کہ اسے واپس عورتوں کی طرف پلٹا بے کواس  
 نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ پس واپس نہیں جاؤں گی یہاں تک کہ تمہارے  
 ساتھ حیاؤں تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ تمہیں اہل بیت کی طرف سے جزائے خیر ملے  
 عورتوں کے پاس واپس جاؤ خدا تم پر رحم کرے پس وہ خاتون واپس چلی گئی اور وہ  
 نوجوان جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ رضوان اللہ علیہ

داوی کہتا ہے پس اس کی بیوی گئی اور اس کے چہرے سے خون پونچھنے لگی اور  
 شمر نے اسے دیکھ لیا پس اپنے غلام سے کہا کہ اسے گزرا دو جو اس کے پاس تھا پس  
 اس یعین نے وہ گزرا کر اسے شہید کر دیا اور یہ پہلی خاتون تھی جو امام حسینؑ کے  
 لشکر میں سے شہید ہوئی۔

روختہ الیٰ عظیمین اور امالی صدوق میں ہے کہ دہب بن دہب میدان میں آیا اور  
 وہ عیسائی تھا کہ جو امام حسینؑ کے ہاتھوں پر وہ اور اس کی ماں مسلمان ہو گئے اور آپ  
 کے ساتھ کربلا آئے پس وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور خیمے کا ستون ہاتھ میں لیا اور جنگ



کی اور دشمنوں میں سے سات یا آٹھ افراد کو قتل کیا پھر وہ قید ہو گیا اور اسے عمر سعد کے پاس لے گئے اور اس نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا ۶

اور علامہ غلیبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک حدیث میں دیکھا ہے کہ یہ دہب انصراقی تھا پس وہ اور اس کی ماں امام حسینؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے پس میدان مبارزہ میں چوبیس بیادہ اور بارہ شامسوار قتل کیے پھر وہ گرفتار ہو گیا اور عمر سعد کے پاس لایا گیا تو اس نے یحییٰ بن عمارؑ کے کہا کس قدر سخت تھا تیرا حملہ اور قوت و طاقت پھر حکم دیا اور اس کی گردن اڑا کر اس کا سر امام حسینؑ کی لشکر گاہ کی طرف پھینکا گیا پس اس کی ماں نے سر کو اٹھایا اس کا بوسہ دیا اور پھر اسے ابن سعد کے لشکر کی طرف پھینک دیا وہ ایک شخص کو مارا اور اسے قتل کر دیا پھر اس خاتون نے خیمے کے ستون کے ساتھ حملہ کر کے دو مردوں کو قتل کر دیا پس امام حسینؑ نے اس خاتون سے فرمایا اے ام دہب لوٹ آؤ تم اور تمہارا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ ہوں گے جہاد و عورتوں سے ساقط ہے پس وہ خاتون پلٹ آئی اور وہ کہہ رہی تھی الہی لا تقطع رجائی معبود میری امید کو منقطع نہ کرنا تو امام حسینؑ نے اس سے فرمایا لا یقطع اللہ رجاء یا ام دہب - اے ام دہب خدا تیری امید کو منقطع نہیں فرمائے گا۔

پھر اس کے بعد عمرو بن خالد از دی حدادی نکلا اور امام حسینؑ سے عرض کیا یا ابا عبد اللہ میں آپ پر قربان جاؤں میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھیوں کے ساتھ ملحق ہو جاؤں اور اسے میں ناپسند کرتا ہوں کہ پیچھے رہ جاؤں پس میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے اہل بیت میں سے اکیلے شہید ہیں تو امام حسینؑ نے فرمایا آگے بڑھو ہم کچھ دیر تک تمہارے ساتھ ملحق ہوتے والے ہیں پس وہ آگے بڑھا اور کہہ

رہا تھا ایک یا نفس من الرحمن، فابشری بالروح والرحمان، الیوم تجزین علی الاحسان۔ قد کان منک غابر الزمان ما خط فی اللوح لدى الدیان، لا تجزعی فکل حی فان، والصبر احظی ید بالامان، یا معشر الایزاد بنی قحطانات، اے نفس تجھے خدائے رحمن کی طرف سے روحِ دریاں کی تجویزی ہو آج تجھے اس نیکی کی جزا ملے گی کہ جو گذشتہ زمانہ میں تجھ سے ہوئی ہے جو خالقِ دیان کے ہاں روحِ مخلوق میں کمی جا چکی ہے تم جزعِ فرزند اور گہراؤ نہیں ہر زندہ نے فنا کے گھاٹ اترنا ہے اور صبر کا تیری ہاں میں زیادہ حصہ ہے اے ازد کا گروہ جو بنِ قحطان میں سے ہے، پھر اس نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا اس پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔

مناقب میں ہے کہ پھر اس کا بیٹا خالد رضی اللہ عنہ میدان میں آیا اور وہ کہہ رہا تھا۔

صبراً علی الموت بنی قحطان، کیما تکنون فی رضی الرحمن، ذی المجد والعزة والبرهان وذوی العلی والطول والاحسان، یا ابتا قد صرت فی الجنان فی قصود حسن البنیان اے بنی قحطان موت پر صبر کرو تاکہ تمہیں خدائے رحمن کی رضا حاصل ہو جو مجد و بزرگی عزت اور برہان والا ہے اور بلیندی بخشش اور احسان کو دے والا ہے اے یا با آپ جنت میں پہنچ گئے ہیں موتی کے قصر میں جو بہترین بنا ہے، پھر وہ آگے بڑھا اور مسلسل جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

پھر سعد بن خطلہ تمیمی میدان میں نکلا اور وہ امام حسینؑ کے لشکر کے بزرگوں میں سے تھے اور وہ کہہ رہے تھے صبراً علی الاسیاف والاسنة، صبراً علیہا الدخول الجنة، وحوار عین ناعمات، لمن یرید الفوز لا یألفظتہ، یا نفس للراحة

فاجہدہ۔ وفی طلب الحنیر فارغبہ۔ تلواروں اور نیزوں پر صبر کرو یہ صبر خبت میں داخل ہونے کے لیے کرو اور حورالعین کے لیے جو نرم و نازک بدن اور خوشگوار ہیں کہ جو فوز و کامیابی چاہتا ہے نہ صرف ظن و گمان سے، اے نفس راحت و آرام کے لیے کوشش کرو اور غیروا چھائی کے طلب کرتے ہیں رعبت کر پھرانہوں نے حملہ کیا اور سخت قسم کی جنگ لڑی اور پھر وہ شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہ پھر عمیر بن عبد اللہ مدحی نکلتے اور وہ یہ رجز پڑھتے تھے (قد علمت سعد

وحی مدح - انی لدی الھیاء لیث مخرج، اعلو بیسی فی ہامۃ المدح و اترك  
القران لدی التعرج، فدریستہ الضنیع الاذل الا عرج —————

بنی سعد اور مدح قبیہ جانتا ہے کہ میں جنگ کے وقت سخت قسم کا شیر ہوں میں اپنی تلوار مسلح شخص کی کھوپڑی پر بلند کرتا ہوں اور میں اپنے مد مقابل کو جنگ کے وقت تیز رفتار لنگڑے بھجوا کشتار بنادیتا ہوں اور وہ مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسلم ضیابی اور عبد اللہ بجلی نے شہید کر دیا۔ پھر مسلم بن عوسجہ میدان میں آئے اور ان کا ذکر گندہ چکا ہے خدا ان پر رحم کرے۔

پھر عبد الرحمن بن عبد اللہ یزنی یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے (انا ابن عبد اللہ من آل یزن، دیتی علی وین حسین و حسن ما ضربکم ضرب فحش من الیمن، انجوا بذلک الغوز عند الموتین میں عبد اللہ کا بیٹا ہوں آل یزن سے میں حسین و حسن کے دین پر ہوں میں تمہیں یعنی جوان دلی ضرب لگاؤں گا کہ جس سے اس کامیابی کی امید رکھتا ہوں اس کے ہاں جو امن دینے والا ہے۔

اس کے بعد یحییٰ بن سلیم ماتہ فی کہتے ہوئے نکلا لا ضربین القوم ضربا فیصلا۔

ضربا شدیدا فی العدا معجلا لا عاجزا فیہا ولا مولی، ولا اخاف الیوم موتا مقبلہ۔

میں اس قوم کو فیصلہ کن ضرب لگاؤں گا ایسی شدید ضرب کہ جو دشمن میں جلدی کرتی ہے  
زین اس میں عاجز ہوں اور نہ ہی خوفزدہ ہوں اور نہ ہی آتے دالی موت سے ہیں  
ڈرتا ہوں۔

پھر قرہ بن ابوقرہ غفاری میدان میں آیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت حقاً بنو غفار و خندف بعد بنی نزار، بانئی اللہ لی الغبار لاضرہ بن  
معشر الغفار۔ ضرباً و جمیعاً عن بنی الاخیار۔

حقیقتہ بنی غفار کو علم ہے اور بنی نزار کے علاوہ خندف کو کہ میں غبار جنگ کے  
وقت شیر ہوں اور میں غبار کی جماعت کو ایسی ضرب لگاؤں گا کہ جو درد و تکلیف  
پہنچانے والی ہے اچھے لوگوں کی اولاد کی حمایت میں اور انہوں نے اٹھ ٹھ افراد  
کو قتل کیا۔

پھر مالک بن انس کا بھائی رحمہ اللہ میدان میں آئے اور کہا آل علی شیعۃ الرحمن،  
و آل حرب شیعۃ الشیطان حضرت علی کی اولاد خدائے رحمن کے پیرو ہیں جب کہ  
حرب کی اولاد شیطان کے پیرو کار ہیں، پس چودہ افراد کو قتل کیا اور بعض نے کہا  
ہے کہ انہیں سے اٹھارہ افراد کو قتل کیا اور پھر شہید ہو گئے خدا ان پر رحم فرمائے  
مگر یہ کہتے ہیں میں قوی احتمال دیتا ہوں کہ مالک بن انس کا بھائی جن کا ذکر ہوا ہے وہ  
انس بن حارث کا بھائی صحابی ہیں۔

ابن اثیر حنبلی نے کتاب اسد الغابہ میں کہا ہے انس بن حارث کا شمار اہل  
کوفہ میں ہوتا ہے اور ان کی حدیث اشعث بن عییم نے اپنے باپ کے واسطے سے  
ان سے بیان کی ہے کہ انہوں نے پیغمبر اکرمؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا یہ بیٹا عراق  
کی زین کے ایک حصہ میں شہید ہو گا جو اس کو ورک کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی

مدد کرے پس وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

اور شیخ ابن نماتہ مثیر الاقران میں کہلے پھر اس بن حارث کا بلی یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے قد علمت کاھلنا و دوران - والحند فیون و قیس عیلان بان قومی آفة للاقران، یا قوم کونوا کا سود خفان واستقبلوا القوم بغض الان آل علی شیعۃ الرحمن، وال حرب شیعۃ الشیطان -

ہمارا کاہل دو دوران قبیلہ اور خندف و قیس عیلان جاتے ہیں کہ میری قوم آفت مصیبت ہے اپنے مد مقابلوں کے لیے اے قوم مقام قحان کے شیر بن جاؤ اور فردی قرب کے ساتھ قوم کا استقبال کرو آل علی رحمن کے شیعہ ہیں جب کہ آل حرب شیطان کے شیعہ ہیں مولف کہتے ہیں ظاہر کا بلی ان کے دادا کاہل کی طرف نسبت ہے اور جو زیارت ناجیہ مقدمہ کی طرف سے روایت ہوئی ہے اس میں ہے اسلام علی انس بن کاہلی الاسدی،

پھر عمر بن مطاع جعفی یا ہرنکلے اور کہا الیوم قد طاب لنا القراع دون حسین العزب والنسطاع نرجو بذلک الفوز والدفاع من حرنا حسین لا متناع آج ہمارے لیے سروں سے ہتھیاروں کا طحڑا پا کیزہ امر ہے حسین کے آگے تلوار کی مز اور اس کی صدا ہے اور اس کے ذریعہ ہم کامیابی اور جہنم کی آگ سے بچاؤ کی امید رکھتے ہیں جب کہ کوئی غفوی طور ہٹنے کی توقع نہ ہوگی۔ **شہادت حضرت بنون** پھر بنون (جوین بن) بن ابومالک اور قد غفاری رضی اللہ عنہ کے غلام آگے بڑھے اور وہ سیاہ رنگ کے غلام تھے امام حسینؑ نے ان سے فرمایا تمہیں میری طرف سے اجازت ہے کہو کہ تم ہماری معیت میں تمہے عاقبت و آرام کی تلاش میں پس ہماری اس راہ میں مصیبت میں مبتلا نہ ہو تو انہوں نے کہا اے فرزند رسول خدا میں

خوشحالی و آسائش کے زمانہ میں آپ کے ہاں کاسہ لسی کرتا رہا اور سختی اور شدت میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں خدا کی قسم میری بولگندی اور بدبودار سپہ اور میرا حسب کینہ ہے اور میرا رنگ سیاہ ہے تو آپ جنت کو مجھ سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور مجھے اس کا اہل نہیں سمجھتے تاکہ میری بدبو خوشبو میں بدل جائے اور میرا حسب شریف ہو جائے اور میرا چہرہ سفید ہو جائے نہیں خدا کی قسم میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک یہ سیاہ خون آپ کے پاکیزہ خنوں میں نہ مل جائے پھر وہ جنگ کے لیے میدان میں نکلے اور وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے کیفیری الکفار ضرب الاسود بالسيف

ضربا عن بنی محمد۔ اذ ب عنہم بالسان والید۔ ارجوا بہ الجنة یومر العموماد۔

کفار سیاہ رنگ کی تلوار سے ضرب کو جو اولاد محمد کی حمایت میں گمٹی ہے کیا پاتے اور دیکھتے ہیں میں ان سے زبان دہا تھ سے دفاع کروں گا اور اسی کام سے میری رجاہ و آرزو قیامت کے دن جنت کا حصوں ہے، پھر انہوں نے جنگ کی رمضان اللہ علیہ پس پچیس افراد کو قتل کیا اور پھر شہید ہو گئے پس امام حسینؑ ان کی لاش پر اکھڑے ہوئے اور عرض کیا پروردگار اس کے چہرہ کو سفید کر دے اور اس کی بو کو خوشبو و پاکیزہ کر دے اور اسے ایسا روٹیک لوگوں میں مشہور فرما اور اس کے اور محمد آل محمد کے درمیان جان پہچان پیدا کر دے۔

حضرت باقرؑ سے روایت ہے انہوں نے علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ لوگ معرکہ کربلا میں آئے اور مقتولین کو دفن کرتے پس انہوں نے جناب جون کو دس دن کے بعد پایا کہ اس سے مشک و کستوری کی خوشبو آتی تھی رضوان اللہ علیہ اس کے بعد انیس بن معقل ابھی یہ کہتے ہوئے میدان میں نکلے انا انیس وانا ابن معقل۔ و فی یعینی نصل سیف مصفل اعلو بها الہامات وسط القسطل،

عن الحسين الماحد المفضل ابن رسول الله خير مرسل ابن رسول خير مرسل، میں  
انہیں معقل کا بیٹا ہوں اور میرے دائیں ہاتھ معقل نندہ تلوار کا پھل ہے کہ جسے میں جنگ  
کے گرد و غبار میں سروں پر بلند کرتا ہوں حسین بزرگوار کی عایت میں کہ جنہیں فضیلت  
دی گئی ہے جو اللہ کے اس رسول کے فرزند ہیں کہ جو سب رسولوں سے بہتر تھے، اور  
بیس سے زیادہ افراد کو قتل کیا، اس کے بعد یزید بن معاویہ (المہاجر خلیفہ) میدان میں  
آئے کہ جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

اس کے بعد جراح بن مسروق جعفی امام حسین کے مؤذن تھے جو کہ رہے تھے اقدام  
حسینا ہا دیا مہدیا۔ فالیوم تلقی حدك النبیاء اباك ذالندی علیا۔ ذالک الذی  
نصرہ وصیبا اے حسین جو ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ ہیں آگے  
بڑھیں آج آپ اپنے نانانی اکرم سے ملاقات کریں گے اور پھر اپنے باپ صاحب  
جو درمخا حضرت علی کی کہ جنہیں ہم وحی نبی کے طور پر پہچانتے ہیں پس پچیس افراد  
کو قتل کیا اور اس کے بعد شہید ہو گئے رضوان اللہ علیہ

اس کے بعد سعید بن عبد اللہ حنفی، حبیب بن مظاہر اسدی، زہیر بن قین بجلی،  
ناتع بن بلال جلی (بجلی خلیفہ) شہید ہوئے کہ جن کا ذکر گزر چکا ہے رضوان اللہ علیہ  
اس کے بعد جناد بن حارث انصاریہ کہتے ہوئے میدان میں آئے انا جناد وانا  
ابن الحارث۔ لست نجوار ولا بناکت عن بیعتی حق یرشی وارثی الیوم شلوی  
فی الصعید ماکث۔ میں جناد بن حارث ہوں میں ڈر پرک  
و کمزور اور بیعت توڑنے والا نہیں ہوں یہاں تک کہ میرا وارث میرا ترکہ لے  
آج میرا بدن مٹی میں جا ٹھہرے گا پس سولہ افراد کو قتل کیا، اس کے بعد ان کا  
بیٹا عمرو بن جناد یہ کہتے ہوئے میدان میں آیا اخق الخناق من ابن ہند و

ارمہ من عامہ بغوارس الانصار ومہاجرین مخضبین رماحہم تحت العجاجة  
 من دم الکفار، خضبت علی عہد النبی محمدؐ۔ فالیوم تختب من دم العجارج الیوم  
 تخضب من دم ماء اراذل۔ رفضوا القرآن لنصرہ الاشرار طلبوا بشارہم ببدر  
 اذا اتوا بالمرہفات وبالفتنا الخطبار۔ واللہ رمی لارا زال مضارباً۔ فی الفاسقین  
 بسرہفت بنارہذا علی الازدی حق واجب فی کل یوم تعانق وکردار  
 ہند کے پیٹے کا گلا گھونٹ دے اور اسی سال اس کی طرف پھینک انصار و مہاجرین  
 کے وہ شاہسوار کہ جنہوں نے اپنے نیزوں کو تھناب کیا تھا قبار جنگ کے نیچے کفار  
 کے خون سے پیجر کے زمانہ میں رنگے گئے تھے اور آج فاجروں کے خون سے رنگے  
 جائیں گے۔ آج ایسے پست لوگوں کے خون سے رنگے جائیں گے کہ جنہوں نے تزار  
 کی نفرت میں قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور جنگ بدر کے اتنے خون کا مطالبہ کرتے  
 ہیں اور اس لیے تیز تلواریں اور پیکدار نیزے لیکر آئے ہیں مجھے اپنے پروردگار  
 اللہ کی قسم میں ان فاسقوں میں تلوار زنی کرتا رہوں گا نیز و قاطع تلوار سے ازدی  
 پر یہ واجب حق ہے ہر دن دشمن سے معاملہ کرنا اسے گرانے کے لیے اور بڑھ  
 بڑھ کر حملے کرنا، پس جنگ کر کے شہید ہو گیا عروت کے بلایا میں دہرایا ہے (مترجم کتا  
 ہے طاہر یہ اشعار جنگ صفین سے پہلے حضرت کے کسی صحابی ازدی نے کہے تھے اور  
 اس کے بعد ایک توخیز لڑکا نکلا کہ جس کا باپ معرکہ جنگ میں شہید ہو چکا تھا اور  
 اس کی والدہ بھی اس کے ساتھ تھی اس کی ماں نے اس سے کہا بیٹا باہر جاؤ اور روٹو  
 صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسے کے سامنے جنگ کرو پس وہ جوان یاہر آیا تو امام حسینؑ نے  
 فرمایا یہ جوان ہے اس کا باپ شہید ہو چکا ہے شاید اس کی ماں اس کے میدان میں  
 جاتے کو پسند نہ کرے تو اس جوان نے کہا کہ میری ماں نے ہی مجھے حکم دیا ہے پس وہ



میدان میں کیا عیب کہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا امیری حسین و نعم لہ میر سب و رفقاؤ  
 المشین النذیر علی وفاطمة والدة - فهل تعلمون له من نظیر - له طلعة مثل  
 شمس الضحیٰ له عز و مثل بدر منیر - میرا امیر حسین ہے اور  
 بہتر من امیر ہے جو بشیر و نذیر رسول کے دل کا سرور ہے علی و فاطمہ اس کے ماں باپ  
 ہیں کیا تمہیں اس کی نظیر کوئی معلوم ہے اس کا چہرہ روشن آفتاب کی مانند ہے اور  
 اس کی پیشانی چودھویں کا چاند ہے، اور جہاد کر کے شہید ہو گیا اور اس کا سر کاٹ  
 کر حسین علیہ السلام کے شکر کی طرف پھینک دیا گیا پس اس کی ماں نے اس کا سر اٹھایا  
 اور کہا احسنت یا بنی یا سرور قلبی ویا قرۃ عینی بہت اچھے اے میرے پیارے بیٹے  
 میرے دل کے سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک پھر اپنے بیٹے کا سر ایک شخص کو اس طرح  
 مارا کہ اسے قتل کر دیا اور خیمے کا ستون اٹھالیا اور ان ملائین پر حملہ کر دیا اور وہ  
 کہہ رہی تھی انا عجون سیدی ضعیفة - خاویۃ بالسیۃ - نحیفۃ اضربکم  
 بضربة خیفۃ - دونہ فاطمۃ الزہراء میں اپنے آقا کی ایک کمزور پڑھیا خادمہ ہوں جس کا گھر خالی  
 ہو گیا ہے اور جو لحیف و کمزور ہو چکی ہے لیکن تمہیں سخت ضرب لگاؤں گی شریف  
 فاطمہ زہرا کی اولاد کی حمایت میں پس وہ ستون دو افراد پر مارا اور انہیں قتل کر دیا  
 پس امام حسینؑ نے اس کے واپس لوٹ آنے کا حکم دیا اور اسے دعا دی -

مؤلف کہتے ہیں میں احتمال دیتا ہوں کہ یہ جوان مسلم بن عو سجدہ اسدی رضوان اللہ  
 علیہ کے فرزند ہوں کیونکہ وہ وقتہ الاحباب سے اسی مہمّوں کے قریب قریب مسلم بن  
 عو سجدہ کے فرزند کا واقعہ لکھا ہے اس کے والد کی شہادت کے بعد رضوان اللہ علیہما  
 اور اسی طرح وقتہ الشہداء میں بھی ہے واللہ العالم اس کے بعد ایک ترک غلام  
 امام حسین کا میدان میں آیا اور وہ قادی قرآن تھا وہ جنگ کرتا اور یہ رجز پڑھتا تھا

البحر من طغی وضرب یصطلی والجو من نبلی وضرب یعتلی اذا حاسی فی یعینی یتجلی  
 یشق قلب الحاسد المبجل - سمند میں میری نیزہ زنی اور تلوار زنی سے آگ  
 لگ جائے اور فضا میرے تیر و تلوار کی ضرب سے پر ہو جائے جب کہ تلوار میرے دائیں  
 ہاتھ میں ظاہر ہو تو حاسد کا دل پھٹ جائے پس ایک جماعت کو قتل کیا بعض نے کہا  
 ہے کہ متر افراد کو قتل کیا اور پھر زمین پر گر ایں امام حسین تشریف لائے اور اپنا رخسار  
 اس کے رخسار پر رکھا اس نے اپنی آنکھ کھول کر حسین علیہ السلام کو دیکھا تو مسکرایا اور پھر  
 پروردگار کی طرف سدھارا اس کے بعد مالک بن دووان میدان میں آیا اور یہ اشعار  
 پڑھے الیکم من مالک الضرغام - ضرب فقی یجمع عن الکوام یرجو انواب اللہ ذی الانعام  
 مالک کی طرف سے جو کہ شیر بیشہ ہے ضرب ہے ایسے جوان کی جو کریم و شریف لوگوں کی  
 حمایت کرتا ہے اور اللہ صاحب احسان کے ثواب کی امید رکھتا ہے -

اس کے بعد ابو شامہ صائدی (صیداوی تل) میدان میں آئے اور کہا (غزاء

لال المصطفی و بناتہ علی (جیش طاہراً) خیر الناس سبط محمد، عزاء

لزهراء النبی و زوجها - خزانة علم الله من بعد احمد عزاء لاهل الشری والغرب

کلمہ - وحزننا علی جیش الحسین الممدد - فمن مبلغ عنی

النبی و بنتمہ بان ابنکم فی مجہدای مجہد -

تعزیت و تسلیت ہو آل مصطفیٰ اور آپ کی بیٹیوں کے لیے نواسہ رسول سب لوگوں سے

بہترین تے دشمنوں میں بد و محبوس ہونے کی بنا پر، تعزیت ہے نبی کی شہزادی زہرا

کے لیے اور ان کے شوہر کے لیے کہ جو احمد مجتبیٰ کی بعد علم کا خزانہ ہے، مشرق و مغرب

کے کل باشندوں کے لیے تعزیت ہے اور حزن و ملال ہے درست کار حسین کے

لشکر کے لیے، پس کون ہے کہ جو پیغمبر اور ان کی بیٹی کو میرا پیغام پہچائے کہ آپ کا

فرزند کسی شخص مصیبت میں گرا ہوا ہے۔

اس کے بعد ابراہیم بن حصین اسدی یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آیا، ضرب منکھ مفصلہ و ساقا، لیہرق التوم دمى اھرقا ویہرق الموت، ابو اسحاق۔ اعی بنی فاجرة الفساختار میں تھارے جوڑوں اور پنڈیوں پر تلوار ماروں گا تاکہ یہ قوم میرا خون یہاں سے اور ابو اسحاق کو شہادت نصیب ہو (قوم سے میری مراد بدکار عورت کی خالق اولاد ہے پس انہیں سے چراسی افراد کو قتل کیا۔

اور عمرو بن قرظہ میدان میں آیا کہ جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے، پھر احمد بن محمد ہاشمی باہر آیا اور وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا الیوم ابلوا حسی و دینی بصارم تحملة یعنی۔ احمی بہ یوم الوعی عن دینی۔ آج میں اپنے صلب و نسب اور دین کا امتحان لوں گا اس قاطع تلوار کے ذریعہ جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے اور میں جنگ کے وقت اس سے اپنے دین کی حمایت کروں گا۔

مناقب میں کہا ہے اصحاب حسینی میں سے جو لوگ پہلے حملہ میں شہید ہوئے وہ یہ ہیں نعیم بن عجلان، عمران بن کعب بن حارث، اشجعی، خنظلہ ابن عمرو بنیشانی، قاسط بن زہیر، کنانہ بن عقیق، عمرو بن مشیعہ، ضمرانہ بن مالک، عامر بن مسلم، سیف بن مالک، فیری، عبد الرحمن ارجمی، جمیع عابدی، حباب بن حارث، عمرو جندعی، حلاس بن عمرو، راسبی، سوار بن الجعفر (حمیر خ ل) فعی، عامر بن ابوسلامہ، دالانی نعمان بن عمرو، راسبی، زامر بن عمرو مولیٰ (غلام)، ابن الحکم، جبیلہ بن علی، مسعود بن حجاج، عبد اللہ بن عمرو، عفارہ بن زہیر بن بشیر، شعی، عامر بن حسان، عبد اللہ بن عمیر، مسلم بن کثیر، زہیر بن سلیم، عبد اللہ و عبد اللہ جو دو فزید بصری کے بیٹے تھے اور دس افراد امام حسین کے غلام تھے اور دو افراد حضرت امیر المومنین کے غلام تھے۔



دفن کر دینا زاہر نہ کہنا نہیں بلکہ جتنے تیر میرے پاس ہیں میں انہیں ماروں گا اور جب وہ ختم ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ قتل ہو جاؤں گا عمرو نے کہا نہیں بلکہ وہ کام کرو کہ جس کی میں نے تم سے خواہش و سوال کی ہے خدا تجھے اس میں نفع دے گا پس زاہر چھپ گیا اور وہ ملاعین آگئے اور انہوں نے عمرو کو قتل کر کے ان کا مرکاٹ لیا اور اسے اٹھالے گئے پس یہ پہلا مرتضیٰ اسلام میں کہ جسے نیز پر تو گوں کے لیے نصب کیا گیا جب وہ واپس چلے گئے تو زاہر نکلا اور اس نے عمرو کے بدن کو دفن کیا پھر زاہر زندہ رہا یہاں تک کہ امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوا۔

پس اس گفتگو سے ظاہر ہوا کہ زاہر امیر المومنین کے اصحاب میں سے تھا اور رسول اللہ کے صحابی اور امیر المومنین کے جواد بن عبد صالح کہ جسے عبادت نے کہتے کر دیا تھا کہ جس کا جسم نحیف و لاغر ہو گیا تھا رنگ زرد ہو گیا تھا کی متابعت اور اس کی پیروی کے ساتھ مخصوص قرار دیا گیا اور اسے ان کو چھپانے اور دفن کرنے کی توفیق حاصل ہوئی پھر اسے سعادت چلا کر لے آئی کہ امام حسین علیہ السلام کی نصرت میں شہادت نصیب ہوئی اور اس نے زاہر کی اولاد و احفاد میں سے تھا ابو جعفر زاہری محمد بن سان جو کہ حضرت کاظمؑ، رضاؑ اور جواد کے اصحاب علیہ السلام میں سے تھا معلوم رہے کہ مورخین نے ایک گروہ کا تذکرہ کیا ہے کہ جو میدان طف میں امام حسینؑ کی نصرت میں حاضر تو تھا لیکن شہید نہیں ہوا بلکہ بچ نکلے انہیں سے ایک عبد الرحمن بن عبد ربہ انصاری کا غلام ہے اور پہلے گزریا کا ہے کہ وہ کتاب ہے کہ جب میں نے قوم کو موت ہی پھڑکتے اور گرتے ہوئے دیکھا تو میں انہیں دہیں چھوڑ کر نکل آیا۔

اور انہیں میں سے ایک مرقع بن شامہ اسدی ہے طبری اور جزیری نے کہا

ہے کہ اس نے اپنے تیر پھیلا رکھے تھے اور گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا اور جبکہ کمر ہا تھا پس اس کے پاس اس کی قوم کے کچھ افراد آئے اور اس سے کہا کہ تیرے لیے امان ہے ہماری طرف نکل چد تو وہ ان کی طرف نکل گیا پس جب ان لوگوں کو سکیر عمر سعد ابن زیاد کے پاس گیا اور اس کی خبر بتائی تو اس نے اسے زارہ کی طرف شہریدہ کر دیا۔

فیروز آبادی کا کہنا ہے کہ زارہ سرکنڈوں اور صعید میں ایک بستی ہے اور طرابلس مغربی میں ایک گاؤں ہے اور بحرین میں بھی ایک بستی ہے کہ جہاں ایک مشہور شہر ہے اور ابو حنیفہ دیویری کی کتاب اثار الطوال میں ہے کہ ابن زیاد نے مرقع کو ربدہ ایصح دیا تھا وہ ہیں رہا یہاں تک بنو یزید فی النار والسر ہوا اور عبید اللہ شام کی طرف بھاگ گیا تو مرقع کو قہ واپس آگیا۔

اور ان میں سے ایک عقیقہ بن سمعان ہے طبری و جزیری نے کہا ہے اور عمر سعد نے عقیقہ بن سمعان کو گرفتار کر لیا اور وہ جناب رباب امر القیس کی بیٹی جو کبھی خاندان سے تھیں امام حسینؑ کی زوجہ فخرہ تھیں اور یہی فخرہ سکینہ بنت الحسین کی والدہ بھی تھیں کا غلام تھا عمر سعد نے اس سے پوچھا تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک عبد محمدؐ کی جہول پس اس کو چھوڑ دیا۔

انہیں سے ایک ضحاک بن عبد اللہ مشرقی بھی تھا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کے حالات پیش کریں

وطین یحییٰ از دی تے کہا ہے ہم سے عبد اللہ بن عامر فاشی (جو جہدان کی ایک شاخ ہے) نے بیان کیا ضحاک بن عبد اللہ مشرقی سے وہ کہتا ہے کہ میں اور مالک بن نظر ارجی امام حسینؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا پھر ہم آپ کے پاس بیٹھ گئے

پس آپ نے سلام کا جواب دیا اور میں مرجا کا اور ہم سے پوچھا کہ کیوں آئے ہیں تو ہم نے عرض کیا آپ کی خدمت میں سلام کہنے کے لیے آئے ہیں اور آپ کے لیے عافیت کی دعا کرتے ہیں اور تجدید عہد کرتے اور لوگوں کی حالت آپ کو بتانے کے لیے کہ وہ آپ کے ساتھ جنگ کرنے پر مجتمع ہو چکے ہیں پس اپنی رائے دیکھ لیں تو امام حسین نے فرمایا جی اللہ و نعم الوکیل اللہ میرے لیے کافی اور بہترین وکیل ہے پس ہم نے لوگوں کے رویہ اور زمانہ کی کج رفتار پر دیکھی ہوئے اور ان کی مذمت کی اور سلام و دعا کی کہ آپ کے لیے دلعنہ خیر کی تو آپ نے فرمایا میری نصرت و مدد کرنے سے تم کو کیا مانع و رکاوٹ ہے تو مالک بن نضر نے کہا کہ مقروض اور عیالدار ہوں اور میں نے عزم کیا میں بھی مقروض ہوں اگرچہ اہل و عیال میں رہتا لیکن اگر آپ میرے لیے حلال قرار دیں واپس جاتا اس وقت کہ جب کوئی آپ کی طرف سے جنگ کرنے والا نہ ہو تو آپ کی حمایت میں اتنی جنگ کروں کہ جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو اور آپ سے دفاع کا باعث ہو تو آپ نے فرمایا تیرے لیے حلیت ہے پس میں آپ کے ساتھ مقیم ہو گیا، پس صفاک بن عبد اللہ آپ کے ساتھ تھا آپ کی شہادت کے دن تک اور اس نے شب عاشورہ اور روز عاشورہ کے بعض متاع کی روایت کی ہے یہاں تک کہ کہا ہے جب میں نے دیکھا کہ اصحاب حسین سب کام آگئے ہیں اور لشکر دشمن یکسرہ آپ سے اور آپ کے اہل بیت سے رو برو ہو چکا ہے اور آپ کے ساتھ سوائے سوید بن عمرو بن ابی المصطلق خشعی اور بشیر بن عمرو حضرمی کے باقی کوئی نہیں رہا تو میں نے آپ سے عزم کیا اے فرزند رسول خدا آپ کے علم میں ہے جو کچھ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہوا تھا میں نے آپ سے کہا تھا میں آپ کی طرف سے قتال و جنگ کروں گا جب تک جہاد کرنے والے ہو

جب کوئی جنگجو باقی نہ رہا تو میرے لیے حلال ہو گا کہ میں واپس چلا جاؤں تو آپ نے فرمایا  
 تھا کہ ہاں ضحاک کتا ہے آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے لیکن تم اب نجات کیسے پاؤ  
 گے اور اگر اس پر قدرت رکھتے ہو تو تم حلیت میں ہو ضحاک کتا ہے کہ میں اپنے  
 گھوڑے کے پاس آیا اور میں نے جب دیکھا تھا کہ ہمارے ساتھیوں کے گھوڑوں  
 کی کوئی بھی وہ کاٹ رہے ہیں تو میں نے اپنا گھوڑا اصحاب کے گھروں کے درسیانہ خیمہ  
 میں داخل کر لیا تھا اور دشمنوں کے ساتھ پیدل جنگ کرتا رہا تھا پس میں نے حسینؑ  
 کے سامنے دو افراد کو قتل کیا تھا اور ایک شخص کا ہاتھ کاٹا تھا تو مجھ سے امام حسینؑ  
 نے کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ کسی کا ہاتھ مثل نہ کرو خدا تیرا ہاتھ قطع نہ کرے خدا تمہیں تیری  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی جانب سے جزائے خیر دے پس جب آپ نے  
 مجھے اجازت دے دی تو میں نے خیمہ سے گھوڑا نکالا پھر میں اس کی پشت پر جم کر  
 بیٹھ گیا اور اسے چابک مارا تو وہ اپنے سموں پر کھڑا ہو گیا تو میں نے اسے ان لوگوں  
 کے سامنے ڈال دیا انہوں نے مجھے راستہ دے دیا اور انیس سے پندرہ افراد میرے  
 پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ میں شقیۃ تک جا پہنچا جو فرات کے کنارے ایک بستی ہے  
 جب وہ میرے قریب پہنچ گئے تو میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے کثیر بن عبد اللہ ثعلبی  
 اور ایوب بن مشروح خیوانی اور قیس بن عبد اللہ صائدی نے پہچان لیا تو انہوں نے  
 کہا یہ تو ضحاک بن عبد اللہ مشرقی ہے یہ ہمارا چچا زاد بھائی ہے ہم تمہیں خدا کی قسم  
 دیتے ہیں کہ اس سے رک جاؤ تو بنو تمیم میں سے تین افراد نے کہا جو ان کے ساتھ تھے  
 ہاں خدا کی قسم دیتے ہیں ہم اپنے بھائیوں دراصل دعوت کی بات کو قبول کرتے  
 ہیں کہ جسے وہ پسند کرتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھی کا پیچھا کرنے سے رک جائیں ضحاک  
 کتا ہے کہ تمہیں نے میرے ساتھیوں کی پیروی کی تو باقی لوگ بھی رک گئے تو وہ کتا



ہے کہ خدا نے مجھے نجات دی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابن عباس نے سچ کہا جب امام حسینؑ کی نصرت چھوڑنے پر ان سے سخت کلامی کی گئی تو کہا کہ حسینؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص کی مذبحی ہو سکتی ہے اور نہ ایک شخص بڑھ سکتا تھا ہم انہیں معرکہ کربلا میں حاضر ہونے سے پہلے ہی ان کے ناموں کے ساتھ پہچانتے تھے۔

اور محمد بن منیف نے کہا کہ حسینؑ کے اصحاب ہماری پاس ان کے اور ان کے باپ دادا کے ناموں کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں میرے ماں باپ ان پر قربان جاؤں ہیں کاش کہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور اس عظیم کامیابی پر فائز ہوتا شیخ ثقہ جلیل القدر محمد بن حسن صفار قمی جو قم میں سن دو سو نوے ہجری میں فوت ہوئے کتاب بھائر الارباب میں اپنی اسناد کے ساتھ حذیفہ بن اسید غفاری صحابی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کی اور مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو میں واپسی پر آپ کے ساتھ تھا اور آپ کے آگے آگے کی دو آنکھوں کے سامنے ایک اونٹ کا بار بٹاتا تھا کہ جس سے آپ الگ نہیں ہوتے تھے جہاں کہیں بھی آپ جاتے تو میں نے آپ سے ایک دن عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں اے ابو محمد یہ بار کہ جو آپ سے الگ نہیں ہوتا جہاں کہیں آپ جاتے ہیں۔ فرمایا اے حذیفہ تجھے معلوم ہے کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا یہ دیوان ہے میں نے عرض کیا دیوان کیا ہے فرمایا ہمارے شیعوں کا دیوان ہے کہ میں میں ان کے نام ہیں میں نے عرض کیا آپ بار قربان جاؤں مجھے میرا نام دکھائیے آپ نے فرمایا صبح کو آپ میں صبح کے وقت آپ کی خدمت میں گیا اور میرے ساتھ میرا بھتیجا بھی تھا وہ پڑھ سکتا تھا جب کہ میں پڑھنا نہیں جانتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میں صبح آئے ہو تو میں نے عرض کیا وہی حاجت

کہ جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا یہ نوجوان کون ہے جو میرے ساتھ ہے  
 تو میں نے عرض کیا وہ میرا بھتیجا ہے اور وہ پڑھ سکتا ہے جب کہ میں پڑھنا نہیں جانتا  
 تو حذیفہؓ کہتا ہے آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس میں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا وسطیٰ دیوان  
 لے آؤ راوی کہتا ہے کہ وہ لایا گیا حذیفہؓ کہتا ہے کہ اس نوجوان نے نظر کی تو اچانک  
 نام چمک رہے ہیں وہ پڑھنا رہا اچانک اس نے کہا ہے چچا یہ تو میرا نام ہے میں نے  
 کہا تیری ماں تیرے غم میں روئے دیکھو میرا نام کہاں ہے حذیفہؓ کہتا ہے وہ کچھ دیر  
 تلاش کرتا رہا پھر کہتا ہے تیرا نام پس ہم خوش ہوئے اور وہ نوجوان امام حسینؑ کے  
 ساتھ شہید ہوا۔ پہلی بات کی طرف لوٹتے ہیں (اربابِ مقاتل کا کہنا ہے کہ امام  
 حسینؑ کے پاس یکے بعد دیگرے اشخاص آتے اور کہتے تھے اسلام علیک یا بن رسول اللہ  
 اے فرزند رسول آپ پر سلام ہو تو میں جواب سلام دیتے و علیک اسلام تجھ پر بھی  
 سلام ہو ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں اس کے بعد اس آیت کو پڑھتے فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ  
 نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا انہیں سے بعض اپنی مدت پوری کر گئے اور  
 بعض منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے رضوان  
 اللہ تعالیٰ علیہم ادریت کثوس للننا نا علیہم۔ فاعفوا عن الدنيا کا عطاء دی سکر  
 فاجسامہم فی الارض قتلی بحبہ وارواحہم فی المحجب نحو العلی تسری  
 فاسر سوا لا بقرب حبیبہم۔ وما عرجوا من مس یثوس ولا ضرس  
 یعنی موت کے پہلے ان کے اوپر گردشِ دیشے گئے اور دنیا سے انہوں نے آنکھ  
 بند کر لی جس طرح مست آنکھ بند کرتا ہے ان کے جسم روئے زمین ہیں اس کی دوستی  
 میں قتل سے ہم کٹا ہوئے اور ان کے ارواح مجاہدوں میں عالم بالاک کی طرف گئے  
 پس انہوں نے منزل نہیں کی مگر اپنے دوست کے پاس لیکن سختی و رنج کی وجہ سے

وہ اوپر نہیں گئے۔

سید کہتے ہیں کہ اصحاب حسینیؑ آپ کے سامنے قتل ہونے میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے تھے اور وہ اس طرح تھے کہ جیسے ان کے بارے میں کہا گیا ہے قوم اذ انودوا الدفع علمتہ۔ والخیل بین مدعس و مکروس۔ لبسوا القلوب علی الدروع کانہم یتہافتون الی ذہاب الالانفس۔ وہ ایسا گروہ ہیں کہ جنہیں اگر بلا نہ تھی تو دفع کرنے کے لیے بلایا جائے اور بعض سپاہی نیزہ لگاتے ہیں سرگرم ہوں اور بعض بہادروں کو اکٹھا کرنے میں انہوں نے دلوں کو زریروں کے اوپر پہن رکھا ہے۔ گویا جانوں کے جانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہیں۔

شیخ ابن منان نے ان کی قوت و طاقت جنگ کرنے اور نواسہ رسولؐ سے دشمنی کو روکنے اور دفاع کرنے کے بارے میں کہا ہے اذا اعتقلوا السعرا الرماح و تعموا اسود الشری فرت من الخوف والذعر کما رعی الجرب العوان وان سطوا فاقرا نهم یوم الکرمیۃ فی الخسر اذا ثبتوا فی ما ذاق الحرب ارجلاء فمعد ہم منہ الی ملتقى الحشر۔ قلوبہم فوق الدروع و ہم ہمد ذہاب النفس السائلات الی الشہید۔

جیب گندم گوں نیزوں کو اٹھالیں اور مصمم ارادہ کر لیں تو بیٹوں کے شیر خوف و ڈر سے بھاگ پھڑپھڑاتے ہوئے ہیں سخت جنگ کی چکی کے نام السلاح جنگجو ہیں جب حملہ کریں تو ان کے دم مقابل خسارے میں ہوتے ہیں جب میدان جنگ میں وہ اپنے قدم گاڑ دیں تو پھر ان کی وعدہ گاہ قیامت و حشر کا دن ہے۔

ان کے دل زہروں کے اوپر ہیں اور ان کا ہم و غم زمین پر بہتی ہوئی جانوں کو لے جانا ہوتا ہے ابن ابی الحدید نے بیج البلاغہ کی شرح میں کہا ہے کہ ایک

ایسے شخص سے کہ جو یوم طغ (کر بلا کی جنگ میں) عمر سعد کے لشکر میں موجود تھا کہا گیا تم پر وائے ہو کیا تم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی ذریت و اولاد کو قتل کیا ہے تو اس نے کہا تیرے دانتوں کے درمیان پتھر ہو (تو پتھر چائے) اگر تو وہ کچھ دیکھتا جرم ہے دیکھا ہے تو تو بھی وہی کچھ کرتا جو ہم نے کیا ہے ہم پر ایسے گردہ نے حملہ کیا تو جو شیر زندہ تھے جن کے ہاتھ تلواروں کے قبضوں پر تھے جو شاہسوار کو دایں بائیں روندتے تھے اور اپنے آپ کو موت پر جا گراتے تھے نہ امان قبول کرتے تھے نہ مال و دولت کی طرف رغبت کرتے تھے اور ان کے درمیان اور موت کے حوضوں پر وارد ہوتے یا ملک پر قبضہ کرنے کے درمیان کوئی چیز انہیں مانع اور حائل نہیں تھی اگر ہم ان سے تھوڑی دیر کے لیے ہاتھ روک لیتے تو وہ سارے لشکر کو تباہ کر دیتے تمہاری ماں نہ ہو ان حالات میں ہم کیا کرتے۔

شیخ ابو عمر و کثی کہتے ہیں اور حبیب ان ستر مردوں میں سے ایک تھے کہ جنہوں نے حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد کی تھی اور لوہے کے پہاڑوں سے جو ٹکرائے تھے اور جنہوں نے یزید کا اپنے سینوں سے اور تلواروں کا اپنے چہروں سے استقبال کیا تھا اور ان کے سامنے امان اور مال پیش کیے جاتے تو وہ انکار کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بارگاہ میں ہم کیا عذر پیش کریں گے اگر حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور ہم میں سے کوئی آنکھ پھٹ کر نہ ہی لہذا آپ کے گرد شہید ہو گئے۔

یہاں مؤلف نے عربی زبان کے کچھ اشعار اصحاب حسینی کی مدح کے نقل کئے ہیں جنہیں ہم حذف کر رہے ہیں۔

## ۲۱ فصل خانوادہ رسول کا جہاد

عین کے اہل بیت کا جہاد اور ان کی شہادتیں (رضوان اللہ علیہم اجمعین) انہیں سے ایک ابو الحسن علی بن الحسین اکبر علیہ السلام تھے۔

جب حسینؑ کے اصحاب شہید ہو گئے اور آپ کے ساتھ باقی نہ رہے مگر آپ کے مخصوص اہل بیت اور خاندان کے افراد جو کہ حضرت علیؑ کی اولاد، جعفرؑ کی اولاد، عقیلؑ کی اولاد، امام حسنؑ کی اولاد اور خود آپ کی اولاد تھے تو وہ اکٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے الوداع کرنے لگے اور جنگ کرتے کا ارادہ کیا پس کس قدر وہ مستحق ہیں اس کی توصیف کے کہ جس نے کہا قوم اذا اقتحموا العجاج رايتهم شمساً وخت وجوہہم اقماراً۔ لا یعدلون برفدہم عن مسائل عدل الزمان علیہم اوجار۔ واذا الصریخ دعاہم لعلہ۔ بذلوا النفوس وفارقوا الاعمار۔ وہ ایسی قوم ہیں کہ جب وہ غبار جنگ میں داخل ہوں تو تم انہیں آفتاب سمجھو گے اور ان کے چہروں کو چاند، وہ اپنی بخشش کسی مسائل سے نہیں موڑتے زمانہ ان سے عدل کر یا ظلم اور جب کوئی فریاد ہی کسی مصیبت کے وقت انہیں پکارے تو وہ اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں اور زندگی سے جدا ہو کر اختیار کر لیتے ہیں۔

اور اس کے قول کے مطابق کہ جو کتا ہے۔ یعنی الوجوہ کریۃ احسا بہم۔ ثم الدنوف من الطرائف الاول یفشون حتی ماتوا کلابہم۔ لا یسألون عن السواد العقیل۔

سفید چہروں والے ہیں ان کا حسب و نسب کریم و شریف ہے اونچی ناک والے پہلے درجہ کے لوگ ہیں مکان اچانک ان پر وارد ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے کتے نہیں بھوکتے اور وہ آنے والی سبائی (میوے) کے بارے میں سوال تک نہیں کرتے۔

اور کعب بن مالک کے بقول قوم علی بنیائیم من ہاشم۔ فرع اشعر و سوراہما ینقل قوم بہم نظر الالہ لخلقہ و بجدہم نصر النبی المرسل بیض الوجہود تری بطون اکنہم بتدی اذا اعتذر الزمان الماحل۔  
وہ ایسی قوم ہیں کہ بنی ہاشم میں سے ان کی بنیاد پر بلند دیوار کھڑی ہوئی ہے اور ایسی سرداری ہے جو منتقل ہونے والی نہیں ہے وہ ایسی قوم ہیں کہ جن کی وجہ سے خلافتی غلوئی پر نظر لطف کرتا ہے اور جن کے دادا کے ذریعہ بنی مرسل کی نصرت کی گئی سفید چہروں والے ہیں کہ تو دیکھ گئے گا کہ ان کی ہتھیلیوں کے اندر سے سخاوت پھوٹتی ہے جب مثال مٹول کرنے والا نہ مانہ عذر خواہی کرے۔

میں عوام بن حوشب سے روایت کی ہے وہ کتاب ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے قریش کے کچھ جوانوں کو دیکھا کہ جن کے چہرے متعین شدہ تلواروں کی مانند تھے پھر آپ کے چہرہ پر تحزن و ملال دیکھا گیا یہاں تک کہ لوگوں نے اسے پورے طور پر پہچانا تو عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے تو آپ نے فرمایا ہم ایسا خاندان اور اہل بیت ہیں کہ خدا نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے اور مجھے یاد آئے ہیں وہ مصائب کی جو میرے اہل بیت میرے بعد میری امت سے جھیلیں گے جو کہ قتل و شہید ہونا وطن سے بے وطن ہونا اور در بدر کی ٹھوکریں کھانا ہے۔ یہاں مؤلف سید حیدر صلیؑ کے اشعار ذکر کیے ہیں جنہیں ہم حذف کر

(ہے ہیں)

پس علی بن الحسین اکبر علیہ السلام آگے بڑھے اور ان کی والدہ علیہ السلام ابومرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھی۔

مؤلف کہتے ہیں کہ عروہ بن مسعود تینائے اسلام کے چار سرداروں میں سے ایک تھا اور ان دو عظیم و بزرگ افراد میں سے ایک تھا کہ جن کا ذکر خدا تعالیٰ کے ارشاد میں کفار قریش کی بات کی حکایت میں آیا ہے۔ وقالوا لولا نزل هذا

القرآن علی رجل من العترتین عظیم۔۔۔۔۔

انہوں نے کہا یہ قرآن دو سنیوں کے کسی عظیم و بڑے شخص پر کیوں نہیں نازل ہوا۔ اور یہ وہی شخص ہے کہ جسے قریش نے نبی اکرمؐ کے پاس صلح حدیبیہ کے دن بھیجا تھا اور اس نے آپؐ کے ساتھ عقد صلح باندھا تھا جب کہ وہ کافر تھا پھر وہ سال نو ہجری میں مسلمان ہوا جب حضرت محمد مصطفیٰ طائف سے واپس لوٹے اور اس نے نبی اکرمؐ سے اجازت چاہی اپنے گھر والوں کی طرف واپس جانے کی پس وہ واپس گیا اور اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت دی پس انہیں سے ایک ایک شخص نے اسے تیر بار احب کہ وہ نماز کی اذان کہہ رہا تھا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جب آپ کو اس کی خبر ملی کہ عروہ کی مثال صاحب یسٰیؑ ایسی ہے کہ جس نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی ہے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے، اسی طرح ہے کتاب شرح الشامل الحمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے اس قول کی تشریح کے ذیل میں روایت عیسیٰ بن مریم فاذا اقرب من رایت بہ شبہا عروہ بن مسعود۔ اور میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو دیکھا سب سے زیادہ

قریبی مشابہت ان سے عروہ بن مسعود رکھتا ہے۔

اور عیسیٰ نے اسد القایۃ میں ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا چار افراد دنیا کے اسلام میں سردار ہیں۔  
 بشر بن ہلال عیدی بن حاتم، سراقہ بن مالک مدنی اور عروہ بن مسعود ثقفی  
 اور علی بن الحسین زیادہ روشن چہرہ اور زیادہ اچھے خلق کے مالک تھے پس  
 آپ نے اپنے باپ سے جنگ کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اذن جہاد  
 دیا پھر ان کی طرف اس سے مایوس ایسی نگاہ کی اور پھر آنکھیں نیچی کر لیں اور  
 رو پڑے۔

اور ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنی ریش مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے کہا  
 اللہم اشہد علی ہولاء القوم فقد برز الیہم غلام اشبہ الناس  
 خلقا و خلقا و منطقا برسولک کنا اذا اشتقنا الی نبیک نظرنا الی  
 وجہہ اللہم امنہم برکات الارض و خرقتہم تغریقا و  
 مزقہم تمزیقا و اجعلہم طرائق قدا و لا ترض الولاۃ عنہم ابداً  
 فانہم دعونا لننصر و ناثم عد و امینا یقاتلوننا خدا یا اس قوم پر گواہ رہنا کہ ان کی طرف  
 ایسا نوجوان جا رہا ہے کہ جو خلقت اخلاق اور گفتار میں تیرے رسول کے ساتھ سب  
 لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے ہم جب تیرے نبی کی زیارت کے مشتاق ہوتے  
 تو اس کے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے خدا یا ان سے زمین کی برکات کو روک لے اور  
 انہیں متفرق کر دے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور مختلف گروہوں میں بانٹ  
 دے ان سے کبھی بھی وائیوں اور حاکموں کو راضی نہ رکھنا کیونکہ انہوں نے ہمیں دوستو  
 دی کر یہ جاری نصرت و مدد کریں گے پھر یہ ہمارے دشمن و مخالف ہو گئے اور



اب ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔

پھر آپ نے بلند آواز سے عرض کیا کہ کیا ہو گیا ہے تجھے خدا تیرے  
 رحم کو قطع کرے اور خدا تیرے معاملات میں تیرے لیے برکت قرار نہ دے اور  
 تجھ پر اسے مسلط کرے جو تجھے میرے بعد تیرے بستر پر ذبح کرے جیسا کہ تو نے مجھ  
 سے قطع رحمی کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے میری قرابت کی حفاظت  
 نہیں کی پھر آپ نے بلند آواز میں ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً وال ابراہیم وال

عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض واللہ صمد علیہ  
 . بے شک اللہ نے آدم و نوح اور آل ابراہیم و آل عمران کو عالمین پر مصطفیٰ کیا اور  
 چنانچہ میں سے بعض دوسرے بعض کی ذریت و اولاد ہیں اور اللہ سننے اور جاننے  
 والا ہے ” کی تلاوت کی پھر علی بن الحسین علیہما السلام نے اس قوم پر حملہ کیا

(صدق کی امالی اور روحۃ الواعظین میں ہے اور اس کے بعد (یعنی عبداللہ بن مسلم بن عقیل کے بعد) علی بن الحسین علیہ السلام میدان میں نکلے جب وہ باہر آئے تو حسین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا خدایا تو ان پر گواہ رہنا بیشک انکی طرف تیرے رسول کا بیٹا اور وہ آجر چہرہ اور صفت میں سب لوگوں سے زیادہ آنحضرت سے مشابہت رکھتا ہے سید بحرانی کے ابو جعفر طبری سے روایت کی ہے اس نے عبداللہ بن محمد سے وہ کتاب ہے کہ میں حسین بن علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے آپ کے بیٹے علی اکبرؑ نے بے موسم انگوڑوں کی خواہش کی تو آپ نے مسجد کے ایک ستون پر ہاتھ مارا اور اس میں سے انگوڑا دیکھنے نکال کر فرمایا اللہ کے پاس جو کچھ اس کے ادلیا کے لیے ہے وہ بہت زیادہ ہے) اور علی اکبرؑ یہ جز پڑھتے

گے انا علی بن حسین بن علی بن ابی طالب و بیعت اللہ اولی بالنبی من شئت و شمر ذالک

الدنی انہم بکرم بالسیف حتی ینتشی، ضرب غلام ہاشم علوی، ولازال الیوم  
 احی عن ابی تالئہ لا یحکم خینا ابن المدعی۔ میں علی بن الحسین بن علی ہو بیت اللہ  
 کی قسم ہم نبی اکرمؐ سے نسبت اور ولایت و زیادہ تقرب کی رکھتے ہیں مثبت اور ثمر  
 جیسے بہت لوگوں سے میں تمہیں اس قدر تنوار کی ضربیں لگاؤں گا کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے  
 جو ہاشمی علوی زوجان کی ضرب ہے میں ہمیشہ اپنے باپ کی حمایت کرتا رہوں گا خدا کی  
 قسم ہم میں زبردستی ملتی کیے ہوئے (حرام زادے) کا بیٹا حکم نہیں چلا سکتا۔

آپ نے کئی مرتبہ لوگوں پر شدید حملہ کیا اور انہیں سے بہت سے افراد کو قتل  
 کیا یہاں تک کہ مقتولین کی کثرت سے لوگ چیخ اٹھے اور ایک روایت میں ہے کہ  
 پیاس کے باوجود آپ نے ایک سو بیس افراد کو قتل کیا مناقب میں ہے کہ آپ  
 نے ترمبارز کو قتل کیا اور پھر آپ اپنے والد کی طرف پلٹ آئے جب کہ آپ  
 کو بہت سے زخم لگ چکے تھے اور عرض کیا یا اباۃ العطش قد قتلتی ومثل الحدیث  
 اجمعہ فی فعل الی شربہ من ماء سبیل التقویٰ بہا علی (الاعداء)۔  
 یا یا پیاس نے مجھے قتل کر دیا ہے اور لڑ ہے کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے پس کیا  
 پانی کے ایک گھوٹ کی طرف کوئی راستہ ہے کہ جس سے میں دشمنوں کے خلاف قوت  
 و طاقت حاصل کروں۔

توسین روپڑے اور فرمایا داغوشاہ اسے بیٹا تھوڑی دیر جنگ کرو پس بہت  
 جلدی تمہارے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ تجھ سے ملاقات کریں گے اور تجھے لبریز کا  
 ایسے پانی کا پلائیں گے کہ جس کے بعد تم کبھی بھی پیاس سے نہیں ہو گے اور یہ بھی کہا گیا  
 ہے کہ آپ نے فرمایا اسے بیٹا اپنی زبان لاؤ پس اکبر کی زبان لے کر اسے چوسا  
 اور انہیں اپنی انگوٹھی دی اور فرمایا کہ اسے اپنے منہ میں رکھو اور اپنے دشمن سے

جنگ کرنے کے لیے پلٹ جاؤ کیونکہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم شام نہیں کرو گے کہ تمہارے  
 نانا تمہیں ایسے لبریز کا سے سے سیراب کریں گے کہ جس کے بعد تم کبھی بھی پیاسے نہیں ہو  
 گے پس شہزادہ میدان قتال کی طرف پلٹ گیا اور وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا : الحروب قد  
 بآنت لها الحقائق . و طهرت من بعدھا مصادق . والله رب العرش لا تغارق  
 جموعکم او تغمد البوارق ۔ جنگ کے لیے حقائق واضح ہو گئے  
 ہیں اور اس کے بعد اس کے مصداق ظاہر ہو گئے ہیں عرش کے پروردگار خدا کی  
 قسم ہم تمہاری جماعتوں سے اس وقت تک الگ نہیں ہوں گے جب تک تلواریں  
 نیاموں میں نہ چلی جائیں پس مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ دوسو افراد  
 مکمل کر لیے اور اہل کوہ آپ کو قتل کرنے سے بچتے تھے پس مرہ بن منقذ بن نمان  
 عبیدی یثی نے آپ کو دیکھا تو اس یحیٰ نے کہا مجھ پر تمام عربوں کے گناہوں کا بوجھ  
 ہو کہ اگر وہ میرے قریب سے گزرا وہ کچھ کرتے ہوئے جو اس وقت کو رہا ہے تو  
 میں ضرور اس کی ماں کو اس کے ماتم میں رلاؤنگا پس آپ لوگوں پر اپنی تلوار سے  
 حملہ کرتے ہوئے گزرے تو مرہ بن منقذ آپ سے متعرض ہوا اور اس نے آپ کو  
 نیزہ مار کر گرا دیا اور باقی لوگوں نے آپ کو گھیر لیا اور تلواروں سے محو طے ٹکڑے  
 کر دیا ۔

فان اكلت صندیه البیض ثلوه فلاحم کریم القوم لم المهند اگر ہندی تلواریں ان  
 کا گوشت کھا گئی ہیں تو شرابی قوم کا گوشت ہندی تلواروں کا ہی لقمہ ہوتا ہے ۔  
 اور کتاب مناقب میں ہے کہ آپ کو مرہ بن منقذ عبیدی نے چھپ کر پشت  
 پر نیزہ مارا اور پھر دوسروں نے تلوار کے وار کئے ۔

اور ابو الفرج نے کہا ہے کہ آپ بڑھ بڑھ کر حملے کرتے تھے یہاں تک کہ آپ

کو ایک تیر مارا گیا جو آپ کے حلق میں لگا اور سوراخ کر دیا اور آپ اپنے خون میں ٹٹے لگے پھر پکار کر کہا یا ہتاء علیک السلام ہذا جہی رسول اللہ یقرئک السلام ویقول عجل القدر والیمتا (علینا خل) بابا آپ پر سلام ہو یہ میرے نانا رسول اللہ ہیں جو آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور فرماتے ہیں ہماری طرف جلدی آؤ پھر ایک نعرہ مارا اور دنیا سے کوچ کر گئے۔

اور بعض متقاتل میں ہے کہ پھر متقذبن مرہ عبیدی لعنہ اللہ نے آپ کے فرقہ مبارک پر ضرب لگائی کہ جس سے آپ بھاڑیں کھلنے لگے اور لوگوں نے آپ پر بر ضربیں لگائی شروع کیں پھر آپ نے گھوڑے کی گردن میں بانیں ڈال دیں اور وہ گھوڑا آپ کو اٹھا کر دشمنوں کے لشکر کی طرف لے گیا اور انہوں نے آپ کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جب آپ کی روح گئے تک پہنچ گئی تو بلند آواز سے کہا اے بابا یہ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار سے مجھے سیراب کیا ہے کہ جس کے بعد میں کبھی بھی پیاسہ نہیں ہوں گا اور وہ فرماتے ہیں جلدی جلدی آؤ کہ آپ کے لیے بھی ایک پیالہ ذخیرہ کیا ہوا ہے تاکہ ابھی ابھی آپ آکر پیئیں۔

سید کہتے ہیں کہ پس حسین آئے یہاں تک کہ ان کے پاس رُک گئے اور اپنا رخسار ان کے رخسار پر رکھ دیا اور حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اس دن میرے کانوں نے حسین کو یہ کہتے سنا قتل اللہ قوما قتلوا یا بنی ما اجراہم علی الرحمن وعلی انتعاک خدمۃ الرسول (خدا اس قوم کو قتل کرے جس نے تجھے قتل کیا اے بیٹا وہ کس قدر خدائے رحمن کے خلاف اور رسول کی حد تک حرمت پر صبری ہو گئے ہیں پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو کا چشمہ پھوٹ پڑا اس کے بعد فرمایا

علی الدنيا بعد العفا - تیرے بعد دنیا پر خاک ہے۔

اور رختہ الصفین ہے کہ امام حسین نے بلند آوازیں گریہ کیا اور اب تک کسی نے آپ کو بلند آوازیں روتے نہیں سنا تھا اور طرہی نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے جب علی بن الحسین علیہ السلام طف کہ بلایں شہید ہو گئے تو حسین ان کی طرف بڑھے جب کہ آپ نے جبہ و قباء اور گلابی رنگ کا عمامہ پہن رکھا تھا اور دونوں طرف سے عمامہ کے پلے چھوڑ رکھے تھے پس شہزادے کو مخاطب کر کے فرمایا تم تو بیٹا دنیا کے مصائب اور ہم و غم سے چھوٹ گئے اور بہت جلد میں بھی تم سے آملوں گا۔

اور جناب علی اکبر کی جو زیارت صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں ہے باجانت و امی من مذبح و مقتول من غیر جرم و باجانت و امی دملک الموتی بہ الی حبیب اللہ و باجانت و امی من صدام بین یدی ایلک یحتسبک و یسک علیک محترقا علیک قلبہ یرفع دملک بکفہ الی المنان السماء ترجع قطرہ و تسکن علیک من ایلک ذفرۃ میرے ماں باپ قربان ہو اس پر جو اپنے باپ کے سامنے میدان کی طرف گیا کہ جس کا اجر وہ خدا پر چھوڑے ہوئے تھے اور آپ پر وہ جلے ہوئے دل سے گریہ کر رہے تھے اور آپ کا خون اپنی ہتھیلی میں لے کر آسمان کی طرف پھینک رہے تھے کہ جس کا ایک خطرہ بھی پلٹ کر واپس نہیں آیا اور آپ کے باپ کو آپ کی مصیبت پر سکون نہیں آتا تھا۔ شیخ مفید نے فرمایا اور جناب زینب حسین کی ہمیشہ جلدی سے اے بھیا اے بھیلکے لال پکارتی ہوئیں نکلیں اور آکر اپنے آپ کو اکبر کی لاش پر گرا دیا پس حسین نے ان کے سر کو (ان کے ہاتھ کو خوں) تھام کر انہیں خیمہ کی طرف پٹایا

اور اپنے جراتوں کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کو اٹھالے جاؤ پس وہ معرکہ جنگ سے اٹھا کر اس خیمے کے سامنے رکھ دیا کہ جس کے آگے وہ جنگ کر رہے تھے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ سید الشہداء کے اہل بیت میں سے پہلے شہید کے بارے میں علماء کے کلمات مختلف ہیں کہ کیا وہ علی اکبر تھے یا عبداللہ بن مسلم بن عقیل ان دونوں اقوال میں سے ہر ایک کی طرف ایک گروہ گیا ہے اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے ہمارے نزدیک ہی زیادہ صحیح ہے جیسا کہ طبری، جزری، دینوری

شیخ مفید، سید ابن طاووس اور ان کے علاوہ دوسرے علماء نے اختیار کیا ہے اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ زیارت کو جو شہداء کے ناموں پر مشتمل ہے۔

السلام علیہ یا اول قتیل من نسل خیر سلیل۔ آپ پر سلام جوائے پہلے شہید جو بہترین نسل میں سے ہیں۔

پس شیخ اجل نجم الدین یعقوب بن ماکاہ قول کہ »جب آپ کے ساتھ باقی نہ رہے مگر اہل قتیل آپ کے اہل بیت میں سے تو علی بن الحسین نکلے، ضعیف ہے اگرچہ احتمال ہے کہ ان کی مرواجی وہی ہو جو گذشتہ مذکورہ علماء کی ہے لیکن ان کے کلام کا سیاق اس کا انکار کرتا ہے رحمہ اللہ

اور آپ کے سن شریف کے بارے میں بھی علماء نے بہت کچھ اختلاف کیا ہے محمد بن شہر آشوب اور محمد بن ابوطالب ابو موسیٰ نے کہا ہے کہ وہ اٹھارہ سال کے تھے۔

اور شیخ مفید نے کہا ہے کہ اس دن آپ انیس (یا دس وچندول) سال کے تھے تو اس قول کی بنا پر آپ اپنے بھائی امام زین العابدین علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ پچیس سال کے تھے۔

اور بعض نے اس کے علاوہ بھی کہا ہے تو اس بنا پر وہ بڑے تھے اور یہی زیادہ صحیح اور زیادہ مشہور ہے فعل النقصاء شیخ اجل محمد بن ادریس حلی نے سر ائمر کی کتاب الحج کے خاتمہ میں کہا ہے جب ابو عبد اللہ حسین علیہ السلام کی زیارت پڑھنا مقصود ہو تو ان کے بیٹے علی اکبر کی زیارت پڑھی جائے اور ان کی والدہ یحییٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھیں اور وہ آل ابو طالب میں سے یوم الطف کے واقعہ میں پہلے شہید ہیں اور یہ علی بن الحسین عثمان کی امارت و حکومت کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے جد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

اور ہمارے شیخ مفید اس طرف گئے ہیں کتاب ارشاد میں کہ طف میں شہید ہونے والے علی اصغر ہیں اور وہ تقیہ کی بیٹی کے فرزند ہیں اور علی اکبر کہ جو امام بن العابدین ہیں ان کی والدہ ام ولد تھیں اور وہ شاہ زمان یزدجرد کسری کی بیٹی۔

اور محمد بن ادریس نے کہہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس فن کے لوگوں کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ نساہوں اور اصحاب سیراخبار و تواریخ میں مثل زبیر بن بکار کے پھر ان کی ایک جماعت کے نام ذکر کیے ہیں اور کہا ہے اور ان سب نے اس قول پر اتفاق کیا ہے اور وہ اس قسم کے امور میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں انتہی کلام رفع مقامہ اور آپ کے لیے اس میدان کے یہ شاہسوار کافی ہیں جو ایسے نقاد ہیں جو واضح بیان کے ساتھ اس پر شہیدہ امر کی جردے رہے ہیں اور اسی کی تائید کرتے ہیں وہ اشعار کہ جو آنجناب کی مدح میں وارد ہوئے ہیں اور وہ روایت کہ جسے ابو افرج نے مغیرہ سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ معاذیہ نے کہا نہیں اس امر خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ مستحق علی بن الحسین بن علیؑ ہے کہ جس کا ناتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور اس میں بخا ہاشم کی شجاعت، بنی امیہ کی اور اس کی سخاوت اور ثقیف کا ناز و تزیانی و خوبصورتی۔

پھر یہ بھی معلوم ہے کہ بعض روایات و زیارات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا بیٹا اور بیوی بھی تھی درایت و ثقۃ الاسلام کہیں عطر اللہ مرقدہ کے واسطے سے علی بن ابراہیم قمی سے ان کے والد سے احمد بن محمد بن ابوبرنہ نطنی سے رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوالحسن رضا علیہ السلام سے راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں کہ جو ایک عورت سے شادی کرتا ہے اور اس عورت کے باپ کی ام ولد (کنیز) سے شادی کرے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کے والد گرامی سے خیر پہنچی ہے کہ علی بن الحسین علیہما السلام نے امام حسن بن علی کی صاحب زادی سے شادی کی اور امام حسن کی ام ولد سے بھی کی اور یہ اس بنا پر میں عرض کر رہا ہوں چونکہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں آپ سے اس بارے میں سوال کروں تو آپ نے فرمایا اس طرح نہیں ہوا حضرت علی بن الحسین نے امام حسن کی بیٹی اور علی بن الحسین کے جوڑم دو گروں کے ہاں شہید کئے گئے تھے ان کی ام ولد سے نکاح کیا تھا انہو اور حمیری نے بھی مندرجہ کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے اور باقی رہی زیارت تو ایک طویل زیارت جو ثمالی کی و ساطط سے صادق سے مروی ہے کہ آپ نے علی بن الحسین مقتول طف کی زیارت میں فرمایا صلی اللہ علیک وعلیٰ عترتک و اہل بیتک و ابائک و ابنائک۔ باقی رہا یہ کہ ان کی والدہ کہ بلا میں موجود تھی یا نہیں اس سلسلہ میں کامیاب نہیں ہو سکا واللہ العالم اور انہیں شہداء میں سے ہی عبد اللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ



محمد بن ابی طالب نے کہا ہے پہلا شخص جو امام حسین کے اہل بیت اور خاندان میں سے میدان مبارزہ میں آیا وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھا جو رجز پڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا: **اليوم الفی مسلماً و هو ابی۔ و فتیۃ بار و علی دینی النبی۔ لیسوا بقوم عرفوا بالکذب۔** لکن خیار و کوام النسب۔ من ہاشم السادات اهل النسب آج میں اپنے باپ جناب مسلم اور ان جوانوں سے ملاقات کروں گا جو دین نبی پر مرٹے وہ ایسی قوم ہے جو جوڑ بولنا نہیں جانتے تھے بلکہ وہ اچھے کریم النسب اور سادات بنی ہاشم میں سے اہل نسب تھے، پس انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ اٹھانوے افراد کو تین حلوں میں قتل کیا پھر انیس عروین صبیح صیداوی اور اسد بن مالک لعنہما اللہ نے شہید کیا۔

ابوالفرح کہتا ہے ان کی والدہ رقیہ بنت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھیں۔ شیخ مفید اور طبری نے کہا ہے پھر عمر سعد کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہ جسے عروین صبح کہا جاتا تھا عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر مارا پس عبداللہ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ دیا۔ اسے بچانے کے لیے پس تیران کی ہتھیلی پر لگا اور وہ ان کی پیشانی میں بھی نافذ ہو گیا پس اسے میخ کی طرح کر دیا اس میں کہ وہ ہلا نہیں سکتے تھے پھر ایک دوسرا لعین نیزہ لے کر ان کے پاس پہنچا اور وہ نیزہ ان کے دل پر مارا اور آپ کو قتل کر دیا قدس اللہ روحہ

ابن اثیر نے کامل میں کہا ہے اور مختار نے زبید بن رقا و جاتی کے پاس اپنے آدمی بھیجے جو کہا کرتا تھا کہ میں نے (خاندان رسالت) کے ایک جوان کو تیر مارا تھا جب کہ اس کی ہتھیلی اس کی پیشانی کے اوپر تھی اور وہ جوان عبداللہ بن مسلم ابن عقیل تھا اور جب میں نے تیر مارا تو اس جوان نے کہا تھا خدا یا انہوں نے میں تیل و ذیل

سمجھ لیا ہے پس تو انہیں اسی طرح قتل کر جس طرح انہوں نے ہمیں قتل کیا ہے پھر اس لعین نے اس جوان کو ایک دوسرا تیر مارا اور وہ کہا کرتا تھا جب میں ان کے پاس آیا تو وہ مرچکا تھا پس میں نے وہ تیر جس نے اسے قتل کیا تھا اس کے شکم سے نکالا اور دوسرے تیر کو اس کی پیشانی میں میں ہلاتا رہا یہاں تک کہ تیر تو میں نے لے لیا لیکن اس کا پھل رہ گیا جب اس لعین کے پاس غمار کے ساتھی آئے تو تلوار لے کر ان کی طرف نکلا تو ابن کمال نے ان سے کہا اس کو نیزہ اور تلوار نہ مارو بلکہ تیر اور پتھر مارو پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور اور وہ لعین گر پڑا پس انہوں نے اسے نہ نہ جلا یا خدا اس پر لعنت کرے اور اسے رسوا و ذلیل کرے۔

اور انہیں میں عون بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہیں۔

طبری نے کہا ہے پس لوگوں نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا پس عبد اللہ بن قطیبہ طائی پھر نبھائی نے عون بن عبد اللہ بن جعفر بن ابوطالب پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ کہتے ہوئے میدان کی طرف بڑھے ان تنکونی فانا ابن

جعفر، شہید صدق فی الحنان ازہر بطیر فیہما بجناح احصہ کفی بہذا شرفا فی المحشر۔ اگر مجھے نہیں پہچانتے تو میں جعفر تیار کا بیٹا ہوں جو سچے شہید تھے جنت میں زیادہ چمک دیک میں ہیں اور سبز رنگ کے پردوں سے اس میں اڑتے ہیں میدانِ محشر کے شرف کے لیے اتنا کافی ہے، پس انہوں نے تین شاہسوار اور اٹھارہ پیادوں کو قتل کیا اور انہیں عبد اللہ بن قطیبہ طائی نے شہید کیا انتھی۔

ابوالفرج کا کہنا ہے کہ ان جناب عون کی والدہ جناب زینب عقیقہ بنت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھیں کہ جن کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

تھیں اور سلیمان بن قہہ کی مراد اس کے قول سے یہی ہیں۔ واللہ ان بکیت عومنا  
افاء لیس فیما ینوبہم یخذول فلعمری لقد اصیبت ذوالقرنی۔ فبکی علی  
المصاب الطویلی۔ اگر دونا چاہتی ہے تو اس کے بھائی عون پر زہد یہ کی کہ جو  
مصائب میں انہیں چھوڑ جانے والا نہ تھا اور طویل مصائب پر گریہ کر  
اور عقیدہ وہی ہیں کہ جن سے ابن عباس نے حد تک کے بارے میں جناب فاطمہ کا  
اور ان کی کلام و گفتگو نقل کی ہے پھر کہا ہے حدیثی ذینب بنت علی  
علیہما السلام۔ پھر سے ہماری عقیدہ زینب بنت علی علیہا السلام نے حدیث  
بیان کی ہے۔

مؤلف کہتے ہیں یہ معلوم ہوتا چاہیے کہ عبد اللہ بن جعفر کے دو بیٹے اس نام سے  
موسوم تھے عون اکبر اور عون اصغر کہ جن میں سے ایک کی والدہ زینب عقیدہ سلام اللہ  
علیہا ہیں اور انہیں سے جو دوسرے ہیں ان کی ماں جامعہ (جائہ خاں) بنت مسیب  
بن نجہ قراری تھی اور مؤرخین کے کلمات مختلف ہیں اس کے بارے میں جو حدیث کے ساتھ  
شہید ہوئے ہیں۔

اور ظاہر یہ ہے کہ طف میں مقتول و شہید ہونے والے عون اکبر ابن زینب سلام  
اللہ علیہا ہیں اور اصغر حرمة واقم کے دن شہید ہوئے کہ جنہیں صرف بن عقبہ ملعون کے  
ساتھ تھیں نے شہید کیا ابو الفرج نے ایسا کہا ہے

### شہادت محمد بن عبد اللہ بن جعفر

اور عامر بن نعش تیمی نے محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن ابوطالب علیہم السلام پر  
حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا اور ان کی والدہ خرواص بنت خضہ بنی بکر بن دامل میں  
تھی اور سلیمان بن قہہ نے انہیں کا مقصد کیا ہے اپنے اس قول سے وہی البنی غرور

فیہم۔ قد علوہ بصارم معقول۔ فاذا ما بکیت عینی فجو دی۔ بد مسوع  
تسیل کل مسیل۔ اور نبی اکرم کا ہم نام ان میں گھر گیا تو  
انہوں نے متیل شدہ قاطع تلوار اس پر بلند کی جب تور کے اے میری آنکھ تو ایسے  
آنسوؤں کی سخاوت کہ جبر سیلاب کی مانند ہوں۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ میدان میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے اشکو الی اللہ  
من العدوان فاعال قوم فالودی عیان۔ قد بدلوا معال القرآن۔ و محکم  
المتزیل والتبیان، و اظہر و الکفر مع الطغیان۔  
میں ظلم عدوان کی بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں جو ایسی قوم کا کام ہے کہ جو ہلاکت و تباہی  
اندھے ہیں جنہوں نے قرآن اور حکم تنزیل اور تبیان کے نشان بدل دیئے ہیں اور  
طغیان کے ساتھ اظہار کفر کیا ہے پس آپ نے دس افراد کو قتل کیا اور آپ کو عامر  
بن نہشل تمیمی (القمی خلی) نے شہید کیا۔

اور ابو القریظ نے ذکر کیا ہے کہ ان کے بعد ان کا پدری مادری بھائی عبید اللہ  
بن عبد اللہ بن جعفر شہید ہوا اور مناقب میں ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ عبید اللہ  
بن عبد اللہ محمد کے بھائی کو بشر بن حریر قاضی نے شہید کیا۔

### شہادت عبد الرحمن بن عقیل

اور حملہ کیا عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن لوط ہمدانی قاضی نے عبد الرحمن  
بن عقیل بن ابوطالب پر حملہ کیا اور ان دو تو نے مل کر آپ کو شہید کر دیا۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ رجز پڑھتے ہوئے نکلے ابی عقیل فاعمر فوامکانی۔

من ہاشم و ہاشم اخوانی کھول صدق سادۃ القرآن۔ ہذا حسین  
شامع البنیان وسید الشیب مع الشبان۔ میرے باپ عقیل تھے

لہذا میرا مقام بنی ہاشم میں پہچا تو اور بنی ہاشم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ادھر  
بڑھے بچے سردار ہیں اپنے مد مقابل والوں کے یہ وہ حسین ہیں کہ جن کی بنیادیں بہت  
بلند ہیں اور وہ جوانوں کے ساتھ ساتھ بڑھوں کے بھی سردار ہیں، پس انہوں نے  
سرو شاہسوار قتل کیے اور انہیں عثمان بن خالد جہنی نے قتل کر دیا۔

اور تاریخ طبری سے منقول ہے کہ مختار نے دو افراد کو گرفتار کیا کہ جو عہدہ حمل  
بن ابی طالب کے خون اور ان کے اسباب جنگ کے لوٹنے میں شریک تھا۔ وہ  
جہانہ (میدان یا قبرستان) میں تھے اور انہیں قتل کر کے آگ میں جھلایا علیہا لعن

### اللہ تعالیٰ شہادت جعفر بن عقیل

اور انہیں میں سے جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ تھے

اور ان کی والدہ ام الشغری بنت عامر تھی جو بنی کلاب قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی  
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی والدہ خواصہ بنت عمرو بن عامر کلابی تھی پس وہ یہ کہتے  
ہوئے میدان میں آئے انا الغلام الابطحی الطالیی من معشر فی ہاشم من غالب

و نحن حقاً ساداتہ الذوائب۔ ہذا حسین اطیب الاطائب۔ میں  
ابطحی و طالیی نوجوان ہو اس جماعت میں سے کہ جو ہاشم میں بنی غالب میں  
سے ہیں اور حقیقہً سردار ہیں حسین پاکیزہ لوگوں میں سے زیادہ پاکیزہ ہیں پس انہیں  
عبداللہ بن عرزہ (عروہ خل) مشغی نے تیر مار کر شہید کر دیا۔

اور مناقب میں ہے کہ انہوں نے دو مردوں کو قتل کیا اور ایک قول ہے کہ  
پندرہ شاہسواروں کو اور انہیں بشر بن سوط ہمدانی نے شہید کیا۔

## عبداللہ اکبر بن عقیل

ان کی والدہ ام ولد تھیں انہیں جیسا کہ موافق تھے نقل کیا ہے عثمان بن خالد بن ریشم (ابوسعید خدری) جہنی اور قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا۔

اور محمد بن مسلم بن عقیل کی والدہ ام ولد تھیں انہیں ابو مہزم ازدی اور لقیط بن ایاس جہنی نے شہید کیا یہ چیز ابو الفرج نے ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے نقل

## محمد بن ابوسعید بن عقیل

اور محمد بن ابوسعید بن عقیل بن ابوطالب احوال (قدس سرہ) کے متعلق ابو الفرج نے کہا ہے کہ ان کی والدہ ام ولد تھیں انہیں لقیط بن یاسر جہنی شہید کیا اس نے آپ کو تبر بار جیسا کہ مدائمی نے ابو مخنف سے سلیمان بن ابوراشد سے حمید بن مسلم سے ہیں روایت کی گئی ہے (ابوسعید بن عقیل وہی ہیں کہ جنہوں نے ابن زبیر سے معاویہ کے دربار میں گفتگو کی تھی اور اسے شرمسار کیا تھا اور اس کی کیفیت جیسا کہ ابو عثمان نے ابن ابی الحدید کی نقل کے مطابق روایت کی ہے یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ جناب حسن بن علی معاویہ کے دربار میں تشریف لے گئے جب کہ اس کے پاس عبداللہ بن زبیر بھی بیٹھا ہوا تھا اور معاویہ چاہتا تھا کہ قریش کے درمیان اختلاف اور دشمنی پیدا کرے پس اس نے کہا اے ابو محمد حضرت علیؑ اور زبیرؓ میں سے کس کا سن زیادہ تھا تو امام حسنؑ نے فرمایا وہ سن میں کس قدر زیادہ قریب تھے البتہ علیؑ زبیرؓ سے بڑے تھے خدا رحم کرے علیؑ پر تو ابن زبیرؓ نے کہا کہ خدا زبیرؓ پر رحم کرے وہاں ابوسعید بن ابوطالب بھی موجود تھے تو انہوں نے کہا اے عبداللہؑ تجھے کیوں ہیجان آگیا اس سے کہ کوئی شخص اپنے باپ

کے لیے ترم کی دعا کرے تو اس نے کہا کہ میں نے بھی اپنے باپ کے لیے ترم کی دعا کی ہے تو ابو سعید نے کہا کیا تو گمان کرتا ہے کہ وہ ان کی مثل اور ان کے ہم پلہ تھا تو اس نے کہا کہ کون سی چیز اسے روکتی (پھیرتی) ہے اس سے دو نو قریش میں سے تھے اور دونوں نے اپنی امامت و خلافت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور ان کے لیے اس کی تکمیل و تنمیں نہ ہو سکی تو ابو سعید نے کہا پھوڑ اس کو اے عبد اللہ علی قریشی میں سے تھے اور رسول اللہ سے وہ نسبت رکھتے تھے کہ جو تمہیں معلوم ہے اور جب انہوں نے اپنی طرف بلایا تو ان کی پیروی کی گئی اور وہ حق پر تھے لیکن زبیر نے تو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کی ریاست ایک خاتون کے ہاتھ میں تھی اور جب جوانوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو زبیر بچھلے پاؤں ہٹا اور اس نے پشت پھیر لی اس سے پہلے کہ حق کو غلبہ ہوتا کہ وہ اس کو لے لے یا باطل شکست کھائے اور اسے چھوڑ دے پس اسے ایک ایسا شخص جا ملا کہ اگر اس کا ان کے بعض اعضاء سے قیاس کیا جاتا تو وہ اس سے چھوٹا ہوتا اس نے زبیر کی گردن اڑائی اور ان کا لباس اتار اور ان کا سر لکیر آیا اور علیؑ تو آگے بڑھتے رہے جس طرح ان کی عادت تھی اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ خدا علیؑ پر اپنا رحم کریم نازل فرمائے تو ابن زبیر نے کہا اگر تیرے علاوہ کوئی یہ گفتگو کرتا اے ابو سعید تو اے معلوم ہو جاتا تو انہوں نے کہا جسے تو آگے پڑھاتا ہے وہ اس سے بیزار ہے (اس کا مقصد یہ تھا کہ تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ معاویہ حضرت علیؑ پر غالب آ گیا اور ملک پر قابض ہو گیا اور تو معاویہ کے وجود سے غرور کرتا چاہتا لیکن معاویہ تجھ سے بیزار ہے اور معاویہ کا غلبہ زبیر کے لیے باعث افتخار نہیں ہے) پس معاویہ نے ابو سعید کو مزید بات کرنے سے روک دیا اور وہ خاموش ہو گئے عاشرہ کے

ہاں یہ خبر پہنچی تو حبيب ابو سعید جناب عائشہ کے گھر سے گزر رہے تھے تو جناب عائشہ نے پکار کر کہا اے ابو سعید تو نے میرے سے اس اس طرح بات کی ہے ابو سعید نے ادرادر دیکھا تو انہیں کوئی نظر نہ آیا تو کہا کہ شیطان تمہیں دیکھتا ہے لیکن تم اسے نہیں دیکھتی ہو تو جناب عائشہ ہنس پڑیں اور کہا اللہ بھلا کرے تمہارے باپ کا کیا ہی تیز زبان ہو

اور محمد بن علی بن حمزہ نے کہا ہے کہ محمد کے ساتھ جعفر بن محمد بن عقیل بھی شہید ہوئے اور بیان کیا ہے کہ اس نے کس سے سنا ہے کہ وہ ذکر کر رہا تھا کہ وہ حمزہ کے دن شہید ہوا۔

اور ابو فرج نے کہا ہے کہ میں نے انساب کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ محمد بن عقیل کا کوئی بیٹا تھا کہ جس کا نام جعفر تھا۔

نیز محمد بن علی بن حمزہ نے عقیل بن عبد اللہ بن عقیل بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے ذکر کیا ہے کہ علی بن عقیل کہ جس کی والدہ ام ولد تھی اسی دن شہید ہوا پس تمام وہ افراد جو یوم اطف جناب ابو طالب کی اولاد میں سے سوائے ان کے کہ جن میں اختلاف ہے شہید ہوئے ہیں بائیس افراد ہیں، انتہی

اور ابن قتیبہ کی کتاب المعارف سے منقول ہے اس نے کہا ہے کہ سب اولاد عقیل حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے تھے کہ جن میں سے نو افراد شہید ہوئے کہ جن میں سے مسلم بن عقیل سب سے زیادہ شجاع و بہادر تھے۔

**شہادت حضرت قاسم بن حسن بن علی ابن ابی طالب**

کہ جن کی والدہ ام ولد تھی کہا گیا ہے کہ جب حسین علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا کہ باہر آئے ہیں تو انہیں گلے لگایا اور دو دو لڑونے لگے یہاں تک کہ دو دو گتھی



آگئی پھر قاسم نے حسین علیہ السلام سے مبارزہ کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا پس کچھ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے برے لیتا رہا یہاں تک کہ آپ نے اذن جہاد دیا پس وہ شہزادہ اس حالت میں نکلا کہ اس کے آنسو و زل زل رخساروں پر بہہ رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا فان تنکرونی فاننا ابن الحسن۔ سبط النبی المصطفیٰ المؤمن۔ ہذا حسین کالاسیر المذمت۔ بین اناس لاستوا صوب العزین اگر مجھے نہیں پہچانتے تو میں حسن کا بیٹا ہوں جو نبی مصطفیٰ کے جن میں امین قرار دیا گیا کے نواسے ہیں یہ حسین اس اسیر کی طرح ہیں کہ جو گرد گرد کھا گیا ہو ایسے لوگوں کے درمیان کہ جو بارش کے پانی سے سیراب نہ ہوں پس سخت قسم کی جنگ کی یہاں تک کہ باوجود صغرتی کے پینتیس افراد کو قتل کیا۔

اور مناقب میں ہے کہ وہ یہ اشعار پڑھنے لگے انی انا القاسم من نسل علی بن ابی طالب و بیعت اللہ اولی بالنبی من شمر ذی الجوشن او ابن الدعی۔ میں قاسم نسل علی سے ہوں اللہ کے گھر کی قسم ہم نبی کے ساتھ نہ زیادہ اور تیر رکھتے ہیں شمر ذی الجوشن یا ابن رمی (جسے کسی کی طرف منسوب کیا گیا ہو زیادہ و ابن زیاد کی مانند)

امالی صدوق میں ہے اور ان کے بعد یعنی علی بن الحسین علیہما السلام کے قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب یہ کہتے ہوئے میدان مبارزہ میں آئے لا تجزعی نفسی فکل فان۔ الیوم تلقتین ذوی الجنان اے میرے نفس گھبراؤ نہیں ہر کسی نے فنا ہونا ہے۔ آج اہل جنت سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

پس میں افراد کو قتل کیا پھر انہیں تیر مار کر گھوڑے سے گرا دیا گیا رضوان اللہ علیہ اور اسی طرح قتال نیشاپوری نے بھی ذکر کیا ہے۔

اور ابو العرق، شیخ مغیرہ اور طبری نے ابی مخنف سے سلیمان بن ابی راشد سے  
حمید بن مسلم سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ہماری طرف ایک شہزادہ نکلا کہ جس  
کا چہرہ چودھویں کے چاند کا ٹکڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس نے  
قیض تہہ بند وجوہتا پہن رکھا تھا کہ جس کے ایک طرف کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا میں نہیں  
سمجھتا کہ وہ بایاں جو رہتا تھا پس عمرو بن سعد بن نفیل از دی لفظ اللہ نے کہا خدا کی قسم  
میں اس پر حملہ کروں گا تو میں نے اس سے کہا سبحان اللہ اس سے تجھے کیا ملے گا جن  
لوگوں نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اس کے قتل میں یہی تیری کفایت کریں گے  
وہ کہنے لگا خدا کی قسم میں ضرور اس پر حملہ کروں گا پس اس لعین نے شہزادہ پر حملہ کیا  
انہوں نے چہرہ نہیں پھیرا تھا کہ اس نے ان کے سر پر تلوار کی ضرب لگائی تو شہزادہ  
منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور کہا یا معاشی چچا جان حمید کہتا ہے کہ حسین نے اس  
طرح تیز نگاہ سے اس کی طرف دیکھا جس طرح عقاب دیکھتا ہے پھر غضب ناک شیر  
کی طرح حملہ کیا اور عمرو کو تلوار لگائی اس نے کندھا آگے کیا تو اسے آپ نے کہنی سے  
جدا کر دیا تو اس لعین نے اس طرح چیخ ماری کہ سارے لشکر نے سنی پھر حسینؑ اس سے  
اٹک ہوئے اور آپ پر اہل کوفہ کے گھڑ سواروں نے حملہ کیا تاکہ وہ حسینؑ سے عمرو کو  
چھڑائیں جب گھڑ سواروں نے حملہ کیا تو گھڑوں کے سینہ عمرو سے ٹکرائے اور وہ چکر  
لگاتے گئے اور اسے روند ڈالا پس یونہی رہا وہ یہاں تک کہ مر گیا لعنہ اللہ و آخراہ  
(خدا اس پر لعنت کرے اور اسے رسوا کرے) گرد و غبار پڑا تو حسینؑ کو ہم نے دیکھا کہ  
آپ اس شہزادے کے سر ہاتے کھڑے ہیں اور شہزادہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور حسینؑ  
کہہ رہے ہیں دوری ہے اس قوم کے لیے کہ جس نے تجھے قتل کیا اور جن کافری مخالف  
تمامت کے دن تیرے سلسلہ میں تیرا ناما ہو گا۔

اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم دشوار ہے تیرا چچا پر کہ تو اسے پکارسے اور وہ تجھے جواب نہ دے سکے یا جواب دے لیکن اس کی آواز تجھے فائدہ نہ دے سکے خدا کی قسم یہ وہ دن ہے کہ میں میں کینہ جو زیادہ ہیں اور نفرت و بددوکے والے کم ہیں اس کے بعد آپ نے شہزادے کو اپنے سینہ پر اٹھایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ شہزادے کے قدم زمین پر خط دیتے جا رہے ہیں اور حسینؑ نے اپنا سینہ اس کے سینہ پر رکھا ہوا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر انتخاب اس سے کیا کرنا چاہتے ہیں پس آپ اسے اٹھا کر لائے اور اپنے بیٹے علی بن الحسین اور دوسرے شہداء جو آپ کے اہل بیت میں سے آپ کے گرد شہید ہوئے تھے کے پاس انہیں رکھ دیا پس میں نے اس بچہ کے بارے میں سوال کیا تو کہا گیا وہ قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔

اور روایت ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا خدا یا ان کی تعداد کم کر دے انہیں پر آگندہ کر کے مار انہیں سے کسی کو نہ پتے نہ دے اور انہیں کبھی بھی نہ بخشنا اے میرے بچوں کی اولاد صبر کرو اے میرے اہل بیت صبر کرو آج کے بعد تم کبھی بھی ذلت و خوار عمل سے دوچار نہیں ہو گے۔

اس طرح زیارت میں ہے کہ جس کے ساتھ سید مرتضیٰ علیہ السلام رضی اللہ عنہ نے زیارت کی ہے السلام علی القاسم بن الحسن بن علی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا بن حبیب اللہ السلام علیک یا بن ریحانۃ رسول اللہ السلام علیک یا بن حبیب لہ یقض من الدنیا وطرا۔ ولہ یشفت عن اعداء اللہ صدر احق عاجلہ الاجل وفاتہ الامل فہنیثاً لک یا حبیب رسول اللہ ما اسعد جدک وانجذ جدک واحسن منقلبک اے قاسم بن حسن بن علی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات

ہوں اے اللہ کے حبیب کے فرزند اے رسول اللہ کے چول کے فرزند آپ پر سلام ہو اے وہ کہ جس کی دنیا سے کوئی حاجت پوری نہیں ہوئی اور جو اللہ کے دشمنوں سے اپنے سینہ کو شفا نہیں دے سکا کہ جلدی سے اسے اچل آگئی اور اس کی امید فوت ہو گئی پس خوشگوار ہو آپ کے لیے اے رسول اللہ کے حبیب کے حبیب کس قدر سعید و مبارک ہے آپ کی کوشش اور قابلِ فخر ہے آپ کی بزرگی اور کس قدر بہترین ہے آپ کے پلٹنے کا مقام

اور بخاری میں قاسم کی شہادت کے بعد کہا ہے پس عبد اللہ بن حسن علیہ السلام نکلے کہ جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ وہ قاسم کے بعد یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے ان فنکرونی فاننا ابن حیدرہ بن عمر عام آجام ولینت قسوسہ علی الاعادی مثل دیح صر صوہ - اگر بچے نہیں پہچانتے ہو تو میں حیدر کا بیٹا ہوں جو شیر پیشہ ہیں اور دشمنوں پر صر صر طوفان ہیں پس جو وہ افراد کو قتل کیا پھر انہیں ہاتھی بن ثبتیت حضری نے شہید کیا پس اس لعین کا چہرہ سیاہ ہو گیا (مدینۃ المعاجزیں ہے کہ قاسم بن حسن علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ جب وہ اپنے چچا حسین کی خدمت میں خارجیوں سے جنگ کر کے لوٹے تو عرض کیا چچا جان مجھے پیاس لگی ہے ایک گھونٹ پانی کا دیجئے پس امام حسینؑ نے انہیں صبر کی تلقین کی اور اپنی انگوٹھی دی اور فرمایا اے اپنے منہ میں رکھ کر چوسو قاسم کہتے ہیں جب میں نے اس کو اپنے منہ میں رکھا تو گویا وہ پانی کا چشمہ ہے کہ جس سے سیراب ہو کر میں میدان کی طرف پلٹ گیا)

ابو العزاع نے کہا ہے کہ ابو جعفر باقر علیہ السلام ذکر کیا کرتے تھے کہ انہیں عروہ بن کابل اسدی نے شہید کیا تھا مؤلف کہتے ہیں کہ غریب ان کی شہادت امام حسینؑ

کی شہادت کے ضمن میں آئے گی۔

اور انہیں سے ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام تھے۔

ان کی والدہ ام ولد تھی اور وہ جناب قاسم کے پیدہ ی مادری بھائی ہیں ابو الفرج نے کہا ہے کہ مدائنی نے ذکر کیا ہے ہماری اسناد کے ساتھ جو اس سے ہے ابی حنفیہ سے سلیمان بن ابو راشد سے کہ عبد اللہ بن عقبہ غنوی نے انہیں شہید کیا اور غیر ابن شمر کی حدیث میں جابر کے واسطے سے ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ عقبہ غنوی نے انہیں شہید کیا۔ اور نیز ابو الفرج نے ذکر کیا ہے کہ ابو بکر اپنے بھائی قاسم سے پہلے شہید ہوئے لیکن طبری جزری، شیخ مفید اور ان کے علاوہ دوسرے بزرگوں نے قاسم کے بعد ان کا ذکر کیا ہے واللہ العالم

## امیر المؤمنین علیہ السلام کی اولاد کی شہادت کا تذکرہ

پس جب حضرت عباس بن علی علیہما السلام نے اپنے مقتولین (قتل ہونے والوں) کی کثرت دیکھی تو اپنے مادہ ی بھائیوں سے فرمایا جو کہ عبد اللہ جعفر اور عثمان ہیں اسے میرے ماں جائے آگے بڑھو تاکہ میں دیکھوں کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خلوص کا مظاہرہ کیا ہے تمہاری تو کوئی اولاد نہیں۔ (کہ جس کا تہیں غم ہو)

(ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے مؤرخین نے کہا ہے کہ جب یہ حالت حضرت عباس بن علی نے دیکھی تو اپنے بھائیوں عبد اللہ، جعفر اور عثمان بن علی علیہم السلام سے کہا اور ان سب کی والدہ ام البنین عامریہ تھیں جو اکی وحیدہ سے ہیں میری

جان تم پر قربان جائے آگے بڑھا اور اپنے سید و سردار کی حمایت کر دیں ہاں  
 تک کہ ان کے سامنے موت سے ہم کنار ہو پس وہ سارے بھائی آگے بڑھے اور  
 امام حسین علیہ السلام کے سامنے ہو کر آپ کو اپنے چہروں اور گردنوں سے  
 بچانے لگے پس ہانی بن ثویب حضری نے عبداللہ بن علی حملہ کر کے انہیں شہید کر  
 دیا پھر ان کے بھائی جعفر بن علی پر حملہ کیا اور انہیں بھی اسی لعین نے شہید کیا اور  
 یزید اصبحی نے عثمان بن علی کو تیر مارا کہ جس سے انہیں شہید کیا پھر میدان کی طرف  
 نکل کر ان کا سر قلم کر لیا اور وہ عمر سعد کے پاس لے آیا اور اس سے کہا کہ مجھے  
 انعام و ثواب دو تو عمر نے کہا تم پر لازم ہے اپنے امیر یعنی عبداللہ بن زیاد کے  
 پاس جانا پس وہی تجھے اجر و ثواب دے گا اور باقی رہ گئے جناب عباس بن علی  
 جو امام حسینؑ کے آگے کھڑے رہے اور ان کے سامنے جنگ کرتے رہے اور ادھر  
 جھکتے جھکے حسینؑ جھکتے تھے یہاں تک کہ شہید ہوئے اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت  
 نازل ہو

پس عبداللہ آگے بڑھا اور سخت جنگ کی پس ان کے اور ہانی بن ثابت حضری  
 کے درمیان دو ضربوں کا رد و بدل ہوا اور انہیں ہانی نے شہید کر دیا۔

انا بن ذی النجدة والافضل ذالك

على الخير ذوالفعلات سيف رسول الله ذوالنكال في كل يوم ظاهراً  
 الا حوال ————— میں صاحب شجاعت فضل و بخشش کرنے والے  
 اس اچھے علیؑ کو جو بہت سے کارناموں کے مالک ہیں رسول اللہ کی تلوار جو دشمنوں  
 کے لیے عذاب تھی اور ہر روز جس کے نئے حالات ظاہر ہوتے تھے کہ بیٹا ہوں  
 اور ابو الفراع نے روایت کی ہے کہ عبداللہ کی عمر پچیس سال تھی۔

اور ان کے بعد جعفر بن علی علیہ السلام یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے جیسا کہ مناقب میں ہے  
 ہے افانا جعفر ذوالمعالی ابن علی الخیر ذوالنوال - ذال الوصی  
 ذوالنساء والوالی - حبیبی بعمی جعفر والخال - احمی حیثنا ذالمندی  
 المفضل - میں جعفر ہوں بلند مراتب والا اچھے علی کا بیٹا ہوں جو بخشش  
 والے تھے وہ دینی رسول جو بلندی کا مالک اور سارے لوگوں کا والی سر پرست ہے  
 میرا چچا جعفر اور ماموں کافی ہیں میں اس حسین کی حمایت کروں گا جو سنی اور فضل و عطا  
 کا مالک ہے۔

پس ان پر ہانی بن شہیت نے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

اور ابو الفرج نے روایت کی ہے ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے کہ خولی بن  
 یزید ابھی لعنہ اللہ نے جعفر بن علی کو شہید کیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے کہا کہ خولی ابھی نے آپ کو تیر مارا جو آپ کی شقیقہ کنپی یا  
 آٹھ مہینے لگا اور قہمان بن علی علیہ السلام یہ کہتے ہوئے میدان میں آئے افانا عثمان  
 ذوالمفاخر - شیعہ علی ذوالفعال الطاهر هذا حسین سید الاخا پر وید  
 الصغار والا کا بر - میں کئی مفاتر کا مالک عثمان ہوں میرے باپ اور بزرگ  
 حضرت علی میں جو پاکیزہ افعال و کردار رکھتے ہیں حسین ہیں جو بہترین لوگوں کے  
 سردار ہیں اور سب چھوٹے بیٹوں کے آقا ہیں، اور وہ اکیس سال کے تھے اور وہ  
 اپنے دو نو بھائیوں کی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔

اور ابو الفرج وغیرہ نے روایت کی ہے کہ قرنی بن یزید نے آپ کو تیر مارا  
 کہ جس سے انہیں گرا دیا اور مناقب میں ہے کہ اس لعین نے آپ کے پہلو میں تیر  
 مارا تو آپ گھوڑے سے نیچے گرے پس آپ پر بنی ابان بن وارم کے ایک شخص نے حملہ

کیا اور آپ کو شہید کر کے آپ کا سر لے گیا۔

اور حضرت علیؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کا نام اپنے بھائی (دین بھائی) عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا ہے،

اور محمد اصغر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی والدہ ام ولد تھیں انہیں بھی بنی ربان بن دارم میں سے ایک شخص نے تیر مارا اور شہید کیا اور ان کا سر لے آیا۔

اور ابو بکر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ان کا نام معلوم نہیں ہے البتہ ان کی والدہ سیلی بنت مسعود بن خالد تھیں انہیں قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے شہید کیا اور مدائن سے منقول ہے کہ انہیں پانی کے کھال سے مقتول پایا گیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انہیں کس نے شہید کیا ہے۔

اور مناقب میں ہے کہ پھر ابو بکر بن علی علیہ السلام یہ کہتے ہوئے میدان میں نکلے شیعی علی ذوالفخار الاطول من ہا مشعر الخیر کریم المفضل۔ ہذا حسین ابن النبی المرسل۔ عنہ نعام بالحسام المصقل۔ تقدیہ نفسی من اخر مجمل۔ میرے والد بہت سے طویل اتلیا تراست کے مالک ہیں جو بہترین ہاشم کی اولاد ہیں کہ جو کریم فضل والے ہیں یہ حسینؑ ہیں جو نبی مرشد کے فرزند ہیں صیقل شدہ تلوار سے ہم ان کی حمایت کرتے ہیں آپ پر میری جان قربان آئے بزرگ بھائی، پس مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں احمر بن بدر حقی نے اور کہا گیا ہے کہ عقیقہ غزوئی نے شہید کیا اور مناقب میں بھی ہے پھر ان کا بھائی عمر میدان میں آیا جو یہ رجز پڑھ رہا تھا خلوا عداۃ اللہ خلوا من عمر خلوا عن الیث الحصور المکفر۔ یضربکم بسیفہ ولا یفر۔ یا زجر یا زجر تدان من عمر۔



چھوڑو دشمنان خدا مجھے چھوڑ دو چھوڑو ایسے شیر کو وہ تمہیں اپنی تلوار سے ماریگا اور بھاگے گا نہیں لے زحراے زجر مجھ سے اپنا قرصہ لے لے، پس آپ نے اپنے بھائی کے قاتل زحر کو قتل کیا پھر جنگ کے چکر میں داخل ہو گئے

مؤلف کہتے ہیں کہ اہل تواریخ دیر کے درمیان مشہور یہ ہے کہ عمر اپنے بھائی حسین کے ساتھ میدان طف میں حاضر نہیں ہوئے۔

صاحب عمدۃ الطالب نے کہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے اور عمر اپنے بھائی حسین سے الگ رہا اور وہ آپ کے ساتھ کوفہ کی جانب نہیں گیا اور اس کی روایت صحیح ثابت نہیں ہو سکی جو روایت کرتا ہے کہ عمر کربلا میں حاضر ہوا۔

بلکہ وہ مقام تسع میں ستر یا پچھتر سال کی عمر میں فوت ہوا  
ابوالفرج نے کہا ہے اور محمد بن علی بن حمزہ نے ذکر کیا ہے کہ اس دن ابراہیم ابن علی علیہ السلام بھی شہید ہوئے کہ جن کی والدہ ام ولد تھی لیکن میں نے یہ بات اس کے علاوہ کسی سے نہیں سنی اور نہ ہی کتب نساب میں ابراہیم کے سلسلہ میں کوئی ذکر دیکھا ہے۔

اور سید نے کہا ہے کتاب المصابیح کے مصنف نے روایت کی ہے کہ حسن بن حسن مثنیٰ نے اپنے چچا حسین علیہ السلام کے سامنے اس دن سترہ افراد کو قتل کیا اور انہیں خود اٹھارہ زخم لگے تو وہ گر پڑے ان کا ماموں اسماعیل بن خارجہ انہیں اٹھا کر کوفہ لے گیا اور ان کا علاج کرایا یہاں تک کہ صحت مند ہو گئے اور پھر انہیں مدینہ بھیج دیا اور بجا میں مقتل قرار دے دیے اور ان خیموں میں سے ایک لڑکا نکلا کہ جس کے کانوں میں دو موتی تھے اور وہ گھبرایا اور ڈرا ہوا تھا پس وہ دائیں بائیں دیکھتا تھا اور اس کی بالیاں ہلکتی تھیں پس اس پر ہانی بن بعیت (ثابت البجاری)

لئے اللہ نے اس پر حملہ کر کے اسے شہید کر دیا اور شہریا تو اس منظر کو دیکھتی رہیں اور بولتی نہیں تھیں مدہوش کے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابو جعفر طبری نے ہشام کبھی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے ابو ندیل سکونی نے ہانسی بن ثبیت حضرمی سے بیان کیا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے لعین کو حضرمین کی مجلس میں خالد بن عبداللہ کے زمانہ میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور وہ اس وقت بہت بوڑھا ہو چکا تھا پس میں نے اسے کہتے سنا میں ان لوگوں میں تھا کہ جو حسین کی شہادت کے موقع پر موجود تھے وہ کہنے لگا خدا کی قسم میں دسوں کا دسواں شخص کھڑا تھا اور ہم میں سے ہر ایک گھوڑے پر سوار تھا کہ گھوڑوں نے جولان لگائے اور دوسرے دوسرے سے ادا ہو گئے۔

اچانک ایک بچہ آل حسین میں سے نکلا کہ جس نے ان خیموں کی ایک لکڑی ہاتھ میں پکڑ لی ہوئی تھی اس نے تہہ بند اور قمیض پہن رکھی تھی اور وہ گھیرایا ہوا تھا اور دائیں بائیں دیکھتا تھا گویا اس دو موتی اس کے کانوں میں دیکھ رہا ہوں اپنے گھوڑے کے جب وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو پتے ہیں اچانک ایک شخص دوڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ اس بچہ کے قریب پہنچا تو اس کی طرف سے جبکہ بچہ کا ارادہ کیا اور تلوار سے اس کے گھوڑے کو دیئے، ہشام کہتا ہے سکونی نے کہا کہ اس بچہ کا قاتل خود ہانسی بن ثبیت ہی تھا چونکہ اس کو لعنت ملامت کی جاتی تھی لہذا کائیۃ اپناؤ کر کیا نلہ تو عینی کا لصفا صما بہم - یقلب الکیاد الحبار علی الجہم - میری آنکھوں نے ان بچوں ایسے نہیں دیکھے کہ جن کی مصیبت بڑوں کے جگو کو آگ پر لوٹا پوٹا کر کباب کر دیتی ہے۔



ہمارے آقا و مولا عباس بن امیر المؤمنین علیہما السلام کی شہادت

شیخ مفید نے ارشاد میں اور شیخ طوسی نے اعلام الوری میں کہا ہے کہ ایک جامعہ نے امام حسینؑ پر حملہ کیا اور آپ کی فوج پر غلبہ حاصل کیا اور آپ پر پیاس کی شدت ہوئی پس آپ منہاً یعنی پانی کے بند پر چڑھے اور آپ کے بھائی عباسؑ آپ کے آگے آگے تھے پس ان سے ابن سعد کی گھڑ سوار فوج رو برو ہوئی کہ جن میں بنی دارم میں سے ایک شخص بھی تھا تو اس لعین نے کہا وائے ہو تم پر اس کے (حسینؑ) اور فرات کے درمیان حائل ہو جاؤ اور اسے پانی پر تنگین نہ دو تو امام حسینؑ نے عرض کیا خدایا اسے پیاس میں مبتلا فرما تو وہ دارمی سیخ یا ہو گیا اور اس نے آپ کو تیر مارا جو آپ کی ٹھوڑی کے نیچے آکر لگا پس امام حسینؑ نے تیر نکالا اور اپنے دو تو ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے پھیلا دیئے تو آپ کی دو تو ہتھیلیاں خون سے پر ہو گئیں پس وہ خون چھینک دیا اور عرض کیا خدایا میں تیری بارگاہ میں اس چیز کی شکایت کرتا ہوں جو تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھ سلوک کیا جا رہا ہے پھر آپ اپنی جگہ کی طرف پلٹ آئے اور آپ پر پیاس کی شدت تھی۔

اور اس قوم نے جناب عباس کو گھیر لیا اور حسینؑ سے انہیں الگ کاٹ دیا پس عباس اکیلے ان سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ، اور آپ کے قتل میں زید بن ورقاء حنفی اور حکیم بن طفیل سنی برابر کے شریک تھے بعد اس کے کہ آپ زخموں سے چھوڑ ہو چکے تھے پس آپ ہل نہیں سکتے تھے تو جس اللہ روحہ اور سید نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے۔

اور حسن بن علی طبری نے روایت کی ہے کہ حسینؑ کو ایک ملعون نے تیر مارا جو آپ

پیشانی میں شلیت ہو گیا کہ جسے جناب عباسؓ نے نکالا، لیکن جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے کہ آپؓ کی ٹھوڑی کے نیچے لگا وہ زیادہ مشہور ہے۔

طبری نے ہشام سے اس کے باپ محمد بن سائب سے قاسم بن اصبح بن نباتہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے اس نے بیان کیا ہے کہ جو امام حسینؓ کے لشکر میں موجود تھا کہ حسینؓ کے لشکر پر جب دشمن کا غلبہ ہو گیا تو آپؓ دریا کے بند پر یا مساقہ نامی گھوڑے پر سوار ہوئے فرات کا قصد کرتے تھے راوی کہتا ہے

کہ ابان بن وادم کے ایک شخص نے کہا وائے ہو تم پر اس کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ مگر اس کے شیعہ اس پر مجتمع نہ ہو سکیں راوی کہتا ہے پس اس لعین نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور دوسرے لوگ بھی اس کے پیچھے ہو گئے یہاں تک کہ آپؓ کے اور مرات کے درمیان حائل ہو گئے تو امام حسینؓ نے عرض کیا خدا یا

اسے پیاس میں مبتلا فرما راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ ابان کے شخص نے تیر کھینچ کہا مارا جو حسینؓ کی ٹھوڑی کے نیچے مثبت ہو گیا راوی کہتا ہے پس امام حسینؓ نے اس

تیر کو کھینچا پھر اپنی ہتھیلیاں پھیلا دیں اور وہ دونوں خون سے پر ہو گئیں اس کے بعد امام حسینؓ نے عرض کیا خدایا یہی تیری بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں اس سلوک کی

جو تیرے پیغمبر کے نواسہ سے کیا جا رہا ہے راوی کہتا ہے خدا کی قسم وہ لعین ٹھوڑی دیر نہ کا کہ خدائے پیاس اس پر آندیل دی اور وہ بالکل سیراب نہیں ہوتا تھا۔

قاسم بن اصبح کہتا ہے کہ بعض اوقات میں اس کی پرستاری کرتا تھا اور اس کی تکلیف کو ہلکا کرتا سرد پانی اس کے لیے لاتے کہ جس میں شکر ملی ہوئی اور دودھ

سے پرٹلے اور پانی سے پر کوزے وہ کتاب مجھے پانی دو پیاس نے مجھے قتل کر دیا ہے خدا کی قسم ٹھوڑی ہی ویر نہ گزرتی کہ اس کا شکم اونٹ کے شکم ایسا ہو جتنا اور

پول جاتا۔

مؤلف کہتے ہیں شیخ ابن نما کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا نام درود بن ابان بن دارم تھا وہ کہتے ہیں کہ قاسم بن ابیصغ بن نباتہ سے میں اسناد متصل کے ساتھ روایت کرتا ہوں قاسم نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جو حسینؑ کے ہاں موجود تھا اور آپؑ نے دریائے بند کو لازم پکڑے ہوئے فرات پر جانے کا ارادہ رکھتے تھے اور عباسؑ آپؑ کے آگے آگے تھے پس جبید اللہ بن زیاد کا خط عمر سعد کے پاس آیا کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب اور پانی کے درمیان حائل ہو جا پس وہ ایک قطرہ پانی کا نہ کچھ سکیں پس عمر بن جراح کو پانچ سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور وہ گھاٹ پر جا اترے اور انہیں پانی سے روک دیا پس عبداللہ بن حسین از دی نے پکار کر کہا اے حسینؑ کیا دیکھتے ہو پانی کی طرف گویا وہ آسمان (فصلیٰ دل) کا جگر ہے خدا کی قسم تم اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے یہاں تک تم اور تمہارے ساتھی پیاسے مر جاؤ گے پس زہد بن ابان بن دارم نے کہا کہ حسینؑ اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ اور اس لعین نے آپؑ کو تیر مارا جو آپؑ کی ٹھوڑی کے نیچے ثبت ہو گیا تو آنجنابؑ نے عرض کیا خدا یا اس کو پیاس سے مار اور اسے کبھی نہ بخشا اور آنجنابؑ کے لیے پانی لایا گیا لیکن خونؑ آپؑ کے اور پانی پینے کے درمیان حائل ہوا پس آپؑ خون کو لیتے دے یقول ھکذا الی السماء۔ اور کہتے اسی طرح آسمان کی طرف اور شیخ عبدالصمد سے شیخ ابوالفرج عبدالرحمن بن جوزی سے مجھے روایت کی گئی ہے کہ قبیلہ ابان کا شخص اس کے بعد پیٹ کی گرمی اور لپٹ کی سردی سے چھینا کرتا تھا اور اسی طرح اس حکایت کو چلایا ہے آخر تک جس طرح ہم نے طبری سے ذکر کیا ہے۔

اب ہم عباس بن علیؑ کی شہادت کی طرف ہم لوٹتے ہیں۔

عمدۃ الطالب کے مؤلف نے عباس بن امیر المومنین علیہ السلام کے اعقاب و اولاد کے ذکر کے بعد کہا ہے اور ان کی کنیت ابو الفضل ہے اور لقب مقام ہے کیونکہ یوم اطفائے انہوں نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے لیے پانی لانے کی کوشش کی لیکن اس مقصد کو پورا کرنے سے پہلے شہید ہو گئے اور ان کی قرب شریعہ (گھاٹ) فرات کے قریب ہے کہ جہاں وہ شہید ہوئے اور اس دن وہ جناب حسین کے علمبردار تھے۔

شیخ ابو نصر بخاری مفضل بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ صادقؑ نے فرمایا ہمارے چچا عباس علیہ السلام ناقد البصیرت اور ایمان میں سخت تھے۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام کی معیت میں جہاد کیا اور بہت اچھا امتحان دیا اور اس دنیا سے شہید ہو گئے اور عباس کا خون بنی حنیفہ (حنفیہ) میں ہے اور شہادت کے وقت چونتیس سال کے تھے اور ان کی اور ان کے بھائیوں عثمان، جعفر، اور عبد اللہ کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن ربیعہ تھیں یہاں تک کہ کہا ہے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بھائی عقیل سے فرمایا اور وہ نساب تھے عربوں کے انساب و اخبار کے عالم تھے کوئی ایسی خاتون دیکھو کہ جسے محول و شجاعان سرب نے جنا ہو تاکہ میں اس سے شادی کروں اور وہ میرے لیے شاہسوار بہادر بیٹیا جتنے تو عقیل نے ان سے کہا کہ ام البنین کلابیہ سے شادی کر دو کیونکہ عربوں میں اس کے آیا و اجداد سے زیادہ شجاع و بہادر نہیں ہیں پس آپ نے محذرہ سے شادی کی اور حبیب یوم اطفائے (معرکہ کربلا) ہوا تو شمر بن ذی الجوشن کلابی نے جناب عباس اور ان کے بھائیوں کے متعلق کہا کہ ہماری ہیں (ہمارے خاندان کی خاتون) کے بیٹے کہاں ہیں پس ان شہزادوں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تو انہیں

نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اسے جواب دو اگرچہ فاسق ہے کیونکہ وہ ایک لحاظ سے تمہارے ماموں میں سے ہے تو ان جراتوں نے کہا کیا چاہتا ہے اس نے کہا وہاں سے میری طرف نکل آؤ کیونکہ تمہارے لیے امان ہے اور اپنے آپ کو اپنے بھائی کے ساتھ قتل نہ کرو تو شہزادوں نے اسے بربھلا کہا اور فرمایا قیامت و قیامت ماجئت یہ تو بھی برا ہے اور جو امان لیکر آیا ہے وہ بھی بری ہے کیا ہم اپنے آقا و سردار اور بھائی کو چھوڑ دیں اور تیری آمان کی طرف آئیں اور اس دن جناب عباس اور ان کے تینوں بھائی شہید ہوئے۔

اور صدوقؑ نے ایک حدیث میں علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تدارحم فرمائے جناب عباس پر انہوں نے ایثار و قربانی کی اور امتحان میں پورے اثرے اور اپنی جان اپنے بھائی پر قربان کی یہاں تک کہ ان کے دو نو ہاتھ قلم ہوئے پس اللہ عزوجل نے ان کے بدلے انہیں دو پر عنایت کیے جن کے ساتھ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اٹتے ہیں جس طرح جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کے لیے قرار دئے تھے اور جناب عباس کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں ایسی قدر و منزلت ہے کہ جس پر قیامت کے دن تمام شہداء و شہدک و عیال کریں گے۔

اور ابو الفرج نے کہا ہے اور عباس بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کنیت ابو الفضل ہے اور ان کی والدہ بھی ام البنین ہیں اور وہ اس خاتون کے سب سے بڑے فرزند ہیں اور وہ جناب جو اپنے پردی ماورسی بھائیوں میں آخری شہید ہیں کیونکہ عباس کی تو اولاد تھی لیکن ان کی اولاد نہیں تھی لہذا جناب عباس نے انہیں اپنے سے پہلے بیجا تھا پس وہ سب شہید ہوئے اور آپ

ان کے وارث قرار پائے پھر آپ آگے بڑھے اور شہید ہوئے اور عمران کا اور جناب عباس کا وارث عبید اللہ (بن عباس) ہوا انہیہ ابو الفرج کی ذاتی رائے ہے ورنہ وہاں میراث کی کوئی ثبات نہیں تھی اور جناب عباس بن علی علیہ السلام کے متعلق شاعر کہتا ہے احق الناس ان یبکی علیہ - فتی ابکی الحسین بکربلا اخوہ وابن والدہ علی - ابو الفضل المصغر بالدماء ومن واساک لایثنبہ شیئ - وجادلہ علی عطش بماء - وہ جوان زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس پر گریہ کیا جائے کہ جس کی موت نے کربلا میں حسین جیسے صابر کو رلا دیا۔

جو آپ کا بھائی اور آپ والد علی کا بیٹا تھا ابو الفضل جو حزن میں لت پت تھا کہ جس نے حسین سے مواسات کی اور کوئی چیز اسے اس سے نہ موڑ سکی اور جس پر اسے ہونے کے باوجود ان کے لیے پانی کی سخاوت کی اور کمیت شاعر انیس کے بارے میں کہتا ہے ابو الفضل ان ذکرہم الحلو - شفاء النفوس من اسقام قتل الادعیاء اذ قتلوا اکوم الشاربین حوب العمام ابو الفضل ان افراد میں سے ہیں کہ جن کا ذکر شیریں ہے اور نفوس کی بیماریوں کی شفاء ہے جس نے غلط نسبت شدہ افراد سے جنگ کی حیب انہوں نے عباس سے جنگ کی جو باولوں کے پانی پینے والوں میں سے زیادہ مکرم و محترم تھا۔

جناب عباس خوب صورت حسین و جمیل مرد تھے قد آور گھوڑے پر سوار ہوتے تو آپ کے پاؤں زمین پر خط دیتے اور آنجناب کو قربتی ہاشم (بنی ہاشم کا چاند) کہا جاتا تھا اور جس دن شہید ہوئے حسین کے لشکر کا علم جناب عباس کے ہاتھ میں تھا۔



مؤلف متاع الطالبین نے اپنی سند کے ساتھ جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جنگ کے لیے تیار کیا اور اپنا علم شکر اپنے بھائی عباس بن علی کے سپرد کیا۔

اور ابو جعفر باقر سے روایت ہے کہ نہ ید بن رقاد جہنی (جہنی خاں) اور حکیم بن طہیل طائی نے جناب عباس بن علیؑ کو شہید کیا۔

اور سند معاویہ بن عمار کی وساطت سے حضرت جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ام البنین ان چار شہید بھائیوں کی والدہ بقیع کی طرف جایا کرتی تھیں اور وہاں دروناک اور دل کو جلانے والا مذہب اور نوحہ اپنے بیٹوں پر کرتی تھیں پس لوگ اس فذرہ کے پاس جمع ہو کر ان کا مذہب دشمنوں سنتے تھے اور جو لوگ اس مقصد کے لیے آتے ان میں مروان بھی آتا اور ہمیشہ ان کا مذہب سنتا اور گریہ کرتا تھا۔

اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں کہا ہے اور جناب عباس سلام پانی پلاتے والے، قبر بنی ہاشم اور حسینؑ کے علمبردار تھے اور وہ اپنے بھائیوں میں سے بڑے تھے پانی لانے کے لیے گئے تو ان ملائین نے آپ پر حملہ کیا تھا اور آنجناب نے بھی ان پر حملہ کر دیا اور کہتے جاتے تھے۔ لا ارب الموت اذا الموت رقی۔ حتی اوارى فی المصالیبت نفسی لنفس المصطفى الطهر وقا۔ افانا العباس اغنوا بالسقا۔ ولا اخاف المشر یوم الملتقی۔ میں موت سے نہیں ڈرتا جب موت پکارے جب تک میں تجربہ کار مردوں سے لو کہ خاک میں نہ چھپ جاؤں میری جان مصطفیٰ کی جان کا مذہب ہے میں عباس ہوں میں مشک لیکر آ رہا ہوں اور جنگ کے دن مجھے شہزادہ برائی کا کوئی خوف

نہیں ہیں آپ نے شکر کو متفرق پر اگندہ کر دیا ایک کھجور کے درخت کے پیچھے زید بن وقاف  
 بھی آپ کے لیے کہیں گا وہیں چھپ گیا اور حکیم بن طفیل بنی نے اس کی امانت کی  
 اور آپ کے دائیں ہاتھ پر ضرب لگائی تو آپ نے تلوار بائیں ہاتھ میں لے لی  
 اور ان پر حملہ کیا اور یہ رجز پڑھے واللہ ان قطعتم یمنی۔ ان احامی ابن  
 عن دینی۔ وعن امام صادق الیقین۔ بخل النبی الطاهر الامین۔  
 خدا کی قسم اگرچہ تم لوگوں نے میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا ہے میں جیش اپنے  
 دین اور صادق الیقین امام کی حایت کرتا رہوں گا جو پاک و پاکیزہ ابن بنی کا  
 فرزند ہے۔

پس آپ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ کمزور و ضعیف ہو گئے پس حکم (حکم بن)  
 بن طفیل طائی نے کھجور کے درخت کے پیچھے چھپ کر آپ کے بائیں بازو پر تلوار  
 کی ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا یا نفس لا تخبثی من الکفار۔ والبشری بوجہ  
 الجبار۔ مع النبی السید المختار۔ قد قطعوا بیغیم یساری۔ فاصلم یارب حوالہ  
 لے نفس کفار سے خوف نہ کھا خدائے جبار کی رحمت کی تجھے خوشخبری ہو نبی سید  
 مختار کی معیت میں انہوں نے اپنی بغاوت و سرکشی سے میرا دایاں ہاتھ کاٹ  
 دیا ہے اسے پروردگار پس انہیں آگ کی گرمی سے جلا پس ایک ملعون نے آپ  
 کو روہے کے ایک گرز سے شہید کیا جب امام حسینؑ نے انہیں قراست کے کنا بنے زین  
 پر پڑھے ہوئے دیکھا تو فرمایا یتوا یا شر قوم بفعلکم۔ وخالفتموا قول  
 النبی محمد۔ اما کان خیر الومل واکھربنا۔ اما نحن من نسل النبی المسدد  
 اما کانت الزہراء امی دونکم۔ اما کان عن خیر الیریۃ احمد  
 لعنم و احزیتہ بما قد جنیتہ۔ فسوف تلاقوا حر نار توفہ

اسے بدترین قوم نے اپنے فعل کے ذریعہ حق سے تجاؤز کیا ہے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ارشاد کی مخالفت کی ہے کیا بہترین رسل نے ہمارے بارے میں تمہیں وصیت نہیں کی تھی کیا ہم نبی مدد کی نسل میں سے نہیں کیا تم میں سے فاطمہ زہرا میری ماں نہیں کیا ساری مخلوق میں سے بہترین فرد احمد مجتبیٰ نہیں تھے تم پر لعنت کی گئی اور تم رسوا و ذلیل کیے گئے اس جنایت و جرم کی بنا پر اور عنقریب جھڑکتی ہوئی آگ کا تمہیں سامنا کرنا ہوگا۔

مؤلف کہتے ہیں اگر آپ ہمارے آقا و مولا حسینؑ کی حالت و کیفیت کو جانتا چاہتے ہیں ان کے بھائی عباس اور دوسرے بھائیوں اور اہل بیت اور اصحاب کی شہادت کے وقت تو امیر المؤمنین کے ارشادات اور آپ کی اپنے عظیم ترین اصحاب اور محبوب ترین افراد کی شہادت کے وقت میں شامل و غور کریں مثلاً عمار بن یاسر، مالک اشتر، محمد بن ابی بکر، ابو عیشہ بن تیہان، عذیرہ بن ثابت اور اس قسم کے دوسرے افراد رضوان اللہ علیہم پس تحقیق روایت ہوئی ہے کہ آنجناب نے اپنی شہادت سے قبل جمعہ کے دن خطبہ دیا پھر آپ نے ان افراد کی شہادت کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہاں ہیں میرے وہ بھائی کہ جو اس راستہ پر سوار ہو گئے اور حق پر گزر گئے کہاں ہے عمار اور ابن تیہان اور کہاں ہے ذو شہادتین اور کہاں ہیں ان کے نظراء اور امثال ان کے بھائیوں میں سے کہ جنہوں نے موت پر ایک دوسرے سے عقد باندھے تھے اور ان کے سر ٹھنڈا ڈاکیہ کے ہاتھ ناجروں کے پاس بھیجے گئے پھر آپ نے اپنا دست مبارک اپنی ریٹ شریف و کیم پر مارا اور طویل گریہ کیا پھر فرمایا ہائے افسوس ان بھائیوں پر کہ جنہوں نے قرآن کی تلاوت کی اور اسے حکم کیا اور فرائض میں تدبر کیا اور

انہیں قائم کیا سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو ختم کیا انہیں جہاد کی طرف بلا یا گیا تو انہوں نے بیک کہی الخ

آپ کا ارشاد "دابرو دثو سہم" یعنی ان کے سر پرید و ڈاکیر کے ذریعے قاجروں کے پاس بھیجے گئے کہ جن سے مراد یہاں شکر شام کے امراء و سردار ہیں اور روایت میں ہے کہ جب عمار رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے امیر المومنین اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ جنگ صفین میں تو جب رات آئی تو امیر المومنین مقتولین میں گردش کر رہے تھے تو عمار کو پڑا ہوا دیکھا تو ان کا سر اپنے زانو پر رکھا پھر گریہ کیا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کئے (ایاموت کہ ہذا التفرق غنۃ فلیست تبقی لی خلیل خلیل۔ اراک بصیر بالذمیت احبہم۔ کائنات مضمیٰ نحوم بدلیل۔ اے موت کب تک ناز و خمر سے تو اس طرح چلا رہے گی۔ جب کہ تو نے میرے دوست کا کوئی دوست بھی نہیں چھوڑا میں تجھے با بصیرت دیکھتا ہوں ان افراد کے بارے میں کہ جن سے میں محبت کرتا ہوں، گویا تو ان کی طرف کسی دلیل کے ساتھ جاتی ہے۔

البتہ دیوان امیر المومنین میں پہلا شعر اس طرح ہے الا یہاں الموت الذی لیس تارکی۔ اے وہ موت جو مجھے چھوڑنے والی نہیں ہے مجھے راحت پہنچا کیونکہ تو نے میرے محبوب دوست ختم کر دیئے ہیں اور مجھ میں بعض علماء شیعہ کے تالیفات سے منقول ہے کہ عباسؑ نے جب دیکھا کہ اکیلے رہ گئے ہیں تو اپنے بھائی کے پاس آئے اور عرض کیا اے بھائی کیا آپ اجازت دیتے ہیں تو امام میں نے شدت کے ساتھ گریہ کیا پھر فرمایا اے بھائی تم تو میرے علمبردار ہو جب تم چلے گئے تو میرا لشکر متفرق ہو جائے گا۔

تو جناب عباس نے عرض کیا میرا سیدہ تنگ ہو گیا ہے اور میں زندگی سے تھک گیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ ان منافقین سے انتقام لوں تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ ان بچوں کے لیے محمدؐ اس پانی لے آؤ پس جناب عباسؑ گئے انہیں دمعط و نصیحت کی اور عذاب خدا سے ڈرایا لیکن یہ چیز ان کے لیے نافع نہ ہوئی پس اپنے بھائی کی طرف پلٹ آئے اور انہیں خبر دی پس بچوں کی آواز سنی کہ وہ العطش العطش پیاس پیاس پکار رہے تھے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ اور مشک اٹھائی اور فرات کی طرف جانے کا ارادہ کیا پس آپ کو ان چار ہزار افراد نے گھیر لیا جو فرات پر موجود تھے اور انہوں نے آپ پر تیرہ سائے پس آپ نے انہیں ہٹا دیا اور انہیں سے ایک روایت کے مطابق انہی افراد کو قتل کیا یہاں تک کہ پانی میں اتر گئے پس جب چاہا کہ پانی کا چلو پیٹیں تو حسینؑ اور ان کے اہل بیت کی پیاس یاد آگئی پس پانی پینک دیا اور مشک پر کی اور اسے اپنے دائیں کندھے پر اٹھالیا اور نیچوں کی طرف متوجہ ہوئے پس انہوں نے آپ کا راستہ روک لیا اور ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا پس آپ نے ان سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ فوج ان ذوق نے آپ کے دائیں ہاتھ پر ضرب لگا کر اسے کاٹ دیا تو آپ نے مشک بائیں کندھے پر اٹھالی پس فوج نے ضرب لگائی اور آپ کا بایاں ہاتھ کلائی سے کاٹ دیا تو آپ نے مشک اپنے دانتوں سے اٹھالی اور ایک تیر آیا اور وہ مشک میں لگا اور اس کا پانی بہہ گیا پھر ایک دوسرا تیر آیا اور وہ آپ کے سینہ پر لگا اور آپ منقلب ہو کر گھوڑے سے گرے اور اپنے بھائی حسینؑ کو پکار کر کہا (اور کئی) میری مدد کو آؤ جب آپ آئے تو انہیں زمین پر پچھاڑا ہوا پایا پس رو دیئے خوف کہتے ہیں اور طرعی نے حملہ آپ کی شہادت کی کیفیت کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ پر ایک شخص نے حملہ

کیا اور آپ کے دماغ پر گزرا جس سے آپ کا سر کھل گیا اور آپ زمین پر گر پڑے اور وہ پکار رہے تھے یا ابا عبد اللہ علیک منی السلام۔

اور ابن نمائے حکیم بن طفیل سنہی کے بارے میں کہا ہے کہ اس نے جناب عباسؓ کا لباس و ہتھیار لوٹے تھے اور انہیں تیر مارا تھا۔

اور بخاری میں ہے مؤرخین نے کہہ ہے کہ جب عباسؓ شہید ہو گئے تو حسین علیہ السلام نے فرمایا الان انکسر ظہری و قلت حیلتي اب میری کڑوٹ گئی اور میری تدبیر کم و ختم ہو گئی۔

مؤلف کہتے ہیں بھلی چلی جو ان فردی کی کہ میں نے میرے لیے تجدید ذکر و یاد دلائی جب میں نے اپنے آقا عباسؓ کی اپنے بھائی اور سردار حسین صلوات اللہ علیہ مواسات و قربانی یاد کی تو میرے دل میں آیا کہ میں ایک ہی واقعہ ان کے والد امیر المومنینؓ کی اپنے بھائی اور چچا زاد رسول اللہ صلی اللہ علیہا و آلہما سے مواسات کرنے کا ذکر کروں تاکہ وہ کتاب کی زینت اور حساب کے دن کے لیے ذخیرہ بنے۔

جاہظ نے کتاب عثمانیہ میں کہا ہے اس سے ابن ابی الحدید کی نقل کے مطابق کہ ابو بکرؓ میں ہجرت سے پہلے ایتلا و آزمائش میں اور عذاب و تکلیف میں مبتلا تھا یہاں تک کہ کہا ہے اور علی بن ابی طالبؓ راحت و آرام میں تھے نہ کوئی شخص انہیں تلاش کرتا تھا اور نہ وہ کسی کی تلاش و طلب میں آئے۔

ابو جعفرؓ اس کا فی نے اس کی تردید میں جو کچھ کہہ ہے اسی کا خلاصہ یہ ہے ہم نے اخبار صحیحہ اور حدیث مرفوعہ السنہ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ (یعنی علیؓ) جس دن اسلام لائے بالغ کامل تھے اور اپنی زبان اور دل سے مشرکین کے مخالف تھے اور ان کے دلوں پر بوجھ تھے اور وہی جناب مخصوص تھے شعب میں حصار کے ساتھ نہ کہ

ابو بکر اور ان تاریکیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خلوتوں کے ساتھی تھے اور کثرتِ  
 نفوس کے گھونٹ ابولعب و ابو جہل وغیرہ سے پیتے تھے اور ہر مکر وہ و ناپسندیدہ  
 مصیبت میں جلتے تھے اور ہر اذیت میں اپنے نبی کے شریک تھے وہ بہت بو جہل بار  
 اٹھائے ہوئے تھے اور امر جلیل کا انہوں نے اظہار کیا تھا اور آپ ان افراد  
 میں سے تھے کہ جو رات کو شعب سے پھٹے پھیلتے نکلتے تھے اور اپنے آپ کو مخفی  
 رکھتے ہوئے اس شخص کے پاس جاتے اکابر قریش میں سے مثلاً مطعم بن عدي وغیرہ  
 کہ میں کی طرف ابو طالب بھیجتے پس اپنی پشت پر بنی ہاشم کے لیے آئے اور گندم  
 کے بوجھ اٹھالائے جب کہ ابو جہل وغیرہ دشمنوں سے بہت شدید خوف میں ہوتے  
 کہ اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو ان کا خون بہا دیتے کیا یہ کام شعب ابی طالب کے  
 حصار کے زمانہ میں علی کرتے تھے یا ابو بکر اور خود حضرت علیؑ نے ان دنوں کی اپنی  
 حالت بیان کی ہے پس آپ نے اپنے ایک مشہور خطبہ میں فرمایا ہے انہوں نے ایک  
 دوسرے سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ ہم سے نہ کوئی معاملہ کریں گے اور نہ شادی  
 بیاہ اور جنگ کی آگ کے شعلے ہمارے خلاف بھڑک اٹھے تھے اور میں ایک پہاڑ  
 میں رہنے پر مضطرب و مجبور کر رکھا تھا ہم میں سے جو ٹوٹن تھا وہ خواب کی امیر رکھتا  
 تھا اور جو کافر تھے وہ اپنے خاندان کی حمایت کرتے تھے اور سب قبائل نے ان  
 کے خلاف اکٹھے کر لیا تھا اور ان سے گزرتے والوں اور خرید و فروخت کرنے  
 والوں کو کاٹ دیا تھا اور وہ بھوک کی وجہ سے صبح شام موت کے منظر تھے۔  
 انہیں کوئی حیثیت اور کشائش کی راہ نظر نہ آتی تھی ان کے عزم و ارادہ کمزور ہو چکے  
 تھے اور ان کی امید منقطع ہو چکی تھی۔

اور ابو جعفر (یعنی اسکانی) نے کہا کہ مجھے شک و شبہ نہیں کہ ابو عثمان (جاحظ)

کو باطل نے خیانت پر مجبور کیا ہے اور خطا و غلطی نے اسے بٹھا دیا ہے اور حق کا ساتھ چھوڑنے نے اسے حیرت و سرگردانی کی طرف پھیر دیا ہے لہذا اس نے جاننے اور پہچاننے کے بغیر کہے جو کچھ کہے اور یہ گمان کر لیا ہے کہ حضرت علیؑ ہجرت سے پہلے کسی امتحان میں نہیں پڑے اور مشقتیں نہیں بھیلیں اور صرف جنگ بدر کے دن سے آپؐ تکلیف کی مشقتوں اور ابتلاء کی غمتوں میں پڑے ہیں اور وہ شعب ابی طالب کے حصار اور جن مصائب میں وہ مبتلا تھے انہیں بھول گیا ہے حالانکہ ابوبکر رحمت و سکون میں تھا جو چاہتا کھا تھا اور جس سے چاہتا اٹھتا بیٹھتا تھا اس کا راستہ کھلا ہوا تھا اس کا فاضل خوش اور دل سکون میں تھا اور علیؑ علیہ السلام شہداء و آلہ اور احوال و خواتین کیوں کو بھیتا بھوکا اور پیاسہ رہتا اور صبح و شام قتل ہونے کا منتظر رہتا تھا کیونکہ وہی ذریعہ تھا اور علیہؑ ساز تھا شیوخ قریش اور ان کے عقل مندوں سے پوشیدہ طور پر قحوط اہمت اذوقہ لانے کا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اور بنی ہاشم نیم جان کے رفق حیات باقی رہیں جب کہ وہ بس حصار میں تھے اور وہ ہر لمحہ ماموں نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دشمن ابوجہل بن ہشام اور عتیبہ بن ابومعیط و ولید بن مغیرہ و عتبہ بن ربیعہ وغیرہ ایسے فراعنہ قریش اور ان کے جباروں ایسوں سے کہ وہ اچانک اسے قتل کر دیں وہ اپنے آپ کو بھوکا رکھتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اپنے زادے سیر کرتا تھا اور اپنے آپ کو پیاسہ رکھتا اور آنحضرتؐ کو اپنا پانی پلاتا اور وہی آنجناب کا علاج تھا یہ آپؐ پیادہ ہوتے اور مویش و مددگار تھا جب آپؐ وحشت پریشانی میں ہوتے اور ابوبکر صاحب قرآن چیزوں سے نجات یافتہ تھے انہیں کوئی ایسا درد و غم نہیں چھوتا تھا جو انہیں مس کرتا اور انہیں وہ شدت و رحمت لاحق نہ ہوتی جو



انہیں لاحق ہوتی اور ان کے اختیار و حالات میں سے کسی چیز کا انہیں علم نہ ہوتا  
مگر اجمالی طور پر نہ کہ تفصیلی طور پر یہ معاملہ تین سال تک رہا کہ ان کے ساتھ معاملہ  
کرنے کی شادی بیاہ کرنا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام قرار دیا گیا تھا جو حضرات  
بحسب تصور اور ممنوع تھے وہاں سے نکلنے اور اپنے نفوس میں تصرف کرنے  
سے تو کس طرح بجا حفظانہ یہ فضیلت ہمیں چھوڑ دی ہے اور یہ خصوصیت بھول  
گیا ہے کہ جس کی کوئی تغیر و تبدل نہیں ہے اتنی ہی ہذا من علاہ احدی المعالی  
و علی ہذا ہ فقس ما سواہا۔ یہ تو اس کی بلندیوں میں سے  
ایک بلندی ہے اسی پر یاقینوں کا قیاس کیے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابو جعفر کا فی نے اپنے اس قول میں بچ کہا ہے کہ علیؑ  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے معالج اور معالجہ دیکھ بھال کرتے تھے جب  
آپ بیمار ہوتے، پس ابن ابی الحدید نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت  
کی ہے کہ میں آپ کی وفات سے پہلے ولے دن کی صبح کو آنحضرت  
کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا آج رات جو درد و تکلیف  
اور بیماری میں نے اور علیؑ نے برداشت کی ہے اس کا کچھ نہ پوچھو تو میں نے عرض  
کیا ہے رسول خدا آج رات علیؑ کی بدلے میں آپ کے ساتھ بیدار رہ رہوں فرمایا  
نہیں وہ اس کام کا تیری نسبت زیادہ حق رکھتا ہے میرے ماں باپ آپ پر  
قربان جائیں آئے امیر المؤمنینؑ

## تذیل

معلوم رہے کہ شجاعت ان معانی میں سے ہے کہ جو نفس انسانی کے ساتھ قائم

اس کا اور اک بعیرت سے ہو سکتا ہے نہ کہ بصارت سے اور اس کی معرفت اسکی ذات کے مشاہدے سے کسی طور پر ممکن نہیں ہے بلکہ اس کی معرفت کا طریقہ اور اس کا علم اس کے آثار کے مشاہدے سے ہوتا ہے جو شخص یہ جانتا چاہتا ہے کہ زید شجاعت کے ساتھ موصوف ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان امور کی طرف دیکھا جائے جو اس سے اس وقت صادر ہوتے ہیں جب مردوں نے اسے گھیر رکھا ہو اور موت اس کے گرد منڈلا رہی ہو اور جنگ کا دور دورہ ہو اگر تو وہ زیادہ جنت فرما کر تلے جلد بازی سے کام کرتا ہے شکست کا ترکیب ہوتا ہے اور جان کی بقاء چاہتا ہے اور ہستی کو برداشت کر لیتا ہے اور اس کا طوق گلے میں ڈال لیتا ہے اور تلوار کی دھار سے فراہ کی عار کا لباس پہننے کی طرف جلدی کرتا ہے تو یہ شخص شجاعت سے کئی مرحلے دور ہے۔

اور اگر جرئت مند ہے بڑھ بڑھ کر حملے کرتا ہے صابر و بردبار ہے۔ تلواروں کی جھنکار کو مزامیر کا حطرب نغمہ سمجھتا ہے اور ٹکڑاؤ کی صفوں کی طرف اس طرح دوڑ کر جاتا ہے جیسے غیب و غریب مناظر کو دیکھنے کی طرف جلدی کرتا ہے ہونایوں کے شداہدیں مطمئن نفس کے ساتھ گشتا ہے اور جنگ کے لیے مسافہ کرنے کو ٹھٹھوک پہنچانے والی غنیمت سمجھتا ہے اور نیزہ کے دو طرفہ دائرہ قائمہ عائد ہیں یلقی الرماح بنحرة۔ فکانما فی قلبہ عود من الریحان ویدی السیوف وصوت وقع حديد ما عرسا تجلیھا علیہا وہ نیزہ کی اپنے گلے سے ملاقات کرتا ہے گویا ریحان و اگر تھی ہے اور تلوار اور اس کی جھنکار اس کی نظریں وہ دامن ہے جسے حرم عورت عورتیں اس کے پاس لیکر آئیں تو شجاعت کی زبام اس کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس کا اہل ہے اور جو اس کی اس شجاعت کے ساتھ تعریف کرے

کہ جسے خدا دوست رکھتا ہے تو وہ بچا ہے۔

جب آپ یہ جان چکے اور ان واقعات میں غور و غوض کر چکے جو ہم نے احباب حینی اور آپ کے اہل بیت کی جنگ کے ہم نقل کر چکے ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کے سب شجاعت کے اعلیٰ درجہ اور شہادت و ہرگز کے ارفع درجہ پر فائز تھے مگر یہ کہ شہادت عباسیگانہ آفاق تھے وہ اس کا معنی جاہد پئے ہوئے تھے اور ان کا دہرہ اس میں درفع و اعلیٰ تھا اور اس کی روشنیاں انہیں سے پھوٹی تھیں اور انہیں سے اس کے پھل پھول چنے جاتے تھے۔ کہ جو ایمان میں زیادہ محکم اور بصیرت میں زیادہ قائم اور خدا کے ہاں قیامت کے دن انجام دہ قدر و منزلت رکھتے ہوں گے کہ جس میں تمام شہداء رشک کریں گے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کے باپ امیر المومنین سید المرید علیہ الاف التسلیم و مسعودی نے مروج الذهب میں جنگ جمل کے واقعہ میں ذکر کیا ہے کہ اصحاب جمل نے حضرت علیؑ کے خیمہ اور میرہ پر حملہ کر کے میدان میں صاف کر لیا تو آپ کے پاس عقیق کی اولادیں سے کوئی آیا جب کہ آپ اپنے گھوڑے کی زین کے قریب دودھ پیر سر رکھ کر اونگھ رہے تھے اور آپ سے عرض کیا چا جان آپ کا خیمہ اور میرہ وہاں پہنچ گیا ہے جان آپ دیکھ رہے ہیں اور آپ اونگھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا خاموشی اے بھتیجے میرے چچا کا ایک معین دن ہے کہ جس سے آگے نہیں بڑھ سکتا خدا کی قسم تیرا چچا اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ موت پر جا گرے یا موت اس پر آگرے پھر آپ نے کسی کو اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کی طرف بھیجا کہ جو آپ کے علمبردار تھے کہ ان پر حملہ کر دو تو محمد نے کچھ تاخیر کی چونکہ ان کے مد مقابل لوگ ان پر تیر بہ سارے تھے محمد منتظر تھے کہ ان کے تیر ختم ہو جائیں تو حضرت علیؑ ان کے پاس آئے اور فرمایا تو نے حملہ کیوں نہیں

کیا تو محمد نے عرض کیا آگے بڑھنے کی کوئی جگہ ہی نہیں سوائے تیرونیزہ کے یہ منظر ہوں کہ ان کے تیر ختم ہو جائیں تو میں ان پر حملہ کروں تو آپ نے فرمایا کہ تیروں کے درمیان ہی یہ حملہ کرو موت کی ڈھال تمہارے اوپر موجود ہے۔

پس محمد نے حملہ کیا لیکن تیروں اور تیروں کے درمیان رُک گیا پس حضرت علیؑ آئے اور تلوار کا دستہ محمد کو مارا اور فرمایا تمہاری ماں کی رگ نے تجھے آگیا ہے اور علم ان سے لے لیا اور حملہ کیا اور باقی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ حملہ کر دیا پس مد مقابل قوم کی مثال اس راگھ کی تھی کہ جھکڑ کے دن جس پر شدت سے آندھی چلے۔ یہ تھے محمد بن حنفیہ بن امیر المؤمنین علیہ السلام حالانکہ تمام افراد سے زیادہ عاقل اور زیادہ شجاع و بہادر تھے جیسا کہ زہری نے کہا۔

اور جاحظ سے منقول ہے کہ اس نے کہا باقی رہا محمد بن حنفیہ تو صادر و وارد اور حاضر و باوی (شہری و دیہاتی) لئے کہا ہے کہ وہ یگانہ روزگار اور اپنے وقت کے مرد میدان اور سب لوگوں سے زیادہ تمام و باکمال تھے انتہی

اور ان کی شجاعت ظاہر ہوتی ہے ہر اس شخص کے لیے کہ جو کچھ کتب اصل میر نے جنگ جمل میں صفین کے بارے میں لکھا ہے اور کافی ہے تیرے لیے کہ وہ امیر المؤمنین ایسی ہستی کے علمبردار تھے لیکن اس شجاعت و تفریت و توصیف کے باوجود دشمنوں پر حملہ کرنے سے توقف کیا تھا ان کے تیروں کے ختم ہونے کے انتظار میں لیکن میرے ماں باپ قربان ہوں جناب عباسؑ اپنے بیٹائی حسینؑ کے علمبردار اور ان کے لشکر کے کمانڈر ہو کہ جب انہوں نے فرات کی طرف جلتے کا ارادہ کیا تو آپ کو ان چار ہزار افراد نے گھیر لیا جو فرات پر توکل تھے ادا آپ پر تیروں کی بارش کر دی لیکن وہ جناب سخت پہاڑ کی مانند تھے کہ جس کو آندھیاں نہیں ہلا سکتیں

اور نہ جھکڑا سے اپنی جگہ سے زائل کر سکتے ہیں لا اذہب الموت اذا الموت  
 رقی)۔ میں موت سے نہیں ڈرتا جب موت بلند ہو۔

پہلے آپ کے سامنے گزر چکا ہے کہ جب اصحاب حسینؑ ہیں بعض کو دشمنوں نے  
 گھیر لیا اور باقی اصحاب اور دوستوں سے ان کا تعلق کٹ گیا تو جناب عباس بن  
 علی علیہما السلام نے دشمنوں پر حملہ کر کے انہیں ان سے نکال لاٹے اور یہی آپ  
 جان چکے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اپنے بھائی حسین کے لیے ڈھال اور بچاؤ  
 کا ذریعہ بنایا جب کہ آپ آنجناب کے سامنے تھے میرے ماں باپ قربان  
 ہوں آپ پر اسے ابو الفضل



## فصل شہادت امام حسینؑ اور طفل شیرخوار

ہمارے آقا و مولانا ابو عبد اللہ الحسین المظلوم کی شہادت اور آپ کا قتل گاہ میں زمین پر پکڑنا سلام اللہ علیہ اور اسی میں طفل رفیع (علی اصغر) اور عبد اللہ بن حسن بن علی علیہما السلام کی شہادت کا ذکر بھی ہے یہ وہ فعل ہے کہ جس کے مقتون سے پلکوں سے آنسو بہتے ہیں اور حزن ملال ابھارنے کے لیے درد اٹھتے ہیں اور صاحب ایمان کے دل و جگر میں پیدا ہونے والی آگ بھڑکتی ہے اور اللہ کی یا گاہ میں شکایت ہے اور اسی سے اعانت طلب کی جاتی ہے۔

بعض مقاتل میں روایت ہوئی ہے کہ حسینؑ نے جب بہتر افراد کو اپنے (اصحاب) و اہل بیت میں سے زمین پر پڑے ہوئے دیکھا تو خیمے کی طرف رخ کیا اور پکار کر کہا یا سکیۃ یا فاطمہ یا زینب یا ام کلثوم علیکن منی السلام تو انہیں سکیۃ نے پکار کر کہا اے بابا کیا آپ مرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا کس طرح مرنے کے لیے وہ تیار نہ ہو کہ جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ رہا ہو تو اس غم و مہم نے کہا اے بابا ہمیں ہمارے نانا کے روتھ پر پٹا دیجئے تو آپ نے فرمایا ہیما ت اگر قضا پر زندہ کو چھوڑ دیا جاتا تو وہ سو جاتا پس خواتین نے چیخ و پکار بند کی تو حسین علیہ السلام نے انہیں خاموش کیا نیز اسی کتاب میں ہے کہ آپ جناب ام کلثوم کی طرف بڑھے اور ان سے فرمایا اے پیاری بہن میں تجھے اپنے تیری ذات کے بارے میں

خیر و بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اور میں اس قوم کے مقابلہ میں جا رہا ہوں پس سکیئہ  
آگے بڑھیں اور وہ چیخ و پکار کر رہی تھیں اور آپ کو ان سے بہت شدید محبت  
تھی پس انہیں اپنے سینے سے لگایا اور ان کے آنسو پونچھے اور فرمایا سب طول بعدی یا  
سکینۃ فاعلمی۔ منك البكاء اذا الحماہم رھائی۔ لا تحرقی قلبی بدمعك  
حسرتہ۔ ما دام منی الروح فی جثمانی فاذا قتلت فانث اولی بالذی  
تبکینہ یا خیرۃ النسوان۔ غفر لہ میرے بعد اے سکیئہ جان لے  
کہ تجھے رونا نصیب ہو گا جب موت نے مجھے گھیر لیا، اب حسرت بھرے آنسو سے  
میرے دل کو نہ جلاؤ جب تک میری روح میرے جسم میں ہے جب میں شہید ہو جاؤں  
تو ہجرتم رونے کی زیادہ عقدار ہو اے بہترین خاتون

اور ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب امام حسینؑ  
کے لیے وہ وقت آیا جو آیا تو آپ نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ بنت الحسین علیہا السلام  
کو بلایا اور انہیں ایک بلا خط دیا اور ظاہری وصیت کی اور علی بن الحسینؑ  
شکم بیمار لاقی تھی ان کے ساتھ تھے اور وہ یہی سمجھتے تھے جس حالت میں وہ تھے  
(یعنی سمجھتے تھے کہ فوت ہو جائیں گے) تو جناب فاطمہ نے وہ خط یا کتاب علی بن الحسین  
کے سپرد کی پھر وہ ہماری طرف منتقل ہوئی۔

اور مسعودی رحمہ اللہ کی کتاب اثبات الوقیہ میں ہے پھر آپ نے علی بن الحسین  
علیہما السلام کو حضور بخشا اور وہ بیمار تھے پس انہیں اسم اعظم اور مورثہ انبیاء  
علیہم السلام کی وصیت کی اور انہیں بتایا کہ آپ نے علوم، صرف، مصحف اور  
سلاح و ہتھیار جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے  
کہ وہ سب چیزیں آپ کے سپرد کریں۔

نیز اسی کتاب میں ہے ایک حدیث میں جو خدیجہ بنت محمد بن علی رضی اللہ عنہا ابوالحسن  
 عسکری علیہا السلام کی بہن ہیں ان سے روایت ہے کہ انہوں نے یعنی حسین علیہ السلام  
 کا سر میں اپنی بہن زینب بنت علیؓ کی وصیت کی پس جو کچھ علم علی بن الحسین علیہما السلام  
 کو زمانہ میں وہ ان کی پیروی میں تریب بنت علیؓ کی طرف منسوب ہوتا تھا علی بن الحسین  
 علیہ السلام پر پردہ ڈالتے ہوئے اور تفسیر کے طور پر اور ان کے پچاؤ کے لیے اور طب  
 راوندی کے کلمات الدخوات میں زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے  
 آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے والد علیہ السلام نے اپنی شہادت کے دن اپنے سینے سے  
 لگا یا جب کہ خون آپ کے جسم سے کھول رہا تھا اور وہ فرما رہے تھے اے بیٹا  
 مجھ سے یہ دعا محفوظ کر لو کہ جو مجھے جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے تعلیم دی وہ  
 انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے تعلیم دی تھی اور انہیں جبریل نے کسی حاجت  
 کسی حاجت کسی غم کسی غم اور کسی نازل ہونے والی مصیبت اور کسی عظیم مشکل امر  
 کے سلسلہ میں تعلیم دینی تھی فرمایا دعا کرو **وَبِحَقِّ لَيْسَ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ وَبِحَقِّ**  
**طه وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ يَا مَنْ يَقْدَرُ عَلَى خَوَاتِمِ السَّائِلِينَ يَا مَنْ يَعْلَمُ مَا**  
**فِي الضُّمِيرِ يَا مَنْعَتَا عَنِ الْمَكْرُوبِينَ يَا مَنْعَتَا عَنِ الْمَغْضُومِينَ يَا رَاجِمَ الشُّيْطَانِ الْكَبِيرِ يَا رَاقِيَ**  
**الطُّفْلِ الصَّغِيرِ يَا مَنْ لَا يَحْتَاجُ إِلَى التَّفْسِيرِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَافْعَلْ فِي كَذَا وَكَذَا -**  
 یا پس اے قرآن حکیم کے حق کی قسم طہ اور قرآن عظیم کے حق کی قسم اے وہ ذات جو  
 سوال کرنے والوں کی حاجتوں پر قدرت رکھتا ہے یا اے وہ جو ضمیر میں جو کچھ ہے  
 اسے جانتا ہے اے دکھی لوگوں کے دکھوں کو دور کرنے والے اے غمزدہ افراد  
 کے غموں کو کشائش میں بدلنے والے اے بہت بڑے پر رزم کرنے والے اے  
 چھوٹے بچے کو رزق دینے والے اے وہ جو کسی تفسیر کا محتاج نہیں محمد و آل محمد پر



صلوات و رحمت نازل فرما اور میری تلال تلال حاجت کو برلا۔  
 مؤلف کہتے ہیں اور ہم نے آپ سے ایک اور وعایوم عاشور کی صبح کے وقائع  
 میں ذکر کی ہے اور آپ سے ایک تیسری دعا بھی امی دن وارد ہوئی ہے کہ جسے شیخ  
 الطائف نے مصباح المتوہین تبیری شعبان کے دن کے اعمال میں ذکر کر کے پھر  
 اس کے بعد حسین علیہ السلام کی تم دعا پڑھنا اور وہ یوم کوثر والی آپ کی دعا ہے  
 اور کی روایت میں ہے کہ یہ وہ آخری دعا ہے جو دعا یوم الطف امام حسینؑ  
 نے پڑھی تھی اللهم انت متعالی المکان عظیم الجبروت آخر دعائکم

اور بحار میں بعد اس کے کہ ایک توفیق کی شہادت ذکر کی ہے کہ جو ان خیموں  
 سے نکلا تھا کہا ہے پھر امام حسینؑ نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو کوئی مرد نظر نہ آیا  
 اور بائیں طرف دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا تو علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام  
 نکلے جو کہ بیچارہ تھے اور تلوار اٹھانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے اور ام کلثوم ان  
 کے پیچھے پکار رہی تھیں اے بیٹا پلٹ آؤ تو آپ نے فرمایا مجھ بھی جان مجھے  
 چھوڑ دوں تاکہ فرزند رسول خدا کے سامنے جہاد کروں تو امام حسینؑ نے فرمایا اے  
 ام کلثوم انہیں پکڑ لو تاکہ زمین آہل محمد علیہم السلام کی نس سے خالی نہ ہو جائے۔

## شہادت طفل شیرخوار

ان کی والدہ ام رباب بنت امرئ القین بن عدی تھیں اور ان کی والدہ  
 ہند المنود تھیں۔

سید نے کہا ہے جب حسینؑ نے اپنے جوانوں اور دوستوں کی لاشیں دیکھیں تو اپنی  
 خان اور خون سے اس قوم کا سامنا کرنے کا عزم کیا اور پکار کر کہا۔ ہل من ذاب

يَذَّبُ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ هَلْ مِنْ مَوْحِدٍ يَخَافُ اللَّهَ فَيَتَأَهَّلُ مِنْ مَغِيثٍ يَرْجُوا اللَّهَ  
 بَأَعَانَتِنَا هَلْ مِنْ مَعِينٍ يَرْجُوا مَا عِنْدَ اللَّهِ فِي أَعَانَتِنَا كَوْنِي هُوَ جُودُ رَسُولِ اللَّهِ كَيْسَ  
 وَشَمْنُونِ كُودِ كَوْنِي خُذْ بِرِسْتِ هُوَ جُودِ هَارِ بَارِ فِي خُذْ سَ دُرِ كَوْنِي فَرَادِ  
 هُوَ جُودِ هَارِ فَرَادِ فِي اللَّهِ سَ أَمِيرِ كَوْنِي مَعِينِ وَدِدِ كَا هُوَ جُودِ هَارِ  
 أَعَانَتِ كَرِ كَوْنِي كَچھِ اللَّهُ كَ پَاسِ هُوَ اس كِي أَمِيرِ كَرِ لَپَسِ خَوَاتِنِ عَصَمَتِ كِي حِدا  
 بَلَنْدِ هُوِي تُو آپ خِصْمِ كَ دِ دِ وَازِ كَ كِي طَرَفِ آئِے اور بِنَابِ زَيْنَبِ سَ فَرَمَا يَحْمِي  
 مِيرَ اچھوٹا بیٹا فِے دوتا کہ میں اسے دوا کر لوں پس آپ نے اسے لیکر اس کی طرف  
 جھکے کہ اس کا بوسہ لیں تو حوطہ بن کاہل اسدی نے ایسا تیر مارا جو پچھے کے گلے میں لگا  
 کہ جس نے اسے ذبح کر دیا۔

مؤلف کہتے ہیں شاعر نے اسی مضمون کو عمدہ طریقہ سے اپنے شعر میں ادا کیا ہے  
 وَمَنْعُطٌ أَهْوَى لَتَقِيلَ طِفْلُهُ - فَقِيلَ مِنْهُ قَبْلَهُ اللَّهُ صَحْوَانًا وَرَوْهَ جَوْجَہَا  
 اپنے بچہ کا بوسہ لینے کے لیے کہ تیر نے اس سے پہلے اس کے گلے کا بوسہ لے لیا آپ  
 نے جناب زینب سے فرمایا اس کو پکڑنا پھر آپ نے اس کا خون اپنی دو تونہ تھیلیوں  
 میں لیا جب وہ پُر ہو گئیں تو خون آسمان کی طرف پھینک دیا پھر فرمایا جو مصیبت مجھ  
 پر نازل ہوئی آسان ہے کیونکہ خدا کی نگاہ کرم کے سامنے ہے۔

شیخ مفید نے رفیع کی شہادت کے سلسلہ میں فرمایا ہے پھر صلیب خیمے کے آگے  
 بیٹھ گئے پس عبد اللہ بن حسین علیہ السلام آپ کے بیٹے کو لے آئے جب کہ وہ چھوٹا سا  
 بچہ تھا آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا پس بنی اسد میں سے ایک شخص نے تیر مارا  
 جس نے اسے ذبح کر دیا۔

اور از دی نے کہا ہے عقبہ بن بشر اسدی نے کہا مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسن

علیم السلام نے فرمایا تھا یقیناً ہمارا تم بنی اسد میں خون ہے راوی کہتا ہے میں نے عرض  
 کیا میرا اس میں کیا گناہ ہے خدا آپ پر رحم فرمائے اے ابو جعفر! ردہ کون سا ہے  
 حسین کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا وہ بچہ آپ کی گود میں تھا اچانک اسے تم میں  
 سے ایک نے اے بنی اسد تیرا ردہ اسے ذبح کر دیا پس امام حسین نے اس کا خون  
 ہاتھوں میں لے لیا جب اپنی دو نو ہتھیلیاں پر کر لیں تو زمین میں اسے اٹھیل دیا  
 اس کے بعد عرض کیا پروردگار اگر تو نے ہم سے آسمانی نصرت روک لی ہے تو اسے  
 قرار دے اس چیز کے لیے کہ جو زیادہ بہتر اور ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے  
 اور سبط نے تذکرہ میں ہشام بن محمد کلبی سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے  
 انہیں آپ کے قتل پر معروض کیا تو قرآن لیا اور اسے مکول کر اپنے سر پر رکھ لیا اور  
 پکار کر فرمایا میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور میرے نانا محمد رسول  
 اللہؐ ہیں اے قوم کس بنا پر تم میرے خون کو حلال سمجھتے ہو کیا میں تمہارے نبی  
 کا نواسہ نہیں ہوں، کیا تمہیں میرے نانا کا میرے متعلق اور میرے بھائی کے متعلق  
 یہ ارشاد نہیں پہنچا ہذا ن سید اشباہ اهل الجنة۔ یہ دو فوجوانان جنت  
 کے سردار ہیں اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو جابر، زید بن ارقم ابو سعید خدری سے  
 پوچھ لو کیا جعفر تیار میرے چاہن میں شمر نے آپ کو پکار کر کہا ابھی تم معاویہ  
 میں داخل ہو گے حسینؑ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ نے خبر دی پس فرمایا میں نے دیکھا گویا ایک کہتا میرے اہل بیت کا خون پی رہا  
 ہے میں تجھے وہی خیال کرتا ہوں پس شمر نے کہا میں ایک حرف پر اللہ کی پریشانی  
 کروں اگر مجھے معلوم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو پس امام حسینؑ متوجہ ہوئے کہ اچانک  
 آپ کا ایک بچہ پیاس سے گر رہا ہے پس آپ نے اسے اپنے ہاتھ پر اٹھ لیا اور

فرمایا اے قوم اگر مجھ پر رحم نہیں کرتے تو اس بچہ پر تو رحم کرو پس انہیں سے ایک شخص نے اسے تیرا کر ذبح کر دیا پس حسینؑ رونے لگے اور وہ کہہ رہے تھے - خدایا ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ کر انہوں نے ہمیں بلایا تھا تاکہ ہماری مدد کریں پس ہم سے انہوں نے جنگ کی ہے پس فضا میں سے آواز آئی اسے چھوڑو اے حسینؑ جنت میں اسے دودھ پلانے والا موجود ہے۔

پھر اوی نے کہا اور اے حصین بن تمیم نے تیرا مارا جو ان کے دونوں بھائیوں پر لگا اور آپ کے ہونٹوں سے خون بہنے لگا اور روتے اور کہتے تھے خدایا جو کچھ میرے بھائیوں میری اولاد اور میرے اہل بیت کے ساتھ ہو رہا ہے میں اس کی شکایت تیری بارگاہ میں کرتا ہوں انہی اور ابن غلٹ نے کہا ہے کہ پھر آپ نے اس بچہ کو کھٹایا اور اپنے اہل بیت کے شہداء کے پاس رکھ دیا۔

اور محمد بن طلحہ نے مطالب السؤل میں کتاب الفتوح کے مؤلف سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ آنجناب کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا پس اس کی طرف تیر آیا جس نے اسے قتل کر دیا پس وہ خون اسے مل دیا اور اپنی تلوار سے ایک گڑھا اس کے لیے کھودا اور اس پر نماز پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔

اور کتاب احتجاج میں ہے جب آپ اکیلے رہ گئے اور آپ کے ساتھ باقی نہ رہا سوائے آپ کے بیٹے علیؑ بن الحسینؑ کے اور دوسرا آپ کا بیٹا جو عالم رضایی تھا جس کا نام عبداللہ تھا تو آپ نے بچہ کو لیا تاکہ اس سے وداع کریں کہ اچانک ایک تیر آیا جو بچے کے گلے کے اظہر میں لگا اور اسے شہید کر دیا پس آپ اپنے گھوڑے سے اترے اور تلوار کے نیام سے بچہ کے لیے گڑھا کھودا اور اس کا خون اس پر مل دیا اور اسے دفن کر دیا پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ذیل کے اشعار کہے

ارباب مقاتل نے کہا ہے اور احتجاج میں ہے پھر امام حسینؑ کھڑے ہو گئے اور اپنے  
گھوڑے پر سوار ہوئے اور جنگ کے لیے آگے بڑھے اور وہ کہتے تھے۔ (کفر القوم  
وقد ما رغبوا۔ عن ثواب الله رب الثقلين قتلوا القزم عليا وابنه۔ حسن الخیر اکرم  
الابوين۔ حنقا منهم قالوا اجمعوا۔ احشروا الناس الى حرب الحسين يا القوم من  
اناس رذل۔ جمعوا العجم لاقول الحرمين۔ صاروا دواتوا صوا كلهم باحتياج لرضاء  
السلحين لم يخافوا الله في سفك دمي۔ لعبيد الله نسل الكافرين۔ وابن سعد  
قد رما في عنوة۔ بجنود كوكوف الها طلين لالنبي كان من قبل ذاء غيغري  
بضياء الفرقدين۔ بعلي الخیر من بعد النبي۔ والنبي القرشي والوالدين  
خيرمة الله من الخلق ابی۔ شاجي فاننا ابن الخیرتين۔ فضة قد خلصت  
من ذهب، فانا لفضة وابن الذهبين من له جد كجدي في الوءى او كشيخي  
فاننا ابن العلمين۔ فاطمة الزهراء اعمى وابی۔ قاصم الكفر بيد روحين  
عبد الله غلاما يافعا۔ وقرش يعبدون الوثنتين۔ يعبدون اللات والعزى  
معاً۔ وعلى كان صلى القبلتين فابى شمس اى قمر۔ فاننا الكوكب ابن القمرين وله  
في يوم احد وقعة۔ شقت الغل بغص العسكرين ثم في الاحزاب والفتح معاً۔ كان فيهما حنق اهل  
القبيلتين في ميل الله ماذا صنعت، ام السوم معاً بالعتريتين عترة البر النبی المصطفى۔ وعلى الورد يوم  
النجفيلين قوم نے کفر کیا اور ہمیشہ سے عالمین کے پروردگار خدا کے ثواب سے منہ مٹوا  
پرست و کمینہ لوگوں نے حضرت علیؑ اور ان کے فرزند حسنؑ و حسینؑ کو کیریم ماں باپ کے بیٹے  
تھے شہید کیا اتنی بغض و سنیہ تھا کہ انہوں نے کہا اور جمع کیا اور لوگوں کو اکٹھا کیا  
حیئن سے جنگ کرنے کے لیے ہائے افسوس ایسی ذیل و کمینہ قوم سے کہ انہوں نے  
جامعتوں کی جماعتیں اہل حریم سے لڑنے کے لیے جمع کیں پھر وہ چلے اور ایک

دوسرے کو نصیحت و نصیحت کی طہرہ کافروں کو راضی کرنے کے لیے مجھے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی، میرے خون بہانے کو عبید اللہ جو کافروں کی تس ہے کے لیے بہانے میں خدائے نہیں ڈرے اور ابن سعد نے جبراً و قہراً مجھے مارا ہے ایسے لشکروں کے ذریعہ کہ موسلا دھار بارش کے مانند تھا یہ سب کچھ کسی جرم کی بنا پر نہیں تھا کہ جو مجھ سے پہلے ہوا ہو سوائے اس کے کہ میرا غر کرنے کے دوستانوں کی روشنی سے علی سے جو نبی کے بعد افضل تھے اور نبی سے کہ جو قرشی اوالدین ہیں میرا باپ لوگوں میں سے مختار ہے پھر میری ماں تو میں دو بہترین شخصیتوں کا بیٹا ہوں چاندی ہے کہ جو سونے سے نکلی ہے یہی چاندی ہوں اور دو سونے کے ٹکڑوں کا بیٹا ہوں لوگوں میں کسی کا نانا میرے نانا ایسا ہے یا میرے باپ ایسا ہے تو میں دو عظیم ہستیوں کی اولاد ہوں۔

فاطمہ زہرا میری ماں ہیں اور میرا باپ بدر و حسنین میں کفر کی کمزور ٹوٹنے والے ہیں جنہوں نے اللہ کی عبادت پھینسنے کی جب کہ قریش دو بتوں کی عبادت کرتے تھے، لات و عزی کی اکٹھی عبادت کرتے تھے اور علی وہ ہیں کہ جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے پس میرے باپ آفتاب ہیں اور ماں چاند ہے اور میں ستارہ ہوں جو آفتاب و مہتاب کا بیٹا ہے اس کا جنگ احد کے دن وہ کارنامہ ہے جس نے کینہ کو دور کیا دو نو لشکروں کو منتشر کر کے پھر جنگ احزاب اور فتح مکہ میں کہ جس میں دو نو لشکروں کی موت تھی یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں کیا لیکن برسی امت نے دو نو عتروں اور ذریعوں سے کیا سلوک کیا نیک و صالح مصطفیٰ کی قدرت سے اور علی کی اولاد سے جو سرخ گلاب کی طرح ہوتا ہے دو نو لشکروں کے ٹکڑاؤ کے دن پھر آپ اس قوم کے آگے کھڑے ہوئے اور آپ کی تلوار نیام

سے باہر آپ کے ہاتھ میں تھی آپ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اور مرنے کا ارادہ کر چکے تھے اور کہہ رہے تھے انا ابن علی المطهر من آل ہاشم کفانی بهذا منصرفاً حین افخر۔ وجدی رسول اللہ اکرم من شیء وینحن سراج اللہ فی الخلق یزہر و قاطحی من سلالة احمد۔ وعسی وید غی الخناحین جعفر۔ وفتینا کتاب اللہ انزل صادقاً۔ وفتینا الحلال والوحی بالخیر یدکر۔ ونحن امان اللہ للناس کلہم۔ نسربہذا فی الانام ونجہم۔ ونحن ولایة الحوض یسقی ولا تتکبا س رسول اللہ مالیس ینکر۔ وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ۔ ومبغضتنا یوم القیامۃ ینحسر میں پاکیزہ علی کا بیٹا ہوں جو آل ہاشم میں سے ہیں میرے لیے یہ نذر کافی ہے جب میں میں فخر کروں اور میرے نانا رسول اللہ جو تمام لوگوں میں سے مکرم و معترم ہیں اور ہم اللہ کا روشن چراغ ہیں مخلوق میں اور فاطمہ زہرا جو احمد مجتبیٰ کی بیٹی ہیں میری ماں ہے اور میرے چچا جعفر دو پیروں والے پکارے جاتے ہیں اور ہم میں اللہ کی سچی کتاب نازل ہوئی ہے اور ہم میں ہدایت وحی اور خیر و اچھائی ہے کہ جس کا ذکر عام ہے ہم اللہ کی امان ہیں تمام لوگوں کے لیے یہ بات ہم چھپ کر اور علی الاعلان کہتے ہیں ہم حوض کے مالک ہیں اپنے دوستوں کو رسول اللہ کے کلمے سے پلائیں گے کہ جس کا انکار نہیں ہو سکتا ہمارے شیعہ اور پیرو لوگوں میں مکرم و معترم شیعہ ہیں اور ہمارا مبغض و دشمن قیامت کے دن خسارے میں ہے۔

محمد بن عالم ابوطالب نے کہا اور ابو علی سلامی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ اشعار امام حسین کی اپنی انشاء ہیں اور کہہ ہے کہ اس قسم کے کس کے اشعار نہیں ہیں فان تکن الدنیا تعد نقیسة۔ فان ثواب اللہ اعلیٰ و ابل وان تکن الابدان

الموت انتابت۔ قتل امری بالسيف في الله افضل۔ وان تكن الارزاق قسما  
مقدرا فقلته سعى المرء في الكسب اجل وان تكن الاموال للترك جمعها۔ فما  
بال متروك به المرء يبخل۔ اگر دنیا کو نفیس و عمدہ چیز بھی شمار کیا جائے پھر  
بھی اللہ کا ثواب زیادہ بلند اور زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور اگر بدن موت ہی  
کے لیے پیدا ہوئے ہیں تو پھر اللہ کی راہ میں انسان کا شہید ہونا افضل ہے اور اگر  
رزق تقسیم شدہ اور مقدار ہے تو کسب و کاریں انسان کا زیادہ کوشش نہ کرنا  
بہتر ہے۔

اور اگر مال کا جمع کرنا اپنے بعد کے لیے چھوڑنے کے لیے ہے تو پھر کیا وجہ ہے  
کہ انسان چھوڑے ہوئے مال میں بخل کرتا ہے پھر آپ نے لوگوں کو مبارزہ کے لیے  
پکارا پس آپ مسلسل قتل کرتے رہے ہر اس شخص کو جو آپ کے قریب آتا یہاں  
تک کہ آپ نے مقتولین کا ڈھیر لگا دیا پھر آپ نے دشمن کے خیمہ پر حملہ کیا اور کہہ  
رہے تھے الموت خیر من رکوب العار۔ والعار اولی من دخول النار موت ننگ و  
عار کے ارتکاب سے بہتر ہے اور ننگ و عار برداشت کر لینا جہنم کی آگ میں داخل  
ہونے سے اولیٰ بہتر ہے۔

پھر آپ نے میسر پر حملہ کیا اور آپ کہہ رہے تھے انا الحسین بن علی۔ آیت  
ان لا انتفی اجسی عیالات ابی۔ امضی علی دین النبی۔  
میں حسین بن علی ہوں میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ دشمنوں سے متہ نہیں موڑوں گا اپنے باپ  
کے اہل و عیال سے دفاع کروں گا اور دین نبی پر چل کر اس دنیا سے جاؤں گا  
بعض راویوں کا کہنا ہے کہ میں سمجھا ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا کہ جس کے دشمن بہت زیادہ  
ہوں اور اس کے بیٹے اہل بیت اور ساتھی قتل ہو چکے ہوں اور وہ آپ سے زیادہ



مضبوط اور دل جمعی سے نظر اہم پیادہ لشکرِ آپ پر حملہ کرتا تو آپ تلوار لیکر اس طرح نہ در دار حملہ ان پر کرتے کہ وہ بھیڑ بکریوں کی طرح تتر بتر ہو جاتے کہ جن پر بھیڑ یا حملہ کرے آپ ان پر حملہ کرتے تھے حالانکہ وہ تیس ہزار کا لشکر تھا تو اس طرح آپ کے سامنے سے منتشر ہوئے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتے ہیں پھر آپ اپنے مرکز کی طرف لوٹ آتے اور فرماتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ علی عظیم کے علاوہ حول و قوت کس کی طرف سے نہیں۔

کتاب اثباتِ اوقیہ میں ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ اس دن آپ کے ہاتھ سے ایک ہزار آٹھ سو چھوٹے گئے اور بجا میں ہے کہ ابنِ شہر آشوب اور محمد بن ابوطالب نے کہا ہے کہ آپ مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک ہزار نو سو پچاس افراد کو زخمیوں کے علاوہ قتل کیا پس عمر سعد نے اپنے لشکر سے کہا دینِ دہلاکت ہو تمہارے لیے جانتے ہو کہ کس سے جنگ کر رہے یہ انزع بطین (علی بن ابیطالب) جس کے سر پر بال نہ ہوں اور شکم بڑا ہو گا بیٹھا ہے یہ عربوں کو قتل کرتے والوں کا بیٹھا ہے پس ہر طرف سے اس پر حملہ کرو چار ہزار تیر انداز تھے انہوں نے آپ پر تیروں کی بارش کر دی اور آپ کے اور آپ کے خیموں کے درمیان حائل ہو گئے۔

ابن ابی طالب، صاحبِ مناقب اور سید (رہ) نے کہا ہے کہ آپ نے چیخ کر کہا اے ہونم پر لے آل ابوسفیان کے شیعہ و پیروکار اگر تمہارا کوئی دین و مذہب نہیں ہے اور تم معاد و قیامت کا خوف نہیں رکھتے تو دنیا کے آزاد و شریف لوگ تو بنو اور اپنے حبیب و نسب کی طرف تہیڈو اگر تم عرب ہو تو شمر بن نے پکار کر کہا اے فاطمہ کے بیٹے کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ میں تم سے

جنگ کر رہا ہوں اور تم مجھ سے لڑ رہے ہو غارتوں کا تو اس میں کوئی حد نہیں لہذا اپنے سرکشوں کو میرے اہل حرم سے متعرض ہونے سے روکو جب تک میں زندہ ہوں تو شمر نے کہا تمہارا یہ حق ہے پھر شمر نے چیخ کر کہا اس شخص کے اہل حرم سے رک جاؤ خود اس کا قصد کرو مجھے میری جان کی قسم وہ کفر کریم ہے۔

راوی کہتا ہے میں اس قوم نے آپ ہی کا قصد کیا جب کہ آپ ان سے ایک گھوٹ پانی مانگ رہے تھے جب بھی آپ اپنے گھوڑے کے ساتھ فرات کی طرف جانے کے لیے حملہ کرتے تو وہ سب کے سب ملائین آپ پر حملہ کرتے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو فرات سے دور کر دیا۔

اور ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ ابو مخنف نے جلودی سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے انور سلمیٰ اور غزو بن جراح زبیدی پر حملہ کیا اور وہ دونوں چار ہزار کے لشکر میں شامل تھے کہ جو گھاٹ پر متعین تھا اور آپ نے اپنا گھوڑا فرات میں ڈال دیا جب گھوڑے نے اپنا سر پانی سے لگایا تاکہ پانی پئے تو آپ نے فرمایا تو بھی پیاسہ ہے اور میں بھی پیاسا ہوں خدا کی قسم میں پانی نہیں چکوں گا جب تک تو نہ پی لے جب گھوڑے نے آپ کی گفت گو سنی تو سر اٹھا لیا اور پانی نہیں پیا گیا اس نے آپ کی گفت گو سمجھ لی پس امام حسینؑ نے فرمایا پانی بیو میں بھی پیتا ہوں پس آپ نے ہاتھ بڑھایا اور پانی کا ایک چلو لیا تو ایک گھڑ سوار نے کہا اے ابا عبد اللہ آپ پانی پینے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور آپ کی وہ تک حرمت ہو رہی ہے تو آپ نے پانی ہاتھ سے پھینک دیا اور لشکر پر حملہ کیا اور انہیں ایک طرف ہٹایا اچانک (دیکھا کہ ہر خیمہ صبح سالم ہیں۔

علامہ مجلسی نے کتاب جہاد میں کہا ہے پھر دوبارہ آپ نے اپنے اہل بیت سے

وداع کیا اور انہیں صبر و تحمل کا حکم دیا اور ثواب و اجر کا وعدہ دیا اور انہیں حکم دیا کہ اپنی جاویں اور برقعے اوڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا ابتلاؤ و امتحان کے لیے تیار ہو جاؤ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ و حامی و مددگار ہے اور وہ غریقِ تمہیں دشمنوں کے شر سے نجات دے گا۔ اور تمہاری عاقبت بخیر کرے گا اور تمہارے دشمنوں کو قسم قسم کے عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہیں ان مصائب و آلام کے بدلے ازار و اقسام کی نعمتوں اور کرامتوں سے نوازے گا لہذا حرفِ شکایت زبان پر نہ لانا اور اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہ کہنا جو تمہاری قدر و منزلت کو کم کرے۔

اور بحاریں کہا ہے اور ابو القزح نے کہا ہے راوی کہتا ہے کہ امام حسینؑ پانی مانگتے تھے اور شمرؓ خدا اس پر لعنت کرے کہتا تھا خدا کی قسم تمہیں پانی نہیں ملے گا جب تک (معاذ اللہ) آگ میں داخل نہ ہوں پس ایک شخص نے آپ سے کہا اے حسینؑ کیا فرات کے پانی کی طرف نہیں دیکھتے ہو گو زیادہ پھیلیوں (سایپوں) آں ا کا شکم ہے خدا کی قسم تم اسے نہیں چھ سکو گے یہاں تک کہ پیاسے مرجاؤ گے تو امام حسینؑ نے عرض کیا خدا یا اے پیاس سے موت دے راوی کہتا ہے خدا کی قسم کہ یہ شخص کہتا تھا مجھے پانی پلاؤ پس پانی لایا جاتا اور وہ آٹنا پانی پیتا کہ اس کے منہ سے نکل پڑتا پھر وہ کہتا کہ مجھے پانی پلاؤ مجھے پیاس نے قتل کر دیا ہے پس وہ بعین اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ مر گیا (مردود مؤرخین نے کہا پھر آپ کو ایک شخص نے جس کی کفایت ابو القزح تھی تیرا راجو آپ کی پیشانی میں جا لگا آپ نے وہ تیر پیشانی سے نکالا اور خون آپ کے چہرہ اور ریش مبارک پر بہنے لگا تو آپ نے عرض کیا خدا یا یقیناً تو دیکھ رہا ہے میں جس حالت میں ہوں تیرے ان نافرمان بندوں کے ہاتھوں خدا یا ان کی تعداد کو کم کر دے انہیں علیحدہ علیحدہ کر کے قتل کر روئے زمین پر ان میں سے کسی کو نہ

نہ چوڑا اور انہیں کبھی بھی نہ بخشا پھر آپ نے غضبناک شیر کی طرح ان پر حملہ کیا۔ انہیں سے کوئی بھی اس کے قریب نہیں آتا تھا مگر یہ کہ آپ تلوار سے شدید حملہ کر کے اسے قتل کر دیتے تھے اور ہر طرف سے آپ کی جانب آتے اور آپ انہیں اپنی گردن اور سینہ پر لیتے اور فرماتے اے میری امت تم نے محمد کی ان کی عزت کے بارے میں بری جانشینی کی ہے یاد رکھو تم میرے بعد اللہ کے بندوں میں سے کبھی بھی کسی بندہ کو قتل نہیں کرو گے کہ جس کے قتل سے تمہیں خوف و ہیبت محسوس ہو بلکہ میرے قتل کے بعد تمہارے لیے یہ آسان ہو جائے گا خدا کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھے شہادت کی کرامت سے نوازے گا تمہارا حانت کرنے کی بنا پر اور پھر تم سے میرا انتقام ایسی جگہ سے لے کہ جس کا تمیں شعور نہ ہو۔

راوی کتاب ہے کہ پس آپ سے حصین بن مالک سکونی نے چیخ کر کہا اے فاطمہ کے بیٹے کسی طرح وہ ہم سے تیرا انتقام لے گا فرمایا تمہارے درمیان جنگ ڈال دے گا اور تمہارے خون بہائے گا پھر تم پر دروناک عذاب انڈیل دیگا پھر آپ مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو بہت بڑے بڑے زخم لگے۔

صاحب مناقب اور سید نے کہا ہے یہاں تک کہ آپ کو بہتر زخم لگے۔ اور ابن شہر آشوب نے کہا ہے کہ ابو مخنف نے جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ امام حسینؑ کو تینتیس تیزہ کے اور چونتیس تلوار کے زخم لگے۔

اور باقر علیہ السلام نے فرمایا جب امام حسینؑ علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو آپ کے جسم اظہر پر تیزے تلوار اور تیر کے تین سو ہیں اور کچھ زخم تھے۔

ایک روایت ہے کہ تین سو ساٹھ زخم تھے اور کما گید ہے کہ تلوار کے سینتیس زخم تھے سو اٹھ تیروں کے اور بعض نے کہا ہے کہ ایک ہزار نو سو زخم تھے اور تیر آپ کی زہر میں اس طرح لگے ہوئے تھے جیسے قفّذ کے چمڑے پر کاٹے ہوتے ہیں اور روایت ہے کہ سب زخم آپ کے جسم کے سامنے والے حصہ میں تھے۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ کچھ دیور رک گئے استراحت کے لیے جب کہ آپ جنگ سے کمزور ہو گئے تھے پس جب آپ رکے ہوئے تھے تو ایک پتھر آیا جو آپ کی پیشانی پر لگا پس آپ نے پتھر اٹھا لیا تاکہ چہرے سے خون پونچھیں کہ آپ کی طرف ایک تیز زہر آلود شعلہ تیر آیا اور وہ آپ کے سینہ میں لگا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کے دل پر لگا اور امام حسین نے فرمایا

اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا میرے معبود تو جانتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہیں کہ روئے زمین پر جس کے علاوہ کوئی نواسہ رسول نہیں ہے پھر آپ نے اس تیر کو کھینچ لیا اور پیچھے سے اسے نکالا اور خون پنا لے کی طرح بہنے لگا تو آپ نے زخم کے اوپر ہاتھ رکھ لیا جب وہ خون سے پر ہو گیا تو اسے آسمان کی طرف پھینکا اور اس خون میں سے ایک قطرہ بھی واپس نہ آیا اور یہ سرفی آسمان پر نہیں دیکھی گئی تھی جب تک حسین نے اپنا خون آسمان کی طرف نہیں پھینکا تھا پھر دوبارہ ہاتھ زخم کے نیچے رکھا اور جب وہ پر ہو گیا تو اسے اپنے سر اور دائرہ پر مل لیا اور فرمایا میں اسی حالت میں رہوں گا یہاں تک کہ میں اپنے نانا رسول اللہ کی ملاقات کروں گا درالحالیکہ میں نے اپنے خون کا خضاب لگایا ہو گا اور میں عرض کروں گا یا رسول اللہ مجھے خلافت خلافت نے قتل کیا ہے۔

شیخ مفید کہتے ہیں بعد اس کے کہ حسین کا بندر دیا پر جانے اور آپ کے بھائی

عباس کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں اور جب حسین بند دریا سے  
 نیچے کی طرف لوٹے تو آپ کی طرف شمر بن ذی الجوشن اپنے ساتھیوں کے ایک گروہ  
 میں بڑھا اور آپ کو گھیرے میں لے لیا پس ان میں ایک شخص تیزی سے آیا کہ جے  
 مالک بن نمر کندی کہا جاتا تھا پس اس یحییٰ نے امام حسین کو برا بھلا کہا اور آپ  
 کے سر پہ تلوار ماری اور اس پر ایک ٹوپی تھی جو کٹ گئی یہاں تک تلوار آپ کے  
 سر تک پہنچ گئی اور اس سے خون جاری ہو گیا پس ٹوپی خون سے بھر گئی تو امام حسین  
 نے اس یحییٰ سے فرمایا تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھاپی نہ سکے اور خدا تجھے ظالموں  
 کے ساتھ محذور کرے پھر آپ نے وہ ٹوپی پھینک دی اور پارچہ کا ایک ٹکڑا  
 منگو کر اس سے اپنے سر کو باندھ لیا اور دوسری ٹوپی منگو کر پہنی اور اس پر  
 عمامہ باندھ لیا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ طبری نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے لیکن اس نے فلسفہ برکی  
 جگہ "برنس" ذکر کیا ہے اور راجعہ "عمامہ" باندھ لیا کے بعد مزید کہا اس کے الفاظ  
 یہ ہیں اور آپ تھک گئے تو رک گئے پس کندی آیا اور اس نے ٹوپی اٹھالی اور وہ  
 خنز (ریشمی قم) کی قمی پس جب وہ اپنی بیوی ام عبد اللہ بنت جبرئیل بن حریذی  
 کی بہن تھی کے پاس گیا تو وہ اس ٹوپی کو خون سے دھوئے لگا تو اس کی بیوی نے  
 کہا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسہ کو لٹتا ہے اور میرے گھر میں آسا  
 ہے اسے نیکہ نکل جایاں سے تو اس کے ہاتھتوں نے بتایا وہ ہمیشہ فکر و فاقہ میں  
 بری حالت میں رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

اور طبری نے کہا ہے ابو خنیفہ نے اپنی گفتگو میں کہا ہے پھر شمر بن ذی الجوشن  
 اہل کوفہ کے پیادہ لشکر میں سے دس ایک افراد میں امام حسین کی منزل کی طرف بڑھا

کہ جس میں آپ کا ساز و سامان اور اہل عیال تھے پس آپ خیمہ کی طرف بڑھے تو وہ لعین آپ کے اور خیمہ کے درمیان حائل ہوئے تو حسین نے فرمایا وین ہو تم پر اگر تم میں دین و مذہب نہیں اور تم معاد و قیامت کا خوف نہیں رکھتے تو دنیاوی معاملات میں آزاد و ثرلیف اور صاحب حسب ہو میرے گھر اور اہل و عیال کو اپنے سرکشوں اور جاہلوں سے محفوظ رکھنے دو تو ذی الجوشن کے بیٹے نے کہا یہ تمہاری بات قبول ہے اے فاطمہ کے بیٹے

راوی کہتا ہے اور پیدل دستکے ساتھ آگے بڑھا کہ جن میں ابوالجہنوب تھا کہ جس کا نام عبدالرحمن جعفی تھا اور قثم بن عمرو بن یزید زبعلی اور صالح بن وہب یزنی اور سنان بن انس نضعی اور غولی بن یزید اصبحی پس شمر لعین انہیں ابھارنے لگا پس اس کا گور ابوالجہنوب سے ہو جو پتھاروں سے لیس تھا تو اس سے کہا اس کی طرف بڑھو تو اس نے کہا تجھے کوئی چیز مانع ہے اس کی طرف بڑھنے سے تو شمر نے اس سے کہا یہ بات کب تک کرتے رہو گے تو اس نے کہا تم کب تک مجھے یہ کہو گے پس وہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے تو ابوجہنوب نے اس سے کہا اور وہ شجاع دیہاد تھا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اپنا نیزہ تیری آنکھ میں چبھ دوں راوی کہتا ہے کہ پس شمر اس سے منہ موڑ کر چلا گیا اور کہا خدا کی قسم اگر تجھے مارنے کی مجھ میں قدرت ہوئی تو میں ضرور تجھے ماروں گا راوی کہتا ہے پھر شمر بن ذی الجوشن پیدل دستکے ساتھ حسین کی طرف بڑھا پس امام حسین شدت سے ان پر حملہ کرتے تو وہ منتشر ہو جاتے پھر دوبارہ انہوں نے آپ کو گھیر لیا اور حسین علیہ السلام کی طرف ایک بچہ آپ کے اہل بیت میں سے نکلا تو اسے آپ کی بہن جناب زینب بنت علی علیہ السلام نے پکڑ لیا تاکہ اسے روک لیں تو امام حسین ان مظلمہ سے فرمایا کہ اسے روک

لو پس بچہ نے انکار کیا اور تیزی سے حسین کی طرف آیا اور ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔  
 اور شیخ مفید نے کہا پس ان کی طرف عبداللہ بن حسن علیہم السلام تو خیر تھا  
 اور ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچا تھا غواتین کے ہاں سے نکلا تھا تیزی سے آگے بڑھا  
 یہاں تک امام حسینؑ کے پہلو میں جا کھڑا ہوا پس جناب زینب بنت علیؑ اس کو مل  
 کر روکے گئیں تو امام حسینؑ نے ان سے فرمایا کہ اسے روک لو اسے بہن تو اس نے  
 انکار کیا اور شدت سے ان عذرہ سے مانع ہوا اور کہا نہیں خدا کی قسم میں اپنے  
 چچا سے جدا نہیں ہو گا اور البحرین (بحیرت) بن کعب تلوار لے کر امام حسینؑ کی طرف  
 جھکا تو اس سے اس بچہ نے کہا دین ہو تجھ پر بے خبیث عورت کے بیٹے کیا تم میرے  
 چچا کو قتل کرتے ہو پس البحرین نے شہزادے پر تلوار ماری کہ جسے بچہ نے اپنے ہاتھ  
 پر لیا تو اس ضرب نے چمڑے تک اسے کاٹ دیا تو بچے کا ہاتھ ٹٹک گیا پس بچہ نے  
 پکارا یا ایتاہ (یا امتیاح) لے لے با یا (یا اے اماں) پس امام حسینؑ نے بچہ کو نیکہ  
 سینہ سے لگایا اور فرمایا اے بیٹے اس مصیبت پر صبر کر و جہنم پر نازل ہوئی ہے  
 اور اس میں خیر و بھلائی کی اللہ سے امید رکھ یقیناً خدا تجھے تیرے ابا و صالحین رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ علی بن ابی طالب حمزہ، جعفر اور حسن بن علی صلی اللہ علیہم اجمعین سے  
 ملحق کرے گا پھر امام مظلوم نے ہاتھ بلند کیے اور عرض کیا خدا یا ان سے آسمان کی بارش  
 روک لے اور زمین کی برکات سے انہیں محروم فرما خدا یا اگر ان سے وقت تک ان کو  
 روک لے تو پھر انہیں کئی گردہوں میں بانٹ دے اور انہیں علیحدہ علیحدہ کر دے اور  
 اور ایسوں و حاکموں کو ان سے راضی نہ کر سکے کیونکہ انہوں نے ہمیں دولت دی تھی  
 تاکہ یہ ہماری مدد کریں پھر انہوں نے ہم پر تجاؤ کیا ادھر ہم سے دشمنی کی پس ہم سے  
 جنگ کرنے لگے سید نے کہہ پس حرملہ بن کابل نے اس بچہ کو تیر مارا اور اسے ذبح



کر دیا جب کہ وہ بچہ اپنے چچا حسین علیہ السلام کی گود میں تھا ابن عبد ربہ نے عقد العزید میں کہا ہے کہ اہل شام میں سے ایک لعین نے جناب عبداللہ بن حسن بن علی علیہ السلام کو دیکھا اور وہ شہزادہ یہت ہی خوبصورت تھا تو کہا کہ میں اس نوجوان کو مزور قتل کروں گا تو اس سے ایک شخص نے کہا وٹے ہو تجھ پر اسے قتل کر کے کیا کرو گے چھوڑو اسے پس اس لعین نے انکار کیا اور ان پر حملہ کیا اور انہیں تلوار کی ضرب لگا کر شہید کیا جب شہزادے کو ضرب لگی تو انہوں نے کیا عتاب اے چچا جان آپ نے فرمایا بلیک یہ اس کی آواز ہے جس کے نام و مددگار ہم اور دشمن ذاتقام جو زیادہ ہیں اور امام حسین نے ان کے قاتل پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر دوسری ضرب لگا کر اسے قتل کر دیا پھر وہ لشکر آپ سے جنگ کرنے لگا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ظاہر ابن عبد ربہ کو اشتباہ ہوا ہے اور اس نے قاسم بن حسن کی جگہ پر عبداللہ بن حسن کا ذکر کیا ہے طبری نے کہا ہے کہ آپ نے پیادہ فوج سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں منتشر کر دیا۔

اور مفید فرماتے ہیں اور پیادہ فوج نے دائیں بائیں سے حملہ کیا اور افراد امام حسین کے ساتھ رہ گئے تھے ان سب کو شہید کر دیا یہاں تک کہ آپ کے ساتھ باقی نہ رہے مگر تین یا چار افراد

اور طبری و جزیری دونوں نے کہا ہے اور جب حسین کے ساتھ تین یا چار افراد رہ گئے تو آپ نے ایک مضبوط زریہ جامہ یعنی زریہ جامہ کہ جس سے آنکھ میں چمک پیدا ہوتی ہے منگوایا پس اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا تاکہ اسے کوئی اتارنے کی کوشش نہ کرے آپ سے آپ کے بعض اصحاب نے کہا اگر اس کے نیچے کچا پن لیتے (تو بہتر تھا) فرمایا یہ دولت کا اور پست تم کا کپڑا ہے میرے لیے اس کا پہننا مناسب نہیں ہے راوی

راوی کہتا ہے کہ جب آپ شہید ہو گئے تو بھرن کعب آیا اور اس نے آپ کا لباس اتار لیا اور آپ کی لاش عربیان چھوڑ دی۔

ازدی کہتا ہے کہ مجھ سے عمرو بن شعیب نے محمد بن عبدالرحمن سے بیان کیا کہ بھرن کعب کے دونوں ہاتھوں سے سردیوں میں پانی بہتا تھا اور گرمیوں میں دونوں ہاتھ خشک ہو جاتے گویا وہ خشک لکڑی ہیں۔

اور سید نے کہا ہے کہ راوی کہتا ہے اور حسینؑ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا کپڑا ملا کہ جسے میں اپنے لباس کے نیچے قرار دوں تاکہ میری لاش کو عربیان نہ کیا جائے تو آپ کو ایک کچھا لاکر دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ اس کا لباس ہے کہ جس پر دلت و توارسی عارض ہو پس آپ نے ایک پرانا کپڑا لیا اور اسے پارہ پارہ کر کے اپنے لباس کے نیچے قرار دیا جب آپ شہید ہو گئے تو اسے بھی اتار لیا گیا پھر آپ نے ایک مین شوار منگواٹی اور پھر اس طرح ذکر کیا ہے جیسے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

شیخ مفید کہتے ہیں جب امام حسینؑ کے ساتھ باقی نہ رہا مگر آپ کے اہل بیت میں سے تین افراد تو آپ اس شکر کی طرف آگے بڑھے اور انہیں اپنے آپ سے دفع کرنے لگے اور وہ تین افراد آپ سے دفاع کرتے تھے یہاں تک کہ وہ تین افراد بھی شہید ہو گئے۔ اور آپ اکیلے رہ گئے اور آپ سر و بدن کے زخموں سے چور چور ہو گئے تھے تو آپ ان سے تلوار کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور وہ آپ سے وائیں بائیں منتشر ہوتے تھے۔

پس حمید بن مسلم نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے سمجھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جس کے گرد بہت سے دشمن ہوں اور وہ بہت زیادہ زخمی اور زخیم کہ اس کے بیٹے، اہل بیت اور اصحاب بھی مارے گئے ہوں اور وہ آپ سے زیادہ مضبوط دل اور

دل جی رکھتا ہوا اور زیادہ قوی دل ہو پایا وہ لشکر آپ پر شدید حملہ کرتا تو آپ بھی اپنی تلوار سے بھرپور حملہ ان پر کرتے اور وہ آپ کے اطراف و دایں بائیں سے اس طرح منتشر ہوتے کہ جس طرح بکریاں بھیڑیے کے حملہ کے وقت منتشر ہوتی ہیں جب شمر بن ذی الجوشن نے یہ کیفیت دیکھی تو گھڑ سواروں کو دلیا پس وہ پیادہ لشکر کی پشت پر آگئے اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ آپ پر تیر برساں پس انہوں نے آپ کو تیروں سے چھلنی کر دیا یہاں تک کہ آپ کا بدن قنفذ کی طرح ہو گیا پس آپ ان سے رک گئے اور وہ آپ کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے (اور شیخ صدوق کی امالی میں ہے کہ حسینؑ نے دایں بائیں دیکھا تو آپ کو کوئی بھی نظر نہ آیا پس اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خدا یا تو دیکھ رہا ہے جو کچھ تیرے نبی کے فرزند کے ساتھ ہو رہا ہے اور بنو کلاب آپ کے اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے ایک تیر آپ کو ایسا مارا گیا جو آپ کے گلوئے اقدس پر لگا کہ جس نے آپ گھوڑے سے گر گئے پس آپ نے وہ تیر نکالا اور خون اپنے ہاتھ پر لیا جب تھیلی پر ہو گئی تو وہ اپنے سر اور دامن پر مل لیا اور کہہ رہے تھے کہ اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ میں مظلوم اور اپنے خون سے لت پت ہوں پھر آپ اپنے دایں رخسار پر گر پڑے) اور جناب زینب خیمے کی طرف آئیں اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو پکار کر فرمایا دائے ہو تم پر اسے عمر کیا ابو عبد اللہ شہید ہو رہے ہیں اور تو آپ کی طرف دیکھ رہا ہے پس عمر نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا پس آپ نے پکار کر فرمایا دائے ہو تم لوگوں پر تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے تب بھی کسی نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا اور طبری کی روایت میں ہے کہ عمر بن سعد امام حسینؑ کے نزدیک آیا تو جناب زینب نے پکار کر کہا اے عمر بن سعد کیا ابو عبد اللہ قتل ہو رہے ہیں اور تو انہیں دیکھ رہا ہے

راوی کتابہ گویا میں عمر کے آنسو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے رخساروں اور داڑھی پر بہ رہے ہیں راوی کتابہ اور اس یحیٰ نے اس عذرہ کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

سید کہتے ہیں جب حسینؑ زخموں سے چور چور ہو گئے اور تغذیٰ کی طرح ہو گئے تو آپ کو صالح بن وحب مزنی (یزنی غل) نے آپ کے پہلو پر تیرہ مارا اور حسینؑ گھوڑے کی زین سے زمین پر دایں رخسار پر آگرے اور وہ فرما رہے تھے۔

بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پھر آپ صلوات اللہ علیہ کھڑے ہو گئے۔

راوی کتابہ اور جناب زینبؑ خیمہ کے دروازے سے نکلیں اور وہ پکار رہی تھیں واخاہ واسیداہ وااھل بیتا۔ ہائے میرے بھائی ہائے میرے آقا دوسرے ہائے میرے اہل بیت کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور کاش پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکڑا کر سطح زمین پر آجاتے راوی کتابہ اور شمر نے اپنے ساتھیوں کو چیخ کر کہا اس شخص کے متعلق کس چیز کے منتظر ہو راوی کتابہ پس ان عینوں نے ہر طرف سے آپ پر حملہ کر دیا اتھی۔

اور حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ حسینؑ کے جسم پر خیز کا ایک جہ تھا اور آپ نے عامر بن رہا تھا اور داڑھی پر دسم لگایا ہوا تھا وہ کتابہ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا اس سے پہلے کہ آپ کی شہادت ہو اور آپ پیادہ جنگ کر رہے تھے شجاع و بہادر شاہسوار کی طرح تیر اندازی سے بچتے اور شاہسواروں کے وار کی کاٹ کرتے اور تلوار زنی کی وجہ سے کوئی خلل و نقص آپ میں ظاہر نہیں ہوا اور گھڑسواروں پر شدت سے حملہ کرتے اور فرماتے کہ کیا میرے خلاف ایک دوسرے کو برا لکھ کر تے ہو یا درکھ خدا کی قسم میرے بعد تم کسی بندے کو شہید نہیں کرو گے اللہ

کے بندوں میں سے کہ جس کی وجہ سے خدا تم پر میرے قتل کرنے کی نسبت زیادہ غفیناک ہو خدا کی قسم میں البتہ امید رکھتا ہوں کہ تمہاری دولت کی وجہ سے مجھے خدا عزت مکرم دے گا پھر تم سے میرا انتقام لے گا اس طرح سے کہ میں کا تمہیں شعور نہیں کرے گا خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خدا تمہارے درمیان جنگ ڈال دے گا اور اور تمہارے خون بہائے گا پھر تم سے اسی پر راضی نہیں ہو گا یہاں تک کہ کئی گنا درد ناک عذاب تم پر نازل کرے گا۔

راوی کہتا ہے کہ آپ دن کے کافی حصہ تھے رکے رہے اور اگر لوگ آپ کو شہید کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے لیکن انہیں سے بعض دوسرے بعض کے ذریعہ اس سے بچنا چاہتا تھا اور یہ چاہتے تھے کہ وہ ان کی کفایت کریں راوی کہتا ہے کہ پس شمر نے لوگوں میں پکار کر کہا دامنے ہو تم پر اس شخص کے بارے میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو اس کو قتل کرو تمہارے مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھ کر روئیں راوی کہتا ہے پس آپ پر ہر طرف سے حملہ ہوا۔

شیخ مفید کہتے ہیں کہ آپ کی بایں ہتھیلی پر زرعہ بن شریک لعنہ اللہ تے تلوار ماری اور اسے کاٹ دیا اور انہیں سے ایک دوسرے شخص نے آپ کے کندھے پر ضرب لگائی کہ جس کی وجہ سے آپ منہ کے بل گر پڑے۔

اور طبری کی روایت میں ہے پھر وہ ملائین پیچھے ہٹ گئے جب کہ آپ بڑی مشکل سے اٹھتے اور پھر منہ کے بل گر پڑتے تھے پس وہ کہتا ہے کہ اس حالت میں منان بن انس غنمی نے آپ کو نیزہ مارا کہ جس سے آپ گر پڑے اور روئے اٹھا لیکن میں نے کہ سنان نے آپ کی پشت پر نیزہ مارا جو آپ کے سینہ میں کینہ سے لکھ آیا جب نیزہ باہر نکلا تو آپ کی روح اقدس اعلیٰ علین کی طرف پرواز کر گئی۔

اور مفید و طبری نے کہا ہے کہ غوثی بن یزید اصبحی جلدی سے آگے بڑھا پس گھوڑے سے اترا تا کہ آپ کا سر قلم کرے پس وہ کانپنے لگا تو ثمر نے اس سے کہا خدا تیرے بازو کو کمزور کرے کیا ہو گیا ہے تجھے کہ تو کانپ رہا ہے پس شمر گھوڑے سے اترا اور اس لعین نے آپ کو ذبح کیا۔

ابو العباس احمد بن یوسف دمشقی قرمائی متوفی ۱۹۸ھ نے اجنا را الاولیٰ میں کہا ہے۔ (اور یا پر جب گئے) کہ آپ کو شدید پیاس لگی تو انہوں نے آپ کو پانی پینے سے روک دیا آپ کے لیے پانی کا پینا میسر آیا جب پینے لگے تو حصین بن غیر نے آپ کے گھوڑے اقدس پر تیر مارا کہ جس سے پانی قرون میں بدل گیا پھر آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور عرض کیا خدا یا ان کی تعداد کو کم کر دے انہیں الگ الگ کر کے قتل کر اور ان میں سے کسی کو زمین پر نہ چھوڑ پھر پیادوں نے امام حسین پر ہر طرف سے حملہ کر دیا اور آپ ان میں دائیں بائیں جولان کرتے پس ذریعہ بن شریک لعین نے آپ کے بائیں ہاتھ پر ضرب لگائی اور ایک دوسرے لعین نے آپ کے دوش پر ضرب لگائی اور سنان بن انس نے آپ کو نیزہ مارا تو آپ گر پڑے پس شمر لعین اترا اور اس نے آپ کا سر کاٹ کر غوثی اصبحی کے حوالہ کر دیا پھر ان ملاعین نے آپ کا لباس اور ہتھیار لوٹ لیئے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ سید ابن نما، صدوق، طبری، جزیری، ابن عبد البر، سعوی اور ابو العزیز کی روایت کے مطابق آپ کوستان ملعون نے ذبح کیا ہے۔ سید نے کہا ہے پس سنان بن نفعی آپ کی طرف اترا اور آپ کے خلق مبارک پر تلوار کی ضرب لگائی اور لعین کہہ رہا تھا خدا کی قسم میں آپ کا سر قلم کر رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ نواسہ رسول ہیں اور ماں باپ کے لحاظ سے سب

لوگوں سے بہتر ہیں پھر اس عین نے آپ کا مقدس معظم سر کاٹ لیا اور اسی سلسلہ میں شاعر کہتا ہے فای رذیۃ عدالت حسینا۔ عداۃ تبیرہ کفاسنان۔ اور کونسی مصیبت حسین کی مصیبت کے برابر ہو سکتی ہے اس دن کجوب سان کی ہتھیلیاں آپ کو شہید کر رہی تھیں۔

(مدینۃ المعاجز میں ایک خبر ذکر کی ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ میں ایک شخص تھا کہ جس کا بدن شدید کالہ ہو گیا تھا حالانکہ پہلے وہ صحیح بدن اور سفید چہرہ رکھتا تھا اس نے کہا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں حسین کا جمال تھا (اڈٹوں کی نگہبانی کرتا تھا) جب ہم کسی ایک منزل پر پہنچے تو آپ حاجت کے لیے باہر نکلے جب کہ میں آپ کے ساتھ تھا پس میں نے آپ کا ازار بند دیکھا کہ جو آپ کے لیے ایران کے بادشاہ نے بھیجا تھا جب آپ نے اس کی بھٹیجی شاہ زنان بنت یزد و جرد سے شادی کر لی تھی پس مجھے آپ کی مصیبت مانع ہوئی کہ میں آپ سے وہ مانگ لیتا میں آپ کے گرد چکر لگاتا رہا کہ شاید میں اسے چرا سکوں لیکن اس پر میں قادر نہ ہو سکا جب کہ بلایں پہنچے اور ہوا جو کچھ ہوا اور ان کے بدن گھوڑوں کے سموں کے نیچے پڑے ہوئے تھے اور ہم کو ذہ کی طرف واپس لوٹ رہے تھے جب کچھ راستہ طے کر لیا تو مجھے وہ ازار بند یاد آیا پس میں نے اپنے دل میں کہا جو کچھ آپ کے پاس تھا اس سے وہ خالی ہو گئے پس میں معرکہ والی جگہ کی طرف واپس آیا اور آپ کے قریب گیا تو اچانک آپ نمون میں لت پست تھے اور آپ کا سر لشت کی جانب سے کاٹا گیا تھا اور تیروں و نیزوں کے بہت سے زخم آپ کو لگے ہوئے تھے پس میں نے ازارہ تہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے ارادہ کیا کہ اسکی گردہیں کھو لوں پس آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے ہاتھ پر مارا تو قریب تھا کہ میرے

جڑ اور میری رگیں کٹ جائیں پھر آپ نے ازار بند میرے ہاتھ سے لے لیا پس میں نے اپنا پاؤں ان کے سینہ پر رکھا اور پوری کوشش کی کہ آپ کی انگلیوں میں سے کوئی انگلی ہٹاؤں تو مجھ سے یہ نہ ہو سکا پس میں نے ایک پھری نکالی جو میرے ساتھ تھی اور آپ کی انگلیاں کاٹ دیں پھر میں نے ازار بند کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوبارہ گریں کھولنے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ کچھ گھوڑے فرات کی طرف سے آ رہے ہیں اور میں نے ایسی خوشبو سونگھی کہ اس سے اچھی خوشبو میں نے نہیں سونگھی تھی جب میں نے انہیں دیکھا تو میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

یہ اس لیے آئے ہیں تاکہ ہر اس شخص کو دیکھیں کہ جس میں کچھ رقی باقی ہیں پس میں مقتولین کے درمیان ہو گیا اور شدت گھبراہٹ سے میری عقل غائب ہو گئی کہ اچانک ان کے آگے آگے ایک شخص ہے کہ گویا اس کا چہرہ آفتاب کی مانند ہے اور وہ پکار رہے ہیں میں محمد رسول اللہ ہوں اور دوسرا پکارا میں حمزہ شہید ہوں اور تیسرے نے پکارا میں جعفر طیار ہوں اور چوتھی نے پکارا میں حسن بن علی ہوں اور اسی طرح حضرت علی پکارا اور حضرت فاطمہ آگے بڑھیں اور وہ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میں تیرے کیے ہوئے سر پر ردوں یا تیرے دونوں کیے ہوئے ہاتھوں پر یا تیرے نہین پر پڑے ہوئے بدن پر یا تیری قیدی اولاد پر گریہ کروں ۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہاں ہے میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک حسین کا سر پس میں نے حسین بنی علی اللہ علیہ وآلہ کی جھیلی پر دیکھا اور آپ نے اسے حسین علیہ السلام کے بدن پر رکھ دیا تو آپ سیدھے بیٹھ گئے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے انہیں گلے لگایا اور رونے لگے اس کے بعد فرمایا اے بیٹیا



میں تمہیں بھوکا اور پیاسہ دیکھ رہا ہوں انہیں کیا ہو گیا ہے کہ تجھے بھوکا اور پیاسہ رکھا خدا انہیں قیامت کے پیاسہ وں میں کھانا اور پانی نہ دے یہاں تک کہ وہ کتا ہے پھر نبی کریمؐ نے جمال سے فرمایا دفع ہو جا اس دشمن خدا تیرے رنگ کو متغیر کر دے پس میں اسی حالت میں اٹھا

اور ابوہریرہؓ نے کہا میں نے کتاب معالم الدین میں روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (صادقؑ) نے فرمایا بیب امام حسین علیہ السلام کا معاملہ ہو جو ہوا تو ملائکہ نے بارگاہ خداوندی میں گمبہ وزاری کی صدا بلند کی اور عرض کیا ہے پروردگار حسین تیرے صفی و برگزیدہ اور تیرے نبی کے نواسے ہیں آپ نے فرمایا پس اللہ عزوجل نے حضرت قائم علیہ السلام کا سایہ قائم کیا اور فرمایا اس کے ذریعہ میں اس کا انتقام لوں گا۔

اور روایت میں ہے کہ اس سنان کو غتار نے گرفتار کیا اور اس کا ایک ایک پورا قطع کیا پھر اس کے ہاتھ اور پاؤں قطع کئے اور اس کے لیے ایک دیگ کر جس میں زیتون تھا چڑھائی جب وہ کھولنے لگا تو اس کو اس میں پھینک دیا اور وہ لعین اس میں تر پتا رہا۔

راوی کہتا ہے پس آسمان میں اس (شہادت حسین کے) وقت سیاہ تاریک شدید عذاب بلند ہوا کہ جس میں سرخ آندھی تھی جس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی یہاں تک کہ اس قوم کو گمان ہوا کہ ان پر عذاب آگیا ہے پس وہ ایک گھنٹہ تک اسی حالت میں رہے پھر فضا صاف ہو گئی۔

اور ہلال بن نافعؓ نے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں عمر سعد لعین کے ساتھ ہوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک ایک چیخنے والا چیخا کہ اے امیر تجھے خوشخبری ہو یہ شمرؓ ہے

کہ جس نے حسین کو قتل کر دیا ہے راوی کہتا ہے کہ میں دو نوصفوں کے درمیان نکلا پس میں آنجناب کے قریب جا کے کھڑا ہو گیا اور آپ کی روح نکل رہی تھی پس خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا مقتول کہ جو اپنے خون میں لت پیت ہو آپ سے اچھی حالت میں اور زیادہ نورانی چہرے والا نہیں دیکھا اور مجھے آپ کے چہرہ کے نور اور عبیت کے جمال نے آپ کی شہادت سے مشغول کر رکھا تھا پس آپ نے اس حالت میں پانی مانگا تو میں نے ایک شخص کو کہتے شاخدا کی قسم تم پانی کا مزہ نہیں چکھو گے جب تک حامیہ میں داخل نہ ہو جاؤ اور اس کا کھوتا ہوا پانی پیو پس میں نے آنجناب کو کہتے سنا دیں وہلاکت ہو تیرے لیے میں حامیہ میں وارد نہیں ہوں گا اور نہ اس کا کھوتا ہوا پانی پیوں گا بلکہ میں اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں جاؤں گا اور ان کے ساتھ مفقود صدق میں بلیک مقدم کے پاس ان کے گھر میں جا رہوں گا اور میں ایسا پانی پیوں گا جس میں کسی قسم کا گندہ پن نہیں ہو گا اور آپ سے جا کر شکایت کروں گا اسی چیز کی جس کا تم نے میرے بارے میں از کتاب کیا ہے اور جو کچھ مجھ سے سوک گیا ہے راوی کہتا ہے کہ پس وہ سب لعین غضبناک ہوئے حتیٰ کہ یا خدا نے انہیں سے کسی کے دل میں رحم کا کوئی جزو نہیں رکھا تھا پس انہوں نے آپ کا سر قلم کیا جب کہ آپ ان سے گفتگو کر رہے تھے پس میں نے ان کے قلت رحم پر تعجب کیا اور کہا خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ کبھی بھی کسی امر میں اکٹھا نہیں ہوں گا۔

کمالی الدین محمد بن طلحہ مطالب المسئول ر میں کہتا ہے پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اور آپ کے محبوب حسین علیہ السلام کا سر تیز دھار کے ساتھ کاٹ لیا اور اسے بلند کیا جیسے کہ محمد بن کے سر سید سے نیزے پر بلند کیے جاتے ہیں

اور اسے یکسر گورے مختلف شہروں کے اطراف میں لوگوں کے سامنے اور ان کے اہل حرم اور بچوں کو ذلیل و خوار کر کے ظلم و ستم سے لے چلے اور انہیں کجاہوں کی ٹکڑیوں پر سوار کیا بغیر تکیہ و فرش کے یہ سب کچھ کیا باوجود یہ جاننے کے کہ وہ ذریت رسول ہیں کہ جن کی مودت و محبت کا صریحہ قرآن اور صحیح عقیدہ کے ساتھ سوال کیا گیا ہے اگر آسمان اور زمین بول سکتے تو ان کے لیے روتے اور ان کا مرثیہ پڑھتے اور اگر اس چیز پر سرکش کافر مطلع ہوتے تو ان پر گریہ کرتے اور ان کا مذہب کرتے اور اگر ان کے مقتل میں زمانہ جاہلیت کے بے لگام سرکش موجود ہوتے وہ منظر انہیں رلا دیتا اور اسے ہر جگہ بیان کرتے اور اگر اس واقعہ کے وقت باغی و سرکش جابر موجود ہوتے تو ذریت رسول کی اعانت و نصرت کرتے پس کیسی یہ مصیبت تھی کہ جس نے موحدین کے دلوں کو مصیبت زدہ کر دیا اور کیسا ابتلاء تھا جس نے سلف و خلف کے مومنین کے نفوس میں حزن و ملال کو داخل کرتے انہیں محزون کیا پس ہائے انوس ذریت نبوت کے لیے کہ جن کا خون تو بہا لیکن اس کا قصاص نہیں لیا گیا اور عترت فدیہ کہ جن کی تیغ بڑاں کند ہو گئی اور علوی جماعت کہ جن کا ساتھ نہیں دیا گیا اور ان کا اگلا گروہ شہید ہو گیا اور گروہ ہاشمی کہ جن کی حرمت کو مباح سمجھا گیا اور اس کے محرمات کو حلال سمجھا گیا۔

نور علی بن اسباط سے مروی ہے کہ اس نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد گرامی مبطلون تھے جس دن ان کے باپ صلوات اللہ علیہ شہید ہوئے اور وہ خیمہ میں تھے اور میں اپنے موالی اور دوستوں کو دیکھتا تھا کہ وہ کس طرح آپ کے ساتھ آتے جاتے تھے وہ پانی کے ساتھ آپ کے پیچھے رہتے آپ کبھی خیمہ پر حملہ کرتے اور کبھی میسرہ پر اور کبھی

قلب لشکر پر اور انہوں نے آنجناب کو اس طرح قتل کیا کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کتوں تک کو قتل کرنے سے کی تھی آپ کو تلوار، نیزہ، پتھر، کٹڑی اور عصا کے ساتھ قتل کیا اور اس کے بعد آپ کی لاش پر گھوڑے دوڑائے۔ مؤلف کہتے ہیں امام حسین جمعہ کے دن محرم کی دسویں تاریخ سن اکسٹھ ہجری اس دن کی نماز ظہر کے بعد شہید ہوئے اور اس وقت آپ کا سن مبارک اٹھاون سال تھا۔

اور کہا گیا ہے کہ آپ کی شہادت ہفتے کے دن ہوئی اور بعض نے پر کے دن کہا ہے لیکن زیادہ صحیح پہلا قول ہے۔

ابو الفرج نے کہا ہے باقی رہی وہ بات جو عام لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر کے دن شہید ہوئے تو وہ باطل ہے کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جو انہوں نے بغیر کسی روایت کے کہی ہے کیونکہ اس محرم کی پہلی تاریخ کہ جس محرم میں آپ شہید ہوئے کا دن تھا اور یہ چیز ہم نے ہندی صاحب سے باقی زانچوں سے نکالی ہے جب معاملہ اس طرح ہے تو پھر یہ درست نہیں بنتا کہ محرم کی دسویں تاریخ پر کا دن ہو اور یہ صحیح و واضح دلیل ہے اس کے ساتھ روایت کا اضافہ بھی ہے انہ

اور شیخ مفید نے امام حسین کے عاشور کے دن شہید ہونے کے تذکرہ میں کہا ہے اور صحیح کی عمر سعد نے اس دن جو کہ جمعہ کا دن تھا اور بعض نے کہا ہے کہ ہفتہ کا دن تھا (اور اس خبر کی بنا پر کہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے تحقیقی طور پر جمعہ ہی کا دن تھا) اور مفید نے آپ کے کربلا میں حدود کے بارے میں ذکر کیا ہے پھر آپ اترے اور وہ جمعرات کا دن تھا اور وہ محرم کی دوسری تاریخ اور اکسٹھ ہجری کا سن تھا اور سبط کے تذکرہ میں ہے اور آپ کی شہادت جمعہ کے دن

ظہر و عصر کے درمیان واقع ہوئی کیونکہ آپ نے اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی تھی اور بعض نے ہفتہ کا دن کہا ہے اور ہم اسے ذکر کر چکے ہیں۔

اور اسی کتب میں ہے آپ کے قاتل کے بارے میں اختلاف اور کئی قول ہیں ایک یہ کہ سنان بن انس نخعی تھا یہ قول ہشام بن محمد کا ہے اور دوسرا قول ہے کہ حصین بن نمیر نے آپ کو تبر مارا پھر اتر کر آپ کو ذبح کیا اور آپ کا سر مبارک اپنے گھوڑے کی گردن سے لٹکا تا کہ اس سے ابن زیاد کا تقرب حاصل کرے تیسرا قول ہے جہا بر بن اوس تیمی قاتل ہے اور چوتھے قول کی بناء پر کثیر بن عبد اللہ شیبی تھا اور پانچواں قول ہے کہ شمر بن ذی الجوشن تھا انتہی

محمد بن طلحہ شافعی اور علی بن عیسیٰ اربلی امامی نے کہا ہے کہ عمر سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا اتر دو اور ان کا سر کاٹ لو پس آپ کی جانب تھریں ترشہ ضیائی اترنا اور وہ لعین آپ کی ذبح کی جگہ پر تلوار مارنے لگا تو عمر سعد اس پر غضبناک ہوا اور جو شخص اس کی دایں جانب تھا اس سے کہا وائے ہو تجھ پر اتر و جہنم کی طرف اور اسے راحت پہنچاؤ پس خولی بن یزید خدا سے ہمیشہ جہنم کی آگ میں رکھے اترنا اور اس نے آپ کا سر قلم کیا۔

اور دینوری نے کہا ہے اور آپ پرستان بن اوس نخعی نے حملہ کیا اور آپ کو نیزہ مار کر گرا دیا اور خولی بن یزید اصبحی اترتا کہ آپ کا سر قلم کرے پس اس کے ہاتھ کا پٹنے لگے تو اس کا بھائی شبل بن یزید اترنا اور اس نے آپ کا سر قلم کیا اور اپنے بھائی خولی لعنہ اللہ کو دیدیا۔

اور ابن عبد ربیع نے کہا کہ آپ کو سنان بن انس نے قتل کیا اور ان کا کام خولہ (خولی خلی) بن یزید اصبحی نے جو حمیر قبیلہ سے تھا تمام کیا اور آپ کا سر قلم کر کے عبید اللہ

بن زیاد کے پاس لے آیا اور وہ کہہ رہا تھا اور فر کا بی زیادہ مال سے میری رکاب  
بھروسے ان

اور صادق سے روایت ہے کہ جب حسینؑ کو تلوار کی ضرب لگائی اور آپؑ گر  
گئے پھر وہ لعین جلدی سے آگے بڑھا تا کہ آپؑ کا سر قلم کرے تو بعلنان مرث سے  
منادی نے فدا کی اسے مستحضر اور اپنے نبی کے بعد گمراہ ہونے والی امت خدا تمہیں  
عید امنی اور عید فطر پر موقوف نہ کرے اور دوسری روایت میں ہے خدا تمہیں روزہ  
اور عید فطر پر موقوف نہ کرے راوی کتاب ہے کہ پھر ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ  
یقیناً نہ وہ موقوف ہوئے ہیں اور نہ ہوں گے یہاں تک کہ حسین بن علی علیہما السلام  
کے خون کا بدلہ لینے والا بدلہ لے گا۔

اور شیخ ابوالقاسم جعفر بن قزوینی نے حلی کے واسطے سے ابو عبد اللہ  
صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو ان کے  
پاس آنے والا آیا اور وہ ابھی لشکر گاہ میں ہی تھے پس اس نے چیخ ماری جب  
اسے منع کیا گیا تو اس نے کہا میں کیوں نہ چیخ و پکار کروں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ کھڑے ہوئے ہیں کہیں آپؐ زمین کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی تمہاری جنگ  
کی طرف دیکھتے ہیں اور مجھے خوف ہے کہ آپؐ اہل زمین کے لیے بد دعا کریں اور  
اس میں میں بھی ہلاک ہو جاؤں تو بعض نے بعض سے کہا یہ مجنون انسان ہے پس  
تو انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نے اپنے آپ سے کیا کیا ہے سید کے بیٹے کے لیے جو اتان  
جنت کے سردار کو ہم نے شہید کیا ہے پس انہوں نے عبید اللہ کے خلاف خروج  
کیا پس ان کا معاملہ وہ ہو جو ہوا راوی کتاب ہے میں نے آپؐ سے عرض کیا میں آپؐ  
پر قربان جاؤں وہ چیخ و پکار کرنے والا کون تھا فرمایا ہم جبرئیل علیہ السلام

کے علاوہ کوئی اور نہیں سمجھتے اور سند کے ساتھ سلمہ سے روایت ہے یہی جناب ام سلمہ کی خدمت میں گیا وہ دور ہی تھیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کو کس چیز نے دلایا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو عالم خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر مٹی کے آثار تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں بخارا کو وہیں تو فرمایا میں نے ابھی ابھی حسینؑ کو شہید ہوتے دیکھا ہے۔

اور ابن جحر کی موافقت میں ہے وہ کہتا ہے اور آپ کی شہادت کے دن جو آیات و نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں ایک یہ ہے کہ آسمان بہت زیادہ سیاہ ہو گیا تھا۔ ایک کہ دن دیہاڑے ستارے نظر آنے لگے اور کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

نیز کہ ہے کہ آسمان آپ کی شہادت کی وجہ سے سرخ ہو گیا اور سورج کو گہن لگ گیا یہاں تک کہ دوپہر کے وقت ستارے ظاہر ہو گئے اور لوگوں کو گمان ہونے لگا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور شام کے علاقہ میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون نظر آتا تھا۔



جلد دوم

## تیسرا باب

واقعات بعد از شہادتِ امام حسینؑ

آنجناب کی شہادت سے بعد کے واقعات میں اور اس میں چند تفصیل ہیں۔

## پہلی فصل

راوی کتاب ہے کہ پھر وہ لعین حسینؑ کی لاش کو ٹوٹنے کی طرف بڑھے پس آپ کا قیص اسحاق بن یزید حضرمی نے لیا اسے پنا تو صبر و محی ہو گیا اور اس کے بال گر گئے اور روایت ہے کہ آپ کی قیص میں ایک ایک دس اور کئی زخم پتھر، تیزہ، تیر اور تلوار کے تھے۔

اور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امام حسینؑ کے بدن پر تینتیس نیزے کے اور چونتیس تلوار کے زخم تھے اور آپؑ کی تلوار بحرین کعبہ تسمیٰ لعنہ اللہ نے لی بلکہ روایت ہے کہ وہ لعین زمین پر گرا ہوا اور اس کے پاؤں بیکار ہو گئے۔ اور آپ کا علمہ احنس بن مرشد بن علقمہ حضرمی نے لیا اور کہا گیا ہے کہ جابر بن یزید اودنی نے لیا تھا اور نو پر لعنت کرے پس اس نے وہ علمہ سر پر باندھا تو دیوانہ ہو گیا۔

اور آپ کے تعین اسود بن خالد لعنہ اللہ نے لیے۔ اور آپ کی انگلی محمد بن سلیم مکی لعنہ اللہ نے لی اور انگوٹھی کے ساتھ آپ کی انگلی بھی قلم کی اور اس لعین کو مختار نے گرفتار کیا اور اس کے ہاتھ پاؤں قطع کیے اور اسے اس حالت میں چھوڑ دیا کہ اپنے خون میں ٹوٹتا رہا یا نینک کہ مر گیا۔



مردود نہ فاتحہ نہ درود

اور آپ کا خلیفہ تولیہ کہ جو خنز کا تھا قیس بن اشعث لے گیا۔

اور آپ کی زہرہ بترامہ سعد لعنہ اللہ نے لی جب عمر مارا گیا تو تمہارے زہرہ اس کے قاتل ابو عمرہ کو بخش دی اور آپ کی تلوار جمیع بن حلق ادوی نے لی اور بعض نے کہا ہے کہ نجیم میں سے ایک شخص نے لی کہ جسے اسود بن حنظلہ کہا جاتا تھا۔

مؤلف کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کی خلاص نافی تلوار غشی نے لی اور یہ تلوار بولہ ٹی گئی ذوالفقار کے علاوہ ہے کیونکہ ذوالفقار تو ذخیرہ شدہ محفوظ تھی اس جیسے دوسرے نبوت و امامت کے ذخائر کی طرح اور اسی طرح آپ کی انگوٹھی بھی تھی۔

شیخ صدوق نے روایت کی ہے محمد بن مسلم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق جعفر بن محمد علیہما السلام سے حسین بن علی علیہما السلام کی انگوٹھی کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کس کی طرف منتقل ہوئی اور میں نے آپ سے متذکرہ کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ آپ کی انگشت مبارک سے اتار لی گئی دوسری چھینی ہوئی چیزوں کے ساتھ تو آپ نے فرمایا اس طرح نہیں ہے جیسا لوگوں نے کہا ہے حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے علی بن الحسین کو اپنا دھرم بنایا تھا اور اپنی انگوٹھی ان کی انگلی میں پہنائی تھی اور اپنا امرات ان کے پیر کیا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے امیر المومنین کے ساتھ کیا اور امیر المومنین حسن کے ساتھ کیا اور حسن نے حسین کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد وہ انگوٹھی میرے باپ کی طرف منتقل ہوئی ان کے باپ کے بعد اور ان سے پھر میری طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ میرے پاس ہے اور میں ہر جمعہ کو اسے پہنتا اور اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں پس میں جمعہ کے دن آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا پس میں نے آپ کی انگلی میں ایک انگوٹھی دیکھی کہ جس کا نقش "لا الہ الا اللہ عددۃ للقاء اللہ" - تو آپ نے فرمایا یہ میرے جدا جدا ابو عبد اللہ حسین بن علی علیہما السلام کی انگوٹھی ہے۔

اور روایت ہے جیسا کہ مدوق کی کہانی اور دوسرے ائمہ میں ہے کہ حسینؑ کا گھوڑا آگے بڑھا یہاں تک اس نے اپنی گردن کے بالوں اور پیشانی کو خونِ حسین سے رنگین کیا اور وہ ہنسنے لگا تھا پس رسولِ خدا یوں نے اس کے ہنسنے کی آواز سنی تو باہر نکل آئیں تو اچانک انہیں گھوڑا سوار کے بغیر نظر آیا پس انہوں نے جان لیا کہ حسینؑ شہید ہو گئے۔

(مدینۃ المعاجز میں ابن شہر آشوب سے اس نے کہا کہ ابو مخنف نے جلدی سے روایت کی ہے تو حسینؑ زمین پر گرے تو گھوڑا آپ کی حمایت میں دفاع کرتا اور گھڑ سوار پر کود کر اسے زمین سے گرہ لے لیا اور تڑپا تا یہاں تک کہ اس گھوڑے نے چالیس افراد کو قتل کر دیا پھر اس نے اچھی پیشانی خونِ حسین سے رنگی اور خیمہ کی طرف بڑھا اور وہ بلند آواز میں ہنسنے لگا اور اگلے پاؤں زمین پر مارتا تھا)

اور صاحب مناقب اور محمد بن ابرہہ سے روایت کی ہے کہ حسینؑ کا گھوڑا آگے بڑھا اور وہ لشکر کے درمیان سے نکل گیا تھا کہ کہیں پکڑ لیا جائے پس اپنی پیشانی حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہ کے خون پر رکھ دی پھر دوڑتا ہوا خواتینِ عصمت کے خیمہ کی طرف گیا اور وہ ہنسنے لگا اور خیمہ کے پاس اپنا سر زمین پر مارتا تھا یہاں تک کہ وہ مر گیا پس جب حسینؑ علیہ السلام کی بہنوں، آپ کی بیٹیوں اور اہل خانہ نے گھوڑے

کو دیکھا کہ اس پر کوئی نہیں ہے تو گریہ و زاری کی آواز بلند کی اور جناب ام کلثوم نے اپنا ہاتھ اپنے سر کے اوپر رکھ کر پکارا (وامحمد ۱۸، واجد ۱۸، وانبیاء ۱۸) و ابوالقاسم ۱۸، واعلیا ۱۸، واجعفر ۱۸، وحزرتا، واحسن ۱۸، وهذا حسین بالعراء صیغ بکربلاء محزونہ الرأس من القناء منسوب العامة والرواء۔ اے محمد! اے نانا! اے نبی اکرم! اے ابوالقاسم! اے علی! اے جعفر! اے حمزہ! اے حسن! یہ حسین چٹیل میدان میں کر بلا کی زمین پر گر پڑا جس کا سر پس گردن جدا کیا گیا ہے جس کا علامہ اور روار اتار لی گئی ہے۔

اور اسی روایت میں ہے کہ یونانجہ مقدسہ سے مروی ہے اور آپ کا گھوڑا تیزی سے خیام کی طرف حملہ کرتے ہوئے روتے ہوئے دوڑ رہا تھا پس جب خواتین نے تیرے گھوڑے کو گرفتار مصیبت دیکھا اور اس پر زین بھکی ہوئی دیکھی تو پر دوں سے باہر آئیں جب کہ ان کے بال کھلے تھے رخساروں پر پیٹ رہی تھیں چہرے کھلے ہوئے تھے اور واویلا و مصیبتا پکار رہی تھیں اور عزت کے بعد قیل ہو گئی تھیں اور تیری مقتل کی طرف بڑھ رہی تھیں اور شمر آپ کے سید پر سوار تھا اور اپنی تلوار آپ کی گردن پر رکھے تھا اور ہاتھ سے آپ کی ریش مبارک کو پکڑے ہوئے تھا اور ہندی تلوار آپ کو ذبح کر رہا تھا آپ کے حواس عالم سکون میں اور آپ سانس ڈوب چکے تھے اور آپ کا سر اس نے نیزہ پر سوار کیا



# دوسری فصل

(تاراجی خیام)

حسینؑ کے خیموں کو ڈرنا اور اس پر خواتین کا فریاد و مذبحہ کرنا۔

سیدؑ نے کہا ہے اور ایک حسینؑ کے خیام کی طرف سے آئیں تو ایک شخص نے اس سے کہا اسے اللہ کی کنیز تمہارے آقا و سرور اشد ہو چکے ہیں تو اس کنیز نے کہا پس میں اپنی عمدہ کے پاس گئی اور میں پیچ رہی تھی پس سب خواتین میرے سامنے کھڑی ہو گئیں اور وہ فریاد کرنے لگیں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ لوگ آل رسول اور قبول کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے خیموں کو روٹنے میں ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ کسی خاتون کی پشت سے اوڑھی بکھپتے تھے اور آل رسول کی شہزادیاں اور اہل حرم نکلیں جو رونے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتی اور حایموں اور دوستوں کے فراق میں مذہبو گم رہ کر تیں۔

حمید بن مسلم کہتا ہے میں نے بکربن وائل قبیہ کی ایک عورت کو دیکھا کہ جو اپنے شوہر کے ساتھ عمر سعد کے لشکر میں تھی جب اس نے دیکھا کہ وہ لوگ حسینؑ عید اسلام کی خواتین اور ان کے خیام میں گھس گئے ہیں اور وہ انہیں لوٹ رہے ہیں تو تلوار لے کر خیموں کی طرف آئی اور کہا اے آلِ بکر کیا رسولِ نادویوں کو لوٹا جا رہا ہے حکم کرنا پس اللہ کا کام ہے اے رسول اللہ کے لیے انتقام لینے والے پس اس کے شوہر نے اس کا

ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر داپس لے گیا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر خواتین کو خیموں سے نکال دیا اور ان میں آگ لگا دی پس وہ سترنگے چادریں چھٹی ہوئیں پاؤں ننگے روتی ہوئیں قلت کی قید میں قید ہو کر پس رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں خدا کا واسطہ ہیں حسین علیہ السلام کی مقتل سے گتہ اڑنا پس جب خواتین نے شہداء کو دیکھا تو حیح و پکار بلند کی اور اپنے چہرے پٹینے لگیں۔

راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں زینب بنت علی علیہا السلام کو تین بھوتہ تادمین پر ندبہ کر رہی تھیں اور درد ناک آواز اور محزون دل سے پکار رہی تھیں (یا محمد اہل صلی علیک ملائکتہ رملیک خ لہا) السعاء لهذا حسین مرمل یا لد ماء مقططر الاعضاء و بنا تک سبایا الی اللہ المشتکی والی محمد المصطفی والی علی المرتضی والی فاطمہ الزہراء والی حمزہ سید الشهداء یا محمد اہل هذا حسین بالعراء تسفی علیہ الصبا قتیل اولاد البغایا واحزنناہ واکرباہ الیوم مات جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ و آلہ یا اصحاب محمد اہل ہولاء ذریۃ المصطفی یسا قون سوق السبایا)۔  
اے محمد آپ پر ملائکہ آسمان نے (یا آسمان کے مالک انے صلوات بھیجیں حسین خون میں نلت پت ہیں اعضا رکٹے ہوئے ہیں آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں بارگاہ خداوندی میں محمد مصطفی کے ہاں علی مرتضی سے فاطمہ زہرا سے حمزہ سید الشهداء سے شکایت ہے اے محمد یہ حسین کھلے میدان میں ہیں جن پر صحرا کی ہوا چل رہی ہے بدکاروں کی اولاد کے مقتول ہیں ہائے خزن و دلال اور دکھ درد آج میرے نانا رسول اللہ کی وفات ہوئی ہے اے اصحاب محمد فریاد ہے یہ مصطفی کی قریت ہے کہ جنہیں قیدیوں کی طرح ہانکا جا رہا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے یا محمد اہل بنا تک سبایا و ذریۃ مقتلہ تسفی علیم

دیر الصبا و هذا (حسین) محزون الالاس من الفقا مسلوب العامة والرواء یابی من اضحی  
 عسکوه فی یوم الاثنين نهباً یابی من فسطاطه مقطعه العوی یابی من لاغائب فیرقی ولا  
 جری فید اوی یابی من نفسی له الغدا یابی المهوم حتی قضی یابی العطشان حتی مضی  
 یابی من تشبیه تقطر بالدماء یابی من جدہ محمد المصطفی یابی من جدہ رسول اللہ  
 السماء یابی من هو سبط بنی العدی یابی محمد المصطفی یابی خدیجۃ الکبری یابی علی المرتضی  
 یابی فاطمة الزهراء سیدۃ النساء یابی من ردت له الشمس حتی صلی -  
 اے محمد آپ کی بیٹیاں قید ہو گئی ہیں اور آپ کی قریت کو شہید کر دیا گیا کہ جن  
 پر باد صبا چل رہی ہے اور حسین ہیں کہ جو کاسرپس گردن سے کاٹ دیا گیا ہے میں  
 کا عامر اور مدلولٹ لی گئی ہے میرا باپ صدمتے اس پر کہ جس کے شکر کہ پر کے  
 دن وٹا گیا میرا باپ صدمتے جس کے خیمے کی لٹنایں کاٹ دی گئیں میرا باپ  
 صدمتے اس پر جو غائب نہیں کہ اس کے واپس آتے کی امید ہو اور زخمی ہے کہ جس کا  
 علاج کیا جائے میرا باپ صدمتے اس پر کہ جس پر میری جان قربان ہو میرا باپ  
 صدمتے اس پر جو مرتے دم تک مہوم و دکھی رہا میرا باپ اس پر صدقہ جو پیامہ اس  
 دنیا سے چلا گیا میرا باپ صدمتے اس پر کہ جس کی دائرہ صلی سے خون کے قطرے  
 گرتے تھے میرا باپ اس پر صدمتے جس کا نانا محمد مصطفی میرا باپ صدمتے اس پر  
 کہ جس کا نانا خدائے آسمان کا رسول ہے میرے باپ صدمتے اس پر جو بنی ہادی  
 کا نواسہ ہے میرا باپ صدمتے اس پر کہ جو محمد مصطفی خدیجۃ الکبری علی المرتضی فاطمہ زہرا  
 سیدۃ النساء کا بیٹا ہے اور اس کا بیٹا ہے جس کے لیے سوز پلٹ آیا یہاں تک  
 کہ اس نے نماز پڑھی۔

راوی کہتا ہے کہ میں آپ نے ہر دست و دشمن کو ابلا دیا پھر سکینہ نے اپنے

باپ حسین کے بدن کو گلے سے لگایا تو بدوؤں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی کہ جنہوں نے اسے پہنچ کر لاش سے جدا کیا۔

اور مصباح کفعمی میں ہے جناب سیکندہ کہتی ہیں کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو میں نے انہیں گلے لگالیا پس مجھ پر عشتی کی حالت طاری ہوئی تو میں نے آپ کو کہتے سنا شیعہ ماہان شریعتہ دی عتبہ فا ذکر فی جمعہم بقریہ او شہید فاندہونی میرے شیعوں جب میٹھا پانی پیر تو مجھے یاد کرنا یا کسی مسافر یا شہید کا سنو تو مجھ پر تدبیر کرنا پس میں گھبرا کے اٹھ کھڑی ہو میں جب کے آنکھوں کی پکیں زخمی ہو گئی تھیں اور اپنے رخسار پیٹنے لگی۔



# تیسری فصل

## نیا م پر لٹ مار

لوگ دیش، لباس اور اونٹوں کی طرف مائل ہوئے اور انہیں لٹ لیا۔  
شیخ مفید کہتے ہیں انہوں نے آپ کا سادو سامان اونٹ اور بار کو لٹ لیا  
اور خواتین کو بھی لٹا

حمید بن مسلم کہتا ہے خدا کی قسم میں آنجناب کی خواتین بیٹیوں اور اہل خانہ میں  
سے کسی عورت کو دیکھتا کہ اس سے برقعے اور چادریں پھینکنے کی کوشش کی جاتی یہاں  
تک کہ وہ غلوب ہو جاتی اور وہ اس سے چھن جاتی۔

ازدی کہتا ہے کہ مجھ سے سلیمان بن ابی راشد نے حمید بن مسلم سے روایت کی  
ہے وہ کہتا ہے کہ میں علی بن الحسین بن علی اصغر علیہم السلام تک پہنچا اور وہ ایک  
بچے ہوئے فرش پر تھے اور وہ بیمار تھے اچانک شمر بن ذی الجوشن بعین پیادہ فوج  
کے ساتھ آیا تو وہ کہنے لگے کیا اسے قتل نہیں کرتا پس میں نے کہا سبحان اللہ کیا تم بچوں  
کو بھی قتل کرتے ہو یہ تو بچہ ہے اور جس بیماری میں ہے وہی اس کے لیے کافی ہے  
وہ کہتا ہے کہ میرا ہی طریقہ رہا کہ جو کوئی آتا اس سے ان کا دفاع کرتا رہا یہاں تک  
کہ عمر سعد آیا اور اس نے کہا غیر دار کوئی شخص ان عورتوں کے خیموں میں داخل نہ ہو  
اور نہ اس بیمار لڑکے سے متعرض ہو اور جس کسی نے ان کے مال و متاع میں سے کوئی  
چیز اٹھائی ہے واپس کر دے مسلم کہتا ہے خدا کی قسم کسی نے بھی کوئی چیز واپس نہیں کی۔



اور قرقانی کی اختیار الاول میں ہے کہ شمر نے (اس پر وہ مذاب ہو جس کا وہ مستحق ہے) ارادہ علی الصغر کے شہید کرنے کا جو کہ بیمار تھے پس ترسیب بنت علی بن ابی طالب باہر آئیں اور قرقایا خدا کی قسم یہ قتل نہیں ہوں گے جب تک میں قتل نہ ہو جاؤں پس وہ لعین دک گیا۔

اور روثہ العفاریں ہے پس جب شمر لعنہ اللہ اس خیمہ تک پہنچا کہ جس میں علی بن الحسین علیہما السلام بکیہ لگائے پڑے تھے تو اپنی تلوار نیام سے نکالی تاکہ آپ کو شہید کرے تو حمید بن مسلم نے کہا سبحان اللہ کیا یہ بیمار بھی قتل کیا جائے گا اسے قتل نہ کر و اور بعض نے کہا کہ عمر سعد نے اس کے دو نو ہاتھ پکڑ لیے اور کہا کیا تجھے خدا سے شرم و حیا نہیں آتی تو چاہتا ہے کہ اس بیمار بڑے کو بھی قتل کر دے تو شمر نے کہا کہ امیر عبد اللہ کا حکم صادر ہوا ہے کہ تمام اولاد حسین کو قتل کرو پس عمر نے اسے رد کرنے میں مبالغہ سے کام لیا یہاں تک کہ وہ لعین دک گیا پس اس نے حکم دیا اہل بیت مصطفیٰ کے خیام کے جلانے کا

اور مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ کتاب مقتل میں ہے احمد بن حنبل نے کہا کہ کہ یلا میں زین العابدین علیہ السلام کے بیمار ہونے کا سبب یہ ہے کہ انہیں زرہ پہنائی گئی کہ جو بڑی تھی پس آپ نے اس کے فاضل حصہ کو ہاتھ سے پکڑ کر توڑ دیا۔ اور شیخ مفید کی روایت میں ہے اور عمر سعد لعنہ اللہ آیا تو عورتوں نے اس کے سامنے پیچ و پکار کی اور روئیں تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میں سے کوئی بھی ان عورتوں کے گھروں میں داخل نہ ہو اور نہ کوئی اس بیمار بڑے سے تعرض کرے اور خواتین عصمت نے اس سے سوال کیا کہ جو کچھ ان سے چھینا گیا ہے

(۱) درس ایک بوٹی ہے جس سے کپڑے رچنے جاتے ہیں۔

وہ واپس دلا دے تاکہ اس سے وہ اپنا پردہ کر سکیں تو اس نے کہا جس کسی نے ان کے مال و متاع میں سے کوئی چیز لی ہے وہ واپس کر دے پس خدا کی قسم کسی نے بھی کوئی چیز واپس نہ کی پس اس نے خیمہ اور غور توں کے گھروں اور علی بن الحسین پر ایک گروہ کو موکل کیا اور کہا کہ ان کی محافظت کرو تاکہ ان میں سے کوئی نکل نہ جائے لیکن ان سے کوئی برا سلوک نہ کرتا پھر وہ اپنے خیمے کی طرف آیا اور اپنے ساتھیوں میں پکار کر کہا کون ہے کہ جو حسینؑ کے بارے میں ایک کام انجام دے طبری نے کہا ہے پس سنان بن انس آگے بڑھا یہاں تک کہ عمر سعد کے خیمے کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا پھر بلند آواز سے پکارا - اوقروا کاہنی خفۃ و ذہباء انا قتلنا الملک المجہا قتلنا خیر الناس اما و اباء و خیر ہم ان ینسبون لہ نسباً - میری رکاب کو بھاری انعام سے بھر دے یہی نے اس بادشاہ کو قتل کیا ہے کہ جس کے دروازے پر پہرے دار ہوتے تھے میں نے اسے قتل کیا ہے جہاں باپ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر تھا، اور حجب نسب کا ذکر ہوتا تو سب سے بہتر نسب والا تھا تو عمر سعد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مجنون ہے اور تو کبھی بھی جنوں سے صحیح نہیں ہو اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ اندر آیا تو اس کی چھڑی سے مرمت کی اور کہا اے مجنون تو یہ بات کرتا ہے خدا کی قسم اگر ابن زیاد نے تجھ سے یہ سن لیا ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔

ب  
مؤلف کہتے ہیں اور عمر سعد لعنہ اللہ علیہ عقبہ بن سحمان کو گرفتار کر لیا اور وہ جہاں باب زدہ حسینؑ کا غلام تھا تو اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں ایک عبدِ مملوک پس اسے چھوڑ دیا اور ہم اس کی اور مرتفع بن شمامہ کی خبر پہلے بتا آئے ہیں راوی کہتا ہے اس کے بعد عمر سعد نے اپنے ساتھیوں میں منادی کرائی کہ کون حسینؑ کے سلسلہ میں ایک کام انجام دے گا اور اس کی لاش کو کھجور اور تندے گا پس ان میں سے اس

کام کے لیے دس افراد تیار ہوئے ابھی بن چوہ حضری اور یہ وہی یحییٰ ہے کہ جس نے  
 حسین کی قمیص اتاری تھی اور لعینہ میں میر دس ہو گیا تھا اور حبش (افغانسٹان) ابن  
 مرشد بن علقمہ بن سلامہ حضری پس یہ ملائین آئے اور حسین کی لاش کو اپنے گھوڑوں  
 سے پامال کیا یہاں تک کہ آپ کی پشت اور سینہ کو چوہ چور کر دیا اور مجھے خبر ملی ہے  
 کہ حبش بن مرشد یحییٰ کی طرف کچھ عرصہ بعد تیر آیا میں نے مارنے والے کا پیٹھیں  
 چلا اور وہ میدان قتال میں کھڑا تھا پس اس نے اس کے دل کو چیر دیا اور وہ  
 اسی سے مر گیا لعنۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے بعد عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں میں  
 منادی کی کون ہے جو حسین کے کام کو انجام دے اور گھوڑے آپ کی پشت و سینہ  
 کو پامال کرے پس اس کام کے لیے دس آدمی تیار ہوئے جو کہ ابھی بن چوہ (جیوہ نل)  
 جس نے کہ حسین کی قمیص اتاری تھی اور افغانس بن مرشد، حکیم بن طفیل سنہی، عمر بن صبح  
 صیدادی، رجاء بن منقذ عہدی سالم بن خثیمہ جعفی، راحل بن ناظم (غانم نل) صالح  
 بن وہب جعفی، ہانی بن ثلبیت حضری، اور امید بن مالک تھے پس انہوں نے حسینؑ  
 کو گھوڑوں کے سموں سے روند لیا یہاں تک کہ ان کا سینہ اور پشت چوہ چور کر دی۔  
 راوی کہتا ہے اور یہ دس افراد آئے یہاں تک کہ ابن زیاد کے پاس آکھڑے ہوئے  
 تو امید بن مالک نے جو کہ دس میں سے ایک تھا ان پر خدا کی لعنتیں نازل ہوں (یعنی  
 رَفَضْنَا الصَّدْرَ بَعْدَ الظَّهْرِ بَلْ شَدِيدًا اَلَا سَرَّ - ہم نے سینہ پشت کے  
 بعد چوہ چور کیا ہر تیز رو گھوڑے سے کہ جس کے جوڑ توی تھے، تو ابن زیاد نے کہا تم  
 لوگ کون ہو تو انہوں نے کہا ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے گھوڑوں سے حسین کی پشت  
 کو روند لیا یہاں تک کہ ان کے سینہ کی ہڈیاں پیس دیں راوی نے کہا کہ پس اس نے  
 ان کے لیے تھوڑے سے انعام کا حکم دیا۔

ابو عمر زائد کہتا ہے پس ہم نے ان دس افراد کے بارے میں غور و فکر کیا تو  
ان سب کو حرام زادہ پایا اور انہیں قمار تے گزرتا کیا تھا اور ان کے ہاتھ  
پاؤں میں لوسے کی میخیں گاڑی ہیں اور گھوڑوں سے انہیں زندہ پامال کیا گیا  
تک کہ وہ مر گئے۔



# پوہتی فصل

## واقعات عصر عاشور

ان امور میں جن کا تعلق عصر عاشور سے ہے۔

سہ ماہے مبارک کو ابن زیاد کی طرف بھیجا وغیرہ

مؤلف کہتے ہیں اس کے بعد عمر بن سعد لعنہ اللہ نے عاشورہ کے ہی دن امام حسین

کا سرخولی بن یزید اصبہی اور حمید بن مسلم ازدی کے ہاتھ عبد اللہ بن زیاد کی طرف بھیجا اور آپ کے اصحاب اور اہل بیت کے سروں کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں کاٹا جائے اور وہ بہتر سرتھے اور انہیں شمر بن ذی الجوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن جراح اور عذرن بن قیس کے ہاتھ بھیجا اور وہ انہیں لیکر ابن زیاد کے پاس پہنچے۔

طبری کہتا ہے کہ خولی بن یزید امام حسین کا سر لے کر بڑھاپس قصر الامارہ کے ارادے سے چلا پس قصر کے دروازہ کو بند پایا تو وہ اپنے گھر میں آیا تو اسے تغار کے نیچے اپنے گھر میں رکھ دیا اور اس کی دو بیویاں تھیں ایک نبی اسد میں سے اور دوسری حضرموں میں سے کہ جس کا نام نوار بنت مالک بن عقب تھا اور وہ رات حضرمیہ کی نوبت کی رات تھی۔

ہشام کہتا ہے پس چھ سے نوار بنت مالک سے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتی ہے کہ خولی حسین کا سر لے کر آیا امدا سے گھر میں تغار (ملشت کی طرح کا ہتسل ہے) کے نیچے رکھ دیا پھر کمرے کے اندر آیا اور اپنے بستر کی طرف آیا تو میں نے اس سے کہا کیا

غیر ہمتا رہے پاس کیا ہے تودہ کہنے لگائیں زمانہ کی تو نگرانی دینی لیکر آیا ہوں یہیں  
کا مگر میں تمہارے پاس ہے وہ عورت کتنی ہے میں نے کہا دیں و ہلاکت ہو تیرے  
پلے لوگ سونا و چاندی لیکر آئے ہیں اور نواسہ رسول خدا کا سر لیکر آیا ہے نہیں خدا کی  
قسم تیرا اور میرا سر ایک کمرے میں کبھی بھی جمع نہیں ہو سکیں گے اور کتنی ہے کہ میں بستر  
سے اٹھ کھڑی ہوئی اور گھر کے صحن میں نکل آئی پس اس نے اسدی بیوی کو بلایا اور  
اسے کمرے میں داخل کر لیا اور یہ بیٹی دیکھ رہی تھی وہ کہتی ہے خدا کی قسم میں مسلسل  
دیکھتی رہی کہ ایک فرشتوں کی مانند آسمان سے اس تغار تک تھا اور میں نے سفید  
پرنسپے اس کے گرد بچڑ بچڑاتے دیکھے راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی تو سرے کر وہ  
عبید اللہ بن زیاد کی طرف گیا۔

اور کتاب مطالب السؤل اور کشف الغمہ میں ہے کہ سر حسین کا حامل واٹھا  
کہ ابن زیاد کی طرف لے جانے والا بشر بن مالک تھا جب اس نے آپ کا سر عبید اللہ  
بن زیاد لعین کے سامنے رکھا۔ (املاً رکابی حفة و ذہباً۔ فقد قتلت الملك المجہا  
ومن یصلی القبلتین فی الصبا وخیرہم اذین کون النبا۔ قتلت خیر الناس اما و اباً۔  
میری رکاب کو سونے چاندی سے بھر دیں نے پردوں اور دربانوں کے پیچھے رہے  
دلے بادشاہ کو قتل کیا ہے جس نے یحییٰ میں دو قبیلوں کی طرف نماز پڑھی اور  
جب نصب کا ذکر ہو تو وہ سب لوگوں سے بہتر ہے میں ماں باپ کی طرف سے لوگوں  
میں سے بہترین کو قتل کیا ہے، تو عبید اللہ اس کے اس قول سے سیخ پا ہو گیا اور کہا  
کہ اگر تو جانتا تھا کہ وہ ایسا ہے تو پھر کیوں اسے قتل کیا خدا کی قسم تجھے مجھ سے  
کچھ نہیں ملے گا اور میں تجھے اسی کے ساتھ ملوث کرتا ہوں پھر اس نے اسے آگے کیا  
اور اس کی گردن اڑادی۔

شیخ ابو جعفر طوسی نے مصباح المتہجدین میں عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں اپنے آقا و سرور ابو عبد اللہ معجز بن محمد علیہ السلام کی خدمت میں دس محرم کو حاضر ہوا پس میں نے آپ کو متغیر حالت میں دیکھا جب کہ حزن و ملال آپ پر عائد فرمایا کیا تم غفلت میں ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حسینؑ اسی دن شہید ہوئے ہیں لہذا اے میرے آقا و سید اس دن کے روزے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا روزہ رکھو سب رات سے نہیں اور اقطاع کرو اظہار خوشی کے بغیر اور اسے مکمل دن کا روزہ قرار نہ دے اور تیرکا فطرا و لغا نہ عصر کے ایک گھنٹہ بعد ہونی چاہیے پانی کے ٹھونٹ سے کیونکہ اس قسم کے وقت میں اس قسم کے دن آل رسول سے جنگ ختم ہوئی تھی اور ان سے مصیبت ملی تھی اور ان کے موالیوں اور بچازاد بھائیوں میں سے تین افراد تین پر گرے پڑے تھے کہ جن کا پچھرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے لیے دشوار تھا اگر آپ دنیا میں زندہ ہوتے تو ان کی تعزیت آپ ہی کو دی جاتی را دی کہتا ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام اتنا روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی الخ

سید نے اقبال میں کہا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عاشور کے دن کا آخری حصہ وہ ہے کہ جس میں حسین علیہ السلام کے اہل حرم آپ کی بیٹیاں اور بچے دشمنوں کی قید میں حزن و ملال ہم دہم اور گریہ و بکا میں مشغول تھے اور اس دن کا آخری حصہ ان پر اس حالت میں گزرا کہ وہ ایسی ذلت و خوارگی میں تھے کہ جس کا میرا قلم احاطہ نہیں کر سکتا اور یہ رات اس حالت میں گذری کہ ان کے حامی و مددگار مفقود تھے اور وہ اپنی قیام گاہ اور کوچ میں مسافر تھے اور دشمن انہیں برا بھلا کہنے ان سے دو گردانی کرتے اور انہیں ذلیل و رسوا کرنے میں مبالغہ کی حد تک

بچے ہوئے تھے تاکہ اس کے ذریعہ دین سے خارج ہو جانے والے عمر سعد سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بچوں کو یتیم کرنے والے اور ان کے جگہوں کو زخمی کرنے والے اور عبید اللہ بن زیاد جیسے زندیق اور منکر خدا سے اور یزید بن معاویہ جیسے احماد و عناد کے سرغنہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے

یہاں تک کہ میں نے کتاب معایج میں ان کی استاد کے ساتھ جو جعفر بن محمد علیہما السلام تک پہنچتے ہیں دیکھ لے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ علی بن الحسین علیہما السلام سے سوال کیا انہیں یزید نے اپنی طرف کس حالت میں سوار کر کے بلوایا تھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے اونٹ پر جو ٹکراتا تھا جس پر کوئی گدا و نیرہ نہیں تھا سوار کیا اور حسین کا سر نیزے پر تھا اور عورتیں ہمارے پیچھے پتھروں پر سوار تھیں پس محافظ و نگہبان اور شکری ہمارے پیچھے تھے اور نیزے ہمارے ارد گرد تھے اگر ہم میں سے کسی کی آٹھ سے آٹھ نوکل پڑتا تو اس کے سر میں نیزہ چھبیا جاتا یا ہاتھ تک کہ جب ہم دمشق میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے چلا کہ کھائے اہل شام یہ (معاذ اللہ) ملعون خاندان کے قیدی ہیں۔

مؤلف کہتے ہیں اسے قادی کیا آپ کے ماں باپ اور اعزاء و اقرباء پر اس قسم کی بلا و مصیبت اور اتیلا و امتحان آیا ہے کہ میں نے اسے تیری یا کسی مسلمان کی توہین جائز نہیں ہے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کے لیے جو یا دشا ہوں اور سلاطین کا اولاد کے مقام و منزل کو پہچانتا ہے )

مؤلف فرماتے ہیں جب یوم عاشورہ کا آخری حصہ ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر اور ہمارے مولا امیر المومنین پر اور مولا حسنؑ بن علیؑ پر اور



اور چاری سرواڑے فاطمہ زہرا پر اور ان کی قدرت طاہرہ صلوات اللہ علیہم اجمعین پر  
 سلام بھیجوا اور انہیں ان مصائب پر تعزیت کہو عزون دل کے ساتھ اور روتی ہوئی  
 آنکھ کے ساتھ اور مصائب و ثواب سے نرم و متواضع زبان کے ساتھ پھر اللہ جل جلالہ  
 اور ان معصوم ہستیوں کی بارگاہ میں معذرت کرو جو کچھ ان کی وجہ سے تم پر واجب  
 تھا اس میں کوتاہی کرنے کی بنا پر اور یہ کہ وہ معاف کرے اس چیز کو جو تم علی  
 میں نہیں لایکے کہ جو تم اس کے ساتھ علی میں لاتے ہو جو تمہاری نگاہ میں عزیز ہوتا  
 ہے کیونکہ بعید ہے کہ تم ان ہولناک مصائب میں ان کی مصیبت کی مقدار قیام  
 کر سکو۔



# پانچویں فصل

## روایتی اہل بیت کربلا سے کوفہ

عمر سعد کا کربلا سے کوفہ کی طرف کوچ کرنا۔

اس کے بعد عمر سعد اس دن اور دوسرے دن زوال آفتاب تک وہیں رہا اور اپنے مقتولین کو جمع کیا ان پر تازہ پڑھی اور انہیں دفن کیا اور حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کھلے میدان میں پڑا چھوڑ دیا پھر اس نے حمید بن بکیر احمری کو حکم دیا اس نے لوگوں میں کوفہ کی طرف کوچ کرنے کی منادی کی پھر اس یحییٰ نے حسین علیہ السلام کے اہل و عیال میں سے بچے گئے تھے ان کے ساتھ کوچ کیا اور آپ صلوات اللہ علیہ کی خواتین کو اوٹوں کے پالانوں کی جبل پر بغیر کسی گدے جب کہ ان کے چہرے کھلے ہوئے تھے دشمنوں کے سامنے حالانکہ وہ انبیاء کی امانتیں تھیں انہیں سوار کیا اور انہیں اس طرح ہانک رہے تھے جس طرح ترک دروم کے قیدی ہانکے جاتے ہیں زیادہ سخت مصائب والام و ہجوم میں خدا بھلا کرے کہنے والے کا یصلیٰ علی المبعوث من آل ہاشم، ویغزی بنوہان ذلجیب۔ آل ہاشم میں جو نبی مبعوث ہر سال ہوئے ان پر صلوات بھیجی جاتی ہے اور ان کی اولاد سے جنگ کی جاتی ہے یہ بہت ہی عجیب و غریب بات ہے کامل بھائی میں ہے کہ عمر سعد رحمۃ اللہ نے حاشور کا ون اور اس کے بعد والادن زوال تک وہیں رہا اور مشائخ معتمد افراد امام زین العابدینؑ اور امیر المومنین کی بیٹیوں اور باقی خواتین

پر محمول کئے اور وہ سب بیس تو تین تھیں اور امام زین العابدین علیہ السلام اس وقت بائیس سال کے تھے اور امام محمد باقر چار سال کے تھے اور یہ دونوں بزرگوار کربلا میں موجود تھے اور خدا تعالیٰ نے دونوں کو محفوظ رکھا اور مناقب میں ہے اور اہل حرم کو قید کر کے لے آئے

اور ابن عبد ربہ نے عقد الفرید

میں کہا ہے اور بنی ہاشم میں سے بارہ بچے اور فوجوان قید کیے گئے کہ جن میں محمد بن حسین (ظاہر) محمد بن علی بن الحسین ہوتا چاہیے) اور علی بن الحسین اور فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام تھے پس بنی حرب (ابوسفیان کی اولاد) کے قدم چمے نہیں تھے کہ ان سے سلطنت چھین گئی اور عبد الملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ مجھے ان اہل بیت کے خون سے بچائے رکھنا کیونکہ میں نے بنی حرب کو دیکھا کہ جب انہوں نے حسین کو شہید کر دیا تو ان کا ملک ان سے چھین گیا۔

اور ازہدیٰ نے کہا ہے مجھے ابوذر عسی نے قرۃ بن قیس تمیمی سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے ان غواتین کی طرف دیکھا کہ وہ حسیٹ اور ان کے اہل بیت اور اولاد کی لاشوں سے گزریں تو انہوں نے پیچھ و پکاد کی اور اپنے پیروں کو پیٹا وہ کہتا ہے کہ میں ہر چیز بھول سکتا ہوں لیکن زینب بنت فاطمہ سلاموات اللہ علیہا کی گفتگو نہیں بھول سکتا جب وہ اپنے بھائی کی لاش سے گزریں اور وہ کہہ رہی تھیں (یا محمد اے صلی) عليك ملائكة السماء هذا حسين

بالعراء مرمل بالدماء مقطوع الاعضاء یا محمد اے وہنا تک سبایا و ذریۃک متلہ تسفی علیہا) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ آپ پر آسمان کے ملائکہ تے نماز پڑھی حسین کھے میدان میں خون میں لت پت کئے ہوئے اعضاء کے ساتھ پڑے ہیں اے محمد آپ کی بیبیاں

قید ہیں اور آپ کی ذریت جن پر باد صبا چل رہی ہے راوی کہتا ہے میں اس  
مخدرہ نے خدا کی قسم ہر دوست و دشمن کو رلا دیا۔

اور مشہور حدیث میں جو زائدہ کے واسطے سے علی بن ابی حسن سے مروی ہے  
آپ نے فرمایا کہ جب میدان لطف میں جو مصیبت ہم پر آئی سو آئی اور میرے بابا  
اور ان کی اولاد اور بھائیوں اور دوسرے خاندان کے افراد میں سے جو لوگ  
آپ کے ساتھ تھے شہید ہو گئے اور ان کے اہل حرم اور خواتین کو پالانوں پر سوار  
کر کے ہمیں کوفہ کی طرف لے چلے میں بھی انہیں زمین پر پڑے دیکھ رہا تھا کہ  
اور یہ کہ انہیں دفن نہیں کیا گیا تو میرے سینہ میں اس کا بہت احساس ہوا اور ان  
کی یہ حالت دیکھ کر میرا قلق و اضطراب شدت اختیار کر گیا قریب تھا کہ میری  
روح نکل جائے میری یہ کیفیت میری چھوٹی زینب کبریٰ بنت علیؑ دیکھ کر تو مجھ سے  
کہا کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہی ہوں کہ تو اپنی جان دے رہا ہے اسے میرے  
نانا باب اور بھائیوں کی بقیہ یادگار تو میں نے کہا کس طرح میں جزع فرع نہ کروں  
اور مجھے گھبراہٹ نہ ہو جب کہ میں اپنے سید و آقا اور اپنے بھائیوں اور چچوں  
اور چچے کی اولاد اور خاندان والوں کو زمین پر کھلے میدان میں خون میں لت  
پیت ان کے لباس اتار لیے گئے ہیں اور انہیں نہ کفن دیا گیا ہے اور نہ دفن کیا  
گیا ہے نہ کوئی ان پر آکر کھڑا ہوتا ہے بلکہ نہ ان کے کوئی نزدیک جاتا ہے  
گو یادہ دلم خندہ کا کوئی خاندان ہے تو اس مخدرہ نے فرمایا جو کچھ آپ دیکھ رہے  
ہیں یہ آپ کو جزع فرع و گھبراہٹ میں نہ ڈالے خدا کی قسم یہ تو ایک عمدہ و پیمان  
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے آپ کے دادا اباب اور چچا علیہم السلام  
کی طرف اور خدائے اس امت کے کچھ لوگوں سے میثاق لیا ہے کہ جنہیں اس زمین

کے قرون نہیں جاتے لیکن وہ اہل آسمان میں معروف ہیں وہ ان بکھرے ہوئے  
اعضاء کو اور ان خون میں لت پت جسموں کو جمع کریں اور دفن کریں گے اور اس  
طف میں تیرے باپ سید الشہداء علیہ السلام کی قبر پر علم نصب کریں گے کہ جس کا اثر نہیں  
ٹھے گا اور نہ ہی راتوں اور دنوں کے گزرتے سے اس کا نشان محو ہوگا البتہ ائمہ  
کفر پوری کوشش کریں گے اور ضلالت و گمراہی کے پیروکار پوری جدوجہد کریں  
گے اس کے محو کرنے اور مٹانے میں لیکن اس کے آثار میں ظہور کا اضافہ ہی اضافہ ہو  
گا اور آپ کا معاملہ بلند سے بلند تر ہوگا۔



# چھٹی فصل دفن امام حسینؑ و شہداء و کربلا

ہمارے آقا حسین صلوات اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کے دفن کا بیان ۔  
 اور جب عمر سعد نے کوچ کیا تو بنی اسد میں سے ایک قوم نکلی کہ جو غاصر یہیں  
 اترے ہوئے تھے حسینؑ اور آپ کے اصحاب رحمۃ اللہ علیہم کی طرف پس ان کی نماز  
 جنازہ پڑھی اور امام حسینؑ کو یہیں دفن کیا کہ جہاں اس وقت آپ کی قبر مبارک  
 ہے اور آپ کے بیٹے علی بن الحسین اکبر علیہ السلام کو آپ کے پائنتی کی طرف اور  
 آپ کے اہل بیت اور اصحاب میں سے شہداء کے لیے کہ جو آپ گئے گرد زین پر  
 پڑے تھے ایک گڑھ حسین علیہ السلام کی پائنتی کی طرف کھودا اور انہیں اکٹھا کر  
 کے ایک ہی جگہ سب کو دفن کر دیا اور عباس بن علی علیہ السلام کو اسی جگہ دفن کیا  
 کہ جہاں آپ شہید ہوئے تھے غاصریہ کی راہ میں کہ جہاں اب آپ کی قبر ہے ۔  
 اور کامل بہائی میں ہے اور عرب بن یزید کو اسی جگہ دفن کیا گیا کہ جہاں وہ شہید  
 ہوئے انیس ان کے اعزاء و اقارب نے دفن کیا اور کہا ہے کہ بنی اسد سارے  
 عرب قبائل پر فخر کرتے ہیں کہ ہم نے حسین علیہ السلام پر نماز پڑھی اور آپ کو اور  
 آپ کے اصحاب کو دفن کیا ۔

ابن شہر آشوب مسعودی کہتے ہیں اور ان کے بدلوں کو اہل غاصریہ (عالم نہیل)  
 نے عرب بنی اسد میں سے تھے لطف میں دفن کیا ان کی شہادت کے ایک دن بعد اور

پہلے مزید کہہ رہے ہیں اور اکثر کی قبور وہ دیکھتے تھے اور سفید رنگ کے پرندے بھی دیکھتے تھے۔

اور سبط کے تذکرہ میں ہے اور زہیر بن قین جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے تو ان کی بیوی نے ان کے غلام سے کہا کہ اپنے مولا کو کفن پہناؤ پس وہ گیا تو دیکھا کہ حسین علیہ السلام بھی عریاں ہیں تو اس نے کہا کہ کیا میں اپنے مولا کو کفن پہناؤں اور حسین علیہ السلام کو چوڑے دوں خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا پس وہ کفن اس نے آنجناب کو پہنایا اور دوسرا کفن لاکر اپنے مولا کو پہنایا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اپنی جگہ پر یہ ثابت ہے کہ مصوم کے امر کفن و دفن کا منوالی اور سر پرست مصوم ہی ہوتا ہے اور یہ کہ امام کو امام کے علاوہ کوئی غسل نہیں دیتا اور اگر امام مشرق میں انتقال کرے اور اس کا وصی مغرب میں ہو تو خدا دو نو کو جمع کر دیتا ہے۔

اور ابو جعفر ثانی (امام محمد تقی) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رحلت ہوئی تو جبرائیل اس حالت میں اترے کہ ان کے ساتھ ملائکہ اور روح تھے کہ جو لیلة القدر میں اترتے ہیں فرمایا پس امیر المومنین کے لیے آنکھ کھولی گئی تو آپ نے منتھائے آسمان سے زمین تک انہیں دیکھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو آپ کے ساتھ غسل دے رہے ہیں اور آپ پر صلوات پڑ رہے ہیں اور آپ کی قبر کو درہے ہیں خدا کی قسم ان کے علاوہ کسی نے آپ کی قبر نہیں کھودی یہاں تک کہ جب آنحضرت کو قبر میں رکھا گیا تو جو کوئی قبریں اترا اس کے ساتھ وہ ملائکہ اترے اور انہیں قبریں رکھا پس آپ نے گفتگو کی اور امیر المومنین کے لیے قوت سماعت کھولی گئی کہ آنحضرت ملائکہ کو وصیت کر رہے

ہیں تو آپ رو پڑے اور آپ نے انہیں یہ کہتے سنا جب کہ وہ اپنی پورے ہی کوشش لگائے ہوئے تھے آپ کے بعد یہ ہمارے صاحب و ساتھی ہیں یا درکھے کہ اپنی آنکھ سے اس مرتبہ کے بعد ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا فرمایا جب امیر المؤمنین کی وفات ہوئی تو حسن و حسین نے اسی طرح کا منظر دیکھا جو حضرت علیؑ نے دیکھا تھا اور ان دو فوجی نبی اکرمؐ کو بھی دیکھا کہ آپ ملائکہ سے تعاون کر رہے ہیں جس طرح آپ نے پیغمبر کے ساتھ کیا تھا یہاں تک کہ جب امام حسن کی وفات ہوئی تو حسینؑ نے آپ سے بھی وہی کچھ دیکھا اور نبی اکرمؐ اور حضرت علیؑ کو دیکھا کہ وہ دونوں ملائکہ کی اعانت کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو علی بن الحسین علیہ السلام نے آپ سے وہی کچھ دیکھا الخ

اور واقعہ مذہب والوں کے خلاف جو ہمارے مولا حضرت رضا علیہ السلام نے احتجاج کیا یہ تھا کہ علی بن ابی حمزہ نے آپ سے کہا کیا آپ کے والد امام تھے ہمیں آپ کے آباد و اجداد سے روایت پہنچی ہے کہ امام کی تجہیز و تکفین کا سرپرست و متولی نہیں ہوتا مگر اس ایسا امام تو ابوالحسنؑ نے اس سے فرمایا پس مجھے حسینؑ کے بارے میں خبر دو وہ امام تھے یا غیر امام تھے اس نے کہا کہ امام تھے فرمایا پس ان کے امر تجہیز و دفن کا متولی و سرپرست کون ہوا تھا تو اس نے کہا علی بن الحسین علیہما السلام آپ نے فرمایا علی بن الحسین کہاں تھے وہ تو کوفہ میں قید و بعد اللہ کے قبضہ میں تھے تو اس نے کہا آپ نکلے لیکن ان لوگوں کو پتہ نہ چلا یہاں تک کہ ان کے امر کے (اپنے باپ کے امر کے خلی) متولی ہوئے اور پھر واپس چلے گئے تو ابوالحسن علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو علی بن الحسین کو جس نے تسکین و قدرت دی کہ وہ کہلا گئے اور اپنے باپ کے امر کے متولی ہوئے تو وہ اس امر کے صاحب کو بھی تمکین دے



سکتا ہے کہ وہ بغداد آئے اور اپنے باپ کے امر کا متولی ہوا اور پھر واپس چلا جائے جب کہ وہ نذرندان میں ہے اور نہ قید میں (خواب بی بی ام سلمہ) اور شیخ طوسی نے اپنی سند کے ساتھ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن جناب ام سلمہ نے صبح کی روتے ہوئے تھیں کہ گھبراہٹ سے بولیں کہ آپ کیوں نہ دیکھیں تو انہوں نے فرمایا میرا بیٹا حسین علیہ السلام آج راتے شہید کر دیا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو نہیں دیکھا تھا جب سے آپ نے رحلت فرمائی مگر آج کی رات میں نے آپ کو متغیر حالت میں دیکھا اور آثارِ حزن و ملال نمایاں تھے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو متغیر حالت اور حزن و ملال میں دیکھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا میں آج رات حسین اور اس کے اصحاب کی قبر میں کھودتا رہا ہوں۔

**خواب ابن عباسؓ**

اور صدوق نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک دن دوپہر کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو عالم خواب میں دیکھا کہ آپ کے بال پریشان ہیں اور آپ گرواؤ ہوئے آپ کے ہاتھ میں ایک شبشب ہے کہ جس میں خون ہے تو عرض کیا رسول اللہؐ یہ کیسا خون ہے تو آپ نے فرمایا یہ حسین کا خون ہے میں آج کے دن اسے جمع کرتا رہا ہوں تو اس دن کو شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسی دن آپ کی شہادت ہوئی تھی اور ان دو روایات کے مضمون پر مشتمل بہت سی روایات ہیں اور مناقب میں کہا ہے کہ ابن عباس کے بارے میں ماثر ہے کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد نبی اکرم کو عالم خواب میں دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر گرواؤ وغیرہ ہے آپ پاؤں گئے ہیں اور آنکھیں

آنسو بہا رہی ہیں اور آپ اپنے قمیص کا دامن میٹھے ہوئے ہیں اور اس آیت کی تلاوت کر رہے ہیں ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون ، خدا کو اس سے غافل خیال نہ کہہ کر جو عمل ظالم کرتے ہیں ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میں نے یہ کیا تھا اور میں نے حسینؑ کا خون زمین سے اکٹھا کیا ہے اور وہ اس وقت میرے دامن میں ہے اور میں جانتا ہوں کہ اپنے پروردگار کے سامنے ان سے خواہمت اور ان کا حق کہہ کر دوں اور کامل ابن اثیرؒ میں ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس رات خواب میں دیکھا کہ جس میں حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے تھے کہ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے اور اس میں آپ نے خون جمع کئے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا حسینؑ اور اس کے اصحاب کا خون ہے کہ جسے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھا کر لے جا رہا ہوں پس ابن عباسؓ صبح کی تو لوگوں کو حسینؑ علیہ السلام کی شہادت سے مطلع کیا اور اپنا خواب بیان کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اسی دن ہی آپ کی شہادت ہوئی تھی ۔

مؤلف کہتے ہیں کہ معتبر کتب میں حسینؑ علیہ السلام اور آپؐ ساتھ شہید ہونے والوں کے دفن کی کیفیت مفصل طور پر موجود نہیں ہے ۔

البتہ شیخ طوسیؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اسد ایک تیا بور یا لیکر آئے اور وہ امام حسینؑ کے نیچے پھایا گیا اور دیزج سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں صرف اپنے مخصوص غلاموں کے ساتھ آیا اور میں نے آپؐ کی قبر کھودی تو ایک تیا بور یا پایا کہ جس پر حسین بن علیؑ علیہما السلام کا بدن اطہر تھا اور اس سے کتوری کی خوشبو آتی تھی پس میں نے اس بورے کو اسی حالت میں رہنے دیا جب کہ بدن

حسین علیہ السلام پورے کے اوپر تھا اور میں نے حکم دیا اور پرمٹی ڈالنے کا اور اس پر میں نے پانی پھوڑ دیا۔

نیز ابو جہار و دوسے روایت ہے حسین علیہ السلام کی قبر کے سربانے اور پانچوں کی طرف سے سب سے پہلے کودا گیا تو اس سے بہت ہی عمدہ کستوری کی خوشبو نکل کر جس میں کسی کو شک نہیں تھا۔

اور مشہور حدیث میں جو زائدہ سے مروی ہے کہ جس کا ابتدائی حصہ گذشتہ فصل کے آخر میں نقل ہو چکا ہے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کیا کہ آپ کا یہ نواسہ اور ہاتھ سے سین کی طرف اشارہ کیا آپ کی ذریت اور آپ کے اہل بیت اور آپ کی امت کے بہترین افراد کی ایک جماعت کے ساتھ قرأت کے کماڑے اسی زمین میں کرے کہ بلا کے نام سے پکارا جاتا ہے یہاں تک کہ کہا جب یہ جماعت اپنے بیٹے کی جگہ کی طرف نکلے گی تو اللہ عزوجل اپنے ہی ید قدرت سے ان کے قبضہ ارواح کا متولی ہوگا اور ساتویں آسمان سے زمین کی طرف ملائکہ اتاریں گے کہ جن کے ساتھ یا قوت و زور و دے ظروف و برتن ہوں گے جو آب حیات سے پر ہوں گے اور عنت کے جلے اور لباس ہوں گے اور عنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوگی پس اسی آب حیات سے ان کے بدنوں کو غسل دیا جائے گا اور وہ جنت کے جلے اور لباس انہیں پہنائے جائیں گے۔ اور ان خوشبوؤں کے ساتھ انہیں حنوط کیا جائے گا اور آسمان کے فرشتے صف باصف ان پر نماز پڑھیں گے پھر خدا آپ کی امت میں سے ایک قوم کو مبعوث کرے گا کہ جنہیں یہ کفار نہیں پہچانتے ہوں گے اور جو اس خون میں شریک نہیں ہوئے ہوں گے نہ قول سے نہ فعل سے اور نہ نیت سے پس وہ ان کے ابدان و لاشوں کو دفن کریں

گئے اور اس وادی میں سید الشہداء کی قبر کی نشانی اور بنیاد قائم کریں گے جو اہل حق کے لیے نشان ہو گا اور مومنین کے لیے قوت و کامیابی کا سبب بنے گا اور ہر آسمان کے فرشتوں میں سے ایک لاکھ فرشتہ ہر دن اور ہر رات اسے گھیرے رکھے گا وہ ان پر صلوات و درود بھیجیں گے اور ان کے پاس اللہ کی تسبیح کریں گے اور آپ کے تدابیر کے لیے اللہ سے استغفار کریں گے اور جو جو اشخاص زائرین کو آئیں گے وہ ان کے نام ثبت کریں گے۔



# ساتویں فصل

## دور دہلی بیت در کوفہ

ابن سعد ان قیدیوں کے ساتھ کہ جن کی طرف اشارہ ہو چکا ہے چلا پس جب وہ کوفہ کے قریب پہنچے تو اہل کوفہ انہیں دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے راوی کہتا ہے تو کوفہ کی عورتوں میں سے ایک عورت نے بھانک کر دیکھا اور کہا کہ تم خواتین کہاں کے قیدیوں میں سے ہو تو انہوں نے کہا ہم آل محمد علیہم السلام کے قیدیوں میں سے ہیں پس وہ عورت اپنے مکان کی چھت سے اتر آئی اور ان کے لیے چاریں برقعے اور مٹھنے جمع کئے اور انہیں دیئے کہ جس سے اتوں نے پردہ کیا۔

راوی کہتا ہے اور عورتوں کے ساتھ علی بن الحسین علیہما السلام بھی تھے کہ جنہیں بیماری نے لاغر و نحیف کر دیا تھا اور حسن بن حسن مثنی تھے انہوں نے اپنے چچا اور امام کے ساتھ مواسات کی تھی تنواریں کی ضرب اور نیزوں کے زخموں پر صبر کرنے میں البتہ زخمی حالت میں انہیں میدان میں سے اٹھالے گئے تھے جب کہ وہ زخموں سے چور تھے، نیزان کے ساتھ زید، اور عمر (عمر و خول) امام حسن سبط رسول کے دو فرزند تھے پس اہل کوفہ فوج اور گریہ کرنے لگے تو جناب علی بن الحسین علیہما السلام نے فرمایا تم ہمارے لیے فوج و گریہ کرتے ہو پس جس کس نے قتل کیا ہے۔

مؤلف کہتے ہیں عقیدہ بنی ہاشم زینب بنت علی بن ابی طالب علیہا السلام

روایت ہے کہ جب ان کے والد گرامی کو ابنِ عمر نے ضرب لگائی تھی اور آپ میں موت کے آثار کو ملاحظہ کیا تو آنجناب کے سامنے ام ایمن دہلی حدیث پیش کی اور عرض کیا کہ مجھ سے ام ایمن نے اس طرح حدیث بیان کی ہے اور میں دوست رکھتی ہوں کہ وہ حدیث میں آپ سے سنوں تو آپ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی یہ حدیث اسی طرح ہے کہ جیسے ام ایمن نے بیان کی ہے اور گویا میں تجھے اور تیرے خاندان کی خواتین کو قیدیوں کی طرح اس شہر میں دیکھ رہا ہوں دلت و غاری اور خشوع و انکساری کے ساتھ تمہیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمہیں کوئی اچک نہ لے میں بر کہہ تا صبر کرنا پس قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے دانے کو شکاف سے کیا ہے اور نفس انسانی کو پیدا کیا ہے اس وقت پشتِ زمین پر اللہ کا ولی و دوست تمہارے اور تمہارے محب و دوستوں اور شیعوں کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔

ابو منصور طبرسی نے احتجاج میں کہا ہے اس دن کا زینب بنت علی علیہا السلام کا خطبہ اہل کو قہر کے سامنے انہیں سمر زینش تو زینخ اور ملامت کرتے ہوئے عداوت کا بدلہ بن سبیر اسدی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں (۵۶۱ھ) اکسٹھ ہجری کے ماہ محرم میں کوفہ میں وارد ہوا اور یہ وہ وقت تھا جب علی بن الحسین کو خواتین عصمت کے ساتھ کوفہ میں لارہے تھے آپ اس وقت بیمار تھے انہیں دیکھ کر کوفہ کی عورتیں تدبیر کرتیں اور گریبان چاک کرتی تھیں اور مرد بھی ان کے ساتھ روتے تھے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے ان سے نجف و کمزور آوازیں فرمایا جب کہ بیماری نے انہیں رنجور و کمزور کر رکھا تھا یہ لوگ رو رہے تھے پھر میں ان کے علاوہ کس نے قتل کیا ہے پس زینب بنت علی بن ابی طالب علیہا السلام نے لوگوں کی طرف خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔

تو حزام اسدی کتاب ہے خدا کی قسم میں نے کوئی باجیاد خاتون جناب زینب بنت  
 امیر المومنین سے زیادہ صبح و بلیغ نہیں دیکھی گویا وہ باپ کی زبان سے بول رہی تھیں  
 اور امیر المومنین کے کلمات ان کی زبان سے نکل رہے تھے اس اثر و حام اور اجتماع  
 میں کہ جہاں ہر طرف سے آواز بلند تھی جب لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو  
 جاؤ تو فوراً اسانس سینوں میں رک گئے اور اذٹوں کی گنیٹوں کی آواز بھی بند ہو  
 گئی اس وقت اس عذو منے خطبہ شروع کیا اور خدائے پاک کی تعریف اور خواجہ  
 نواک پر درود کے بعد فرمایا اے اہل کوثر اے اہل مکہ و قریب اور وقت پر  
 ساتھ نہ دینے والے کیا تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو تمہاری آنکھیں کہیں بھی آنسو  
 بہانے سے نہ رکیں اور تمہارے نالے ختم نہ ہوں تمہاری مثال تو ایسی عورت  
 کی سی ہے جو اپنے صحت کو مضبوطی سے کاتنے کے بعد اس کے ساتھ کھول دے  
 کیونکہ تم نے بھی ایمان کی رسی بٹی اور پھر اسے کھول دیا اور کمر کی طرف پلٹ گئے  
 تم میں کوئی اچھی خصلت و عادت نہیں بگریہ کہ تم لاف مانی کرتے اور خود پسند دشمنی  
 کرنے والے اور درد و غوا اور زبردستی کی طرح چالو سی کرنے والے اور دشمنوں  
 کی طرح چٹک و غمازی کرنے والے ہو تمہاری مثال اس گھاس جیسی ہے جو مزلہ  
 پراگی ہوئی ہو یا وہ چونا جو قبر کے اوپر لگا ہو پس برا تو نہ ہے جو تمہارے نفوس نے  
 تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ کیا ہے اور جس نے غضب خدا تمہارے اوپر لازم  
 قرار دیا ہے اور تمہیں ہمیشہ کے لیے جہنم میں جگہ دی ہے جہن قتل کرنے کے بعد ہم  
 پر روتے ہو خدا کی قسم تم رونے کے معنی ہو پس زیادہ گریہ کرو اور تھوڑے ہنسو  
 کیونکہ تم نے اپنے صحن خانہ کو عیب و تنگ ابدی کے ساتھ ملوث کیا ہے کہ جس کی  
 الاٹش کسی پانی سے نہیں دھوئی جاسکتی اور کس طرح اس تنگ و عار کو دھو سکتے ہو

اور جگر گوشہ خاتم النبیینؐ اور جوانان جنت کے سردار کے قتل کرنے کی کس چیز سے تلافی کرو گے جو تمہارے نیک لوگوں کی پناہ گاہ تمہارے مصائب و بلیات کے لیے مغز و مادنی اور تمہارے راستوں کی علامت اور تمہارے جادوؤں کو روشن کرنے والے اور تمہاری مہبتوں اور دلیوں کے زعیم و متکلم تھے کہ حادثہ میں تم ان سے پناہ لینے اور شریعت کے احکام ان سے سیکھتے تھے یا در کھو کہ تم نے بہت بڑا گناہ عثر کے لیے ذخیرہ کیا ہے پس تمہارے لیے ہلاکت ہو اور تم عذاب خلد میں منہ کے بن کرو اور اپنی سعی و کوشش میں نا اُمید موحاؤ اور تمہارے ہاتھ کٹ جائیں اور تمہارے عہد و میثاق خسارہ و زریان کا سبب بنیں تم غضب خدا کی طرف لوٹے ہو اور ذلت و رسوائی نے تمہیں گھیرا ہوا ہے تم پر وائے ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ کس جگر رسول کو تم نے پارہ پارہ کیا ہے اور ان کا کون سا خون تم نے بہایا ہے اور ان کی کون سی عصمت مآب بیٹیوں کو تم نے بے پردہ کیا ہے اور سخت اور عجیب مصیبت تم لائے ہو کہ جس سے آسمان چھٹ جائے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور تمہارے اس قبیح و نامناسب کام نے آسمان و زمین کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے کیا تمہیں تعجب ہوا ہے کہ ان برے کاموں کے آثار سے آسمان خون رو رہا ہے حالانکہ بعد میں اس کے جو آثار تم پر ظاہر ہوں گے وہ ان سے زیادہ عظیم اور زیادہ رسوا کرنے والے ہوں گے پس اس مہلت پر جو تمہیں ملی گئی ہے خوش دل اور مغرور نہ ہو کیونکہ خدا بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتا اور اسے یہ خوف نہیں ہے کہ انتقام کا وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور خدا گنہگاروں کی کینہیں ہے پھر اس بخندہ سلام اللہ علیہ نے یہ اشعار انشاء فرمائے۔

ماذا اقولون اذا قال النبی لکم، ماذا صنعتکم و انتم اخر الامر، باهل بیتي و اولادی



و تکرمتی منهم اساری ومنهم خرجوا بدم = ما کان جزائی اذا نصحت  
لکھ ان تخلصو فی بسوء فی ذوی رحمہ انی لا اخشی علیکم ان یحل بکمہ ۔  
مثل العذاب الذی اودی علی ارمہ ۔

کیا جواب دو گے جب نبی اکرم نے تم سے پوچھا تم نے کیا کیا میرے اہل بیت اور میری  
اولاد میرے باکرامت خاندان کے ساتھ کہ انہیں سے کچھ قید اور کچھ خون سے لت  
پت ہیں جب کہ تم آخری امت ہو میری یہ جزا اور بدلہ نہیں تھا جو نصیحت و غلوں  
میں نے تمہارے بارے میں برتنا کہ تم میرے غویٰ القربی میں میرے بڑے جانشین  
جو بچے خوف ہے کہ تم پر اس قسم کا عذاب نازل ہو جو شہرام کی ہلاکت کا باعث ہوا۔  
پھر وہ محذره واپس چلی گئیں۔

خدا مکتا ہے پس میں نے لوگوں کو حیران و پریشان دیکھا کہ انہوں نے اپنی  
انگلیاں اپنے منہ میں ڈال رکھی تھیں پس میں ایک بوڑھے شخص کی طرف متوجہ ہوا جو  
میرے پہلو میں کھڑا تھا کہ میں کی وارسی کرید و لکا سے تر ہو چکی تھی اور اس کا ہاتھ  
آسمان کی طرف اٹھا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا میرے ماں باپ ان پر قربان  
جائیں ان کے بڑے بہترین ہیں ان کے جوان بہترین ہیں اور ان کی عورتیں بہترین  
ان کی نسل نسل کریم اور ان کا فضل عظیم ہے پھر اس نے یہ شعر پڑھا کہ مولہم  
خیر الکھول و نسلہم ۔ اذ اعتد نسل لایسور ولا یخزی ان کے بڑے  
بہترین ہیں اور ان کی نسل جب نیلیں شمار کی جائیں ہلاک ہونے والی اور ہوا ہونے  
والی نہیں ہے۔

پس علی بن الحسین علیہما السلام نے فرمایا اے پھر بھی جان آپ خاموش ہو جائیں  
باقی کے لیے گزرے ہوئے سے عبرت ہے اور آپ الحمد للہ عالمہ غیر معلوم ہیں اور ایسی

ہاں ہم ہیں کہ جنہیں سچانے کی ضرورت نہیں اور گریہ و نالہ سے گیا ہوا داپس نہیں آسکتا پس وہ محزرہ خاموش ہو گئیں۔

پھر آپ اونٹ سے اترے اور خیمہ نصیب کیا اور خواتین کو اتارا اور خیمہ میں چلے گئے۔

حضرت علی بن الحسین کا احتجاج اہل کوفہ کے خلاف جب آپ خیمہ سے نکلے اور دھوکہ اور بیعت توڑنے پر انہیں زجر و توبیخ۔

پھر خدام بن سیرکتنا ہے پس زین العابدین علیہ السلام خیمہ سے لوگوں کی طرف نکلے اور اس کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ پس وہ خاموش ہو گئے جب کہ آپ کھڑے ہوئے تھے پس آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجا۔ اسی کے بعد فرمایا اے لوگو جو مجھے پہچانتے ہو اور جو نہیں پہچانتا سودہ جان لے کہ میں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جو فرات کے کنارے قریح ہوا بغیر اس کے کہ اس سے کسی خون کا مطالبہ رکھتے ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہتک حرمت کی گئی ہے اور اس کا مال لوٹ لیا گیا ہے اور اس کے اہل و عیال قید کر لیے گئے ہیں میں اس کا بیٹا ہوں جسے ہر طرف سے گھیر کر قتل کیا گیا ہے اور یہی بات میرے فخر کے لیے کافی ہے اے لوگو میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم بھول چکے ہو کہ تم نے میرے باپ کو قتل کیا تھا تمہیں انہوں نے تمہاری دعوت کو قبول کر لیا تو تم مکہ و قریب کے راستہ پر چلے گئے کیا تمہیں یاد نہیں آتا کہ تم نے میرے باپ کے ساتھ عہد و پیمان باندھے تھے اور ان کی طرف بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے تھے پھر انہیں قتل کیا اور وقت آنے پر ان کا ساتھ نہیں دیا پس ہلاکت ہو تمہارے لیے ان اعمال

کی وجہ سے جو آخرت کی طرف بھیج چکے ہو کتنی بری رائے ہے جو تم نے اپنے لیے پسند کی ہے کسی آنکھ سے تم رسول خدا کی طرف دیکھو گے جب وہ تم سے قرائیں گے کہ تم نے میری عزت کو قتل کیا تھا اور میری عنک حرمت کی تھی تم میری امت میں سے نہیں ہو۔

جب سید مجاہد کا خطبہ یہاں تک پہنچا تو ہر ناحیہ و جانب سے گریہ و زاری کی آواز بلند ہوئی تو آپ نے دوبارہ گفتگو شروع کی اور فرمایا خدا رحم کرے اس شخص پر جو میری نصیحت کو قبول کرے اور میری وصیت کو خدا، رسول اور اہل بیت کی راہ میں یاد رکھے کیونکہ ہمارے لیے رسول خدا کی ذات میں شائستہ متابعت اور بہترین جائے اقتداء ہے سب لوگ کہنے لگے اے فرزند رسول ہم سب آپ کے فرمان کو قبول کرتے اور آپ کے عہد و پیمان کی نگہبانی کرتے اور آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور آپ سے کبھی بھی روگردانی نہیں کریں گے اور جو حکم آپ صادر فرمائیں ہم اطاعت کے لیے تیار ہیں خدا آپ پر رحم کرے جس سے آپ چاہیں گے جنگ کریں گے اور صلح کریں گے ہر اس کے ساتھ جس سے آپ صلح کریں گے یہاں تک کہ ہم انتقام کے لیے اس کو پکڑ لائیں گے جس نے آپ پر اور ہم پر ظلم کیا ہے آپ نے فرمایا صححات چھوڑو ان باتوں کو اے حید بازو کہ تم نے سوائے دعا و قریب کے کوئی صفت نہیں اپنائی میں تمہارے دھوکہ میں نہیں آتا تمہارے اور تمہاری خواہشات کے درمیان حائل پیدا ہو گیا ہے کیا پھر اودہ کر لیا ہے کہ مجھ سے وہی سلوک کرو جو میرے باپ دادا سے پہلے کیا ہے عاشاد کھانا کی قسم ابھی تک وہ زخم جو میرے باپ کی شہادت کی وجہ سے ہمارے قلب و جگر پر لگے ہیں درست نہیں ہوئے ابھی تو کل کی بات ہے

کہ میرے باپ اپنے اہل بیت سمیت شہید ہوئے ابھی تو رسول خدا اور میرے باپ اور بھائیوں کے مصائب مجھے فراموش نہیں ہوئے اور ان کا خون و ملال اور غم و اندوہ مجھے دامن گیر ہے اور اس کی تلخی میرے منہ اور سینہ میں تکلیف دے رہی ہے اور اسی کا غم و غصہ میرے سینہ میں جاری و ساری ہے میں تم سے یہی چاہتا ہوں کہ نہ ہمارا ساتھ دو اور نہ ہمارے خلاف کچھ کرو اور فرمایا (اشعار کا ترجمہ) کوئی حرج نہیں اگر حسین شہید ہو گئے ان کے باپ تو حسین سے بہتر اور مکرم تر تھے پس اے اہل کو قدامت مصیبت پر خوش نہ ہو جو حسین پر بہت بڑی مصیبت آئی ہے جو فرات کے کنارے شہید ہوئے میری روح ان پر قربان اور جس نے انہیں قتل کیا اس کی جزا اور بدلہ جہنم کی آگ ہے۔

نیز اسی کتاب میں ہے جناب فاطمہ صغریٰ کا اہل کو قدامت پر احتجاج زید بن موسیٰ بن جعفر سے ان کے آباء و اجداد علیہم السلام سے روایت ہے کہ فاطمہ صغریٰ نے خطبہ پڑھا بعد اس کے کہ انہیں کو بلا سے (کو ذی ظف) پلٹا یا گیا تو انہوں نے فرمایا حمد ہے خدا کی رحمت کے ذرات اور شکر یزیدوں کی تعداد میں اور عرش سے لیکر فرش تک کے وزن کے برابر میں اس کی حمد کرتی ہوں اور اسی پر ایمان رکھتی ہوں اور اس پر توکل کرتی ہوں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ ایک اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے عبد اور رسول ہیں اور آپ کی اولاد فرات کے کنارے کسی خون کے مطالبہ کے بیگناہ ذبح کیا ہے خدا یا تجھ سے پناہ مانگتی ہوں کہ اس سے کہ تجھ پر جھوٹ بولوں اور اس کے خلاف کہوں کہ جو کچھ تو نے علی بن ابی طالب کی وصایت کے سلسلہ میں عہد و پیمان بھیجا ہے کہ جس کا حق انہوں نے چھینا ہے اسے بیگناہ خدا

کے ایک گھر میں انہوں نے شہید کیا جیسا کہ کل انہوں نے اس کے فرزند کو شہید کیا، وہاں ایک جماعت تھی کہ جو زبانِ مسلمان تھے نابود ہی ہوان کے لیے کہ آپ سے پیاس دور نہ ہو سکی نہ ان کا زندگی میں اور نہ موت کے بعد یہاں تک کہ تو نے ان کی روح کو قبض کیا قابلِ تعریف نفس اور پاکیزہ اصل ہے جس کے مناقب مشہور اور مذاہب و طور طریقہ معروف ہیں تیرے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور مذمت کرنے والے کی مذمت کی پرواہ نہیں کرتا اے پیرو روگاز بچپن سے تو نے اسے اسلام کی طرف ہدایت کی اور بڑے ہونے کے بعد اس کے مناقب قابلِ تعریف ہیں وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسول صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ کے مقابل میں غلص رہا یہاں تک کہ تو نے اسے اپنے قبضہ میں اس کی روح کو لے گیا دنیا میں راہ اور اس پر چریں نہیں تھا آخرت کی طرف راغب اور تیری راہ میں تیرے لیے جہاد کرتا تھا تو نے اسے پسند فرمایا اسے مختار و منتخب قرار دیا اور مراطہ مستقیم کی طرف اسے ہدایت کی ابالعداے اہل کفر و ذمے اہل کفر و عذر و تکبر ہم اہل بیت ہیں کہ اللہ نے ہمارے امتحان تمہارے ذریعہ اور تمہارا امتحان ہمارے ذریعہ کیا پس اس نے ہماری آزمائش کو حسن و اچھا قرار دیا اور اپنا علم ہمارے پاس اور اپنی فہم ہمیں عطا کی ہم اس کے علم اور اس کے فہم و حکمت کا طرفہ دعا ہیں اور اس کے شہروں میں اس کے بندوں پر زمینیں اس کی محبت ہیں ہمیں اللہ نے مکرم کیا اپنی کرامت کے ساتھ اور ہمیں نفیلت بخشی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی وجہ سے اپنی بہت سی مخلوق پر پس تم نے ہماری تکذیب کی اور ہمارا کفران کیا اور ہم سے جنگ کرنے کو حلال سمجھا اور ہمارے اموال کے لوٹنے کو جائز قرار دیا گوہرِ یاقوت ہم ترک یا حمال کی اولاد ہیں جیسا کہ تم نے کل ہمارے جدِ امجد کو شہید کیا اور تمہاری تواروں

سے ہم اہل بیت کا خون پیتا ہے قدیمی عقد و کینہ کی بناء پر کہ جس سے تمہاری آنکھیں  
ٹھنڈی ہوئی ہیں اور تمہارے دل خوش ہوئے ہیں اللہ پر عزت کرتے ہوئے اور  
مکر و فریب کرتے ہوئے اور اللہ بہترین جزائے مکر وینے والا ہے پس تمہارے دل  
ہمارے خون بہانے اور ہمارے مال لوٹنے سے خوش نہ ہوں کیونکہ جو عظیم مصائب  
ہیں پہچے ہیں اور جو بڑی بڑی تکلیفیں ہم جھیلی ہیں فی کتاب من قبل ان نبراہا  
ذلک علی اللہ یسیر۔ لکیلا ما سوا علی ما فاکم ولا تغفوا عما اتاکم واللہ  
لا یحب کل مختال فخور۔ زمین میں اور تمہاری جان میں کوئی مصیبت  
نہیں پہنچتی مگر وہ جو کتاب میں ہے اس سے پہلے کہ ہم اسے شفا بخشیں کیونکہ وہ خدا  
پر آسان ہے تاکہ تمہیں افسوس نہ ہو اس پر جو تمہارے ہاتھ سے گیا ہے اور تمہیں  
خوشی نہ ہو اس چیز پر کہ جو تمہیں مل گئی ہے خدا کسی ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا  
کہ جو تکبر و فخر کرے ہلاکت ہو تمہارے لیے پس لعنت و عذاب کا انتظار کرو  
گزینہ دم پر نازل ہو چکا ہے اور تورات آسمان سے عذاب نازل ہو رہے ہیں پس  
وہ تمہیں نابود کرے گا بسبب اس کے جو تم نے کسب کیا اور تمہیں ایک دوسرے  
کی جان میں ڈالے گا پھر قیامت کے دن تم دردناک عذاب میں ہمیشہ رہو گے  
بسبب اس ظلم کے جو تم نے ہم پر کیا ہے خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر  
ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے کس ہاتھ نے ہم پر کیش و زیادتی  
کی ہے اور کونسا نفس ہے کہ جو ہم سے جنگ کرنے کی طرف راغب ہے یا کس پاؤں  
سے تم ہماری طرف چلے ہو ہم سے جنگ کرنے کے لیے تمہارے دل سخت ہو گئے  
ہیں اور تمہارا جگر موٹے ہو گئے ہیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اور تمہارے  
کانوں اور آنکھوں پر جہر لگی ہوئی ہے شیطان کا جادو تم پر چل گیا ہے اور امید لائی

ہے اور تمہاری آنکھوں پر پرہہ ڈال دیا ہے پس تم ہدایت حاصل نہیں کر سکتے ہلاکت ہو تمہارے لیے اے اہل کوفہ کتنے رسول اللہ کے انتقام اور بدلے تمہارے ذمہ ہیں پھر تم نے ان کے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ میرے دادا سے اور ان کے بیٹوں جو نبی کی عزت پاک و پاکیزہ اور عمدہ لوگ تھے عذر دھوکہ کیا اور اس پر ایک فخر کرنے والے نے فخر کیا اور کہا نحن قتلنا علیاً و بنی - علی بسبب ہذا یہ درماح - و بینا نساً ٹھہر سہی ترک و نطخنا ہم وای نطاح ہم نے علی اور اولاد علی کو ہندی تلواروں اور نیزوں سے قتل کیا اور ان کی عورتوں کو ترک کے قیدیوں کی طرح قید کیا اور ان سے جنگ کی کیسی جنگ

اے کہنے والے تیرے منہ میں خاک ہو - ایسی قوم کے قتل کرنے پر تو فخر کرتا ہے کہ جنہیں خدا نے پاک و پاکیزہ کیا ہے اور ان سے ہر قسم کی پلیدی کی دور کی ہے پس اپنا سانس روک لے اور اپنی جگہ کتے کی طرح بیٹھ میں طرح تیرا باپ بیٹھا تھا ہر شخص کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے آگے بھیجا ہے تم نے ہم پر عہد کیا تمہارے لیے ہلاکت ہو جو نصیحت خدا نے ہمیں بخشی ہے فساد بننا ان جانش دھرا بچو رہنا - و بجرک سا جہ لا یواری الا عاصم ہمارا اس میں کیا گناہ ہے کہ ہمارے سمندر پانی سے پر ہیں اور تیرا دریا خشک ہے اور وہ ایک کیرٹے کو بھی نہیں چھپا سکتا یہ خدا کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے و جب ہے جسے خدا نود و روشنی نہیں دیتا وہ نور نہیں رکھتا -

راوی کہتا ہے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں اور انہوں نے کہا اے پاکیزہ افراد کی بیٹی بس بس ہمارے دونوں کو آگ لگا دی اور ہماری گردنوں کو جھکا دیا اور ہمارے اندر آگ لگا دی پس وہ بی بی خاموش ہو گئی اس پر اس کے باپ اور دادا

دنایا پر سلام۔

## جناب ام کلثوم دختر علی کا کوفہ میں خطبہ

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ خطبہ سید نے مہوف میں روایت کئے ہیں اور اس خطبہ کے بعد کہا ہے اور اس دن جناب ام کلثوم بنت علی علیہ السلام نے پیر وہ خطبہ دیا اور گریہ بلند کرنے کے بعد فرمایا اے اہل کوفہ برا ہو تمہارا انہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دیا اور انہیں شہید کیا اور ان کا مال لوٹا اور اپنے آپ کو اس کا وارث بنالیا اور ان کی خواتین کو قید کیا اور آنجناب کی سرکوبی کی پس ہلاکت و نابودی ہو تمہارے لیے دیں و ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم جانتے ہو کہ کون سے مصائب اپنے اوپر ڈھائے ہیں تم نے اور کون سا بوجھ گناہوں کا اپنی پشتوں پر لا دیا ہے اور کیسے خون تم نے بہائے ہیں اور کون سی شریف زادیوں کو تم نے قید کیا اور کون سے بچوں کو تم نے لوٹا اور کون سے مال تم نے چھینے تم نے پیغمبر کے بعد بہترین مردوں کو شہید کیا اور تمہارے دلوں سے رحمت و نرم دلی حسینؑ لی گئی یاد رکھو کہ اللہ کا حزب و جماعت ہی کامیاب و کامران ہے اور شیطان کا حزب و جماعت خسارے اور نقصان میں ہے پھر آپؑ نے فرمایا قتلتم اخی صبرا فویل لکم۔ سبجزون ناراً حرہایتوقد۔ سفکتکم دماء حرمہ اللہ سفکھا۔ و حرمہا القرآن ثم محمد الا فالبشر و بالانار انکم غدا۔ نفی سقر حقایقینا تخلصوا۔ وانی لا بکی فی حیاتی علی اخی۔ علی خیر من النبی بسولہ بد مع عزیز مستہل مکفکف علی الحد منی دائماً لیس یجمد۔ تم نے میرے بھائی کو ہر طرف سے گھیر کر شہید کیا ہے جس کا بدلہ تمہیں وہ اگلے گی



جو ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے تم نے وہ خون بہائے ہیں جنہیں خدا قرآن اور محمد نے حرام قرار دیا ہے پس تمہیں جہنم کی آگ کی بشارت ہو تم کل یقیناً جہنم میں ہمیشہ کے لیے جا رہے گے اور میں زندگی بھر اپنے بھائی پر روتی رہو گی جو نبی اکرم کے بعد بہترین خلق پیدا ہوا ایسے آنسو کے ساتھ جو مثل سیلاب کے اور مثل بارش کے میرے رخسار پر جاری رہیں گے اور کبھی خشک نہیں ہوں گے، راوی کہتا ہے کہ لوگ گریہ و شیون و نالہ سے چیخ و پکار کرنے لگے عورتوں نے اپنے بال کھول دیئے اور سر پر خاک ڈالی اور چہرے نوپے اور رخسار پیٹے اور وادیا کرتی تھیں اور مرد گریہ کرتے اپنی ڈاڑھیاں نوچتے اس دن کی طرح عورتیں اور مرد گریہ کرتے نہیں دیکھے گئے۔

علامہ مجلسی نے بخاری میں کہا ہے میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض معتبر کتب میں بغیر سند کے مسلسل طور پر دیکھا ہے کہ مسلم جصاص (چچنا پھیرنے والے) سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے ابن زیاد نے کوفہ کے دارالامادہ کو مرمت کے لیے بلایا تھا جس وقت میں دروازوں پر چونا پھیر رہا تھا تو اچانک اطراف کوفہ سے نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں میں میری طرف ایک خادم آیا جو چارے ساتھ تھا تو میں نے اس سے کہا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں کوفہ میں نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہیں تو اس نے کہا اس وقت ایک خارجی کا سر لا رہے ہیں کہ جس نے یزید کے خلاف خروج کیا تھا تو میں نے کہا وہ خارجی کون اس نے کہا حسین بن علیؑ

وہ کہتا ہے کہ میں نے خادم کو وہیں چھوڑا اور خود باہر نکلا میں نے اپنا منہ اتنا پٹیا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں میری آنکھیں نہ ضائع ہو گئی ہوں اور میں نے چوٹے سے ہاتھ دھوئے اور قصر الامادہ کی پشت کی جانتے سے باہر نکلا اور کہا اس

(میدان کوفہ) میں آیا اچانک میں کھڑا ہوا تھا اور لوگ قیدیوں اور سروں کے پہننے کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک تقریباً ہودج و کجاوے چالیس اونٹنوں پر آگے بڑھے کہ جن میں مستورات خواتین اور اولاد فاطمہ علیہا السلام تھیں اور اچانک علی بن الحسین ایک اونٹ پر تھے جس پر سارے سامان سکون نہ تھا اور آپ کی گردن کی رگوں سے خون خوارہ کی طرف جاری تھا اور وہ جناب اس کے باوجود رو رہے تھے اور فرماتے تھے یا امة السوء لاسقیا لربکم یا امة لعتر اعی جدنا فینا۔ لو اننا و رسول الله یجمعنا یوم القیمة ما کذتم تقولونا لا تلبون داعینا۔ تصفقون علینا کفکم فرحاً۔ و انتم فی فجاج الارض تسبوننا۔ الیس جدی رسول الله و یدکم اهدی البریة من من سبل المضلین۔ یا دقة الطف قد اوسا شتی حزنا۔ والله تهتك استار المنسیا۔

اے میری امت نہ سیراب ہو تمہاری منزل اے وہ امت کہ جس نے ہمارے بارے میں ہمارے نانا کی رعایت نہیں کی اگر ہمیں ہیں اور رسول اللہ کو قیامت کا دن جمع کر دے تو تم کیا کہو گے ہمیں ننگے کجاووں پر تم نے چلایا گویا ہم نے دین کی عمارت کو ہم نے نچوڑ دیا مضمبوط نہیں کیا اے بنی امیہ کب تک ان مصائب و الام پر رہے رہو گے اور ہمارے داعی کی آواز پر لبیک نہیں کر دے گے تم ہمارے خلاف غرض ہو کر تالیاں بجاتے ہو اور تم اطراف زمین میں ہم پر سب دشمن کرتے ہو کیا میرا نانا رسول اللہ نہیں دین و ہلاکت ہو تمہارے لیے جو گمراہ کرنے والوں کے راستوں سے تمام مخلوق میں سے زیادہ ہدایت کرنے والا ہے اے واقعہ طوف کو بلا تو نے مجھے حزن و ملال کا وارث بنا دیا ہے

خدا کی قسم ہم سے برائی کرنے والوں کے پہروں پر جو پر دے پڑے ہیں یہ پھٹ وٹ جائیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ اہل کوفہ ان بچوں کو جو معمول پر تھے کچھ روٹیاں اور بارام وغیرہ دیتے تھے جناب ام کلثوم نے چیخ کر بلند آوازیں فرمایا اے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور آپ وہ چیزیں بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے چھین کر زمین پر پھینکتی تھیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس معذرہ نے یہ سب باتیں کیس تو لوگ ان کی مصیبتوں پر رونے لگے اس کے بعد جناب ام کلثوم نے اپنا سر محل سے نکالا اور ان سے کہا خاموش ہو جاؤ اے اہل کوفہ تمہارے مرد ہیں قتل کرتے ہیں اور ننہاری عورتیں ہم پر گریہ کرتی ہیں پس ہمارے اور تمہارے درمیان فصل قضا کے ٹھن حکم کرنے والا ہے جب وہ معذرہ ابھی خطاب کر رہی تھیں کہ اچانک چیخ دیا کہ بلند ہوئی کہ اچانک وہ سر ہیکڑے کر بن کے آگے آگے حسین علیہ السلام اور وہ نورانی اور چاندیسا چہرہ تھا جو ساری مخلوق سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور آپ کی ریش مبارک پچھلے شگ بمرہ کی طرح سیاہ تھی اور غضاب اس سے متصل تھا اور آپ کا چہرہ طلوع کرنے والے چاند کے دائرہ کی طرح تھا اور ہو آپ کی ریش مبارک کو دائیں بائیں ہلاتی تھی پس جناب الزینب علیہا السلام ان کی طرف متوجہ ہوئیں تو اپنے بھائی کا سر دیکھ کر اپنی پیشانی محل کے اگلے حصہ پر ماری یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ خون ان کے مقعد کے نیچے سے نکل رہا ہے اور ان کی طرف جلن کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

یا ہللا لسا استتم کمالا - غالہ خسفہ فابد اغروبا -

ماتوہمت شقیق فؤادی، کان هذا مقدراً مکتوباً۔ یا اخی  
 فاطمہ الصغیرۃ کلمہا۔ فقد کاد قلبہا ان ینذوباً۔ یا اخی  
 قلبک الشقیق علینا۔ مالہ قد قسی و صار صلیباً۔ یا اخی لو  
 تری علیا لدی الا۔ سر مع الیتیم لا یطیق جواباً۔ کلمہا اوجعوا بالضراب  
 فاذاک بذل یفیض دمعاً سکوباً۔ یا اخی ضمہ الیک و قربہ۔ وسکن فؤادہ  
 المدعو یا ما اذل الیتیم حین ینادی بابہ لا یراہ<sup>یہا</sup> پہلی کے چاند کہ جس کے کمال کا وقت ابھی  
 نہیں آیا کہ اچانک اسے کہن لگ گیا پس وہ غروب کر گیا اے میرے دل کے ٹکڑے  
 مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ یہ امر مقدر اور لکھا ہوا تھا۔ اے بھائی چھوٹی فاطمہ سے  
 بات کر قریب ہے کہ اس کا دل پگل جائے۔ اے بھائی تم پر جو تیرا دل شقیق و  
 مہربان تھا اسے کیا ہو گیا ہے کہ وہ بہت سخت ہو گیا ہے، اے بھائی کاش آپ  
 علی زین العابدین کو دیکھتے قید ہوتے وقت جب کہ وہ یتیم بھی ہو چکے تھے کہ ان میں  
 جواب دینے کی طاقت باقی نہ رہی جب اسے ضرب تازیانہ سے تکلیف پہنچا  
 تو وہ آپ کو پکارنا ذلت و رسوائی کے ساتھ اور اس کے آنسو برسے گتے یا بھائی  
 اے گلے لگاؤ اور اسے اپنے قریب کر لو اور اس کے گھبرائے ہوئے دل کو تسکین  
 دو کہ ذلت ہے یتیم کے لیے کہ جب وہ اپنے باپ کو پکارے تو اسے جواب  
 دیتے ہوئے نہ دیکھے۔

# آٹھویں فصل

## درود اہل بیت درود بار عبداللہ ابن زیاد

میں مظلوم کے اہل بیت کا بنید اللہ بن زیاد مدیثوق کے دربار میں داخلہ قابل وثوق راویوں سے ثابت ہے کہ عمر سعد لعین نے بغیر الانبیاء کی اناتوں کو ایسے اوٹوں پر سوار کیا کہ جن کے اوپر نہ سایہ تھا اور نہ نیچے فرش پس انہیں اس طرح سے ہانک کر لائے جیسے قیدیوں کو بانک جاتا ہے جب کہ وہیں داخل ہوئے تو ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کے آگے آگے حسینؑ کا سر جو میں انہوں نے سر مبارک کو نیزہ پر سوار کیا اور دوسرے سروں کے ساتھ بھی یہی عمل کیا گیا اور انہیں لشکر و قیدیوں سے آگے آگے لے چلے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوئے پھر سر مبارک کو گلی کو چوں اور بازاروں میں پھرایا، ابن اثم کے فتوح میں اس طرح ہے اور عاصم کے واسطے سے زہر سے روایت ہے اس نے کہا کہ پہلا سر جو اسلام میں نیزہ پر سوار کیا گیا وہ حسینؑ بن علیہما السلام کا سر تھا پس میں نے اس دن سے زیادہ کوئی عورت اور کوئی مرد روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اور حیر زئی نے کہا ہے کہ آپ کا سر پہلا وہ سر تھا جو اسلام میں ایک قول کے مطابق لکڑی (نیزہ) پر اٹھایا گیا لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلا سر جو اسلام میں نیزہ پر سوار کیا گیا وہ عمرو بن مہق کا سر تھا۔

اور شیخ فاضل سلیمان قند زئی کی پناہ بیع المرد و تہہ ہے اور ہشام بن محمد

نے قاسم جاشعی سے حکایت کی ہے کہ شہداء کے سر کو فہ میں لائے گئے کہ اچانک ایک خوبصورت گھڑ سوار نے عباس بن علی رضی اللہ عنہ کا سراپے گھوڑے کی گردن سے لٹکایا ہوا تھا پس اس یحییٰ کا چہرہ تار کوں سے بھی زیادہ سیاہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ کوئی رات نہیں گزرتی مگر یہ کہ دو افراد میرے بغلوں سے پکڑ لیتے ہیں اور مجھے آگ کے پاس لے جاتے ہیں اور مجھے اس میں دکھا دیدیتے ہیں پھر وہ یحییٰ بہت بری حالت میں مر گیا

شیخ مفید نے کہا ہے جب حسین علیہ السلام کا سر پہنچا اور ابن سعد اس کے پہنچنے کے اگلے دن پہنچا جب کہ اس کے ساتھ حسین علیہ السلام کی بیٹیاں اور اہل خانہ تھے تو ابن زیاد قصر الامارہ میں لوگوں کی ملاقات کے لیے بیٹھا اور لوگوں کو اذن عام دیا اور سر کو حاضر کرنے کا حکم دیا پس سر مبارک اس کے سامنے رکھا گیا پس وہ اسے دیکھنے لگا اور مسکرا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی کہ جو آپ کے اگلے دانتوں پر مارتا تھا۔

ابن حجر کی تصدیق میں ہے کہ وہ کتاب ہے کہ جب حسین کے سر کو ابن زیاد کے گھر کی طرف لایا گیا تو اس کی دیواروں سے خون بہنے لگا۔

اور کہا ہے کہ جیسا شرح حمزہ سے منقول ہے پس اس نے سر کے بارے میں حکم دیا تو اسے اس کی دائیں طرف رکھی ہوئی ڈھال و سیریں رکھا گیا اور لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے۔

اور مشیر الاحزان میں ہے اور انس بن مالک سے مجھے روایت کی گئی ہے وہ کہتا ہے کہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس موجود تھا تو وہ حسین علیہ السلام کے دانتوں میں چھڑی مارتا اور کہتا تھا ان کے دانت تو خوبصورت تھے تو میں نے کہا خدا کی

قسم میں ایسی بات کر دیں کہ جو تجھے بری لگے گی بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا ہے کہ وہ ان کے منہ میں سے تیری چھڑی دالی جگہ کے بو سے بے تہے تھے اور سعید بن معاذ اور عمر بن سہل سے روایت ہے کہ وہ عبید اللہ کے پاس موجود تھے جب کہ وہ اپنی چھڑی حسین کی ناک اور دونوں آنکھوں پر مارتا تھا اور آپ کے منہ میں چبھوتا تھا انھ

ازدی نے کہا ہے کہ مجھ سے سلیمان بن ابوراشد نے بیان کیا حمید بن مسلم سے وہ کہتا ہے کہ مجھے عمر سعد نے بلایا اور مجھے اپنے گھر بھیجا تاکہ میں انہیں اسے اللہ کے فتح دینے اور اس کی عاقبت کی خوشخبری دوں میں کو ذکی طرف بڑھا اور اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور انہیں یہ چیز بتائی پھر میں آگے بڑھا تاکہ دربار میں داخل ہوں تو میں نے عبید اللہ کو اس حالت میں پایا کہ وہ لوگوں سے ملاقات کے لیے بیٹھا تھا اور ایک وفد اسے ملنے آیا تھا تو اس نے اسے اجازت دی اور عام لوگوں کے لیے اذن عام دیا پس میں بھی آنے والوں میں داخل ہو گیا اچانک حسین کا سر اس کے سامنے رکھا ہوا تھا اور وہ کچھ دیر تک آپ کے اگلے دانتوں کو چھڑی سے چھیڑتا تھا جب اسے زید بن ارقم نے دیکھا کہ وہ چھڑی لگانے میں تکرار کر رہا ہے تو اس نے کہا اس چھڑی کو ان دونوں سے اٹھا اٹھالے قسم ہے اس کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دونوں ہونٹ ان دونوں ہونٹوں پر دیکھا کہ آپ ان کے پورے لے رہے ہوتے پھر وہ بڑھا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تو ابن زیاد نے اس سے کہا خدا تیرے دونوں آنکھوں کو رلاتا رکھے خدا کی قسم اگر تو بڑھا فروت دے عقل نہ گیا ہوتا اور تیری عقل زائل نہ ہو گئی ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا راوی

کتاب ہے پس زید اٹھ کھڑا ہوا اور دربار سے باہر چلا گیا تو میں نے لوگوں کو کہتے  
 سنا خدا کی قسم زید بن ارم نے ایسی بات کی ہے کہ اگر ابن زیاد سن لیتا تو اسے  
 قتل کر دیتا محید کتاب ہے میں نے کہا اس نے کیا کہا تھا وہ کہنے لگے وہ ہمارے  
 قریب سے گزرا اور کہہ رہا تھا غلام غلام کا مالک ہو اور انہیں اپنا مال بنالیا  
 تم اے عربوں کی جماعت آج کے بعد غلام ہو گئے ہو تم فاطمہ زہرا کے فرزند کو  
 شہید کیا ہے اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنالیا ہے وہ تمہارے بہترین لوگوں  
 کو قتل کرتا ہے اور تمہارے بروں کو غلام بناتا ہے پس تم ذلت و رسوائی پر  
 راضی ہو گئے ہو پس دوری ہے اس کے لیے جو ذلت و رسوائی پر راضی ہو۔  
 اور تذکرہ سبط اور صواعق میں جیسا کہ تبرک لہذا اب سے بھی منقول ہے  
 انہوں نے کہا ہے پس زید اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کہہ رہا تھا تم آج کے دن کے بعد  
 غلام ہو گئے ہو تم نے فاطمہ زہرا کے فرزند کو شہید کیا ہے اور مرجانہ کے بیٹے  
 کو اپنا امیر بنالیا ہے خدا کی قسم وہ تم میں سے بہترین کو قتل کرے گا اور بنوں  
 کو غلام بنائے گا پس دوری ہے اس کے لیے کہ جو ذلت و عار پر راضی ہو جائے  
 اس کے بعد کہا اے ابن زیاد میں تجھ سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں  
 کہ جو تیرے لیے اس سے بہت سخت اور تیرے غیض و غضب کا باعث ہو گی میں  
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا کہ آپ نے منن کو اپنے دائیں نالو پر اور  
 حسین کو بائیں پر بٹھایا ہوا تھا پھر آپ نے ان دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا خدایا  
 میں ان دونوں کو اور صالح المومنین (حضرت علیؓ) کو تیرے پیروں کرتا ہوں پس تیرے  
 نزدیک رسول اللہ کی امانت کیسی ہے اے ابن زیاد

نیز سبط کے تذکرہ میں ہے وہ کتاب کا فرا و بخاری میں ابن میر بن سے



روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جب حسین ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا (جبیب البصر میں مسطور ہے کہ جبب اسی سر مبارک کو ابن زیاد کے پاس لے گئے تو اس نے اسے اٹھا کر ان کے چہرہ اور بالوں کو دیکھنا شروع کیا اچانک اس کے مخوس ہاتھ میں لرزہ پیدا ہوا تو اس نے سر مبارک کو اپنی ران پر رکھا تو اس سے ایک قطرہ خون کا گرا اور اس ملعون کے لباس سے گزر کر اس کی ران میں سوراخ کر دیا چنانچہ وہ ناسور ہو گیا اور اس میں بدبو پیدا ہو گئی جتنی جراثیم تھیں کوشش کی اس بیماری کا علاج نہ ہو سکا جبجور ابن زیاد ہمیشہ اپنے ساتھ مشک و کستوری تاکہ بدبو نہ پھرنے ہو) اسے ایک طشت میں رکھا اور آپ کے اگلے دانتوں پر پھیر دی مارتے لگا اور آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا اور اس کے پاس انی بن مالک (صحابی) بیٹھے ہوئے تھے وہ رونے لگے اور کہا یہ رسول اللہ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور آپ نے دسمہ کا خطاب لگا رکھا تھا اور روایت ہے کہ یہاں تھا تھا مؤرخین نے کہا ہے یہ اس میں ثابت نہیں رہ سکا بلکہ سورج نے اسے متغیر کر دیا تھا۔

اور شام بن محمد نے کہا ہے کہ جبب آپ کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو اس سے اس کے کاہن نے کہا اٹھ کر اپنا قدم اپنے دشمن کے منہ پر رکھ مؤلف کہتے ہیں پھر اس نے وہ کچھ نقل کیا ہے کہ جس دردناک عظیم مصیبت کو میں نقل کرتا پسند نہیں کرتا اور اللہ بھلا کرے وہاں وہ کہتا ہے۔

آپ کی وجہ سے آپ کے منبر کی کھڑکیوں کی تعظیم کرتے ہیں جب کہ آپ کی اولاد کو قدموں کے نیچے رکھا۔

اور خدا جزائے خیر دے۔ قتارہ کو کہ جس نے ابن زیاد سے اس چیز کا بدلہ لیا  
شیخ ابو جعفر طوسی اور شیخ جعفر ابن نمانے روایت کی ہے کہ جب قتارہ کے پاس  
ابن زیاد کا سر لایا گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے پس اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کی  
کامیابی پر اور کہا کہ حسین بن علی علیہما السلام کا سر ابن زیاد و لعنہ اللہ کے سامنے  
رکھا گیا اور وہ لعین کھانا کھا رہا تھا اور میرے پاس ابن زیاد کا سر لایا گیا ہے اور  
میں کھانا کھا رہا ہوں جب کھانا کھانے سے فارغ ہوئے قتارہ تو کھڑے ہو گئے اور  
اپنے جوتے سے ابن زیاد کے منہ کو دندا پھیر دیا جو اپنے غلام کی طرف پھینکا  
اور کہا کہ اسے دھولاؤ کیونکہ جس نے اسے ایک نجس کافر کے منہ پر رکھا ہے۔

اس کے بعد مصطفیٰ ابن جوزی نے کہا ہے اور شعبی نے کہا کہ ابن زیاد کے پاس  
قیس بن عباد موجود تھا تو ابن زیاد نے اس سے کہا کہ میرے اور حسین کے بارے میں  
تم کیا کہتے ہو تو اس نے کہا کہ قیامت کے دن اس کا نانا اس کا باپ اور اس کی  
ماں آئیں گے اور وہ اس کی شفاعت کریں گے اور تیرا نانا تیرا باپ اور تیری  
ماں آئیں گے اور وہ تیرے بارے میں سفارش کریں گے پس ابن زیاد سیخ پا  
ہو گیا اور اس کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔

اور مدائنی نے کہا کہ منجملہ ان افراد کے جو اس واقعہ میں موجود تھے کبر بن دائل  
کا ایک شخص بھی تھا کہ جسے جابر یا بصیر کہا جاتا تھا جب اس نے دیکھا جو کچھ ابن  
زیاد نے کیا تو اپنے دل میں کہا اللہ کی طرف سے مجھ پر لازم ہے کہ میں دس  
اقوام مسلمانوں میں سے نہیں پاؤں گا کہ جو ابن زیاد کے خلاف خروج کریں مگر یہ  
کہ میں ان کے ساتھ خروج کروں گا جب قتارہ نے حسین کے انتقام کا مطالبہ کیا  
اور دو تو لشکر آئے سامنے آئے تو یہ شخص یہ کہتے ہوئے میدان میں نکلا (وکل شیء

(عیشِ خزل) قدر ارادہ فاصداً ۱۔ الامقام الرمح فی ظل الفردوس۔  
 اور ہر قسم کی زندگی کو میں فاسد و خراب ہونے والی سمجھتا ہوں مگر نیزہ کی جگہ گھوڑے  
 کے سائے میں، پھر اس نے ابن زیاد کی صفوں پر حملہ کیا اور حیح مکر کھائے ملعون  
 اے ملعون کے بیٹے اور اے ملعون کے جانشین پس لوگ ایک طرف ہو گئے ابن زیاد  
 سے اور وہ دونوں کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے اور دونوں مقتول  
 ہو کر گر پڑے اور بعض نے کہا ہے کہ ابن زیاد کو تو ابراہیم بن اشتر نے قتل کیا  
 جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

نیز تذکرہ میں ہے اور ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے وہ کتاب ہے  
 کہ مر جانا ابن زیاد کی ماں نے اپنے بیٹے سے کہا اے خبیث تو نے رسول اللہ  
 کے فرزند کو شہید کیا ہے خدا کی قسم تو جنت کو کبھی دیکھ بھی نہیں سکے گا۔  
 اس کے بعد ابن زیاد نے تمام سروں کو کوفہ میں نیزوں پر نصب کیا اور  
 وہ سترے زیادہ تھے اور پہلے سر تھے جو کوفہ میں سلم بن عبید کے سر کے بعد  
 اسلام میں نصب ہوئے تھے۔

شیخ مفید (قدہ) نے فرمایا اور حسین کے اہل و عیال ابن زیاد کے دربار  
 میں داخل کئے گئے کہ جن میں جناب زینب متنگہ اور اجنبی صورت میں داخل ہوئیں  
 اور انہوں نے پست ترین لباس پہن رکھا تھا۔

اور طبری و جزیری کی مزودت میں ہے کہ جناب زینب دختر فاطمہ علیہا السلام  
 پست ترین لباس میں اجنبی اور منکر صورت بنائے ہوئے داخل ہوئیں جب کہ  
 کینڑوں نے انہیں گھبر رکھا تھا۔

اس کے بعد شیخ مفید (رہ) نے فرمایا ہے کہ پس وہ محمدہ علیہا السلام گئیں

یہاں تک کہ تھر کے ایک کونے میں بیٹھ گئیں اور انہیں کینزوں سے گھیر لیا تو ابن زیاد نے کہا یہ کون ہے کہ جو ایک طرف جا بیٹھی ہیں کہ جس کے ساتھ اس کی عورتیں (اور کینزیں) ہیں تو خباب زینب نے اسے کوئی جواب نہیں دیا اس نے دوبارہ اور تیسری مرتبہ آپ کے بارے میں سوال کیا تو آپ کی کسی کینز نے کہا یہ خباب زینب دختر قاطمہ دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں پس ابن زیاد ان محذره کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا حملہ ہے اس خدا کی جس نے (معاذ اللہ) تمہیں رسوا کیا اور تمہیں قتل کیا اور تمہاری باتوں کو جو ٹا کر دکھایا تو خباب زینب نے فرمایا حمزہ اس اللہ کے لیے کہ جس نے ہمیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذریعہ مکہ کیا اور عزت بخشی اور جس پر ہم کا پلیدگی سے پاک و پاکیزہ رکھا جو حق پاکیزگی ہے رسوا تو فاسق ہوتا ہے اور تکذیب تو فاجر کی کی جاتی ہے اور وہ ہمارا غیر ہے الحمد للہ پس ابن زیاد نے کہا کس طرح تو نے دیکھا اللہ کا عمل اپنے اہل بیت کے ساتھ تو آپ نے فرمایا خدا نے ان کے لیے شہادت لکھ دی تھی لہذا وہ اپنے یلٹنے کی جگہ کی طرف نکلے اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اور تجھے اکٹھا کرے گا پس تم ایک دوسرے کے خلاف حجت و دین پیش کرو گے اور ایک ایک دوسرے سے مخالفت کر دو گے اس کے ہاں

اور سید کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے نہیں دیکھا کہ وہ جو ہمیں عمدہ تھا یہ ایسی قوم تھی کہ جن کے لیے شہادت لکھ دی گئی تھی پس وہ اپنی آرام گاہ کی طرف نکلے اور عنقریب خدا انہیں اور تمہیں جمع کرے گا پس تیرے خلاف احتجاج اور مخالفت ہوگی پھر دیکھنا کہ کامیابی کے نصیب ہوتی ہے اس دن تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھ کر روئے اے مرجان کے پوتہ راوی کہتا

ہے کہ پس ابن زیاد غصہ میں آگیا اور گویا وہ آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا اور ارشاد میں ہے پس ابن زیاد غصہ میں آیا اور وہ شیخ پا ہو گیا تو عمرو بن حریث نے کہا اے امیر یہ ایک عورت ہے اور عورت سے اس کی گفتگو کے سلسلہ میں مؤاخذہ نہیں کیا جاتا اور خطاب پر اس کی مذمت نہیں کی جاتی تو ابن زیاد نے ان عذرہ سے کہا خدا نے میرے نفس کو تیرے سرکش اور تیرے اہل بیت کے ناقربوں سے شفا بخشی ہے۔ تو جناب زینب پر رقت طاری ہوئی اور وہ رو پڑیں اور اس سے فرمایا مجھے میری جان کی قسم تو نے میرے بڑے کو قتل کیا ہے اور میرے خاندان کو نابود کیا ہے اور میری شاخ کو تو نے کاٹ دیا ہے اور میری اصل کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ اگر اس سے تجھے شفا ملتی ہے تو پھر تو نے شفا حاصل کی ہے تو ابن زیاد نے کہا میری جان کی قسم یہ مجھے گفتگو کرتی ہے اور اس کا باپ بھی مسیح کلام کرنا اور شاعر تھا تو آپ نے فرمایا عورت کو سبوح بافی سے کیا سروکار میں نے مسیح گفتگو کرنے سے مشغول ہوں لیکن میرے پر آشوب سینے سے یہ بات اٹھی ہے۔

اور اس کے سامنے حضرت علی بن الحسین علیہما السلام کو پیش کیا گیا تو اس نے کہا تم کون ہو تو آپ نے فرمایا میں علی بن الحسین ہوں وہ لعین کہنے لگا کیا اللہ نے علی بن الحسین کو قتل نہیں کیا، تو اس سے حضرت علی (زین العابدین) نے فرمایا میرا ایک بھائی تھا کہ جو علی کے نام سے موسوم تھا اسے لوگوں نے قتل کر دیا، تو آپ سے ابن زیاد نے کہا بلکہ اللہ نے اسے قتل کیا ہے تو علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اللہ یتوفی الانفس حیث یتوھا۔ اللہ نفسوں کو ان کی موت کے وقت پورا پورا ایسا ہے تو ابن زیاد سیخ پا ہو گیا اور کہا کہ تم میں میرے

جواب دینے کی جرات ہے اور تجھ میں میری تردید کرنے کی ہمت باقی ہے اس کو لے جاؤ اور اس کی گوردن اڑا دو پس آپ کی چھوٹی بھی جناب زینبؑ آپ سے لپٹ گئیں اور فرمایا اے ابن زیاد ہمارے خون تیرے لیے کافی ہیں اور سید ہما کو گنگے لگالیا اور فرمایا خدا کی قسم میں اس سے جدا نہیں ہوں گی اور اگر اسے قتل کرنا ہے تو پھر مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دو کچھ دیر تک ابن زیاد ان محذروہ اور ان کی طرف دیکھتا رہا پھر کہا رحم بھی عجیب چیز ہے خدا کی قسم میں اس کے متعلق گمان رکھتا ہوں کہ وہ اسے دوست رکھتی ہے کہ اس کے ساتھ ہی قتل ہو جائے اس کو چھوڑ دو جس حالت میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہی اس کے لیے کافی ہے۔

اور تذکرہ مبطل میں ہے اور کہا گیا ہے کہ جناب رباب بنت امرا لقیس عین ملیہ السلام کی زوجہ نے آپ کا سراٹھا لیا اور اسے اپنی گود میں رکھا اور اس کے بوسہ لیے اور کہا اوحسینا ہ فلا نسیت حسینا۔ اقصا ننا اسنة الادعية غادر وہ بکوبلاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاء اے حسینؑ میں حسینؑ کو نہیں بھول سکوں گی کہ ان لوگوں کے نیزوں نے اس کا قصد کیا کہ من کی کوئی صں اور باپ نہیں اسے زمین کر بلا پر پھینک دیا خدا کر بلا کے دن نو اطراف کو خدا سیراب نہ کرے۔

اور سید نے جناب زینب علیہا السلام کے اس ارشاد کے بعد کہا ہے کہ اے ابن زیاد تو نے ہم سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا اب اگر اس کے قتل کا ارادہ کر چکا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دے تو حضرت علیؑ نے اپنی چھوٹی بھی لے کر لے لیا کہ اے چھوٹی جان آپ خاموش ہو جائیں تاکہ میں اسے گفتگو کروں پھر آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تو مجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے اے ابن

زیاد کیا تجھے معلوم نہیں ہو گیا کہ قتل ہونا ہماری عادت ہے اور جاری کرامت و عزت شہادت ہے۔ اس کے بعد ابن زیاد نے علی بن الحسین اور ان کے اہل خانہ کے بارے میں حکم دیا اور انہیں مسجد اعظم کے پہلو کے ایک گھر میں لے گئے پس جناب زینب دختر علیؑ نے فرمایا کہ کوئی عرب عورت ہمارے پاس نہ آئے مگر ام دلا یا کبتر کیونکہ وہ بھی ہماری طرح قید ہو چکی ہیں۔

اس کے بعد ابن زیاد نے امام حسینؑ کے سر کے بارے میں حکم دیا اور اسے کوفہ کی گلیوں میں پھرایا گیا (یہاں کچھ اشعار تھے جنہیں ہم نے حذف کر دیا ہے اور ہمارے شیخ صدوق امالی میں اور قتال تیشا پوری نے اپنے روح میں علیہ السلام بن زیاد کے دربار سے نقل کیا ہے کہ جب امام حسینؑ کا سر لایا گیا تو اس نے حکم دیا اور اسے سونے کے ایک ٹشت میں اس کے سامنے رکھا گیا اور وہ یعنی آپ کے اگھے دندان مبارک پر چھڑی مارتا اور کہتا تھا اے ابو عبد اللہ آپ بہت جلد بوڑھے ہو گئے پس اس قوم میں سے ایک شخص نے کہا میں نے رسول اللہ کو اس جگہ کے بوسہ لینے دیکھا جہاں تو نے اپنی چھڑی رکھی ہوئی ہے تو اس یعنی تے کہا جنگ بدر کے دن کے بدلے کا دن ہے اس کے بعد علی بن الحسین کے بارے میں حکم دیا انہیں طوق پہنایا گیا اور عورتوں و قیدیوں کے ساتھ قید خانے کی طرف بھیجا گیا اور یہاں ان کے ساتھ تھا پس ہم کسی کو پرہیز نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ عورتوں اور مردوں سے وہ پرہیز کرتا جو اپنے چہروں پر مار رہے اور روپے ہوتے پس انہیں قید خانے میں قید کر کے اس کا دروازہ بند کر دیا اس کے بعد علی بن الحسین علیہ السلام اور خواتین کو ابن زیاد نے بلایا اور حسین علیہ السلام کا معاصر کیا اور ان میں زینب دختر علیؑ بھی تھیں پس ابن زیاد نے کہا محمدؐ

اس خدا کی جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہیں قتل کیا اور اپنی گفتگو کو آگے چلایا  
 یہاں تک کہ کہا پس ابن زیاد نے حکم دیا انہیں قید خانے میں واپس لے جانے  
 کا اور اطراف و اکناف میں قتل حسینؑ کی خوش خبریاں بھیجیں اس کے بعد  
 قیدیوں اور سر حسین علیہ السلام کے بارے میں حکم دیا اور انہیں شام  
 لے جایا گیا۔

---



# نویں فصل

## شہادت عبداللہ بن عقیفؓ

سید نے فرمایا ہے اس کے بعد ابن زیاد منبر پر گیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی امداد اپنی گفتگو میں یہ بھی کہا کہ مجھے اس خدا کی جس نے حق کو اور اہل حق کو غلبہ دیا اور امیر... کو اور اس کے شیعوں اور پیروکاروں کو کی نصرت و مدد کی اور (معاذ اللہ) کذاب بن کذاب کو قتل کیا اس سے زیادہ وہ نہیں کہہ پایا تھا یہاں تک کہ عبداللہ بن عقیف از دی کھڑے ہو گئے اور وہ خیار و زہاد شیعہ میں سے تھے اور اس کی بایں آنکھ جنگ جمل کے دن اور دوسری صفین کے دن منائع ہو گئی تھی اور وہ ہمیشہ مسجد اعظم میں رہتے اور رات تک نمازیں پڑھتے رہتے پس انہوں نے کہا اے مر جانہ کے پوت جھوٹا اور جھوٹے کا بیٹا تو اور تیرا باپ ہے اور وہ کس جس نے عامل و گور نہ بنایا ہے اور اس کا باپ دشمن خدا کیا تم لوگ انبیاء کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور پھر مؤمنین کے منبر پر یہ باتیں کرتے ہو، راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد سیخ پا ہو گیا اور کہا کہ کن ہے یہ باتیں کرنے والا تو جناب عبداللہ نے کہا میں ہوں اے دشمن خدا کیا تو ذریت طاہرہ کو شہید کرتا ہے کہ جن سے خدا نے رحس و پلیدگی کو دفع رکھا ہے اور پھر تو گمان کرتا ہے کہ تو دین اسلام پر ہے و اغوثا (ہائے فریاد) کہ ہے مجاہدین و انصار

کی اولاد کہ جتیرے طاعنی و سرکش سے (یعنی یزید) جو یحییٰ بن یحییٰ ہے محمد رسول اللہ ﷺ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان پر انتقام نہیں لیتے راوی کہتا ہے ابن زیاد کے غضب  
 کا پارہ چڑھ گیا یہاں تک کہ اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں اور کہا اس کو میرے  
 پاس لے آؤ پس پاسبان ہر طرف سے آگے دوڑے تاکہ وہ انہیں گرفتار کریں پس  
 قبیلہ اند کے اشراف و بڑے لوگ اس کے بنی اعوام میں سے اٹھ کھڑے ہوئے  
 اور جناب عبداللہ کو پاسبانوں کے ہاتھ سے چھڑا کر مسجد کے دروازے سے  
 باہر لے گئے اور انہیں ان کے گھر پہنچا دیا

تو ابن زیاد نے کہا اس اندھے نبی ازہ کے اندھے خدا اس کے دل کو اندھا  
 کرے جیسے اس کی آنکھ کو اندھا کیا ہے کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس  
 لے آؤ۔

راوی کہتا ہے پس وہ ان کی طرف نکلے جب یہ خبر قبیلہ اندہ کو پہنچی تو وہ  
 اکٹھے ہوئے اور ان کے ساتھ بن کے قبائیں بھی اکٹھے ہوئے تاکہ وہ اپنے ساتھی  
 کی حفاظت کریں راوی کہتا ہے جب ابن زیاد کو یہ معلوم ہوا تو اس نے مصر  
 کے قبائیں جمع کئے اور انہیں محمد بن اشعث سے منعم کر کے حکم دیا ان لوگوں سے جنگ  
 کرنے کا راوی کہتا ہے کہ انہوں نے شدید جنگ کی یہاں تک کہ ان کے درمیان  
 عربوں کی ایک جماعت قتل ہو گئی راوی کہتا ہے اور ابن زیاد کے ساتھی عبداللہ  
 بن عقیف کے گھر تک پہنچ گئے اور اس کا دروازہ توڑ کر اندر گھس گئے تو ان کی بیٹی  
 چلائی بابا یہ لوگ آگئے جہاں سے تجھے ڈرتا تو عبداللہ نے کہا تم ڈرو نہیں مجھے  
 میری تلوار دے دو راوی کہتا ہے پس اس خاتون نے تلوار انہیں دے دی  
 پس وہ اپنے سے انہیں دور کرنے لگے اور وہ کہتے جا رہے تھے۔

انا بن ذی الفضل، عقیف الطاهر۔ عقیف شیخی وابن ام عامر کم داس  
 من جمعکم وحاسر، وبطل جد لثه منا وریں صاحب نقل پاکیزہ عقیف کا بیٹا  
 ہوں عقیف میرا باپ اور ام عامر میری ماں ہے کتے زردہ پرش اور قبادش  
 تمہارے بہادر ہیں کہ نہیں میں تے قتل کیا ہے اور زمین پر پھینکا ہے راوی کہتا  
 ہے کہ ان کی بیٹی کہتی جاتی تھی اے بابا کاش میں مرد ہوتی تو آج کے دن تیرے  
 سامنے ان فاجروں سے جو عترت طاہرہ کے قاتل ہیں جنگ کرتی راوی کہتا ہے  
 وہ ملائین ہر طرف سے ان کو گھیرے تھے اور وہ انہیں اپنے سے دور کر رہے  
 تھے پس کوئی شخص عبداللہ پر قابو نہ پاسکا جب بھی وہ کسی طرف سے آتے تو وہ  
 خاتون کہتی بابا اس طرف سے آئے ہیں یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے  
 اور انہیں گھیر لیا تو ان کی بیٹی نے کہا ہائے ذلت در سوائی میرے باپ کو گھیر  
 لیا گیا ہے اور اس کا کوئی نامزد و مددگار نہیں کہ جس سے وہ اعانت طلب کرے  
 پس جناب عبداللہ اپنی تلوار گھماتے اور کہتے اقسام لو یفسح لی عن بصری۔ ضاق  
 علیکم موردی و مصدری۔ خدا کی قسم اگر میری بھارت درست ہو جاتی تو تم پر تنگ  
 ہوتا مجھ پر درود و خروج،

راوی کہتا ہے پس وہ انہیں گھیرے رہے یہاں تک کہ انہیں گرفتار کر لیا پھر  
 انہیں اٹھا کر ابن زیاد کے پاس لے گئے جب اس یحییٰ نے عبداللہ کو دیکھا تو کہا  
 حمد ہے اس کی جس نے تجھے رسوا کیا تو عبداللہ بن عقیف نے فرمایا اے دشمن خدا  
 مجھے کیسے خدا نے رسوا کیا ہے واللہ لو فخر جلی عن بصری۔ ضاق علیکم موردی و مصدری  
 اگر میری بھارت ہوتی تو تیرے لیے مجھ پر درود و صد و مشکل ہو جاتا، تو ابن  
 زیاد نے کہا اے دشمن خدا تم عثمان بن عفان کے بارے میں کیا کہتے ہو تو عبداللہ نے

کہا اسے علاج کے غلام کی اولاد اسے مر جائے کے بیٹے اور اس کو گالی دی تجھے  
عثمان سے کیا سروکار اس نے برا کیا یا اچھا کیا اصلاح کی یا فساد کیا اللہ تبارک و  
تعالیٰ اپنی مخلوق کا سرپرست ہے وہ اس کے اور عثمان کے درمیان عدل اور  
حق کے مطابق فیصلہ کرے گا لیکن تو اپنے باپ اور اپنے اور نیک کے بارے  
میں سوال کرتا تو ابن زیاد نے کہا میں تجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرتا  
یہاں تک کہ تو موت کا مزہ چکھے کہ جو تیرے گلے میں پھنس جائے تو عبد اللہ بن  
عقیف نے کہا حمد ہے عاقلین کے پروردگار اللہ کی یاد رکھ کہ میں اپنے پروردگار  
اللہ سے سوال کرتا تھا کہ وہ مجھے شہادت کی نعمت عطا فرمائے اسی سے پہلے  
کہ تو اپنی ماں سے پیدا ہوا اور میں یہ بھی سوال کرتا تھا کہ اس کی مخلوق میں سے  
زیادہ ملعون اور زیادہ مبغوض شخص کے ہاتھ پر ہو پس جب میری نگاہ بند ہو  
گئی تو میں شہادت سے مایوس ہو گیا لیکن اب میں اللہ کی حمد کرتا ہوں کہ میں  
نے مایوسی کے بعد مجھے شہادت سے فائز اسے اور مجھے پہنچوایا ہے میری قدیمی  
دعا کے اس سے قبول ہونے کو تو ابن زیاد لعنہ اللہ نے حکم دیا کہ اس کی گردن  
اڑادی گئی اور شور زارہ میدان میں انہیں پھانسی پر لٹکایا گیا۔

اور شیخ مفید (رحمہ اللہ) نے فرمایا ہے کہ حبیب پاسبانوں نے عبد اللہ کو گرفتار  
کیا تو انہوں نے قبیلہ ازد کا شعار اور نعرہ بلند کیا تو ان میں سے سات سو  
افراد جمع ہو گئے اور انہیں پاسبانوں سے تعین لیا جب رات ہوئی تو ابن  
زیاد نے کچھ لوگ بھیجے کہ جو عبد اللہ کو ان کے گھر سے نکال لائے اور ان کا ہر  
قلم کر کے ان کی لاش سجھ (شور زار) (مسجد مل) میں سولی پر لٹکا دی رحمۃ  
اللہ علیہ

جب عبید اللہ بن زیاد نے صبح کی تو امام حسینؑ کا سر بھیجا اور اسے کو قد کی گلی کر چوں اور تمام قبائل میں پھرایا گیا اور زید بن ارقم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سر حسینؑ کو میرے قریب سے گزرا گیا جب کہ وہ بنبرہ پر تھا اور میں اپنے بالا خانے میں تھا جب وہ میرے بالا خانہ کی محاذات میں اور سامنے آیا تو میں نے اسے یہ پڑھتے ہوئے سنا امام حبیب ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا کیا تو نے گمان کیا ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے پس خدا کی قسم میرے بال کھڑے ہو گئے اور میں نے پکار کر کہا آپ کا سر خدا کی قسم اے فرزند رسول اللہ اور آپ کا معاملہ زیادہ عجیب و غریب ہے بہت ہی زیادہ

جب وہ لوگ انہیں کو قد میں گردش دینے سے فارغ ہوئے تو باب قصر کی طرف واپس لے آئے تو ابن زیاد نے سر مبارک زحر بن قیس کے حوالہ کیا اور آپ کے اصحاب کے سر بھی اس کے سپرد کیے اور اسے یزید بن معاویہ کی طرف بھیجا۔

اور سید نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے یزید بن معاویہ کی طرف خط لکھا جس میں حسینؑ کی شہادت اور ان کے اہل بیت کے بارے میں اطلاع دی اور عمر بن سعید بن عاص امیر مدینہ کی طرف بھی اسی قسم کا خط لکھا۔

لبنی نے ہشام سے اور اس نے عوانہ بن حکم کلبی سے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ مدینہ شہید ہوئے اور حار و سامان اور قیدیوں کو لایا گیا یہاں تک کہ ان کو قیدیوں میں عبید اللہ کے دربار میں داخل کیا گیا پس جس وقت وہ قیدی تھے اچانک ایک پتھر قید خانے میں آکر گرا جس کے ساتھ ایک خط باندھا ہوا تھا اور اس خط میں

تھا کہ ڈاکہ تمہارے بارے میں یزید بن معاویہ کی جانب اس اس دن گیا ہے وہ  
اتنے دن راستہ میں لگائے گا اور فلاں دن واپس آئے گا پس اگر تکبیر کی آواز  
سنو تو قتل ہونے کا یقین کر لینا اور اگر تکبیر کی آواز نہ سنو تو پھر اتشاء اللہ  
امن و سلامتی ہے۔

راوی کتاب ہے کہ جب قاصد کے واپس آئے میں دو دن یا تین دن باقی رہ  
گئے تو اچانک پھر قید خانے میں پتھرا کر گرا اور اس کے ساتھ خطا اور امرا باندھا  
ہوا تھا اور اس خط میں تھا کہ وصیت و عہد و پیمان کر لو ڈاکہ کی فلاں فلاں دن  
امید ہے پس ڈاکہ آیا لیکن تکبیر کی آواز نہ سنی گئی اور یزید کا خط آیا کہ قیدی  
میری طرف بھیج دے۔ راوی کتاب ہے پس عبید اللہ نے مغربین تخلیہ اور شمر بن  
زید ابوحسن لعنہما اللہ کو بلایا اور کہا کہ قیدیوں اور مرہبین کو امیر... یزید بن  
معاویہ کے پاس لے جاؤ راوی کتاب ہے کہ وہ نکلے یہاں تک کہ یزید کے پاس  
پہنچے کاس ابن اثیر میں ہے وہ کتاب ہے اس کے بعد ابن زیاد نے عمر سعد سے  
حسین کے قتل و شہید کرنے سے وٹنے کے بعد کہا اے مردہ خط لے آؤ جو میں نے  
قتل حسین کے بارے میں لکھا تھا تو وہ کہنے لگے میں آپ کا حکم بجالانے گیا اور وہ  
خط شائع ہو گیا وہ کہنے لگا اسے ضرور لیکر آؤ اس نے کہا وہ ضائع ہو گیا ہے  
اس نے کہا ہر صورت میں لیکر آؤ اس نے کہا خدا کی قسم وہ اس لیے رکھا ہے کہ  
مدینہ میں قریش کی بوڑھی عورتوں کے سامنے سدر کے طور پر پڑھا جائے خدا  
کی قسم میں نے آپ کو حسین کے بارے میں ایسی نصیحتیں کی ہیں کہ اگر وہ نصائح میں  
نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص کو کی ہوتیں تو اس کا حق ادا کیا ہوتا پس عثمان  
بن زیاد عبید اللہ کے بھائی نے کہا خدا کی قسم اس نے سچ کہا ہے میں دوست رکھتا

تھا کہ نبی زیاد کے ہر شخص کے ناک میں قیامت تک نیکیں ہوتی ہیں جن شہید نہ ہوتے تو عبید اللہ نے اس بات کا برا نہ منایا۔

اور تذکرہ صبطی میں ہے پھر عمر بن سعد ابن زیاد کے ہاں سے اٹھا وہ اپنے گھوڑے گھروالوں کے پاس جا رہا تھا کوئی شخص اس طرح سے واپس نہیں لوٹا ہوں میں نے خاستق ابن زیاد عالم بن خابر کی اطاعت کی اور حاکم عدل کی نافرمانی کی اور قرابت شریفہ کو قطع کیا اولادگوں نے اسے ملتا جلتا چھوڑ دیا اور جب کبھی لوگوں کی کسی جماعت کے قریب سے گزرتا تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے اور جب مسجد میں داخل ہوتا تو رگد ہاں سے نکل جاتے اور جو کوئی اس کو دیکھتا اسے برا بھلا کہتا پس وہ اپنے گھر ہی میں رہنے لگا یہاں تک کہ قتل ہو گیا خدا اس پر لعنت کرے۔

اور ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے کہ حمید بن مسلم سے روایت ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ عمر سعد میرا دوست تھا تو میں اس کے پاس آیا اس کی حسین سے جنگ کرنے کے بعد تو میں نے اس کے حالات کے بارے میں اس سے سوال کیا تو اس نے کہا میرا حال نہ پوچھو کیونکہ کوئی غائب اپنے گھر کی طرف اس سے بری حالت میں نہیں لوٹتا میں طرح میں لوٹا ہوں میں نے قرابت قریبہ سے قطع رحمی کی اور ایک سر عظیم کا میں نے ارتکاب کیا ہے۔



## دسویں فصل

### خبر شہادت امام حسینؑ کا مدینہ پہنچانا۔

ابن زیاد کا عبدالملک سلمیٰ کو شہادت حسینؑ کی خبر دینے کے لیے مدینہ بھیجا اور کہہ میں ابن زبیر کا خطبہ پڑھنا طبری نے کہا ہے ہشام نے کہا مجھ سے عوانہ بن حکم نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد نے امام حسین بن علی علیہما السلام کو شہید کیا اور آپ کا سر اس کے پاس لایا گیا تو عبدالملک بن ابی حارث سلمیٰ کو بلایا اور اس سے کہا تم جاؤ اور جا کر عمرو بن سعید بن ماص کو حسینؑ کے قتل کی خوشخبری سناؤ اور ان دونوں عمرو بن سعید بن ماص مدینہ کا امیر تھا اسی کتاب ہے کہ وہ جا کر بیت دلعن کرنے لگا تو عبید اللہ نے اسے جھڑک دیا اور عبید اللہ ایسا جری تھا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا پس اس سے کہا تم چلے جاؤ جب مدینہ میں پہنچو اور مجھ سے پہلے یہ خبر پہنچے اور اس کو کچھ دینار دیئے اور کھانا ملٹول سے کام نہ لو اگر تمہاری سواری اس قابل نہیں تو دو سری سواری خریدو عبدالملک کہتا ہے کہ میں پہنچا تو ایک شخص قریش میں سے مجھے ملا اور کہا کہ کیا خبر ہے میں نے کہا خبر امیر کے پاس ہے تو اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون حسین بن علی علیہما السلام شہید ہو گئے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ میں عمرو بن سعید کے پاس گیا تو اس نے کہا تیرے پیچھے کیا ہے میں نے کہا وہ چیز جو امیر کے سرور و خوشی کا باعث ہے حسینؑ اسے گئے ہیں تو اس نے کہا



کہ ان کے قتل کی منادی کرو پس میں نے آپ کے قتل کی منادی کی پس میں نے خدا کی قسم کبھی کوئی چیخ دیکھ کر کی آواز حسین علیہ السلام پر بنی ہاشم کی عورتوں کی اپنے گھروں میں چیخ دیکھ کر سے زیادہ تھیں مئی پس عمرو بن سعید نے کہا اور وہ ہنسا عجبت نساء بنی زیاد عجمۃ - کعبیچہ نساء ناکفۃ الارنب - بنی زیاد کی عورتوں نے نالہ و فریاد کی جس طرح ہماری عورتوں نے ارنب کی صبح نالہ و فریاد کی۔

۱۰ اور ارنب ایک واقعہ کہ جو بنی زبید نے بنی زیاد کے خلاف انجام دیا کہ جو بنی حارث بن کعب تھے عبدالملک کی قوم میں سے اور یہ شعر عمرو بن سعدی کرکے لکھا تھا اس کے بعد عمرو نے کہا یہ چیخ دیکھ کر کی آواز ہے عثمان بن عفان کے لیے چیخ دیکھ کر کے بدلے اس کے بعد وہ منبر پر گیا اور لوگوں کو آنجناب علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں حکم بن عاص اور اس کے بیٹے مروان لعنہما اللہ کے ذکر میں کہا ہے باقی رہا اس کا بیٹا مروان تو وہ زیادہ خبیث عقیدہ والا اور زیادہ عظیم کفر و اتحاد رکھتا تھا اور وہی تھا کہ جس نے اس وقت خطبہ پڑھا تھا جب حسین علیہ السلام کا سر مبارک مدینہ اور وہ اسی وقت مدینہ کا امیر تھا اور اس نے آپ کا سر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور کہا یا جندہا ملک فی الیدین اوحمدۃ قبری علی العنابدین بانما بجمہد میوت -

میری تھیلیوں کے درمیان کس قدر خوش ناس ہے تیری ٹھنڈک، اور وہ سرفری جو خسار و پرکھتی ہے گویا وہ زعفران میں رنگے ہوئے دو کپڑوں میں تو نے رات گزاری ہے جہر اس لعین نے آپ کا سر مبارک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر کی طرف پھینکا اور کہا اے محمد بدر کے دن کے بدلے یہ دن ہے اور یہ قول مشق ہے اس شعر سے جس سے زبید بن معاویہ نے غش کیا تھا اور وہ شعر ابن زبیری کا ہے جب آپ

کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تھا اور وہ خبر مشہور و معروف ہے۔

مؤلف کہتے ہیں ہمارے شیخ ابو جعفر نے اسی طرح کہا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مروان ان دنوں مدینہ کا امیر نہیں تھا بلکہ مدینہ کا امیر عمرو بن سعید بن عاص تھا اور اس کی طرف حسینؑ بھی نہیں بھیجا گیا صرف عبید اللہ ابن زیاد نے اسے خط لکھا تھا جس میں شہادت حسینؑ کی بشارت دی تھی پس اس نے اس لعین کا خط منبر پر پڑھا اور مذکورہ رجز بھی کہا اور قبر مطہر کی طرف اشارہ کر کے یوم بیوم یدہ (ید کے دن کے بدلہ کا دن) کہا جس کا انصار میں سے ایک گروہ نے برا مانا یا اس بات کو ابو عبیدہ نے کتاب مثالب میں ذکر کیا ہے ابن ابی الحدید کی گفتگو یہاں ختم ہوئی، ہشام بنی ابو حفص سے سلیمان بن ابی راسد سے عبدالرحمن بن عبید ابو الکثیر سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نے کہا جب عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو حسینؑ کی معیت میں ان کے دونوں بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو ان کا غلام آیا اور لوگ انہیں تعزیت دے رہے تھے راوی کہتا ہے میرے گمان میں ان کا یہ غلام ابوسلّاس کے علاوہ نہیں تھا تو اس نے کہا یہ وہ مصیبت ہے کہ جو حسینؑ کی وجہ سے ہم نے جھیلی ہے اور ہم پر آئی ہے راوی کہتا ہے تو اس کو عبداللہ بن جعفر نے جوتے سے پیٹا اور فرمایا گندی پروالی کے پیٹے کیا تو حسینؑ کے بارے میں یہ کہتا ہے خدا کی قسم اگر میں ان کے پاس ہوتا تو میں دوست رکھتا کہ ان سے جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ ان کے ساتھ شہید ہو جاتا خدا کی قسم میں نے دل سے وہ دونوں بچے حسینؑ کو بخشے اور ان کی مصیبت میرے لیے خوشگوار ہے کہ انہوں نے میرے بھائی اور میرے چچا زاد کے ساتھ مواسات و صبر و شکیبائی کی اور شہید ہوئے اس کے بعد آپ نے اپنے ہم مجلس لوگوں کی طرف رخ کر کے کہی خدا کی حمد ہے » خدا کی

فتم حسین کی شہادت اور ان کے زین پر پھڑنائیں اس طرح اپنے آپ کو تسلی دے رہا ہوں اگر میں اپنے ہاتھ سے ان سے مواسات اور ان سے ہمدردی کا اظہار کر سکا تو میرے بچوں اور اولاد نے مواسات کی

راوی کہتا ہے کہ جب اہل مدینہ کے پاس شہادت حسین کی خبر آئی تو عقیل بن ابوطالب کی بیٹی نکلی اور اس کے ساتھ اس کے خاندان کی خواتین تھیں اور وہ بی بی سرنگے جب کہ اپنا دامن اپنے اوپر لپیٹتی تھیں یہ کہہ رہی تھیں۔ ماذا تقولون اذ قال النبی لکم۔ ماذا فعلتم وانتم اخرا لامہ۔ بعترقی وباہلی بعد معتقدی منہم اساری ومنہم نحو جوا بد م۔ تم کیا کہو گے جب نبی اکرم نے تم سے فرمایا کہ تم نے کیا سلوک کیا جب کہ تم آخری امت تھے میری قدرت اور میرے اہل بیت سے میرے مفقود ہونے کے بعد کہ جن میں سے بعض اسیر و قیدی ہیں اور بعض اپنے خون میں لت پت ہیں۔

اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب حسین کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچی تو اسامہ بن عقیل اپنے خاندان کی عورتوں کی ایک جماعت میں نکلی یہاں تک کہ وہ رسول اللہ کی قبر تک پہنچیں پس وہ خاتون قبر سے لپٹ گئی اور اس کے ایک نعرہ مارا پھر ہاجرین و انصار کی طرف مخاطب ہوئیں اور کہا ماذا تقولون ان قال النبی لکم۔ یوم الحساب وصدق یقول مسموع۔ حد لکم عترتی او کنتم غیبا۔ والحق عند ولی الامر مجموع۔ اسلمتموہم بایدی الظالمین فاما منکم لہ الیوم عند اللہ مشنوع ما کان عند غداۃ الطف الذخیر وانک للذلیل والضعیف مدون کیا جواب دو گے اگر بغیر تم سے پوچھا قیامت و حساب کے دن اے لوگو کہ سچائی ہی نکلا جائے گی کہ تم نے چھوڑ دیا میری عمرت کو یا تم غائب تھے اور حقیقت

حق تعالیٰ کے نزدیک معلوم اور مجروح ہو جائے گی انہیں ظالموں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا  
کوئی شخص نہیں ہے جو تمہارے بارے میں خدا کی بارگاہ میں مقبول استغاثہ ہو سکے  
دشت کربلا میں جب ان کی موت ان پر نازل ہوئی کوئی یار و مددگار نہیں تھا  
کہ جو کہتا کہ ان کی موت دفع ہو جائے ۱۱ راوی کہتا ہے کہ ہم نے اس دن سے  
زیادہ عورتیں مردہ دہاتے ہوئے نہیں دیکھے۔

ہشام کہتا ہے کہ مجھ سے ہمارے بعض اصحاب نے عمرو بن ابی المقدام سے اس  
نے عمرو بن عکرمہ سے حدیث بیان کی ہے تو کہتا ہے کہ ہم نے شہادت حسین کی صبح  
مدینہ میں کی اچانک چار ایک غلام کہنے لگائیں نے رات ایک سنا دی کو نڈا کرتے  
سنا ہے جو کہہ رہا تھا ایہا القاتلون جھلا حسینا۔ ابشروا بالعذاب والتکلیل کل  
اہل السماء وعیدو علیکم۔ من بنی و ملک و قبیل، قد لعنتم علی لسان ابن داؤد و  
موسیٰ و حامل الانجیل اے حسین کے قاتلو کہ جنہوں نے جہالت سے انہیں شہید کیا ہے  
تمہیں عذاب و عقاب کی بشارت ہو تمام اہل آسمان تمہیں بد دعا کرتے ہیں انبیاء  
اور ملائکہ کے تمام قبیلہ تمہیں سلیمان ابن داؤد اور موسیٰ و صاحب انجیل موسیٰ  
کی زبانی لعنت کی گئی ہے۔

ہشام کہتا ہے عمرو بن خیروم کہیں نے اپنے باپ کی زبانی بیان کیا وہ کہتا ہے  
کہ میں نے خود یہ آواز سنی اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ہے اور لوگ دو یا تین جہینہ  
اس حالت میں رہے کہ سورج طلوع ہونے کے وقت کچھ دیر تک گویا دیواروں پر  
خون ملا ہوتا۔

سبط نے تذکرہ میں کہا ہے کہ جب شہادت حسین کی خبر مکہ میں پہنچی اور عبداللہ  
بن زبیر کو اطلاع ملی تو اس نے مکہ میں خطبہ دیا اور کہا اے بعدیاد رکھو کہ اہل عراق

دھوکہ باز اور فاجر و بری قوم ہے اور یاد رکھو کہ اہل کوفہ ان میں سے بدتر ہے کہ  
جہنوں نے حسین کو بلایا تاکہ وہ انہیں اپنا دلی و حاکم بنائیں تاکہ وہ جناب ان کے  
امور و معاملات کو درست و سیدھا کریں اور ان کے دشمن کے خلاف ان کی مدد  
کریں اور معالم و احکام اسلام کو دوبارہ پلٹائیں جب وہ جناب ان کے پاس  
گئے تو وہ ان کے خلاف بھڑک اٹھے اور انہیں شہید کر دیا اور ان سے کہا کہ اپنا  
ہاتھ ملعون ابن زیاد کے فاجر و ملعون ہاتھ میں دے دے تاکہ وہ ان کے بارے  
میں اپنی رائے دیکھے تو انہوں نے کریم و شریف موت کو قابل مذمت موت پر  
ترجیح دی پس خدا عین پر رحم فرمائے اور ان کے قاتل کو رسوا و ذلیل کرے اور  
اس پر لعنت کرے جس نے اس کا حکم دیا اور اس پر لعنتی ہو اکیا بعد اس چیز کے  
کہ جو ابو عبد اللہ پر جاری ہوئی جو جاری ہوئی کوئی شخص ان لوگوں پر مطمئن ہو  
سکتا ہے یا ان عہد شکن فاجروں کے مہذب سپاہیوں کو قبول کر سکتا ہے خدا کی قسم حسین  
علیہ السلام دن کو جیشہ ہرزے رکھتے اور رات عبادت میں بسر کرتے تھے اور  
زیادہ نزدیک و ادلی تھے ان کے نبی اکرم کے نسبت اس فاجر بن فاجر کے خدا  
کی قسم وہ قرآن کی جگہ غنادراگ کو اور اللہ کے خوف سے رونے پر حدی خوانی کو  
اور روتے کی جگہ شراب پینے کو اور رات میں عبادت کرنے پر مزامیر کو اور  
مجلس ذکر پر شکار کی طلب میں دوڑ دھوپ کو اور بندروں کے ساتھ کھیلنے کو  
نہیں دیتے تھے انہوں نے آپ کو شہید کر دیا عنقریب دوزخ کی دادی غمی میں داخل  
ہوں گے یاد رکھو اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر

مؤلف کہتے ہیں کہ یہی خطبہ جزیری نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ کامل میں  
ذکر کیا ہے۔

اور ابن سعد کی بیعتات میں جناب ام سلمہ سے ہے یہ کہ حبيب انیس شہادت حبیب کی خبر ملی تو انہوں نے کہا کیا انہوں نے ایسا کر دیا خدا ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے پر کرے اس کے بعد وہ اتنا روئیں کہ عرش گرتیں۔

ابن ابی احمد نے کہا ہے کہ ربیع بن خثیم نے بیس سال تک کسی سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ امام حسین شہید ہوئے تو اس سے ایک جلد نکالیا گیا راوی کہتا ہے حبيب اسے یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کیا انہوں نے ایسا کر لیا ہے اس کے بعد کہا اللہم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحكم بین عبدا دك فیما كانوا فیہ یختلغون۔ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب شہود کے عالم خدا اپنے بندوں کے درمیان جہاں وہ اختلاف کریں تو ہی فیصلہ کر پھر وہ سکوت و خاموشی کی طرف لوٹ گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

اور مناقب میں تفسیر ثعلبی سے منقول ہے کہ ربیع بن خثیم نے بعض ان افراد سے کہا جو قتل و شہادت حسین کے وقت وہاں موجود تھے تم ان سروں کو لاؤ گے اور آویزاں کیا اس کے بعد کہا خدا کی قسم تم نے ایسے برگزیدہ افراد کو شہید کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اہل بیت و رکن کرتے تو ان کے دھن کے بوسے لیتے اور انہیں اپنی گود میں بٹھاتے اس کے بعد اللہم فاطر السموات والارض الخ آخر آیت تک تلاوت کی۔

## گیارھویں فصل

### سر ہائے پاکیزہ کا شام بھیجا جانا

عبد اللہ بن زبیا و کما پاکیزہ سر دل اور اہل بیت طاہرین کو کوذہ سے شام بھیجا اور بعض واقعات جب وہ لوگ سر مٹھ کر کوذہ میں پھرانے سے فارغ ہوئے تو اسے باب قصر کی طرف واپس لے گئے ہیں وہ سر مبارک ابن زیاد نے زحر بن قیس کو دیا اور آپ کے اصحاب کے سر بھی اس کے سپرد کیے اور اسے یزید کے پاس بھیجا اور اس کے ساتھ ابو بردہ بن عون ازدی اور طارق بن ابونعیمان (طارق بن کواہل کوذہ کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا یہاں تک وہ یزید کے ہاں پہنچے۔

عبد اللہ بن ربیعہ جہیری سے روایت ہے وہ کتاب ہے کہ میں دمشق میں یزید بن معاویہ کے پاس موجود تھا کہ زحر بن قیس آیا اور وہ اس کے دریاہیں داخل ہوا تو یزید نے اس سے کہا وائے ہو تجھ پہ تمہارے پیچھے کیا خبر ہے اور تیرے پاس کیا ہے تو اس نے کہا اللہ کی فتح و نصرت کی بشارت جو حسین بن علی علیہ السلام اپنے اہل بیت کے اٹھارہ اور شیعوں میں سے ساٹھ افراد کے ساتھ وارد ہوئے ہیں ہم ان لوگوں کی طرف گئے اور ان سے سوال کیا کہ وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے امیر عبد اللہ بن زبیا کے حکم کو نائیں یا جنگ کریں تو انہوں نے سر تسلیم خم کرنے پر جنگ کو ترجیح دی پس ہم نے سورج کے طلوع ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور انہیں ہر طرف سے گھیر لیا جب تلواریں ان کے سروں پر بیٹھ گئیں تو بغیر کسی پناہ

کہ وہ بھاگنے لگے اور ہمارے حملے سے جس طرح کتو پر شاہین سے پناہ تلاش کرتا ہے ہر بلندی و پستی میں پناہ تلاش کرتے تھے بخدا اے امیر۔۔۔۔۔ اونٹ کو ٹوک کر نہ یادن میں قبولہ کرنے کی متفرد نہیں گذری تھی کہ ہم نے ان کے آخری شخص تک کو قتل کر دیا اور ان کے بدنوں کو بدستہ اور ان کے لباس خون آلود اور ان کے چہرہ مٹی پر چھوڑ دیا کہ سورت کی تمازت ان پر پڑے اور آندھی کی گرد و غبار ان پر پڑے اور سخت بیابان کے شکاری پرندے ان پر منڈلا رہے ہیں۔

بندید کچھ دیر تک اپنا سر نیچے کیے رہا پھر سراٹھایا اور کہا کہ اگر تم حسین کو قتل نہ کرتے تب بھی تمہاری اطاعت پر راضی تھا اگر میں اس کے کام میں دخل ہوتا تو میں اس سے درگزر کرتا خدا حسین پر رحمت نازل کرے اور اس کو کوئی انعام نہ دیا۔

سید شبلخی نے فوراً ابصار میں اور سبط نے تذکرہ میں کہا ہے کہ اسے اپنے دربار سے نکال دیا اور اس کو کوئی چیز نہ دی موقوف کتے ہیں امام حسینؑ نے اس بات کی خبر دی تھی جیسا کہ ابو بکر محمد بن جریر سے اس کی سند کے ساتھ روایت ہے ابراہیم بن سید سے اور وہ زبیر بن قین کے ساتھ تھا جس وقت زبیر نے حسینؑ کی مفاقت اختیار کی تھی تو آپؑ نے زبیر سے فرمایا تھا اے زبیر جان لے کہ میں میرا مشہد (در و تہ بنے گا) ہے اور میرے جسم میں سے یہ (یعنی آپؑ کا سر) زحر بن قیس اٹھالے جائیگا پس وہ یزید کے دربار میں جائے گا اس کے انعام کی امید پر لیکن وہ اسے کچھ نہیں دے گا۔

اس کے بعد عبید اللہ بن زیاد نے سر حسینؑ کو بھیجنے کے بعد حکم دیا آپؑ کے بچوں اور خواتین کے بارے میں کہ انہیں تیار کیا جائے اور علی بن حسینؑ کے متعلق



امریکہ کہ انیس طوق گراں بار پہنایا جائے اور اس کے بعد انیس سرمبارک کے پچھے  
غفر بن ثعلبہ باندی اور ثمر بن ذی الجوشن کے ساتھ بھیجا پس وہ انیس لے کر نکلے  
یہاں تک کہ ان لوگوں کے ساتھ جا ملے کہ جن کے ساتھ سرمبارک تھا اور علی بن  
الحسین علیہما السلام ان میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کرتے تھے سارے راستہ  
میں یہاں تک کہ دمشق میں جا پہنچے ۔

اور فریقین کی کتب میں یہ روایت ہے کہ سرمبارک کو اٹھالے جانے والے  
جب پہلی منزل میں اترے تو وہ شراب پیتے لگے اور سر اٹھ کر دیکھ کر خوشی منانے  
لگے پس ان کی طرف ایک بھیلی دیوار سے نکل کر جس کے ساتھ لوہے کا قلم تھا جس  
نے خون سے چند سطریں لکھیں اترجوا امة قتلت حسينا۔ شفاعۃ جدہ ایوم الحساب  
کیا وہ امت کہ جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے قیامت و حساب کے دن ان کے نانا  
کی شفاعت کی امید رکھتی ہے پس وہ اس سے گھرا گئے اور ڈر گئے اور اس  
منزل سے کوچ کیا ۔

اور سبط کے تذکرہ میں ہے ابن سیرین نے کہا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کی بخت  
سے پانچ سو سال پہلے کا ایک پتھر ملا جس پر سریانی زبان میں لکھا تھا جسے عربی میں  
منتقل کیا گیا تو اس کا مفہوم یہ تھا ۔

اترجوا امة قتلت حسينا۔ شفاعۃ جدہ ایوم الحساب ۔ کیا وہ امت  
جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید  
رکھتی ہے ۔

اور سلیمان بن یسار نے کہا ہے کہ ایک پتھر ملا جس پر لکھا تھا لا بد ان ترد  
القیامة فاطمة۔ وقد يصها بدم الحسين مطلق۔ ویل لمن شفاعتہ خصماۃ۔

والصوماء في يوم القيامة ينفعه - اس سے چارہ نہیں کہ  
 فاطمہ زہر میدان قیامت میں اس حالت میں آئیں گی کہ ان کا قمیض خون حسین  
 سے لت پت ہوگا وہیں ولہاکت ہے اس شخص کے لیے کہ جس کی شفاعت کرنے  
 والے اس کے دشمن ہوں جب کہ قیامت میں صور بھونکا جائے گا۔

تاریخ خمس سے منقول ہے وہ کتاب ہے کہ وہ لوگ چلے یہاں تک کہ راستہ میں ایک دیر (گرجے) تک پہنچے پس وہاں اتر پڑے تاکہ وہاں قبلوں کو کریں پس ایک دیوار پر لکھا ہوا دیکھا اندر جو اامة قتلت حسینا۔ شفاعتہ جدہ یوم الحساب۔ کیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کیا ہے ان کے نانا کی شفاعت کی قیامت میں امید رکھتی ہے پس انہوں نے اس سطر کے بارے میں اور یہ کہ آکس نے لکھا ہے سوال کیا تو اس نے کہا کہ یہ تحریر تمہارے نبی کی بعثت سے پانچ سو سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔

اور سبط ابن جوزی نے اسناد کے ساتھ ابو محمد عبد الملک بن ہشام نحوی بصری سے ایک حدیث میں روایت کی ہے کہ یہ لوگ جب بھی کسی منزل میں اترتے تو سر مبارک کو اس صندوق سے نکالتے کہ جو اس کے لیے تیار کی ہوئی تھی اور اسے نیزے پر سوار کیا اور اس کی حفاظت کرنے لگے کوئچ کے وقت تک پھر اسے صندوق میں رکھ دیتے اور کوئچ کرتے پس ایک منزل میں اترے کہ جس میں ایک دیر (گرجا) تھا اور اس میں ایک لڑھبہ رہتا تھا پس انہوں نے عادت کے مطابق سر مبارک نکالا اور اسے نیزہ پر سوار کیا اور دستہ ور کے مطابق محافظ اس کی حفاظت کرنے لگے نیزے کو دیر کے سہارے کھڑا کیا جب آدمی رات ہوئی تو لڑھبہ نے سر والی جگہ سے آسمان تک نور و روشنی دیکھی پس اس قوم پر جہانک

کہ کہاتم لوگ کون ہو تو انہوں نے کہا ہم ابن زیاد کے ساتھی ہیں تو اس نے کیا یہ مکر  
کہا ہے انہوں نے کہا حسین بن علی بن ابی طالب کا سر ہے جو ناطقہ و دختر رسول اللہ  
کے فرزند ہیں اس نے کہا تمہارے نبی کی دختر کے انہوں نے کہا کہ ہاں تو اس نے  
کہاتم بہت بری قوم ہو اگر حضرت مسیح کا کوئی بیٹا ہوتا تو ہم اسے اپنی پلکوں پر  
بٹھاتے پھر اس نے کہا کیاتم کوئی پرنز لینا چاہو گے انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہے اس  
نے کہا میرے پاس دس ہزار دینار ہیں وہ لے لو اور یہ سر مجھے دے دو تاکہ وہ  
ساری رات میرے پاس رہے اور جب تم کو قح کر دو تو وہ لے لو انہوں نے کہا  
اس میں ہمارا کیا حزن و غم ہے پس انہوں نے وہ سر دے دیا اور اس نے وہ  
دینار انہیں دے دیئے پس راہب نے سر کو لیا اور اسے دھویا اور خوشبو  
لگائی اور اپنے نذوق پر رکھا اور ساری رات بیٹھ کر دینار ہا جب صبح ہوئی تو  
اس نے کہا اے سرمہارک میں اپنی جان کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور  
میں گواہی دیتا ہوں لا الہ الا اللہ اور یہ کہ آپ کے نانا محمد رسول اللہ اور میں  
گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ کا غلام اور عبد ہوں پھر وہ حیرت سے اور جو کچھ اس  
میں تھا نکلا اور اہل بیت علیہم السلام کی خدمت کرنے لگا۔

ابن ہشام میں سیرہ میں کہا ہے پھر انہوں نے سرمہارک لے لیا اور چل پڑے  
جب دمشق کے قریب پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اؤ تاکہ وہ دینار ہم تقسیم  
کر لیں اور یزید انہیں نہ دیکھے ورنہ وہ ہم سے لے بیگا پس وہ تھیلیاں اٹھائیں اور  
انہیں کھولا تو دینار ٹھیکریوں میں بدل چکے تھے اور ایک دینار کی ایک طرف لکھا  
ہوا تھا ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون -

اللہ کو غافل نہ سمجھنا اس چیز سے جو کچھ ظالم کرتے ہیں» اور دوسری طرف لکھا تھا

وسيعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون - غفریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کی برگشت کس طرف ہے، پس انہیں نہر بردی میں پھینک دیا۔

ادریشخ اجل سعید بن جبۃ اللہ راوندی نے کتاب خرائج میں یہ خبر تفصیل کے ساتھ لکھی ہے اور اس میں ہے کہ راہب نے جب سرمبارک واپس کر دیا تو دیہ سے اتر ا اور ایک پہاڑ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے لگا اور ان کا رئیس و سردار عمر سعد تھا اور وہ درہم اس نے راہب سے لیے تھے جب اس نے دیکھا کہ وہ ٹھیکریوں میں تبدیل ہو گئے ہیں تو اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ انہیں نہر میں پھینک دیں۔

مؤلف کہتے ہیں جو کچھ تواریخ و سیر سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ عمر سعد ان لوگوں کے ساتھ شام کی طرف جاتے ہوئے نہیں تھا۔

پس اس کا ان کے ساتھ ہونا بعید ہے اور اس سے زیادہ بعید اس جناب رحمہ اللہ کا آخر خبر میں یہ قول ہے کہ عمر سعد ری کی طرف چلا گیا لیکن اپنی حکومت تک نہ پہنچ سکا اور خدا نے اس کی زندگی ختم کر دی اور اسے راستہ میں ہلاک کر دیا کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ عمر سعد کو جناب تمنا نے اس کے گھر ہی میں گرفتار کیا تھا اور ہمارے مولا و آقا امین علیہ السلام کی بددعا کو اللہ نے مستجاب کیا جو آپ نے اس طرح کی تھی، اور خدا تجھ پر اسے مسلط کرے کہ جو میرے بعد مجھے تیرے بستر پر قریح کرے واللہ اعلم

سید قمرانے ہیں کہ ابن ہشیم و غیرہ نے ایک حدیث کی روایت کی ہے کہ جس میں سے تم قدر ضرورت پیش کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں غانہ کعبہ کے

طواف کر رہا تھا اچانک ایک مرد یہ کہہ رہا تھا خدا یا مجھے بخش دے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ تو ایسا کرے گا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے خدا سے ڈرنا اور اس قسم کی بات نہ کرو کیونکہ تمہارے گناہ انگریزوں کے قطروں اور درختوں کے پتوں کی مقدار بھی ہوں اور تم اللہ سے استغفار کرو تو وہ بخش دے گا اور بیشک غفور رحیم ہے راوی کہتا ہے پس اس نے مجھ سے کہا احرار اؤ سا کہ میں تجھے اپنے قصد کی خبر دوں پس میں اس کے ساتھ آیا تو اس نے کہا تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم پچاس افراد تھے ان لوگوں میں سے کہ جو حسین علیہ السلام کے سر کے ساتھ شام گئے تھے پس جب ہم شام گرتے تو سر کو ایک تابوت میں رکھ دیتے اور تابوت کے گرد شراب پیتے پس میرے ساتھیوں نے ایک رات شراب پی یہاں تک کہ وہ مت ہو گئے لیکن میں نے ان کے ساتھ تھیں پی پس جب رات تاریک ہو گئی تو میں نے سڑک سنی اور بجلی چلتے دیکھی پس اچانک آسمان کے دروازے کھل گئے اور حضرت آدم نورح، ابراہیم، اسمعیل، اسحاق، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اترے جب کہ جبرائیل اور ملائکہ کا ایک گروہ بھی ان کے ساتھ تھا پس جبرائیل تابوت کے قریب گئے اور سر مبارک کو اس سے نکالا اور اسے سینہ سے لگایا اور اس پر بوسہ دیا اس کے بعد تمام انبیاء نے بھی ایسا ہی کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ مرصین علیہ السلام پر رونے لگے اور انبیاء نے انہیں تعزیت پیش کی اور جبرائیل نے آپ سے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی امت کے بارے میں میں آپ کی اطاعت کروں اگر آپ حکم دیں تو میں دین میں ان کے لیے نازلہ پیدا کروں اور اس کے اوپر کوئی نہ کر دوں جس طرح میں نے قوم لوط سے کیا تھا تو نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا اے جبریل ان کا میرے ساتھ قیامت کے دن  
 اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک موقف اور کھڑے ہونے کی منزل ہے پھر ملکہ  
 ہماری طرف آئے تاکہ وہ ہمیں قتل کریں تو میں نے کہا الامان الامان یا رسول  
 اللہ تو پیغمبر نے فرمایا تو چلا جا خدا تجھے نہ نکلتے ،



# بارھویں فصل

## راہ شام کے واقعات

چند ایک واقعات جو شام کے راستہ میں درپیش آئے۔

معلوم ہوتا چاہیے کہ ان منازل کی ترتیب کہ یہاں ہر مرحلہ میں وہ اتارے ہیں وہاں رات بھی گزاری ہے یا صرف وہاں سے عبور کیا ہے معلوم نہیں اور نہ ہی مذکورہ کتب معتبرہ میں بلکہ اکثر کتب میں تو اہل بیت کی شام کی جانب مسافر کی کیفیت ہی بیان نہیں ہوئی البتہ بعض واقعات بعض منازل میں واقع ہوئے ہیں کہ جن کی طرف ہم انشاء اللہ اشارہ کریں گے۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں کہا ہے اور آپ کے مناقب یعنی حسین علیہ السلام کے مناقب میں سے وہ ہیں کہ جو ان مشاہد سے ظاہر ہو کہ جنہیں شہداء اس کا جاتا ہے کہ بلا سے کی طرف اور وہ جو ان دفعہ کے درمیان ہیں موصیٰ، نصیبین، حماہ، محصی، دمشق وغیرہ میں

مؤلف کہتے ہیں کہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس معظّم و مقدّس کے لیے ان جگہوں پر مشہور مشاہد ہیں باقی رہا وہ مشہد الّراس جو دمشق میں ہے تو معلوم ہے اور بیان کا محتاج نہیں ہے اور میں خود اس کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں۔

رہا آپ کا مشہد موصیٰ میں تو وہ جیسا کہ روئے الشہداء میں ہے کہ جبکا خلاصہ

یہ ہے ان لوگوں نے جب موصل میں داخل ہوئے گا ارادہ کیا تو اس کے حامل و گورنر کی طرف پیغام بھیجا کہ ان کے لیے زاد و نوشہ اور گھاس پوس کا انتظام کرے ان کے لیے شہر کو بھی مزین کرے پس اہل موصل نے اتفاق و اتحاد کیا کہ وہ ان کے لیے تیار کریں جو کچھ انہوں نے چاہا ہے لیکن ان سے یہ استدعا کریں کہ وہ شہر کے اندر داخل نہ ہوں بلکہ اس کے باہر ہی اتریں اور اس میں داخل ہوئے بغیر وہاں سے چلے جائیں پس وہ شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اترے اور سر مبارک ایک پتھر پر رکھا اور اس پر سر عترم سے خون کا ایک قطرہ گر ا اور ہر سال عاشور کے دن وہ قطرہ پھین جاتا اور اس سے خوف ا بھلنے لگتا اور لوگ اطراف سے وہاں جمع ہوتے اور مراسم عزاداری قائم کرتا اور مجالس و ماتم ہر عاشور کے دن وہاں قائم کرتے اور وہ پتھر عبدالملک بن مردان کے زمانہ تک باقی رہا پس اس نے پتھر کے وہاں سے منتقل ہونے کا حکم دیا پس اس کے بعد اس کا کوئی اثر اور نشان نہ دیکھا گیا لیکن انہوں نے اس مقام پر ایک قبہ بنایا کہ جس کا نام مشہد النقطہ رکھا۔ باقی رہا وہ سانحہ جو نصیبین میں واقع ہوا تو کامل بہائی میں ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ جب نصیبین میں پہنچے تو منصور بن ایسا سے شہر کو مزین کرنے کا حکم دیا پس ان لوگوں نے اسے پس انہوں نے اسے ہزار آئینہ سے زیادہ کے ساتھ اسے مزین کیا پس اس ملعون نے چاہا کہ جس کے ساتھ حسین علیہ السلام تھا کہ وہ شہر میں داخل ہو لیکن اس کے گھوڑے تھے اس کی اطاعت نہ کی اس نے دوسرا گھوڑا تبدیل کیا تو اس نے بھی اطاعت نہ کی اور اسی طرح ہوتا رہا اچانک سر مبارک زمین پر گر پڑا پس اسے ابراہیم موصلی نے اٹھالیا جب غور سے دیکھا تو حسین علیہ السلام کا سراپا پایا تو اس نے انہیں لعنت ملامت کی اور توبیح و سرزدنش کی تو اب شام



نے اسے قتل کر دیا پھر انہوں نے سر مبارک شہر کے باہر قرار دیا اور اسے لیکر شہر میں داخل نہ ہوئے، مؤلف کہتے ہیں کہ شاید سر مبارک لٹکے گرنے والی جگہ مشہد ہو گئی ہے (کامل بہائی میں ہے کہ سر مبارک کو اٹھانے والے ملائین قبائل عرب سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ ان کے خلاف خروج نہ کریں اور ان سے سر مبارک چھین نہ لیں لہذا انہوں نے عام اور مشہور راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور جب کس قبیلہ تک پہنچتے تو ان سے عذوقہ (گھاس ویوس) کا مطالبہ کرتے اور انہیں کہتے کہ ہمارے ساتھ ایک خارجی کا سر ہے)

باقی راہِ مشہد حرمہ میں تھا تو بعض کتب میں بعض ارباب تقاضا سے منقول ہے کہ اس نے بعض ان کے حاکمین نے کہا جب میں نے حج کا سفر کیا تو حرمہ میں پہنچا تو اس کے باغات کے درمیان ایک مسجد دیکھی کہ جو مسجد الحسین علیہ السلام کے نام سے موسوم تھی وہ کتب ہے کہ میں مسجد کے اندر گیا تو اس کی ایک عمارت میں ایک پردہ دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا جب میں نے پردہ اٹھایا تو دیوار میں ایک نصب شدہ پتھر دیکھا اور اس پتھر کی پشت کو جو مصفیوطی سے نصب تھی کہ جس پر گردن کی جگہ بنی ہوئی تھی اور وہاں خشک خون نمایاں تھا مسجد کے ایک خادم سے میں نے پوچھا کہ پتھر اور یہ خون کا اثر کیلئے تو اس نے کہا کہ شام کی طرف جلتے ہوئے امام حسینؑ کا سر اٹھانے والوں نے اس سر کو اس پتھر پر رکھا تھا اور اس کا نشان بن گیا ہے الخ

باقی راہِ مشہد اُڑاس کہ جو حص میں ہے تو اس کے حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے جیسا کہ کربلا سے عسقلان تک کے مشہد اُڑاس کے حالات بھی میں نہیں دیکھ سکا۔  
البتہ ہمارے مولا اباعبداللہ حسین علیہ السلام کے صحن کے شمالی دروازے کے پہلو

میں ایک مسجد ہے کہ جو مسجد رائس الحسین کے نام سے موسوم ہے اور کوفہ کی پشت پر قائم الغری کے پاس ایک مسجد خاتہ نام کی ایک مسجد ہے کہ جس میں امام حسینؑ کی زیارت اسی مناسبت سے کہ آپ کا سروہاں رکھا گیا متعجب ہے۔

مفید، سید، اور شہید نے باب زیارت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ میں کہا ہے جب تم علم جو کہ "مسجد خاتہ" ہے تک پہنچو تو وہاں دو رکعت نماز پڑھو۔

اور محمد بن ابوعبید نے مفصل بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام گزرے غری کے راستہ کی طرف بچھے ہوئے ستون کے پاس سے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی تو آپ سے لوگوں نے پوچھا یہ کسی نماز ہے تو آپ نے فرمایا یہ میرے جدا مجد حسین علی علیہما السلام کے سر مبارک کی جگہ ہے ان ملائین نے سر کو یہاں رکھا تھا جب کہ بلا سے آئے تھے پھر اس کو اٹھا کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے۔

تو ہائے عظام کے شیخ و اساتذہ صاحب جواہر الکلام نے کہا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ جگہ سر مبارک کے دفن کی جگہ ہو آخر تک جو کچھ انہوں نے نقل کیا ہے کہ جسے میں نقل نہیں کرنا چاہتا بلکہ مجھے تعجب ہے کہ آنجناب رحمہ اللہ نے کس طرح اسے نقل کیا ہے۔

باقی رہا مشہد الراس الشریف، جو عسقلان میں ہے تو بعض کتب میں ہے کہ وہ مشہور و معروف ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حلب کے قریب ایک مشہد ہے کہ جسے مشہد السقط کا نام دیا گیا ہے جو جبل جوشن پر ہے وہ پہاڑ حلب شہر پر تھا کہ ہوا ہے اس کی مغربی

جانب شیعوں کا قبرستان ہے کہ جس میں صاحب مناقب ابن شہر آشوب کی قبر ہے اور  
امدین منیر عاملی کی قبر بھی ہے کہ جس کے حالات کتاب الملایا میں ہیں اور میں  
نے بھی ان کے حالات انفرادی و عمومی میں ذکر کیے ہیں

حموی نے معجم ابلہ ان میں یوشن کے سلسلہ میں کہا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں چش  
ایک پہاڑ ہے حلب کی مغرب جاتی میں اور اس سے ہی سرخ تانیا نکالا جاتا ہے  
اور وہ پہاڑ اس کی کان ہے اور کہا گیا ہے کہ جب سہ حسین بن علی علیہ السلام کے قیدی  
اور ان کی خواتین گزریں کہ قراب ہو گیا اور حسین علیہ السلام کی ایک زوجہ حاتمہ تھیں پس  
وہاں ان کا بچہ سقط ہو گیا پس جو لوگ اس پہاڑ میں کام کر رہے تھے ان سے روٹی  
یا پانی کا مطالبہ کیا تو انہوں نے انہیں برا بھلا کہا اور کچھ نہ دیا تو اس عذیرہ نے  
انہیں بد و عادی اس کے بعد جس کسی نے اس میں کام کیا اسے نفع نہیں ہوا اور اس  
پہاڑ کے اگلے حصہ میں ایک مشہد ہے کہ جو مشہد السقط کے نام سے مشہور ہے اور مشہد السقط  
و السقط بھی اسے کہتے ہیں اس سقط کا نام محسن بن حسین رضی اللہ عنہ رکھا گیا

مؤلف کہتے ہیں حق رکھتا ہے کہ کہا جائے فانظر الی حفظ هذا الاسم کیف لقی  
من الاواخر ملاق من الاول دیکھو اس نام کا حصہ کہ اس نے اواخر سے وہ کچھ جمیل جواب دل  
سے جمیلا تھا۔

# تیرہویں فصل

## اہل بیت کا شام میں ورود

شیخ کفعمی اور ہمارے شیخ بہائی اور محدث کاشانی نے کہا ہے کہ اہل صفر میں حسین کا مبارک دمشق میں داخل ہوا اور وہ دن نبی امیہ کے ہاں عید کا دن ہے اور یہی وہ دن ہے کہ جس میں دکھ و احزان کی تجدید ہوئی کانت ماتم بالعراق تعداھا امویہ بالشام من اعیادھا۔ شام میں ماتم پیا تھے کہ بنی امیہ شام میں اسے عید منارہے تھے۔

نیز ابو ریحان سے »الانار الباقیہ« میں حکایت ہوئی ہے اس نے کہا ہے ماہ صفر کی پہلی تاریخ حسین علیہ السلام کا سر مبارک دمشق میں داخل ہوا کہ جسے یزید نے اپنے سامنے رکھا اور وہ آپ کے لگے دانتوں پر چھڑی مارتا تھا اور کتا تھا میں خذف میں نہیں ہوں آخر اشعار تک

اور مناقب میں ابو مخنف سے ایک روایت میں ہے کہ جب سر حسین یزید کے ہاں لایا گیا تو سر مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ جو ہر خوشبو سے فائق و بلند تھی۔

اور سید کہتے ہیں کہ وہ لوگ حسینؑ اور قیدی بکر چلے جب دمشق کے قریب گئے تو جناب ام کلثومؑ شمر کے قریب گئیں اور اس سے کہا کہ مجھے تجھ سے ایک

حاجت ہے تو اس نے کہا تیری کیا حاجت ہے تو آپ نے فرمایا جب میں بیکر شہر میں جاؤ تو ایسے دروازے سے بیکر جاؤ جہاں دیکھنے والے کم ہوں اور ان سے پہلے سے کہو کہ ان سروں کو محلوں کے درمیان سے نکال لے جائیں اور ہمیں ان سے ددر رکھیں کیونکہ ہم لوگوں کے دیکھنے سے اس حالت میں رموا ہوئے ہیں تو اس کے جواب میں اس یسین نے حکم دیا کہ سرخیروں پر عموں کے درمیان قرار دیں بغاوت و سرکشی اور کفر کی بنا پر اور انہیں دیکھنے والوں کے درمیان سے اسی حالت میں لے چلا یہاں تک کہ انہیں دمشق کے دروازہ پر لایا پس وہ مسجد جامع کے دروازہ کی ٹیڑھیوں پر آکر کے جہاں قیدیوں کو رکھا گیا جاتا ہے اور بعض فضلاء تابعین سے روایت ہے کہ جب اس نے شام میں سرخسین کا مشاہدہ کیا تو ایک ماہ تک اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں سے مخفی رکھا جب انہوں نے اسے منقود ہونے کے بعد پایا اور اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کیا دیکھتے تھیں ہو جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے اور اس نے یہ اشعار انشاء کئے۔

جاؤ ابراسلک یا بن بنت محمد۔ متوملا بد ما نہ ترمیلا۔ وکانما بک یا بن بنت محمد۔ قتلوا جہاراعامدا بن دسولا قتلوا عطشا نا ولم یترقوا فی قتلہ۔ التادیل والتنزیل دیکھو دون بان قتل وانما۔ قتلوا بک التکبیر والتسلیل۔ تیرا سر لیکر آئے اسے تو اسد رسول جب کہ وہ اپنے خون میں لت پت تھا گویا آپ کی وجہ سے انہوں نے دن دھاڑے جان بوجھ کر رسول کو شہید کیا ہے، تجھے پیار انہوں نے قتل کیا اور تیرے قتل کے بارے میں تاویں و تفسیر کی انہوں نے رعایت نہیں کی وہ اس بات پر نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں کہ انہوں نے تجھے قتل کیا حالانکہ تیری وجہ سے انہوں نے تکبیر و قیل کو قتل کیا ہے۔

اور بخاری میں ہے اور صاحب مناقب نے اپنی سند کے ساتھ زید سے اپنے  
آبا و اجداد سے روایت کی ہے کہ سہل بن سعد نے کہا کہ میں بیت المقدس کی  
طرف نکلا یہاں تک کہ میں وسط شام میں پہنچا اچانک میں ایسے شہر میں پہنچا جس  
میں نہریں جاری تھیں اور درخت کثرت میں تھے اور لوگوں میں پردے حجاب  
اور دیباچہ لٹکائے ہوئے تھے اور خوش و خرم تھے اور ایک دوسرے کو مبارک  
باد دیتے تھے اور ان کے پاس عورتیں دف و طبل سے کھیل رہی تھیں تو میں نے  
اپنے دل میں کہا اہل شام کی کوئی ایسی عید ہم نہیں دیکھتے کہ جسے ہم نہ پہچانتے ہوں پس  
میں نے کچھ لوگوں کو باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا اے قوم کیا تمہاری شام  
میں کوئی ایسی عید ہے کہ جسے ہم نہیں جانتے تو انہوں نے کہا اے شیخ ہم سمجھتے ہیں کہ  
تم اعزانی ہو تو میں نے کہا میں سہل بن سعد ہوں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا  
ہے تو انہوں نے کہا اے سہل تعجب ہے کہ آسمان سے خون نہیں برستا اور زمین  
اپنے اہل کے ساتھ دھنستیں جاتی ہیں نے کہا کیوں انہوں نے کہا یہ حسین کا سر  
ہے جو عقرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہے جو بطور ہدیہ عراق کی زمین سے لایا گیا ہے پس  
میں نے کہا تعجب ہے کہ سر حسین علیہ السلام بطور ہدیہ لایا گیا اور برگ خوش ہو رہے  
ہیں میں نے کہا کہ وہ کس دروازے سے داخل ہوں گے انہوں نے اشارہ کیا اس  
دروازے کی طرف کہ جسے باب سماعت کہا جاتا تھا سہل کتابے کہ میں اسی  
انتظار میں تھا کہ میں نے جھڈے دیکھے کہ جو ایک دوسرے کے پیچھے تھے اچانک  
میں ایک گھڑ سوار نظر آیا کہ جس کے ہاتھ میں جھنڈا تھا جس کا پھل آتا گیا تھا  
جس پر ایک سر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ چہرہ میں سب لوگوں  
سے زیادہ مشابہ ہے اور اس کے پیچھے میں کچھ خواتین دیکھیں جو ایسے اوتوں پر سوار

تھیں کہ جن پر کوئی بچھونا نہیں تھا پس بیٹن ان میں سے پہلے اونٹ کے قریب گیا اور میں نے کہا اے بچی تو کون ہے تو اس بی بی نے فرمایا میں سیکھ بنت الحسین ہوں تو میں نے کہا تجھے کوئی حاجت ہے میرے پورا کرنے کی میں ہوں بن سعد ہوں ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے آپ کے نانا کو دیکھا ہے اور ان کی حدیث سنی ہے تو اس بی بی نے کہا اے سعد اس سروالے سے کہ کہ وہ سر مبارک کہ ہم سے آگے لے جاتے تاکہ لوگ اسے دیکھتے ہیں مشغول ہوں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے حرم مطہر کو نہ دیکھیں ہوں کہتے ہیں کہ پس میں سروالے کے قریب گیا اور اس سے کہا کیا تو میری حاجت پوری کرے گا کہ جس کے بدلے مجھ سے چار سو دینار لے لے اس نے کہا وہ حاجت کیا ہے تو میں نے کہا کہ سر کو اہل حرم کے آگے لے جاتا اس نے اس کا اور میں نے جو اس سے وعدہ کیا تھا وہ اسے دیدیا اور پھر سر مبارک ایک ڈیوے میں رکھا گیا اور بیزید لعنہ اللہ کے دربار میں وہ داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا جب کہ بیزید تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سر پر تاج تھا جس میں وہ دیا قوت جڑے ہوئے تھے اور اس کے گرد قریش کے بڑے بوڑھے تھے جب وہ سروالہ داخل ہوا تو اس نے یہ اشعار کہے۔ اوقدر کا بنی فضة وذہباً۔ انا قتلت السید المحجبا۔ قتلت خیر الناس اما واباً۔ خیرهم اذین یجبون النسا۔ میری رکاب سونے چاندی سے بھر دے میں نے ایسے سروالہ کو قتل کیا ہے جو حجاب اور دیباچوں کے پیچھے رہتا تھا میں نے اسے قتل کیا ہے جو بہترین ماں یا پ کا بیٹا تھا اور جب تمب بیان کیا جا تو بہترین نسب رکھتا تھا۔

بیزید نے کہا اگر تو جانتا تھا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے تو پھر اسے کیوں

قتل کیا تو اس نے کہا تجھ سے انعام کی امید رکھتا تھا نیز یہ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا پس اس کا سر کاٹ دیا گیا اور حسینؑ کا سر سونے کے ایک طبق میں رکھا گیا اور وہ بعینہ کہہ رہا تھا کیسے دیکھا تو تے اے حسینؑ انتہی ۔

مؤلف کہتے ہیں کہ صاحب کامل بہائی نے سہل بن سعد کی غیر اختصار کے ساتھ لکھی ہے اور اس روایت میں ہے کہ میں نے سر نیزوں پر دیکھے اور ان کے آگے آگے عباس بن علی علیہ السلام کا سر تھا اور امام علیہ السلام کا سر سب سروں کے پیچھے اور عذرات کے آگے تھا اور سر مبارک عظیم ہیبت رکھتا تھا کہ جس سے نور چلتا تھا آپ کی ریش مبارک مژدہ تھی کہ جس میں سفید بال ملے ہوئے تھے اور دھما کا خضاب لگایا ہوا تھا آپ کی آنکھیں موٹی اور سیاہ تھیں اور ابرو ملے ہوئے تھے پیشانی بلند اور ناک کشیدہ تھی اور آسمان کی جانب متبسم تھے اور آنکھ افق کی طرف لگی ہوئی تھی اور ہوا آپ کی ریش مبارک کہ دائیں بائیں حرکت دیتی تھی گو یا علی امیر المومنین تھے » مزین کریں پس اسے اور یہ بھی کامل بھائی میں ہے کہ اہل بیت کو تین دن تک شام کے دروازے پر روک رکھا تھا تاکہ شہر کی اس طرح زبنت کی گئی کہ جیسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا تھا اس کے بعد پانچ لاکھ شام کے مرد اور عورتیں حلقے باندھے ہوئے دف و طنبور سے بجاتے ہوئے ان کے استقبال کو گئے اور بڑے بڑے لوگ طبل و طنبور سے اور یگل بجاتے تھے اور ان میں سے ہزار ہا مرد و جوان اور عورتیں رقص کرتے اور دف و طبل و طنبور سے بجا رہے تھے اور تمام اہل ثناء نے رنگ برنگے لباس سے مزین مرے اور خضاب لگائے ہوئے تھے اور یہ بدھ کا دن اور ربیع الاول کی سولہ تاریخ تھی اور شہر سے باہر لوگوں کی کثرت فشر کے میدان کی طرح تھی جو ٹھاٹھیں مار رہی تھی جب دن پڑھا تو سروں کو شہر میں داخل



کیا گیا اور زوال کے وقت یزید بن معاویہ کے دروازے تک کثرتِ اُردھام کی بناءً انتہائی تمکن کے ساتھ پہنچے اور یزید کے لیے تخت بچھایا گیا جو ہواہرات سے مرصع اور اس کا گھراؤ اس کے زینتوں سے مزین تھا اور اس کے تخت کے اطراف میں سونے اور چاندی کی کرسیاں تھیں پس یزید کا حاجب و دربان باہر آیا اور ان لوگوں کو اس کے دربار میں داخل کیا گیا کہ جن کے ساتھ سرہائے شہداء تھے جب وہ یزید کے دربار میں گئے تو انہوں نے کہا امیر کی عزت و احترام برقرار رہے ہم نے ابونزب کے اہل بیت کو قتل کیلئے امداد ان کی جڑ کاٹ دی ہے پھر انہوں نے تفصیلی حالات بیان کیے اور سرہائے شہداء اس کے پاس رکھ دیئے اور اس ساری مدت میں کہ جب اہل بیت علیہم السلام ان کے ہاتھوں قید تھے اور چھاپٹھ دن تھے کسی شخص میں یہ قدرت نہیں کہ وہ ان کو سلام کر سکتا پس اچانک اس دن اہل شام میں سے ایک بوڑھا علی بن الحسینؑ کے قریب گیا اور اس نے کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے تم لوگوں کو قتل کیا اے

شیخ مقبدر قلمتے ہیں جب وہ یزید کے دروازے تک پہنچے تو غفر بن ثعلبہ نے آواز بلند کی اور کہا یہ غفر بن ثعلبہ ہے جو امیر... کے پاس (معاذ اللہ) آٹا فخرہ کو لیکر آیا ہے تو اسے جناب علی بن الحسین علیہ السلام نے جواب دیا مجھے ام غفر نے جنا ہے وہ برا (زیادہ شریبر خ ل) اور نہ زیادہ بیٹم دیکھنے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یزید نے اسے یہ جواب دیا۔

اور شیخ صدوق عطر اللہ مرقدہ نے امالی میں ابن زیاد کے حاجب سے ایک حدیث میں کہ جس کا ابتدائی حصہ ہم عبید اللہ بن زیاد کے دربار کے واقعات میں نقل کر چکے ہیں روایت کی ہے وہ کتاب ہے کہ قتل حسین علیہ السلام کی بشارتیں مختلف

نواحی و اطراف میں ابن زیاد نے بھیجیں پھر قیدیوں اور سرحدین کے متعلق حکم دیا اور انہیں شام لے گئے پھر سے ایک جماعت نے کہ جو اس ساتھ میں نکلے تھے بیان کیا ہے کہ وہ راتوں میں حسین علیہ السلام پر جنات کی نعرہ دہرائی صبح تک ستے تھے اور انہوں نے کہا جب ہم دمشق میں وارد ہوئے تو خواتین اور قیدیوں کو دن دباڑے شہر میں داخل کیا گیا تو جفا کار اہل شام نے کہا کہ ہم نے ان سے زیادہ بچے قیدی نہیں دیکھے تم لوگ کون ہو تو خواب سکیہ بنت العیین نے فرمایا ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے قیدی ہیں پس انہیں مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑا کیا گیا جہاں قیدیوں کو کھڑا کیا جاتا تھا اور ان میں علی بن العیین علیہ السلام بھی تھے اور آپ اس وقت نوجوان تھے پس ان کے پاس اہل شام کے بوڑھوں میں سے ایک بوڑھا شخص آیا اور اس نے کہا محمد ہے اس حد کی جس سے تمہیں قتل کیا اور تمہیں ہلاک کیا اور فتنہ و فساد کے بیگنہ کاٹ دیئے پس اس نے انہیں سب وشم اور برا بھلا کہنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جو اس کی گفتگو ختم ہوئی تو اس سے جناب علی بن العیین علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نے اللہ عز و جل کی کتاب پڑھی ہے اس نے کہا ہاں تو فرمایا کیا یہ آیت نہیں پڑھی قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المودة فی القربی - کہہ دے کہ میں تم سے قربی کی مودت کے علاوہ کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ اس نے کہا ہاں پڑھی ہے فرمایا وہ قمری ہم ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کیا یہ آیت پڑھی ہے و ات ذا القربیٰ حقہ - ذی القربیٰ کو ان کا حق دے۔ اس نے کہا ہاں فرمایا وہ ہم ہیں پس تو نے یہ آیت پڑھی ہے انما یرید اللہ لیزہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا۔ پس اللہ کا ارادہ ہے کہ تم اہل بیت سے ہر قسم کی پلیدی کو دور رکھے اور تم کو اس طرح پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے

اس نے کہا ہاں پڑھی ہے فرمایا وہ ہم ہیں پس شامی نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا پھر کہا خدا یا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ یہ تین مرتبہ کہا۔ خدا یا میں دشمن آل محمد سے اور اہل بیت محمد کے قاتلوں سے تیری بارگاہ میں ہیزاری اور تبرا کرتا ہوں میں نے قرآن تو پڑھا ہے لیکن آج تک اس دن سے پہلے مجھے یہ شعور و علم پیدا نہیں ہوا۔

اور شیخ طوسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب علی بن الحسین علیہ السلام آئے جب کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے تو ابراہیم بن طلحہ بن عبد اللہ آپ کے سامنے آیا اور کہا اے علی بن الحسین فتح کس کی ہوئی آپ نے سر ڈھٹایا ہوا تھا اور آپ محل میں تھے آپ نے فرمایا پس علی بن الحسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا اگر تو جانا چاہے کہ فتح کس کی ہوئی تو جب نماز کا وقت ہو تو اذان و اقامت کہنا (تو معلوم ہو جائے گا کہ کسے فتح ہوئی) دینوری کی اخبار السوال میں ہے مؤرخین نے کہا ہے پھر ابن زیاد نے علی بن الحسین اور اہل حرم میں سے جو آپ کے ساتھ تھے انہیں تیار کیا اور یزید بن معاویہ کی طرف نہ حرب بن قیس اور مغیر بن ثعلبہ اور ثمر بن ذی الجوشن کے ساتھ بھیجا پس وہ وہ لوگ چلے یہاں تک کہ شام میں پہنچے اور یزید بن معاویہ کے دربار میں دمشق شہر میں داخل ہوئے اور ان کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک بھی داخل کیا گیا اور اسے اس بعین کے سامنے پھینکا اس کے بعد ثمر بن ذی الجوشن نے گفتگو شروع کی اور کہا اے امیر..... ہم پر یہ (حسین) اپنے اہل بیت کے اٹھارہ اور اپنے شیعوں میں سے ساٹھ افراد کے ساتھ وارد ہوئے پس ہم ان کی طرف گئے پس ہم نے ان سے ہمارے امیر عبد اللہ کے حکم کے سامنے تسلیم خم کرتے

یا جنگ کرنے کے بارے میں سوال کیا انہ

اور روضین کے درمیان مشہور یہ ہے کہ یہ کلمات زحر بن قیس لعنہ اللہ کے  
ہیں اور ہم یہ بات ابن زیاد کے پاکیزہ سروں کو شام جھینے کی فصل میں وارد کر  
چکے ہیں۔

اس کے بعد حسین علیہ السلام کے گھرانے کی خواتین کو یزید کے دربار میں داخل  
کیا گیا تو یزید کے خاندان کی عورتیں اور معاویہ کی بیٹیاں اور گھر کی عورتوں نے  
بیخ و بکار کی وادیلگی آواز بلند کی اور ماتم برپا کیا اور حسین علیہ السلام کا سر اس  
کے سامنے رکھا گیا تو جناب سیکھنے فرمایا خدا کی قسم میں نے یزید سے زیادہ سی لقب  
اور اس سے زیادہ برا اور زیادہ بظا کار کا فرد مشرک نہیں دیکھا اور اگلے سر  
مقدس کی طرف دیکھا اور یہ کما شروء کیا لیت اشیاخی ببدر شہدوا۔ جزء  
الخزمرہ من وقع الاسل۔ کاش میرے بڑے بڑے بدد والے  
تسوار پٹنے سے تزرع کا تالہ و فریاد دیکھتے، اس کے بعد اس نے حکم دیا سر  
حسین علیہ السلام کے بارے میں کہ اسے مسجد دمشق کے دروازے پر نصب کیا جائے  
اور سبط نے تذکرہ میں کہا ہے کہ یزید سے مشہور یہ ہے تمام روایات میں کہ جب سر  
مطر اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے اہل شام کو جمع کیا اور خیران کی پٹری آپ  
کے دندان مبارک پر ماتنا اور ابن زبیری کے اشعار لیت اشیاخی ببدر  
شہدوا۔ پڑھتا تھا جہاں تک کہ سبط نے کہا ہے اور نہ ہری نے کہا جب سر  
شہداء اُسے تو یزید جیرون کی اپنی نظارہ گاہ میں تھا پس اس نے خود سے یہ  
اشعار پڑھے لمابدات تلك المحمول واشرفت تلك الشمس على ربا جیرون

نعب الغراب فقلت صم اولاً تصم۔ فلترقضت من الغريم دلیونی جیب طاہر ہوئے

یہ عمل اور بچے آفتاب جیرون کے ٹیلوں پر تو کوئے نے موت کی صدا بلند کی میں نے اس سے کہا تم جیو یا نہ بچو میں نے اپنے مقروض سے قرضے چکایے ہیں۔

اور ابن ابوالانبیاء نے کہا ہے جب اس نے پھڑکی سے آپ کے اگلے دانتوں کی بے اقرامی کی تو حسین بن حاتم مری کے اشعار پڑھے صبرنا وکان الصبر  
مناسجیۃ یا سیاخنا یقربین ہاماد محمصاء نفلق ہامامن رؤس  
الحبۃ الینا وہم کا تواغی واطلما صبر کیا اور صبر کرنا ہماری عادت ہے ہم اپنی آن  
تلواروں سے کہ جو سروں اور کلائیوں کو چیرتی ہیں اپنے دوستوں کے سر کھول دیئے  
چونکہ وہ زیادہ نافرمان اور زیادہ ظالم تھے مجاہد نے کہا ہے خدا کی قسم لوگوں  
میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں رہا کہ جس نے یزید کو سب و شتم نہ کیا ہو اور اسے  
غیب نہ لگایا ہو اور اس کا ساتھ نہ چھوڑ دیا ہو۔

ابن ابوالانبیاء کہتا ہے اور اس کے پاس ابوہریرہ سلمی (صحابی) موجود تھے  
قرآنوں نے اس سے کہا اے یزید اپنی پھڑکی اٹھالے پس خدا کی قسم کہ میں نے طویل  
مدت تک دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو ان دانتوں کے بوسے لیتے ہوئے۔  
(سبط ابن جوزی کہتا ہے میرے نانا نے کہا اس سے تعجب نہیں ہے کہ ابن زیاد  
نے حسین سے جنگ کی اور عمر سعد اور شمر کو آپ کو شہید کرنے پر مستط کیا اور آپ کا  
سر اس یھن کے پاس لے گئے تعجب تو اس بات کہ ہے کہ یزید نے یہ نہ بچنے کو انتخاب  
کیا اور آپ کے دندان مبارک پر پھڑکی ماری اور آل رسول کو قید کیا اور  
بے پالانے اونٹوں پر انہیں سوار کیا اور چاہتا تھا کہ فاطمہؓ و خیر حسینؓ اس مرثیہ  
کو بخش دے کہ میں نے اس سے درخواست کی تھی اور تعجب اس بات کہ ہے کہ اس  
نے ابن زبیری کے اشعار (لیت اشیا قی الخ) پڑھے)

ابن جوزی نے کتاب الرد علی المتعصب الغبیہ " میں لکھا کہ عمر سعد اور  
عبداللہ بن زیاد کے نعل پر تعجب نہیں ہے تعجب تو یزید کی بدنیتی اور اس کے چھڑی  
سے حسین علیہ السلام کے دندان مبارک پر مارنے اور مدینہ رسول کو غارت کرنے اور  
وطن پر ہے کیا جائز ہے کہ یہ کام خوارج کے ساتھ کیا جائے کیا شریعت میں نہیں  
ہے کہ خار جیوں کو بھی دفن کیا جائے باقی رہا اس کا یہ کہنا کہ میں انہیں سب و قتل  
کرتا ہوں تو یہ ایسی چیز ہے کہ جس کے کرنے والے اور اس پر لعنت کرنے کا  
اعتقاد رکھنے والے کو فایده نہیں کیا جاسکتا اور اگر وہ لعین سر مبارک کا احترام کرتا  
اس کے پاس اس کے پینچنے کے وقت اور اس پر نماز پڑھتا (یا درود پڑھتا) اور  
اس کو طہرت میں نہ رکھتا اور خیزران کی چھڑی سے اسے نہ مارتا تو اس میں اس کا  
کیا مضر و نقصان تھا جب کہ ان کی شہادت سے اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا لیکن  
زمانہ جاہلیت کے خدو دینے تھے اور اس کی دیس وہ اشعار ہیں کہ جو اس نے پڑھے  
کہ جن کا ذکر گذر چکا ہے (لیت اشیاخی بیدار شہدوا)

اور ابن عبدالبر اندلسی نے عقد العزیز میں ریاضی سے اس کی اسناد کیا تھ  
محمد بن (علی بن الحسین) بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں  
نے فرمایا کہ حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد میں یزید بن معاویہ کے پاس  
لایا گیا اور ہم بارہ فویز تھے اور اس وقت ہم میں سے سب سے زیادہ بڑے  
علی بن الحسین علیہ السلام تھے پس ہمیں اس کے دربان میں داخل کیا گیا جب کہ ہم میں  
سے ہر ایک کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا تھا پس اس نے ہم سے کہا کہ  
اہل عراق کے غلاموں نے تمہارا محاصرہ کیا اور مجھے ابو عبداللہ کے قریب اور ان  
کے قتل ہونے کا علم نہیں ہوا۔

اور شیخ ابن قمانے کہا ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا میں یزید کے دربار میں داخل کیا گیا ہم بارہ افراد تھے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے تو میں نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں اسے یزید تمہارا رسول کے بارے میں کیا گمان ہے اگر آنحضرت ہمیں اس حالت میں دیکھیں تو اس نے کہا اے اہل شام ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔  
مؤلف لکھتے ہیں کہ ایک ملعون شخص نے ایسا قبیح جملہ کہا کہ جسے نقل کرنا پسند نہیں کرتا۔

پس نعمان بن بشیر نے اس سے کہا ان کے ساتھ وہ سلوک کرو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ان کے ساتھ سلوک کرتے اگر انہیں اس نامرادی (اس ہتیت ظلم) میں دیکھتے۔

اور فاطمہ بنت حسین علیہ السلام نے فرمایا اے یزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بیٹیاں قیدی دایرہ میں پس لوگ دوڑنے لگے اور اس کے گھر والوں نے رونے شروع کیا یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوئیں پس علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اول میں طوق سلاسل میں تھا پس نے کہا کیا مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دیتے ہو تو اس یعن نے کہا بات کرو لیکن کوئی یہودہ اور قتول بات نہ کرنا میں نے کہا میں ایسے شرف میں کھڑا ہوں کہ مجھ جیسے انسان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ یہودہ اور قتول بات کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے اگر آپ مجھے طوق پہننے دیجیں تو یزید نے اپنے اطرافیوں سے کہا کہ اسے آمار دو۔  
مسعودی کی کتاب اثبات الودعہ میں ہے کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو علی بن الحسین کو اہل حرم کے ساتھ لے گئے اور انہیں یزید لعین کے دربار میں داخل

کیا گیا اور آپ کے فرزند ابوجعفرؑ و وسال اور چند ماہ کے تھے اور انہیں بھی ان کے ساتھ  
دربار میں داخل کیا گیا پس جب یزید نے انہیں دیکھا تو آپ سے کہا اے علی کیا دیکھا  
تو آپ نے فرمایا میں نے وہ کچھ دیکھا جو اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کی خلقت  
سے پہلے فیصلہ اور مقدم کیا تھا پس یزید نے آپ کے معام میں اپنے ہم نشینوں سے  
مشورہ کیا تو انہوں نے آپ کو شہید کرنے کا مشورہ دیا اور انہوں نے ایسی خبیث بات  
کا کہ جسے نقل کرنے والے پسند تیس تو ابوجعفر علیہ السلام نے گفتگو کرنے میں پہل کی اور  
اللہ کی حمد و ثناء کے بعد یزید سے کہا انہوں نے تجھے جو مشورہ دیا وہ اس کے خلاف  
ہے جو فرعون کے ہم نشینوں نے جب اس نے موسیٰ و ہارون کے متعلق مشورہ دیا تھا  
اسے مشورہ دیا انہوں نے اس سے کہا تھا کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو مہلت دے  
اور انہوں نے ہمارے قتل کا مشورہ دیا ہے اور اس کا سبب اور علت ہے یزید  
نے کہا وہ کیا سبب اور وجہ ہے فرمایا وہ شریف و نجیب ماؤں کے بیٹے تھے اور یہ  
غیر شریف اور غیر نجیب ماؤں کی اولاد ہیں کیونکہ انبیاء اور ان کی اولاد کو زنا اور  
کی اولاد کے علاوہ کوئی قتل نہیں کرتا یزید نے سر نیچے کر لیا۔

سبط کے تذکرے میں ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام اور خواتین صحت رسیوں  
سے بندھے ہوئے تھے تو حضرت علیؑ (زمین العابدین) نے اس سے پکار کر کہا اے  
یزید تیرا کیا گمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں اگر آپ ہیں رسیوں  
میں بندھا ہوا برہنہ اوٹھوں کے پالانوں پر دیکھیں تو ان لوگوں میں کوئی ایسا نہیں  
تھا جس نے گریہ نہ کیا ہو۔

شیخ مفید اور ابن شہر آشوب نے کہا کہ یزید کے سامنے  
رکھے گئے کہ بن میں حسین علیہ السلام کا سر بھی تھا تو وہ لعین اپنی چھڑی آپ کے دانتوں



پراسنے لگا اس کے بعد اس نے کما جنگ ید کے دن کے ید لے یہ دن ہے اور  
 کہنے لگا "تعلق ہا ما عن رجال اعزة علينا وهم كانوا اعقوا واطلماء"  
 — ہم ایسے مردوں کی کھوپڑیوں کو چیرتے ہیں جو ہمیں عزیز ہیں کیونکہ وہ  
 زیادہ نافرمان اور زیادہ ظالم تھے۔

پس یحییٰ بن حکم مروان بن حکم کے بھائی نے کہا کہ جو یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا  
 "لہام باد فی الطفت ادنی قرایۃ عن ابن زیاد العبد ذی الحسب  
 الذذل امیۃ امسی نسلہا عدداً حصی و بنت رسول اللہ لیس طعنا نسل  
 میدان طف میں جو مارا گیا ہے وہ زیادہ قریبی ہے پست فطرت ابن زیاد غلام  
 سے امیہ کی نسل ریت کے ذرات کے برابر ہے جب کہ دختر رسول خدا کی نسل نہیں  
 رہی، یزید نے یحییٰ کے سینہ پر گھونسا مارا اور کہا خاموش رہ تیری ماں مر ہو اور  
 ابوالفرج نے بھی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ عبدالرحمن بن حکم بن ابوالعاص  
 یزید بن معاویہ کے پاس تھا جب کہ عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن علی علیہما السلام کا  
 سر مبارک اس کے پاس بھیجا تھا پس جب سر اطرشت میں اس کے سامنے رکھا گیا تو  
 عبدالرحمن رو پڑا پھر اس نے کہا "ابلیغ امیر المؤمنین فلا تکن کموثر قوس  
 و لیس لہا و ترنیل لہام بجذب الطفت الابیات" یزید کو یہ خبر پہنچائی  
 کہ اس کا ن کے کھینچنے والا نہ ہو جس میں تیر نہیں وہ جو کر بلا پس مارا گیا تا آخر اشعار  
 اور ابن نمک روایت میں ہے کہ حسن بن حسن نے جب یزید کو دیکھا کہ وہ ٹھہری  
 مار رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے دامن مبارک کی جگہ پر تو اس نے کہا  
 والہ لہا ہلکۃ ذلت و ضواۃ رسمیۃ امسی نسلہا عدداً حصی و بنت رسول اللہ  
 لیس لہا نسل" کی نسل تو ریت کے ذرات کے برابر ہے اور دختر رسول کی نسل

باقی نہیں رہی۔

ہمارے شیخ صدوق نے فضل بن شاذان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا آپ فرما رہے تھے جب سر حسینؑ شام کی طرف لے جایا گیا تو یزید نے حکم دیا کہ اسے رکھا جائے اور اس کے اوپر دسترخوان بچھایا پس وہ اور اس کے ساتھی کھانا کھانے لگے اور قناع (جو کہ شراب) پینے لگے جب وہ لعین خاسع ہوئے تو اس نے سر کے بارے میں حکم دیا تو اسے طشت میں تخت کے نیچے رکھا اور اس پر شطرنج کا صفحہ بچھایا اور شطرنج کھیلنے لگا اور امام حسینؑ ان کے والد گرامی اور ان کے جدا بعد کا منحرف کے ساتھ نام لیتا تھا اور جب اپنے مد مقابل پر غلبہ آتا تو قناع کے تین گھونٹ پیتا اور بقیہ طشت کی قریبی زمین پر پھینکتا تو جو بھی قناع یا شطرنج کو دیکھے تو سین کو یاد کرے اور یزید و آل یزید پر لعنت کرے تو اللہ عزوجل اس لیے اس کے گنہوں کو مٹا دے گا چاہے وہ ستاروں کی تعداد میں کیوں نہ ہوں اور اجنباب ہی سے روایت ہے سب سے پہلے جس کے لیے شام میں قناع شراب بنائی گئی وہ یزید بن معاویہ لعنہ اللہ تھا قناع شراب حاضر کی گئی جب کہ وہ دسترخوان پر تھا اور اسے اس نے سر حسینؑ پر بچھایا ہوا تھا پس وہ اسے خود پینے اور اپنے ساتھیوں کو پلانے لگا اور وہ کتا تھا پو کہ یہ مبارک شراب ہے اور اس کی برکت میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم اسے پی رہے ہیں اور ہمارے دشمن حسینؑ کا سر ہمارے سامنے ہے اور ہمارا دسترخوان اس کے اوپر بچھا ہوا ہے اور ہم کما ہے ہیں اور ہمارے نفس سکون میں اور دل مطمئن ہیں پس جو ہمارے شیعوں میں سے ہو وہ قناع کے پینے سے اجتناب کرے کیونکہ یہ ہمارے دشمنوں کی شراب ہے۔

کابل بہائی میں کتاب حاویہ سے ہے کہ یزید نے شراب پی اور اس میں سے کچھ سر مبارک سید السہداء پر پھینکی پس یزید کی بیوی نے مرا طہراٹھا لیا اور اسے پانی سے دھویا اور گلاب کے پانی سے معطر کیا تو اس نے اس رات عالم خواب میں سیدۃ النسا خاتمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کہ جو اس کے اچھے سلوک کی وجہ سے اس کے گناہوں کی بخشش کا وعدہ کر رہی تھیں۔

شیخ مفید نے کہا اس کے بعد یزید نے جناب علی بن الحسین علیہ السلام سے کہا آپ کے باپ نے مجھ سے قطع رحمی کی اور میرے حق کو نہ پہچانا اور میری سلطنت کے سلسلہ میں نزاع اور جھگڑا کیا تو اللہ نے اس کے ساتھ وہ کچھ کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں تو علی بن الحسین علیہما السلام نے فرمایا ”ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان تدرأھا ان ذلک علی اللہ یسیر“  
نہیں کوئی مصیبت جو زمین میں آئے یا تمہارے نفسوں میں مگر یہ کہ وہ ایک کتاب میں ہے اس سے پہلے کہ ہم اسے خلق کرتے یہ بات اللہ کے لیے آسان ہے تو یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا اس کا جواب دو اس کے قول کی تردید نہ کرؤ لیکن خالد نہ سمجھ سکا کہ کس طرح تردید کرے تو یزید نے اس سے کہا کہ وہاں اصابکم من مصیبة فھا کسبت ایدیکھو یعقوب عن کثیر جو مصیبت بھی تمہیں پہنچے وہ سبب اس کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کسب کیا ہے اور بہت سی چیزوں کو معاف کر دیتا ہے پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو بلایا اور انہیں اس کے سامنے بٹھایا گیا پس اس نے ان کی بری ہیئت و کیفیت دیکھی تو کہنے لگا خدا برا کرے ابن مرجانہ کا اگر تمہارے اور اس کے درمیان کوئی قرابت و رشتہ داری ہوئی اور رحم ہوتا تو تم سے یہ سلوک نہ کرتا اور نہ ہی تمہیں اس حالت میں بھیجتا،

علی بن ابیہم قرآن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب حسین بن علی علیہما السلام کا سر نیزہ کے حد بار میں داخل کیا گیا اور علی بن الحسین اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی شہزادیوں کو اس کے حدبار میں داخل کیا گیا اور علی بن الحسین کو طوق و سلاسل پہنائے گئے تھے تو نیزہ لعنہ اللہ نے کہا اے علی بن الحسین حمد ہے اس خدا کی جس نے تمہارے باپ کو قتل کیا تو علی بن الحسین نے فرمایا خدا اس پر لعنت کرے جس نے میرے باپ کو قتل کیا آپ نے فرمایا کہ نیزہ سیخ پا ہو گیا اور حکم دیا آپ کا سر قلم کرتے کہ تو علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مجھے قتل کر دیا تو رسول زادوں کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا جب کہ میرے علاوہ ان کا کوئی محرم نہیں ہے تو اس نے کہا تم ہی انہیں ان کے گھروں کو واپس لے جاؤ گے فوراً اس نے سوہان طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے وہ طوق آنچاب کی گردن سے سوہان کے ساتھ کاٹا اور کہتا جانتے ہو کہ میرا مقصد کیا تھا آپ نے فرمایا ہاں تیرا مقصد یہ تھا کہ کسی کا بھدر پر احسان و منت نہ ہو تو نیزہ دیتے کہا یہی خدا کی قسم میرا ارادہ تھا اس کے بعد نیزہ دیتے کہا اے علی بن الحسین "ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم جز مصیبت تھیں پہنچی ہے تو اس کا سبب تمہارے ہاتھ سے کسب شدہ افعال ہیں" تو علی بن الحسین نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں یہ آیت ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہم میں تو یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ "ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان تدبر اھا" اکی مصیبت زمین میں یا تمہارے نفسوں میں نہیں پہنچی مگر وہ کتاب میں ہے اس سے پہلے کہ ہم انہیں پیدا کرتے" پس ہم وہ ہیں کہ جو اس پر افسوس نہیں کرتے جو گرفت ہو گیا اور نہ ہم خوش ہوتے ہیں اس چیز پر کہ جو اس میں

سے ہمارے پاس آئے۔

اور کتاب عقد الفرید میں ہے وہ کہتا ہے کہ حسین علیہ السلام کو فد کی طرف یزید بن معاویہ کی حکومت کو مبعوض و ناپسند کرتے ہوئے نکلے تو یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا جو کہ اس کا گورنر تھا عراق میں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حسین کو فد کی طرف چل پڑے ہیں زمانوں میں سے تیرا نامہ اور شہروں میں سے تیرا شہر اور محال و گورنروں میں سے تم اس میں مبتلا ہوئے اور اس امتحان کی وجہ سے تو آہ او ہو کر رہے گا یا خدا کی طرف پلٹ جائے گا پس عبید اللہ نے آپ کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک اور آپ کا خاندان یزید کی طرف بھیجا جب اس کے سامنے سر مبارک رکھا گیا تو اس نے حسین بن جراح مرنی کے قول سے تمثیل کیا فلق ہا ما من رجال العزۃ علینا وہم کا نوا علق و اظلمنا ہم ایسے مردوں کی کھوپڑیاں چیرتے بھاڑتے ہیں کہ جو ہمیں عزیز اور ان کی موت ہمارے لیے دشوار ہے لیکن وہ زیادہ مافرقان اور زیادہ ظالم تھے۔ اور آپ سے علی بن الحسین نے کہا اور آپ قید میں تھے اللہ کی کتاب شر کی نسبت او بیت رکھتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبأھا ان ذلک علی اللہ سیر

جو کہ کئی مصیبت زمین میں اور تمہارے نضوں میں نہیں آتی مگر کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے جاری کرتے اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے لکیلا تا سوا علی ما قاتکم ولا تقوہوا بما آتاکم واللہ لا یعب کل عنان فخور کس پر انوس نہ کرو جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور غرضی نہ کرو اس چیز پر جو خدا نے تمہیں دی ہے خدا کسی تکبر اور نادمہ و تحریے کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا "یزید سیخ پا ہو گیا اور اپنی دڑھی سے کھینے لگا پھر اس نے کہا اس آیت کے علاوہ آیت اللہ کی کتاب کی

تیرے ساتھ اور تیرے باپ کے ساتھ ادلریت رکھتی ہے خدا فرماتا ہے ”وہا اصابعکم من مصیبتہ فہما کسبت ایدیکم ویعقوبن کثیر“ جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کے افعال کے کسب کی وجہ سے ہے اور بہت سے گناہ معاف کرتا ہے اے ابن شام ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے پس ان میں سے ایک شخص نے معلوم ملعون بات کہی تو عثمان بن بشیر انصاری نے کہا آپ دیکھیں کہ رسول اللہ ان سے کیا سلوک کرتے اگر آپ انہیں اس حالت میں دیکھتے آپ بھی وہی سلوک ان سے کریں بیزید نے کہا تو نے سچ کہا ہے الھ

اور مناقب وغیرہ میں ہے روایت ہوئی ہے کہ بیزید لعنہ اللہ عقیدہ نبی ہاشم کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ غزوہ مہرہ کو کریں تو عقیدہ سلام اللہ علیہ نے علی بن الحسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا وہ ہمارے سردار اور قوم کے خطیب ہیں پس سید سجاد نے یہ اشعار انشاء فرمائے ”لا تطمعوا ان تھینونا فنکر حکم وان نکف الاذی منکم وتوذونا اللہ یعلم اننا لا نجبکم علی لانلو کم ان لم تحبونا“ یہ طمع و لالچ نہ رکھنا کہ تم تو ہماری اطاعت کرو اور ہم تمہارا اکرام و احترام کریں اور یہ کہ ہم تو اذیت و تکلیف تم سے روکے رکھیں اور تم ہمیں اذیت دو اللہ جانتا ہے کہ ہم تم سے محبت نہیں رکھتے اور تمہیں اس بات پر طاعت کرتے ہیں کہ تم ہم سے محبت نہیں کرتے بیزید نے کہا اے نوخیز لڑکے تم نے سچ بات کہی ہے لیکن تمہارے باپ اور تمہارے دادا نے چاہا کہ وہ امیر ہوں حمد ہے اس خدا کی جس نے ان دو نو کو قتل کیا اور دو نو کا خون بہایا تو آپ نے فرمایا کہ نبوت و امامت ہمیشہ میرے آباد و اجداد کے لیے رہی اس وقت سے کہ جب ابھی تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا اسی لیے تو جناب سیکھ نہتی تھیں کہ میں نے بیزید سے زیادہ سنگ دل

نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ برا اور زیادہ جھاکار کا فرد مشرک دیکھا ہے :

اور کتاب مناقب میں یحییٰ بن حسن سے روایت ہے کہ یزید نے علی بن الحسین علیہ السلام سے کہا آپ کے باپ پر تعجب ہے کہ وہ علی اور علی نام رکھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میرے باپا اپنے باپ سے محبت رکھتے تھے لہذا بار بار انہیں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

سید فرماتے ہیں پھر اس نے حسینؑ کا سر اپنے سامنے رکھا اور عورتوں کو اپنے پیچھے بٹھایا تاکہ وہ سراظر کو دیکھ نہ سکیں پس سر مبارک کو علی بن الحسین علیہما السلام نے دیکھا اور اس کے بعد کبھی بھی سر کا گوشت نہیں کھایا باقی رہیں جناب زینبؑ تو حجب انہوں نے سر حسینؑ کو دیکھا تو اپنا گریبان چاک کر دیا اور غمزوں و مغمموں آواز میں کہا کہ جس سے دل گھبراتے (زخمی خوں)

ہوتے ہیں یا حسینؑ یا حبیب رسول اللہؐ یا بن مکہ و منی یا بن فاطمہ الزہراءؑ سیدۃ النساء یا بن بنت المصطفیٰؐ اے حسینؑ اے رسول اللہؐ کے محبوب اے مکہ و منی کے بیٹے اے فاطمہ زہراؑ کے بیٹے اے مصطفیٰؐ کی بیٹی کے بیٹے۔

راوی کتاب ہے کہ اس بی بی نے ہر اس شخص کو رلا دیا جو مجلس میں موجود تھا اور یزید اس پر اللہ کی لعنتیں ہوں خاموش تھا۔  
پھر بنی ہاشم میں سے ایک خاتون جو یزید کے گھر میں تھی حسینؑ پر نالہ و فریاد کرنے لگی اور وہ پکار کر کہتی تھی یا سید اہل بیتؑ یا بن محمدؐ یا ربیع الارامل والیتامی یا قاتل اولاد الاعدیاء۔ ” اے پیارے لے

اپنے اہل بیت کے سید و سردار اے محمد کے فرزند اے بیوہ عورتوں اور یتیموں کی فصل بہار اے زبردستی ملتی ہوئے والوں کی اولاد کے مقتول،  
 راوی کہتا ہے میں کہی نے اس خاتون کا نالہ و شہین سادہ روپڑا  
 ”و صابریل القلب عن مستقرها و یترک زند الغیظ فی الصد واریاء  
 وقوف بنات الوحی عند طلیقہا بحال بہا شیعیین حتی الاعادیا“  
 وہ چیز خود دل کو اپنی جگہ سے استقرار سے زائل کر دیتی ہے اور غمض و غصہ کے  
 جہنم کو سینہ میں جلا دیتی ہے وحی کی بیٹیوں کا کھڑا ہونا ان کے آزاد  
 کردہ کے سامنے ایسی حالت میں کہ جو پران کا دشمن بھی مالہ و فریاد کرتا  
 ہے اس کے بعد یزید لعنہ اللہ تعالیٰ خیر ان کی چھڑی منگوائی اور اس سے امام  
 حسینؑ کے اگلے دانتوں پر مارنے لگائیں ابوہریرہؓ اس کی طرف متوجہ  
 ہوئے اور کہا وائے ہو تجھ پر اے یزید کیا تو اپنی چھڑی حسین بن قاضی کے  
 مسوڑوں پر لگا رہے ہیں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ کو دیکھا کہ آپ کے دانتوں اور اس کے بھائی کے دانتوں کو چوستے  
 تھے اور کہتے تھے انتما سید اشباب اہل الجنة تم دو تو جو امان جنت  
 کے سردار ہو پس خدا تمہارے قاتل کو قتل کرے اور اس پر لعنت کرے  
 اور اس کے لیے جہنم کی آگ آمادہ کرے اور وہ بری باز گشت ہے،  
 راوی کہتا ہے کہ اس سے یزید سیخ پا ہو گیا اور انہیں وربار سے نکالنے  
 کا حکم دیا تو انہیں کھینچ کر باہر پھینک دیا گیا، راوی کہتا ہے کہ یزید ابن زبیری  
 کے اشعار سے غش کرنے لگا۔ لیث اشیاخی بید ر شصدا جزع  
 الخورج من وقع الاسل لدھلو و امعلو افراء ثم قالوا یا یزید لا تشل



قد قتلنا القوم من ساداتہم وعد لانا بہد رفاعتہم علیٰ عیث ہاشم  
بالمک فلاخبر جاء ولادہی نزلة لست من خندق ان لم انتقم من ہی احد یافعل  
کاش بدر والے میرے بڑے بڑھے دیکھتے خورج کا آہ و تالہ تلوار لگتے سے،  
تو خوشی کا پہلہ بلند کرتے اور کہتے کہ یزید تیرے ہاتھ نسل نہ ہوں ہم نے ان  
کے سرداروں کے سردار کو قتل کیا ہے بدر کی تلافی میں جس میں کوئی کسر نہیں  
ہے بنی ہاشم نے ملک کے لیے کھیل کھیلا نہ کوئی خبر آئی اور نہ وحی نازل ہوئی  
میں قبیلہ خندق سے نہیں اگر میں اولاد احمد سے اس کے کئے کا بدلہ نہ لوں۔

### خطبہ حضرت زینب یزیدلعین کے دربار میں

راوی کتاب ہے کہ حضرت زینب بنت علی بن ابوطالب علیہ السلام کو طری  
ہو گئیں اور انہوں نے فرمایا حمد ہے اللہ کے لیے کہ جو عالمین کا پروردگار  
ہے اور خدا کی رحمت واس کا درود ہو اس کے رسول پر اور اس کی  
ساری آل پر سچ کہا ہے اللہ سبحانہ نے کہ جو اس طرح کتاب ہے ”ثم کان عاقبة  
الذین اساءوا والسوا ان کذبوا بآیات اللہ وکانوا بہ یستہزؤن“  
پھر عاقبت و انجام ان لوگوں کا کہ جنہوں نے بے کام کیے تھے یہ تھا کہ انہوں  
نے بے کام کئے تھے یہ تھا کہ انہوں اللہ کی آیات کی تکذیب کی اور وہ ان کا  
مذاق اڑاتے تھے ”کیا تو گمان کرتا ہے اے یزید جب تو نے زمین کے اطراف  
اور آسمان کے آفاق ہم سے چھین لیے پس ہم اس طرح ہانکے جاتے جیسے قیدی  
ہانکے جاتیں کہ ہم اللہ کے ہاں ذلیل و خوار ہیں اور تیری اس کے ہاں کرامت  
و عزت ہے اور یہ چیز اس کے ہاں تیری قدر و منزلت کی عظمت ہے پس تو

نے ناک اونچی کر لی اور اپنے اطراف میں ناز سے دیکھنے لگا اور توشا و خوش  
ہے کہ دنیا نے تیری طرف رخ کیا ہے اور تیرے امور منظم ہیں اور اب ہمارا  
ملک و سلطنت تیرے لیے انتخاب و مصفا ہو گیا ہے پس تو ٹھہر جا ٹھہر جا  
کیا تو خدا کے عز و جل کا ارشاد بخیر لگیا ہے ”وَلَا يَجْسِبُنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ تَأْمُرَ  
لَهُمْ خَيْرًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ أَنْ تَأْمُرَ لَهُمْ لِيَزَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ گمان نہ کرو  
ان لوگوں کے بارے جنہوں نے کفر کیا ہے کہ ہم نے جو زیادہ مال انہیں دیا  
ہے وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم نے تو انہیں مال اس لیے دیا ہے تاکہ ان کے  
گناہ میں اضافہ ہو اور وہ درودناک عذاب کے مستحق قرار پائیں ”أَمِنَ الْعَدْلُ  
يَا بَنِی الطَّلَاقِ تَخَذِیْكَ حَوَائِثُكَ وَامَّا ثُلُثُكَ وَسَوَّلَكَ بَنَاتُ رَسُولِ اللَّهِ سَاءَ  
قَدْ صَنَعْتَ سَتُورَهُنَّ وَإِدْبِیتَ وَجُوهَهُنَّ“ کیا یہ عدل و انصاف ہے اے  
رسول اکرمؐ کے آزاد کردہ افراد کے بیٹے کہ اپنی آزاد عورتوں اور کیزوں کو  
تو نے پس پر وہ بھار کھا ہے اور رسول زادوں کو قیدی بنا کر ہانک رہا ہے  
اور ان کے پر وہ ان سے چھین کر انہیں آشکار کرے اور دشمن انہیں ایک شہر  
سے دوسرے شہر لے جائیں اور ہر پانی کے گھاٹ اور ہر منزل کے لوگ  
انہیں دیکھیں اور قریبی و دور کے اور بیت و شریف ان کی طرف نگاہ اٹھا  
کر دیکھیں اور وہ اپنا کوئی مرد اور حمایت کرنے والا نہ رکھتی ہوں کوئی امید  
مراقبت و محافظت اس شخص سے ہو سکتی ہے کہ جس نے پاکیزہ لوگوں کے  
جگہ کھائے اور جس کا گوشت شہیدوں کے خون سے لگا ہے وہ کس طرح ہمارے  
خاندان سے کیونہ توڑی ہیں کوئی بھی کرے گا جو تکبر و دشمنی اور بغض و کینہ کے ساتھ  
ہماری طرف دیکھتا ہے اور بے پرواہی سے کہتا ہے لاهلو و استاهلو افرح اتم

قالوا یا یزداد لا تشل ۔ جو خوش ہو کر ہلہلہ کرتے اور کہتے کہ اے یزداد تیرے ہاتھ شل نہ ہوں اور جو ابو عبد اللہ جو انانِ جنت کے سردار کے دانتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی چھڑی ان پر مارتا ہے اس طرح کیوں نہ کہے تو نے تو زخم کو جڑ تک پہنچا دیا ہے اور ذریتِ محمد اور آلِ عبد المطلب میں سے زمین کے ستاروں کے خون بہانے سے جڑ کو کاٹ دیا اور اپنے شاخ اور ٹبروں کو آواز دی اور اپنے گمان میں انہیں پکارا اور غریب تو ان کے انجام سے دوچار ہو گا اور آرزو کرے گا کاش تو شل ہوتا اور گنگ ہوتا اور تو نے وہ کچھ نہ کہا ہوتا جو کہا ہے اور وہ کچھ نہ کیا ہوتا جو کیا ہے خدا یا ہمارا حق لے اور جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے ان سے انتقام لے اور ان پر اپنا غضب نازل فرما جنہوں نے ہمارا حق بھلایا اور ہمارے حامی و مددگاروں کو شید کیا ہے خدا کی قسم تو نے نہیں چھیدا مگر اپنا چمڑہ اور نہیں کاٹا مگر اپنا گوشت اور ضرور تو بارگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ میں وارد ہو گا ان کی ذریت کا خون بہانے کی وجہ سے اور ان کی عزت اور ان سے وابستہ لوگوں کی ہتھک حرمت کرنے کی بنا پر وہاں کہ جہاں خدا ان کی پر اگندگی کو مجتمع کرے گا اور ان کے انتشار کو اجتماع میں بدلے گا اور ان کا حق وصول کرے گا ۔

”ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احواتا بل احياء عند ربہم یسرون“ راہِ خدا میں مارے جانے والوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں رزق کھاتے ہیں اور تیرے لیے اللہ حکم و فیصلہ کرنے والا اور حمد و حکومت کرنے والا اور جبریل ان کی پشت پناہی کرنے والے کافی ہیں اور غریب کہ وہ کس نے تیرے لیے سلطنت

آراستہ کی اور تجھے مسلمانوں کی گردن پر سوار کیا جان لے گا کہ ظالموں کے لیے  
برابرہ ہے اور یہ کہ تم میں سے کون بری جگہ میں ہے اور کس کا لشکر زیادہ  
کمزور ہے اور اگر حواری نہ تھے مجھے تجھ سے خطاب کرنے کی طرف کھینچ لائے  
میں تیرے مقام و منزلت کو کم سمجھتی ہوں اور تجھے سزا نیش و ملامت کرنے کو  
بڑا شمار کرتی ہوں اور تیری سرکوبی کو زیادہ حساب کرتی ہوں لیکن آنکھیں شکلا  
ہیں اور سینہ آتشید ہیں بہت تعجب کی بات ہے کہ نجیب حزب اللہ طلقاء  
حرب شیطان کے ہاتھوں شہید ہوئے یہ ہاتھ ہمارے خون سے آلودہ ہیں اور یہ  
منہ ہمارا گوشت قوت میں ہے ہیں اور ان پاک و پاکیزہ لاشوں پر بھیڑیے  
نوبت نبوت (پیرہ دینے) آتے ہیں اور ان کے سامنے پرندے زمیں  
پر لوٹتے ہیں اگر تو نے بھی غنیمت کے طور پر گرفتار کیا ہے تو غریب ہم  
تیرے لیے غرامت و تاوان ہوں گے اس وقت کہ جب سوائے تیرے  
کردار کے تو کوئی چیز نہ پائے گا اور تیرا پروردگار بعدوں پر ظلم نہیں کرتا  
اللہ کی بارگاہ میں شکایت ہے ادا می پر اعتماد ہے میں تو جتنا کد و فریب  
کو سکتا ہے کر لے اور جتنی کوشش تجھ سے ہو سکتی ہے کر لے اور تمھارے دینے والی  
جد و جہد کر لے پس خدا کی قسم ہمارے ذکر اور یاد کو غور نہیں کر سکتا اور ہماری  
وحی کو ختم نہیں کر سکتا اور ہماری انتہا کو نہیں پاسکتا اور اپنے آپ سے  
اس ننگ و عار کو نہیں دھو سکتا اور نہیں ہے تیری رائے مگر غلط اور نہیں ہیں  
تیرے دن مگر کم تعداد اور نہیں ہے تیری جماعت مگر متلاشی اور تیرے تیرہ  
دن کہ جس میں منادی ندا کرے گا خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر اور حمد  
ہے اس خدا کے لیے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے وہ کہ جس نے ہمارے

پہلے پر سعادت کو تمام کیا اور ہمارے آخری پر شہادت و رحمت کو ختم کیا اور ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے ثواب کو مکمل کرے اور ان کے لیے مزید ثواب کے اسباب چھپا کرے اور ہم پر ان کی جانشینی اچھے طریقے سے کرے وہ رحم کرنے اور محبت کرنے والا ہے ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے (اگرچہ جناب زینب کا یہ سارا خطبہ خصوصاً بیزید جیسے فرعون و قت کے سامنے ایک شاہکار اور کرامت و معجزہ ہے لیکن زیادہ اہم اس گفتگو کا آخری حصہ ہے کہ جس کی برگشت ذکر اہل بیت اور دین اسلام و وحی اور روش حق امامت کی بقا ہے اور حکومت بیزید کی بربادی اور اس وسیع و مرلیض اموی مملکت کے شیرازہ کا بکھر جانا کہ جو اس زمانہ میں نصف معمرہ جہان پر فرمان بردار تھی اور چین کی سرحد سے لیکر وسط افریقہ تک اس کے زیر پرچم ادارہ ہوتی تھی)

اس پر معنی و مفصل خطبہ ثانی کے دوسرا مقابلہ میں بیزید نے کہا یا صبیحۃ محمد من صوائح ما اصنوا الموت علی النواشح داغدیدہ "مورتوں سے نالہ و شیون پسندیدہ و قابل تعریف ہے اور نوحہ کرتے والی مورتوں پر موت کشتی آسان ہے۔"

مؤلف کہتے ہیں کہ ابن عباس نے جو خط بیزید کو لکھا تھا اس میں ہے کہ سب سے بڑی سرزنش اور ملامت تیرا رسول زادوں اور ان کے بچوں اور اہل حرم کو عراق سے شام کی طرف قیدی بنا کر لوٹ مار کر کے بھیج کر لے جانا کہ جس میں تو لوگوں کو ہم پر اپنی قدرت دکھا رہا تھا اور یہ کہ تو نے جین مغلوب و مقہور کیا ہے اور تو اکل رسول پر مسلط ہوا ہے اور اپنے گمان

میں تو نے اپنے کافر و فاجر بدر کے دن کے اپنے خاندان والوں کا انتقام لے رہا ہے اور تو نے اس انتقام اور بدلے کو ظاہر کیا ہے کہ جسے چھپائے ہوئے تھا اور ان کنبوں کو ظاہر کیا ہے کہ جو تیرے دل میں اس طرح چھپے تھے۔ جس طرح آگ چٹاق کے پتھر میں پھپی ہوئی ہے اور تو نے اور تیرے باپ نے خون عثمان کو ان کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا ہے پس دیں و ہلاکت ہے تیرے لیے جزا و صاب کے دن جزا دینے والے اور صاب لینے والے کی طرف سے خدا کی قسم اگر تو میرے ہاتھ کے زخم سے مامون ہے تو قمری زبان کے زخم سے مامون تیرے منہ میں پتھر اور مٹی کے رینے ہوں اور تو کمزور رائے اور تو ہلاک ہونے والا ہے اور تیرے لیے خاک ہے اور تو مذمت شدہ ہے یہ چیز تجھے معذرتہ کر دے کہ تو آج ہم پر کامیاب ہو گیا ہے خدا کی قسم اگر ہم آج تم پر مغرب نہ ہو سکے تو کل حاکم عادل کے دربار میں مزور کامیاب ہوں گے کہ جو اپنے حکم میں ظلم و جور نہیں کرتا اور عنقریب وہ تجھے تیری سریر اور دردناک عذاب کے ساتھ گرفت کریگا اور تجھے دنیا سے مدموم و مدحور کرے گا اور گنہگار کی صورت میں نکال لے جائیگا تیرا باپ نہ ہو سببی دیر استطاعت رکھتا ہے زندگی کر لے جو گناہ تو نے کئے ہیں خدا کے ہاں ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ”والسلام علی من اتبع الهدی“ سلام اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے (علامہ سیرنے منی بصری سے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا معاویہ میں کچھ ایسی باتیں ہیں کہ اگر تمام اہل زین ان میں سے بعض سے دد چار ہوں تو ان کے لیے کافی ہیں اس امر خلافت پر زبردستی کو دہرانا اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر لوگوں کو جاگیریں دنیا زیادہ زبردستی (اپنے

باپ کے زنا کرنے کی بناء پر اپنا بھائی بنا لینا جبرن عدی اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرنا اور یزید سے شخص کو لوگوں کا والی و حاکم بنانا اس نے کہا معاویہ معاویہ کہا کرتا تھا اگر مجھ میں یزید کی محبت نہ ہوتی تو میں اپنی رشد و ہدایت کو دیکھ لیتا)

شیخ مفید نے کہا ہے فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام نے کہا جب ہم یزید کے سامنے جا بیٹھے تو ہمارے لیے اسے رقت و تری پیدا ہوئی پس ابن شام میں سے ایک سرخ رنگ کا شخص یزید کی طرف کھڑا ہوا اور کہا اے امیر... یہ لڑکی اس کی مراد میں تھی (اس نے مجھے معین کیا خ ل) مجھے بخش دے اور میں (اور وہ خ ل) خود بھرت لڑکی تھی پس میں کا پٹنے لگی اور میں نے گمان کیا کہ شاید ان کے لیے یہ جائز ہو تو میں نے اپنی پھوپھی زینب کا دامن پکڑ لیا اور وہ بناب جانتی تھیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو میری پھوپھی نے اس شامی سے کہا تو نے جھوٹ بکا خدا کی قسم اور کمینگی کا اظہار کیا خدا کی قسم یہ نہ تیرے لیے جائز ہے اور نہ اس کے لیے پس یزید سیخ پا ہو گیا اور اس نے کہا تم نے جھوٹ بولا ہے خدا کی قسم یہ میرے لیے جائز ہے اگر میں ایسا کرتا چاہوں تو کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہرگز خدا نے تیرے لیے یہ جائز نہیں قرار دیا مگر یہ کہ تو ہماری ملت و دین سے نکل جائے اور کوئی دوسرا دین اپنالے پس یزید اس سے آگ بگولہ ہو گیا اور کہا کہ مجھ سے اس قسم کی گفتگو تم کرتی ہو دین سے تو تمہارا باپ اور تمہارا بھائی نکل گیا تو جناب زینب علیہا السلام نے فرمایا میرے باپ اور میرے بھائی کے دین سے تو تے اور تیرے باپ نے ہدایت حاصل کی ہے اگر تو مسلمان ہے تو اس یمن نے کہا تو نے جھوٹ

بولائے دشمن خدا آپ نے فرمایا تو امیر و حاکم سے ظلما گالیاں دیتا ہے اور اپنی سلطنت کی بناء پر جبر و قہر کرتا ہے گویا کہ وہ لعین شرما گیا اور خاموش ہو گیا شامی نے دوبارہ وہی بات دہرائی اور کہا مجھے یہ لڑکی بخش دو تو زید نے اس سے کہا تم ہو جا خدا تجھے حتی موت دے۔

اسی طرح کچھ اختصار کے ساتھ سبط نے تذکرہ میں ہشام بن محمد سے جیسا کہ صدوق نے مالی میں اور ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے مگر یہ کہ ان دونوں نے فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام کی جگہ فاطمہ بنت علی علیہ السلام کا ذکر کیا ہے (اور شیخ ابن منککے مقتل میں ہے اور ابی شام زید کو فتح کی مبارک باد دیتے تھے پس ان میں سے ایک سرخ رنگ کا شخص پیلی آنکھوں والا کھڑا ہو ہو گیا اور اس نے جناب فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور وہ خود بصورت بھی تھی اور کہا اے امیر..... یہ لڑکی مجھے بخش دیجئے تو جناب فاطمہ نے اپنی چھوٹی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یتیم بھی ہوئی اور اب خادم بھی بنائی جاؤں گی پس جناب زینب نے فرمایا نہیں خدا کی قسم یہ کرامت و عزت نہ تیرے لیے ہے نہ اس کے لیے مگر یہ کہ یہ ہمارے دین سے نکل جائے پس اس پیلی آنکھوں والے نے اپنی بات کا اعادہ کیا تو زید نے کہا خدا تجھے فیصلہ کن موت دے اس کے بعد ابن زبیری کے اشعار سے متشکل کیا "لیت اشیاخی۔

اور اس سے یہ شعر ذکر کیا اور "فاہلوا والا شعرا" اور اس کا قول "قد قتلنا" اس کے بعد کہا ہے پس زینب بنت علی علیہ السلام کھڑی ہو گئیں اور کہا الحمد للہ رب العالمین وصلى الله على رسوله وآله اجمعین



صدق اللہ کذلک اور اس کے بعد کہا ہے کہ یزید نے ایک خطیب کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ منبر پر جائے پھر اس طرح ذکر کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے جیسے سید نے ذکر کیا ہے مثیر (لاخوان)

اور عوف بن ہبے پس اہل شام میں سے ایک شخص نے دیکھا فاطمہ بنت حسین علیہ السلام کی طرف اور کہا اے امیر۔۔۔ مجھے یہ لڑکی بخش دے پس جنت فاطمہ نے اپنی بھوپھی جان میں یتیم بھی ہوئی اب خادہ بھی بنائی جاؤں گی تو خباب زینب نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے اور اس فاسق کے لیے کوئی کرامت و عزت نہیں پس شامی نے کہا یہ لڑکی کون ہے تو یزید نے کہا یہ فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام ہے اور یہ زینب بنت علی علیہ السلام ہے تو شامی نے کہا حسین بن فاطمہ۔ وعلی بن ابی طالب یزید نے کہا ہاں تو شامی نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے۔

اے یزید کیا تو اپنے نبی کی عزت کو قتل کرتا ہے اور اس کی ذریت کو امیر و قید کرتا ہے خدا کی قسم میں نے وہم و گمان نہیں کیا مگر یہ کہ وہ آدم کے قیدی ہیں پس یزید نے کہا خدا کی قسم میں تجھے انہیں سے ملحق کرتا ہوں پھر اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

اور امامی صدق میں ہے پھر یزید لعنہ اللہ حسین علیہ السلام کی خواہش کے لیے حکم دیا کہ انہیں علی بن الحسین علیہ السلام کے ساتھ ایسے قید خانے میں قید کیا گیا کہ جو انہیں گرمی و سردی محفوظ نہیں رکھتا تھا یہاں تک کہ ان کے چہروں کے رنگ متغیر ہو گئے۔

اور عوف بن ہبے راوی نے کہا ہے اور یزید نے خطیب کو بلایا اور اس

کو حکم دیا کہ وہ منبر پر جائے اور حسین اور ان کے باپ صلوات اللہ علیہما کی مذمت کرے پس وہ منبر پر گیا اور اس نے امیر المومنین اور حسین شہید علیہما السلام کی مذمت اور معاویہ و یزید کی مدح میں مبالغہ سے کام لیا پس علی بن الحسین علیہ السلام نے حج کر کے مدین و ہلاکت ہو تیرے لیے اے خطیب تو نے مخلوق کی رضا خالق کی ناراضگی کے بدلے خرید کی ہے پس اپنے رہتے کی جگہ جہنم کی آگ سمجھ لے، اور ابن سنان خفاجی نے امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی تعریف و توصیف میں بڑا اچھا کہہا ہے "اعلیٰ المنابر تعلون بسبہ و بسیفہ نصبت لکم اعدوا ہامبروں پر اسے علی الاعلان سب و شتم کرتے ہو حالانکہ اس کی تلوار ہی سے منبروں کے تختے نصیب ہوئے ہیں مولف کہتے ہیں خفاجی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن سنان شاعر ابن سنان کے لقب سے مشہور ہے جو نبی عامر کے خفاجہ کی طرف منسوب ہے نیز اس کے اشعار میں سے ہے "یا امة کفرت و فی اقواہاء حقن فیہ ضلالہا و بشادہاء اعلیٰ المنابر تعلتون و بسیفہ نصبت لکم اعدوا ہاء تلک الخلائق مدریۃ مقل الحسن و علیہ السلام اے وہ امت جو کافر ہو گئی ہے حالانکہ ان کی تریان پر قرآن ہے کہ میں میں ان کی ضلالت و ہدایت ہے، کیا منبروں پر اس شخص کے سب و شتم کا اعلان کرتے ہو کہ جس کی تلوار سے اس کے تختے نصیب ہوئے ہیں جنگ بدر سے تم سینہ میں کینہ رکھتے ہو حسین کی شہادت انہیں چھپے ہوئے کیوں میں سے ایک ہے۔

## علی بن الحسین کا خطبہ

اور بحار میں ہے اور صاحب مناقب وغیرہ نے بھی کہا ہے کہ روایت ہے کہ یزید نے منبر اور خطیب کے بارے میں حکم دیا تاکہ وہ حسین اور علی علیہما السلام کی برائیاں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کی لوگوں کو خبر دے پس خطیب منبر پر گیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد حضرت علی اور حسین علیہما السلام کی بہت برائی کی اور معاویہ اور یزید کی تعریف میں طول دیا اور ان دونوں کا ہر اچھی صفت کے ساتھ ذکر کیا۔

راوی کہتا ہے کہ پس علی بن الحسین علیہ السلام نے چرخ کر کہا اے خطیب ویل و ہلاکت ہو تیرے لیے تو نے غلو کی رضا و خوشنودی خدا کی ناراضگی کے بدلے خرید کی ہے پس تیرا مستقر اور رہنے کی جگہ جہنم کی آگ ہے اس کے بعد علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اے یزید مجھے اذن دے تاکہ میں ان کھڑکیوں پر جا کر ایسی باتیں کر دوں کہ جن میں اللہ کی رضا اور ان اہل جلسہ کے لیے ان میں اجر و ثواب ہو۔

راوی کہتا ہے کہ پس یزید نے اس بات کا ان سے انکار کیا پس لوگوں نے کہا اے امیر۔۔۔ ان کو اذن دیجئے تاکہ یہ منبر پر جائیں شاید ہم کوئی چیز ان سے سن سکیں تو یزید نے کہا اگر یہ منبر پر گیا تو میری اور آل ابوسفیان کی قضیوت در سواٹی کرتے کے بغیر نہیں اترے گا پس کہا گیا اے امیر۔۔۔ یہ بیمار کماں اچھا خطبہ دے سکتا ہے تو یزید نے کہا یہ ان اہل بیت میں سے ہے کہ جنہیں علم اس طرح دیا گیا ہے جیسے کبوتر اپنے بچہ کو دانہ

بھرتا ہے پس وہ لوگ مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ یزید نے آپ کو اذن دیا پس آپ منبر پر گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد ایسا خطبہ دیا کہ جس سے آنکھوں کو رلایا اور دلوں میں دھڑکن پیدا کی اس کے بعد فرمایا اے لوگو! میں چھ چیزیں عطا ہوئی ہیں اور میں سات فضیلتوں سے نوازا گیا ہے میں علم، حلم و بردباری، جود و سخا، فصاحت و بلاغت، شجاعت و بہادری اور مؤمنین کے دلوں میں مودت و محبت دی گئی ہے اور میں ان فضائل سے نوازا گیا ہے کہ ہم میں سے نبی فخر محمد ہیں اور ہم میں سے صدیق، اور ہم میں سے طیار (جو ملائکہ کے ساتھ منبر پر وں سے پڑا کرتے ہیں) اور ہم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور ہم میں سے اس امت کے دو سبط ہیں جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا تو میں اسے اپنے حبیب و نسب کی خبر دیتا ہوں اے لوگو! میں کہہ دیتی کا بیٹا ہوں میں زمر و صف کا بیٹا ہوں آخر خطبہ تک۔

مؤلف کہتے ہیں اور کامل بھائی میں ہے کہ آنجناب نے یزید سے سوال کیا تھا کہ آپ جمعہ کے دن خطبہ دیں تو اس نے کہا تھا کہ ہاں تو جب جمعہ کا دن آیا تو یزید نے ایک ملعون کو حکم دیا کہ وہ منبر پر جائے اور جو کچھ اس کی زبان پر آئے براہیوں میں سے وہ حقارت علیؑ اور جناب حسین علیہما السلام کے بارے میں کہے اور شیخیں کی مدح و ثنا اور تشکر کے بارے میں تقریر کرے پس وہ ملعون منبر پر گیا اور ان باتوں میں سے جو کچھ چاہا کہا پس امام علیہ السلام نے فرمایا مجھے بھی اذن دوتا کہ میں بھی خطبہ پڑھوں تو یزید نام و دشمنان ہو اس چیز پر جو آپ سے اذن دینے کے متعلق وعدہ کیا تھا پس آپ کو

اجازت نہ دی پس آپ کے بارے میں لوگوں نے سفارش کی تو وہ سفارش بھی قبول نہ کی اس کے بعد اس کے بیٹے معاویہ نے اس سے کہا جو کہ کم سن تھا اسے بابا اس کا خطبہ کہاں تک پہنچ سکتا ہے اس کو اجازت دو تو یزید نے کہا تم ان لوگوں کے بارے میں شک و شبہ کا شکار یہ علم اور فصاحت و بلاغت کے حادث ہیں اور مجھے خوف ہے کہ اس کے خطبہ سے فتنہ و فساد کھڑا ہو جائے کہ جس کا وبال ہم پر پڑے اس کے بعد اس نے اجازت دی تو آپ ممبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا "الحمد لله الذی لا بدایۃ له والذی لا ینفاد لہ والاول الذی لا اول ولا ولیۃ والآخر الذی لا آخر لا خریۃ والباقی بعد خضاء الخلق قدر اللیال وایام وقسم فیما بینہم الاقسام فقیارک الله الملک العلام -

حمد ہے اس خدا کے لیے جس کی ابتدا نہیں ہے وہ ابدا دائم ہے جس کے لیے ختم ہونا نہیں وہ اول ہے کہ جس کی اولیت کے لیے کوئی اول نہیں اور وہ آخر ہے کہ جس کی آخریت کے لیے کوئی آخر نہیں وہ جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد باقی ہے جس نے راتوں اور دنوں کو مقدر کیا ہے اور ان کے درمیان تقسیم قرار دیا ہے پس بابرکت ہے وہ اللہ جو بادشاہ و سب سے زیادہ جانتے والا ہے۔

آپ نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم، حلم، شجاعت، سخاوت اور مؤمنین کے دلوں میں محبت عطا کی اور ہم میں سے رسول اور ان کے وحی ہیں اور سید الشہداء ہیں اور جعفر ہیں جو جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور اس امت کے دو سبط ہیں اور وہ حمزہ ہیں جو جہاں کو قتل کریں

گئے اے لوگو جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا تو میں اسے اپنے  
 حسب و نسب سے متعارف کرتا ہوں میں مکہ و مدینہ کا بیٹا ہوں میں نرم مزاج  
 بیٹا ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جس نے رکن کو اطراف رو اسے اٹھایا میں اس کا  
 بیٹا ہوں جو چادر درو پہننے والوں میں سے بہترین ہیں میں اس کا بیٹا ہوں  
 جسے مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا میں اس کا بیٹا ہوں جسے مدینۃ المنقہ تک پہنچایا  
 گیا میں اس کا بیٹا ہوں جو قریب ہو پس بھکا اور قاب قوسین اداؤں کی منزل  
 پر فائز ہوا میں اس کا بیٹا ہوں جس کی طرف خدائے جلیل نے وحی کی جو وحی  
 کی میں اس حسین کا بیٹا ہوں جو کریم کے شہید ہیں میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں میں  
 محمد مصطفیٰ کا بیٹا ہوں میں قافلہ زہرا کا بیٹا ہوں میں سدرۃ المنقہ کا بیٹا ہوں میں  
 شجرہ طرب کا بیٹا ہوں میں خون میں لت پت ہونے والے کا بیٹا ہوں میں اس  
 کا بیٹا ہوں جس پر جنات تاریکی میں روئے میں اس کا بیٹا ہوں جس پر پرندوں  
 نے فضا میں فوج کیا جیب آپ کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو لوگوں کے گریہ و زاری  
 اور زناہ و شیرین کی آواز بلند ہوئی اور یزید لعنہ اللہ کو قتل و فساد کا خوف لاحق  
 ہوا تو اس نے مؤذن کو نماز کی آذان کہنے کا حکم دیا پس مؤذن کھڑا ہوا اور اس  
 نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر بیٹیک اللہ اکبر و اعلیٰ و اجل و اکرم ہے ان تمام سے کہ  
 جن کا مجھے خوف و ڈر ہو سکتا ہے۔ جیب اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ تو  
 امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں ہر گواہی دینے والے کے ساتھ  
 اور ہر شکر پر و بھڑو اتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس کے  
 علاوہ کوئی پروردگار نہیں پس جیب مؤذن نے کہا "اشہد ان محمداً  
 رسول اللہ" تو آپ نے اپنے سر سے علامہ اٹھایا اور مؤذن سے کہا میں تجھ سے

اس مژدے کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو جا پھر آپ یزید کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے یزید یہ عزیز و کریم رسول میرے نانا ہیں اگر تو کہے کہ تیرے نانا ہیں تو جاننے والے جانتے ہیں کہ تو بھول ہے اور اگر تو کہے کہ میرے نانا ہیں تو پھر نے میرے باپ کو ظلم کیوں شہید کیا ہے اور کیوں ان کا مال لوٹا ہے اور کیوں ان کی عزت کو قید کیا ہے یہی آپ نے یہ کہہ کر اپنا گریبان چاک کیا پھر رو کر فرمایا خدا کا قسم اگر دنیا میں کسی کا نانا رسول اللہ ہیں تو وہ میرے علاوہ کوئی نہیں تو پھر اس شخص نے میرے باپ کو ظلم و ستم سے کیوں شہید کیا ہے اور ہمیں روم کے قیدیوں کی طرح کیوں قید کیا ہے پھر آپ نے فرمایا اے یزید تو نے یہ سب کچھ کیا ہے پھر بھی کہتے ہو خدا اللہ کے رسول ہیں اور قید کی طرف رخ کرتے ہو پس دیں و ہلاکت ہے تیرے لیے قیامت کے دن جہاں تجھ سے غامضت میرے نانا اور میرے باپ کریں گے پس یزید نے چیخ کر مژوں سے کہا کہ نماز کی اقامت کہو پس لوگوں کے درمیان عظیم ہمہم اور زمرہ بپا ہوا اور بعض نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اور بعض نے نہ پڑھی جہاں تک کہ لوگ متفرق ہو گئے۔

راوی کہتا ہے پھر حضرت زینب نے یزید کی طرف کسی کو بھیجا اور اس سے حسین پر ماتم بپا کرنے کی اجازت چاہی پس اس نے اجازت دیا اور انہیں دارا بجا رہیں ایک مکان دیا گیا پس وہاں انہوں نے سات دن تک مجلس و ماتم بپا کیا اور ہر دن ان کے پاس عورتوں کی بے شمار جماعت جمع ہوتی پس لوگوں نے چاہا کہ وہ یزید کے گھر پر ہجوم کر کے اسے قتل کر دیں بہت مردان کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے یزید سے کہا اہل بیت حسین کا شام میں توقف اور ٹھہرنا

تمہارے لیے مصلحت نہیں پس انہیں تیار کر کے مجاز کی طرف بھیج دو پس اس نے ان کے لیے سامان سفر تیار کیا اور انہیں مدینہ کی طرف بھیجا۔

مؤلف کہتے ہیں اور صاحب مناقب نے مدائنی سے نقل کیا ہے کہ جب سید سجاد نے اپنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے انتساب بتایا (کہ وہ تربت رسول میں سے ہیں) تو یزید نے جلاوٹے کہا کہ اسے اس باغ میں لے جا کر قتل کر دے اور اس میں اسے دفن کر دے پس وہ آپ کو لے کر باغ میں گیا اور قبر کھودنے لگا اور سید سجاد نماز پڑھتے رہے پس جب اس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اسے فضا سے ایک ہاتھ نے ایسی ضرب لگائی کہ وہ منہ کے بل گر پڑا اور نعرہ مار کر مدہوش ہو گیا پس خالد بن یزید نے اسے دیکھا کہ وہ مرجھا رہا ہے تو اس نے جا کر اپنے باپ کو اس کا فقہ سنایا تو یزید نے حکم دیا کہ جلاوٹ کو اس گھر سے بس دفن کرنے اور سید سجاد کو چھوڑ دینے کا اور کہا ہے کہ زین العابدین علیہ السلام کی قید کی جگہ اس وقت مسجد ہے۔

اور صاحب بھائے نے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جب حضرت علی بن الحسین کو ان کے اہل بیت کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس لے آئے تو انہیں ایک گھر میں قرار دیا پس ان میں سے بعض نے کہا ہمیں اس گھر میں اس لیے قرار دیا گیا ہے تاکہ یہ ہم پر گر پڑے اور ہمیں قتل کر دے تو بائو نے ردی زبان میں ایک دوسرے سے کہا ان کی طرف دیکھو کہ انہیں اس بات کا خوف ہے کہ ان پر یہ مکان نہ گر جائے حالانکہ کل انہیں نکالا جائے گا اور قتل کر دیا جائیگا تو علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا ہم میں میرے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ جو رومی زبان اچھی طرح جانتا اور اہل مدینہ کے نزدیک "رطانہ" رومی



زبان کو کہا جاتا ہے۔

(اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دستگاہ حکومت میں کچھ مامورین ایجنسی اور بدعقیدہ یا عقیدہ اسلامی کے مخالف تھے کہ جن سے خدمت لی جاتی تھی تاکہ دین کے مخالف احکام یا دینداروں کی نسبت بیباک ہوں اور کوئی لحاظ نہ کریں اور بعید نہیں کہ یہ خارجی مشرعوں کے ذریعہ ہوں اور نظام اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کر کے یلے اس حکومت میں وارد ہوئے ہوں۔

ہمارے شیخ محدث ذریعہ اور علامہ مجلسی نے دعوات راوندی سے نقل کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ جب بیمار امام کو بیزید کے پاس لے گئے تو اس کا ارادہ تھا کہ آپ کو بھی شہید کر دے لہذا انہیں اپنے سامنے کھڑا کیا اور ان سے سوالات کئے تاکہ آپ کی کسی بات کو بہانہ بنا کر آپ کو شہید کر سکے لیکن آپ اس سے نرمی و مدارات سے گفتگو کرتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں تسبیح تھی کہ جسے انگلیوں سے پھرتے تھے اور گفتگو بھی کرتے تھے تو بیزید نے کہا کہ میں تم سے مشغول گفتگو ہوں اور تم تسبیح پھیر رہے ہو یہ کام کس طرح درست ہے آپ نے فرمایا میرے باپ نے میرے نانابا غیر اکرم سے روایت کی ہے کہ آپ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور کسی سے کوئی بات نہ کرتے یہاں تک کہ تسبیح بیکر کہتے خدا بایں نے صبح کی ہے میں تیری بیعت تجید تجلیں تکبیر و تحمید کرتا ہوں اتنی تعداد میں کہ جتنی مرتبہ اپنی تسبیح کو پھیروں اور پھر تسبیح ہاتھ میں لیکر اسے پھرتے رہتے اور جس سے چاہتے گفتگو کرتے بغیر اس کے کہ تسبیح پڑھیں اور فرماتے اس کے لیے تسبیح کے ثواب کا حساب ہو گا اور وہ اس کے لیے حرز جان ہے یہاں تک کہ بستر کی طرف لوٹے اور جب بستر پر جا

تو اسی پہلے قول کی طرح کہہ کر تسبیح سر کے نیچے رکھ دے تو وہ اس کے لیے حجاب ہو گیا اس وقت سے لیکر مخصوص وقت تو میں نے یہ اپنے نانا کی افتاء کرتے ہوئے کیا ہے پس یزید نے آپ سے کئی مرتبہ کہا میں تم میں سے کسی سے بات نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ ایسا جواب دیتا ہے جس سے وہ مجھ پر غالب ہو جاتا ہے اور آپ سے درگزر کیا اور آپ کو صلہ دیا اور آپ کو چھوڑ دینے کا حکم کیا۔

بعد سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور یہ اقبال بھی ہے کہ رسول خدا ہوں اس قرینہ سے کہ مخاطب امیر المومنین کی فضیلت کا تو ثافل ہی نہیں تھا۔

اور مملوف میں ہے راوی کہتا ہے کہ یزید نے اس دن علی بن الحسین علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ آپ کی تین حاجات پوری کرے گا پھر ان کے بارے میں حکم دیا ایسی منزل و مکان کا کہ جو انہیں گرمی اور سردی سے محفوظ نہیں رکھ سکتا تھا پس وہ اس میں رہے یہاں تک کہ ان کا چہرہ متغیر ہو گئے اور عتیقہ مدت وہ اس شہر میں رہے حسین علیہ السلام پر فوج دزاری کرتے رہے۔

جناب سکینہ کنتی ہیں کہ جب ہمارے قیام کو چار دن گزر گئے تو میں نے ایک خواب دیکھا اور مجھے وہ طویل خواب یاد ہے اس کے آخر میں کہتی ہیں میں نے ایک خاتون دیکھی جو ایک ہودج میں سوار ہے اور اس نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا ہوا ہے پس میں نے اس کے بارے میں سوال کیا تو مجھ سے کہا گیا یہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہما تیرے باپ صلوات اللہ علیہ کی ماں ہیں تو میں نے کہا خدا کی قسم میں ضرور ان کے پاس جاؤں گی اور انہیں بتاؤں گی جو کچھ ہمارے ساتھ کیا گیا ہے پس میں نے ان تک پہنچنے میں پوری کوشش کی۔

یہاں تک کریں انہیں جا ملی پس میں ان کے سامنے کھڑی ہو کر رونے لگی اور میں نے کیا اے مادر گرامی خدا کی قسم انہوں نے ہمارے حق کا انکار کیا اے امی جان انہوں نے بخدا ہمارے اجتماع کو متفرق کر دیا مادر گرامی خدا کی قسم ہمارے حریم کو میاح سمجھا امی جان ہمارے باپ حسین کو خدا کی قسم انہوں نے شہید کر دیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا سیکینہ خاموش ہو جاؤ تو میں نے میرے دل کی رگ کاٹ دی یہ تیرے باپ کی فیصل ہے کہ جو کبھی مجھ سے جدا نہیں ہوتی یہاں تک کریں اس کے ساتھ بارگاہ خدا میں حاضر ہوں گی۔

شیخ ابن نمائے کہا ہے اور جناب سیکینہ نے عالم خواب میں دیکھا جب کہ وہ دمشق میں تھیں گویا تو رکے پانچ تلتے آرہے ہیں اور ہر تاقہ پر ایک بزرگ ہیں کہ جنہیں ملائکہ نے گھیر رکھا ہے اور ان کے ساتھ ایک خادم ہے جو چل رہا ہے پس وہ تلتے گود گئے لیکن وہ خادم میری طرف بڑھا اور میرے قریب آیا اور کہا کہ اے سیکینہ تیرے نانا تجھ پر سلام کر رہے تھے تو میں نے کہا رسول اللہ پر سلام اے رسول اللہ کے قاصد تم کون ہو کیا میں جنت کے خادم میں سے ایک خادم ہوں میں نے کہا یہ بزرگ کون لوگ تھے جو ناقوں پر سواستھے تو اس نے کہا کہ پہلے حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ السلام تھے اور دوسرے ابراہیم علیہ السلام تھے اور تیسرے موسیٰ علیہ السلام تھے اور چوتھے روح اللہ علیہ السلام تھے تو میں نے کہا یہ جو اپنی ریش اقدس کو پکڑے ہوئے تھے کبھی گرتے اور کبھی اٹھتے تھے یہ کون تھے اس نے کہا وہ آپ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ تھے میں نے کہا وہ کہاں جا رہے تھے تو اس نے کہا آپ کے بابائین علیہ السلام کے پاس پس میں آگے بڑھی آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ

میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کے بعد ظالموں نے ہم سے کیا سلوک کیا پس میں اسی  
حالت میں تھی کہ اچانک نور کے پانچ ہودج میں ایک خاتون تھی تو میں نے  
کہا یہ آنے والی خواتین کون ہیں تو اس نے کہا کہ پہلی جناب حوا ام البشر ہیں۔  
دوسری آسیہ بنت مزاحم ہیں اور تیسری مریم بنت عمران اور چوتھی خدیجہ بنت  
نخیلہ ہیں اور پانچویں کہ جس نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا ہوا ہے اور جو کبھی  
گرتی اور کھیتی تھی ہیں یہ آپ کی دادی فاطمہ بنت محمد آپ کے باپ کی مادر  
گرامی ہیں تو میں نے کہا خدا کی قسم میں ضرور انہیں خبر دوں گی جو کچھ ہمارے ساتھ  
کیا گیا ہے پس میں انہیں جاملی اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگی اور  
میں کہتی تھی اے مادر گرامی خدا کی قسم انہوں نے ہمارے حق کا انکار کیا اے  
مادر محترم خدا کی قسم انہوں نے ہمارے اجتماع کو افتراق و جدائی میں بدل دیا اے  
مادر مہربان انہوں نے خدا کی قسم انہوں نے ہمارے حرم کو مباح سمجھا اے مادر  
خدا کی قسم انہوں نے ہمارے بابا حسینؑ کو شہید کر دیا تو آپ نے فرمایا سیکھنا اپنی  
آواز کو روک لو تو نے میرے جگر کو جلا دیا اور میرے دل کی رگ کاٹ دی  
یہ تمہارے بابا حسینؑ کی قمیص ہے جو مجھ سے جدا نہیں ہوئی یہاں تک کہ میں اس  
کے ساتھ قنارہ پروردیگار حاصل کروں پھر میں بیدار ہو گئی اور میں نے چاہا کہ  
اس خواب کو چھپائے رکھوں لیکن میں نے اپنے گھروالوں کو بتایا تو یہ لوگوں  
کے درمیان شائع و مشہور ہو گیا۔

اور بخار میں کہا ہے اور نزدیک تو مجھ سے نقل ہوا ہے وہ کہتی ہے  
میں سوئی ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھل گیا ہے اور ملائکہ  
فزع و رفوع حسین علیہ السلام کے سر کی جانب اتر رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں

اسلام ملیک یا ابا عبد اللہ اسلام ملیک یا بن رسول اللہ میں اسی حالت میں تھی کہ اچانک میں نے ایک بادل دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہا ہے اور اس میں بہت سے مرد ہیں ان میں ایک مرد میں کارنگ موتی کی طرح صاف و شفاف اور چاند ایسا چہرہ ہے وہ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھا یہاں تک کہ وہ حسینؑ کے اگلے دندان مبارک پر جھک کر ان کے بوسے لینے لگا اور وہ کہہ رہا تھا اے میرے بیٹے! اتوں نے تجھے قتل کیا کیا تو سمجھتا ہے کہ انہوں نے تجھے بچا یا نہیں اور پانی پینے سے تجھے روک دیا اے میرا بیٹا میں تیرا نانا رسول اللہ ہوں اور یہ تیرا باپ علی مرتضیٰ ہے اور یہ تیرا بھائی حسن ہے اور یہ تیرا چچا جعفر ہے اور یہ عقیل ہے اور یہ دو فخرہ اور عباس ہیں پھر آپ اپنے خاندان کے افراد کو یکے بعد دیگرے شمار کرتے گئے۔

جنت کہتے ہیں کہ میں گھبراہٹ میں ڈر کر میں اٹھ بیٹھی اور اچانک فوراً روشنی حسین علیہ السلام کے سر پہ پھیلی ہوئی تھی پس میں نے یہ دیکھ کر تلاش کرنا شروع کیا وہ ایک تاریک کمرے میں تھا اور اس نے اپنا منہ دیوار کی طرف کیا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا مجھے حسین سے کیا سروکار تھا اور اس کو سب دنیا کے ہم و غم گھیرے ہوئے تھے پس میں نے اسے یہ خواب بتایا لیکن وہ سر نہ بچے کئے ہوئے تھا۔

راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی تو اس نے رسول اللہ کے ابن حرم کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ ان سی چیز تمہیں نہ یاد ہے پسند ہے میرے ہاں قیام کرنا یا مدینہ کی طرف واپس جانا اور تمہارے لیے بلند جائزہ و انعام ہے تو انہوں نے کہا سب سے پہلے تو ہم دوست رکھتے ہیں کہ ہم حسین علیہ السلام پر تو حورو زاری

کریں اس نے کہا جو کچھ تمہارے بچے میں آئے کرو پھر ان کے لیے مجھے اور  
 مکانات دمشق میں خالی کر آئے گئے اور کوئی ہاشمی اور قریشی عورت باقی نہیں  
 رہی مگر یہ کہ انہوں نے غم حسین میں سیاہ لباس پہنا اور سات دن تک جیسا کہ  
 نقل ہو رہا ہے آپ پرندہ اور گریہ و ندامت کی کیا گیا شیخ ابن تمار رحمہ اللہ نے  
 کہا ہے اور خواتین اہل بیت دمشق میں یتیم کی مدت میں دسویں کے ساتھ  
 نادر و شیون گریہ اور آہ و بکا کرتے ہوئے ان قیدیوں کی مصیبت غم تھی اور  
 دسویں پیر مردہ ایسی کہ جس کا کوئی علاج نہ تھا اور انہیں ایسی جگہوں میں  
 رکھا گیا کہ جو انہیں گرمی و سردی سے محفوظ نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ نازک بدنوں  
 کا پتھر کہ جو پس پردہ بڑے ہوئے تھے پھول گیا اور خون جاری ہوا صبر و شکیبائی  
 کو ترجیح کر گئی اور جزع و فزع نے مقام کر لیا اور حزن و ملال ان کا دیم و حلیس  
 ہو گیا۔

## حسین کی چھوٹی بچی کا خواب

کامل بہائی میں ہے کتاب حادیہ سے منقول ہے کہ اہل بیت کی خواتین نے  
 چھوٹے بچوں سے ان کے آباد و بزرگوں کی شہادت ختمی رکھی تھی اور ان سے  
 کہتی تھیں کہ تمہارے باپ سفر پر گئے ہوئے ہیں اور یہی حالت تھی یہاں تک  
 کہ یزید نے حکم دیا کہ انہیں اس کے گھر میں داخل کیا جائے اور امام حسین  
 علیہ السلام کی ایک چھوٹی سی بچی تھی جس کی عمر چار سال تھی وہ ایک نیند سے بیدار  
 ہوئی اور کہا میرے بابا حسین کہاں ہیں میں نے ابھی ابھی انہیں خواب میں اضطراب

شدید میں دیکھا ہے جب خواتین نے یہ سنا تو وہ رونے لگیں اور ان کے ساتھ سب بچے رونے لگے اور واویلہ کی صدا بلند ہوئی پس یزید کی نیند اکھڑ گئی اور اس نے کہا کہ کیا بات ہے واقعہ کی جستجو کی گئی تو یہ قصہ اس سے بیان کیا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کے باپ کا سر اس کی جانب لے جایا جائے پس سر مبارک لے آئے اور وہ اس کی گود میں رکھ دیا گیا تو اس بچی نے کہا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا تیرے باپ کا سر ہے پس بچی گھبرا گئی اور چیخ ماری اور بیار ہو گئی اور انہیں دلوں غلام میں فوت ہو گئی

اور یہی روایت بعض تالیفات میں زیادہ تفصیل سے لکھی گئی ہے اور اس میں ہے کہ پس سر مبارک اس کی طرف لے آئے جو ایک ریتی (سبز رنگ) رومال سے ڈھکا ہوا تھا پس وہ اس کے سامنے رکھا گیا اور اس سے رومال ہٹایا گیا تو اس نے کہا یہ کس کا سر ہے تو انہوں نے کہا یہ تمہارے باپ کا سر ہے پس بچی نے اسے ملوث سے اٹھا کر سید سے لگا لیا اور وہ کہہ رہی تھی بابا جان کس نے آپ کو آپ کے خون سے خضاب لگایا بابا کس نے آپ کی گرون کی ریش کاٹ دیں بابا کس نے مجھے صغریٰ میں یتیم کیا اے بابا تیرے بعد کون باقی ہے کہ جس سے ہم امید رکھیں اے بابا اس یتیم کا برٹے ہوئے تک کون کہیں ہے اور اسن بچی کے اس قسم کے کلمات ذکر کیے ہیں یہاں تک کہ کہا اس کے بعد اس بچی نے اپنا منہ آبغاب کے دھن مہارک پر رکھ دیا اور شدت سے روتی رہی یہاں تک کہ اسے غشی طاری ہوئی جب اسے حرکت دی ہلایا تو اچانک اس کی روح دنیا سے رخصت ہو چکی تھی جب اہل بیت نے دیکھا جو کچھ اس بچی پر گزرا تھا تو بلند آواز سے رونے لگے تو انہوں نے اور چواہل دمشق میں سے موجود تھے عزاداری

تجدید کی پس اس دن کوئی مرد و عورت نہیں تھی مگر یہ کہ گویہ کہ رہے تھے انتہی اور اسی کتاب میں اسی راوی سے ہے کہ یزید نے حسین علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت اور اصحاب کے باقی مردوں کے بارے میں حکم دیا کہ انیس شہر کے دروازوں پر لٹکایا جائے۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ آپ کا سر مبارک دمشق کی جامع مسجد کے منار پر چالیس دن تک لٹکا رہا اور باقی ہر دو ہنری مسجدوں کے دروازوں پر اور ایک دن یزید کے گھر کے دروازے پر لٹکا گئے۔

اور شیخ راوندی نے مہمال بن عمرو سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے خدا کی قسم میں نے دیکھا حسین کے سر مبارک جب اٹھا لائے اور میں دمشق میں تھا اور آپ کے آگے آگے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ خدا کے ارشاد ”ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کا تو امن آیا تناجیبا“ تک پہنچا تو خداوند عالم نے سر پاک کو فصیح و بلیغ زبان میں قوت گویائی دی اور کہا میرا شہید ہونا اور میرا اٹھا کر دیا رہا بدیاری پھر انا اصحاب کہف سے زیادہ عجیب ہے۔

علامہ مجلسی قدس سرہ نے بحاری میں کہا ہے بعد اس کے علی بن الحسین علیہ السلام کے منبر شام پر خطبہ کا ذکر کیا ہے اور روایت ہے کہ یزید کی اس مجلس میں یہودیوں کا ایک عالم دھرم موجود تھا تو اس نے کہا اے امیر... یہ نوجوان کون ہے یزید نے کہا وہ علی بن الحسین ہے اس نے کہا کون ہیں یزید نے کہا علی بن ابی طالب کا بیٹا اس نے کہا پس اس کی ماں کون ہے اس نے کہا اس کی ماں فاطمہ بنت محمد ہے تو میرے کہا یا سبحان اللہ یہ تمہارے نبی کا نواسہ ہے کہ جسے تم نے آنا



جلدی قتل کر دیا ہے بہت بری جانشینی کی ہے تم نے اس کی ذریت میں خدا کی قسم اگر موسیٰ بن عمران نے ہم میں اپنا صلیبی فواسر چھوڑا ہوتا تو ہمارا گمان کہ ہم اپنے پروردگار کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے اور تمہارا نبی کل تم سے جدا ہوا ہے پس تم اس کے بیٹے پر کو دپڑے اور اسے قتل کر دیا بری امت ہو تم راوی کتاب ہے کہ یزید نے حکم دیا اور تین مرتبہ اس کا گلا دیا گیا وہ میرا ٹھکڑا ہوا اور وہ کہہ رہا تھا اگر چاہتے ہو تو مجھے قتل کرو و اور اگر چاہو تو مجھے مار دے بیٹو اور چاہو تو مجھے چھوڑ دو میں نے تو رات میں پڑھا ہے جو شخص کسی پیغمبر کی ذریت کو قتل کرے جب تک زندہ ہے ملعون ہے اور جب مرے گا تو خدا اس کو جہنم کی آگ میں پھانسی ٹکرائے گا اور سید نے کہا ہے کہ ابن لبید نے ابو الاسود محمد بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے رائس بجاوت نے ملاقات کی اور کہا خدا کی قسم میرے اور حضرت داد کے درمیان متر باپ ہیں اور یہودی میری زیارت کو آتے ہیں اور میری تعظیم کرتے ہیں اور تمہارے نبی کے فرزند اور نبی کے درمیان صرف ایک باپ ہے اور تم نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے ۔ اور ذین العابدین سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں جب حسین کا سر یزید کے پاس لایا گیا تو وہ شراب کی مجلسیں منعقد کرتا اور سر حسین کو لایا اور اسے سامنے رکھ کر اس پر شراب پیتا پس ایک دن اس کے دربار میں شام روم کا قاعد آیا اور وہ روم کے اشراف و عظماء میں سے تھا تو اس نے کہا اے عربوں کے بادشاہ یہ کس کا سر ہے یزید نے اس سے کہا ہے اس سر ۔ سر کار تو اس نے کہا جب میں اپنے بادشاہ کی طرف واپس جاتا ہوں تو وہ

مجھ سے ہر چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے کہ جسے میں نے دیکھا ہوتا ہے لہذا میں دوست رکھتا ہوں کہ اس سر اور اس کے صاحب کے قصہ کی اس کو بے فردوں تاکہ وہ فرحت و سرور میں تیرے ساتھ شریک ہو تو یزید نے کہا یہ سر حسین بن علی بن ابی طالب کا ہے رو جی نے کہا اس کی ماں کون ہے یزید نے کہا فاطمہ بنت رسول اللہ تو نصرانی نے کہا تھ ہے تیرے اد پر اور تیرے دین پر میرا دین تمہارے دین سے بہتر ہے میرا باپ حضرت داود کی اولاد در اولاد میں سے ہے اور میرے اور حضرت داود کے درمیان بہت سے آباء ہیں تاہم نصار غامیری تعظیم کرتے ہیں اور میرے قدموں کی مٹی بطور تبرک اٹھاتے ہیں اس بناء پر کہ میں داود علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں اور تم اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کرتے ہو حالانکہ تمہارے اور تمہارے نبی کے درمیان صرف ایک ہی ماں ہے پس تمہارا دین کونسا دین ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا کیا تو نے کئیہ الحاضری کہا فی سنی ہے یزید نے کہا تم تباؤ تاکہ میں سنوں مؤلف کہتے ہیں پھر اس نے نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سم کی تعظیم کرنے کی حکایت ذکر کی کہ وہ گدھا تھا کہ جس پر حضرت عیسیٰ سوار ہوتے تھے ہم اختصار کی بناء پر اسے ذکر نہیں کرتے۔

پھر اس نے یزید سے کہا اور اسے سرزنش کی اور کہا یہ نصاریٰ کا نظریہ ہے حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سم کے بارے میں اور تم اپنے پیغمبر کے نواسہ کو شہید کرتے ہو خدا تعالیٰ تمہیں برکت دے اور نہ تمہارے دین میں پس یزید نے کہا اس کو قتل کرو تاکہ یہ ہمیں اپنے ملک میں رسوا نہ کرتا پھر ہے جب نصرانی نے اس بات کا احساس کیا اس نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے قتل کرو

اس نے کہا ہاں وہ کہنے لگا جان لے کہ میں نے آج رات تمہارے نبی کو عالم خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں اے نصرانی تم اہل جنت میں سے ہو تو میں نے آپ کے ارشاد پر تعجب کیا واشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ“ پھر جلدی سے سرحدین علیہ السلام کی طرف بڑھا اور اسے اپنے سینہ سے لگایا اور اس کے بوسے لینے لگا جب کہ روتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا گیا رضوان اللہ علیہ

راوی کہتا ہے کہ ایک دن حضرت زین العابدین علیہ السلام نیکے دمشق کے بازار میں جا رہے تھے کہ نہال بن مروان کے سامنے آ گئے اور عرض کیا آپ کا کیا حال ہے اے فرزند رسول خدا تو آپ نے فرمایا ہم آلِ قرعون بنی نبی اسرائیل کے مثلِ وقت گزار رہے ہیں جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے آئے منہال عربِ عجم پر فخر کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ عرب تھے اور قریش باقی عربوں پر فخر کرتے ہیں اس بناء پر کہ محمدؐ ان میں سے تھے اور ہم ان کے اہل بیت ہیں کہ جن کا مال غصب کیا جاتا ہے انہیں قتل کر دیا جاتا ہے اور انہیں رات دن اور طرہ و گیا جاتا ہے پس انا اللہ وانا الیہ راجعون اس حالت سے کہ جس میں ہم ہیں اے منہال، کیا کنا بیباک کا جو کہتا ہے۔

يَعْتَمُونَ لَهُ اَعْوَادُ مُنْبِرَةٍ وَتَحْتَ اَرْجُلِهِمْ اَوْلَادُهُمْ وَضَوَاءُ بَايَ حَكَمِ  
بَنُوهُ يَتَّبِعُونَكُمْ ؕ وَفَخَرَّكُمْ اَنْتُمْ صَحْبُ لَهُ تَبِعَ اَبَی كُی وَجِدَ سَی اَبَی كُی نَحْوِ  
كُی تَعْلِيمِ كُی تَی ہں جب کہ آپ کی اولاد کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھتے ہیں،  
آنحضرت کے بیٹے کس بناء پر تمہاری اتباع کریں جب کہ تمہارے لیے فخر یہ ہے  
کہ تم آنحضرت کے صحابی و متبع ہو۔

اور حکایت ہوئی ہے کہ یزید علیہ لعائن اللہ نے حکم دیا کہ آپ کا سر اس کے گھر کے دروازے پر لٹکایا جائے اور حسینؑ کے اہل بیت کے بارے میں حکم دیا کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہوں پس جب خواتین اہل بیت یزید کے گھر میں داخل ہوئیں تو آل معاویہ اور آل ابوسفیان میں سے کوئی عورت نہ بچی کر جس نے گرمیہ وزاری اور پیچ و پکار اور حسینؑ پر فوج کرتے ہوئے ان کا استقبال نہ کیا ہو اور جو زینت کے لباس، زیورہ پہن رکھے تھے وہ پھینک دیئے اور آپ پر تین دن ماتم اور مجالس حزن و ملال قائم کیں۔

اور بعض نے کہا ہے کہ ان کے لیے حجرے اور گھر دمشق میں خالی کیے گئے اور کوئی ہاشمی اور قریشی عورت باقی نہ رہی مگر یہ کہ حسینؑ کے غم میں سیاہ لباس پہنا اور جیسا کہ نقل ہوا ہے آپ پر سات دن تک مذہب کیا۔ اور کتاب ارشاد میں ہے کہ پھر عورتوں کو حکم دیا کہ انہیں علیحدہ مکان میں آماراجائے ان کے ساتھ ان کا بھائی علی بن الحسین علیہ السلام بھی تھے پس ان کے لیے ایک گھر علیحدہ کیا گیا کہ یزید کے گھر کے ساتھ منسلق تھا پس اس میں کئی دن رہے۔

کال پہائی میں ہے پس جب عورتیں گھر میں داخل ہوئیں تو آل ابوسفیان کی عورتوں نے ان کا استقبال کیا اور رسول اللہؐ کی بیٹیوں کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیے اور فوج وزاری کی اور گرمیہ دیا اور تین دن تک ماتم و مجلس قائم کیں اور یزید کی بیوی ہند نے اپنے سر سے چادر اتار دی اور گریہاں ہاک کیا اور پردہ پھاڑ دیا اور پاؤں نیچے یزید کی طرف نکلی جب کہ وہ مخصوص مجلس میں تھا اور کہا اے یزید تو نے حکم دیا ہے سو حسینؑ کے بارے میں کہ اسے نیزے

پر چڑھایا جائے گھر کے دروازے پر اور یزید اس وقت اس حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سر پر درو یا قوت اور نفیس جو اہر سے جڑا ہوا تاج اس کے سر پر تھا جب اس نے اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھا تو تڑپ کر اٹھا اور اس کے سر کو ڈھانپا اور کہا اے ہند اپنا سر ڈھانپو (نالا ٹیون ہل) اور نواسہ رسول پر گریہ کرو

ایک اور روایت میں ہے کہ ہند یزید کی بیوی عبداللہ بن عامر بن کرزکی بیٹی کبھی اس سے پہلے حنین کے پاس تھی جب یزید کی مجلس میں آئی جب کہ وہ ملعون و بار عام ہیں تھا تو اس نے کہا اے یزید کیا غلطہ بنت رسول اللہ کے فرزند کا سر میرے گھر کے صحن میں لٹکایا گیا ہے پس یزید تڑپ کر اس کی طرف گیا اور اس کے سر کو ڈھانپا اور کہا ہاں ان پر نالہ و ٹیون نواسہ رسول اور قریش کے فریاد اس پر گریہ و زاری کرو ابن نبیہ دلعنۃ اللہ نے جلد بازی کی اور انہیں قتل کر دیا خدا سے قتل کرے۔

چھریزید نے انہیں اپنے مقصود گھر میں ٹھہرایا اور صبح و شام کے کھانے پر علی بن الحسین علیہ السلام کو اپنے ساتھ بٹھانا تھا (یہ روایت گذشتہ کثیر روایات کے برخلاف ہے مترجم)

اور کمال ابن اثیر و ملہوف میں ہے صبح و شام کے کھانے پر یزید امام علی زین العابدینؑ کو بلاتا تھا ایک دن آپ کو بلایا تو عمرو بن حسین (حسن خ ل) آپ کے ساتھ تھا اور وہ توفیقہ بچہ تھا کہتے ہیں گیا وہ سال اس کی عمر تھی پس یزید نے عمرو سے کہا کیا اس سے یعنی خالد بن یزید سے قتال اور جنگ کرو گے ؟ تو عمرو نے کہا مجھے (ایک چھری دید و اور اس کو بھی ہنا کہ میں اس سے جنگ کروں

پس یزید نے اسے سینہ سے لگا کر کہا ”شنشنتہ اطرفہا من اخزم وھبل  
تار الحیة الاحیة“ اس سرشت و مزاج کو میں اخزم سے جانتا ہوں سانپ  
کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔“

دو نویں سے پہلی کتاب میں ہے اور کہا گیا ہے جب سرحد یزید تک پہنچا  
تو یزید کے ہاں ابن زیاد کی حالت اچھی ہو گئی اور اس کو زیادہ اہمیت دی  
اور اسے صلہ و انعام دیا اور اس کی کارکردگی سے وہ خوش ہوا اس کے بعد  
تھوڑی ہی وقت گزرا کہ اسے لوگوں کے اس سے بغض رکھنے لعنت کرنے اور  
سب و شتم کرنے کی خبر ملی تو پھر قتل حسینؑ سے پشیمان ہوا اور کہنے لگا مجھ  
پر کیا تھا اگر میں اذیت و تکلیف برداشت کرتا اور حسینؑ کو اپنے گھریں اپنے  
ساتھ ٹھہراتا اور جو وہ چاہتے اس میں ان کو حاکم بناتا اگرچہ اس میں میری  
بادشاہی کی کمزوری و ضعف تھا رسول اللہؐ کے احترام کی حفاظت اور ان کے  
حق و قربت رعایت کرتے ہوئے خدا ابن مرجانہ پر لعنت کرے اس نے  
انہیں مضطرب و جھوڑ کر دیا حالانکہ حسینؑ نے تو اس سے سوال کیا تھا کہ وہ  
میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیں یا کسی سرحد سے جا لیں یہاں تک کہ ان کی وفات  
ہو جائے پس اس نے ان کی بات قبول نہ کی اور انہیں قتل کر کے مجھے مسلمانوں  
کی نگاہ میں مبغوض کر دیلے اور ان کے دلوں میں میری عداوت و دشمنی  
کا بیج بویلے پس نیک و بد مجھ سے بغض رکھنے لگا ہے جو کہ انہوں نے قتل حسینؑ  
کو عظیم اور بہت بڑا گناہ سمجھا ہے مجھے ابن مرجانہ سے کیا لگاؤ ہے خدا اس  
پر لعنت کرے اور اس پر اپنا غضب نازل کرے۔

مولف کہتے ہیں کہ جو شخص یزید کے اقوال و افعال میں تامل اور غور و فکر

کہے تو اس کے سامنے ظاہر ہو گا کہ جب حسینؑ کا سراود آپ کے اہل بیت کو  
 لایا گیا تو وہ اس سے بہت ہی زیادہ خوش ہوا اور اس نے سر مبارک کی تہن  
 کی جو کی اور جو کچھ کہا سو کہا اور جناب علی بن الحسین علیہ السلامؑ اور باقی اہل  
 بیت کو ایسے قید خانے میں قید رکھا کہ جراثیم گرمی اور سردی سے محفوظ نہیں  
 رکھا تھا یہاں تک کہ ان کے چہرے متغیر ہو گئے لیکن جب لوگ ان ہستیوں  
 کو چپان گئے اور ان کی جلالت و عظمت سے مطلع ہوئے اور یہ کہ وہ مظلوم  
 ہیں اور رسول اللہ صلی علیہ وآلہ کے اہل بیت ہیں تو لوگوں نے یزید کے  
 فعل کو ناپسند کیا بلکہ اسے لعنت ملا مست کی اور برا بھلا کہا اور اہل بیت  
 کی طرف متوجہ ہوئے اب جب یزید کو اس کی اطلاع ملی تو چاہا کہ اپنے  
 آپ کو خون حسینؑ سے بہری الزمہ قرار دے لہذا اس فعل کی نسبت ابن  
 زیاد کی طرف دی اور اس کام کی بناء پر اسے لعنت کی اور آپ کی  
 شہادت پر ندامت و پشیمانی کا اظہار کیا اور اپنی حالت علی بن الحسینؑ  
 اور ان کے باقی اہل بیت کے ساتھ بدل لی اور انہیں اپنے مخصوص گھر میں  
 اتار امک و سلطنت کی مخالفت اور عامۃ الناس کے دلوں کو اپنی طرف جذب و  
 جذب کرنے کے لیے تہیہ کہ وہ واقعاً قتل حسینؑ پر ناوم ہوا اور واقع اور  
 نفس الامری میں اسے ابن زیاد کا فعل برا لگا۔

وہ چیز جو اس امر پر دلالت کرتی ہے وہ ہے کہ بے سبب ابن جوزی  
 نے تذکرہ میں نقل کیا ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو اپنے پاس بلایا اور اس کو  
 بہت سامان دیا اور بڑے بڑے تحفہ دیے اور اس کو اپنے نزدیک بٹھایا  
 اور اس کی قدر و منزلت بلند کی اور اس کو اپنے گھر کی عورتوں کے پاس لے گیا

اور اسے اپنا نیم جلیں بنایا اور ایک رات شراب سے جب مست ہوا تو مغنی لگانے والے سے کہا گانا گاؤ پھر بیدار بنے بالید یہ پہاڑی اشعار کہے (اسقنی شربة تروبی مشاتی ثم مل فاسق مثلها ابن زیاد دی و صاحب السرد الامانة عندی و لتسدید مفتی و جہادی = قاتل الخارجی اعنی جینا و مبدل الاعداء و الحساد) مجھے شراب کا جام پلا کہ جو میری طبیعت و مزاج کو میراب کر دے اور ایسا ہی ابن زیاد کو دے جو میرا راز داں صاحب سر اور میرا امین ہے "مال غنیمت کے لانے میں اور میرا مرد جہاد ہے جو خارجی کا قاتل ہے یعنی حسین کا اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔

اور ابن اثیر نے کامل میں ابن زیاد سے نقل کیا ہے کہ اس نے مسافر بن شریح یشکری سے شام کے راستے میں کہا رہا میرا حسین کو قتل کرنا تو بیدار بنے مجھے اشارہ کیا تھا انہیں باپنے آپ کو قتل کرنے کا تو میں نے ان کے قتل کو انتخاب کیا۔



## چودھویں فصل

### اہل حرم کی مدینہ واپسی

یزید کا حسن کے اہل حرم کراشم سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف بھیجا اور ان کا مدینہ میں ورود اور حسن علیہ السلام پر ماتم و مجالس تمام کرنا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جب یزید بن معاویہ نے رسول زادوں اور ذریت طیبہ کو اجازت دے دی کہ وہ حسین پر توجہ و زاری کریں اور آپ کی مجالس و ماتم کریں اور علی بن الحسین علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ وہ ان کی عین حاجتیں پوری کرے گا تو انہوں نے کئی دن تک ماتم اور مجالس تمام کیں اور بعض نے کہا ہے کہ سات دن تک حبیب اٹھا رہا دن ہوا تو یزید نے انہیں بلایا اور ان کے سامنے دمشق میں حجام کی درخواست پیش کی تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمیں مدینہ واپس کیا جائے کیونکہ وہ ہمارا نانا صلی اللہ علیہ وآلہ کا مقام ہجرت ہے تو یزید نے نعمان بن بشیر سے صحابی رسول اللہ سے کہا ان خواتین کے لیے سامان سفر جو مناسب ہو تیار کر اور اہل شام میں سے کوئی امین اور صالح مرد ان کے ساتھ بھیج اور ان کے ساتھ گھڑ سوار اور اسوان و مددگار روانہ کر پھر ان کو لباس دے اور کچھ بخشش اور ضروریات خورد و نوش کا تعین و تقرر کیا۔

شیخ مفید فرماتے ہیں کہ جب یزید نے انہیں تیار کیا تو علی بن العیینؓ کو بلایا اور علیحدگی میں ان سے کہا کہ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر خدا کی قسم اگر میں آپ کے باپ کا ساتھی ہوتا تو جو کچھ وہ مانگتے میں انہیں دیتا اور جو کچھ میری استطاعت میں ہوتا اس سے ان کی موت کو دفع کرتا لیکن خدا کا فیصلہ تھا جو آپ نے دیکھا مجھ سے مدینہ سے خط و کتابت کرنا اور میں چیز کی ضرورت ہو اس کی مجھے اطلاع دینا اور آپ کے لیے اور آپ کے خاندان کے لیے لباس پیش کئے اور ان کے ساتھ کیا ان میں ایک نعمان بن بشیر تھا اس کے قاصد کے عنوان سے اور اس سے سفارش کی کہ انہیں رات کو سفر کرانا اور انہیں اپنے آگے رکھتا تاکہ اس کی نگاہ میں رہیں جب وہ کہیں اتریں تو ان سے دور رہے اور وہ خود اور اس کے ساتھ اس کے گرد محافظوں کی طرح ہوں اور ان سے آنا دود رہنا کہ ان میں سے کوئی وضو یا قضاے حاجت نہ کرنا چاہیے تو بابت زحمت و تکلیف نہ ہو پس ان کے ساتھ جانے والوں میں سے نعمان بھی تھا اور وہ ہمیشہ انہیں راستے میں اتارنا رہا اور ان سے نرمی سے پیش آتا رہا جس طرح کہ اسے یزید نے وصیت کی تھی اور ان کی رو رعایت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ مدینہ میں داخل ہوئے، تھقی

اور یافعی سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ مافظ ابو علاء سہدائی نے ذکر کیا ہے کہ یزید کے پاس جب سرسبز آیا تو اس نے مدینہ کسی کو بھیجا پس اس کے پاس کچھ بنی ہاشم کے موالی آئے اور ان کے ساتھ ابوسفیان کے کچھ موالی غم کئے اس کے بعد مسیٰن کے اہل حرم اور ان کے خاندان کے باقی ماندہ افراد کو بھیجا

اور ہر ضرورت کی چیز تیار کر رکھی اور ہر حاجت کے بارے میں حکم دیا۔  
 اور ملہوف میں ہے علی بن الحسین علیہ السلام سے کہا آپ اپنی تین حاجات  
 بیان کیجئے کہ جن کے پورا کرنے کا میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا تو آپ نے  
 اس سے فرمایا پہلی حاجت یہ ہے کہ مجھے میرے سید و سرور اور آتما اور  
 میرے باپ کا چہرہ کی زیارت کرا سکا کہ میں اس سے زار و نوشہ حاصل کروں  
 اور دوسری حاجت یہ ہے کہ جو مال ہمارا چھینا گیا ہے وہ ہمیں واپس کر دے  
 اور تیسری یہ ہے اگر تو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو ان خواتین اہل بیت  
 کے ساتھ کسی شخص کو نہ بھیج کہ جو انہیں ان کے نانکے روختہ پہنچا آئے۔

تو زید نے کہا رہا آپ کے باپ کا چہرہ تو وہ آپ کبھی بھی نہیں دیکھ  
 سکیں گے باقی آپ کا قتل کرتا تو میں نے اس سے درگزر کیا ہے میں یہ  
 خواتین تو انہیں آپ کے علاوہ کوئی نہیں لے جائے گا اور جو آپ کا مال  
 و متاع چھینا گیا ہے میں اس کی کئی گنا قیمت کا معاوضہ دینے کو تیار ہوں۔

آپ نے فرمایا ہم تمہارا مال نہیں چاہتے وہ تیرے لیے ہی وافر ہے  
 میں نے تو وہ طلب کیا ہے جو ہم سے چھینا گیا ہے کیونکہ اس میں جناب فاطمہ  
 بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا پر خا اور ان کا منقذہ ان کا قلاوہ و ہار اور  
 ان کی قمیص ہے۔ اس نے ان چیزوں کے واپس کرنے کا حکم دیا اور اپنی طرف  
 سے دوسو دینار کا اضافہ کیا امام زین العابدین نے وہ دینار لیکر فقراء و  
 مساکین میں تقسیم کر دیئے پھر اس نے حکم دیا حسین علیہ السلام کے اہل بیت کے  
 اسیروں اور قیدیوں کو ان کے وطن مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف  
 واپس لوٹانے کا اور بعض مقتاتل میں ہے جب انہوں نے مدینہ کی طرف

واپس جانے کا ارادہ کیا تو یزید نے ان کے لیے محض منگوائے اور انہیں مزین و آرائش کیا اور ان پر ریشمی پردے ڈالے اور ان میں فراواں مال ڈالا اور جناب ام کلثوم سے کہا کہ یہ اموال اس مصیبت کے عوض اور بدلے میں لیجئے کہ جو تمہیں پہنچی ہے تو جناب ام کلثوم نے فرمایا اے یزید تو کس قدر بے شرم ہے اور کس قدر سخت رو ہے میرے بھائی اور میرے اہل بیت کو قتل کرتا ہے اور ان کے بدلے میں مال دیتا ہے خدا کی قسم ایسا کبھی بھی نہیں ہو گا۔

اور کامل بھائی میں ہے کہ روایت ہوئی ہے کہ جناب ام کلثوم صلیٰ علیہا السلام کی بہن کی وفات دمشق میں ہوئی سلام اللہ علیہا اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ جو ابن بطوطہ کے نام سے مشہور اور علامہ علی کے فرزند قمر الحقیقین کا ہم عصر ہے وہ اپنے سفر نامہ میں کہ جس کا نام تحفۃ النظر فی غرائب الامصار ہے کہتا ہے شہر دمشق کے قبیلہ کی جانب کی بستی میں شہر سے ایک فرسخ پر ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب جو قاطر زہرا علیہا السلام کے بطن سے تھیں کہ مشہد ہے اور کہا گیا کہ ان کا نام زینب علیہا السلام تھا اور نبی اکرمؐ نے ان کی کنیت ام کلثوم رکھی تھی کیونکہ وہ اپنی خالہ ام کلثوم بنت (ربیعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے مشابہ تھیں اور اس پر ایک بہت بڑی مسجد ہے اور اس کے گرد کچھ مسکونی مکانات ہیں اور اس کے اوقاف ہیں اور اہل دمشق اس کو قبر است ام کلثوم کا نام دیتے ہیں۔

سید کہتے ہیں باقی رہا ستر حنین تو ایک روایت ہے کہ اسے واپس لایا گیا اور کربلا میں آپ کے جسد شریف کے ساتھ اسے دفن کیا گیا و رطلہ شیعہ کا اہل اسی اشارہ شدہ معنی پر ہے اور بہت سے مختلف آثار و منقولات

ہمارے ذکر شدہ قول کے علاوہ کی بھی روایت ہوئی ہے کہ جنہیں ہم نے  
 چھوڑ دیا ہے تاکہ کتاب کے اختصار والی شرط جو ہم نے کی تھی نہ ٹوٹے۔  
 مؤلف کہتے ہیں کہ کلمات سر مبارک علیہ افضل التعلیمات کے دفن کے  
 سلسلہ میں مختلف ہیں

ایک گروہ کہتا ہے کہ حسینؑ کو یزید نے عمر بن سعید بن حاص کے پاس  
 جو مدینہ پر اس کا گورنر تھا بھیجا پس عمر نے کہا میں دوست رکھتا تھا کہ  
 وہ اسے میرے پاس نہ بھیجتا پھر اس نے حکم دیا اور اسے ان کی والدہ فاطمہ  
 علیہا السلام کی قبر کے پاس دفن کر دیا گیا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ وہ یزید کے خزانہ میں تھا یہاں تک کہ جب منصور  
 بن جمہور اس کے خزانے میں داخل ہوا تو اسے سرخ رنگ کے عطردان  
 میں پایا کہ جس میں ابھی تک سیاہ خضاب کا اثر موجود تھا پس اسے دمشق  
 میں باب القراویس کے پاس دفن کر دیا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بن مروان نے اسے بتید  
 کے خزانہ میں پایا تو اسے دیباچہ کے پانچ پارچے پہنائے اور اپنے ساتھیوں  
 کی ایک جماعت کے ساتھ اس نماز پڑھی اور اسے قبر کھود کر دفن کر دیا۔  
 وہ چیز جو ہمارے علامہ امامیہ کے درمیان مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یا  
 تو اسے آپ کے جسد شریف کے ساتھ دفن کیا گیا اور اسے علی بن الحسین علیہ السلام  
 واپس لائے تھے اور یا یہ کہ اسے امیر المومنین کے پاس دفن کیا گیا جیسا کہ  
 بہت سی روایات و اخبار میں ہے۔

ابن شہر آشوب نے کہا ہے سید مرتضیٰ نے بعض مسائل میں فرمایا ہے کہ

سرسین آپ کے بدن کی طرف کربلا میں تمام سے واپس لایا گیا اور اس کے ساتھ اسے خم کیا گیا اور شیخ طوسی نے فرمایا اور اسی سے ہے زیارت اور بعین اور سنا بریغ حبیب الیسر میں ہے۔ کہ یزید بن معاویہ نے شہداء کے سر علی بن الحسین علیہما السلام کے سپرد کئے پس آپ نے ابدان طاہرہ کے ساتھ بلیں صفر کے دن انہیں ملحق کیا اور پھر آپ مدینہ طیبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ہے کہ یہ سب سے زیادہ صحیح روایت ہے ان روایات میں سے جو سر کرم کے دفن کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

سبط نے تذکرہ میں کہا ہے کہ اس میں پانچ قول ہیں! کربلا میں اس کا دفن ہونا مدینہ میں ان کی والدہ کی قبر کے ساتھ ۳ دمشق میں مسجد رقبہ میں اور طاہرہ میں اور کہا ہے کہ زیادہ مشہور یہ ہے کہ قبدریوں کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس ہوا اور پھر جد اطہر کی طرف کربلا میں اسے پلٹایا گیا اور اس کے ساتھ دفن کیا گیا بہر حال جہاں کہیں بھی آپ کا سر اور جسم ہودہ دہلوی اور ضعیفوں میں ساکن ہیں اہل اسرار و خواطر میں رہتے ہیں ہمارے بعض شیوخ و بزرگوں نے اسی معنی کو شعر میں پیش کیا ہے ”تطلبوا اعلیٰ الحسین، بارض مشرق او بغرب، ودموا الجميع و مرجوا نحوی فشهدت بقلی“ مولاجین کو مشرق و مغرب کی زمین میں تلاش نہ کرو اور سب کو چھوڑ کر میری طرف بڑھو کہ آپ کا شہد و مزار میرے دل میں ہے۔

اور مہوف میں ہے راوی کہتا ہے جب حسین کی خواتین اور اہل و عیال شام سے لوٹے اور عراق میں پہنچے تو دہلوی راستہ بتانے والے سے کہا میں کربلا والے راستہ سے گزاروں پس مصرع و مقتل کا وہ میں پہنچے پس جابر بن عبد اللہ انصاری

اور بنی ہاشم کی ایک جماعت اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مرد وہاں پائے کہ جو حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے وہاں آئے ہوئے تھے پس یہ دو فرقہ ایک ہی وقت میں وہاں پہنچے اور ایک دوسرے کا آغسا مانا گریہ و بکا و عز و ہلال اور ماتم و صورت زنی سے کیا اور انہوں نے جگر خراش ماتم و دکھ و دکا اظہار کیا اور اس علاقہ کی عورتیں بھی ان کے پاس اکٹھی ہو گئیں پس اسی حالت میں انہوں نے کئی دن وہاں گزارے ۔

اور ابن نما کے مقتل میں بھی اسی کے قریب عبادت ہے ۔

سید کہتے ہیں رادی کا کتاب ہے پھر کہ بلا سے مدینہ کے ارادہ سے جدا ہوئے بشیر بن جندلم پس جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو علی بن الحسین علیہ السلام اترے پس سامان آمار اور خیمہ نصب کئے اور اپنی خواتین کو آنا دیا اور کہا اے بشیر خدا تمہارے باپ پر رحم کرے وہ شاعر تھا کیا تو بھی کچھ اشعار کہہ سکتا ہے پس اس نے کہا جی ہاں اے فرزند رسول خدا میں بھی شاعر ہوں پس آپ نے فرمایا مدینہ میں جاؤ اور ابو عبد اللہ کی شہادت کی قبر جاناؤ بشیر کہتا ہے پس میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دوڑایا یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوا جب میں مسجد انبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا تو میں نے گریہ و زاری کی آواز بلند کی اور یہ اشعار کہنے شروع کئے ۔ یا اہل بیت بلاء مقام لکم بہا قتل الحسین نادھی مد رارع الجسم منه بکر بلاء مفرج والرائس منه علی القناہ یدارے اہل مدینہ مدینہ رہنے کے قابل نہیں رہا حسین شہید ہو گئے کہ جن پر میرے آنسو برس رہے ہیں ان کا حکم کر بلا میں خون و خاک میں غلطاں ہے اور ان کا سر نیزہ پر دیا رہا بدیا رہا پھر آیا جا رہا ہے ۔

بشیر کہتا ہے پھر میں نے یہ کہا یہ علی بن الحسین علیہما السلام ہیں کہ جو اپنی چھوٹی  
 اور بیٹوں کے ساتھ تمہارے شہر کے باہر اترے ہوئے ہیں اور میں تمہاری طرف  
 ان کا قاصد ہوں جو ان کی رہائش گاہ بتانے آیا ہوں بشیر کہتا ہے پس مدینہ میں  
 کوئی غمزدہ اور پرودہ نشین نہیں تھی مگر یہ کہ وہ اپنے پردوں سے باہر آگئیں اور  
 وادیاں اور کھجور کا کھڑی تھیں پس میں نے اس دن سے زیادہ رونے والے  
 نہیں دیکھے اور مسلمانوں کے لیے اس دن سے زیادہ سخت و تلخ نہیں گزرا تھا  
 اور میں نے ایک لڑکی کو حسین پر فوج کرتے سنا جو کہہ رہی تھی ”نفعی سیدی ناع  
 نعاہ فأنجعا و امرضی ناع نعاہ فأنجعا فعینی جودا بالدموع واسکباہ  
 وجودا بدموع بعد و معکما معاء علی من دھمی عرش الجلیل فزعزعاء  
 فاصبح مندا الحمد والحمدین اجدعاء علی ابن نبی اللہ وابن وحیدہ  
 وان کاں عنا شاحط الدار اشسعا“ میرے آقا کی شہادت  
 کی خبر لایا اور مجھے دکھی کیا جس سے مجھے بیمار کر دیا اور اس خبر سے میرے دل  
 کو اور اس خبر سے میرے دل کو تکلیف پہنچی پس میری دونوں آنکھیں غم کے  
 آنسو زیادہ سے زیادہ بہاؤ اور آنسو کے بعد آنسو مسلسل بہاؤ اس پر کہ  
 رب علیل کا عرش جس کے غم میں گر گیا اس کی شہادت نے شراقت، دین اور  
 حیات و غیرت کو ختم کر دیا ہے پیغمبر اور علی کے بیٹے پر گریہ کرو اگرچہ اس کا  
 مزار دور اور بہت دور ہے اس کے بعد اس شہزادی نے کما اے قبر موت  
 لانے والے تو نے ابو عبد اللہ پر ہمارے حزن و ملال کو تازہ کر دیا اور ہمارے  
 زخم پھیل دیئے ہوا بھی مندمل نہیں ہوئے تھے پس تو کون ہے خدا تجھ پر رحم  
 کرے تو میں نے کہا کہ میں بشیر بن جندلم ہوں مجھے میرے مولا علی بن الحسین نے



بھیجا ہے اور وہ جناب ابو عبد اللہ الحسین کے اہل و عیال کے اور خواتین اہل بیت کے ساتھ فلاں فلاں جگہ اترے ہوئے ہیں۔

بشیر کہتا ہے کہ پس لوگوں نے مجھے وہیں پھوڑ دیا اور وہ مجھ سے پہلے دوڑ پڑے پس میں نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا یہاں تک کہ میں ان کی طرف پلٹا پس میں نے دیکھا کہ لوگوں نے راستے اور گلیں پر کر رکھی تھیں پس میں گھوڑے سے اتر اور لوگوں کی گردنوں پر قدم رکھتے ہوئے خیمے کے دروازہ کے قریب پہنچا اور علی بن الحسین ابھی اندر تھے آپ خیمے سے نکلے اور آپ کے ہاتھ میں ایک رومال تھا کہ جس سے آپ اپنے آنسو پونچھتے تھے اور آپ کے پیچھے ایک خادم تھا کہ جس کے ساتھ ایک کرسی تھی پس اس نے کرسی رکھی اور آپ اس پر بیٹھ گئے اور آپ اپنے گریہ پر قابو نہیں رکھتے تھے اور لوگوں کی گریہ و بکاہ کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور عورتوں اور کینزوں کی ارد لے اور میں کرتے کی صدائیں اٹھ رہی تھیں اور لوگ ہر طرف سے آپ کو تعزیت کہہ رہے تھے پس وہ جگہ ایک ہی شدید صدا کے گریہ و نالہ تھی پس آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ پس ان کے نالہ و شیون کی سوزش ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا حمد و ثناء ہے اس خدا کے لیے جو عالمین کا پالنے والا ہے رحمن و رحیم اور روز جزا کا فرماؤں اور ہے اور تمام مخلوق کا خالق ہے وہ خدا جو عقول کے اور اراک سے دور ہے۔ اور میں کے سامنے بچے ہونے راز آشکار و واضح ہیں میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں عظیم شداؤں پر بڑے مصائب، علم اندوز تکالیف صبر سوز دردوں اور سخت گراں مصیبت پر لے لوگو خدا تعالیٰ ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے ہمارا امتحان لیا اور ہمیں مبتلا کیا بڑے مصائب کے

تو اس نے وہ سب واپس کر دیئے اور کہا جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے یہ دنیا کے لیے ہوتا تو اس میں جو کچھ آپ نے دیا ہے میری رضایت کے لیے کافی تھا لیکن خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا ہے وہ اللہ کے لیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے آپ کی قرابت کی بنا پر ہے۔

اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ جناب رباب بنت امرئ القیس بھی تھیں جو آپ کی شہزادی جناب سکینہ کی ماں ہیں انہیں بھی آپ کے دوسرے اہل خانہ کی طرح شام لے جایا گیا تھا پھر وہ مدینہ کی طرف واپس آئیں اشرف قریش نے ان کی خواہشگاری کی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد میں کسی کو اپنا سر نہیں بتاتی آپ کے بعد وہ محترمہ ایک سال زندہ رہیں کبھی وہ مکان کے سایہ میں تھیں یہاں تک کہ کمزور و بیمار ہو گئیں اور دھوکہ و درد میں وفات پائی اور بعض نے کہا ہے کہ ایک سال تک قبر میں پر رہیں اور پھر مدینہ آکر فوت ہوئیں بعض مقاتل میں ہے کہ جناب ام کلثوم حبیبہ مدینہ آئیں تو رو کر یہ اشعار پڑھے ”مدینۃ جددنا لا تقبلینا فبالحررات والاکھران جئنا۔ انا فاخبر رسول اللہ عناءنا قد فجعنا فی ابیناء“ آخر اشعار تک کہ مخد ان کے یہ اشعار ہیں ”مدینۃ جددنا لا تقبلینا“

فبالحررات والاکھران جئنا فرجبنا متک بالاہلین جمعاً رجعنا لارجال ولا بنینا وکنا فی الخروج یجمع شملہ رجعنا خاسرین مسلمینا وکنا فی امان اللہ جمعاً رجعنا بالقطیعة خائفینا ومولنا الحسین بہ رمینا۔ ضغن الضائعات بلا کفیل و نحن النائحات علی امینا الا یاجدنا قتلوا حبینا۔ ولم یراعوا حباب اللہ فیناء الا یاجدنا

بلغت عدائا مناھا واشتغی الاعداء فینا لقد متسکوا النساء و  
حملوھا علی الاقتاب قهراً اجمعینا۔

اے ہمارے نانا کے مدینہ میں قبول نہ کر ہم حسرتیں اور حزن و ملال لے کر آئے ہیں  
خیر وار رسول اللہ کو بنا دے کہ ہم کہ ہمارے باپ کی وجہ سے درد و تکلیف پہنچائی  
گئی، جب ہم تم سے تو سب گھر والوں کے ساتھ گئے واپس آئے تو درمرد ہیں  
اور نہ بیٹے جب ہم نکلتے تھے تو سب اکٹھے تھے واپس آئے ہیں تو نقصان اٹھا کر  
اور مال و فعال ٹا کر واپس آئے ہیں ہم اللہ کی واضح امان میں تھے واپس آئے  
تو احباب کی بدائی کے ساتھ ہم خوف زدہ ہیں اور ہمارے آقا و مولا حسینؑ  
ہمارے انیس و ہمدرد تھے جیب واپس آئے تو حسینؑ زیر خاک گرد و مرمون ہیں  
پس ہم ضائع و برباد ہو چکے ہیں ہمارا کوئی دکیل و سرپرست نہیں رہا اور ہم  
اپنے بھائی پر فوج کناں ہیں اے جد بزرگوار و شمنوں نے حسینؑ کو شہید کر دیا  
ہے اور ہمارے بارے میں دربار خداوندی کی رعایت نہیں کی گئی اے نانا  
جان ہمارے دشمن اپنی آرزو کو پا چکے ہیں اور ہماری ہتک و حرمت سے انہیں  
شفای ملی ہے خواتین اہل بیت کو بے پردہ کیا ہے اور بے فعل کجاواں پر جبراً  
انہیں لے کر گئے ہیں۔ اشعار کافی ہیں لیکن اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم  
نے ذکر میں کئے۔

راوی کتاب ہے کہ باقی رہیں جناب زینبؑ تو انہوں نے مسجد کے دروازے  
کے دو دروازوں کو پکڑ کر پکارا نانا جان میں آپ کو اپنے بھائی حسینؑ کی شہادت  
کی خبر سنانے آئی ہوں اور آنجناب کے اس کے ساتھ آتسو نہیں سمجھتے تھے اور گریہ و  
بکا اور فوج زلاری سے نہیں تھکتی تھیں اور جب ان کی نگاہ علی بن الحسین علیہ السلام

پر پڑتی تو ان کے حزن و ملال تازہ ہوتا اور ان کے دکھ و درد میں اضافہ ہوتا تھا۔  
 سید (رہ) فرماتے ہیں اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے  
 فرمایا کہ امام زین العابدینؑ اپنے والد گرامی پر چالیس سال گریہ کرتے رہے  
 دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت میں بسر کرتے تھے جب افطار کا وقت  
 ہوتا تو آپ کا خادم کھائے پینے کی چیزیں لے آتا اور آپ کے سامنے رکھتا  
 اور کتا کہ اے مولا کھانا کھائیے تو آپ فرماتے فرزند رسول اللہ صبر کے  
 مارے گئے رسول اللہ کے بیٹے پیاس شہید کئے گئے اور بار بار ان الفاظ  
 کا تکرار کرتے اور روتے جاتے یہاں تک کہ کھانا آپ کے آنسوؤں سے تر  
 ہو جاتا پھر پانی آپ کے آنسوؤں سے مل جاتا ہی آپ کی کیفیت رہی  
 یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

اور آپ کے ایک غلام کا بیان ہے کہ آپ ایک دن صبح کی طرف  
 نکلے وہ کتبہ ہے کہ میں آپ کے پیچھے پیچھے گیا پس آپ کو اس حالت میں  
 پایا کہ ایک سخت پتھر پر آپ نے سجدہ کر رکھا ہے اور میں آپ کے نعرہ اور  
 گریہ کی آواز سن رہا ہوں اور میں ہزار مرتبہ شمار کیا ”لا الہ الا اللہ حقا حقا۔  
 لا الہ الا اللہ تعبد اور قاء لا الہ الا اللہ ایمانا و صدقا۔“

پھر آپ نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا جب کہ آپ کی ریش مبارک اور آپ کا  
 چہرہ اور آپ کی آنکھوں کے آنسوؤں میں ڈوبے ہوئے تھے تو میں عرض کیا  
 اے میرے آقا و سرور کیا آپ کے حزن و ملال کے ختم ہونے اور آپ گریہ  
 کے کم ہونے کا وقت نہیں آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا وائے ہو تجھ پر یعقوب  
 بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام نبی اور نبی کے فرزند تھے ان کے بارہ

بیٹے تھے کہ جن میں سے ایک کو اللہ سبحانہ نے غائب اور آنکھوں سے اوجھل کر دیا تھا تو حزن و ملال سے ان کا سر سفید ہو گیا اور غم و اندوہ سے ان کی مگر جھک گئی اور گریہ و بکا سے ان کی بینائی ختم ہو گئی حالانکہ ان کا بیٹا دار دنیا میں زندہ سلامت تھا اور میں نے اپنے باپ اپنے بھائی اور اپنے اہل بیت میں سے سترہ افراد کو ہاتھ سے دیا جو زمین پر تہید ہو کر گرے پر گئے تھے تو میرا حزن و ملال کیسے ختم ہوا اور میرا گریہ و بکا کیسے کم ہو۔

شیخ ابو جعفر طوسی عطا اللہ مرتدہ نے اپنی سند کے ساتھ خالد بن سیدیر سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں کہ جو اپنے باپ اپنی ماں اپنے بھائی یا قریبی رشتہ دار پر گریبان چاک کرے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں حضرت موسیٰ بن عمر ان سے اپنے بھائی ہارون علیہما السلام پر گریبان چاک کیا تھا البتہ باپ اپنے بیٹے پر اور شوہر اپنی بیوی پر گریبان چاک نہ کرے لیکن بیوی اپنے شوہر پر گریبان چاک کر سکتی ہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا بیشک فاطمیات (فاطمہ زہرا کی بیٹیوں) نے گریبان چاک کئے تھے اور رخسار پیٹے تھے حسین بن علی علیہما السلام پر اور آپ جیسی ہستی پر تو رخسار پیٹے جائیں اور گریبان چاک کیے جائیں۔

کتاب دعائم الاسلام سے جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ حسین بن علی علیہما السلام پر ایک سال شب و روز توبہ و زاری کی گئی اور تین سال تک آپ کی شہادت کے دن سے یہ سلسلہ جاری رہا۔

اور برقی نے روایت کی ہے کہ جب حسین بن علی علیہ السلام شہید ہوئے تو  
بنی ہاشم کی خواتین نے سیاہ اور کھردرے لباس پہنے اور وہ گرمی و سردی کی پرواہ  
نہیں کرتی تھیں اور علی بن الحسین علیہما السلام ان کے ماتم و مجالس کے لیے کھانے کا  
انتظام کرتے تھے۔

اور ثقہ الاسلام کلینی (برواللہ مصححہ) نے ابو عبد اللہ صادق سے روایت  
کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب حسین کی شہادت ہو گئی تو آپ کی زوجہ کلید نے  
آپ کی مجلس و ماتم بپا کیا خود بھی ردیوں اور دوسری عورتیں بھی اور خدم و حشم  
بھی گریہ و بکا کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے آنسو خشک ہو کر ختم ہو گئے پس  
وہ اسی حالت میں مقبیل کہ انہوں نے اپنی کینزوں میں سے ایک کینز کو دیکھا  
کہ اس کے آنسو بہہ رہے ہیں پس اسے بلایا اور اس سے کہا کیا بات ہے کہ  
ہم میں سے تمہارا آنسو بہہ رہے ہیں تو اس نے کہا کہ جب میں کچھ تھک گئی  
تو میں نے ستو کا شربت پیا تو راوی کہتا ہے کہ اس بی بی نے کھانے ستو کا حکم  
دیا پس خود بھی کھایا اور ستو پیئے اور دوسری خواتین کو بھی کھائے پلائے اور  
کہا کہ ہم اس سے چاہتے ہیں کہ حسین پر رونے میں تقویت حاصل کریں کہا ہے  
کہ اس کلید خاتون کے پاس ایک بڑا کاسہ کھانے کا بھیجا گیا کہ اس سے ماتم  
حسین پر مدد لیں جب وہ کاسہ انہوں نے دیکھا تو کہا یہ کیسا ہے انہوں نے کہا کہ  
بدیہ جو فلاں نے بھیجا ہے تاکہ اس سے مجلس و ماتم حسین پر استعانت لیں  
تو انہوں نے کہا ہم سردی و شادی میں نہیں ہیں ہم اسے کیا کریں گے پھر انہیں  
گھر سے باہر نکل جانے کا حکم دیا جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو ان کا کوئی  
پتہ نہ چلا گیا وہ آسمان درمیں کے درمیان اڑ گئیں اور گھر سے نکلنے کے بعد ان کا

نام و نشان تک معلوم نہ ہوا۔

اور صادقؑ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ ہاشمی بورت نے نہ سرمہ لگایا اور نہ خضاب کیا اور نہ ہی کسی ہاشمی گھر میں پانچ سال تک دھواں اٹھنا دیکھا گیا جب تک عید اللہ بن زیاد و لعنہ اللہ تعالیٰ قتل نہیں کیا گیا۔

اور تاریخ زہنی سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کما کر ۳۵۲ھ ہجری میں عاشور کے دن معزالدین نے اہل بغداد پر حسین بن علی علیہما السلام کا نام مجلس و نوحہ خوانی لازم قرار دیا اور حکم دیا کہ بازار بند کئے جائیں اور ان پر عزاداری کے شعار و لباس آویزاں کئے جائیں اور کھانا دروٹی کے تنور وغیرہ کی تعطیل کی جائے اور شیعہ خواتین نے اپنے چہروں پر سلاک و سیاہی ملی اور سرد چہرے پیٹے اور فوج پرٹے اور پھر یہ عمل کئی سال تک ہوتا رہا

اور تاریخ ابن اوردی میں ہے وہ کتاب سن تین سو باون میں معز ولدولہ نے فوج و ماتم اور عورتوں کے بال کھولنے اور چہروں پر غم حسینؑ میں سیاہی ملنے کا حکم دیا اور اہل سنت اس سے روکنے سے عاجز و ناتواں تھے کیونکہ بادشاہ شیعوں کے ساتھ تھا۔

اور مقریزی کی کتاب الخطط والاثار سے منقول ہے وہ کتاب ہے کہ ابن ذوالق نے کتاب سیرۃ معزالدین میں کیا ہے کہ سن تین سو تیسٹھ میں شیعوں اور ان کے پیروکاروں کی ایک جماعت مغارب کے گھڑسواروں اور ان کے پیادوں کے ساتھ عزاداری حسین علیہ السلام کے مجلس کے ساتھ خضاب ام کلثوم اور خضاب نفیسہ خاتون کے مزارات سے واپس لوٹے

اور بعض کتب میں ہے کہ ۳۲۲ھ ہجری میں بغداد میں عزاداری حسین علیہ السلام

تمام کی گئی پس اہل سنت بھڑک اٹھے اور لڑائی و قتال ہوا یہاں تک کہ ایک جماعت قتل ہوئی اور بازار تباہ ہوئے۔

ابو ریحان کی کتاب اہتمام ابا قیس سے منقول ہے کہ عربوں کے نزدیک یہ دن (یوم عاشوراء) لائق تعظیم و بزرگی تھا یہاں تک کہ اس میں حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام شہید کئے گئے اور آپ کے ساتھ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ وہ کچھ سلوک کیا گیا کہ تمام امتوں میں بدترین خلایق کے ساتھ نہیں کیا گیا قتل کرنا پانی بند کرنا طور سے مارنا شیخے جلانا سروں کو نیزوں پر سوار کرنا اور لاشوں پر گھونگر دوڑانا تو اس بنا پر اس دن کو شوم و منحوس سمجھنے لگے لیکن بنی امیہ نے اس دن کے لباس پہنے زینت کی سرمے لگائے اور اسے عید قرار دیا اور ولیمہ اور معانیایں کیس اور حلوسے اور اچھے کھانے کھلائے اور عامہ میں یہ رسم ان کی سلطنت میں جاری و ساری رہی اور ان کی حکومت کے زوال کے بعد بھی ان میں (اہل سنت) باقی رہی لیکن شیعہ ان پر فوج و زاری اور گریہ و بکا اس دن میں سید الشہداء کے شہید ہونے کی بنا پر کرتے رہے اور اس کا مظاہرہ مدینۃ السلام (بغداد) اور اس جیسے دوسرے شہروں میں ہوتا رہتا ہے اور اس دن تربت مسعودہ (جیسے سعادت بخشی گئی ہے) کی کربلا میں زیارت کرتے ہیں اور اسی لیے عامہ بزننوں اور اثاث البیت کی تجدید کرتا پسند کرتے ہیں۔



## چوتھا باب

(شہادت ابو عبد اللہ الحسینؑ کے بعد جو چیزیں آسمان وزمین اور ان دونوں میں رہنے والوں سے ظہور میں آئیں اور وہ ہیں ان دونوں کا آپ پر گریہ و بکا اور آپ کے سلسلہ میں ملائکہ کا بارگاہِ خدا عزوجل میں چیخ و پکار کرنا اور جنات کا آپ پر توجہ و زاری کرنا اور آپ کے متعلق کہے گئے مراثیے اور اس میں چند فضول ہیں۔

## پہلی فصل

### آسمان وزمین کا گریہ و بکا

آسمان وزمین اور ان دونوں میں رہنے والوں کا آپ پر گریہ و بکا شیخ ابو جعفر طوسی قدس سرہ نے مفید سے احدثین ولید سے ان کے والد سے صفادے ابن عیسیٰ سے ابن ابی عمیر سے حسین بن ساختہ سے روایت کی ہے وہ کتاب ہے کہیں اور ابو سلمہ سراج، یونس بن یعقوب اور فضیل بن یسار ابو عید اللہ حنفی بن محمد علیہ السلام کے پاس تھے میں نے آپ سے عرض کیا آپ پر قربان

جاؤں میں اس قوم کی مجلسوں جاتا ہوں تو دل میں آپ حضرات کا ذکر اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو میں اس وقت کیا کہوں تو آپ نے فرمایا اے حسین جب تم ان کی مجالس و مجلسوں میں جاؤ تو کہو اللھم ارنا الرخاء و السروس " خدا یا ہمیں کٹاؤ اور خوشی و سرور دکھا تو جو چاہئے ہو وہ تمہیں ملے گا وہ کتاب ہے میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں میں حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہوں تو اس وقت میں کیا کہوں جب انہیں یاد کروں تو فرمایا کہو صلی اللہ علیک یا ابا عبد اللہ اس کا تین مرتبہ تکرار کرو پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابو عبد اللہ اے حسین جب شہید ہوئے تو آپ پر سات آسمانوں سات زمینوں اور جو کچھ ان میں یا ان کے درمیان ہے اور جو جنت اور جہنم میں ٹوٹتا پڑتا ہے اور جو چیزیں نظر آتی ہیں یا نظر نہیں آتیں سب نے ان پر گریہ و بکا کیا سوائے تین چیزوں کہ جو آپ پر نہیں روئیں تو میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں وہ تین چیزیں کونسی ہیں کہ جنہوں نے اس مظلوم پر گریہ نہیں کیا فرمایا بصرہ، دمشق اور حکم بن ابوالعاص کی آل و اولاد

اور شیخ صدوق عطر اللہ مرقدہ نے جلیۃ المکیہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے میثم تمار قدس اللہ روحہ کو کہتے سنا خدا کی قسم یہ امت اپنے نبیؐ کے بیٹے کو غرم کی دس تارینخ کو قتل کرے گی اور دشمنان خدا اس دن کو برکت کا دن قرار دیں گے اور یہ ہو کے رہے گا اور یہ اللہ تعالیٰ ذکر کے علم میں آچکا ہے اس کو میں ایک عہد کے طور پر جانتا ہوں جو میرے مولا امیر المومنین سلوات اللہ علیہ نے مجھ سے کیا ہے اور آپ نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ پر ہر چیز گریہ کرے گی یہاں تک کہ وحشی جانور جنگلوں میں اور چھلیاں دریاؤں میں

اور پرندے آسمان کی فضا میں اور آپ پر سورج چاند تارے آسمان زمین انسانوں اور حیات میں سے مومنین اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے قرشتے (رقوانِ آل) مالک اور حاملینِ عرش اور آسمانِ تحون وراکھ کی بادش برسامے گا۔ یہاں تک کہ میثم نے فرمایا۔ اے جلیلہ جب تم سورج کو سرخ حالت میں دیکھو کہ گویا وہ تازہ خون ہے تو پس جان لو کہ سید الشہداء (حسینِ آل) علیہ السلام شہید ہو چکے ہیں جیلہ کتنا ہے پس میں ایک دن نکلا تو دیواروں پر سورج کی روشنی پڑ رہی تھی کو یا کہ سرخ طاف ہیں پس میں نے چیخ و پکار کی اور رونے لگا اور میں نے کہا خدا کی قسم ہمارے سید و سردار حسین بن علی صلوات اللہ علیہ شہید ہو گئے ہیں۔

اور شیخ ابوالفتح عمیر بن قولیہ قمی نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ہشام بن عبد الملک نے کسی کو میرے پدر بزرگوار کی طرف بھیجا جو آپ کو شام لے گیا جب آپ ہشام کے پاس گئے تو اس نے آپ سے کہا اے ابو جعفر ہم نے آپ کو بلوایا ہے تاکہ آپ سے ایسا مسئلہ پوچھیں کہ میرے علاوہ کسی میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ اس کے بارے میں آپ سے سوال کرے اور میں زمین میں کسی مخلوق کو نہیں جانتا کہ وہ اسے جان سکے یا جانتا ہو اس مسئلہ کو سوائے ایک شخص کے تو میرے پدر بزرگوار نے فرمایا امیر ۱۰۰ سوال کرے مجھ سے اس مسئلہ کے بارے میں جسے وہ چاہتا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو اس کا جواب دوں گا اور اگر مجھے معلوم نہ ہوتا تو کہوں گا کہ میں نہیں جانتا اور سچ بولتا میرے لیے اولیٰ و انسب ہے پس ہشام نے کہا مجھے اس بات کے بارے میں خبر دینیئے کہ جس میں علی بن ابی طالب شہید ہوئے کہ جو شخص اس شہر سے غائب تھا کہ جس میں وہ شہید ہوئے اس نے آپ کی شہادت

پر کس چیز کو دلیل بنایا اور اس میں عام لوگوں کے لیے کون سی علامت و لکھائی تھی  
 اگر آپ اسے جانتے ہیں اور اس کا جواب دے سکتے ہیں تو مجھے بتائیے کہ کیا علی کے  
 علاوہ کے شہید ہونے کی بھی یہ علامت تھی تو میرے پدر بزرگوار سے اس سے  
 کہا اے امیر۔۔۔ جب وہ رات ہوئی کہ جس میں امیر المومنین حضرت علی بن  
 ابی طالب شہید ہوئے زمین سے کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے  
 نیچے تازہ خون پایا جاتا یہ عمل طلوع فجر تک رہا اسی طرح تھی وہ رات کہ جس میں  
 حضرت ہارون موسیٰ علیہما السلام کے بھائی شہید ہوئے اور اسی طرح تھی وہ  
 رات کہ جس میں پرشع بن نون علیہما السلام شہید ہوئے اور اسی طرح تھا اس رات  
 بھی جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو اٹھایا گیا اور اسی طرح تھی وہ رات  
 کہ جس میں شمعون بن جرون الصفا شہید ہوئے اور اسی طرح تھی وہ رات کہ  
 جس میں حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو ہشام کا چہرہ متغیر ہوا یہاں تک کہ  
 اس کا رنگ اڑ گیا اور ارادہ کیا کہ میرے والد پر حملہ کرے تو میرے والد نے  
 اس سے کہا اے امیر۔۔۔ لوگوں پر واجب ہے کہ امام کی اطاعت کریں اور  
 اسے سچی نصیحت کریں اور جو چیز میرے لیے داعی نبی کہ میں نے امیر۔۔۔ کو جواب  
 جس چیز کے بارے میں اس نے مجھ سے سوال کیا وہ میرا اس کو جانتا ہے کہ جس کی  
 وجہ سے غم پر ضروری ہے کہ تمہاری بات مانوں لہذا امیر۔۔۔ کو اچھا لگنا  
 رکھنا چاہیے پس ہشام نے آپ سے کہا آپ اپنے گھروالوں کی طرف جیب چاہیں  
 واپس چلے جائیں آپ نے فرمایا پس امام علیہ السلام اس کے ہاں سے نکلے اور  
 نکلے وقت ہشام نے ان سے کہا مجھے اللہ کا حمد و وثیقا دیجئے کہ آپ یہ ہریش  
 کسی سے بیان نہیں کریں گے یہاں تک کہ میں مر جاؤں پس میرے والد نے اسے

وہ دھندہ دیا کہ جس پر وہ راضی ہو گیا۔

مؤلف کہتے ہیں آپ کا یہ ارشاد اور اسی طرح تھی وہ رات کہ جس میں ہارون علیہ السلام شہید ہوئے حالانکہ ہمارے نزدیک جو ثابت ہے ہارون خود اپنی موت مرے تھے جیسا کہ ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جناب موسیٰ نے حضرت ہارون سے کہا تھا کہ ہمارے ساتھ طور سینا پہاڑ پر چلو اس کے بعد دو ٹوکھائی نکلے اچانک انہیں ایک کمرہ نظر آیا کہ جس کے دروازے پر درخت ہے کہ جس پر دو کپڑے پڑے ہیں تو حضرت موسیٰ نے جناب ہارون سے کہا کہ اپنا لباس اتار دو اور اس کمرے میں جاؤ اور یہ دو ٹوکپڑے پہن کر پلنگ پر سو جاؤ پس ہارون نے ایسا ہی کیا پس جب وہ اس پلنگ پر سو گئے تو خدا نے ان کی قبض روح کر لی انہی معتبر تواریخ میں بھی اسی طرح ہے تو شاید آپ کی گفتگو ہشام کے مذاق کے مطابق تھی کہ ہشام کے نزدیک حضرت ہارون کو بھی شہید کیا گیا تھا جیسا کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے بھی کہا تھا یہاں مٹا ہے کہ نہ ہری کی حدیث مکمل نقل کی جائے۔

ابن عبد ربہ نے مفذا الفرید میں کہا ہے نہ ہری کی حدیث حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں اس کے بعد اس کی سند عمر بن قیس اور یحییٰ سے ذکر کی ہے ان دونوں نے کہا نہ ہری کہتا ہے کہ میں قتیبہ کے ساتھ نکلا شہر مصیعہ کے ارادہ سے پس ہم امیر... عبد الملک بن مروان کے پاس گئے اور وہ اس وقت اپنے ایران میں بیٹھا تھا اور لوگ دو صفوں میں ایران کے دروازے سے لے کر اس تک بیٹھے تھے جب وہ کوئی ضرورت کا بات کرتا تو وہ اس سے کہتا جو اس کے نزدیک تھا یہاں تک کہ وہ مسئلہ ایران کے دروازے تک جا

پہنچا اور ان دونوں کے درمیان کسی کی آمد و رفت نہیں تھی نہ سہری کتا ہے ہم  
آئے تو ہم ایوان کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو عبدالملک نے اس شخص سے  
کہا کہ جو اس کی دایئہ طرف تھا کیا نہیں خبر ملی ہے کہ بیت المقدس میں اس رات  
کیا ہوا جس رات حسین بن علی قتل ہوئے تو نہ سہری کتا ہے میں یہ مسئلہ ہر ایک نے  
اپنے ساتھ ہی سے پوچھا یہاں تک کہ مسئلہ ایوان کے دروازے تک پہنچا لیکن کسی نے  
بھی اس کا کوئی جواب نہ دیا تو میں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے کچھ علم ہے  
تو نہ سہری کتا ہے کہ پھر یہ مسئلہ ایک ایک مرد سے ہوتا ہوا عبدالملک تک پہنچا  
تو نہ سہری کتا ہے کہ مجھے بلایا گیا اور میں دونوں صفوں کے درمیان چلتا ہوا پہنچا  
جب عبدالملک بہت ہی حدیث کا متلاشی تھا تو اس نے کہا جس دن حسین ۳  
شہید ہوئے قربیت المقدس میں کیا روتا ہوا (اور دوسری روایت میں ہے  
اس رات کی جس کی صبح حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے بیت المقدس  
میں کیا ہوا نہ سہری نے کہا ہاں فلاں شخص نے ہم سے اس کا نام بیان نہیں کیا  
مجھ سے حدیث بیان کی کہ اس رات جس کی صبح علی بن ابی طالب اور حسین بن  
علی شہید ہوئے کوئی پتھر بیت المقدس میں نہیں اٹھایا گیا مگر یہ کہ اس کے  
نیچے تازہ خون پایا گیا عبدالملک نے کہا تو نے سچ کہا ہے جس نے تجھ سے یہ  
حدیث بیان کی ہے اس نے مجھ سے بھی بیان کی ہے اور تو اور میں اس  
حدیث میں تنہا ہیں،

پھر عبدالملک نے کہا تم کیوں آئے ہو اس نے کہا ایوان کے دروازہ  
کو لازم کھڑے رہے میں دروازہ پر رکارہا تو اس نے مجھے بہت سا مال  
دیا نہ سہری کتا ہے پس میں نے اسے مدینہ کی طرف جانے کے لیے اذن چاہا تو

اس نے مجھے اذن دیا اور میرے ساتھ میرا ایک غلام بھی تھا اور بہت سا مال تھا ایک بکس میں پس وہ بکس گم ہو گیا تو میں نے غلام کو تھم کیا اور اس کو وعدہ دو عید کی ڈرایا دھمکیا لیکن اس نے کسی چیز کا اقرار نہ کیا نہ ہری کتاب ہے اس کو گرا لیا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گیا اور اپنی کہتی اس کے سینہ پر رکھی اور اس کو دبایا حالانکہ میں اسے مارنا اور ختم کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ میرے نیچے پڑا ہوا مگر گیا اور میرے ہاتھوں میں گر گیا اور میں پشیمان ہوا اور مدینہ آیا اور سعید بن مسیب اور ابو عبد الرحمن اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ سے میں نے سوال کیا تو ان سب نے کہا کہ ہم تیرے لیے توبہ کی راہ نہیں جانتے پس یہ خبر علی بن الحسین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے قصہ بیان کیا

تو آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہ کسے لیے توبہ ہے تم دو ماہ پے درپے روزے رکھو اور ایک مومن غلام آزاد کرو اور ساٹھ مساکین کو کھانا کلاؤ پس میں نے یہ کام انجام دیئے پھر میں نکلا عبد الملک کی ملاقات کے ارادہ سے اور اس کو یہ خبر مل چکی تھی کہ میرا مال تلف ہو گیا ہے پس میں کئی دن اور اس کے دروازے پر ٹھہرا رہا لیکن مجھے اس کے ہاں جانے کی اجازت نہ مل سکی پس میں اس کے بیٹے کے استاد کے پاس جا بیٹھا اور اس کے پاس رہ کر اس کا بیٹا ماہر ہو گیا تھا اور وہ اس کو وہ باتیں سکھاتا تھا کہ جو امیر المومنین کے پاس جا کر کہہ سکے تو میں نے اس کے مؤدب و معلم سے کہا تجھے کتنی امید ہے کہ امیر... تجھے اس کا صلہ دے گا تو اتنا مال میں تجھے دوں گا اس شرط پر کہ تم بچے

کو سکھاؤ کہ جب وہ امیر... کے پاس جائے اور وہ اس کے کہے کہ اپنی حاجت بیان کرو تو وہ کہے کہ میری حاجت یہ ہے کہ آپ زہری سے راضی ہو جائیں پس اس نے ایسا ہی کیا تو عبد الملک ہنس پڑا اور کہا کہ زہری کہاں ہے اس نے کہا دروازے پر ہے پس اس نے مجھے اذن دخول دیا پس میں اس کے پاس گیا یہاں تک کہ جب اس کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا ابے امیر... مجھ سے سعید بن مسیب نے ابو ہریرہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا مؤمن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

مؤلف کہتے ہیں مصیہ ایک شہر ہے حمان کے کنارے پر جو شام کی سرحد ہے انطاکیہ اور بلادِ روم کے درمیان یہ جگہ ہے کہ قدیم زمانہ سے مسلمانوں کی سرحد چلی آتی ہے، نیز مصیہ دمشق کی ایک بستی ہے بیت البیل کے قریب جو دمشق کے دروازے کے ساتھ ایک جگہ ہے اور زہری کی حدیث میں پہلا معنی مراد ہے کہ وہ سرحد کی حفاظت کے لیے آیا تھا جیسا کہ اس نے عبد الملک کے جواب میں کہا تھا۔

اور عبد الملک کا کہنا کہ تم اولیں اس حدیث میں غریب ہیں یعنی اس کی روایت کرنے میں منفرد ہیں کیونکہ اہل حدیث کی اصطلاح میں غریب کے دو معانی میں سے ایک متن حدیث کی روایت میں منفرد ہونا ہے شیخ ابوالفاسم جعفر بن قویہ قتی نے زہری سے روایت کی ہے اس نے کہا جب حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو بیت المقدس میں کوئی سنگریزہ ایسا نہیں تھا کہ جس کے نیچے تازہ خون نہ پانچا گیا ہو،



اور تیز شیخ مذکور نے روایت کی ہے حارث اعلیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میرے ماں باپ حسین پر قربان ہوں اسے کوفہ کی پشت پر شہید کیا جائے گا خدا کی قسم گویا میں مختلف وحشی جانوروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپ کی قبر پر گرنے لگی ہیں کہ رات کو صبح تک اس پر رورہے اور اس کا مرنیہ پڑ رہے ہیں حبیب ایسا ہو تو پھر حیا اور ناشکر کا سے کچنا جھلسا اجنباب کا مٹنی آپ کی امامت کے حق کو ادا کرنا آپ کی زیارت کے لیے جانا اور ان کی قبر پر اکیلے نہ رہنے دینا ہے

اور زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا اے زرارہ کہ آسمان حسین علیہ السلام پر چالیس دن تک خون ربارہا اور زمین چالیس دن تک سیاہی مائل رہی اور سورج چالیس دن تک گھن گھنے اور سرخ ہونے کے ساتھ گریہ کرتا رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور بکھر گئے اور سمندر متغیر ہوئے اور پھٹ گئے اور ملائکہ چالیس دن تک حسین پر روتے رہے جاری کسی عورت نے نہ حضاب لگایا نہ تیل لگایا نہ سرمہ لگایا اور نہ سر پر گھنسی دیا یہاں تک کہ عبد اللہ بن زیاد لعنہ اللہ کا سر ہمارے پاس آیا اور ہم آپ کے بعد ہمیشہ گریاں رہے اور میرے جد بزرگوار حبیب ان کا ذکر کرتے اتنا روتے کہ آپ کی آنکھیں آپ کی ریش مبارک کو پر کر دیتیں یہاں تک کہ جو شخص بھی آپ کو دیکھتا آپ پر رحم کرتے ہوئے اور دلسوزی کرتے ہوئے روتا اور وہ ملائکہ جو آپ کی قبر کے پاس ہیں وہ ہمیشہ روتے رہتے ہیں اور ان کو روتے ہوئے دیکھ کر جو کچھ فضا میں ہے اور جو فرشتے آسمان میں ہیں وہ سب روتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی آنکھ خدا کے ہاں زیادہ محبوب اور

نہ ہی کوئی آنسو جو کسی آنکھ سے نکلتا ہے ہر اس آنسو سے کہ جو روئے اور آنسو  
 بہائے آپ پر جو بھی روتا ہے وہ جناب سیدہ فاطمہ سے تعلق پیدا کرتا ہے  
 اور ان کی مساعدت کرتا ہے اور رسول اللہ سے اپنا تعلق جوڑتا اور ہمارا  
 حق ادا کرتا ہے جو بندہ بھی مختور ہو گا اس کی آنکھیں رو رہی ہوں گی مگر وہ کہ  
 جو میرے جد بزرگوار پر روئیں وہ اس حالت میں مختور ہوں گے کہ ان کی آنکھیں  
 ٹھنڈی ہوں گی اور اسے بشارت ملے گی اور اس کے چہرہ پر سرور و خوشی دھڑ  
 رہی ہوگی ساری مخلوق جزع و فزع میں ہوگی لیکن وہ مامون ہوں گے ساری  
 مخلوق صاب کے لیے پیش ہوگی اور وہ حسین سے عرش کے نیچے باتیں کر رہے  
 ہوں گے اور وہ عرش کے سائے میں میرے صاب کے خوف سے محفوظ ہوں  
 گے ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ انکار کر دیں گے۔  
 اور وہ آپ کے پاس بیٹھتے اور آپ سے باتیں کرنے کو ترجیح دیں گے اور  
 حوریں انہیں پیغام بھیجیں گی کہ ہم ولدانِ غلدرین کے ساتھ تمہارے مشتاق  
 ہیں لیکن وہ سب اٹھا کر بھی ان کی طرف نہیں دیکھیں گے بسبب اس سرور اور  
 کرامت کے جو وہ اپنی مجلس میں دیکھیں گے اور ان کے اعداد اور دشمنوں میں  
 سے بعض کو ان کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر آگ میں ڈالیں گے اور ان میں سے  
 کچھ کہیں گے ”مالنا من شافعیں“ ہماری سفارش و شفاعت  
 کرنے والا کوئی نہیں اور نہ ہی کوئی غلط دوست ہے اور وہ ان کی قدر  
 منزلت کو دیکھیں گے اور وہ ان کے نزدیک جانے کی قدرت نہیں رکھتے ہوں  
 گے اور نہ ان تک پہنچ سکیں گے اور ملائکہ اور خازنینِ جنت ان کی ازواج  
 و بیویوں کے پیغام لائیں گے ان کرامتوں کے بارے میں جو انہیں دی جائیگی

تو وہ کہیں گے کہ انشاء اللہ ہم تمہارے پاس آئیں گے پس وہ ان کی باتیں واپس پھینچیں گے تو ان کے شوق میں اضافہ ہو گا جب کہ یہ جا کر خبر دیں گے اس کرامت اور حسین علیہ السلام سے ان کے قرب کے بارے میں کہ جس میں وہ ہوں گے پس یہ مومن کہیں گے حمد و ثناء ہے اس اللہ کے لیے کہ جس نے سب سے بڑی فزح اور گجراہٹ اور قیامت کی ہولناکیوں ان کی کفایت کی ہے اور جس ان چیزوں سے نجات دی ہے کہ جن کا ہمیں خوف تھا اور ان کے پاس سواریاں اور عمدہ ناقوں کے ساز و سامان کے ساتھ پس وہ ان پر سوار ہوں گے اور وہ اللہ کی حمد و ثناء میں ہوں گے اور حمد ہے اللہ کے لیے اور درود و صلوات ہے محمدؐ اور ان کی آل کے لیے یہاں تک کہ وہ اپنی منزلوں میں جا ٹھہریں گے۔

اور امیر المومنین سے روایت ہوئی ہے کہ آپ رحیم میں تھے اور آپ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے ”فما یکت علیہم السماء والارض مما کانوا منظرین“ (آسمان وزمین نے نہ ان پر گریہ کیا ہے اور نہ انہیں مہلت دی گئی، کہ امام حسینؑ مسجد کے ایک دروازے سے نکلے تو آنجناب نے فرمایا یا در کو تحقیق یہ (حسینؑ) غمگین شہید ہو گا اور اس پر آسمان وزمین گریہ کریں گے اور ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ حسینؑ کے قتل پر آسمان وزمین روئے اور وہ دو نورخ ہوئے اور وہ دو کبھی بھی کسی پر نہیں روئے سوائے یحییٰ بن زکریا اور حسین بن علی علیہما السلام کے

مؤلف کہتے ہیں ان دونوں احادیث کے مضمون کی احادیث سنی اور شیعہ حق سے بہت زیادہ مروی ہوئی ہیں۔

اور ابو عبد اللہ حادقی سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا

کا قاتل حرامزادہ تھا اور حسین علیہ السلام کا قاتل بھی حرامزادہ تھا اور آسمان نے ان دو مظلوموں کے علاوہ کچھ پر گریہ نہیں کیا راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا آسمان کس طرح گریہ کرتا ہے آپ نے فرمایا سورج سرخی میں طلوع کرتا ہے اور سرخی ہی میں غائب ہوتا ہے ۔

اور داؤد بن فرقہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے راجی کبوتر کو دیکھا کہ وہ کافی دیر تک قرق (کبوتر کا آواز نکالنا) کرتا رہا پس حضرت ابو عبد اللہ میری طرف کافی دیر تک دیکھتے رہے پس فرمایا اے داؤد تم جانتے ہو یہ پرندہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم آپ پر قربان جاؤں فرمایا یہ قائلین حسین کے لیے بد دعا کرتا ہے لہذا اے اپنے گھر میں رکھا کرو ۔

حسین بن علی بن صاعد بربری سے روایت ہے اور وہ امام رضا علیہ السلام کی قبر مبارک کا نگران تھا تو اپنے باپ کے واسطے حضرت رضا سے روایت کرتا ہے فرمایا یہ تو (پرندہ) تم دیکھتے ہو یہ میرے نانا رسول اللہ کے زمانہ میں گھروں قصور و عملات اور مکافوں میں رہتا تھا اور جب لوگ کھانا کھاتے تو یہ اڑ کر ان کے سامنے آ بیٹھتا پس اس کی کھانا چھین کا جاتا اور اسے پانی پلاتے اور یہ پھر اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا لیکن جب امام حسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو یہاں سے نکل کر دیوانوں پہاڑوں اور خشک میدانوں میں جا رہا اور کہتا ہم بربری امت ہو کہ تم نے نور کو قتل کیا ہے میں بھی اپنے آپ کو تم سے مامون نہیں ہوں

اور شیخ صدوق نے حضرت صادق سے روایت کیا ان سے ان کے

و اداسے کہ امام حسینؑ ایک دن امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اپنے بھائی کو دیکھا تو رو پڑے امام حسنؑ نے فرمایا اے ابا عبد اللہ کس چیز نے آپ کو رلایا آپ نے فرمایا مجھے جو کچھ یہ لوگ آپ سے سلوک کریں گے اس نے رلایا ہے تو امام حسنؑ نے فرمایا جو چیز میری طرف سے آئیں گے وہ قذہر ہوگی کہ جو مکارانہ میری طرف بھیجی جائے گی کہ جس سے میں شہید ہوں گا لیکن اے ابا عبد اللہ وہ دن تیرے دن کی طرح نہیں ہوگا تیس ہزار کاشکرتیرے قریب آئے گا کہ جو دعویٰ کریں گے کہ وہ ہمارے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی امت ہیں اور دین اسلام سے اپنے آپ کو منسوب کریں گے اور وہ تمہارے قتل خون بہانے اور تمہاری ہتک حرمت کرنے اور تمہاری ذریت اور خواتین کو قید کرنے اور تمہارا مال و اسباب لوٹنے پر اجتماع و اکٹھ کریں گے تو اس وقت بنی امیہ پر لعنت اترے گی اور آسمان راکھ اور خون کی بارش برساتے گا اور ہر چیز تم پر گریہ کرے گی یہاں تک کہ پرنڈرے جنگلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں -

اور اس زیارت میں ہے کہ جو سید مرتضیٰ اعظم المدیٰ قدس سرہ نے پڑھی ہے آپ کے گمہ نے اور خاک و خون میں غلطاں ہوتے سے اسلام غلطان ہوا اور پھر اور حدود و احکام معطل ہوئے اور دنیا تار یک ہو گئی اور سوزج کو گہن لگا اور چاند تار یک ہوا اور بادل و بارش رک گئی اور زمین و آسمان ملتے گئے اور زمین اور بطناء لرزنے لگے اور بلاد معصیت عالم گیر ہوئی اور خواہشا و آرزوئیں مختلف ہوئیں اور رسول اکرمؐ کو دکھ و درد ہوا اور بتولی عذر پریشان ہوئیں اور افکار و فطیس بے کار ہو کر رہ گئیں اسی طرح اور احادیث میں بھی ہے

ابن جر نے صواعق میں کہا ہے اور ابو نعیم حافض نے کتاب دلائل النبوة میں نصرۃ اذویہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو آسمان سے خون کی بارش ہوئی جب ہم نے صبح کی تو ہمارے ڈول اور کوزے خون سے پر تھے نیز آپؐ کی شہادت کی نشانیوں میں سے یہ تھی کہ آسمان شدت کے ساتھ سیاہ ہو گیا یہاں تک کہ دن کو ستارے نظر آتے تھے اور کوئی پتھر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون تھا۔

ابو ایشخ نے کہا ہے کہ درس کے دانے کہ جو ان کے لشکر میں تھے خاکستر ہو گئے یہ اس کاروان میں تھی کہ جو مین سے عراق کی طرف جا رہا تھا اور حضرت کی شہادت کے وقت ان تک یہ درس (جو سرخ رنگ کی بوٹی ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) پہنچی تھی۔

اور ابن عیینہ نے اپنی داوی سے حکایت کی ہے کہ وہ جال کہ جس کی درس راکھ ہو گئی تھی اس نے اسے خبر دی تھی کہ انہوں نے اپنے لشکر میں ایک ناتہ نھر کیا تھا تو اس کے گوشہ میں انہیں چوہے ایسے نظر آتے ہیں اسے پکایا تو وہ عاقم اور تھے ایسا ہو گیا اور آسمان آپؐ کے قتل کی وجہ سے سرخ ہو گیا اور سورج کہن لگا یہاں تک کہ دوپہر کو ستارے ظاہر ہو گئے اور لوگوں کو گمان ہو گیا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور شام میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون نظر آیا اور عثمان بن ابوشیبہ نے روایت نقل کی ہے کہ آسمان آپؐ کی شہادت کے بعد سات دن تک اس حالت میں ہو گیا کہ دیواروں کو تم دیکھتے کہ گویا وہ سرفی کی شدت کی بنا پر سرخ طاف داوڑھیاں ہیں اور ستارے ایک دوسرے سے ٹکراتے تھے اور ابن جوزی نے ابن سیرین سے

نقل کیا ہے کہ دنیا تین دن تک تاریک رہی اس کے بعد آسمان میں سرخی ظاہر ہوئی اور ابو سعید نے کہا ہے دنیا کا کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون تھا اور آسمان نے خون برسایا کہ جس کا اثر لباس و کپڑوں میں ان کے چھٹنے تک پائی رہا۔

اور ثعلبی اور ابو نعیم نے گذشتہ نیز کو نقل کیا ہے کہ ان پر خون کی بارش ہوئی ابو نعیم نے مزید کہا ہے ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ ہمارے غمے (ڈول) اور کوزے خون سے پر تھے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ خون کی ایسی بارش ہوئی گھروں اور دیواروں پر غراسان ہشام اور کوفہ میں اور یہ کہ حبيب بن حصین ابن زبیاؤ کے گھر کی طرف لایا گیا تو اس کی دیواروں سے خون بہہ رہا تھا۔

اور ثعلبی نے اخراج کیا ہے کہ آسمان نے آپ پر گریہ کیا اور اس کا گریہ اس کی سرخی ہے اور اس کے بغیر نہ کہا ہے کہ آفاقی آسمانی آپ کے قتل کے بعد چھ ماہ تک سرخ رہے اس کے بعد ہمیشہ یہ سرخی نظر آتی رہی۔

اور ابن سیرین نے کہا ہے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے حسین کی شہادت سے پہلے موجود نہیں تھی اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ سرخی آسمان میں آپ کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی گئی تھی۔

ابن یزید نے کہا ہے اس کی حکمت و فلسفہ یہ ہے کہ ہمارا غیظ و غضب چہرے کی سرخی میں اثر انداز ہوتا ہے اور حق تعالیٰ بصیرت سے منزہ و پاک ہے لہذا شہادت حسینؑ سے اپنے غضب کی تاثیر کو افتی کی سرخی سے ظاہر کیا ہے اس جنایت کی غفلت کے اظہار کے لیے (جو کچھ مواقع میں ہے یہاں ختم ہوا)

اور اس کی قصیدہ ہمزہ پر جو شرح ہے اس سے بھی اس کے قریب قریب  
سکایت کی گئی ہے ۔

اور سبط کے تذکرہ میں ہلال بن زکوان سے روایت ہے وہ کہتا ہے جب  
امام حسینؑ شہید ہوئے تو دو یا تین ماہ تک ہم ٹھہرے رہے کیا کہ صبح کی نماز سے  
لیکے فردب آفتاب تک دیواریں خون سے رنگین آجاتی تھیں ۔

اور اس نے کہا ہے کہ ہم ایک سفر میں نکلے پس ہم پر بارش برسی کہ جس کا  
اثر ہمارے لباس میں خون ایسا رہا اور مناقب شہر آشوب سے منقول ہے اور  
قرن بن عبید اللہ نے کہا ہے ایک دن دھوپ ہرنگ آسمان سے سفید کپڑوں پر بارش  
برسی تو میں دیکھا کہ وہ خون ہے ، اور اونٹ وادی میں پانی پینے گئے تو وہ  
خون تھا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ وہی دن تھا کہ جس میں حسین علیہ السلام  
شہید ہوئے ۔

نیز اسی سے ہے کہ اسود بن قیس نے کہا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے  
تو ایک سوزی مشرق کی سمت سے اٹھی اور ایک مغرب کی طرف سے اور قریب  
نھا کہ وسط آسمان میں ایک دوسرے سے مل جائیں چھ ماہ تک یہ کیفیت  
رہی سیوٹی کی عقودا بجان سے ہے کہ منجھن کا کہنا ہے کہ سورج گرہن نہیں لگتا  
مگر اٹھائیس یا تیس کو اس مقدار نت کی بنا پر کہ جس کا وہ گمان کرتے ہیں  
خدا انہیں قتل کرے پس سورج گرہن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے  
دن لگا جیسا کہ صحیحین میں ہے اور وہ دس ربیع الاول کا دن تھا یہ زبیر بن  
بکار کی روایت ہے اور حسینؑ کی شہادت کے دن بھی سورج کو گرہن لگا جیسا کہ  
نوارین میں مشہور ہے اور وہ عاشور کا دن تھا ۔



ہمارے شیخ شہید نے اول کتاب ذکر نما میں فرمایا ہے یہ بات مشہور ہے کہ سورج کو عاشور کے دن گہن لگا جب امام حسینؑ شہید ہوئے ایسا گہن لگا کہ اس دن دوپہر کو ستارے نکل آئے۔

بہیقی وغیرہ نے یہ روایت کی ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سورج کو گہن لگا جس دن جناب ابراہیمؑ فرزند نوحی اکرم علیہ السلام کی وفات ہوئی اور نبیرین یار تھے کتاب الانساب میں روایت کی ہے کہ جناب ابراہیمؑ ماہ ربیع الاول کی دس تاریخ کو فوت ہوئے اور ہمارے علماء نے روایت کی ہے کہ جناب ہمدی علیہ السلام کی علامات میں سے ایک ماہ رمضان کے پہلے نصف میں سورج کو گہن لگنا ہے انتہی۔

## دوسری فصل

### ملائکہ کا نزہہ و گریہ کرنا

شہادت امام حسینؑ کے سلسلہ میں ملائکہ کا نالہ و شیون اور ان کا آپ پر گریہ کرنا۔

شیخ ابو جعفر طوسی نے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جب امام حسینؑ کی شہادت ہوئی تو ملائکہ نے بارگاہ ایزدی میں فریاد و نالہ کیا اور کہا اے پروردگار یہ سلوک تیرے منتخب اور تیرے نبی کے فرزند حسینؑ سے ہو رہا ہے فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے قائم کا غمخوار اور سایہ نہیں دکھایا اور فرمایا اس کے ذریعہ حسینؑ پر ظلم کرنے والوں سے میں انتقام لوں گا۔ اور شیخ صدوق (رحمہ) نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا کہ چار ہزار ملائکہ زمین پر اترے جن کا مقصد حسینؑ علیہ السلام کی معیت میں جہاد کرنا تھا تو آپ نے انہیں اذن جہاد نہ دیا پس وہ آسمان کی طرف اذن لینے کے لیے واپس گئے جب دوبارہ زمین پر اترے تو حسینؑ علیہ السلام شہید ہو چکے تھے پس وہ ہمیشہ آپ کی قبر کے پاس بال پریشان غبار آلود شکل میں قیامت تک روتے رہیں گے اور ان کا رئیس ایک ملک ہے کہ جس کا نام منصور ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں کہ چار ہزار فرشتے قیامت

سب کے لیے آپ کی قبر کے پاس روتے رہتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ جو زائر بھی آپ کی زیارت کو آتا ہے تو یہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اگر بیمار ہو جاتا ہے تو اس کی بیماریاں دور کرتے ہیں اگر کوئی مرجاتا ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھتے اور اس کی موت کے بعد اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور یہ سب فرشتے زمین میں قائم صلوات اللہ علیہ کے قیام کا انتظار کر رہے ہیں۔

اور شیخ ابن قریوبہ نے عبد الملک بن مقرر کی وساطت سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو تم ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی زیارت کرو تو خاموشی اختیار کرو سوائے کسی امر خیر کے اور دن درات کے محافظ فرشتے ان فرشتوں کے پاس جاتے ہیں جو حاضر حسینی ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں لیکن وہ شدت گریہ کی وجہ سے انہیں جواب نہیں دے پاتے پس وہ ان کے منتظر رہتے ہیں یہاں تک کہ زوال آفتاب ہوتا ہے یا صبح کی روشنی چھلکتی ہے پھر وہ ان سے گفتگو کرتے اور آسمان کے معاملات کے بارے میں ان سے سوالات کرتے ہیں لیکن ان دونوں اوقات کے درمیان نہ وہ کوئی گفتگو کرتے ہیں اور نہ ہی گریہ و بکا اور دلع سے وہ بچتے ہیں الحدیث۔

اور حریر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ صادق کی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں کس قدر آپ اہل بیت کی عمریں کم اور موت و شہادت قریب ایک دو عمرے کے نزدیک ہے حالانکہ یہ مخلوق آپ کی قضا ہے فرمایا ہم میں سے ہر ایک صحیفہ دکتا بچہ رکھتا ہے

کہ جس میں اس کے فرائض و ذمہ داریاں درج ہیں جب ہم وہ احکام و فرائض بجا لے آتے ہیں کہ جو اس میں تحریر ہوتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کے معلوم ہو جاتا ہے کہ اب میری موت و رحلت کا وقت آ گیا ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اسے اس کی موت کی خبر دیتے ہیں اور جو کچھ اس کے لیے خدا کے ہاں آمادہ ہے وہ بتاتے ہیں جب امام حسینؑ نے اپنا صحیفہ پڑھا تو آپؑ کو عطا ہوا تھا اور جو کچھ آپؑ پر آنے والا تھا اور جو کوئی باقی رہنے والا تھا اس میں اس کی تفصیل بیان ہوئی تھی۔

تو کچھ چیز باقی تھیں کہ جن پر ابھی عمل نہیں ہوا تھا تو آپؑ قتال و جنگ کے لیے نکلے اور چونکہ کچھ فرائض باقی تھے تو فرشتوں نے خدا سے اذن چاہا کہ آنجناب کی نصرت و مدد کریں تو خدا نے انہیں اذن دیا لیکن وہ جنگ کی تیاری کرتے رہے اور اپنے آپ کو آمادہ کرتے رہے اور ادھر آنجناب شہید ہو گئے پس وہ اترے تو آپؑ شہید ہو چکے تھے صلوات اللہ علیہ پس ملائکہ نے عرض کیا اے پروردگار تو نے ہمیں تربین پر جاتے اور حسینؑ کی نصرت کی اجازت دی تھی جب ہم نیچے اترے تو وہ شہید ہو چکے تھے پس اللہ مبارک و تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی تو اس کے قبہ (اور قبر) کو لازم پکڑے رہو یہاں تک کہ جب اسے دیکھو کہ اس نے خروج کیا ہے تو اس کی مدد و نصرت کرو اور اس پر اور جو کوتاہی تم سے ان کی نصرت کے سلسلہ میں ہوئی ہے اس پر گریہ کرو جب کہ تمہیں اس کی نصرت اور اس پر گریہ کرنے کے لیے مخصوص کئے گئے ہو تو ملائکہ قرب خدا حاصل کرنے اور آپؑ کی نصرت کے فوت ہوتے پر جزاء و قرض کرتے ہوئے روئے جب آپؑ خروج کریں گے تو وہ آپؑ کے انصار و اعوان

میں سے ہوں گے۔

اور صفوان جال کے واسطے سے ابو عبد اللہ صادق سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے آپ سے مدینہ کے راستہ میں سوال کیا جب کہ ہم مکہ کی طرف جا رہے تھے پس میں نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو افسردہ غمزدن اور دل شکستہ دیکھ رہا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر تم بھی وہ کچھ سنو جو میں سن رہا ہوں تو وہ تجھے مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھے میں نے عرض کیا آپ کیا سن رہے ہیں آپ نے فرمایا ملائکہ کا بارگاہِ خدا میں ابتحال اور کٹر گڑانا اور المومنین اور صیغہ السلام کے قاتلوں کے خلاف اور ان پر لعنت کرنا اور جنت کا آپ پر نوحہ کرنا اور ان ملائکہ کا کہ جو آپ کے گرد ہیں رونا اور شدت سے خزع و خزع کرنا تو اس کے باوجود کس کے لیے کھانا پینا اور سونا خوشگوار ہو سکتا ہے آخر حدیث تک اور بخاری میں حسن بن سلیمان سے اس کی سند کے ساتھ ابو معاویہ سے ائمش سے حضرت جعفر بن محمد سے ان کے والد گرامی سے ان کے جد امجد علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا اور جب میں پانچویں آسمان تک پہنچا تو میں نے علی بن ابی طالبؑ کی تصویر شکل دیکھی تو میں نے کہا اے میرے حبیب جبرئیل یہ تصویر کیسی ہے تو جبرئیل نے عرض کیا اے محمدؐ ملائکہ نے خواہش ظاہر کی کہ وہ حضرت علیؑ کی تصویر و شکل دیکھا کریں پس انہوں نے عرض کیا ہاں رہے پروردگار اولاد آدمؑ اپنی دنیا میں صبح و شام علیؑ بن ابی طالبؑ قیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے محبوب ان کے خلیفہ ان کے دھی اور ان کے امین کے چہرے کو دیکھ کر مستفید و مستمتع ہوئے ہیں تو ہمیں بھی ان کی تصویر و شکل سے مستمتع و مستفید فرما جتنا

اہل دنیا ان سے مستمع ہوتے ہیں پس اللہ عزوجل نے اپنے نور قدس سے عالم کی ان کے لیے تصویر و شکل بنائی لہذا علی رات دن ان کے درمیان ہیں وہ ان کی زیارت کرتے اور رات دن انہیں دیکھتے ہیں

راوی کتاب ہے کہ پس غے خبر وی اعش نے جعفر بن محمد کے واسطہ سے ان کے والد گرامی علیہا السلام سے کہ آپ نے فرمایا جب حضرت امیر کو عین ابن فلمج نے ان کے مبارک پر ضرب لگائی تو یہ ضرب اس صورت و شکل پر بھی لگی جو آسمان میں تھی پس ملائکہ صبح و شام اسے دیکھتے اور آپ کے قاتل ابن لمج پر لعنت کرتے ہیں پس جب حسین بن علی علیہا السلام شہید ہوئے تو ملائکہ اترے اور آپ کو اٹھا کر لے گئے یہاں تک کہ آپ کے جسد مبارک کو اس صورت کے ساتھ رکھا کہ جو پانچویں آسمان پر حضرت علی کی ہے تو حبیب بھی اوپر کے آسمانوں کے فرشتے اترتے ہیں یا نچلے آسمان اور اس کے اوپر کے آسمانوں کے فرشتے اوپر جاتے ہیں پانچویں آسمان تک حضرت علی کی تصویر کی زیارت کے لیے اور آپ کو اور حسین بن علی علیہا السلام کو اپنے خون میں لت پت دیکھتے ہیں تو بڑید اور ابن زیاد اور حسین بن علی علیہا السلام کے قاتل پر لعنت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے اعش کتاب ہے کہ مجھ سے صادق نے فرمایا یہ مسکون و محزون علم میں سے ہے اسے اس کے اہل کے علاوہ اخراج نہ کرتا۔

## تیسری فصل

### جنات کا نوہ وزاری کرنا

شیخ ابن قلوبہ قر (رح) میسٹی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ اہل کوفہ میں سے پانچ افراد نے حسین بن علی علیہما السلام کی مدد و نصرت کا ارادہ کیا اور شاہی نامی یقی میں جا کر قیام کیا کہ اچانک دو افراد ان کی طرف آئے ایک بوڑھا اور ایک جوان اور انہوں نے ان پر سلام کیا راوی کہتا ہے کہ بوڑھے نے کہا میں جنات میں سے ایک مرد ہوں اور یہ میرا بھتیجا ہے یہ چاہتا ہے اس مظلوم کی مدد کرنا راوی کہتا ہے کہ اس بوڑھے جن نے ان سے کہا میری ایک رائے ہے راوی کہتا ہے کہ ان انسان جوانوں نے کہا وہ کو کسی رائے ہے جو تیری نظر میں آئی ہے اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اڑ کر جاتا ہوں اور میں ان کی خبر لے آتا ہوں تاکہ تم بصیرت کے ساتھ جاؤ انہوں نے کہا یہ تیری اچھی رائے ہے راوی کہتا ہے کہ وہ جن ایک دن اور ایک رات غائب رہا جب دو مرد ان ہو اتو اچانک انہوں نے آواز سنی لیکن کوئی انہیں نظر نہیں آتا تھا اور وہ کہہ رہا تھا -

واللہ ماجئتکم حتی بصرت بہ = بالطف منفرد الخذین منھوراً = وحولہ

فتیۃ قد می غورہم = مثل المصابیح یطفون الدجی نوراً وقد خششت ملومی

کی اصافہم عن قبل ان تتلاقی الخرد الحوراء = قعا قعی قد رواللہ بالغہ =  
 وكان امر قضاء الله مقدوراً كان الحیمن سراحاً يستضاء به = اللہ یعلم فی الم  
 اقل زوراً بجاوراً رسول اللہ فی غرق و لوی للظیار موداً = سمارے پاس میں نہیں آیا  
 جب تک میں نے دیکھا تھیں کہ آپ میدان طغ میں خاک آلود رخساروں کے ساتھ  
 نحو ذریعہ شدہ پڑے ہیں آپ کے گرد چند جوان پڑے ہیں کہ جن کی گردنوں  
 سے خون ٹپک رہا ہے تاریکی میں روشنی دینے والے چراغوں کا مانند ہیں نے اپنے  
 ناکہ کو بہت تیزی کے ساتھ چلایا تاکہ ان تک پہنچ جاؤں اس سے پہلے کہ وہ  
 جنت کے حور العین سے جا ملیں جو صاحب شرم و حیا ہیں خدا کی قدر و قضا مجھے  
 مانع ہوئی اور اس کی قضا و قدر مفقود شدہ ہے، حسین ایسے پیراغ تھے کہ جن سے  
 عالم میں روشنی پھیلتی ہے اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کوئی جھوٹ نہیں بولا کہ جو  
 رسول اللہ رحمی مصطفیٰ اور جعفر طیار کا خوش و خرم ہو کر مجا ورجا ہوا ہے۔  
 پس اسے انسانوں میں سے ایک نوجوان نے جواب دیا۔

اذھب فلا زال قبراً انت ساکنہ الى القيامة يسقي الغيث مطوراً  
 وقد سلكت سبيلاً كنت ساکنه وقد شربت بكائس كان مقزوراً و  
 فتيۃ فرغوا لله انفسهم عوفار قوا المال والاحباب والدورا۔  
 تم جاؤ کہ اب تک جس قبر میں تم ساکن ہو قیامت تک اللہ کی رحمت اس  
 پر نازل ہوتی رہے تو نے ایسا راستہ اختیار کیا جو مناسب تھا اور ایسے جاگے  
 تخریباب ہوا کہ جو ہرگز تھا، جن جوانوں کا ہدف و مقصد خدا تھا وہ مال احباب  
 اور گروں سے جدا ہو گئے۔

سیطان نے تذکرہ میں کہا اور ملائی نے اہل مدینہ کے ایک مرویے ذکر کیا ہے



وہ کتاب ہے کہ میں گھر سے نکلا اور میرا مقصد حسینؑ سے جا ملتی ہوئی تھا جب آپ عراق کی طرف جا رہے تھے جب میں ربدہ میں پہنچا تو اچانک میں نے ایک شخص کو بیٹھے دیکھا اس نے مجھ سے کہا اے اللہ کے بندے شاید تم حسینؑ کی نصرت و مدد کرنا چاہتے ہو میں نے کہا کہ ہاں وہ کہنے لگیں بھی ایسا ہی ہوں لیکن میں یہاں بیٹھا ہوں اور میں نے اپنے ایک ساتھی کو بھیجا ہے وہ ابھی ابھی خبر لائے گا وہ کتاب ہے کہ محوڑا سا وقت ہی گزرا تھا کہ اس کا ساتھی روتا ہوا آیا تو اس شخص نے اس سے پوچھا کیا خیر لائے ہو تو اس نے ”ما جئتمکم حتی بصرت بہ“ گذشتہ اشعار کہے۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں کہا کہ جنات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر مبارک پر ایک پورا سا ہر روز نور و زاری کی ہے، اور اسی سلسلہ میں وکیل نے کہا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے میرے دادا سے اس نے اپنی ماں سعدی بنت مالک خراعیہ سے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے حسین علیہ السلام پر جنات کا نور و زاری۔

یا بن الشہید و یا شہید اعمہ و خیر العموم و جعفر الطیار و عجبا المتقو  
علاک حرقہ عنی الوجہ منک و قد علاہ غبار اے شہید کے بیٹے اور اے شہید کہ  
میں کا بہنوئی جعفر طیار تھا تعجب ہے اس صیقل شدہ تلوار سے جو تجھ پر اٹھی  
اور تیرے چہرے پر بلند ہوئی اور اس پر غبار تھا۔

مناقب کے علاوہ ایک روایت میں ہے وکیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے قصیدہ  
میں کہا ”زخیر قبر یا لعراق یزرا و اعص الحمار فمن نہاک حمار = لم  
لا زورک یا حسین لک القدا = قومی و من عطفت علیہ نازد لک الطودہ

فی قلوب ذوی النہی، و علی عدوک مقتدہ و ذمارہ یا بن الشہید و یا شہید اعمہ۔ خیل المؤمنین جعفر الطیار  
عراق میں جس بہترین قبر کی زیارت کی جاتی ہے تو جا کر زیارت کر اور جو گدھا  
تجھے اس سے منع کرے اس کی نافرمانی کر میں آپ کی زیارت کیوں نہ کروں  
اے حسین آپ پر میری قوم و قبیلہ قربان ہوا اور تیری محبت اہل عقل کے دل  
میں ہے اور آپ کے دشمن پر ناراض ہیں، اے شہید کے بیٹے اور اے شہید کرہیں کا  
بہترین چچا جعفر طیار ہے۔

موت کتنے ہیں ظاہر یہ ہے کہ انہیں دو اشعار سے وہ شعر بھی لیا گیا ہے  
کہ جو ہمارے آقا و مولا موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ کی بارگاہ میں پڑھا گیا۔

ابن شمر اشوب نے کہا ہے اور حکایت ہوئی ہے کہ منصور نے موسیٰ بن جعفر  
صلوات اللہ علیہ کی خدمت پیشکش کی کہ نوروز کے دن آپ لوگوں سے مبارک  
باد لینے کے لیے بیٹھیں اور جو تحائف پیش کئے جائیں انہیں وصول کریں آپ نے  
فرمایا کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول روایات کی  
دیکھ بھال کی ہے تو ان میں اس عید کی کوئی خبر موجود نہیں ہے اور یہ تو اہل  
فارس کی رسم ہے اور اسلام نے اس کو محکوم کیا ہے اور اللہ کی پناہ ہے اس سے  
کہ ہم اس چیز کو زندہ کریں کہ جسے اسلام نے مٹا دیا ہے تو منصور نے کہا لشکر کی  
سیاست کے لیے ہم ایسا کرتے ہیں آپ سے اللہ علیٰ غظیم کا واسطہ دے کہ میں سوال  
کر تا ہوں کہ آپ جلوس کریں تو آپ بیٹھ گئے اور مختلف حاکم کے بادشاہ  
امراء اور لشکر آپ کو تحفیت و مبارکباد دینے کے لیے حاضر ہوئے اور ہدیے  
اور تحفے لائے اور آپ کے سر ہاتے منصور کا خادم کھڑا تھا کہ جو ان اموال کو  
زیر نظر رکھا اور شمار کرتا رہا پس سب لوگوں کے آخر میں ایک بوڑھا سنی رسیدہ

حاضر ہوا اور کہنے لگا اے رسول اللہ کے نواسے میں ایک فقیر آدمی ہوں میرے پاس مال و دولت نہیں ہے میں تین اشعار بطور تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ جو میرے جد و دادا نے آپ کے جد امجد حسین علیہ السلام کے متعلق کہے ہیں ”عجبت لمعقول علاك فرتده ، يوم المهياج وقد علاك غبار ولا لعم نقدك دون حراثه = يدعون جدك والد موع غزاره - الا تقض مضت الهام وعاقها = عن جسمك الاجلال والا كبار =

تعجب ہے اس تلوار پر جو تجھ پر بلند ہوئی جنگ کے دن احد تجھ پر گرد و غبار اٹھا اور ان تیروں سے تعجب ہے کہ جو شریف زادوں کے سامنے تیرے بدن اطہر میں آکر پار ہو گئے جو آپ کے جد امجد کو مدد کے لیے پکار رہی تھیں اور ان کے آنسو بہہ رہے تھے ، کیا ان تیروں کو آپ کے جسم سے متفرق نہیں کیا اور نہ انہیں روکا تیری جلالت و عظمت آپ نے فرمایا میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا خدا تجھے برکت دے بیٹھ جاؤ اور سراٹھا کر خادم سے کہا امیر ۔ ۔ ۔ کے پاس جاؤ اور اسے اس مال کے متعلق بتاؤ اور یہ کہ اسے کیا کرنا پس خادم گیا اور پلٹ کر آیا اور کہا کہ امیر ۔ ۔ ۔ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب مال میری طرف سے ان کی خدمت میں ہیہ ہدیہ ہے جو چاہیں اس میں تعریف کریں تو حضرت موسیٰ نے اس بوڑھے شخص سے فرمایا یہ سب مال اپنے قبضے میں کر لے یہ میری طرف سے تمہیں ہدیہ بخش ہے۔

سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں کہا کہ آپ پر جنات کا فوج کرنا ذکر ہوا زہری نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں میں نے جنات کا نور کبھی نہیں سنا مگر اس رات کہ جس میں حسین علیہ السلام شہید ہوئے میں نے کبھی کہنے

والے کو کہتے ہوئے سنا الا یا عین فاحتفلی بجمہدء ومن یبکی علی الشہداء  
 بعدی - علی رھط نفقودھم المنا یا الی متجبر فی ثوب عبدی لے آنکھ کو کش کر  
 رونے کی اور میرے بعد کون شہداء پر رونے گا اس جماعت پر کہ نہیں موت  
 پہنچ کر لے گئی ایسے جابر کے پاس جو غلام کے لباس میں تھا جناب ام سلمہ کتنی  
 ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ حسین شہید ہو گئے ہیں شععی کہتا ہے کہ کوفہ کے لوگوں نے ات  
 کو کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا "ابکی قتیل بکر بلاءء مفرج الجسم بالاماء  
 ابکی قتیل الطغاة ظلماء بغیر جرم لوی الوفاء و ابکی قتیل ابکی علیہ  
 من ساکن الارض والسماء ھتک اھلہ واستحلوا - ما حرم اللہ فی  
 الاماء یا بابی جسمہ المعریء الامن الدین والھیاء کل الرزایا  
 لھا عزاء - وما لذل الرزء من عزاء -

میں کہ بلا میں شہید ہونے والے پر گریہ کرتا ہوں جس کا جسم خون سے لت پت  
 ہے اس پر روتا ہوں کہ طاعی و سرکشوں نے موائے وفاء بعد اللہ کے جرم  
 ظلم و ستم سے شہید کیا میں اس پر گریہ کرتا ہوں جس پر آسمان وزین کے رہنے  
 والے روئے ہیں ان ظالموں نے اس کی ہتھک حرمت کی اور جس چیز کو خدا  
 نے کیزوں کے بارے میں بھی حرام قرار دیا ہے اسے حلال سمجھا میرا باپ قربان  
 ہو اس جسم پر جو دین و جہاد کے علاوہ ہر چیز سے سرباں تھا ہر مصیبت کیلئے  
 تسلی ہے لیکن اس سوگ کے لیے کوئی تسلی نہیں نہ ہری کہتا ہے کہ آپ پر جنات  
 نے گریہ کیا اور کہا "خیر تساء الجن یبکیں ثجیاتء و یلطمن فروداً  
 کالد نایر ففسیاتء و یلبس ثیاب السوء بعد القصبیات  
 جنات کی بہترین عورتیں دکھ درد سے روتی ہیں اور ایسے چہروں کو جو سونے کے

دیناروں کی طرف صاف شفاف ہیں ٹپانچے مارتی ہیں اور رنگ برنگ لباسوں کے بعد سیاہ لباس پہنتی ہیں

وہ کتاب ہے منجہ جنات کے اشعار کے جو حفظ کر لیے گئے یہ ہے۔

”مسح النبى جبینہ و ولہ بریق فی الحدود ابواہ من علیا

قریش = جدہ خیر المجد و دع قتلوک با بن الرسول عفا سکنوا نار الخنود  
اس کی پیشانی کو نبی اکرمؐ نے چھوا تھا لہذا اس کے رخسار میں بجلی کی چمک ہے  
اس کے ماں باپ قریش کے بلند ترین افراد ہیں اس کا نانا بہترین افراد  
بشر میں سے ہے آپ کو انہوں نے شہید کیا اے فرزند رسول پس وہ ہمیشہ  
ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں رہیں گے۔

ابن قویہ نے ابو زیاد و قدی سے روایت ہے کہ گھوڑی کاروں نے سوری  
کے وقت جہانہ میں جنات کا حسین علیہ السلام پر تر حر سادہ کہہ رہے تھے  
مسح الرسول جبینہ الخ گذشتہ اشعار

علی بن حمزہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ سے سنا وہ کہتی  
تھی میں نے ایک حبیبہ کا حسین بن علی علیہ السلام پر فخر سنا وہ کہہ رہی تھی۔

”یا عین جودی بالدموع فاعلم انی علی بن محمد و توجع =

یا عین الہا کہ الرقاد بطیبہ عن ذکر آل محمد و توجع = بات ثلاثا بالصعید  
جسوسم: بین المومنین کلمہ فی اے آنکھ آنسو برس کیونکہ عزوہ و محزون ہی میں اور  
در کے ساتھ روتا ہے اے آنکھ تجھے میٹھی نیند نے غافل کر دیا ہے آل محمد  
کے ذکر اور ان پر دکھ در کے اظہار سے، تین دن تک ان کے بدن مٹھی  
پر پڑے رہے دشمنی جانوروں کے درمیان داو درتی سے روایت ہے وہ

کہتا ہے کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو جنات نے ان اشعار کے ساتھ ان پر گریہ و توجہ کیا یا عین جودی بالعبود و ابکی فقد حق الخبر ابکی ابن فاطمة الری و بعدا القزات قما صدر الجن تبکی شجوها علیا منہ المہر قتل الحسین درھطہ ع تعسا لذلك من خیدر فلا بکینک ما جرئ ع عرق و ما حمل الشجر ملا بکینک حرقة عند القناء و بالسحر۔“

اے آنکھ آنسو بہا سوزش کے ساتھ یہ خبر ثابت شدہ ہے پس گریہ کر، فاطمہ زہرا کے فرزند پر گریہ کر جو فرات کے کنارے گیا تو تھا لیکن وہاں سے واپس نہیں آیا سوز دل کے ساتھ جنات اس پر گریہ کرتے ہیں جب سے ان کی شہادت کا خبر آئی حسین اور ان کے ساتھیوں کی جماعت کو انہوں نے شہید کیا اس خبر نے تباہی مچا دی ہے جن دن سوزش کے ساتھ میں آپ پر گریہ کروں گا شام و صبح میں آپ پر رودوں کا جب تک رگوں میں خون جاری ہے اور درخت بار آور ہوتے ہیں اور مناقب میں ہے کہ ان کے فوج میں سے یہ ہے احمرت الارض من قتل الحسین کساء اخضر عند لقوط الجونة العلی یا دیل قاتله یا دیل قاتله عثمانہ فی قضیر اللہ اختر جس کی شہادت سے زمین سرخ ہو گئی جس طرح کہ دھوپ پڑنے سے جو ق کا رنگ سبز ہو جاتا ہے۔

مناقب میں ہے کہ جنات کا ایک فوجیہ یہ ہے ابکی ابن فاطمة الذی من قتله شباب الشعرة و لقتله زلزلتہم و لقبلہ خف القریں اس فرزند فاطمہ پر گریہ کرتا ہوں کہ جس کی شہادت سے بال سفید ہو گئے اور ان کی شہادت

سے تم میں زلزلہ گر گیا اور چاند گھن لگ گیا۔

اور سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں ہے اور ثعلب نے اپنی امالی میں ابی جناب  
کلبی سے اس کا اخراج کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں کہ بلا میں آیا تو میں نے وہاں کے  
اشراف عرب میں سے ایک شخص سے کلب بچے خبر لی ہے کہ تم لوگ جنت کا نور سننے  
ہو تو اس نے کہا کہ کوئی آزاد و غلام تجھے نہیں ملے گا مگر یہ کہ وہ تجھے بتائے گا کہ اس  
نے سنا ہے میں نے اس سے کہا کہ تم بتاؤ کہ تم نے ان سے کیا سنا ہے تو اس نے بتایا  
کہ اس نے انہیں یہ کہتے سنا مسیح الرسول جبینہ عفلہ بریق فی الحد و رعر  
ابواہ من علیا قریشی جذا خلیز رسول اکرم نے چڑھ کر اس کی پیشانی کے بوسہ لیے لہذا اس  
کے چہرہ میں بجلی سی چمک رہی ہے اس کے ماں باپ قریش کے چوٹی کے خاندان میں  
سے ہیں اور اس کا نانا بہترین نوح البشر ہے ۔

(ایک چوتھی فصل عربی زبان میں آپ کے متعلق کہے گئے مراثی اور اشعار میں  
ہے ہم اسے حذف کر رہے ہیں مترجم)

## پانچواں باب

امام حسین بن علی علیہما السلام کی اولاد آپ کی فضیلت اور آپ کی قبر شریف پر خلفائے کلم دجور کے بیان میں ہے اور اس میں چند تفصیلات ہیں ۔

### پہلی فصل

#### اولاد و ازواج امامؑ

آپ کی اولاد اور بعض ازواج کا تذکرہ

ہمارے شیخ مفید (ر) نے فرمایا ہے کہ امام حسین کی اولاد چھ افراد تھے علی بن الحسین اکبر کہ جن کی کنیت ابو محمد علیہ السلام ہے اور ان کی والدہ شاہ زنان بنت کمریٰ یزدجردی تھی اور علی بن الحسین اصغر کہ جو اپنے والد کے ساتھ فیدان لطف میں شہید ہوئے اور پہلے ان کا ذکر ہو چکا ہے اور ان کی والدہ ملی بنت ابو مرہ بن مردہ بن مسعود ثقفی تھیں اور جعفر بن الحسین کہ جن کی اولاد نہیں ہے اور ان کی والدہ قضا عیسیٰ تھیں اور ان کی وفات حسین علیہ السلام کی زندگی میں ہو چکی تھی ۔

اور عبداللہ بن حسین علیہ السلام جو اپنے باپ کے ساتھ ہی بچپن میں شہید ہوئے



گئے ان کی طرف ایک تیر آیا جب کہ وہ باپ کی گود میں تھے اور اس نے آپس  
ذبح کر دیا اور ان کا ذکر بھی گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

اور سکنیت بنت المحسن علیہ السلام ان کی والدہ رباب بنت امرئ القیس  
بن عدی کلبیہ معدیہ تھیں اور یہی خاتون عبداللہ بن حسین کی والدہ بھی تھیں اور  
فاطمہ بنت المحسن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبداللہ تمیمیہ تھیں انتہی

اور علی بن عیسیٰ اربل نے کتاب کشف الغمہ میں حسین علیہ السلام کی اولاد  
کے تذکرہ میں کہا ہے اور کمال الدین نے کہل ہے کہ آپ کی اولاد ذکور و انث  
دس افراد تھے جن میں سے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں بیٹے علی اکبر، اور علی

اوسط جو کہ زین العابدین علیہ السلام ہیں کہ جن کا تذکرہ ان کے باب میں انشاء  
آئے گا اور علی اصغر، محمد، عبداللہ اور حنفیہ علی اکبر و انہوں نے اپنے  
والد کے سامنے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور باقی رہے علی اصغر و ان کی

طرف تیر آیا اور وہ چھوٹے بچے تھے اور اس نے انہیں شہید کر دیا اور بعض  
نے کہا ہے کہ عبداللہ بھی اپنے والد عزیم کے ساتھ شہید ہوئے باقی بیٹیاں  
تو وہ زینب، سکنیت اور فاطمہ ہیں، یہ مشہور قول ہے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ

کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور آپ کا  
ذکر جادواں اور بنام سازمان خصوصیت کے ساتھ بیٹوں میں سے علی اوسط  
زین العابدین سے ہے نہ کہ باقی فرزندوں سے الخ

مولف کہتے ہیں کہ آپ کی اولاد کی تعداد بتائی ہے پھر کچھ کا تذکرہ کیا ہے  
اور کچھ کا نہیں کیا۔

اور ابن تشاب نے کہل ہے کہ آپ کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں

علی اکبر جو کہ اپنے باپ کے ساتھ شہید ہوئے اور علی امام سید العابدین اور علی اصغر اور محمد اور عبد اللہ جو اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے اور جعفر زینب - سکینہ اور فاطمہ

اور حافظہ عبد العزیز بن اخضر جنابذی نے کہا ہے حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چھ بچے تھے چار بیٹے اور دو بیٹیاں، علی اکبر باپ کے ساتھ شہید ہوئے اور علی اصغر، جعفر اور عبد اللہ سکینہ اور فاطمہ

اور کہا ہے کہ نسل حسین علی اصغر (زین العابدین) سے چلی ہے اور ان کی والدہ ام ولد تھیں اور آپ اپنے اہل زمانہ سے افضل و برتر تھے، اور نہ ہی نے کہا ہے کہ میں نے کوئی ہاشمی آپ سے افضل و برتر نہیں دیکھا

مؤلف کہتے ہیں کہ حافظہ نے امام علی زین العابدین علیہ السلام کا ذکر چھوڑ دیا ہے جہاں کہا ہے علی اکبر اور علی اصغر اور ثابت کیا ہے جہاں کہا ہے اور حسین کی نسل علی اصغر سے چلی ہے تو اس روایت میں علی اصغر سا قط ہوا ہے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کی اولاد میں علی تین افراد ہیں جیسا کہ کمال الدین نے ذکر کیا ہے اور زین العابدین علیہ السلام علی اوسط ہیں اور کمال الدین اور حافظہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں چار کا فرق ہے انتہی

مؤلف کہتے ہیں کہ ارباب حدیث و میر کے کلمات امام زین العابدین علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے نام کی تعین میں مختلف ہیں۔

سبط ابن جوزی کے کہہ ہے آپ کی والدہ ام ولد ہے اور ابن قتیبہ نے کہا وہ (اسدیہ) سندھی تھیں جنہیں سلاقہ کہا جاتا تھا اور بعض نے کہا ہے غزالہ اور کامل میر و سے منقول ہے کہ علی بن الحسین علیہ السلام کی والدہ کا نام سلاقہ تھا

جو یزدجرد کی اولاد میں سے مشہور تھیں اور وہ بہترین عورتوں میں سے تھیں اتھی

اور بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام خولہ تھا اور بعض کہتے ہیں سلامہ اور بعض نے برہہ کیا ہے

اور ارشاد میں ہے کہ آپ کی والدہ شاہ زنان بنت یزدجرد بن شہر یار بن کسری تھیں اور کیا گیدہ ہے کہ ان کا نام شہر یافویہ تھا

اور امیر المومنین علیہ السلام نے حرث بن جابر خفی کو مشرق کے ایک حصہ کا والی و حاکم کیا تو اس نے

بیٹیاں آپ کی خدمت میں بھیجیں ان میں سے شاہ زنان آپ نے اپنے بیٹے حسین علیہ السلام کو بخشی کہ جس سے امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوئے اور دوسری محمد بن ابوبکر کو عطا کی اس نے قاسم بن محمد بن ابی بکر کو عنم دیا پس امام اور قاسم خالہ زاد بھائی تھے اتھی

مؤلف کہتے ہیں مجھے قوی احتمال ہے کہ ان کا اصلی نام سلامہ تھا سلامہ کے ساتھ یا اس کے برعکس اس کی تصحیف و تعریف ہوئی ہے اور شاہ زنان لقب

تھا اور شہر یافویہ وہ نام ہے کہ جو امیر المومنین نے رکھا تھا حکایت کی گئی ہے کہ امیر المومنین نے اس سے کہا تمہارا نام کیا ہے تو اس نے کہا شاہ زنان بنت کسری تو امیر المومنین نے فرمایا نہیں شاہ زنان نہیں ہے امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ پر یہ تو سیدۃ النساء ہے (یعنی اس کا معنی سیدۃ النساء ہے) بلکہ تم شہر یافویہ ہو اور تمہاری بہن مروارید بنت کسری ہے تو اس خاتون نے کہا جی ہاں

باقی رہا غزالہ یا بروہ تو وہ امام حسین علیہ السلام کی ایک ام ولد کا نام ہے کہ

جس نے علی بن الحسین علیہ السلام کی تربیت کی تھی اور آپ اسے ماں کہتے تھے کیونکہ روایت ہے کہ آپ کی والدہ آپ کی ولادت کے فوراً ہی بعد وفات پائیں لہذا ان کی کفالت و تربیت ان کے والد گرامی کی ایک ام ولد نے کی آپ کی نشوونما ہوئی تو وہ جناب اس کے علاوہ کسی کو اپنی ماں نہیں سمجھتے تھے اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ تو کثیر ہیں اور لوگ اسے آپ کی ماں کہتے تھے لہذا لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہی آپ کی ماں ہے (یعنی نہیں کہ وہ سندھ کی رہنے والی ہوں جیسا کہ بعض کتب اہل سنت نے ناہمی کی بنا پر آپ کی والدہ کو سندھی سمجھا ہے مزمع)

پس اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو وارد ہوئے کہ آپ نے اپنی ماں کی شادی اپنے غلام سے کر دی تو اس سے مراد وہی کثیر ہے کہ جس کو لوگ آپ کی ماں سمجھتے تھے۔

باقی رہی سکینہ بنت الحسین تو ان کا نام آمنہ اور بعض نے کہا ہے امینہ تھا ان کی والدہ جناب رباب بنت امرئ القیس بن عدی تھیں اور وہ امرئ القیس وہی ہے کہ جس نے نہ مانہ جاہلیت میں قبیلہ بکر بن وائل پر جنگ فلعج کے دن لوٹ مار کی تھی اور وہ نصرانی تھا اور عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانہ میں مسلمان ہو گیا ابھی ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی کہ عمر نے اسے والی و حاکم بنا دیا اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ حضرت علیؑ نے اس کی بیٹی رباب کی اپنے بیٹے حسین کے لیے خواستگار کی تو اس نے حسینؑ سے اس کی شادی کر دی پس اس سے عبداللہ اور سکینہ پیدا ہوئے اور سکینہ اور ان کی والدہ کے بارے میں آپ نے یہ اشعار کہے "لعمرك انني لاحب داراء تكون بها سكينة والرباءاء اجملها وابل

انتساب

صالی و ولیس لعاتب عندی عنایا فلست لہودان غایو مقیماً حیاتی و یقینی  
 تیری جان کی قسم میں اس گھر کو دوست رکھتا ہوں کہ جس میں سکینہ اور رباب  
 ہوں میں ان دونوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان پر اپنا اکثر مال صرف کرتا ہوں  
 اور اس میں کسی سزائش کرنے والے کے لیے کوئی سزائش کرنے کا حق نہیں میں زندگی  
 بھر انہیں ضائع نہیں ہونے دوں گا نگریہ کہ میں خاک کے بیچے دفن ہو جاؤں  
 اور ایک روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے دونوں بیٹوں حسن و حسین  
 علیہ السلام کے ساتھ امری القیس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا اے  
 چچا میں علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا چچا زاد بھائی اور ان کا  
 داماد ہوں اور یہ دونوں میرے بیٹے آنحضرت کی بیٹی کے فرزند ہیں ہم تمہارے داماد  
 بننے کے خواہاں ہیں تو اس نے کہا میں نے آپ سے اے علی حیاۃ بنت امری القیس  
 کا نکاح کیا اور اے حسن آپ سے سلی بنت امری القیس کا نکاح کیا اور آپ سے  
 اے حسین رباب بنت امری القیس کا نکاح کیا ۔

تو ہشام کہی نے کہا ہے کہ جناب رباب بہترین اور افضل و برتر خواتین میں  
 سے تھیں اور حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان سے حورستکاری کی گئی تو انہوں  
 نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد میں کسی کو اپنا سر نہیں بناتی  
 اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رباب شہادت امام کے وقت جوان  
 تھیں اور شہزادہ علی اصغر کی عمر تقریباً چھ ماہ ہونا بھی اس بات کو بتاتا ہے لہذا  
 پہلی دو روایات صحیح نہیں معلوم ہوتیں اگر عمر کے زمانہ میں آپ کی شادی ہوئی  
 ہو تو واقعہ کہ بلا کے موقع پر آپ کی عمر بچاس سال کے لگ بھگ ہونا چاہیے  
 اس عمر میں عام طور پر بچہ کا پیدا ہونا عادتہ مشکل ہے اس طرح جناب سکینہ کے

باسے میں بعض مؤرخین کا یہ کہنا کہ وہ واقعہ کربلا میں کائنات کی عمر کی تھیں بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یہ مادۂ ممکن نہیں ہے کہ ایک بچہ اور دوسرے میں بیس پچیس سال کا فاصلہ ہو لہذا صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیکینہ واقعہ کربلا میں کم سن تھیں جیسا کہ واقعات کے گہرے مطالعہ سے عیاں ہے مترجم

اور روایت ہے کہ جناب رباب نے اپنے امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر یہ مرثیہ کہا "ان الذی کان نوراً لیستضاء بہ بکر بلا عقیل غیر مدفون" سبط البی جزاک اللہ صالحۃ = عناد جنبت خزان الموازین = قد کنت جبلاً صعباً الوزیہ و کنت نصیبنا بالرحم والدين = من للسائلین ومن یعنی دیادی الیہ کل مسکین = واللہ ابغی صواباً

حقی اغیب بین الملل <sup>الطین</sup> وہ جو نور و روشنی تھا کہ جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی کہ بلا میں بغیر دفن کئے موقوف پڑا ہے اے نواسہ رسول خدا آپ کو ہماری جانب سے بڑے غم و غم اور میزان کے خار سے بچائے رکھے آپ ہمارے ساتھ رحمت اور دین کے مطابق سلوک کرتے اور رہتے تھے اب کون ہے یتیم اور سائلوں کے لیے اور کون ہے جو ہر مسکین کو غنی کرے اور اسے پناہ دے خدا کی قسم میں آپ کے بدلے کسی سے رشتہ نہیں جوڑوں گی یہاں تک کہ میں مٹی اور ریت میں جا چھوں عبید اللہ بن زیاد کے دربار کے واقعات میں گزرتا چکا ہے جناب رباب کا سر حسین کو اٹھاتا اور "واحسینا فلا نسیت حیننا۔ الخ کے اشعار کا پڑھنا

اور بزدلی نے کلمہ کہ رباب حسین علیہ السلام کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ رباب بنت امرئ القیس بھی تھیں اور وہ جناب سیکینہ کی والدہ ہیں اور انہیں

شام بھی دوسرے افراد خاندان رسالت کے ساتھ لے جا باگیا اور پھر مدینہ واپس آئیں تو اشraf قریش نے ان کی خورستگاری کی انہوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد میں کسی کو اپنا سرسرنائے کے لیے تیار نہیں ہوں آپ کے بعد ایک سال زندہ رہیں کبھی کمرے کی پھت کے نیچے نہیں گئیں یہاں تک کہ کمزور و ضعیف ہو گئیں اور اسی غم و درد سے وفات پائی اور بعض نے کہا ہے کہ ایک سال تک آنجناب کی قبر اطہر پر رہیں اور پھر مدینہ واپس آئیں تو آپ کے غم و افسوس میں وفات پا گئیں انتھی۔

ابو الفرج اصفہانی کا کہنا ہے کہ روایت ہے کہ جناب سکینہ کسی مجلس ماتم میں تھیں کہ جس میں عثمان کی بیٹی بھی تھی تو عثمان کی بیٹی نے کہا میں شہید کی بیٹی ہوں تو جناب سکینہ خاموش رہیں پس آنے میں موٹوں سے کہا "اشھدان محمد رسول اللہ" تو جناب سکینہ نے کہ یہ میرے باپ ہیں یا تیرے باپ ہیں تو عثمان کی بیٹی نے کہا میں آپ لوگوں پر کبھی بھی فخر نہیں کروں گی۔

دبیری نے فائق سے نقل کیا ہے کہ سکینہ بنت الحسین علیہ السلام اپنی والدہ رباب کے پاس روتی ہوئی آئیں جب کہ اس وقت چھوٹی بچی تھیں تو انہوں نے پوچھا نہیں کیا ہوا ہے تو جناب سکینہ نے کہا "مرتبتی دبیرۃ فلسفی بابیرہ" شہد کی مکھیاں میرے قریب سے گزری جس نے اپنے ڈونک سے نیچے ڈوسان کا مقصد دبیرۃ کی تصغیر تھی جو شہد کی مکھی ہے اس کو دبیرہ اس لیے کہتے ہیں چونکہ وہ شہد کے بنانے میں تدبیر کرتی ہے۔

ان کے لیے زاد راء اور توشہ سفر تیار کیا کہ جس پر ایک ہزار درہم صرف کیا اور آپ کی خدمت میں دو سامان بھیجا آپ حریب مقام حرہ کی پشت پر پہنچے تو اس کے بارے میں حکم دیا کہ فقراء و مساکین میں اسے بانٹ دیا جائے۔

اور جناب سکینہ کی وفات مدینہ میں جمعرات کے دن پانچ ماہ ربیع الاول سن ایک سو سترو چھری میں ہوئی (درائتہ یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ باوجودیکہ مدینہ پر دشمنان اہل بیت تابعی سب سے پھر بھی خاندان رسالت کے افراد کی قبور کے کچھ نہ کچھ نشان مل جاتے ہیں لیکن جناب سکینہ زینب و ام کلثوم و دیگر اس قسم کی خواتین کی قبور کے نشان نہیں اور ادھر شام میں ہمیشہ ان کے خالین کا تسلط رہا اور ان کی قبور گنبد و بارگاہوں کے ساتھ موجود ہیں تو اگر قحوط ابہت بھی معاملہ مشکوک ہوتا قرآن کے لیے بہانہ کافی تھا اس لیے یہ قبریں صحیح معلوم ہوتی ہیں مترجم)

اور اس سال فاطمہ بنت الحسین علیہ السلام ان کی بہن کی بھی وفات ہوئی اور ان فاطمہ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تھیں اور وہ پہلے حسن بن علی علیہما السلام کے کراخ میں تھیں پس ان سے طلحہ بن حسن پیدا ہوا کہ جو بحسن میں قوت ہو گیا اس کے بعد حضرت حسین بن علی علیہما السلام نے ان سے شادی کی تو فاطمہ بنت الحسین علیہما السلام ان سے متوالد ہوئیں۔

ابو الفرج نے کہا ہے کہ ام اسحاق کی ماں جریاد بنت قسامہ بن علی تھی اس کو جرہا نام اس کے صن و جال کی وجہ سے کہتے تھے اس کے پہلو میں کوئی عورت کھڑی نہیں ہوتی تھی چاہے وہ حسین و حمیل ہی کیوں نہ ہوئی مگر یہ کہ قبیح منظر معلوم ہوتی اس کے صن و جال کی وجہ سے اور ام اسحاق پہلے جناب حسن بن علی



بن ابی طالب علیہم السلام کے نکاح میں تھیں ان کے بھائی حسین علیہ السلام سے پہلے جب امام حسن کی شہادت کا وقت آیا تو آپ نے حسینؑ کو بلایا، ارر کہا اے بھائی میں اس عورت کو پسند کرتا ہوں یہ تمہارے گھروں سے باہر نہ جائے جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے شادی کر لینا پس جب آپ کی شہادت ہو گئی اور عدت ختم ہوئی، تو حسینؑ نے اس سے شادی کر لی

ارر بن عمر کی کتاب تقریب سے منقول ہے وہ کتاب ہے کہ ناظم فیت الحسین علیہ السلام ثقہ اور چوتھے طبقہ کے راویوں میں سے ہیں سوہجری کے بعد ان کی وفات ہوئی اور دو کافی عمر میں فوت ہوئی ہیں۔

شیخ مفید نے کہا ہے اور روایت ہوئی ہے کہ من بن حسن علیہ السلام نے اپنے چچا حسین علیہ السلام سے ان کی دو بیٹیوں میں سے ایک کے لیے خواستگاری کی تو امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں نے تیرے بیٹے اپنی بیٹی کا انتخاب کیا ہے کیونکہ یہ دو قویں سے میری ماں کا ملہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔



## دوسری فصل

### فضائل زیارت سید الشہداء

آپ کی زیارت کی فضیلت

ابو عبد اللہ حسین مظلوم علیہ السلام کی زیارت مستحب ہے بلکہ اس کے استیجاب کی تاکید ضروریات ویدیہیات مذہب و دین میں سے ہے یہاں تک کہ وارد ہو ہے کہ آپ کی زیارت ہر مومن پر فرض ہے اور مردوں اور عورتوں پر واجب ہے اور جو اسے چھوڑ دے اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حق کو ترک کیا ہے بلکہ اس کو ترک کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نافرمانی اور ایمان دین کے ناقص ہونے کی علامت ہے اور جو بغیر کسما وچہ کے اسے ترک کر دے تو وہ اہل جہنم میں سے ہے اور ابو جعفر علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے کہا ہمارے شیعوں کو حسین بن علی کی قبر کی زیارت کا حکم دو کیونکہ آپ کی قبر کی زیارت کیلئے آنا ہر اس مومن پر فرض ہے جو اللہ جل و علا کی طرف سے حسین کی امامت کا اقرار کرتا ہے۔

ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص نہ ندگی مہرج کرتا ہے لیکن حسین علیہ السلام کی زیارت نہ کرے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے حقوق میں سے ایک حق کا تارک ہے کیونکہ حسین علیہ السلام کا حق اللہ کی طرف سے فرض اور ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اور آپ نے فرمایا جو قبر حسین علیہ السلام پر نہ آئے اور اس کے باوجود دیگر گناہ کر کے کہ وہ ہمارا شیعہ ہے یہاں تک کہ مر جائے تو وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے اور اگر اہل جنت میں سے ہو بھی تو وہ اہل جنت کا عمان ہوگا۔

اور آنجناب نے ابان بن تغلب سے فرمایا اے ابان تم زیارت حسین پر کب گئے تھے میں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم اے فرزند رسول خدا کافی مدت ہوئی کہ میں نہیں جاسکا تو آپ نے فرمایا سبحان ربی العظیم و بحمدہ تم نے رؤساء شیعہ میں سے ہو کر حسین علیہ السلام کو چھوڑ رکھا ہے ان کی زیارت کو تمیں بدلتے جو شخص حسین کی زیارت کرے تو خدا اس کے لیے ہر ہر قدم پر ایک حسہ لکھتا ہے اور ہر ہر قدم پر ایک سیئہ اور برائی عکس کرتا ہے اور اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

اور بہت سے روایات میں ہے خوف و خطر کی بنا پر قبر حسین کی زیارت کو نہ کہ تیر کہہ دو کیونکہ جو شخص خوف و خطر کے موقع پر آپ کی زیارت کرے تو خدا فرع اکبر کے دن سے اسے امان بخشنے لگا اور اس میں ثواب خوف کی مقدار پر ہے اور جو شخص دشمنوں کے ڈر سے خوف رکھتا ہو خدا سے عرش کے سامنے میں رکھے گا اور عرش کے نیچے حسین علیہ السلام سے وہ ہم کلام ہوگا اور خدا قیامت کے دن کے انزاع احوال و خوفناکیوں سے مامون رکھے گا اور کئی ایک روایات میں صادق سے وارد ہوا ہے غنا و تو نگر پر حق ہے کہ وہ سال میں دو مرتبہ حسین کی قبر پر آئے اور قیصر پر حق ہے کہ سال میں ایک دفعہ آئے۔

اور آپ نے فرمایا جو زندہ دیکر رہتا ہے تو کم از کم جہنم میں آئے اور جودہ

ہر تہا ہے تو تین سال میں ایک دفعہ آئے اور ایک حدیث میں ہے کہ چار سال سے زیادہ تکلف اور نہ جانا مناسب نہیں ہے۔

اور ابو الحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص سال میں تین مرتبہ قبر حسینؑ پر آئے وہ فقرو کا قرعے مامون ہو جائے گا۔ اور زیادہ تاکید ہے آپ کی زیارت میں خلوص کی اور اس کی طرف شوق رکھنے کی جو آپ کی قبر کی طرف شوق و ولولہ سے آئے تو وہ اللہ کے کرم و محترم بندوں میں سے ہے اور وہ حسین بن علی علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے ہو گا اور جو آپ کی زیارت کرے اور اس کا قصد و ارادہ اللہ تعالیٰ کی نرات اور اس کی رضا ہو تو خدا اس کو گناہوں سے اس طرح نکالے گا جیسے وہ بچہ ہوتا ہے جو ماں سے تولا ہوا ہو اور راستہ میں ملائکہ اس کی مشایعت کرتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبیؐ میں میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اس کی مشایعت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف پلٹتا ہے۔ اور عمران سے روایت ہے کہ کتاب ہے کہ میں نے قبر حسینؑ کی زیارت کا جب میں گھر آپس آیا تو جناب ابو جعفر محمد بن علی باقرؑ اور عمر بن علی بن علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اے حمران نیچے بشارت ہو جو شخص شہداء آل محمد علیہم السلام کی قبور کی زیارت کرے اور اس سے مراد اس کی اللہ اور اس کے نبی کا تقرب اور اس سے رشتہ ہو جائے ہو تو وہ اپنے گناہوں سے خارج ہو گا اس دن کی طرف کہ جس دن اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

اور ابو عبد اللہ صادقؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جب قیامت کا

دن ہو گا تو ایک منادی مدائمرے گا کہ حسین بن علی کے زائر کہاں ہیں تو لوگوں کی ایک بڑی جماعت کھڑی ہوگی کہ جن کی تعداد خدا کے عزوجل علاوہ کوئی نہیں جانتا ہو گا تو خدا ان سے کہے گا کہ قبر حسین کی زیارت سے تمہارا کیا ارادہ و مقصد تھا وہ کہیں گے اسے پروردیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی محبت کی بناء پر اور حضرت علی وفاطمہ علیہما السلام کی محبت میں اور اس چیز پر رحمت اور دلسوزی کی بناء پر جس کے عالم ان کے بارے میں مرکب ہوئے تھے تو ان سے کہا جائے گا یہ ہیں محمد علی وفاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام پس ان سے ملحق ہو گیا و پس تم ان کے درجہ میں ان کے ساتھ ہو ملحق ہو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے لواحد و جھڑے کے ساتھ پس وہ ان کے سائے میں رہیں گے اور وہ حضرت علی کے ساتھ میں ہو گا یہاں تک کہ وہ سب جنت میں داخل ہوں گے پس وہ لواحد و جھڑے کے آگے اور دائیں بائیں ہوں گے۔

اور بہت سی احادیث میں ہے کہ آپ صلوات اللہ علیہ کی زیارت گناہوں کی بخشش جنت کے درجوں اور جہنم کی آگ سے آزادی، برائیوں کے بھڑنے اور درجات کے بلند ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے کا سبب ہے۔

پس جو شخص قبر حسین علیہ السلام پر آئے آپ کے حق کو جانتے پہچانتے ہوئے تو خدا اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ معاف کر دے گا ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی شفاعت ستر گناہگاروں کے بارے میں قبول ہوگی اور وہ آنجناب کی قبر مبارک کے پاس کوئی حاجت اللہ عزوجل سے نہیں مانگے گا مگر یہ کہ وہ اسے پورا کرے گا۔

اور ابو عبد اللہ صادق نے فرمایا عبد اللہ بن بخار کو تم لوگ امام حسین کی

زیارت کرتے ہو اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو تو میں نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا  
کیا تجھے معلوم نہیں جب تمہاری کشتی بچکولے کھلنے لگے تو تمہیں نمد آتی ہے یا د  
رکھو تم پاک و پاکیزہ ہوئے اور تمہارے لیے جنت تونگوار ہے۔

آپ سے فائدہ بننا طے عرض کیا کہ لوگ قیر حسین پر تو ہڑھٹے والی عورتوں  
اور کھانے کے ساتھ قیر حسین پر آتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے بھی سنا ہے  
راوی کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا جو قیر حسین پر آئے آپ کے حق کو پہچانتے ہوئے  
تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اور وار دہو کہ امام حسین علیہ السلام کے زائرین یا نبی لوگوں سے چالیس  
سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے جب کہ باقی لوگ حساب و موقف میں ہوں گے  
اور یہ کہ آپ کا زائر اپنے گناہ کو اپنے گھر کے دروازے پر پل بنا کر اس سے  
گزر جائے گا جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص پل کو اپنے پیچھے چھوڑ آتا ہے جب  
اس سے عبور کر لے

ایک حدیث میں ہے کہ تیار مت کے دن ان سے کہا جائے گا جس کو دوست  
رکھتے ہو اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کی طرف لے جاؤ پس انسان جسے دوست رکھے  
گا اس کا ہاتھ پکڑ لے گا یہاں تک کہ لوگوں میں سے ایک شخص زائر کسی سے کہے گا  
اے فلاں کیا غم ہے پہچانتے نہیں ہو میں وہ ہوں کہ جو فلاں فلاں دن تیرے لیے  
کھڑا ہوا تھا پس وہ اسے جنت میں بغیر کسی مائع و دافع کے داخل کریگا۔

سلیمان بن خالد کے واسطے سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت  
ہے وہ کہتا ہے میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا ہر دن اور ہر رات ایک لاکھ  
مرتبہ زمین کی طرف نظر کرتا ہے اس میں سے جسے چاہتا ہے بخشا ہے اور جسے

چاہتا ہے مذاب کرتا ہے اور خصوصیت کے ساتھ حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کے زائرین اور ان کے گھر والوں کو اور اسے کہ جس کی زائر قیامت کے دن شفاعت کرے گا بخش دیتا ہے وہ کوئی بھی ہو اس نے کہا اگرچہ وہ شخص جہنم کی آگ کا متحق ہو چکا ہو قریبا اگر یہ متحق آگ ہو چکا ہو بشرطیکہ ناصی اور دشمن اہل بیت نہ ہو۔ اور بہت سی روایات میں ہے کہ آپ کی زیارت حج و عمرہ جہاد اور غلام آزاد کرنے کے برابر ہے بلکہ بیس جنوں کے برابر ہے اور بیس جنوں سے افضل ہے بلکہ خلاص کے لیے اسی مقبول حج لکھے گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے بلکہ جو شخص آپ کی قبر پر آپ کے حق کو پہچانتے ہوئے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی معیت میں سو حج کیے ہوں اور جو آپ کے پاس چل کر آئے تو خلاص کے لیے ہر قدم کے بدلے جسے وہ اٹھاتا اور رکھتا ہے اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا۔

اور صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر میں تم سے ان کی زیارت اور ان کی قبر کی فضیلت بیان کروں تو تم بالکل حج کرنا چھوڑ دو اور تم میں سے کوئی شخص بھی حج نہ کرے۔ وائے ہو تجھ پر کیا تجھے علم نہیں کہ خدا کے کربلا کو حرم امن اور مبارک قرار دیلے اس سے پہلے کہ مکہ کو حرم قرار دے۔

اور ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حسین علیہ السلام ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی گود میں تھے آپ ان کے ساتھ کھیلے اور انہیں ہنساتے تھے تو بی بی عائشہ نے کہا کس قدر یہ بچہ آپ کو اچھا لگتا ہے تو آپ نے ان سے فرمایا دائے ہو تجھ پر کس طرح میں اسے دوست نہ رکھوں اور کس طرح یہ

مجھے اچھا معلوم نہ ہو حالانکہ وہ میرے دل کا میوہ اور میری آنکھ کی روشنی اور جھنڈک ہے لیکن میری امت اس کو شہید کرے گی پس جو اس کی زیارت کرے اس کی شہادت کے بعد تو خدا اس کے بیٹے میری تجوں میں سے ایک حج لکھے گا تو بی بی نے کہا آپ کی تجوں میں سے ایک حج اے رسول اللہ فرمایا جی ہاں اور دو حج میرے تجوں میں سے ام المؤمنین نے کہا دو حج آپ کے تجوں میں سے فرمایا جی ہاں اور یوں بی بی عائشہ مسلسل رد و قدرج کرتی رہیں اور حضرت اصفہ کرتے رہے اور کئی گنا کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ کے تجوں میں سے سوے حج تک عمروں کے ساتھ پہنچے۔

قدارح کے واسطے سے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے آنحضرت سے کہا کیا ثواب ہے اس کے لیے جو قبر حسین پر زیارت کرتے ان کا سختی بچاتے ہوئے گئے جب کہ نہ وہ مستحکم ہو اور نہ ہی پہلو کرنے والا تو آپ نے فرمایا اس کے لیے ہزار حج مقبول اور ہزار عمرہ مبرور ہے اور اگر وہ شقی ہو تو اسے سعید لکھا جائے گا اور وہ ہمیشہ رحمت خدا عزوجل میں غور ظن رہے گا۔

اور بہت سی احادیث میں ہے کہ آپ کی زیارت طول عمر و حفظ نفس و مال و رزق کی زیادتی اور کرب و مصیبت کے دور ہونے اور حاجات کے پورا ہونے کا سبب ہے بلکہ کم از کم اس کے لیے یہ ہے کہ خدا اس کے نفس و مال کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے اہل و عیال کی طرف پلٹ آتا ہے جب قیامت کا دن ہو گا تو خدا اس کی زیادہ حفاظت کرے گا اور حکایت ہے کہ جب مختلف شہروں کے لوگوں تک آپ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ کے مزار پر ایک لاکھ عورت حاضر ہوئی کہ جن کے بچے نہیں ہوتے تھے پس سب صاحب اولاد ہو گئیں اور عرب اس



موت سے کہتے تھے کہ جس کے ہاں کبھی بچہ نہیں ہوتا تھا کہ تم کریم شخص کا قبر پر جاؤ۔

ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم کا مظلوم گرفتار بلا پایا سے اور بیکس شہید کئے گئے پس اللہ عزوجل نے قسم کھائی ہے کہ آپ کے پاس کوئی بیکس بے فریاد اس کمرب و مصیبت زدہ گنہگار و عاصی معصوم و مہموم پیاسہ اور آفت زدہ نہیں آئے گا پھر آپ کے پاس دعا نہیں کرے گا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حسین بن علی علیہما السلام کے ذریعہ تقرب حاصل نہیں کرے گا گمیریہ کہ خدا اس کی مصیبت و تکلیف کو دور کرے گا اور جو وہ ملے گا وہ اسے دیگا اور اس کا گناہ معاف کرے گا اور اس کی عمر میں اضافہ کرے گا اور اس کے رزق میں وسعت دیگا پس عبرت حاصل کرو اے صاحبان نظر

ابن ابی نعیر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے ابو عبد اللہ صادق ع سے عرض کیا مجھے آپ کا شوق و محبت بلا لایا کہ میں آپ کے پاس آؤں اور جس تکلیف و مشقت کو برداشت کیے ہوئے ہوں اس کے بارے میں آپ سے سوال کروں تو آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کی شکایت نہ کرو پس اس کے پاس کیوں نہیں گیا کہ جس کا تجھ پر مجھ سے زیادہ حق ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ کیوں تو اس کے پاس نہیں گیا جس کا حق تجھ پر مجھ سے زیادہ تھا زیادہ شدید و سخت تھا مجھ پر آپ کے قول کی نسبت کہ اپنے پروردگار کی شکایت نہ کر، میں نے کہا آپ سے مجھ پر کس کا حق زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا حسین علیہ السلام کا تو کیوں حائر (حسین خلی) پر نہیں آیا اور ان کے پاس اللہ سے دعا کیوں نہیں کی اور اس کی

بارگاہ میں اپنے حاجات کی شکایت کیوں نہیں کی۔

اور آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو قبرصیین کی زیارت نہ کرے تو وہ خیر کثیر سے محروم ہو گیا اور اس کی عمر میں سے ایک سال کم ہو جائیگا۔ اور کئی ایک روایات میں ہے کہ آپ کی زیارت سب اعمال سے افضل ہے اور لاکھوں ہر درہم کے مقابلہ میں کہ جو اس نے خرچ کیا ہے ہزار درہم ملے گا۔

بلکہ صادق علیہ السلام نے ابن سنان کی حدیث میں فرمایا کہ ایک درہم کا اس کے لیے دس لاکھ حساب ہو گا یہاں تک آپ نے دس سوک شمار کیا۔ اور یہ کہ انبیاء و رسل ائمہ اور ملائکہ علیہم السلام صیین کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور آپ کے رائیون کے لیے آسمان میں دعا کرنے والے بہت زیادہ ہیں اور وہ کسے خیر کی بشارت دیتے ہیں اس کے علاوہ بھی روایات آپ کی زیارت کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

پس ہم تبرکاً چند ایک احادیث پیش کرتے ہیں

شیخ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قریبہ قمی سے ان کی سند کے ساتھ معاویہ بن رعب سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اذن چاہا تو مجھ سے کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ پس میں آپ کی بارگاہ میں داخل ہوا تو آپ کو اپنے حجرے میں ان کے مصلی پر پایا پس میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ آپ نے اپنی نماز ختم کی اور میں نے سنا کہ آپ مناجات کر رہے ہیں اپنے پروردگار سے اور وہ کہہ رہے ہیں ”اللہم یا من خصنا بالکرامة و وعدنا بالشفاعة و خصنا بالوصیة و اعطانا

علم ما مضی وما بقی وجعل افئدة من الناس تهوی الینا اعفرنی ولا  
خوفنی وزور قبر ابی الحسین الذین انفقوا اموالهم واشتخصوا ابدانهم  
رغبة فی برنا ورجاء لہما عندک فی صلتنا وکروراً ادخلوہ علی نبیک  
واجابۃ منہم لامرنا وغیظاً ادخلوہ علی عدونا ارادوا بدلتک رضاک  
فکافئہم عنا بالرضوان والکلاءہم باللیل والنہار واخلف علی اہالیہم  
واولادہم الذین خلقوا باحسن الخلق واصعبہم واکفہم شر کل جبار عنید کل ضعیف  
من خلقک وشدید وشر شیاطین الجن والانس واعظم اعظم ما ملوا منک فی  
غریبتہم عن اوطانہم ما اتوا بہ علی بنائہم اہالیہم وقربا باتہم جس کا ترجمہ پیش کرنے  
کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں "خدا یا اے وہ ذات کہ جس نے ہمیں  
کرامت و بزرگی کے ساتھ مخصوص کیا اور ہمیں شفاعت کا وعدہ دیا اور  
وصیت کے ساتھ ہمیں خاص کیا اور ہمیں گزشتہ و آئندہ کا علم دیا اور لوگوں  
کے دلوں کو ہمارے طرف جھکنے والا قرار دیا مجھے اور میرے بھائیوں کو اور  
میرے بابا حسینؑ کی قبر کے زائرین کو بخش دے وہ کہ جنہوں نے اپنے مال  
خرچ کئے اور جنہوں نے اپنے ایدان کو رنج و تکلیف کے لیے گھر سے نکالا اُم  
سے نیکی میں رغبت کرتے ہوئے اور جو کچھ تیرے پاس ہے ہم سے صلہ کرنے  
کے بدلے اس کی امید رکھتے ہوئے اور اس سرور کے عوض کہ جو تیرے نبیؐ  
کے دل میں داخل کیا ہے اور ہمارے امر و حکم کو قبول کرتے ہوئے اور اس  
غیظ و غضب کی بنا پر جو ہمارے دشمنوں پر انہوں نے داخل کیا ہے کہ جن  
سے مقصد ان کا تیری ہی رضا تھی پس ہماری طرف سے انہیں رضوان کا  
اجر دے اور شب و روز ان کی حفاظت فرما اور ان کے اہل خانہ اور لائے

کی ادلاؤ میں اچھی طرح ان کی جانشینی فرما اور ہر جبار عقید کے شر سے ان کی کفایت کر اور اپنی کمزور اور حاکموت غفلت کے شر سے اور جن و انس کے شیاطین کے شر سے اور انہیں غطا فرما عظیم ترین وہ چیزیں کہ جن کی انہوں نے تجھ سے اپنے وطنوں سے دور رہ کر امید کی ہے اور جو کچھ انہوں نے اپنے بیٹوں گھروالوں اور رشتہ داروں کے لیے چاہا ہے ۔

خدا یا ہمارے دشمنوں نے انہیں ان کے زیارت کے لیے نکلنے پر عیب و نقص لگایا ہے لیکن یہ چیز انہیں ہماری طرف نکلنے سے نہ روک سکی ہمارے مخالفین کی فافلت کرتے ہوئے پس رجم کر ان چہروں پر کہ جن کو سورج کی دھوپ نے متغیر کر دیا ہے اور رجم فرما ان چہروں پر کہ جو ابو عبد اللہ الحسین کی قبر پر پڑتے پڑتے ہیں اور رجم فرما ان آنکھوں پر کہ جن سے ہم پر رجم کرتے ہوئے آنسو نکلے ہیں اور رجم فرما ان دونوں پر کہ جنہوں نے ہمارے لیے جزاء و فرج کی اور بچلے اور رجم فرما اس پیچ و پکار پر جو ہمارے لیے ہوئی خدایا میں یہ نفوس اور یہ بدن تیرے سپرد کرتا ہوں یہاں تک کہ تو انہیں پیاس کے دن حوض کوثر پر پہنچائے پس آپ مسلسل یہ دعا کرتے رہے جبکہ کہ آپ مجدد میں تھے جب یہ چھ مڑے تو میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں اگر یہ دعا جو میں نے آپ سے سنی ہے اس دشمن کے لیے ہوتی جو اللہ عزوجل کو نہیں پہچانتا تو میں گمان کرتا ہوں کہ تم ان کی اس قسم کس بھی حصہ کو کبھی نہ کھا سکتی خدا کی قسم میں تمنا و آرزو کی ہے کہ کاش میں نے آنجناب کی زیارت کا ہوتی اور حج پر نہ گیا ہوتا تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم کتنا نزدیک رہتے ہو آنجناب کی قبر سے تو کونسی چیز تجھے اس سے مانع ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا اے معاویہ وہ لوگ جو آپ کے زائرین کے لیے آسمان میں دعا

کرتے ہیں ان سے زیادہ ہیں کہ جو ان کے لیے زمین میں دعا کرتے ہیں۔  
 اور بخاری میں ہے مزار المکبر کے مؤلف نے اپنی اسناد کے ساتھ کہ جو اعمش  
 تک پہنچتی ہے روایت کی ہے وہ کتاب ہے میں کہ میں کوثر میں اترا ہوا تھا اور میرا  
 ایک پڑوسی تھا جس کے ساتھ میری بہت زیادہ بیٹھک تھی شب جمعہ تھی کہ میں نے  
 اس سے کہا زیارت حسین علیہ السلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو تو اس نے مجھ سے کہا  
 وہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور ہر ضلالت گمراہی جہنم کی  
 آگ میں جلنے کا سبب ہے پس میں اس کے سامنے سے اٹھ کھڑا ہوا اور میں مقصد و  
 غضب سے بھرا ہوا تھا جب سوئی کا دقت ہوا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں  
 اس کے پاس جاتا ہوں اور اس کے سامنے امیر المؤمنین علیہ السلام کے فضائل بیان  
 کرتا ہوں کہ جس سے اس کی آنکھیں گرم ہوں گی وہ کتاب ہے کہ میں میں اس کے پاس  
 گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اچانک دروازے کے پیچھے سے آواز آئی کہ وہ  
 رات کے پہلے ہی صعد سے زیارت امام حسین کے ارادہ سے گیا ہوا ہے  
 پس میں جلدی چلا یہاں تک کہ حائر حسینی میں پہنچا اچانک میں نے اس شیخ کو سجدہ  
 میں دیکھا کہ وہ بخود و کوع سے نہیں تھکتا تو میں نے اس سے کہا کل تو مجھ سے کہتا  
 تھا کہ یہ بدعت ہے اور بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت جہنم کی آگ میں  
 جانے کا ذریعہ ہے اور آج تم خود زیارت کر رہے ہو تو اس نے کہا اے سلیمان  
 عی علیہ السلام و سرزنش نہ کرو میں نے اہل بیت کی امامت کو ثابت نہیں سمجھا تھا  
 یہاں تک کہ یہ رات آئی تو میں نے ایک ایسا خواب دیکھا کہ میں نے مجھے ڈرا دیا  
 میں نے کہا اے شیخ تو نے کیا دیکھا ہے اس نے کہا میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ جو  
 نہ بہت زیادہ دراز قد تھا اور نہ ہی بہت چھوٹے قد کا اور وہ آنا خوبصورت تھا

کو جس کے حسن و جمال کو میں بیان نہیں کر سکتا اور اس کے ساتھ کچھ لوگ تھے کہ جنہوں نے اسے گھیر رکھا تھا اور اسے اپنے درمیان لیے ہوئے تھے اس کے سامنے ایک شاہسوار تھا ایسے گھوڑے پر جس کی دم بالوں سے پر تھی اس شخص کے سر پر تاج تھا کہ جس کے چار رکن تھے کہ ہر رکن میں ایک موتی تھا کہ جو تین دن کی رات تک روشنی دیتا تھا تو میں نے کہا یہ کون ہیں تو ان لوگوں نے بتایا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں میں نے کہا دوسرا جو ان کوں ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کے دھی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں پھر میں نے نگاہ آگے بڑھائی تو اچانک نور کا ایک ناقہ دکھا کہ جس پر نور کا ہورج ہے جو ناقہ آسمان و زمین کے درمیان اڑ رہا ہے تو میں نے کہا یہ ناقہ کس کا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد کا ہیں نے کہا یہ نوخیز کون ہیں انہوں نے کہا میں بن سلی ہیں نے کہا یہ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں تو کہتے والے بتایا کہ یہ سب اس کی زیارت پر جا رہے ہیں سے معلوم و شہید کر کے کہ بلا میں مارا گیا جو کہ حسین بن علی ہیں پھر میں اس ہودج کی طرف گیا اچانک میں نے کچھ رقعے دیکھے جو اوپر سے گرتے رہے ہیں اللہ جل ذکرہ کی طرف سے امان ہے شب جمعہ حسین بن علی کی زیارت کرنے والوں کے لیے پھر ایک حالت نے آواز دی یاد رکھو ہم اور ہمارے شیعہ جنت کے بلند ترین درجہ میں ہیں خدا کی قسم اے سلیمان میں اس جگہ سے جدا نہیں ہوں گا جب تک میری روح میرے جسم سے الگ نہیں ہوتی۔

شیخ ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قزوینی سے باپ سے ابن محبوب سے حسین سے یوسف سے ابو حمزہ ثمالی کا روایت ہے وہ کہتا ہے میں بنی مروان کے آخری زمانہ میں حسین بن علی علیہما السلام کی قبر کی زیارت کے لیے اہل شام سے چھپ

کر گیا یہاں تک کہ میں کہ بلا میں پہنچا پس میں سبتی والی طرف چھپ بیٹھا یہاں تک  
 کہ صبح آدھی رات ہوئی تو میں قبر محلہ کی طرف بڑھا جب میں اس کے قریب  
 گیا تو میری طرف ایک شخص بڑھا اور مجھ سے کہا واپس چلے جاؤ ورنہ نالیکہ سمجھے  
 اجرو ثواب ملے گا کیونکہ اس وقت تو قبر تک نہیں پہنچ سکتا پس میں گھبرا کر واپس  
 پلٹ آیا یہاں تک کہ جب طلوع فجر کا وقت قریب ہوا تو میں اس کی طرف گیا جب  
 میں قبر محلہ کے قریب پہنچا تو میری طرف وہی شخص نکلا اور مجھ سے کہا اے شخص تم  
 قبر تک نہیں پہنچ سکتے تو میں نے اس سے کہا خدا تمہیں عافیت میں رکھے کیوں میں  
 وہاں تک نہیں پہنچ سکتا جب کہ میں کو قہر سے آیا ہوں اسی قبر کی زیارت کے لیے  
 لہذا میرے اور اس کے درمیان حائل نہ ہو اور مجھے خوف ہے کہ مجھے یہاں  
 صبح ہو جائے اور اہل شام اگر مجھے یہاں پائیں تو قتل کر دیں راوی کتاب ہے  
 اس نے مجھ سے کہا تھوڑی دیر صبر کرو کیونکہ حضرت موسیٰ بن عمران نے خدا سے  
 سوال کیا تھا کہ اے حسین بن علی علیہ السلام کی قبر کی زیارت کا اذن دے  
 پس خدا نے انہیں اذن دیا ہے تو وہ جناب ستر سزار ملائکہ میں آسمان سے اترے  
 ہیں تو وہ شین کی بارگاہ میں اول شب سے طلوع فجر کا انتظار کر رہے ہیں پھر  
 وہ آسمان کی طرف عروج کریں گے اور چلے جائیں گے راوی کتاب ہے میں نے  
 اس مرد سے کہا تم کون ہو خدا تمہیں عافیت میں رکھے تو اس نے کہا کہ میں ان  
 فرشتوں میں سے ہوں کہ جنہیں قبر حسین کی حفاظت اور آپ کے زائرین کے لیے  
 استغفار پر مامور کیا گیا ہے میں واپس پلٹے آیا اور قریب تھا کہ میری عقل  
 اڑ جائے اس چیز سے جو میں نے اس سے سنی تھی وہ کتاب ہے پس میں آگے بڑھا  
 یہاں تک کہ جب طلوع فجر ہو گیا تو قبر شریف کی طرف بڑھا تو پھر میرے اور اس کے

درمیان کوئی حائل نہ ہوا پس میں آنجناب علیہ السلام کے قریب گیا اور آپ پر سلام کیا اور آپ کے قاتلوں کے لیے بددعا کی اور نماز صبح پڑھی اور پھر مگر کی طرف اہل شام کے خوف سے جلدی جلدی بڑھا

اور انہیں سے ان کی سند کے ساتھ اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ صادقؑ سے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں اسے فرزند رسول اللہ میں حائز صحیفی میں تھا عرفہ کی رات کہ میں نے تقریباً تین ہزار مرد و خوبصورت چہرہ پاکیزہ خوشبود بہت ہی زیادہ سفید کپڑوں میں جو ساری رات نماز پڑھتے دیکھے پس میں چاہتا تھا کہ میں قبر کے پاس آؤں اور اس کا بوسہ لوں اور غفلت و عاثریں کر دوں پس میں مخلوق کی کثرت کی وجہ سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جب طلوع فجر ہوئی تو میں نے سر سجدہ میں رکھا جب سر اٹھایا تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا تو مجھ سے ابو عبد اللہ صادقؑ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کون ہیں میں نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جہنم سے چار ہزار فرشتے گزرے جب آپ جنگ کر رہے اور شہید ہو رہے تھے پس وہ آسمان کی طرف مدح کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کا اے ملائکہ لاگو کر دہ تم میرے حبیب اور میرے مصطفیٰ اور چنے ہوئے محمدؐ کے بیٹے کے قریب سے گزرے جب کہ وہ شہید ہو رہے تھے اور مظلوم ماہے جا رہے تھے پس تم نے ان کی مدد نہیں کی پس زمین کی طرف ان کی قبر کی جانب اتر جاؤ اور قیامت تک بال پریشاں بنار آؤ و ہو کر اس پر روتے رہو پس وہ ان کے پاس ہیں یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی۔

اور انہیں سے سند کے ساتھ مفضل بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے



ابو عبد اللہ صادق سے عرض کیا گویا میں نے خدا کی قسم ملا کہ کوئی کھجور ہے کہ وہ قبر حسین علیہ السلام پر مومنین سے مزاحمت کر رہے ہیں راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا وہ مومن کو اپنا آپ دکھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا جیہات جیہات (یہ دور ہے یہ دور ہے) خدا کی قسم وہ مومنین کو لازم پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے چہروں کو اپنے ہاتھوں سے مسح کرتے اور چھوتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ خدا زائرین حسین علیہ السلام پر صبح و شام خدا جنت کا کھانا اتارتا ہے اور ملائکہ ان کے خادم ہوتے ہیں بندہ خدا سے دنیا و آخرت کے حاجات میں سے کسی حاجت کا سوال نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ وہ حاجت اسے عطا کرتا ہے راوی کہتا ہے میں نے کہا خدا کی قسم یہ کرامت و عزت ہے تو آپ نے فرمایا اے مفضل میں نہیں مزید بتاؤں میں نے عرض کیا جی ہاں اے میرے آقا و سرور فرمایا گویا میں نور کا ایک تخت دیکھ رہا ہوں کہ اسے رکھا گیا ہے اور اس پر سرخ یا قوت کا ایک گنبد نصب کیا گیا ہے جو ہر اہر اس سے جڑا ہوا ہے اور گویا حسین بن علی علیہ السلام اس تخت پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کے گرد و پیش فے ہزار سبز گنبد ہیں اور گویا میں مومنین کو دیکھتا ہوں کہ وہ آپ کی زیارت کرتے اور آپ پر سلام کرتے ہیں اور اللہ عز و جل ان سے کہتا ہے اے میرے اولیاء و دوستو مجھ سے سوال کرو میں طویل مدت تک تمہیں اذیت دی گئی تم ذلیل کئے گئے اور تم پر ظلم و ستم ڈھائے گئے لیکن آج کا وہ دن ہے کہ جس میں جو کچھ تم مانگو دنیا و آخرت کے حاجات میں سے وہ تمہیں میں دوں گا پس ان کا کھانا پینا جنت میں سے ہو گا پس یہ وہ کرامت و اعزاز ہے کہ جس کی مثل کوئی بھی شئی نہیں ہے۔

علامہ مجلسی (رحمہ) فرماتے ہیں کہ یہ کھانے پر زرخ میں اتیریں گے اور گنبد رجعت

میں نصب ہوگا جس کا قرینہ آنجناب علیہ السلام کا ارتداد ہے سوانح دنیا و آخرت میں سے

انہیں سے روایت ہے ان کی سند سے عبد اللہ بن حماد بصری کے واسطے  
ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے راوی کہتا ہے مجھ سے آنجناب نے فرمایا تحقیق  
تمہارے یا فرمایا تمہارے قرب میں ایک ایسی فضیلت ہے کہ جس قسم کی فضیلت  
کسی کو نہیں دی گئی اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تم اس کی کنہ معرفت رکھتے ہو اور  
نہ ہی اس کی محافلت کرتے ہو اور نہ ہی اس پر تکیا کرتے ہو اور اس کے  
خصوصی اہل ہیں کہ جو اس کے لیے مبعین ہوئے ہیں اور وہ انہیں دی گئی ان کے  
حول و قوت کے بغیر بلکہ وہ صرف خدا کا ان پر احسان ہے اور ایسی سعادت ہے  
کہ جو اس نے انہیں بخشی ہے اور رحمت راست اور تقدیم ہے، میں نے عرض کیا  
آپ پر قربان جاؤں وہ کیا چیز ہے کہ جس کی آپ نے تعریف و توصیف تو قربانی  
سے بیکن اس فضیلت کا نام نہیں یا تو آپ نے فرمایا وہ میرے جلا مجدین علیہ السلام  
کا زیارت ہے کیونکہ وہ مسافر ہیں اور غربت و مسافت کی زمین میں ہیں جو  
اس کی زیارت کرے وہ اس پر گریہ کرتا ہے اور اس کے لیے سوز و ملال کرتا  
ہے وہ جو اس کی زیارت نہیں کرتا اور اس کے لیے جلتا ہے وہ جو وہاں حاضر  
نہیں دے سکا اور اس کے لیے دعائے ترحم کرتا ہے جو دیکھے ان کے بیٹے کی  
قبر کی طرف جو ان کی پائنتی کی طرف چلیں میدان میں کہ جہاں نہ کوئی ذوق  
تھا اور نہ کوئی قریبی رشتہ دار پھر آپ کے حق کو ردک دیا گیا اور ایک دوسرے  
کا ساتھ دیا اہل ارتداد (جو حق و دین کو چھوڑ چکے تھے) نے یہاں تک کہ انہوں  
نے آپ کو شہید کر دیا اور ضائع کر دیا اور

انہیں فرات کے اسی پانی کے پینے سے روک دیا کہ جسے کتے تک پی رہے تھے اور انہوں نے ان کے بارے میں اودان کے اہل بیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے حق کو اور ان کی وصیت کو ضائع کر دیا پس آپ اپنی قبر میں اپنے عزیزوں اور شیعوں کے درمیان مٹی کے کئی طباقوں کو نیچے زنجی حالت میں پوشیدہ پڑے ہیں کہ جن کا قرب و شتہاں ہے وحدت و تنہائی اور ان کے تانا کے مزار سے دوری کی بنا پر اور اس منزل میں ہونے کی وجہ سے کہ جس میں نہیں آتا مگر وہ کہ جس کے دل کا ایمان کے لیے امتحان اللہ نے لیا ہے اور جسے ہمارے حق کا اس نے عرفان دیدیا ہے تو میں نے عرض کیا آپ پر قربان جاؤں میں ان کے پاس آیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں سلطنت و حکومت ان کے اموال کی حفاظت میں مبتلا ہوا اور میں ان کے ہاں مشہور و معروف ہوں لہذا میں نے بقیہ کے طور پر ان کی قبر پر آنا چھوڑ دیا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ ان کے ہاں زیارت کے لیے آنے میں کیا خیر و برکت ہے آپ نے فرمایا کیا تمہیں پتہ ہے کہ کیا فضیلت ہے اس کے لیے جو اس کے پاس آئے اور ہمارے پاس اس کے لیے خیر و جنیل میں سے کیا ہے میں نے کہا کہ انہیں تو آپ نے فرمایا اس کی فضیلت تو اتنی ہے کہ اس پر ایمان کے فرشتے فخر و مباہات کرتے ہیں باقی رہی وہ چیز جو اس کے لیے ہمارے پاس ہے تو ہم اس کے لیے ہر صبح و شام تہنم کی دعا کرتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی ہے کہ جب سے آنجناب شہید ہوئے ہیں وہ جگہ کسی دعا و صلوات پڑھنے سے خالی نہیں ہے جو آپ پر صلوات پڑھتا اور دعا کرتا ہے ملائکہ جنات انسانوں اور وحشی جانوروں میں سے ہر چیز آپ کے زائر پر غبطہ اور

زنک کرتا ہے اور تبرکاً اسے مسح کرتی ہے اور اس کی طرف دیکھنے میں خیر کی امید رکھتی ہے کیونکہ اس نے آپ کی قبر کی زیارت کی اور اسے دیکھا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک قوم کو فر کے اطراف میں سے اور دوسرے لوگوں میں آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور عورتیں مذہب اور گریہ وزاری کرتی ہیں اور یہ پندرہ شعبان میں ہوتا ہے کوئی عاری قرأت کر رہا ہوتا ہے کوئی قصہ واقعہ بیان کر رہا ہوتا ہے کو مذہب کرنے والا مذہب و گریہ کر رہا ہوتا ہے اور کوئی مرثیہ پڑھ رہا ہوتا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں آپ پر قربان جاؤں میں نے بھی یہ امور دیکھے ہیں جو آپ بیان کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا حمد و تعریف ہے اس خدا کے لیے کہ جس نے کچھ لوگ ایسے قرار دیئے ہیں جو ہمارا زیارت کو آتے ہیں اور ہماری مدح و ثنا کرتے ہیں اور ہمارا مرثیہ پڑھتے ہیں اور ہمارے کچھ دشمن ہیں ہمارے قبیلہ میں سے یا دوسرے لوگوں میں سے کہ جو ان پر طعن و تشنیع کرتے اور ان کے خون کو باطل قرار دیتے ہیں اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اسے قبیح و برا سمجھتے ہیں۔

اور کتاب بشارۃ المصطفیٰ سے ائمش سے عطیہ کوئی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جابر بن عبد اللہ انعماری کے ساتھ حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے نکلا میں جب ہم کربلا میں وارد ہوئے تو جابر فرات کے کنارے کے قریب ہوئے اور غل کیا پھر ایک چادر باندھی اور ایک چادر اوپر لی (احرام کی مانند) پھر ایک تھیل کھولی کہ جس میں سعد (فوشبو) تھی اسے اپنے بدن پر بچھڑکا اس کے بعد قدم قدم پر ذکر خدا کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ قبر مطہر کے قریب پہنچے تو چھ سے کہا کہ مجھے اس کا لمس کرایا تو وہ قبر

مس کراؤ (چونکہ جابر نبیلہ تھے غالباً اس سے فرمایا کہ میرا ہاتھ قبر پر رکھو) پس میں نے انہیں قبر کو مس کرایا تو وہ قبر پر گر کر بیہوش ہو گئے پس میں نے ان پر پانی چھڑکا تو وہ غافقیں آئے اور کہایا حسین اس لفظ کا تین مرتبہ تکرار کیا اس کے بعد کما لے ”محبوب ہو اپنے محبت کرنے والے کو جواب نہیں دے رہا پھر کما کسی طرح آپ جواب دیں آپ کی تو دل کی رگیں کاٹ دی گئیں اور آپ کے بدن اور سر میں جدائی ڈال دی گئی ہیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان کے بیٹے ہیں کہ جو سب انبیاء سے بہتر و افضل تھے اور آپ مومنین کے سردار کہ بیٹے ہیں کہ جو تقویٰ کا حلیف و ہم قدم تھا اور ہدایت کے سبل ہیں اور اصحاب کسار میں سے آپ پانچویں ہیں اور سید نقباء اور فاطمہ سیدۃ النساء کے بیٹے ہیں آپ ایسے کیوں نہ ہوں جب کہ سید المرسلین کی ہتھیلی سے آپ کو غذا ملی اور متعین کی آغوش میں آپ پلے اور ایمان کے پستان سے دودھ پیادو اسلام کے ساتھ آپ کی دودھ پڑھائی ہوئی اور آپ نے پاک و پاکیزہ زندگی گزاری اور پاک و پاکیزہ موت آپ کو نصیب ہوئی مگر یہ کہ مومنین کے دل آپ کی جدائی سے غمزدہ نہیں ہیں لیکن انہیں آپ کے لیے جس چیز کو پسند کیا گیا یا آپ کی حیات و زندگی میں انہیں شک و شبہ نہیں ہے پس آپ پر اللہ کا سلام اور اس کا رضوان ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اسی راستہ پر چلے کہ میں پر آپ کے بھائی یحییٰ بن زکریا چلے تھے۔ پھر انہوں نے آپ کی قبر کے گرد اپنی آنکھوں کو پھیرا اور کہا۔

السلام علیکم ایہا الارواح التي جلت بفناء قبر الحسين عليه السلام  
وانا خت بوحله اشهد انکم اقمتم الصلوٰۃ و اقمتم الزکوٰۃ و امرتم بالمعروف

و نفعہم عن المنکر و جاید تم المسلمین و عبد تم اللہ حتی اتاکم الیقین۔

تم پر سلام ہو وہ ارواح کہ جو قبر حسین کے صحن میں اترے اور ان کے ساز و سامان کے سامنے جنہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگوں نے منانہ کو قائم کیا اور زکات دی اور امر معروف کیا اور نہی از منکر کی اور طہرین اور منکرین خدا سے جہاد کیا اور اللہ کی عبادت کی یہاں تک کہ تمہیں موت آگئی اور قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو حق کیا تھا مبعوث کیا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ شریک تھے اس چیز میں کہ جس میں تم داخل ہوئے۔

عطیہ کما ہے میں نے کہا ہم کس طرح شریک ہو گئے جب کہ ہم نہ کسی وادی میں اترے اور نہ کسی پہاڑ پر چڑھے اور تلوار سے کسی کو ضرب لگائی جب کہ ان لوگوں کو سر و بدن اور اولاد میں جراثیم ہوئی اور ان کی عورتیں بیوہ ہوئیں تو جاہل نے مجھ سے کہا اے عطیہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ کو یہ کہتے سنا کہ جو کسی قوم سے محبت کرے وہ ان کے ساتھ حضور ہوگا اور جو کسی قوم کے عمل کو دوست رکھے وہ ان کے عمل میں شریک ہوگا قسم ہے اس کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میری نیت اور میرے ساتھیوں کی نیت اسی چیز پر ہے کہ جس پر حسین اور ان کے اصحاب چلے ہیں اب مجھے پکڑ کر کوفہ کے گھروں کی طرف لے چلو پس جب ہم نے کچھ راستہ طے کیا تو جاباں نے کہا اے عطیہ کیا میں تجھے و مدیت و نصیحت کروں اور میں گمان نہیں رکھتا کہ اس سفر کے بعد میری تجھ سے ملاقات ہو آل محمد کے محب و دوست سے محبت رکھو جب تک وہ ان سے محبت رکھے اور آل محمد سے بغض و دشمنی رکھنے والے

سے بغض و دشمنی رکھو جب تک وہ ان سے بغض رکھتا ہے چاہے وہ جیشہ روزے  
 رکھتا اور ساری ساری رات عبادت کرتا ہو اور محب آلِ محمد سے نفرتی کرو  
 کیونکہ اگر ان کے گناہوں کی کثرت کی بناء پر ایک قدم ان کا پیسلے تو دوسرا ان  
 کی محبت کی وجہ سے ثابت رہے گا کیونکہ ان کا محب کی طرف لڑے گا اور ان کا  
 مبغض جہنم کی طرف لڑے گا۔



## تیسری فصل قبر امام پر حکمرانوں کے مظالم :-

علاء الدین کا آپ کی قبر اور پر ظلم و جور

ابن اثیر نے کال میں دو سو چھتیس ہجری کے واقعات میں کہا ہے اسی سال متوکل نے امام حسین علیہ السلام کی قبر اور اس کے اطراف کے مکانات اور گھروں کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ آپ کی قبر والی جگہ پہل چلا کر بیچ بویا جائے اور اسے پانی سے سیراب کیا جائے اور یہ کہ لوگوں کو آپ کی زیارت کے لیے کتے سے منع کیا جائے لہذا اس طرف لوگوں میں منادی کرائی جس کو تین دن کے بعد حسین کی قبر کے پاس ہم نے پایا تو اس کو ہم زمین کے نیچے کی بند کو ٹھٹھی میں قید کریں گے پس لوگ بھاگ گئے اور آپ کی زیارت چھوڑ دی اور آپ کی قبر کو خراب کیا گیا اور وہاں زراعت کی گئی۔

اور متوکل بعین بہت زیادہ حضرت علی اور ان کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا اور جس کسی کے بارے میں اسے یہ اطلاع ملتی کہ وہ حضرت علی اور ان کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے تو اس کا مال اور خون بہانے میں لگا رہتا تھا۔

اور اس کے تدبیروں میں سے ایک جادہ عنشت تھا وہ اپنے پٹروں کے نیچے اپنے پیٹ پر تکبیر باندھ لیتا اور سرنگ کرتا جب کہ وہ گنجنا تھا اور وہ متوکل



کے سامنے وہ رقص کرتا اور گانے والے گانا گاتے قد اقبل الاصلع البطين  
 خلیفۃ المسلمین اصلع البطین۔ گنجا ہڑے پیٹ والا مسلمانوں کا  
 خلیفہ آرہا ہے (نچی امید اور دوسرے دشمنان علی نے مشورہ کر رکھا تھا کہ حضرت  
 علی ایسے تھے) اور متوکل شراب پیتا اور ہنستا تھا اس خبیث نے ایک دن  
 بھی کھیل کھیلا جب کہ المنتصر بھی موجود تھا تو اس نے عبادہ کی طرف اشارہ  
 کیا اور اسے دھکی دی تو وہ اس کے خوف سے خاموش ہو گیا تو متوکل نے  
 کہا مجھے کیا ہو گیا ہے اس نے کھڑے ہو کر بتایا تو المنتصر نے کہا اے امیر  
 جس کی یہ کتا نقابی کرتا ہے اور اس سے لوگ ہنستے ہیں وہ آپ کا چچا زاد  
 بھائی اور آپ کے خاندان کا بہتر رگ اور اسی سے آپ کا فخر و اعزاز ہے  
 اگر آپ چاہیں تو خود اس کا گوشت کھا لیا کر و لیکن اس کتے اور ان خنزروں  
 کو وہ نہ کھلایا کر تو متوکل نے گانے والوں سے کہا مل کر گاؤ غار الفتی  
 (ابن عم و الفتی فی حرامہ۔ نوجوان کو اپنے چچا زاد کے معاملہ  
 میں بغیر آئی حالانکہ وہ جوان اپنی ماں کی شرمگاہ میں ہے۔

ان اسباب میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جن کی وجہ سے المنتصر نے متوکل کے

قتل کو حلال قرار دیا

اور ابو الفرج نے متاعن الطالیین میں کہا ہے کہ متوکل بہت ہی زیادہ  
 سختی سے آل ابو طالب کو تارڑتا تھا اور ان کی جماعت پر بہت سختی سے پیش  
 آسا ان کے معاملات میں اہتمام کرتا ان پر شدید غبط و غضب اور عقوبت کینہ  
 بدگمانی رکھتا اور انہیں مہتمم کرتا اور اس کے وزیر عبید (عبید بن اللہ بن  
 یحییٰ بن خاتقان سے ان کے بارے میں بری رائے معلوم ہوئی تو اس کے قبیح فعل

کون کے معاملہ میں اچھا سمجھا پس آل ابوطالب پر اس انتہاء کو پہنچ گیا کہ اس پہلے کے نبی عباس کے حلفاء میں سے کوئی بھی نہ پہنچا اور ان میں سے ایک حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کو خراب کرنا اور اس کے آستار کو مٹانا اور زائرین کے تمام راستوں پر گھسیان و چوکیدار مقرر کرنا کہ جس کسی کو آپ کی زیارت کرتے دیکھ لیں اسے اس کے پاس لے آئے اور وہ اسے قتل کرتا یا سخت سزا دیتا۔

پس پھر سے احمد بن محمد انوشا نے بیان کیا ہے اور اس نے یہ خود مشاہدہ کیا تھا وہ کہتا ہے کہ حسین علیہ السلام کی قبر کو خراب کرنے کا سبب یہ تھا کہ بعض گانے والیاں متوکل کے خلیفہ بننے سے پہلے اس کے پاس اپنی رطکیاں بھیجا کرتی تھی کہ جو اس کے شراب پینے کے وقت لگایا کرتی تھیں جب وہ خلیفہ ہو گیا تو اس کی مغنیہ کے پاس کسی کو بھیجا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ غائب ہے اور وہ امام حسین کی زیارت پر گئی ہوئی تھی اور اس کو متوکل کی اطلاع مل گئی پس جلد ہی واپس آگئی اور ایک رطکی اس نے متوکل کے پاس بھیجی کہ جس سے اسے زیادہ الفت تھی تو متوکل نے اس رطکی سے پوچھا تم لوگ کہاں تھے تو اس نے کہا میری مالکہ اور سردار حج پر گئی تھی اور ہمیں بھی ساتھ لے گئی تھی اور وہ ماہ شعبان کے دن تھے تو اس نے کہا کہ ماہ شعبان میں تم نے کہاں کا حج کیا تو اس نے کہا حسین کی قبر کا تو وقفہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس کی مالکہ و سردار کو بلا کر قید کر دیا اور اس کا مال و دولت بھی ضبط کر لیا اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جسے دینہ حج کہا جاتا تھا جو یہودی تھا پس مسلمان ہو گیا تھا (پس اسے بھیجا) حسین کی قبر کی طرف اور اسے حکم دیا آپ کی قبر پر ہل جوتے اور

اس کے آثار مٹانے اور جو کچھ اس کے گرد و اطراف میں تھا اسے خراب کرنے کا پس وہ اس مقصد کے لیے گیا اور اطراف میں جو کچھ تھا اسے خراب کیا اور آپ پر قبر پر جو عمارت تھی اسے گرا دیا اور قبر کے گرد تقریباً دو سو جریب زمین میں ہل جوتے جب آپ کی قبر تک پہنچا کوئی آگے نہیں بڑھتا تھا پس یہودیوں میں سے کچھ لوگوں کو لے آیا جنہوں نے اسے کھودا اور اس کے گرد پانی جاری کیا اور ہتھیار بند افراد بٹھائے دو چوکیوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا کوئی زائر آپ کی زیارت نہ کرتا مگر یہ کہ اسے پکڑ کر اس کے پاس بھیج دیتے۔

پس مجھ سے محمد بن حسین اشافی نے بیان کیا وہ کہتا ہے خوف کی وجہ سے میں ان دنوں زیارت سے بعید الحمد ہو گیا تھا پھر میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر۔ اس کام کے لیے تیار ہوا اور ایک شخص روضہ شہداء میں

نے بھی میرا ساتھ دیا پس ہم زیارت کے لیے نکلے دن کو چھپ جاتے اور رات کو چلتے رہتے یہاں تک کہ ہم غاصریہ کے اطراف میں پہنچ گئے اور وہاں سے آدھی رات کو نکلے پس دو مسلح ہتھیار بیدار دو چوکیوں کے درمیان سے ہم چلے کہ جو سوتے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہم قبر پر پہنچے جو ہم سے پوشیدہ ہو چکی تھی پس ہم اس کی علامتیں ڈونڈھنے لگے (سو گئے) اور اس کی جہت تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچ گئے جب کہ وہ آپ کے گرد تھا وہ اکھاڑ دیا گیا تھا اور اسے جلایا گیا تھا اور آپ کی قبر سے پانی جاری کیا گیا تھا پس ہم نے آپ

کی زیارت کی اور اس پر گر پڑے اور اس سے ایسی خوشبو منو گئی کہ جیسی

خوشبو کبھی بھی نہیں سونگھی گئی تھی پس میں نے اس عطار سے کہا جو میرے ساتھ تھا یہ کنوسی خوشبو ہے تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس قسم کا عطر و خوشبو کبھی بھی نہیں سونگھا پس ہم نے آپ سے دواغ کیا اور قبر کے گرد کئی جگہوں پر علامتیں رکھ دیں تو جب متوکل یمن مارا گیا تو ہم طایبین اور شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ اکٹھے ہوئے یہاں تک کہ قبر مبارک پر پہنچے اور وہ علامتیں نکالیں اور قبر منور کو اس حالت کی طرف پلٹا یا کہ جس پر وہ پہلے تھی۔

اور مکہ و مدینہ پر اس نے عرب بن فرج رنجی یا راجی۔  
کو عامل و گور نہ بنایا جس نے آل ابوطالب کو لوگوں سے سوال کرنے سے او  
لوگوں کو ان سے نیکی کی ہے کم ہی کیوں نہ ہوتی مگر یہ کہ وہ اسے سخت سزا دیتا  
اور وزنی تاوان لگاتا یہاں تک کہ ایک قمیص کئی عسکریات میں مشرک ہوتی کہ  
جس میں وہ یکے بعد دیگر نماز پڑھتیں پھر اسے اتار کر اپنے چرخوں پر سر  
لنگے اور عریاں بیٹھ جائیں یہاں تک کہ متوکل یمن مارا گیا تو منتصران کی طرف عسکریات و  
مہربانی سے پیش آیا اور ان سے نیکی و احسان کیا اور کچھ مال بھیجا جو ان میں والی  
مدینہ نے تقسیم کیا اور منتصر عام حالات میں اپنے باپ کی مخالفت اور اس کے  
مذہب کے برخلاف کو ترجیح دیتا اس پر لعن و تشنیع کرتے ہوئے اور اس کے  
فعل سے نفرت کرتے ہوئے

اور شیخ طوسی نے امالی میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبدالحمید سے روایت  
کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابراہیم دیزج کے پاس گیا اور میں اس کا پڑوسی تھا  
اس بیمار ی میں اس کی عبادت کرتے ہوئے کہ جس میں وہ مر گیا تھا پس میں  
نے اسے بری حالت میں پایا، چانک وہ گویا مدہوشی پڑا تھا اور اس کے

پاس طبیب تھا پس میں نے اس سے اس کی حالت پوچھی اور میرے ادرائے  
درمیان میں جول اور انہں تھا جو مجھ سے اس کے وثوق اور کشادہ روئی کا  
باعث تھا پس مجھے اپنی حالت کو چھپائے رکھنے کا کہا اور طبیب کی طرف  
اشدہ کیا تو طبیب اس کے اشارے کو سمجھ گیا لیکن وہ اس کی حالت کو نہ سمجھ  
سکا تا کہ وہ اس کو دوا بتاتا کہ جسے وہ استعمال کرتا پس کھڑا ہو گیا اور باہر  
نکل گیا اور عورت کر دی پس میں نے اس سے اس کی حالت کے بارے میں  
پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تجھے بتاتا ہوں خدا کی قسم اور اللہ سے استغفار  
کرتا ہوں متوکل نے مجھے حکم دیا تھا تینویں کی طرف حسین علیہ السلام کی قبر  
کی جانب نکلنے کا پس ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے کھود ڈالیں اور اس کا نام و نشان  
مٹا دیں پس میں شام کے وقت اس تاحینہ میں پہنچا اور میرے ساتھ علم اور  
مزدور تھے کہ جن کے ساتھ زمین ناپنے کے آلات اور رسیاں تھیں پس میں  
نے اپنے لڑکوں اور ساتھیوں سے کہا کہ علم کو قبر خراب کرنے اور اس زمین میں  
ہل چلانے پر لگائیں اور میں نے اپنے آپ کو سفر کی مکان کی وجہ سے چھینک دیا  
اجد میں سو گیا پس مجھے نیند کہیں لے گئی اچانک شدید شور و غل ہوا اور آواز  
بلند ہوئیں اور لڑکے مجھے اٹھانے لگے پئی میں اٹھ کھڑا ہوا جب کہ میں گھبرائے  
ہوئے تھا تو میں نے لڑکوں سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے تو انہوں نے کہا بہت  
ہی عجیب و غریب بات ہے میں نے کہا وہ کیا انہوں نے کہا قبر والی جگہ کچھ  
لوگ ہیں کہ جو ہمارے اور قبر کے درمیان حائل ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ  
وہ ہمیں تیر بھی مارتے ہیں پس میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا تا کہ میں معاملہ کی  
سمجھ پاؤں تو میں وہی کچھ پایا جو انہوں نے بیان کیا تھا اور یہ لیلیٰ بیض (۱۳-۱۴)

پندرہ کی رات امیں سے ایک رات کی ابتداء کا واقعہ ہے میں نے کہا کہ تم بھی نہیں تیر مارو انہوں نے تیر مارے تو ہمارے تیر ہماری ہی طرف پلٹ آئے ان میں سے کوئی تیر نہیں گرا مگر اس کے اس ساتھی کی طرف کر بے اس نے مارا تھا اور اسے قتل کر دیا پس میں اس سے وحشت زدہ ہو گیا اور گھبرا گیا اور مجھے بخار ہو گیا اور پہلی رزہ طاری ہوا اور میں نے قبر سے اسی وقت کو قح کیا اور میں نے اپنے نقص کو بار کر بیا کہ متوکل مجھے قتل کر دے گا کیونکہ قبر کے بارے میں تمام وہ کام بجا نہیں لا سکا کہ جن کا اس نے مجھے حکم دیا تھا۔

عبد المجید کتابے میں نے اس سے کہا جس چیز کا متوکل سے تجھے ڈر تھا اس کی کفایت کی گئی ہے متوکل گزشتہ رات کی ابتداء میں مارا گیا ہے اور اس کے قتل میں المنقر نے مدد کی ہے تو اس نے کہا میں نے بھی سنا ہے لیکن میرے جسم میں ایسی کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ یہ دن کے پہلے پہر کی بات ہے پس ویرج نے شام نہیں کی کر مر گیا۔

ابن قیس کتابے کہ ابو الفضل نے کہا کہ منقر نے اپنے باپ کو شا کر وہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو سب و شتم کر رہا ہے پس اس نے رگوں میں ایک شخص سے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا وہ واجب القتل ہے مگر یہ کہ جو شخص اپنے باپ کو قتل کرے اس کی عمر طویل نہیں ہوگی اس نے کہا جب میں اس کے قتل کرنے میں اللہ کی اطاعت کر رہا ہوں تو مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ میری عمر طویل نہ ہو پس اس نے متوکل کو قتل کر دیا اور اس کے بعد سات ماہ زندہ رہا۔

اور اس کتاب میں قاسم بن احمد اسدی سے روایت ہے وہ کتاب ہے کہ

متوکل جعفر بن مقفم کو خبر ملی اور دیہات کے لوگ ارض نیسوی میں حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے جمع ہوتے ہیں پس ان میں سے بہت سی غلوق آپ کی قبر پر جاتی ہے پس اس نے اپنی فوج کا ایک افسر بھیجا اور اس کے ساتھ بہت ہی سارا لشکر بھیجا تاکہ قبر حسین کو کھود ڈالے اور لوگوں کو آپ کی زیارت سے اور وہاں جمع ہونے سے منع کرے پس وہ حامد و افسر طغ کر بلا کی طرف گیا اور جو اسے حکم دیا گیا تھا اور اس پر عمل کیا اور یہ سن دو پینتیس کی بات ہے پس دیہات کی آبادیوں کے لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے خلاف انہوں نے اکٹھا کر لیا اور کہا کہ اگر تم ہم سب کو قتل کر دو تو ہم میں سے جو پنج جاؤ گے وہ حسین کی زیارت سے نہیں رکیں گے اور انہوں نے ایسے دلائل و براہین دیکھے کہ جنہوں نے انہیں یہ سب کچھ کرنے پر آمادہ کیا پس اس افسر نے تمہارا معاملہ دربار شاہی میں لکھ بھیجا پس متوکل کا خط حامد و افسر کو ملا کہ وہ ان لوگوں سے رک جائے اور کوہ کی طرف جائے نیز ظاہر کرتے ہوئے کہ اس کا کوہ کی طرف جانا اہل شر کے مصالح کے لیے ہے اور شہر کی طرف مائل ہونے کی بنا پر ہے پس وہی معاملہ رہا یا تک کہ سن ستائیس آیا اور متوکل کو بھی خبر ملی کہ اطراف اور کوہ کے لوگ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے ان کی بہت بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی ہے اور وہاں ایک بہت بڑا بازار لگ گیا ہے تو اس نے فوجی افسر بہت زیادہ لشکر کے ساتھ بھیجا اور منادی کو حکم دیا کہ وہ منادی کرے اس سے بری الذمہ ہونے کی جو حسین کی قبر کی زیارت سے منع قطع ہو گئے اور اس نے آل ابی طالب اور شیعوں کی جانچ پڑتال شروع کر دی اور انہیں متفق کرنے لگا لیکن جو ان نے

جو اندازہ لگایا تھا وہ اس کے لیے پورا نہ ہو سکا۔

اور اسی کتاب میں عبد اللہ بن ربیعہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰



ہوا اور عرض کیا الہی رات کے بدلے رات

اور اسی کتاب میں بھیجی بن مغیرہ رازی سے روایت ہے وہ کتاب ہے کہ میں جبریز بن عبد الحمید کے پاس تھا کہ اچانک اس کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا تو جبریز نے اس سے دوگوں کے بارے میں خبر پوچھی تو اس نے کہا میں نے رشید کو اس حالت میں پھوڑا ہے کہ اس نے حسین علیہ السلام کی قبر پر ہل چلائے ہیں اور حکم دیا کہ جو اس میں بیری کا درخت ہے اسے کاٹ دیا جائے پس اسے کاٹ دیا گیا ہے راوی کا کہنا ہے کہ جبریز نے اپنے دونوں ہاتھ بند کئے اور کہا اللہ اکبر اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے ہمارے ایک حدیث آئی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا لعنت کرے بیری کا درخت کاٹنے والے پر آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا پس ہم اس حدیث کے معنی سے واقف نہ ہوئے تھے اس وقت تک کہ آپ کو کاٹنے کا مقصد حسین علیہ السلام کے مصرع و مقتل کو تغیر دینا ہے تاکہ لوگ آپ کی قبر سے واقف نہ ہو سکیں۔

اور اسی کتاب میں عمر بن قریظ ربحی سے روایت ہے وہ کتاب ہے کہ مجھے متوکل نے حسین علیہ السلام کی قبر کو خراب کرنے کے لیے بھیجا پس میں اس طرف گیا پس میں نے بیل کے بارے میں حکم دیا پس انہیں تمام قبور سے گزرا گیا جب حسین علیہ السلام کی قبر پہنچے تو وہاں آپ کی قبر سے نہ گزرے وہ کتاب ہے کہ میں نے چابک اپنے ہاتھ میں لیا اور مسلسل انہیں مارتا رہا یہاں تک کہ وہ چابک میرے ہاتھ میں ٹوٹ گیا لیکن خدا کی قسم آپ کی قبر کے اوپر سے وہ نہ گزرے اور نہ ہی اس کی طرف سے تجاوز کیا۔

اور کتاب مناقب سے روایت ہے کہ  
 اور کربلا میں جو مال تھا اسے لے لیا اور کہا کہ قبر کو فزائے کی ضرورت نہیں  
 ہے اور اسے شکر پر خرچ کر دیا جب وہ نکلا تو وہ اور اس کا بیٹا راشد  
 قتل ہو گیا۔

## خاتمہ

تو این کے حالات، مختار کا خروج کرنا اور حسین علیہ السلام کے  
 ساتوں کو اس کا قتل کرنا اور ہم صرف اسی پر اقتصار کرتے ہیں جو کچھ ابن  
 اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے۔

اس نے کہا ہے کہ تو این کا ذکر

کما گیا ہے کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور ابن زیاد نخیلہ سے  
 اپنی لشکر گاہ سے واپس پلٹا اور کوفہ میں داخل ہوا تو شیعہ ایک دوسرے  
 کو لعنت ملات اور پشیمانی کا اظہار کرنے لگے اور انہوں نے سمجھا کہ ان سے  
 ایک بہت بڑی غلطی ہوئی کہ انہوں نے حسین علیہ السلام کو دعوت دی اور پھر  
 ان کی نصرت اور ان کی پکار پر لبیک نہیں کی یہاں تک کہ وہ بنیاب ان کے  
 پہلو میں ہی شہید ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ یہ شنگ و مار اور گناہ و معصیت  
 کا داغ نہیں دھل سکتا جب تک کہ وہ انہیں قتل نہ کریں جو آپ کے قاتل  
 ہیں یا وہ خود نہ قتل ہو جائیں پس وہ رؤساء شیعہ میں سے پانچ افراد  
 کے ہاں جمع ہوئے سلیمان بن مرد فرخانی جو کہ صحابی رسول تھے یہ مسیب  
 بن نجیحہ قزازی اور وہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے عبد اللہ

بن سعد بن نفیس ازویؑ عبداللہ بن وال تیمی جو کہ یکہ بن واسلہ میں سے  
ہے ۵ رفاعہ بن شداد مکی اور یہ سب حضرت علی علیہ السلام کے بہترین  
صحابی تھے پس یہ لوگ سلیمان بن مروخزاعی کے گھر جمع ہوئے۔

پس مسیب بن نجیح نے ابتدا کی اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہا اب  
کہ ہم طویل زندگی سے مبتلا اور انواع و اقسام کے فتنوں سے متعرض ہوئے  
ہیں پس ہم اپنے پیر و دیگار سے رغبت و آرزو رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ان  
لوگوں میں سے قرار نہ دے کہ ہمیں وہ کل کہے گا (اولو نعمہ کہ ما  
یستد کو فیہ من تذکرہ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمریں نہیں دی تھیں کہ جن میں جس کو  
جو کچھ سوچنا سمجھنا ہو مروج سمجھ لے۔

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا وہ عمر کہ جس میں اللہ  
فرزند آدم تک عذر و معذرت پروری کر دیتا ہے وہ ساٹھ سال ہے ہم  
سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ ہوا اس عمر تک پہنچ نہ گیا ہو اور ہم اپنے نفوس  
کے تذکرہ کرنے میں نقصان اور خسارے میں رہے ہیں پس خدا نے ہمیں رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے سلسلہ میں ہر موقع پر ہمیں بھوٹا پایا ہے اور اس  
سے پہلے ہم تک آپ کے خطوط اور قاصد پہنچ چکے تھے اور اپنا عذر ممکن  
کر چکے تھے آپ نے دھتے ہوئے اور ابتدا کرتے ہوئے اور ظاہر  
بتظاہر اس سے اپنی نصرت و مدد کا سوال کیا لیکن ہم نے اپنے نفسوں کو  
پیش کرنے میں بخل سے کام لیا یہاں تک کہ ہمارے پہلو میں آپ شہید ہو  
گئے نہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے ان کی مدد کی ہے اور نہ ہی اپنی زبانوں  
کے ساتھ ہم نے ان کی طرف سے جمل و نزاع کیا ہے اور نہ ہی مال و دولت

سے ہم نے انہیں قوت بہم پہنچائی ہے اور نہ ہی ہم نے اپنے قبائل و عشائر سے ان کے لیے نصرت و مدد و طلب کی ہے پس کیا عذر ہے ہمارے پاس ہمارے پروردگار کے ہاں اور اپنے نبی کی ملاقات کے وقت جب کہ ہمارے اندر ہی اس کے حبیب کا بیٹا اور نبی کی خدیتہ اور ان کی نسل شہید کر دی گئی خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی عذر نہیں بغیر اس کے کہ تم اس کے قاتل کو قتل کرو اور جنہوں نے اس کے خلاف تسلط پیدا کیا یا اس مقصد کے حصول میں خود قتل ہو جاؤ تو پھر شاید ہمارا پروردگار اس وقت ہم سے راضی ہو جائے ورنہ میں اس کی ملاقات کے وقت

اس کے عقاب و عذاب

سے مامون نہیں ہوں اے قوم اپنے میں سے ایک شخص کو اپنا والی و سرپرست بناؤ جو کہ تمہارے لیے ایک امیر کا ہونا ضروری ہے کہ جس کی طرف تم جا کر پناہ لو اور ایک جھنڈا اور ایک علم ہونا چاہیے کہ جسے تم گھیرے رہو اور نہ فاعہ بن شدا و کھرٹے ہو گئے اور کہا۔

اما بعد بیشک خدا نے آپ کو زیادہ درست بات کی طرف ہدایت کی ہے اور آپ نے زیادہ رشید و ہدایت یافتہ امر کی طرف ہدایت کی ہے کہ آپ نے فاسقین سے جہاد کرنے اور بہت بڑے گناہ سے توبہ کرنے کی طرف بلایا ہے پس آپ کی بات مسوع ہے اور آپ کے قول کی طرف لبیک کہی جائے گا اور آپ نے کہا ہے کہ اپنے امر و معاملہ کی ولایت و آمریت کسی شخص کے سپرد کرو کہ جو تمہارا راہباز و نفعرا ہو اور اس کے جھنڈے کو تم گھیرے رہو اور ہمارا رائے بھی وہی ہے جو آپ

کی رائے ہے اگر وہ شخص آپ ہوں تو آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ہم میں آپ کا خلوص و نصیحت قابل قبول ہیں اور آپ ہماری جماعت میں محبوب ہیں۔

اور اگر آپ کی اور ہمارے اصحاب کی رائے یہ ہو کہ ہم اپنے اس امر کا والی شیخ الشیخ و صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ صاحب سبقت و قدم سلیمان بن مردخراعی بنائیں جو اپنی جماعت و بہادری اور دین و دیانت میں قابل تعریف اور تقلید و ہوشیاری میں قابل وثوق ہیں۔

اور عبد اللہ بن سعد نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی اور مسیب و سلیمان دونوں کی تعریف کی تو مسیب نے کہا کہ تمہارے رائے صاحب و درست ہے پس سلیمان بن مردخو اپنا ولی و امیر انتخاب کر لو پس سلیمان نے گفتگو شروع کی اما بعد میں ڈرتا ہوں کہ نہ ہوں ہمارا آخر اس زمانہ کی طرف کہ جس میں زندگی تنگ ہو گئی ہے اور مصیبت عظیم ہو گئی ہے اور ظلم و جور عام و شامل ہو گیا ان شیعوں میں سے صاحبان تعظیلت کو اس چیز کی طرف کہ جو اچھی ہے کیونکہ ہم نے گروہی لمبی کی تھیں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے قدم اور آنے کی طرف انہیں ہم نے نصرت کی تمنا و آرزو دی تھی اور انہیں آنے پر پرہیز و انکیزہ اور آمادہ کیا تھا جب وہ آئے تو ہم نے سستی کی اور عاجز ہو گئے اور غفلت سے کام لیا اور ایک دوسری کی انتظا کرتے رہے یہاں تک کہ ہمارے نبی کا بیٹا اور فرزند اور ان کی زندگی کا نچوڑ اور ان کے گوشت اور خون کا ایک حصہ شہید ہو گیا جب کہ وہ فریاد کرتا رہا اور عدل و انصاف کا سوال کرتا رہا اور وہ اسے نہ دیا گیا فاسقوں نے اتنی تیروں کا نشاۃ اور نزول

کا گول دائرہ بنایا یہاں تک اسے اپنا مقصد بنالیا اور اس پر تاج و زکریا اور اس سے انصاف پھینک دیا خبردار کھڑے ہو جاؤ تمہارا پروردگار تم پر ناراض ہے اور اپنی بیویوں اور بیٹوں کی طرف نہ لوٹو یہاں تک اللہ تم سے راضی ہو خدا کی قسم مجھے امید نہیں کہ وہ تم سے راضی ہو جب تک تم ان سے جنگ اور مقابلہ نہ کرو کہ جنہوں نے اسے شہید کیا ہے خبردار موت سے نہ ڈرو کیونکہ کوئی شخص اس سے نہیں ڈرا نگہبیر کہ وہ ذلیل ہوا اور بنی اسرائیل کی طرح ہو جاؤ جب ان سے ان کے نبی نے کہا تمہارا تم نے اپنے پچھڑے کو معبود بنا کر ظلم کیا ہے پس اپنے خالق کی بارگاہ میں توبہ کرو پس اپنے ہی نفسوں کو قتل کرو، پس انہوں نے گھٹے ٹیک کر ایسا کیا اور گردنیں لمبی کیں جب انہیں علم ہو گیا کہ انہیں اتنے عظیم گناہ سے کوئی چیز نجات نہیں دے گی مگر قتل ہونا پس تنہا ہی کیا کیفیت ہوگی اگر تمہیں اس چیز کی طرف بلایا گیا جس طرف وہ بلائے گئے اتہوں نے اپنی تلواروں کو تیز کیا اور نیزوں کو جڑا (واعذوا لہم واستطعموا من قوۃ ومن رباط الخیل) اور تیار کر دیا تم ان کے لیے اتنی قوت کہ جس کی تم استطاعت رکھتے ہو اور بندھے ہوئے گھوڑے "یہاں تک کہ تمہیں بلایا جائے اور تمہیں فوراً لے جایا جائے۔

پس خالد بن سعد بن نفیل نے کہا رہا میں تو خدا کی قسم اگر مجھے علم و یقین ہو جائے کہ مجھے میرے گناہ سے مجھے نجات دے گا اور میرے پروردگار کو مجھ سے میرا اپنے آپ کو قتل کرنا راضی کر دے گا تو میں اپنے آپ کو قتل کر دیتا اور میں گواہ بناتا ہوں تمام ان افراد کو جو حاضر ہیں کہ میں جس میں چیز کا مالک ہوں سوائے ان ہتھیاروں کے کہ جن کے ساتھ میں

اپنے دشمن سے جنگ کروں گا باقی سب کچھ صدقہ ہے مسلمانوں کے لیے کہ وہ اس سے فاسقوں سے جنگ کرنے میں قوت و طاقت حاصل کریں۔  
ابوالمعتمر بن حبیب بن ربیعہ کنانی نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی۔

توسلیمان نے کہا تمہارے لیے کافی ہے کہ جو شخص اس میں سے کچھ چاہتا ہے تو وہ عبداللہ بن دالمی تمہارے پاس لے آئے پس جب اس کے پاس اتنا مال جمع ہو جائے کہ جسے تم لے جانا چاہتے ہو تو اس کے ساتھ ہم تمہارے اتباع میں سے صاحب حاجت و مساکین کو تیار کریں گے۔

اور سلیمان بن مروانہ سعد بن حذیفہ بن یمان کو خط لکھا جس میں اسے وہ کچھ بتایا کہ جس کا عزم کر چکے تھے اور اسے اور مدائن میں اس کے ساتھ جو شیعہ تھے ان کو اپنی مساعدت و مدد کے لیے بلایا پس سعد بن حذیفہ نے وہ خط مدائن کے شیعوں کے سامنے پڑھا تو انہوں نے بھی اس دعوت کو قبول کیا اور سلیمان بن مروانہ کو خط لکھا کہ جس میں انہیں بتایا کہ وہ اس تحریک کے ساتھ ہیں اور مساعدت اور مدد کے لیے تیار ہیں۔

اور سلیمان نے ایک خط مشنی بن مجزہ عبدی کو لکھا کہ جس قسم کا خط سعد بن حذیفہ کو لکھا تھا تو مشنی نے اسے جواب دیا کہ ہم شیعہ جماعت نے اللہ کی حمد و ثنا کا ہے اس چیز پر جو تم نے عزم و ارادہ کیا ہے اولاً ہم انشاء اللہ اس مقررہ وقت پر تمہارے پاس پہنچ جائیں گے جو تم نے معین کیا اور خط کے آخر میں لکھا

آخر اشارة تک نظر میں رکھ گویا میں تیرے پاس علامت لکھائے ہوئے آ گیا ہوں۔

پس سب سے پہلے جس امر کی انہوں نے شہادت حسین علیہ السلام کے بعد  
ابتداء کی سن اکٹھ ہجری میں وہ یہ تھی وہ مسلسل آلات جنگ جمع کرتے اور  
لوگوں کو حسین علیہ السلام کے خون کے مطالبہ کرنے کے لیے بلاتے رہے  
پس لوگ ان کی دعوت کو قبول کرتے اور وہ اسی حالت پر رہے یہاں  
سک کہ یزید بن معاویہ سن چوتھ میں مر گیا تو جب یزید مر گیا تو سلیمان کے  
پاس ان کے ساتھی آئے اور ان سے کہا کہ یہ سرکش و طاعن تو مر گیا ہے اور  
حکومت اس وقت کمزور ہے اگر آپ چاہیں تو ہم مرد بن حریث پر حکم کریں  
اور وہ کوہ پر ابن زیاد کا جانشین ہے پھر ہم خون حسین کے مطالبہ کو ظاہر کریں  
گے اور ان کے قاتلوں کا پتھا کریں گے اور لوگوں کو ان کے اہل بیت کی طرف  
بلائیں گے کہ جن پر دو مردوں کو ترجیح دی گئی اور جنہیں ان کے خن سے دور رکھا  
گیب۔

### توسلیمان بن مردنے کا

توسلیمان بن مردنے کا جلدی نہ کرو میں نے اس چیز میں غور و فکر کیا  
ہے کہ جسے تم نے ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ حسین علیہ السلام کے قاتل اشتراف  
کو فہ اور اس کے بڑے لوگ ہیں جو کہ عربوں کے شاہسوار ہیں اور وہی ہیں  
کہ جن سے خون حسین کا مطالبہ ہے جب انہیں معلوم ہو گیا وہ کچھ کہ جو تم  
چاہتے ہو قودہ تمام لوگوں کی نسبت تمہارے شدید غالف ہو جائیں گے  
اور تم میں سے جو لوگ میرے پیچھے ہیں انہیں میں نے دیکھا ہے تو معلوم ہوا  
ہے کہ اگر یہ خرد ج کریں تو وہ خون کا بدلہ اور انتقام نہیں لے سکیں گے اور  
اپنے نفس کو شفا نہیں بخش سکیں گے اور وہ اپنے دشمن کے لیے قربانی کا کیرا بن



جائیں گے لیکن اپنے دعوت دینے والوں پھیلا دو اور اپنے اس امر کی طرف لوگوں کو دعوت دو پس انہیں نے ایسا کیا تو بہت سے لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا یزید کے ہلاک ہونے کے بعد

اس کے بعد اس کو فہ نے عمرو بن حریث کو نکال دیا اور ابن زبیر کی بیعت کر لی اور سلیمان اور ان کے ساتھی لوگوں کو دعوت دیتے رہے جب یزید کے مرنے سے چھ ماہ گزر گئے تو مختار بن ابوعبیدہ کو فہ بن زبیر مضاف کو آئے اور عبداللہ بن یزید انصار کا ابن زبیر کی طرف سے کو فہ پر امیر بن کر ماہ رمضان کے اختتام سے آٹھ دن رہتے تھے کہ آیا اور ابداہم بن محمد بن طلحہ اس کے ساتھ ہی کو فہ کے خراج اور مھسوں لینے کے لیے آیا اور مختار نے لوگوں کو قاتلین حسینؑ سے قتال اور جنگ کے لیے بلانا شروع کیا اور وہ کہتا تھا کہ میں بھری محمد بن حنفیہ کی طرف سے وزیر امین کے طور پر ہوتا ہوں پاس آیا ہوں پس شیعوں کا ایک گروہ اس کی طرف پلٹ آیا اور مختار کا کھلتا تھا کہ سلیمان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ خود راج کرے اور خود اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں انہیں قتل کرادے وہ جنگ کی بیعت نہیں رکھا اور عبداللہ بن یزید کو مختار کے اس کے خلاف کو فہ میں انہیں دو فوج روانہ کرنے کی اطلاع ملی اور اس سے کہا گیا کہ مختار کو قید کر لو اور اسے انجام کار سے ڈرایا گیا اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو عبداللہ نے کہا اگر انہوں نے ہم سے جنگ کی تو ہم بھی ان سے جنگ کریں گے اور اگر انہوں نے ہمیں چھوڑ دے رکھا تو ہم بھی انہیں طلب و تلاش نہیں کریں گے یہ لوگ حسین بن علی علیہ السلام کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں جب تک یہ امن و امان سے خدا کی ان پر

رحمت ہو پس یہ نظا پر نظا ہر نکلیں اور جنہوں نے حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہے ان کی طرف جائیں وہ ان کی طرف بڑھ رہا ہے یعنی ابن زیاد اور میں بھی ان کی پشت پناہی کروں گا یہ ہے ابن زیاد جو حسین علیہ السلام کے قاتل اور تمہارے خیار و امثال (اپنے اور افضل) لوگوں کا قاتل تمہاری طرف متوجہ ہوا ہے اور اس سے گزشتہ سلاطین منج کی پل پر لوگ جدا ہوئے ہیں پس اس سے جنگ کرنا اور اس کے مقابلہ میں تیاری کرنا اس سے بہتر ہے کہ تم آپس میں جنگ اور قوت آزمائی کرتے لو پس تم میں سے بعض بعض کو قتل کرے اور جب دشمن سے تمہارا سامنا ہو تو تم کمزور ہو چکے ہو اور یہی تو اس کی آرزو و تمنا ہے تمہاری طرف مخلوق خدا میں سے سب سے بڑا دشمن تمہارا رہا ہے کہ جو خود اور اس کا باپ تم پر سات سال تک دالی و گورن رہا ہے اور وہ دو نو پاکرامن اور اہل دین لوگوں کے قتل سے باز نہیں آیا تھا وہی ہے کہ جس نے تمہیں قتل کیا اور تمام مصیبتیں تم پر اسی کی وجہ سے آئیں اور یہ وہی ہے کہ جس نے اسے قتل کیا ہے کہ جس کے خون کی تم منادی اور پکار کرتے ہو وہ تمہاری طرف آ رہا ہے پس تم اپنی تیر و ہار اور شوکت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو یہ شوکت و دبدبہ اس کے لیے قرار دینا اپنے نفسوں کے لیے میں تمہیں مخلصانہ نصیحت کرتا ہوں اور مروان نے ابن زیاد کو جزیرہ کی طرف بھیجا تھا اور وہ جب وہاں سے فارغ ہوا تو عراق کی طرف چل پڑا۔

جب عبداللہ بن یزید اپنی گفتگو سے فارغ ہوا تو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہا اے لوگو تمہیں عوارزنی اور شجاعت و بہادری دکھانے سے اس دعوے

کی بات دھوکہ نہ دے خدا کی قسم اگر کسی خروج کرنے والے نے ہمارے طرف خروج کیا تو ہم اس سے جنگ کریں گے اگرچہ ہم موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں یہ لوگ ہمارے خلاف خروج کرنا چاہتے ہیں ہم باپ کو بیٹے کے بدلے اور بیٹے کو باپ کے بدلے اور دوست کو دوست کے بدلے اور تعیب و عریف کو ان کے بدلے کہ جو اس کی عزت و تقابلیت میں ہیں گرفتار کریں گے یہاں تک کہ وہ دین کے پیرو ہوں اور اطاعت کو قبول کریں۔

پس مسیب بن نجیحہ اس پہ پہل پڑے اور اس کی بات کاٹ دی اور اس کے بعد کہا اے بیعت توڑنے والوں کے بیٹے تم ہمیں تلوار اور شجاعت و دلیری کی دھمکی دیتے ہو تم خدا کی قسم اس سے کہیں زیادہ ذلیل ہو ہم تجھے ہم سے بغض و حسد رکھنے میں ملامت نہیں کرتے کیونکہ ہم نے تیرے باپ اور دادے کو قتل کیا ہے باقی رہے آپ اے امیر تو آپ نے درست بات کہی ہے تو ابراہیم نے کہا خدا کی قسم تم ضرور جنگ کرو گے اور اس نے کمزوری دکھائی ہے (یا مکاری کی ہے) یعنی عبداللہ بن یزید تو اس سے عبداللہ بن وال نے کہا تجھے اس چیز پر کیا حق اعتراض ہے جو ہمارے اور ہمارے امیر کے درمیان ہے تم ہمارے امیر نہیں ہو تم تو اس جزیہ و خراج کے امیر ہو لہذا تم اپنے خراج کی طرف متوجہ رہو اور اگر تم اس امت کے امر حکومت کو خراب کرنا چاہتے ہو تو تیرے باپ دادا نے بھی کیا تھا اور ان دو نو پر بدائی کا دائرہ اور چکر تھا۔ پس انہیں ان لوگوں نے بسا بھلا کہا جو ابراہیم کے ساتھ تھے اور انہوں نے انہیں گالیاں دیں اور امیر منیر سے اترا آیا اور ابراہیم نے اسے دھمکی دی کہ وہ اس کی شکایت ابن زبیر کو لکھ بھیجے گا پس عبداللہ

اس سے گھڑایا اور اس سے عذر و معذرت چاہی اور اس نے اس کی معذرت قبول کر لی۔

اس کے بعد سلیمان کے ساتھی نکلے اور وہ ظاہرِ نظر ہر متحیر و قہید نے لگے اور تیاری کرنے لگے

## مختار کا کوفہ میں آنا

شیعہ مختار کو برا بھلا کہتے تھے اور اسے عیب لگاتے تھے اس چیز کی بناء پر جو امام حسن بن علی علیہ السلام کے معاملہ میں اسی سے ہوئی تھی جب آپ کو مقامِ ساباط میں چھوٹا لایا گیا تھا اور مدائن کے قصرِ ایض میں اٹھالے گئے یہاں تک کہ حسین کا زمانہ آیا اور امام حسینؑ نے جنابِ مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا اور مختار اس وقت اپنی ایک بستی پہلے سے طے شدہ وقت سے تہیں تھا جیسا کہ گزشتہ چکایے میں مختار اپنے موالی اور غلاموں میں آیا اور مغرب کے بعد بایں تک پہنچا اور عبید اللہ بن زیاد سے عمرو بن حریش کو مسجد میں بٹھایا ہوا تھا اور اس کے ساتھ جھنڈا تھا پس مختار وہاں رک گیا نہیں جاتا تھا کہ کیا کرے تو عمرو کو اس کی قبر علیٰ قاس نے اسے بلایا اور اسے امان دی تو مختار اس کے پاس حاضر ہوا۔

جب صبح ہوئی تو عمارہ بن ولید بن عقیقہ نے مختار کا معاملہ عبید اللہ سے ذکر کیا تو اس نے مختار کو بھی حاضر کیا ان لوگوں میں کہ جو اس کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس سے کہا کہ تم آئے تھے گروہ لیکر تاکہ ابنِ عقیل کی مدد کرو تو مختار نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا لیکن میں تو آیا اور عمرو کے جھنڈے تلے اتر اور عمرو

لے بھی اس کی گواہی دی پس اس یحیٰ نے مختار کے چہرے پر چھڑی ماری کہ جس سے اس کی آنکھ کی پلک اٹ گئی اور کہا اگر عمر کی شہادت نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا پھر اسے قید کر دیا یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ اس کے بعد مختار نے کسی کو عبد اللہ بن عمر بن خطاب کے پاس بھیجا اور اس سے اپنے بارے میں سفارش کرنے کا سوال کیا اور ابن عمر نے مختار کی بہن صفیہ بنت ابی عبیدہ سے شادی کی ہوئی تھی پس ابن عمر نے یزید کو خط لکھا جس میں مختار کی سفارش کی پس یزید نے ابن زیاد کو پیغام بھیجا جس میں مختار کو جھوٹ دینے کا حکم تھا پس اس نے مختار کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ وہ کوئٹہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہیں کر سکتا پس مختار حجاز کی طرف نکل گیا پس اس سے ابن العرق واقعہ سے پیچھے ملا اور اس پر سلام کیا اور اس کی آنکھ کے بارے میں پوچھا تو مختار نے کہا نایہ کے بیٹے نے بھری زور سے ماری ہے پس اس طرح ہو گئی ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو اس کے بعد کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں نے اس کے پودوں اور اعضاء و جوارح کے ٹکڑے ٹکڑے کئے۔

پھر مختار نے اس سے ابن ذبیر کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ اس نے بیت الحرام میں پناہ لے رکھی ہے اور وہ پوشیدہ طور پر بیعت لیتا ہے اگر اس کی شوکت و طاقت زیادہ ہو گئی اور اسے کثیر تعداد میں آدمی مل گئے تو وہ اپنی بیعت ظاہر بظاہر لے گا۔

تو مختار نے کہا ہے وہ اس وقت دنیا کے عرب کا مرد ہے اور اگر وہ میری رائے کی پیروی کرے تو میں لوگوں کے معاملہ کی کفایت کروں گا قتل و فساد کی کرٹک و چک شروع ہو گئی اور گویا وہ چھوٹ چکا ہے پس جب کسی جگہ تک نہ

میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ظہور کیا ہے اور میں شہید مظلوم جو مقتول ہوا اور سید المسلمین اور سید المرسلین کے نواسہ حسین بن علی کے خون کا میں نے مطالعہ کیا ہے تو خدا کی قسم تو میں آپ کے قتل کے بدلے اتنے افراد قتل کروں گا کہ جتنے حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون پر قتل ہوئے تھے۔

اس کے بعد خمار چلا گیا اور ابن العرق اس کی بات پر تعجب کرتا رہا ابن العرق کہتا ہے خدا کی قسم میں نے وہ آنکھوں سے دیکھا جو خمار سے ذکر کیا تھا اور میں نے اسے جراح بن یوسف کے سامنے بیان کیا تو وہ ہنسا اور کہا کیا کہنا خمار کا کیا دیندار، جنگ کو بھڑکانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا شخص تھا۔

پھر خمار ابن زبیر کے پاس آیا تو ابن زبیر نے اس سے اپنا معاملہ چھپایا پس وہ اس سے الگ ہو گیا اور ایک سال تک اس سے غائب رہا پھر اس کے بارے میں ابن زبیر نے سوال کیا تو اس سے کہا گیا کہ وہ طائف میں ہے اور یہ کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ صاحب غضب اور جباروں کو چلانے والا ہے اس کو کیا ہو گیا ہے خدا اس کو قتل کرے اس نے کسی چھوٹے کاہن نما کی پیروی کی ہے اگر خدا نے جباروں کو ہلاک کیا تو ان میں سے پہلا خمار ہو گا۔

وہ یہی بات کہہ رہا تھا کہ خمار مسجد میں داخل ہوا پس طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ گیا اور اس کی جان پہچان والے آکر اس سے باتیں کرنے لگے لیکن وہ ابن زبیر کے پاس نہ آیا پس ابن زبیر نے اس پر عباس بن سہل ابن معمر کو مقرر کیا پس وہ اس کے پاس آیا اور اس کے حالات پوچھے اس کے بعد اس سے کہا آپ جیسا انسان اس سے غائب رہے کہ میں پر

اشرف قریش انصار اور ثقیف کا اجتماع داکٹھ ہو چکا ہے اور کوئی قبیلہ نہیں بچا  
 مگر یہ کہ اس کا زیم و رئیس اس کے پاس آیا ہے پس آپ بھی اس شخص کی بیعت کر  
 لیں تو غمار نے کہا کہ میں پہلے سال اس کے پاس آیا تھا اور اس کی اپنی خبر مجھ  
 سے چھپائی جب اس نے مجھ سے استغناء و لا پرواہی دکھائی تو میں نے بھی چاہا  
 کہ میں اسے دکھاؤں کہ میں بھی اس سے مستغنی ہوں پس عباس نے اس سے کہا آج  
 رات اس سے ملو اور میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا پس غمار نے اسے قبول کر  
 لیا پھر ناز غشاء کے بعد ابن زبیر کے پاس آیا پس غمار نے کہا کہ میں تمہاری  
 بیعت کرنا ہوں اس شرط پر کہ کس معاملہ کا فیصلہ میرے بغیر نہیں کر دے گا اور  
 یہ کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو تیری سلطنت میں داخل ہوں گا اور  
 جب تجھے غلبہ حاصل ہو گیا تو اپنے افضل و برتر محل پر مجھ سے اعانت طلب  
 کر دے گا تو ابن زبیر نے کہا کتاب اللہ اور سنت رسول پر میں تجھ سے بیعت  
 لوں گا تو اس نے کہا کہ میرا بدترین غلام بھی اس پر تیری بیعت کرے گا خدا کی  
 قسم میں تیری بیعت کبھی بھی نہیں کروں گا مگر اسی شرط پر پس اس کی بیعت کی اور  
 اس کے ساتھ رہا اور اس کے ساتھ مصعب بن عمیر والی جنگ میں حاضر ہوا اور  
 اچھی آزمائش و امتحان میں نکلا اور بے جگرہی سے جنگ کی اور اہل شام پر سب  
 سے زیادہ سخت تھا۔

جب یزید بن معاویہ مر گیا اور اہل عراق نے ابن زبیر کی اطاعت کر  
 لی تو غمار اس کے پاس پانچ ماہ تک رہا جب دیکھا کہ ابن زبیر اسے کہیں کا حال  
 مقرون نہیں کر سکتا تو کوفہ سے جو شخص بھی آتا تو غمار اس سے لوگوں کے حالات  
 پوچھا پس اسے ہانی بن جہود اعلیٰ نے اسے بتایا کہ اہل کوفہ ابن زبیر کی اطاعت

کا طرف ہانکے گئے ہیں مگر یہ کہ لوگوں کا ایک گروہ ایسا ہے کہ جو باقی اہل کوفہ کی تعداد میں ہے اگر کوئی شخص انہیں ان کی رائے جمع کرے تو وہ ایک مدت تک زمین کو کھا سکتا ہے تو مختار نے کہا میں اب اسحاق ہوں میں خدا کی قسم ان کے لیے ہوں کہ انہیں حق پر جمع کروں اور ان کے ذریعہ باطل کے شاہسواروں کا سامنا کروں گا اور ان کے ذریعہ ہر جبار عنید کو ہلاک کروں گا۔

اس کے بعد اپنی سواری پر سوار ہو کر کوفہ کی طرف گیا پس جمعہ کے دن حیرہ کی نہر پر پہنچا پس غسل کیا اور اپنے کپڑے پہنے پھر سوار ہوا اور مسجد سکون قبیلہ اور کنندہ کے قبرستان سے گزرا کسی مجلس سے نہیں گزرتا تھا مگر یہ کہ ان پر سلام کرتا اور کہتا کہ تمہیں نفرت و کامیابی کی بشارت ہو تمہارے پاس وہ کچھ آیا ہے جسے تم پسند کرتے ہو پس بنی بدو کے نزدیک سے گزرا تو عبید بن عمرو بدنی کو ملا جو قبیلہ کنذہ سے تھا اس پر سلام کیا اور اس سے کہا کہ نفرت و کامیابی کی بشارت ہو تو اب عمرو ہے اور ابھی رائے پہنچے کہ جس کے ہوتے ہوئے خدا ہرگز کسی گنہگار کو نہیں چھوڑے گا مگر یہ کہ تجھے بخش دے گا اور نہ ہی کسی بدائی مگر یہ کہ اس کی پردہ پوشی کرے گا اور عبیدہ بہت بڑا بہادر بہت بڑا شاعر اور تشیع اور محبت علیؑ میں بہت زیادہ شدید تھا لیکن وہ شراب سے صبر نہیں کر سکتا تھا پس اس نے کہا خدا تمہیں بشارت دے تو کیا آپ ہمارے دکھ درد پر کراہتے ہیں (یا مضبوط کام کرنے والے ہیں) اس نے کہا ہاں آج رات مجھے ملو پھر بنی ہند کے قریب گذرا اور اسمعیل بن کثیر سے ملاقات کی اور اس سے کہا آج رات تم اور تمہارے بھائی مجھ سے ملاقات کرو میں تمہارے پاس وہ کچھ لایا ہوں کہ جسے تم دوست رکھتے ہو اور قبیلہ ہمدان کے ایک حلقہ سے گزرا



تو ان سے کہیں تمہارے پاس وہ کچھ لایا ہوں جو تمہیں خوش کریگا، پھر مسجد میں آیا اور لوگوں نے اس کی طرف جھانک جھانک کر دیکھا پس ستون کے پاس مکرٹے ہو کر نماز پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی گئی تو مختار نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جمعہ اور عصر کے درمیان نماز پڑھتا رہا اس کے بعد اپنے گھر واپس گیا اور شیعہ اس کے پاس آنے جانے لگے اور اسماعیل بن کثیر اور اس کا بھائی اور عبیدہ بن عمرو اس کے پاس آئے تو مختار نے ان سے سوالات کیسے تو انہوں نے سلیمان بن مرد کی خبر دی اور وہ منبر پر گیا پس اللہ کی حمد کی پھر کہا کہ ہدی بن وصى نے مجھے تمہاری طرف امین، وزیر، بزرگ (یا منتخب خ) اور امیر بنایا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے محمد بن کے قتل کرنے اور اپنے اہل بیت کے خون کا مطالبہ کرنے اور خلفاء اور کمزور لوگوں سے دفاع اور ان کی حمایت کرنے کا پس تم غلو ق خدا میں سے پہلے قبول کرنے اور بیک کہنے والے بنو پس لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اس کی بیعت کر لی اور شیعوں کے پاس قاصد بھیجے کہ جو سلیمان بن مرد کے ہاں جمع تھے اور ان سے بھی اس قسم کی گفتگو کی اور ان سے کہا کہ سلیمان جتنی بعیرت نہیں رکھتے اور نہ انہیں معاملات کا تجربہ ہے وہ تو چاہتے ہیں کہ تمہیں نکال لے جائیں اور تمہیں اور اپنے آپ کو قتل کر دیں لیکن میں اس مثال اور تصویر کے مطابق عمل کروں گا جو مجھے دی گئی ہے اور اس امر کے موافق کہ جو تمہارے ولی و مولا کی طرف سے بیان کیا گیا ہے اور میں تمہارے دشمن کو قتل کروں گا اور تمہارے سینوں کو شفا بخشوں گا پس میری بات سنو اور میرے حکم کی اطاعت کرو پھر وہ لوگ منتشر ہو گئے۔

پس مسلسل یہی اور اس قسم کی گفتگو کرتا رہا یہاں تک کہ شیعوں کا ایک گروہ  
ماٹن کر لیا اور وہ اس کے پاس آئے جلنے اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگے لیکن  
عظما و بزرگان شیعوں سلیمان کے ساتھ تھے جو کسی کو ان کے برابر نہیں سمجھتے تھے اور  
تمام خلوق میں سے زیادہ بد بھرا نہیں کا تھا مختار پر اور وہ اس انتظار میں  
تھا کہ سلیمان کا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے۔

پس جب سلیمان جزیرہ کی طرف گئے تو عمر بن سعد، شدت بن ربیع  
اور زید بن حارث بن رویم نے عبداللہ بن یزید خطمی (حطی) سے اور ابراہیم  
بن محمد بن طلحہ سے کہا کہ مختار تمہارے اوپر سلیمان سے زیادہ سخت ہے سلیمان  
تو نکلا ہے تمہارے دشمن سے جنگ کرنے کے لیے اور مختار چاہتا ہے کہ تمہارے  
ہی شہر میں تم پر حملہ کرے پس اسے نہ خیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال دو یہاں تک  
کہ لوگوں کا معاملہ سیدھا ہو جائے۔

پس وہ آئے اور انہوں نے اچانک مختار کو گرفتار کر لیا جب مختار نے  
انہیں دیکھا تو کہا تمہیں کیا ہو گیا خدا کی قسم تمہارے ہاتھوں نے کوئی کامیابی  
حاصل نہیں کی تو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے عبداللہ سے کہا کہ اس کی شکستیں با  
کر اسے پاؤں ننگے چلاؤ تو عبداللہ نے کہا میں یہ کام ایسے شخص سے نہیں کروں  
گا کہ جس کی ہم سے غداری ظاہر نہیں ہوئی ہم نے تو اسے بدگامی کی بنا پر  
گرفتار کیا ہے تو ابراہیم نے کہا اس سے تیرا گزارا نہیں ہو گا تو بھی اس حلقہ  
میں داخل ہو جا، یہ کیا خبر ہے کہ جو تمہارے بارے میں غمے پہنچی ہے اے  
ابن ابی عبیدہ تو مختار نے کہا جو کچھ میرے بارے میں تمہیں پہنچا ہے وہ  
باطل ہے اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں دھوکہ دینے سے جیسا کہ تبرے

باپ اور دادا نے دھوکہ دیا پھر اسے زندان کی طرف لے جایا گیا ہتھکڑی لگائے بغیر اور بعض نے کہا ہے بلکہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا پس وہ قید خانے میں کہا کرتا تھا یاد رکھو قسم ہے مہندوؤں بھوروں اور درختوں بادلوں چٹیل . میدانوں ملائکہ ابرار اور منتخب اور چنے ہوئے اچھے لوگوں کی کہ میں ضرور ہرجیاء کو قتل کروں گا ہر لچکدار نیزہ اور کٹنے والی ہندی تلوار کی تقار کے گروہوں کے ذریعہ جو اچانک ڈھانپ لینے اور شرار و برے لوگوں کو عزت دینے سے نہیں ہو گا یہاں تک کہ جب میں دین کے ستون کو قائم کروں اور مسلمانوں کے شرک و کفر کے مختلف حصوں کو زائل کروں اور مومنین کے سینوں کی سوزش غم کو شفا دے دوں اور انبیاء کے خون کا انتقام لے لوں تو پھر دنیا کا زوال میرے لیے کوئی بری چیز نہیں اور میرے مجھے موت کی کوئی پرہیز نہیں کہ وہ کب آتی ہے ۔

اور بعض مؤرخین نے غمار کے کوڑھ کی طرف بچنے اور اس کے اسباب کے بارے میں گذشتہ واقعہ کے علاوہ بھی کہا گیا ہے اور وہ یہ کہ غمار نے ابن زبیر سے کہا جب کہ وہ اس کے پاس تھا کہ میں ایک ایسی قوم کو جانتا ہوں کہ اگر ان کے لیے کوئی ایسا شخص ہو کہ جو فرقہ اور علم رکھتا ہو اس چیز کا یہ کہ جسے بجا لایا یا چھوڑتا ہے تو وہ ان میں سے تمہارے لیے ایک ایسا شکر کا لہجہ ہے کہ جس کے ساتھ تم اہل شام سے جنگ کر سکو ابن زبیر نے کہا وہ کون ہیں غمار نے کہا کہ وہ میں حضرت علیؑ کے شیعہ تو ابن زبیر نے کہا کہ وہ مرد تم ہو جاؤ پس تھا کہ اس نے کوڑھ بھیجا پس وہ کوڑھ کے ایک گوشہ میں اترا اور وہ حسینؑ پر رونا اور ان کے مصائب کا ذکر کرتا تھا یہاں تک کہ شیعہ اسے ملے اور اس سے محبت کرنے

لگے اور اسے شہر کو قہ کے وسط میں منتقل کیا اور ان میں سے بہت سے لوگ غماز  
کے پاس آگئے اور جب اس کا معاملہ قوت پکڑ گیا تو وہ ابن مطیع کی طرف  
چلا۔

## توایین کے روائے ہوئے اور شہید ہونے کا ذکر

جب سلیمان بن مرد و غزالی نے سن پینسٹھ میں خروج کا ارادہ کیا تو اپنے  
اصحاب کے رؤساء کو بلا بھیجا اور وہ ان کے پاس آئے جب ربیع الثانی کا چاند  
نظر آیا تو اپنے اصحاب کے رؤساء کے ساتھ نکلے اور انہوں نے ایک دوسرے  
سے اسی رات خروج کرنے کا معاہدہ کر رکھا تھا پس جب سلیمان خلیل میں آئے  
تو لوگوں میں چکر لگایا تو ان کی تعداد کوٹا اچھی نہ لگی پس حکیم بن متقدّمندی اور  
ولید بن عبید کناٹی کو بھیجا اور انہوں نے کوثر میں منادی کی اسے خون حسینؑ  
کا بدلہ لینے والے اور یہ دونو پہلے اشخاص تھے اللہ کی غافرت میں سے کہ جنہوں  
نے باثبات احسین (اسے خون حسین کا بدلہ لینے والے) کی آواز بلند کی۔

جب صبح کی تو ان کے پاس اتنے افراد آئے جتنے پہلے ان کے لشکر میں تھے  
پھر سلیمان نے اپنے دفتر کو دیکھا تو اس میں سولہ ہزار افراد پائے جو ان کی  
بیعت کر چکے تھے تو سلیمان نے کہا سبحان اللہ سولہ ہزار افراد میں سے صرف  
چار ہزار نے ہم سے وفا کی تو ان سے کہا گیا کہ غماز لوگوں کو آپ کی مدد سے  
روک رہا ہے اس کی دہزار افراد نے پیروی کر لی ہے تو انہوں نے کہا پھر  
بھی دس ہزار آدمی باقی ہیں کیا یہ مؤمن نہیں ہیں کیا یہ اللہ کو اور عہود و راقی  
کو یاد نہیں کرتے بہت تین دن تک نخیلہ میں ٹھہرے رہے تو جو لوگ ان میں

سے پیچھے رہ گئے تھے ان کی طرف قاصد بھیجتے رہے تو تقریباً ہزار آدمی مزید ان کی طرف نکلے۔

توسیب بن نجیحہ کھڑے ہوئے اور کہا خدا آپ پر رحم کرے جسے مجبور کر کے ساتھ لے جایا جائے وہ آپ کو فائدہ نہیں پہنچائے گا آپ کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کرے گا مگر وہ کہ جسے تمہیت و قصد و ارادہ لیکر آئے ہیں کسی کا انتظار نہ کیجئے اور اپنے کام میں جدوجہد سے کوشش کیجئے تو سلیمان نے کہا آپ کو رائے اچھی اور درست ہے پھر سلیمان اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو جو خارج ہوا ہے اور اس کا ارادہ اس خزع اللہ کی ذات اس کی رضا اور آخرت ہے تو وہ ہم میں سے اور ہم اس سے ہیں پس اس زندگی اور موت میں اللہ کی رحمت ہے اور جو صرف دینا چاہتا ہے تو خدا کی قسم نہ کوئی مال فیما آئے گا کہ جسے ہم میں گے اور نہ ہی کوئی مال تقسیم کرے ہم تقسیم کریں سوائے اللہ کی رضا کے اور ہمارے ساتھ نہ سونا ہے نہ چاندی اور نہ کوئی مال و متاع ہے ہمارے پاس ہماری تلواروں کے علاوہ کتہیں ہم نے اپنے کندھوں پر رکھا ہوا ہے اور اتنے نہ اور راہ کے جو بقدر ضرورت ہے اور کچھ نہیں لہذا جس کا مقصد یہ ہو وہ ہمارے ساتھ نہ آئے تو ان کے ساتھیوں نے ہر طرف سے پکار کر کہا ہم دینا طلب نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے لیے ہم نکلے ہیں ہم تو توبہ کرنے اور رسول اللہ ہماری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسے کے خون مطالبہ کرنے کے لیے نکلے ہیں۔

جب سلیمان نے چلنے کا ارادہ کیا تو عبد اللہ بن سعد بن نضیل نے کہا میری ایک رائے ہے اگر درست ہوئی تو اللہ توفیق دینے والا ہے اور اگر درست

نہیں تو میری طرف سے ہے ہم نیچے ہیں خون حسین علیہ السلام کا مطالبہ کرنے کی جیہ  
 کہ آپ کے مارے قاتل کو قہ میں ہیں کہ جن میں سے عرسعد اور مختلف گھرانوں اور  
 خاندانوں کے سردار ہیں تو یہاں سے ہم کہاں جا رہے ہیں اور جن سے انتقام و  
 بدلہ لینا ہیں انہیں چھوڑ رہے ہیں تو اس کے سب ساقیوں نے کہا رائے یہی ہے  
 تو سلیمان نے کہا لیکن میری یہ رائے نہیں ہے کیونکہ جس نے آپ کو شہید کیا اور آپ  
 کے لیے لشکر مرتب کر کے بھیجے اور کہا کہ آپ کے لیے کوئی امان نہیں جیت تک کہ ہر  
 تسلیم تم نہ کریں اور ان میں میرا حکم جاری ہو تو وہ فاسق بن فاسق علیہ اللہ بن  
 زیاد ہے لہذا اس کی طرف چلو اللہ کی برکت سے اگر تو خدا نے تمہیں اس پر  
 غلبہ دیا تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اس کے بعد کا معاملہ ہم پر اس سے آسان ہو گا  
 اور ہم امید رکھتے ہیں کہ تمہارے شہر والے بھی عافیت کے ساتھ تمہاری اطاعت  
 و پردی کریں گے پس وہ دیکھیں گے کہ ہر وہ شخص جو خون حسین میں شریک ہوا ہے  
 اسے قتل کریں گے اور اس پر پردہ نہیں ڈالیں گے اور اگر تم شہید ہو گئے تو تم نے  
 ان سے جنگ کی کہ جو سزا کے مستحق تھے اور جن سے جنگ کرنا حلال تھا اور جو کچھ  
 اللہ کے پاس ہے وہ ابرار اور نیک لوگوں کے لیے بہتر ہو میں اس کو پسند نہیں  
 کرتا کہ تمہاری جد و جہد سزا کے مستحق اور وہ لوگ جن سے جنگ حلال ہے کہ علاوہ  
 کے لیے ہو اور اگر تم نے اپنے شہر والوں سے جنگ کی تو کوئی شخص نہیں ہو گا مگر دیکھ  
 گا کہ کسی نے اس کے بھائی یا باپ یا دوست کو قتل کیا ہے یا ایسا شخص ہے کہ جو  
 اسے قتل کرنا چاہتا ہے لہذا اللہ سے دعا ہے کہ تم فیر کرتے ہوئے چل پڑو۔

اور عبد اللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو ابن مرد کے خرد و ج کی خبر  
 ملی تو وہ سلیمان کے پاس اشرف کو قہ کی ایک جماعت میں آئے لیکن جو لوگ حسینؑ

کھون میں ترکیب تھے وہ سلیمان کے ڈر سے ان کے ساتھ تہ آئے اور عمر سعدان  
 دنوں قصر الامارہ میں ان کے خوف سے رات گزارتا تھا جب وہ دونوں سلیمان کے  
 پاس آئے تو عبد اللہ نے کہا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس سے نیات کرتا ہے  
 اور نہ اسے دھوکہ دیتا ہے اور تم ہمارے بھائی ہمارے شہر کے رہنے والے  
 اور جنہیں خدا نے خلق کیا ہے اس شہر میں تم سب سے زیادہ ہمیں محبوب ہو ملنا  
 اپنے نفسوں کے ذریعہ ہمیں درد و تکلیف نہ پہنچاؤ اور ہماری جماعت سے نکل  
 کر ہماری تعداد میں کمی نہ کرو ہمارے ساتھ قیام کرو یہاں تک کہ ہم تبدیلی کر لیں  
 جب ہمارا دشمن ہماری طرف چلا تو ہم سب کے سب بلکہ اس کی طرف نکل کر  
 اس سے جنگ کریں گے، اور سلیمان اور ان کے ساتھیوں کے لئے فرات کے کنارے  
 کا خزانہ وصول قرار دیا اگر وہ قیام کریں اور ابراہیم بن محمد نے بھی اسی  
 قسم کی گفتگو کی۔

تو سلیمان نے ان دونوں سے کہا کہ آپ دونوں حضرات نے خالص نصیحت کی ہے  
 اور مشورہ دینے میں پوری کوشش صرف کی ہے پس ہم اللہ کے ساتھ اور اسی  
 کے لیے ہیں اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں رشد و ہدایت کے قصد کرنے کا اور  
 ہماری رائے یہاں یہ ہے کہ ہم جاؤ گے تو عبد اللہ نے کہا کہ تم ٹھہر جاؤ یہاں تک  
 کہ ہم آمادہ اور تیار نہ کریں تمہارے ساتھ ایک بہت بھاری لشکر تاکہ تم دشمن  
 کا سامنا بہت بڑی جماعت کے ساتھ کر سکو اور انہیں خبر پہنچ چکی تھی عبد اللہ  
 بن زیاد کے شام سے بہت سے لشکروں کے ساتھ آگے بڑھنے کی نیکین سلیمان  
 نہر کے اور جھک کی شام جب کہ ربیع الثانی کی پانچ راتیں باقی تھیں اور نیسٹہ  
 ہجری تھی پس دارالہوازیں میں جا پہنچے تو بہت سے لوگ ان سے پیچھے رہ گئے

توسلمان نے کہا کہ کتنا میرے لیے پسندیدہ بات ہے کہ وہ خود پیچھے رہ گئے اور اگر وہ تم میں سکتے تو وہ تباہی اور فساد کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہ کرتے خدا نے ان کے آنے کو ناپسند کیا ہے لہذا انہیں روک دیا ہے اور اس فضیلت کے ساتھ تمہیں مخصوص کیا ہے پھر وہ چل پڑے اور قبر حسین علیہ السلام پر آئے پیچھے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے ایک ہی چیخ ماری پس اس دن سے زیادہ رونے والا کبھی نہ دیکھا گیا پس انہوں نے آپ پر ترجم اور رحمت کی دعا کی اور آپ کے پاس ایک دن اور ایک رات روتے رہے اور قزع و زاری کرتے رہے اور آپ کے لیے اور آپ کے اصحاب کے لیے نزول رحمت کی دعا کرتے رہے۔

اور آپ کی صریح کے پاس ان کا قول یہ تھا۔ اللہم ارحم حینا الشہید بن الشہید المہدی بن المہدی للصدیق اللہم انا نشہد انا علی دینہم و سبیلہم اعداء قاتلہم و اولیاء محبیہم اللہم اناخذ لنا ابن بنت نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ فاغفر لنا ما مضی منا و توب علینا فارحم حینا و اصحابہ الشہداء الصدیقین و انا نشہد لک انا علی دینہم و علی ما قتلوا علیہ و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکون من الناسرین۔ خدا یا حسین شہید بن شہید مہدی بن مہدی (علیہ السلام) یا صدیق بن صدیق (سب سے زیادہ تصدیق کرنے والا) پر رحمت نازل فرما خدا یا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم انہیں کے دین اور انہیں کے راستے پر ہیں اور ان کے قاتلوں کے دشمن اور ان کے محبوں کے دوست ہیں خدا یا ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسہ کی مدد نہیں کی اور ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا جو گناہ ہم سے ہو گیا ہے اسے بخش دے اور ہماری توبہ قبول کر پس حسین اور آپ کے اصحاب جو کہ شہداء و صدیقین ہیں پھر وہ فرما اور ہم بگے



گواہ بناتے ہیں کہ ہم انہیں کے دین پر اور اس نظریہ پر کہ جس پر وہ مارے گئے ہیں اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارے میں ہیں، اور آپ کی قبر مبارک کی طرف دیکھنے سے ان کے غیظ و غضب میں اضافہ و زیادتی ہوتی تھی۔

پھر وہ چلے بعد اس کے کہ شخص ٹوٹتا تھا ان کی ضرب کی طرف و دایع کرتے والے کی طرح پس آپ کی ضرب پر بھر اسود کے بوسہ لینے کے اردحام سے بھی زیادہ، بھوم ہو گیا پھر وہ شہر اتیارمین کی طرف چلے گئے ان کی طرف عبد اللہ بن یزید نے اپنی طرف سے ایک خط لکھا اے ہمارے قوم اپنے دشمن کی اٹت نہ کرنا تم اپنے اہل شہر میں سب کے سب خیار اور عمدہ لوگ ہو جب دشمن نے تمہیں مصیبت میں ڈالا اور شہید کر لیا تو مجھے لگا کہ تم اپنے شہر کے اعلام اور بزرگ ہو تو یہ چیز اسے تمہارے پیچھے رہنے والوں کے بارے میں طمع میں ڈالے گی اے ہمارے قوم اگر وہ تم پر غالب آگئے تو وہ تمہیں پتھروں سے سنگسار کریں گے یا تمہیں اپنے دین کی طرف پٹانے کی کوشش کریں گے (اگر تم پٹ گئے، تو کبھی بھی فلاح و کامیابی حاصل نہیں کر دو گے، اے قوم تمہارے اور ہمارے ہاتھ ایک ہیں تمہارا اور ہمارا دشمن ایک ہے جب ہمارا کلمہ اور بات دشمن کے خلاف ایک ہو تو ہم اس پر غالب آئیں گے اور جب ہم میں اختلاف ہو تو مخالف کے مقابلہ میں ہماری شوکت و طاقت کمزور ہو جائے گی اے ہمارے قوم میری نصیحت کو دھوکہ نہ دے فریب نہ سمجھنا اور میرے حکم کی مخالفت نہ کرنا اور واپس آجاؤ جس وقت میرا خط تمہارے سامنے پڑھا جائے والسلام پس سلیمان اور ان کے ساتھیوں نے کہا یہ ہمارے پاس آیا تھا جبکہ

ہم اپنے ہی شہر میں تھے پس جب ہم نے اپنے نفوس کو بہاد کے لیے تیار کر لیا ہے اور ہم دشمن کی زمین کے قریب گئے تو اب یہ رائے درست نہیں ہے پس سلیمان نے اسے خط لکھا جس میں اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی تعریف کی اور کہا کہ قوم اپنے نفس اپنے پروردگار کے ہاں بیچ کر خوش ہیں اور انہوں نے بہت بڑے گناہ سے توبہ کر لی ہے اور وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور اسی پر توکل کر لیا ہے اور اللہ نے جو کچھ ان کے بارے میں فیصلہ کیا ہے اس پر راضی ہو گئے ہیں جب عبد اللہ کے پاس خط آیا تو اس نے کہا اس قوم سے مرنے کا پختہ ادارہ کر لیا ہے پہلی خبر جو تمہارے پاس آئے گی ان کے بارے میں وہ ان کے قتل ہونے کی ہوگی خدا کی قسم یہ محترم و مکرم مسلمان و مرسلیم ختم کرتے ہوئے شہید ہو رہے ہیں۔

پھر وہ چل کر قریظیا تک پہنچ اپنے آپ کو مرتب کیے ہوئے اور وہاں زفر بن حارث کلان سے قلعہ بند ہو کر بیٹھا تھا اور وہ ان کی طرف تین نکلا پس مسیب بن نجیہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے مطالبہ کیا کہ اس کی طرف بازار لگانے والے نکلیں، پس مسیب قریظیا کے دروازے تک آیا اور ان سے اپنا تعارف کرایا اور زفر سے ملنے کے لیے اذن چاہا پس بذیل بن زمز اپنے باپ کے پاس آیا اور اس سے کہا ایک اچھی ہئیت کا شخص ہے جس کا نام مسیب بن نجیہ ہے وہ آپ کے پاس آنے کا اذن طلب کرتا ہے تو اس سے اس کے باپ نے کہا کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ کون ہے سارے قبیلہ مضر حراء کا شاہواری ہے اگر اس کے دس اشراف اور بزرگوں کو شمار کیا جائے تو ان میں سے ایک یہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ عابد و زاہد اور

پر ہنگامہ شخص ہے وہ دین و مذہب کا پیرو ہے پس اسے اذن دے دو یہ مسیب  
اس کے پاس گیا تو زفر نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس سے سوال کیا تو مسیب  
نے اسے اپنے حالات بتائے اور جوان کا عزم و ارادہ تھا اس کی خبر دی ہم  
نے شہر کے دروازے بند نہیں کیے مگر اس لیے کہ ہمیں معلوم ہو کہ تم ہمارا ارادہ  
رکھتے ہو یا ہمارے غیر کا اور ہم لوگوں سے عاجز و ناتواں تو نہیں ہیں لیکن ہم  
آپ لوگوں سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتے اور تمہارے متعلق صلاح و نیکی اور  
اجہی سیرت کی اطلاع ملی ہے۔

پھر اپنے بیٹے کو حکم دیا تو اس نے ان کے لیے بازار نکال کر گلوایا اور مسیب  
کے لیے ہزار درہم اور ایک گھوڑا دینے کا حکم دیا مال تو اس نے واپس کر دیا البتہ  
گھوڑا لے لیا اور کہا شاید مجھے اس کی ضرورت ہو اگر میرا گھوڑا گنگڑا ہو گیا  
اور زمر نے ان کے لیے بہت سا کھانا کھاس پس اور آٹا وغیرہ بھیجا یہاں تک  
کہ لوگ بازار سے بے پرواہ ہو گئے مگر یہ کہ کوئی شخص چابک یا کوئی کپڑا خریدتا۔  
پھر دوسری صبح انہوں نے وہاں سے کوچ کیا تو زمر بھی ان کی مشابعت  
کرتے نکلا اور سلیمان سے کہا رتر سے پانچ امرا لشکر چلے ہیں جو کہ حصین بن  
غیر، شرجیل بن ذی الکلاع، ادلم بن محرز اور جلیلہ بن عبید اللہ غسقمی اور  
عبید اللہ بن زیاد ہیں بہت سی فوج کے ساتھ جو کانتوں اور درختوں کی  
مانند ہیں اگر تم چاہو تو ہمارے شہر میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے ہاتھ و طاقت  
ایک ہوگی جب یہ دشمن آیا تو ہم سب مل کر اس سے جنگ کریں گے، تو سلیمان  
نے کہا ہمارے شہر والوں نے مجھ ہی سے یہی مطالبہ کیا تھا لیکن ہم نے انکار کر دیا  
تو زمر نے کہا پھر عین اللہ کی طرف ان سے سبقت کر جاؤ اور دو چشمہ کا سر

پس شہر کو اپنی پشت پر قرار دو پس وہاں پانی اور گزرنے والے تھکے ہاتھ  
میں ہوں گے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پس اس سے تم امن میں رہو گے۔  
پس منزوں کو لپیٹ لو اور جلدی طے کرو خدا کی قسم میں نے کبھی بھی کوئی جماعت  
تم سے زیادہ مکرم و محترم نہیں دیکھی میں امید رکھتا ہوں کہ تم ان سے پہلے پہنچ جاؤ  
گے اور اگر ان سے جنگ ہو تو کھلے میدان میں ان سے جنگ نہ کرنا کہ تم ایک دوسرے  
کو تیر و نیزے مارو کیونکہ وہ تعداد میں تم سے بہت زیادہ ہیں اور میں اس سے  
باموں نہیں ہوں کہ وہ تمہیں اپنے گیرے میں لے لیں پس تم ٹھہر نہیں سکو گے اور وہ تمہیں  
پھنسا دیں گے اور ان کے سامنے صف بندی نہ کرنا کیونکہ میں تمہارے ساتھ  
پیدل فوج نہیں دیکھ رہا جب کہ ان کے ساتھ پیدل اور گھڑ سوار فوج ہے کہ جن  
میں سے بعض دوسروں کی حمایت و مدد کرتے ہیں لیکن ان کا سامنا بیاہ اور  
سواروں کے دستوں دستوں سے کرنا پھر ان دستوں کو ان کے پیچھے اور منسلک پر  
چھیلا دینا اور ایک دستہ کے ساتھ ایک دوسرا دستہ قرار دینا جب ایک دستہ پر  
حملہ ہو تو دوسرا اٹھ کھڑا ہو اور دشمن کو اس سے دور کرے اور جب ایک  
دستہ چاہے اوپر چلا جائے اور جب چاہے نیچے آجائے اور اگر تم ایک ہی صف  
ہوئے پس پیدل فوج نے تم پر حملہ کر کے تمہیں صف سے پیچھے ہٹا دیا تو تمہاری  
صف ٹوٹ جائے گی اور شکست ہو جائے گی پھر ان سے وداع کیا اور ان کے  
لیے دعائے خیر کی اور انہوں نے اس کے لیے دعا تیر کی اور اس کی تعریف کی۔  
پھر وہ تیزی کے ساتھ جد و جہد کرتے ہوئے عین اور وہ تک پہنچ گئے اور  
اس کے مغربی حصہ میں جا اترے اور وہاں پانچ دن قیام کیا پس خود بھی آرام کیا  
اور اپنے ساتھیوں اور سواروں کو بھی آرام و سکون دیا اور دوسرے اہل شام

اپنے لشکروں کے ساتھ آگے بڑھے اور جیب سین اور دم سے ایک دن اور ایک رات کی راہ پر پہنچے تو سیلمان اپنے ساتھیوں میں کھڑے ہوئے اور انہیں آخرت باود لائی اور اس کی طرف ترقیب دی اور پھر ان سے کہا ابا بعد تحقیق تمہارا وہ دشمن جس تک پہنچنے کے لیے آپ نے اپنے آپ کو رات دن چلنے میں تھکایا ہے آگاہ ہے جب تمہارا ان سے آنا سامنا ہو تو سچ غ کی جنگ ان سے جنگ کرو اور صبر و تحمل سے کام لو کیونکہ خدا صابروں کے ساتھ ہے اور تم میں سے کوئی شخص ہشت پھیرنے والے کو قتل نہ کرو ورنہ غی کا کام تمام نہ کرو اور کسی مسلمان قیدی کو قتل نہ کرو وگرنہ یہ کہ قید ہونے کے بعد تم سے جنگ کرے کیونکہ مسلمانوں کے ساتھ حضرت علی کی سیرت اسی طرح تھی۔

اس کے بعد کہا اگر میں شہید ہو جاؤں تو امیر الناس مسیب بن نجیم ہے اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو پھر امیر عبد اللہ بن سعد بن نفیل ہے اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو امیر عبد اللہ بن دال اگر وہ شہید ہو جائے تو امیر رقاعہ بن شداد خدارم کرے اس شخص پر جو خدا نے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کر دکھائے۔

اس کے بعد مسیب کو چار سو سواروں میں بھیجا اور ان سے کہا جاؤ یہاں تک ان کے لشکروں کے پہلے حصہ کا سامنا کرو پس ان پر اچانک حملہ کرو اگر تمہیں پسند کے مطابق معاملہ نظر آئے تو ورتہ واپس آجانا اور اپنے اصحاب میں سے کوئی شخص وہاں نہ رہنے دینا یا دوسرے کو ان کے منہ میں دینا مگر یہ کہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو۔

پس وہ رات دن چلتے رہے پھر سحری کے وقت اترے جب صبح کی تو اپنے ساتھیوں کو مختلف جہات میں بھیجا تاکہ جو کوئی ملے اسے لے آئیں پس

مسیب کے پاس ایک اعرابی کو لے آئے تو اس سے سب سے زیادہ قریبی شکر کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا ان کے شکروں میں سے سب سے زیادہ قریب تمہارے شرجیل بن ذی کلار کا شکر ہے جو کہ آپ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور اس میں اور حصین بن نمیر ہیں اختلاف ہو گیا حصین کا دعویٰ ہے کہ پوری جماعت اس کی کمان میں ہے اور شرجیل اس کا انکار کرتا ہے اور وہ دو توان زیادہ کے حکم کے منتظر ہیں۔

پس مسیب اور جو ان کے ساتھ تھے تیزی سے چل پڑے پس ان پر جھونکے جب کہ وہ قحطت میں سوئے پڑے تھے پس انہوں نے ان کے شکر کی ایک سمت سے حملہ کیا اور شکر شکست کھا گیا اور مسیب نے ان میں سے کچھ آدمی مار ڈالے اور بہت سوکھ نہی کیا اور کافی گھوڑے پکڑ لیے اور شامی اپنی چھاؤنی چھوڑ کر بھاگے پس اسی میں سے مسیب کے ساتھیوں نے جتنا چاہا مال غنیمت اٹھایا جو وہ سلیمان و اقرام غنیمت لیکر لوٹ آئے یہ خبر ابن زیاد کو ملی تو اس نے تیزی کے ساتھ حصین کو بھیجا یہاں تک کہ اس نے بارہ ہزار کے شکر میں پڑاؤ ڈالا پس سلیمان کے ساتھی اس کی طرف جادوی الاولیٰ کے چار دن باقی تھے کہ کتبے جب کہ ان کے میمنہ پر عبداللہ بن سعد اور میسرہ پر مسیب بن نجہ تھے اور حلب شکر میں خود سلیمان تھے اور حصین نے اپنے میمنہ پر جملہ بن عبداللہ کو اور میسرہ پر ربیع بن عمارق غوی کو قرار دیا جب وہ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو اہل شام نے انہیں عبدالملک بن مروان پر مجتمع ہونے کی دعوت دی اور سلیمان کے ساتھیوں نے عبدالملک کی بیعت چھوڑنے اور عبید اللہ بن زیاد کو ان کے سپرد کرنے کی طرف بلایا اور یہ کہ وہ ابن زبیر کے جو عراق میں ساتھی ہیں انہیں کال

کہ امر خلافت کو اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف پٹا دیں گے پس دونوں طرف نے ایک دوسرے کی بات قبول کرتے سے انکار کیا پس سلیمان کے میمنہ نے حصین کے میسرہ پر حملہ کیا اور میسرہ نے بھی میمنہ پر اور سلیمان نے تلب میں سے ان کی جماعت پر پس اہل شام اپنی چھاؤنی کی طرف بھاگ گئے اور جیسٹہ کامیابی سلیمان کے ساتھیوں کے ساتھ رہی یہاں تک کہ ان کے درمیان رات مائع ہوئی۔

جب صبح ہوئی تو حصین کے پاس صبح سویرے ابن ذی الکلاع کے ساتھ آٹھ ہزار کا لشکر آیا کہ جسے عبید اللہ بن زیاد نے ان کی امداد کے لیے بھیجا اور سلیمان کے ساتھی بھگے اور انہوں نے ان سے ایسی جنگ کی کہ اس سے زیادہ سخت جنگ نہیں ہو سکتی سارا دن جنگ ہوتی رہی ان کے درمیان کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی مگر نماز جب شام ہوئی تو ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور قرنین میں بہت زیادہ زخم لگے تھے اور سلیمان کے ساتھیوں میں واقعات و قصص بیان کرنے والے پھرتے رہے جو انہیں برا بیکھتہ کرتے رہے۔

جب اہل شام نے صبح کی تو ان کے پاس ادھم بن محرز باہلی ابن زیاد کی طرف سے تقریباً دس ہزار کا لشکر لے کر آیا پس جمعہ کے چاشت کے وقت تک بڑی شدید جنگ ہوئی پھر اہل شام نے ان پر اثر و دام کیا اور ہر طرف سے ان پر دباؤ دھچکاؤ ڈالا اور سلیمان نے دیکھا جو کچھ مصیبت ان کے اصحاب پر نازل ہوئی تھی پس گھوڑے سے اترے اور پکار کر کہا اے اللہ کے بندوں جو صبح سویرے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری اور اپنے گناہ سے توبہ چاہتا ہے تو میری طرف آئے پھر انہوں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا اور ان کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیئے اور ان کے ساتھ چل دیئے پس دشمنوں

کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور اہل شام میں سے بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور بہت کوزخمی کیا جب حصین نے ان کا مصروتھل اور شجاعت و بہادری دیکھی تو پیدل فوج کو بھیجا کہ وہ ان پر تیربارانی کریں اور انہیں گروہ سواروں اور پیادوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا پس سلیمان رحمہ اللہ شہید ہو گئے انہیں یزید بن حصین نے تیر مارا تو وہ گر پڑے پھر ترطیب کراٹھے اور دوبارہ گر گئے جب سلیمان شہید ہو گئے تو علم مسیب بن نجہ نے اٹھایا اور سلیمان کے لیے ترحم کی دعا کی پھر آگے بڑھے اور کچھ دیر جنگ کر کے واپس آگئے پھر حملہ کیا کئی مرتبہ ایسا کیا اس کے بعد بہت سے مردان جنگ کو قتل کر کے شہید ہو گئے۔

جب وہ شہید ہو گئے تو علم عبد اللہ بن سعد بن ثقیل نے اٹھایا اور ان دونوں کے لیے دعائے رحمت کی اور پھر یہ آیت پڑھی (فمنہم من قضی عجبہ ومنہم من ینتظر دما بدلا وابتدیلہ) ان میں سے بعض اپنا مقصد پورا کر گئے اور بعض انتظار میں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی اور اس کو جو اس کے ساتھ از و قبیلہ کے تھے انہوں نے گھیر لیا۔

یہ لوگ جنگ کر رہے تھے کہ ان کے پاس تین شاہسوار سعد بن حذیفہ کی طرف سے آئے جو خبر دے رہے تھے کہ وہ اہل مدائن کے ایک سو تتر افراد کے ساتھ چلے آ رہے ہیں اور یہ بھی خبر دی کہ مثنیٰ بن حنظلہ عیدی کے ساتھ اہل بصرہ کے تین سو افراد آ رہے ہیں پس یہ لوگ خوش ہوئے اور عبد اللہ بن سعد نے کہا کاش وہ اس وقت آجاتے جب ہم زندہ ہوتے پس جب قاصدوں نے اپنے بھائیوں کی پچھڑی ہوئی لاشوں کو دیکھا تو یہ بات انہیں



برہی لگی اور ان کے یہ انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کی اور عبداللہ بن سعد بن نفیل شہید ہو گئے اور انہیں ربیعہ بن خارق کے ہیتجہ نے شہید کیا اور خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور تلوار کا اس پر وار کیا تو اس نے خالد کے گلے میں بائیں ڈال پس اس کے ساتھیوں نے خالد پر حملہ کر کے اسے چھڑو لیا اپنی کثرت کی بنا پر اور خالد کو انہوں نے شہید کر دیا اور علم یوں ہی پڑا رہا اور اس کے پاس کوئی نہیں تھا پس انہوں نے عبداللہ بن دال کو پکار کر کہ جو جنگ کی آگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گرم کئے ہوئے تھا پس رقامہ بن شداد نے حملہ کر کے اہل شام کو اس سے دور کر دیا تو وہ آیا اور اس نے اٹھایا تھوڑی دیر جنگ کی پھر اپنے ساتھیوں سے کہا وہ شخص وہ زندگی چاہتا ہے کہ جس کے بعد موت نہیں اور وہ راحت و آرام چاہتا ہے جس کے بعد کوئی دکھ تکلیف نہیں اور وہ سرد تر شیشی چاہتا ہے کہ جس کے بعد کوئی مزہ و ملاں نہیں تو وہ اللہ کا قرب حاصل کرے ان سے جنگ کر کے کہ جن لوگوں نے حرام کو حلال سمجھا جنت کی طرف چلو اور یہ عصر کے وقت کی بات ہے پس اس نے اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کیا اور بہت سے مردوں کو قتل کیا اور انہیں دور کر دیا، اس کے بعد اہل شام ہر طرف سے ان کی طرف بھجے یہاں تک کہ انہیں اس جگہ پہنچا دیا کہ جہاں یہ تھے اور ان کی جگہ ایسی تھی کہ جس کی طرف صرف ایک ہی سمت سے آیا جاسکتا تھا یہ شام ہوئی تو ان سے جنگ کرنے کی کمان ادم بن خرزہ باہلی کو دی گئی اور اس نے اپنے سواروں اور پیادوں سے ان پر حملہ کر دیا پس ابن خرزہ، ابن دال تک پہنچا اور وہ اس آیت کی تلافی کرتا رہا تھا۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ ”جو اللہ کی راہ میں مارے گئے

آپس مردہ نہ سمجھو، اس سے ادریم بن محرز آگ بگولہ ہو گیا اور عبداللہ بن وال پر حملہ  
 کیا ان کے ہاتھ پر قرب لگا کر ہاتھ کاٹ دیا پھر ان سے ایک طرف ہو گیا اور کہا کہ  
 میں تیرے بارے میں گمان رکھتا ہوں کہ تو اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ تو  
 اپنے گھروالوں کے پاس ہوتا ابن وال نے کہا کہ تو نے بہت برا گمان کیا ہے خدا  
 کی قسم میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تیرا ہاتھ میرے ہاتھ کی جگہ ہوتا مگر یہ کہ مجھے اتنا  
 اجر ملے کہ جتنا میرے ہاتھ کے کٹنے میں ہے تاکہ تیرا بوجھ اور گناہ زیادہ ہو  
 اور میرا اجر و ثواب عظیم ہو تو وہ اس بات سے بھی یسخر ہو گیا اور عبداللہ  
 پر حملہ کر دیا اور انہیں نیزہ مار کر شہید کر دیا اور وہ آگے ہی بڑھ رہے تھے  
 اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹتے تھے اور ابن وال فقہاء اور عباد میں سے تھے جب  
 وہ شہید ہو گئے تو رفاعہ بن شداد بجلی کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ علم اٹھائیں  
 تو اس نے کہا کہ ہمیں پلٹ جانا چاہیے شاید خدا ہمیں ان کے برے دن کے لیے  
 جمع کرے تو عبداللہ بن عوف احر نے اس سے کہا خدا کی قسم اگر ہم واپس ملے  
 تو ہلاک و تباہ ہو جائیں گے دشمن ہمارے کندھوں پر چڑھ آئیں گے اور ایک  
 فرسخ تک پہنچنے سے پہلے ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ہم میں سے کوئی بچ  
 بھی گیا تو عرب بدداسے پکڑ کر ان کا قرب حاصل کریں گے۔ پس وہ چاروں  
 طرف سے بند کر کے قتل کیا جائے گا یہ سوریہ غروب کے قریب پہنچ چکا ہے  
 پس ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ان سے جنگ کرتے ہیں جب رات تاریک ہو  
 گئی تو اول شب ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر صبح تک چلتے رہیں گے اور ہم  
 کافی آگے نکل جائیں گے اور ہر شخص اپنے ساتھ اور اپنے زخمی کو بھی اٹھالے  
 اور وہ جہت بھی ہم جان لیں کہ جس طرف ہم نے جانا ہے تو رفاعہ نے کہا آپ

کا رائے بہت اچھی ہے اور علم اٹھایا اور بڑی شدید جنگ کی اور اہل شام کا ارادہ تھا کہ رات سے پہلے پہلے انہیں ختم کر دیں لیکن ان کی شدید جنگ کی بناء پر وہ اس مقصد تک نہ پہنچ سکے اور عبداللہ بن عزیز کنانی آگے بڑھا اور اہل شام سے جنگ کی اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا فخر تھا جو چھڑا سا بچہ تھا تو اس نے اہل شام میں سے بنی کنانہ کو پرکار اور اپنا بچہ ان کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے کو فر پہنچا دیں انہوں نے اس کے سامنے امان کی پیشکش کی تو اس نے انکار کر دیا پھر ان سے جنگ کر کے شہید ہو گیا۔

اور کرب بن یزید عمیری شام کے وقت ایک سو افراد کے ساتھ آگے بڑھا اور گھسان کی لڑائی کی اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ابن ذی الکلاع عمیری نے امان پیش کی تو اس نے کہا کہ ہم دنیا میں تو امن و امان سے تھے ہم تو آخرت کی امان کی تلاش میں نکلتے ہیں پس انہوں نے اہل شام سے جنگ کی یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے اور صحر بن ہلال مزنی تیس مزنی قبیلہ کے افراد کے ساتھ آگے بڑھا اور یہ سہرات جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

جب شام ہوئی تو اہل شام کا لشکر اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹ آیا اور دفاع نے ہر اس شخص کو دیکھا کہ جس کا گھوڑا زخمی ہو گیا یا مر گیا تھا اور وہ زخمی تھا اس کو اس کی قوم کے افراد کے سپرد کیا پھر راتوں رات ان لوگوں کو بیکر چل پڑا اور حسین نے صبح کا تاکر ان کا سامنا کرے پس انہیں دیکھا تو ان کے بچے کبھی کسی کو نہیں بھیجا پس یہ لوگ چلتے چلتے قریبیا پہنچے تو درمزنے انہیں قیام کرنے کی دعوت دی پس تین دن وہاں رہے اس نے ان کی مہمانی کی پھر انہیں زاد و تو شہ دیبا اور وہ کو فر چلے گئے۔

پھر سعد بن حذیفہ بن یمان اہل مدائن کے ساتھ آیا اور مقام ہبیت میں پہنچا تو اسے اطلاع ملی تو واپس ہو گیا پس اس کی ملاقات منشی بن عمر بن عبدی سے جو اہل بصرہ کے ساتھ آ رہا تھا مقام حدود میں ہوئی تو یہ اسے خبر بتائی پس وہ ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رفاعہ بن کے پاس آیا تو انہوں نے اس کا استقبال کیا اور ایک دوسرے کو مل کر روئے اور ایک دن و رات وہاں قیام کیا پھر ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور ہر گروہ اپنے اپنے شہر کی طرف چلا گیا۔

جب رفاعہ کو قہ میں پہنچا تو مختار قید میں تھا پس مختار نے اسے پیغام بھیجا اما بعد پس مرحبا دو خوش آمدید اے وہ جاہلست کہ خدا نے جن کا اجر عظیم کیا ہے جب وہ پلٹ آئے ہیں اور ان کے فعل کو پسند کیا ہے جب انہوں نے جنگ کی ہے خیر دار بیت الحرام کے مالک کی قسم تم میں سے کسی نے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور نہ کسی ٹیلہ پر چڑھا مگر یہ کہ اس کا ثواب اس پوری دنیا سے زیادہ ہے جناب سلیمان نے وہ کچھ پورا کیا جو کام اس کے ذمہ تھا اور خدا نے اس کی روح قبض کی اور اس کی روح کو انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ قرار دیا لیکن وہ ہمارا وہ ساتھی نہیں تھا کہ میں کے ساتھ تمہاری مدد و نصرت کی جائے گی میں وہ امیر ہوں کہ جسے مامور کیا گیا اور وہ امین ہوں جسے مامون سمجھا گیا اور جباروں کا قاتل اور دشمنان دین سے انتقام لینے والا ہوں تو غواروں سے خون کا قصاص و بدلہ لینے والا ہوں پس خود تیار ہو اور دد ہروں کو تیار کرو اور اللہ کی کتاب اس کے نبی کی سنت اور اہل بیت کے خون کا مطالبہ اور کمزوروں سے دفاع اور ان کی حمایت اور حرام خدا کو حلال سمجھنے والے لوگوں سے جہاد کی تمہیں خوش خبری ہو۔

والسلام، جناب سلیمان اور ان کے ساتھیوں کی شہادت ماہ ربیع الثانی میں ہوئی۔

جب عبدالمک بن مروان نے سلیمان کے شہید ہونے اور ان کے ساتھیوں کے شکست کھا جانے کی خبر سنی تو میر پر گیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا اے یقیناً اللہ اہل عراق کے سردار میں سے فتنہ کے پیوند لگانے والوں اور ضلالت کے سردار سلیمان بن مروان کو قتل کر دیا ہے یاد رکھو کہ تواروں نے مسیب کے سر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اللہ نے ان میں سے دو عظیم رئیسوں کو جو فہال و مفضل تھے عبد اللہ بن معدان و ابی اور عبد اللہ بن دال بکری کو قتل کر دیا ہے اور اب ان کے بعد کوئی ایسا نہیں رہا کہ جو کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی کرے، لیکن اس میں نظر ہے کیونکہ اس کا باب زندہ تھا۔

## کوفہ میں مختار کا قیام

اس سال یعنی سن چھیا سٹھ ہجری چودہ ربیع الاول میں مختار کوفہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن زبیر کے عامل و گورنر عبد اللہ بن میطع کو وہاں سے باہر نکال دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ سلیمان بن مروان جب شہید ہو گئے تو ان کے باقی ماندہ ساتھی کوفہ میں آئے جب آئے تو مختار کو قید میں پایا کہ جنہیں عبد اللہ بن یزید سلمیٰ اور ابیہ ایم بن محمد بن طلحہ نے قید کر رکھا تھا اور اس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے پس مختار نے قید خانہ سے انہیں خط لکھا جس میں ان کی مدح و ثنا کی اور انہیں کامیابی کی امید دلائی اور انہیں بتایا کہ مختار ہی وہی شخص ہے کہ بے محمد بن علی نے جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں خون حسین کے

انتقام لینے پر مامور کیا ہے پس مختار کا خطر فاعل بن شدا اور مشتق بن حمزہ عبدی اور سعد بن جندبہ بن میان اور یزید بن انس اور احمد بن شعیبہ الحمیری اور عبد اللہ بن شدا و بکل اور عبد اللہ بن کامل تے پڑھا جب خط پڑھ چکے تو مختار کے پاس ابن کامل کو بھیجا اور مختار سے کہا کہ ہم اس حیثیت میں ہیں کہ جو آپ کے لیے باعث سرور و خوشی ہے۔

اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ کو قید سے نکالیں تو ہم ایسا کر سکتے ہیں پس ابن کامل مختار کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو مختار اس سے خوش ہوئے اور ان سے کہا کہ میں انہیں دنوں میں قید سے نکل آؤں گا۔

اور مختار سے ابن عمر کی طرف خط لکھا تھا اور اس میں اس سے کہا تھا کہ میں مظلوم قید کیا گیا ہوں اور اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ان کے بارے میں ان دنوں کو خط لکھا انہوں نے اس کی سفارش قبول کرتے ہوئے مختار کو قید سے نکالا اور مختار سے ضمانت لی اور انہیں قسم کھلائی کہ وہ انہیں دھوکہ نہیں دیگا اور جب تک ان کی حکومت یہ وہ قریب نہیں کرے گا اور اگر ایسا کیا تو اس پر ہزار اونٹ کی قربانی ہوگی جنہیں کچھ کے پاس نہ کرے گا اور اس کے تمام غلام مذکور مؤنت آزاد ہوں گے۔

جب قید سے نکلا مختار تو اپنے گھر میں آیا اور اس سے کہا کہ جس پر اسے وثوق و مروت تھا خدا انہیں قتل کرے کس قدر یہ احمق ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کر دوں گا رہا میرا اللہ کی قسم کھانا تو میں جب کسی چیز کی قسم کھاتا ہوں پھر میں اس سے بہتر چیز کو دیکھتا ہوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور میرا ان کے خلاف قروح کرنا ان سے رکھتے سے بہتر

ہے باقی رہا دو ٹوں کی قربانی اور غلاموں کا آزاد ہونا تو وہ ایک تھوک سے بھی میرے لیے زیادہ آسان ہے کیونکہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اگر میرا امر و مقصد پورا ہو جائے اور اس کے بعد ایک تک میں کسی غلام کا مالک نہ ہوں۔

پھر غمار کے پاس شیعہ آنے جلنے لگے اور اس کو پسند کرنے پر ان کا اتفاق ہو گیا اور اس کے ساتھی مسلسل ٹرہتے رہے اور اس کا امر حکومت قوت پکڑتا رہا یہاں تک کہ ابن زبیر نے عبداللہ بن یزید حطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معزول کر کے ان دونوں کے محل اور کام پر عبداللہ بن مطیع کو کوفہ پر عامل و گورنر مقرر کر دیا پس اس سے بحیر بن رستان جبریل نے ملاقات کی یہ کہ وہ کوفہ کی طرف جا رہا تھا اور اس سے کہا کہ آج رات نہ جاؤ کیونکہ قمر تا طلع ستاروں کی منزل میں ہے (تا طلع منازل قمر کے دو ستاروں کا نام ہے) لہذا تم نہ جاؤ تو اس نے کہا کہ کیا تم تکلیف سختی اور مصیبت کے علاوہ کچھ چاہتے ہیں پس وہ سختی میں پڑتا تھا جیسا چاہتا تھا بلاؤ و مصیبت اس کی گفتگو سے موکل تھی اور وہ بہادر و شجاع تھا اور ابراہیم مدینہ گیا اور خراج میں کم رو کمی آئی اور کما حقہ فساد کا زمانہ تھا تو ابن زبیر اس سے خاموش رہا۔

اور ابن مطیع کوفہ میں ماہ رمضان میں آیا تھا جب کہ اس کی پانچ راتیں باقی تھیں اور اس نے پوس پر اپاس بن ابومضارب ثعلبی کو افسر مقرر کیا اور اسے حسن سیرت اور مشکوک پر سختی کرنے کا حکم دیا جب کوفہ میں آیا تو منبر پر گیا اور انہیں خطبہ دیا اور کہا اما بعد مجھے امیر۔۔۔۔۔ نے بھیجا ہے تمہارے شہر اور تمہاری سرحدوں پر حاکم بنا کر اور مجھے تمہارے مال فیجی جمع کرنے پر اور یہ کہ تمہارے مال فیجی کو تم سے اٹھا کر تلے جاؤں مگر تمہاری رضامندی سے اور یہ کہ

میں عمر بن خطاب کی اس وصیت کی اس نے اپنی وفات کے وقت کی تھی۔ اور عثمان بن عفان کی سیرت کی پیروی کروں پس اللہ سے ڈرو اور سید سے چلو اور اختلاف نہ کرو اور اپنے بیوقوفوں کے ہاتھ پکڑو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر اپنے آپ کو ملامت کرنا پس خدا کی قسم میں سختی کروں گا یا زنا فرماں پر اور شک و شبہ میں ڈالنے والے کی چھوٹی سی کچی کو بھی سیدھا کروں گا۔

پس سائب بن مالک اشعری اٹھ کھڑا ہوا اور کہا رہا ہمارا مال فیٹی ہماری رضا و رغبت سے اٹھا کے لے جانا تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم راضی نہیں ہیں کہ ہمارے مال فیٹی کی بچت ہم سے اٹھا کر لے جائی جائے اور یہ کہ اسے تقسیم نہ کیا جائے مگر ہم ہی ہیں اور یہ کہ ہم میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی سیرت کے علاوہ کہ جس پر وہ ہمارے ان شہروں میں شہادت تک چلتے رہے ہیں کسی اور سیرت پر نہ چلا جائے ہمیں عثمان کی سیرت کی ضرورت نہیں نہ ہمارے فیٹی میں اور نہ ہی ہمارے نفوس ہیں اور نہ ہی ہم میں عمر بن خطاب کی سیرت کی ضرورت ہے اگرچہ وہ دونوں سیرتوں میں سے ہمارے لیے زیادہ آسان ہے اور وہ لوگوں سے کچھ اچھا سلوک بھی کر لیتے تھے۔

تو زید بن انس نے کہا سائب نے سچی بات کہی ہے تو ابن مطیع نے کہا ہم تم میں اسی سیرت پر چلیں گے کہ جسے تم پسند کرتے ہو پھر وہ میر سے اتر آیا۔ اور ایاس بن مضارب ابن مطیع کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ سائب بن مالک مختار کے ساتھیوں کے رؤساء اور سرداروں میں سے ہے پس مختار کے پاس کسی کو بھیجئے تاکہ وہ آپ کے پاس آئے جب وہ آئے تو اسے قید کر دو یہاں تک کہ لوگوں کا معاملہ سیدھا ہو جائے کیونکہ اس کا معاملہ اس کے لیے



مجمع ہو رہا ہے گویا کہ وہ شہر میں حکومت کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے والا ہے۔ پس ابن مطیع نے غمار کی طرف زائدہ بن قدامہ اور حسین بن عبد اللہ برسمی کو جو ہمدان قبیلہ سے تھا بھیجا اور ان دونوں سے جا کر کہا کہ امیر کے بلاوے کو قبول کرو پس اس نے جانے کا ارادہ کیا تو زائدہ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

واذیکربک الذین کفروا یشہتولک اذ یقتولک و یخرجولک۔ (الایہ)

اور جب تیرے بارے میں کافروں نے مکر و حیل کیا کہ وہ تجھے قید کر لیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے شہر سے نکال دیں پس غمار نے اپنے کپڑے پھینک دیئے اور کہا مجھ پر محاف دے دو کیونکہ مجھے بخار شروع ہو گیا ہے اور مجھے شدید سردی لگ رہی ہے پس امیر کے پاس آپ دونوں جائیں اور اسے میری حالت بتائیں پس وہ ابن مطیع کے پاس آئے اور اسے بتایا تو اس نے غمار کا بھیجا پھوڑ دیا۔

اور غمار نے اپنے ساتھیوں کی طرف کسی کو بھیجا اور انہیں اپنے گھر و گھر میں جمع کیا اور ارادہ کیا کہ ماہ حرم میں کوئٹہ کی حکومت پر قبضہ کر لے۔ پس اصحاب شہام میں سے ایک شخص آیا اور شہام قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے اور اشرف و بزرگوں میں سے تھا اس کا نام تھا عبد الرحمن بن شریح وہ سعید بن منذر بن مسعود بن ابوسعہ حنفی اور اسود بن جراح کندی اور قدامہ بن مالک حبشی سے ملا اور ان سے کہا کہ غمار چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ خروج کرے لیکن ہم نہیں جانتے کہ ابن خنیفہ نے اسے بھیجا ہے کہ نہیں پس ہمارے ساتھ اٹھ کر چلو ابن خنیفہ کی جانب تاکہ ہم انہیں خبر دیں اس چیز کی کہ مجھے غمار ہمارے پاس لے کر آیا ہے اگر انہیں نے ہمیں اس کی اتباع و پیروی

کی رخصت دی تو ہم اس کی پیروی کریں گے۔ اور اگر انہوں نے منع کیا تو پھر ہم اس سے اجتناب کریں گے خدا کی قسم کوئی چیز بھی دینا کی ہمارے ہاں ہمارے دین کی سلامتی سے زیادہ راجح اور بہتر نہیں ہونا چاہیئے تو ان لوگوں نے کہا کہ تو نے درست اور صحیح بات کی ہے۔

پس یہ لوگ ابن خنیفہ کی طرف گئے جب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے لوگوں کے حالات پوچھے تو انہوں نے ان کے حالات بتائے اور یہ کہ وہ کس حالت میں ہیں اور انہیں مختار کے حالات سے باخبر کیا اور جس چیز کی طرف مختار نے انہیں بلایا تھا اور انہوں نے ان سے اس کی پیروی کرنے کا ذن و اجازت چاہی جب وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابن خنیفہ نے ان سے کہا بعد اس کے کہ اللہ کی حمد و ثناء کی اور اہل بیت کی فضیلت اور حسین علیہ السلام کی شہادت سے جو مصیبت ان پر آئی ہے اس کا ذکر کیا پھر ان سے کہا باقی رہی وہ چیز کہ جس کو تم نے ذکر کیا ہے کہ تمہیں اس نے ہمارے خون کے مطالبہ کرنے کی طرف بلایا ہے تو خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا ہمارے دشمن سے ہماری نصرت و مدد کرے اپنی مخلوق میں سے جس سے چاہے، اور اگر وہ ناپسند کرتے تو کہتے کہ نہ کرو۔

پس یہ لوگ واپس آئے جب کہ شیعوں میں سے کچھ ان کی انتظار میں تھے ان میں سے کہ جنہیں انہوں نے ایسے حالات بتائے تھے اور یہ چیز مختار کے لیے اشیاء و دشواری تھی اور اسے خوف تھا کہ وہ کوئی ایسی بات کے ساتھ رہیں کہ یوشیعوں کو مختار سے چھڑا اور الگ کر دے جب وہ کو فرما آئے تو وہ مختار کے گھر گئے اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھروں میں جلتے تو مختار نے ان سے کہا

تمہارے پیچھے کیا ہے کیونکہ تم آزمائش اور شک میں پڑ گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ  
ہیں تمہاری نصرت و مدد کا حکم ملا ہے تو اس نے کہا اللہ اکبر تو شیعوں کو میرے  
پاس جمع کر دیں ان لوگوں کو جمع کیا گیا جو ان سے نزدیک تھے تو مختار نے ان  
سے کہا کہ چند ایک افراد نے پسند کیا کہ وہ جانیں اس چیز کا مصداق و سچائی کہ  
یسے میں میکر آیا تھا پس وہ امام مہدیؑ کی طرف گئے اور ان سے سوال کیا  
اس چیز کے بارے میں کہ جو میں تمہارے لایا تھا پس انہوں نے انہیں خبر دی  
کہ میں ان کا وزیرِ ظہیر اور پیغام بر ہوں اور تمہیں میری اتباع اور اطاعت  
کا حکم دیا ہے اس چیز میں کہ جس کی طرف میں تمہیں بلاتا ہوں محرمات کی تنہک  
محرمات کرنے والوں سے جنگ کرنے اور تمہاری نبی اکرمؐ کے معصطفیٰ اور چنے  
ہوئے اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے سلسلہ میں

پس عبدالرحمن بن شرحبہ کھڑا ہوا اور انہیں اپنی حالت اور اپنے جاتے  
کے بارے میں خبر دی اور یہ کہ ابنِ خنیفہ نے انہیں مختار کی مدد کرنے اور پشت  
پناہی کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ شاہد و مہجور و غائب تک یہ خبر  
پہنچا دے اور تیاری کرو اور آمادہ رہو اور اس کے ساتھیوں میں سے  
ایک گروہ نے بھی اٹھ کر اسی قسم کی گفتگو کی۔

پس شیعہ مختار کے ساتھ مجتمع ہو گئے کہ جن میں سے ایک شعبی اور اس کا باپ  
شرحیل بھی تھا پس جب مختار کا معاملہ خروج کے لیے آمادہ اور محضاب ہو گیا  
تو اس کے بعض ساتھیوں نے کہا اشراف کوفہ کا اتفاق ہے کہ تم ابنِ مطیع کے  
ساتھ جنگ کرو اگر ہمارے اس امیرِ ابراہیم بن اشتر لبیک کرے اور وہ  
اسے قبول کر لے تو پھر ہم دشمن کے خلاف قوت و طاقت حاصل کرنے کی امید

رکتے ہیں کیونکہ وہ ایک نوجوان رئیس ہے اور ایک بزرگ و شریف باپ کا بیٹا ہے اور اس کا عزت دار اور کافی تعداد رکھنے والا قبیلہ بھی ہے۔

تو فخار نے ان سے کہا تم اس سے ملاقات کرو اور اسے دعوت دو پس وہ لوگ ابراہیم کی طرف بکھے جب کے شعبی بھی ان کے ساتھ تھا پس انہوں نے ابراہیم کو اپنے حالات بتائے اور اس سے اس کام میں مساعدت کرنے کا سوال کیا اور اس کے سامنے ذکر کیا اس چیز کو جس پر اس کا باپ تھا حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت کی ولاء و محبت میں سے تو ابراہیم نے کہا کہ میں حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کے خون کے مطالبہ کی تمہاری دعوت کو قبول کرتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے اس امر کا دلی و نگرانی بناؤ تو انہوں نے کہا کہ تم یقیناً اس کے اہل ہو مگر اس وقت اس کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ یہ فخار ہمارے پاس "جہدی" کی طرف سے آیا ہے اور وہ جنگ کرنے پر مامور ہے اور ہمیں اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس ابراہیم خاموش ہو گیا اور انہیں کوئی جواب نہ دیا پس وہ ابراہیم کے ہاں سے واپس آ گئے اور فخار کو بتایا پس فخار تین دن تک رکا رہا اور پھر اپنے دس سے زیادہ ساتھیوں کے ساتھ کہ جن میں شعبی اور اس کا باپ بھی تھا ابراہیم کی طرف گیا پس ابراہیم کے گھر میں گئے تو ان کے لیے تکیہ بچھائے گئے اور وہ ان پر بیٹھے اور فخار ابراہیم کے ساتھ اس کے فرش پر بیٹھا پس فخار نے اس سے کہا یہ خط ہے تہدی محمد بن علی امیر المؤمنین کا اور وہ اس وقت اہل زمین میں سے اچھا انسان ہے اور اس کا بیٹا ہے کہ جو آج سے پہلے کے اہل زمین انبیائے خدا اور اس کے رسولوں سے بہتر تھا اور وہ تجھ سے خواہش کر رہے ہیں کہ تم ہماری مدد کرو اور ہمارا ساتھ دو۔

شعبی کتاب ہے اور خط میرے پاس تھا جب مختار نے اپنی گفتگو پوری کی تو مجھ سے کہا کہ خط ابراہیم کو دیدو میں شعبی نے وہ خط اسے دیدیا کہ جسے ابراہیم نے پڑھا تو اس میں لکھا تھا محمد مہدی کی طرف ابراہیم بن مالک اشتر کی جانب سلام علیک میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد و تعریف کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اما بعد تحقیق میں تمہاری طرف اپنا وزیر اور اپنا امین کہ جسے میں نے اپنے لیے پسند کیا ہے بھیج رہا ہوں اور اس کو میں نے حکم دیا ہے میرے دشمن سے جنگ کرنے اور میرے اہل بیت کے خون کا مطالبہ کرنے کا پس ان کے ساتھ خود اور اپنے قبیلہ کے ساتھ اور جو تیری اطاعت کریں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو کیونکہ اگر تو نے میری مدد کی اور میری دعوت پر لبیک کہا تو تمہارے لیے میرے ہاں فضیلت ہوگی اور گورڈوں کی باگیں اور سارا غازی لشکر اور ہر شہر و منبر اور سرحد کہ جن پر تجھے غلبہ ہو کو فہ سے لیکر آخری شام کے شہروں تک تیرا ہے۔

جب ابراہیم خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو کہا کہ آج سے پہلے ابن خنیفہ نے مجھے خط لکھا ہے اور میں نے بھی انہیں خط لکھا ہے پس میری طرف نہیں لکھا مگر اپنا نام اور والد گرامی کا نام مختار نے کہا وہ بھی ایک زمانہ تھا اور یہ بھی ایک زمانہ ہے ابراہیم نے کہا کہ کون جانتا ہے کہ یہ ابن خنیفہ کا خط ہے تو ایک جماعت نے جو مختار کے ساتھ تھی کہ جن میں زید بن انس، احمد بن شعیبہ عبد اللہ بن کامل اور ان کی جماعت تھی سوائے شعبی کے سب نے گواہی دی جب انہوں نے گواہی دی تو ابراہیم صدر مجلس سے ہٹ گیا اور مختار کو وہاں بٹھایا اور اس کی بیعت کی پھر وہ لوگ ابراہیم کے ہاں سے باہر آ گئے۔

اور ابراہیم نے شبی سے کہا میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تو نے اور تیرے باپ نے قوم کے ساتھ گواہی نہیں دی کیا تیری رائے ہے کہ ان سب نے حق کے بغیر گواہی دی ہے تو شبی نے اسی سے کہا یہ قاریوں کے سردار اور شہر کے بزرگ اور عربوں کے شاہسوار ہیں اور ان ایسا شخص حق کے علاوہ بات نہیں کر سکتا پس ان کے نام لکھ لیے اور انہیں اپنے پاس رکھ دیا اور ابراہیم نے اپنے قلیلہ اور انہیں جو اس کی اطاعت کرتے تھے دعوت دی اور فتنار کے ہاں آتے جلنے لگا ہر رات شام کے وقت اپنے معاملات و امور کے متعلق سوچ و بچا اور ان کی تدبیر کر سگے اور ان کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ وہ جموعات کی رات چودہ ربیع الاول ۶۰۰ھ چھپا سٹھ ہجری

جب وہ رات آئی تو مغرب کی نماز ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑھی پھر فتنار کو ملنے کے ارادہ سے نکلا جب کہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے پاس ہتھیار تھے اور ایسا بن مضارب محمد اللہ بن مطیع کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فتنار ان دو راتوں میں سے کای رات تیرے خلاف خروج کرنے والا ہے اور میں نے اپنے بیٹے کو کناسہ کی طرف بھیجا ہے اگر کوئی ہرٹے میدان کی طرف اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو آپ اہل اطاعت کا ایک جات کے ساتھ بھیجیں۔

تو فتنار اور اس کے ساتھی آپ کے خلاف خروج کرنے سے خوف و ہدیت محسوس کریں گے تو ابن مطیع نے عبدالرحمن بن سعید بن قیس ہمدانی کو جہانہ بیع کی بھیجا اور کہا کہ اپنی قوم کی کفایت کرو لیکن وہاں کوئی حادثہ ایجاد نہ کرنا اور کعب بن ابوکعب خشعی کو جہانہ بشر کی طرف بھیجا اور زحر بن قیس جعفی

کو جبانہ کندہ کی طرف بھیجا اور عبدالرحمن بن عقیق کو جبانہ حائیمین کی طرف اور  
ثمر بن ذی الجوشن کو جبانہ سالم کی طرف اور یزید بن روم کو جبانہ مردکی  
طرف بھیجا اور ہر ایک کو نصیحت و وصیت کی کہ اس کی طرف سے کوئی اقدام  
نہ ہو اور شبث بن ربعی کو بسوز (نمکین) اور دلدل والی زمین کی طرف بھیجا  
اور اس سے کہا کہ جب تم ان لوگوں کی آواز سنو تو ان کی طرف جاؤ۔

اور ان لوگوں کا جانوں (بے درخت بلند و موارزین) کی طرف نکلنا  
پر کے دن ہوا اور ابراہیم بن اشتر منگل کی رات مختار کی طرف جانے کے لیے  
نکلا اور اسے یہ خبر مل چکی تھی کہ جبانے مردوں سے پر کر دیئے گئے ہیں اور  
ایاس بن مضارب پولیس میں ہے کہ جس نے بازار اور قصر الامارہ کو گھریے  
میں لیا ہوا ہے تو ابراہیم نے تقریباً ایک سو اپنے ساتھی زندہ پوش ساتھ لے  
کہ جنہوں نے اوپر قبائش پہنی ہوئی تھیں اس کے ساتھیوں نے ابراہیم سے کہا  
کہ شارع عام سے ہٹ کے چلیں تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں تو بازار کے وسط  
سے گزر دوں گا قصر الامارہ کے پہلو سے اور میں دشمن پر عرب ڈالوں گا اور اسے  
دکاؤں گا کہ وہ ہمارے نزدیک کمزور و ذلیل ہیں پس باب النعین پر گیا اور پھر  
عمرو بن حریش کے گھر پر پس ایاس بن مضارب کا پولیس میں جو ظاہر بظاہر  
ہتھیار لگائے ہوئے تھے سامنا ہوا تو اس نے پوچھا تم لوگ کون ہو ابراہیم  
نے کہا میں ابراہیم بن اشتر ہوں تو ایاس نے کہا یہ جماعت کون ہے کہ تو تمہارے  
ساتھ ہے اور تم کیا چاہتے ہو اور میں تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک تمہیں امیر  
کے پاس نہ لے جاؤں تو ابراہیم نے کہا راستہ چھوڑ دو اس نے کہا میں ایسا نہیں  
کروں گا اور ایاس بن مضارب کے ساتھ قبیلہ ہمدانی کا ایک مرد تھا جس کو بطن

کہتے تھے اور ابراہیم اس کا احترام کرتا تھا اور وہ ابن اشتر کا دوست تھا تو ابن اشتر نے اس سے کہا کہ مجھ سے قریب ہو اے ابو قطن پس وہ قریب ہوا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ ابراہیم اس سے خواہش کریگا کہ ایسا کہے ہاں اس کی خواہش کو تو ابراہیم نے اس کے ساتھ جو نیزہ تھا وہ پکڑ لیا اور ایسا کہہ کر گودن کی گودی (رہنسی کی ٹہریوں کے درمیان والا گڑھا) میں مار کر اس کو گرا دیا۔ اور اپنی قوم کے ایک شخص کو دیا جس نے اس کا سر جدا کر لیا اور ایسا کہے ساتھی تتر بنتر ہو گئے اور وہ ابن مطیع کے ہاں پلٹ گئے۔

تو اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے رشید بن ایسا کو پولیس افسر بنا بھیجا اور کسانہ میں اس کی جگہ سوید بن عبد الرحمن منقری ابو القعقاع بن سوید کو بھیجا اور ابراہیم بن اشتر فخر کے پاس آیا اور کہا ہم تے خروج کا وعدہ تو آنے والی رات کیا تھا لیکن ایک ایسا امر پیش آ گیا ہے کہ آج رات خروج کرنے سے چارہ نہیں اور اسے وہ ساری خبر بتائی تو فخر ایسا کے قتل سے بڑا خوش ہوا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پہلی فتح و کامیابی ہے پھر سعید بن منقر سے کہا اٹھو اور نرم و ہموار زمین اور سر کندھوں میں آگ لگا کر انہیں اٹھا لو اور تم یا عبد اللہ بن شداد جا کر فنادی کرو دیا اشارات الحین» لے حسین کے لیے جوش میں آنے والو» اس کے بعد اپنا ہتھیار لگایا، ابراہیم نے فخر سے کہا کہ یہ لوگ جو چانوں میں ہیں یہ ہمارے ساتھیوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں اگر میں اپنی قوم کی طرف جاؤں ان افراد کے ساتھ جو میری معیت میں ہیں اور انہیں دعوت دوں جو میری دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور انہیں اطراف کو فہ کی طرف جاؤں اور انہیں اپنے شعار و نعرے



کے ساتھ پکاروں تو جو خروج کرنا چاہتا ہے وہ ہماری طرف نکل آئے گا اور جو آپ کے پاس آئے اس کو آپ اپنے پاس روک لیں ان افراد کے ساتھ ملا کر جو پہلے آپ کے پاس ہیں پس اگر آپ پر جلدی ہو تو آپ کے پاس اتنے لوگ ہوں گے جو میرے آنے تک آپ کی حفاظت کریں گے مختار نے اس سے کہا ایسا ہی کرو اور جلدی کرو اور اس سے پہنچا کہ ان کے امیر کے پاس جا کر اس سے جنگ کرو اور کسی سے بھی جنگ نہ کرو جب تک تم استطاعت رکھتے ہو کہ تم اس سے جنگ نہ کرو مگر یہ کہ کوئی شخص جنگ کرنے میں ابتدا کرے

پس ابراہیم اور اس کے ساتھی نکل کر اپنا قوم میں پہنچ گئے اور ان کے پاس زیادہ تر وہ لوگ جمع ہو گئے کہ جو ان کی دعوت کو قبول کر چکے تھے اور ابراہیم ان کو لیکر شہر کی گلیوں میں رات کے طویل حصہ تک چلتا رہا البتہ وہ ان جگہوں سے اجتناب کرتا تھا کہ جس میں وہ امراء تھے کہ جنہیں ابن میطع نے مقرر کر رکھا تھا جب ابراہیم مسجد سکون تک پہنچا زحر بن عقیس جعفی کے گھڑ سواروں کی ایک جماعت اس کے پاس آئی کہ جن پر کوئی امیر وافر نہیں تھا تو ابراہیم نے ان پر حملہ کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا یہاں تک کہ انہیں جانا نہ کدہ میں داخل کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا خدا یا تو جانک ہے کہ ہم تیرے نبی کے اہل بیت کے لیے غضبناک ہوئے ہیں اور ان کے لیے جوش میں آئے ہیں لہذا ہماری ان کے خلاف فہرت و مد و فرما۔

پھر ابراہیم ان کو چھوڑ کر واپس آگیا بعد اس کے کہ انہیں شکست دے دی اس کے بعد ابراہیم چلا یہاں تک کہ جانا نہ اٹھ کر پہنچا اور وہاں ایک دوسرے کو اپنے شعار و نعرے کے ساتھ پکارا تو ابراہیم وہاں رک گیا تو اس کے پاس سوید بن عبد العزیز

منفری آیا اور اسے امید ہوئی کہ وہ انہیں مارے گا اور اس سے ابن مطیع کے پاس  
 اس کا حصہ ہو جائے گا پس ابراہیم کو تپہ ہی نہ چلا کہ وہ اس کے پاس آگیا تو ابراہیم  
 نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے امڈ کے پاہیوں! تر پڑو کیونکہ تم نصرت و مدد الہی  
 کے زیادہ مستحق ہو ان فساق سے کہ جو تمہارے نبی کے اہل بیت کے خون میں غوطہ  
 زن رہے ہیں پس وہ اتر آئے پھر ابراہیم نے دشمنوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ  
 انہیں صحرا کی طرف نکال دیا پس وہ شکست کھا گئے اور بعض بعض پر سوار ہو  
 رہے اور گھر رہے تھے اور ایک دوسرے کو ملامت کرتے تھے ابراہیم نے ان  
 کا پیچھا کیا یہاں تک کہ انہیں کنامہ میں داخل کر دیا پس ابراہیم سے اس کے ساتھیوں  
 نے کہا ان کا پیچھا کرو اور ان میں جو رعب و خوف پڑا ہے اس کو تقویت سمجھو  
 تو ابراہیم نے کہا کہ میں بلکہ ہم اپنے صاحب کے پاس آئیں گے کہ جن کی رحمت و  
 گمراہیٹ کہ خدا امن میں تبدیل کرے اور تاکہ اسے معلوم ہو کہ ہماری نصرت  
 اس کے لیے کسی قدر ہے تاکہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی قوت و طاقت میں  
 اضافہ ہو جب کہ میں ماثون نہیں ہوں کہ دشمن اس پر آگیا ہو پھر ابراہیم چل کر  
 غنار کے دروازے پر پہنچا تو سنا کہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں اور لوگ ایک دوسرے  
 سے جنگ کر رہے ہیں اور شہت بن ربیع بن سخمہ کی طرف سے آیا ہے اور غنار نے  
 اس کے لیے یزید بن اس کو تیار کیا ہے اور حجار بن البحر علی آیا ہے اور غنار  
 نے اس کے ساتھ احر بن شعیط کو قرار دیا پس اس آئنا میں کہ وہ جنگ کر رہے  
 تھے کہ اچانک ابراہیم قصر الامارہ کی طرف سے آیا اور حجار اور اس کے ساتھیوں  
 کو خبر پہنچی کہ ابراہیم پیچھے سے ان کی طرف آگیا ہے تو وہ گلی کوچوں میں اس کے  
 آنے سے پہلے ہی تتر بتر ہو گئے اور قیس بن طہفہ نہدی تقریباً سو افراد کے ساتھ

آگیا اور وہ قحار کے ساتھیوں میں سے تھا اس نے ثبث بن ربعی پر حملہ کر دیا اور وہ یزید بن انس سے بڑھتا تھا پس اس نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور یہ اکٹھے ہو گئے اور ثبث ابن مطیع کے پاس چلا اور اس سے کہا کہ تمام امراء کو جمع کرو جو جانوں میں ہیں اور تمام لوگوں کو بھی پھرا نہیں ان لوگوں کی طرف بھیجو اور ان سے جنگ کرو کیونکہ ان کا معاملہ قوت کپڑی گیا ہے اور قحار نے خردی کر دیا ہے اور ظاہر ہو گیا ہے اور اس کا امر حکومت مجتمع ہو رہا ہے۔

جب اس کی بات قحار تک پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ سمنہ میں دیر ہند کے چبھے جا اتر ا اور ابو عثمان ہند کا نکلا اور اس نے قبیلہ غامکہ میں منادی کی اور وہ اپنے گھروں میں مجتمع تھے اور وہ اپنے آپ کو ظاہر کرنے سے ڈرتے تھے کیونکہ کعب خشمی ان کے قریب تھا اور اس نے گلی کوچوں کے سروں پر قبضہ کر رکھا تھا جب ان کے پاس ابو عثمان آیا اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تو اس نے پکارا "یا اشارات" اے حسین کے خون کا بدلہ لینے میں ہر شمار لوگو "یا منصور اُمت اُمت

اے ہدایت یا قہ قبیلہ آل محمد کا آمین اور ان کا وزیر فروغ کر چکا ہے اور وہ دیر ہند میں اتر ا ہوا ہے اور مجھے تمہاری طرف داعی اور مبشر بنا کر بھیجا ہے پس باہر نکل آؤ خدائے پر رحم کرے پس وہ یا اشارات الحین پکار ہوئے باہر آ گئے اور کعب سے جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ اس نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ قحار کی طرف بڑھے اور اس کے ساتھ اتر پڑے اور عبد اللہ بن قنادہ تقریباً دو سو افراد میں نکلا اور قحار کے ساتھ پڑا اوڈالا اور ان سے

بھی کعب متعرض ہوا تھا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ وہ اس کی قوم کے لوگ ہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔

اور شہام قبیلہ رات کے آخری حصہ میں نکلا جو قبیلہ ہمدان کی ایک شاخ ہے ان کی اطلاع عبدالرحمن بن سعید ہمدانی کو ہو گئی تو اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم غمار کے پاس جانا چاہتے ہو تو جاتہ بیع سے نہ گزرو پس وہ غمار سے جا کر بل گئے پس غمار کے پاس ہاذہ ہزار افراد میں سے کہ جنہوں نے اس کی بیعت کی تھی تین ہزار آٹھ سو آدمی پہنچ گئے پس یہ لوگ صبح صادق سے پہلے اس کے پاس جمع ہوئے جب صبح ہوئی تو وہ اپنی تیاریاں سے فارغ ہو چکا تھا اور اپنے ساتھیوں کو رات کے اندھیرے میں نماز پڑھاٹی۔

اور ابن ملیح نے جباؤں کی طرف پیغام بھیجا اور جو لوگ وہاں تھے انہیں حکم دیا کہ مسجد میں آئیں اور راشد بن ایاس کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کرے کہ میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو آج رات مسجد میں نہ آیا پس وہ لوگ جمع ہوئے پس ابن ملیح نے شبث بن ربعی کو تقریباً تین ہزار فوج کے ساتھ غمار کی طرف بھیجا اور راشد بن ایاس کو چار ہزار پس کے سپاہیوں میں پس شبث غمار کی طرف گیا اور اس کو بھی اطلاع لگئی اور وہ صبح کی نماز سے فارغ ہو چکا تھا پس اس نے بھی اسے جو ان کی خبر لایا اور جو غمار کے پاس اس وقت آیا تھا وہ سعید بن ابوسعرفی تھا اور وہ اس کے ساتھیوں میں سے تھا وہ اس کے پاس آنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا مگر اسی وقت اس نے راشد بن ایاس کو راستہ میں دیکھا تھا لہذا اس کی خبر

فوج نے حملہ کیا لیکن یہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور ان سے یزید بن انس نے کہا  
 مے جاؤ شیعہ تمہیں قتل کیا جاتا تھا اور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے تھے  
 اور تمہاری آنکھیں پھوڑی جاتی تھیں اور تمہیں کھجوروں کے تنوں پر سولی چڑھایا  
 جاتا تھا تمہارے نبی کے اہل بیت کی محبت میں جب کہ تم اپنے گھروں میں اور  
 اپنے دشمن کی اطاعت میں ہوتے تھے اب تمہارا ان لوگوں کے بارے میں کیا گمان  
 ہے اگر آج یہ ہم پر غالب آگئے خدا کی قسم یہ تمہاری کسی آنکھ کو پھوڑکتا دیکھ  
 کر ہمیں چھوڑیں گے اور تمہیں باندھ کر قتل کریں گے اور تم ان سے اپنی اولاد اپنی  
 ازواج اور اپنے مال میں وہ کچھ دیکھو گے کہ جس سے موت بہتر ہے خدا کی قسم  
 تمہیں ان سے نجات نہیں دے سکتا مگر سچائی، صبر و تحمل اور درست نیت  
 زنی اور پلے دپلے تلوار کی ضرب پس حملہ کے لیے تیار ہو جاؤ پس وہ تیار ہو  
 کر اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے اور اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے باقی رہے  
 ابراہیم بن اشتر تو اس کا راشد سے ساتھ ہوا اچانک اس کے ساتھ چار ہزار  
 فوج تھی تو ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان کی کثرت سے تمہیں ہول و خوف  
 نہ ہو خدا کی قسم بعض اوقات ایک مرد دس سے بہتر ہوتا ہے اور خدا صبر  
 کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خذیمہ بن نصر گھڑ سواروں میں ان کی طرف بڑھا  
 اور خود اتر کر پیدل فوج کے ساتھ چلنے لگا اور ابراہیم اپنے عہدار سے کہتے  
 جاتے تھے تم اپنا علم آگے بڑھاؤ اور ان کے ساتھ چلو  
 اور لوگوں نے گنجان کی جنگ کی اور فزیمہ بن نصر عیسیٰ نے راشد پر حملہ کر کے  
 اسے قتل کر دیا اور پھر یاد کر کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے راشد کو قتل کر دیا  
 تو راشد کے ساتھی شکست کھا کر جھاگ کھڑے ہوئے اور ابراہیم و فزیمہ اور

بھی قتار کو دی پس قتار نے ابراہیم بن اشتر کو راشد کی طرف سات سو افراد میں اور بعض کہتے ہیں کہ چھ سو افراد اور چھ سو پیادوں میں بھیجا اور نعیم بن ہبیرہ نے اپنے بھائی مفضل بن ہبیرہ کو تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں میں بھیجا اور اس کو شہبث بن ربیع اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور دونوں کو جلدی جنگ کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ دشمن کے نزدیک نہ جانا کیونکہ وہ ان دونوں کی تعداد بے کثرت میں ہیں پس ابراہیم راشد کی طرف گیا اور قتار نے یزید بن انس کو شہبث بن ربیع والی مہر کی جگہ پر نو سو افراد میں اس سے آگے بھیجا اور نعیم شہبث کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے سخت جنگ کی پس نعیم نے سعربن ابوسعہ کو گھڑ سواروں کا سردار بنایا اور وہ خود پیادوں کے ساتھ چلا اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ سورج چمکا اور اس کی روشنی پھیل گئی تو شہبث کے ساتھی بھاگ کر گھروں میں چھپ گئے شہبث نے انہیں پکارا اور براہِ بیعتہ کیا تو ان میں سے ایک جماعت اس کی طرف پلٹ آئی اور انہوں نے نعیم کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور وہ تتر بتر ہو گئے اور انہیں شکست دے دی لیکن نعیم نے عبرت حاصل دکھایا اور وہ مارا گیا اور سعربن ابوسعہ اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت اس پر ہو گئی پس شہبث نے عربوں کو پھوڑ دیا اور غلاموں کو قتل کر دیا اور پھر شہبث نے آکر قتار کو گھرے میں لے لیا اور وہ نعیم کے قتل ہونے سے کمزور ہو گیا تھا۔

اور ابن ملیح نے یزید بن حارث بن رویم کو دو ہزار کا شکر و کیر بھیجا جو گھل کو چوں کے موہنوں پر کھڑے ہو گئے اور قتار نے یزید بن انس کو گھڑ سواروں کی کمان دی اور وہ خود پیادوں کے ساتھ چلا پس اس پر شہبث کی گھڑ سوار

جو لوگ ان دونوں کے ساتھ تھے راشد کے قتل کے بعد قنار کی طرف آچکے قنار کے پاس راشد کے قتل کی بشارت دینے والا اور بشارت والا بھیجا تو قنار اور اس کے ساتھیوں نے تکبر کی آواز بلند کی اور ان کے دل قوی ہو گئے اور ابن میطع کے ساتھیوں میں کمزوری اور بزدلی آ گئی۔

اور ابن میطع نے حسان بن قائد بن بکر عصبی کو ایک کافی شکریں جو دو ہزار کے قریب تھا بھیجا اور وہ ابراہیم کے سامنے آیا تاکہ اس کو ابن میطع کے جو ساتھی سبتہ میں تھے ان سے روکے تو ابراہیم ان کی طرف بڑھا تو وہ جنگ کے بغیر شکست کھا گئے۔

اور حسان پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کو گرماتا تھا کہ اس پر خذیمہ نے حملہ کیا اور اس کو پہچان اور کہا اے حسان اگر قرابت و رشتہ داری تہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا پس اپنے آپ کو نجات دو پس اس کے گھوڑے کا پیر پھسلا اور وہ گر پڑا پس لوگ اس کی طرف بڑھے تو وہ کچھ دیر لڑتا رہا تو خذیمہ نے اس سے کہا تیرے لیے امان ہے اپنے آپ کو قتل نہ کرو اور لوگوں کو اس سے روکنا اور ابراہیم سے کہنا یہ میرا چچا زاد ہے اور میں نے اس کو امان دیا ہے ابراہیم نے کہا "راحت" تو نے بہت اچھا کیا ہے پس اس کا گھوڑا لانے کا حکم دیا تو لوگ اسے لے آئے اور اسے سوار کر کے کہا اپنے گھرواؤں میں پہنچ جاؤ۔

اور ابراہیم قنار کی طرف بڑھا جب کہ شبث بن ربعی نے قنار کو گھیر رکھا تھا پس یزید بن حارث نے اس کا سامنا کیا جو سبتہ کے قریب کے گلی کو چوں کے منہ پر مامور تھا پس وہ ابراہیم کی طرف بڑھا تاکہ اسے

شبث اور اس کے ساتھیوں سے روکے تو ابراہیم نے اس کی طرف اپنے  
ساتھیوں میں سے ایک گروہ تھمیر بن نصر کے ساتھ بھیجا اور خود فقار کی  
طرف چلا اور شبث اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ وہاں تھا جب ابراہیم  
ان کے قریب پہنچا تو شبث پر حملہ کیا اور یزید بن انس نے بھی حملہ کیا تو  
شبث اور اس کے ساتھی کو فر کے گھروں کی طرف شکست کھا کر بھاگ گئے  
اور تھمیر بن نصر نے یزید بن حارث پر حملہ کر کے اسے بھی بھگا دیا اور  
خود کو چوں کے موہنوں اور گھروں کے ادبہ اندھام کر لیا اور فقار آگے  
بڑھا جب وہ کو چوں کے موہنوں پر پہنچا تو تیر اندازوں نے اس پر تیر  
برساتے اور اس طرف سے اسے کو فر میں داخل ہونے سے روک دیا۔  
اور سیخ سے لوگ شکست کھا کر ابن مطیع کے پاس پلٹ آئے اور اسے  
راشد بن ایاس کے قتل کی خبر بھی ملی تو وہ پریشان ہو گیا تو اس سے عمرو  
بن حجاج زبیدی نے کہا اے شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال لوگوں  
کی طرف نکل اور انہیں دشمن کے مقابلے کے لیے تاکہ کر کیوں کہ لوگ بہت سے  
ہیں اور وہ سب تمہارے ساتھ ہیں سوائے اس گروہ کے کہ جنہوں نے خرزج  
کیا ہے خلا انہیں رسوا و ذیل کرے گا اور میں پہلا شخص تیری دعوت پر  
لیکھ کتابوں پس میرے ساتھ ایک گروہ کو بلا بھیج اور میرے نیکے ساتھ  
ایک گروہ

پس ابن مطیع نکلا اور لوگوں میں جا کھڑا ہوا اور انہیں شکست  
کھانے پر سرزنش و توبیخ کی اور انہیں فقار اور اس کے ساتھیوں کی  
طرف نکلنے کا حکم دیا۔



اور جب مختار نے دیکھا کہ یزید بن حارثہ نے اسے کوفہ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے تو وہ مزید تہہ تبیدہ احساس اور بارتق کے گھروں کی طرف مڑا اور ان کے گھر علیحدہ علیحدہ تھے انہوں نے اس کے ساتھیوں کو پانی بھی پلایا لیکن مختار نے غرور پانی نہیں پیا کیونکہ وہ روزہ سے تھا تو عمر بن شعیبہ نے ابن کمال سے کہا کیا تو اسے روزہ دار سمجھتا ہے اس نے کہا جی ہاں ۴۱

پس مختار نے کہا یہ جنگ کے لیے بہترین جگہ ہے تو ابراہیم نے کہا اس قوم کو خدا نے شکست دی ہے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے میں آپ ہمارے ساتھ جلیں خدا کی قسم نصر الامارہ کے اس طرف کوئی مانع و رکاوٹ نہیں ہے پس مختار نے وہاں پر بڑھے کمزور بیمار اور گرا ہوا کو دیکھ کر اور ان پر ابو عثمان نہدی کو اپنا جانشین بنایا اور ابراہیم کو اپنے آگے بھیجا اور ابن مینان نے عمرو بن جراح کو دہزار کی فوج میں بھیجا اور وہ ان پر نکل کر آیا تو مختار نے ابراہیم کو پیغام بھیجا کہ اس سے پہلو تہی کر لو اور اس کے سامنے کھڑے ہو میں ابراہیم نے اس سے پہلو تہی کر لیا وہاں رہنے دیا اور مختار نے یزید بن اسد کو حکم دیا کہ وہ عمرو بن جراح کے آگے سامنے کھڑا ہو پس وہ اس کی طرف گیا اور مختار ابراہیم کے پیچھے پیچھے چلا پھر جاکر خالد بن عبد اللہ کے معنی والی جگہ ٹھہر گیا اور ابراہیم چلتا ہوا تاکہ کوفہ میں کناسہ کی جانب سے داخل ہو تو شمر بن ذی الجوشن اس کی طرف مختار نے سعید بن مسند ہمدانی کو بھیجا اور وہ اس سے جنگ کرتا رہا اور ابراہیم کی طرف پیغام بھیجا اور اسے چلتے رہنے کا حکم دیا تو ابراہیم چلتا چلتا شہر کی گلی میں پہنچ گیا تو اچانک زوق بن مسحق و دہزار کے دستہ کے ساتھ ابراہیم

نے کہہ کر پانچ ہزار کی فوج کے ساتھ اور صحیح بھی یہی ہے اس کے مقابلہ میں آیا اور ادھر سے ابن مطیع نے منادی کرانے کا حکم دیا اور لوگوں میں منادی کرائی کہ ابن مساحق سے جامو اور ابن مطیع نکل کر کناہہ میں جا ٹھہرا اور قصر الامارہ پر بہت بن رہی کو اپنا جانشین بنایا پس ابراہیم ابن مطیع کے قریب ہوا اور اپنے ساتھیوں کو گھوڑوں سے اتارنے کا حکم دیا اور ان سے کہاتیں ہولناکی اور خوف میں نہ ڈالے یہ بات کہ تم سے کہا جائے مثبت آل قتیبہ بن تہاس آل اشعث آل یزید بن حارث یا آل فلان اہل کوفہ کے بڑے گھرانوں کا نام لیا آگئے ہیں پھر کہا کہ ان لوگوں نے جب تلواروں کی دھار غصوں کی تو ابن مطیع کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے جس طرح بکری بیڑے سے بھاگتی ہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم نے اپنی قبائک بچلا حصہ پکڑ کر اسے مکر کے پٹکے میں داخل کر لیا اور قیازرہ کے اوپر تھی اور جب حملہ کیا تو قحطی ویر نہیں ہوئی کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے پر گم و پڑم رہے تھے کو چوں کے موہنوں کے سامنے اور ایک دوسرے پر اثر و حاکم کیے ہوئے تھے اور ابن اشتر ابن مساحق تک پہنچ گیا اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور اس پر تلوار بلفذ کی تو اس نے کہا اے ابن اشتر میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میرے اور آپ کے درمیان کوئی کینہ و دشمنی ہے یا آپ نے کوئی خون کا بدلہ لینا ہے پس ابراہیم نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ اسے یاد رکھنا اور وہ بھی اس کا تذکرہ کرتا رہا۔

اور ان کے پیچھے ہی کناہہ میں داخل ہوئے یہاں تک کہ باز اور مسجد میں داخل ہو گئے اور ابن مطیع کا محاصرہ کر لیا کہ جس کے ساتھ اشراف اور عیالوں کے

سردار بھی تھے سوائے مروین حریش کے کہ وہ اپنے مگر آیا تھا اور پھر صحرا کی طرف چلا گیا اور قتارہ کمر بازار کے پہلو میں اتر بیٹھا اور ابراہیم کو قہر الامارہ کے حصار کرنے پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ یزید بن اسد اور امر بن شمیط بھی تھا پس انہوں نے تین دن تک محاصرہ جاری رکھا پس محاصرہ سخت ہو گیا تو شبیث نے ابن مطیع سے کہا اپنے لیے اور جو آپ کے ساتھ ہیں ان کے لیے کچھ سوچ بچار کرو کیونکہ خدا کی قسم ان کے پاس آپ سے اور اپنے نفوس سے کوئی چیز بے پرواہ کرتے والی نہیں ہے ابن مطیع نے کہا کہ مجھے کوئی مشورہ دو تو شبیث نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اپنے لیے اور ہمارے لیے ان سے امان طلب کرو اور نکل چلو اور اپنے آپ کو اور جو آپ کے ساتھ ہیں انہیں ہلاکت میں نہ ڈالو ابن مطیع نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا کہ میں اس سے امان لوں جب کہ امیر..... کے لیے حجاز اور بصرہ میں معاملات ٹھیک ٹھاک ہیں تو اس نے کہا کہ پھر اس طرح نکل جاؤ کہ کوئی نہ سمجھے اور کو قرین کسی باد فوج شخص کے ہاں جا کر رہاں جو جاؤ یہاں تک کہ اپنے صاحب سے جا ملو، اور یہی مشورہ عبدالرحمن بن سعید اسماء بن خالد بنہ، ابن خنف اور اشراف و سرداران کو فہ نے دیا پس وہ شام تک وہیں رہا اور ان سے کہا کہ وہ جو لوگ کہ جنہوں نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ تمہارے ہیبت اور حسین لوگ ہیں اور تمہارے اشراف و بزرگ اور تم میں سے اہل فضل سب سننے اور اطاعت کرتے ہیں اور میں یہ بات اپنے صاحب کو پہنچاؤں گا اور اسے تمہارا اطاعت کرنا اور جہاد کو تابناک بناؤں گا یہاں تک کہ خدا ہی اپنے امر

پر غالب ہے پس انہوں نے اس کی ابھی تعریف کی۔

اور وہ ان سے نکل کر ابو موسیٰ کے گھر آیا پس ابن اشتر آیا اور قصر الامارہ میں اتر گیا اور اس کے ابن مطیع کے ساتھیوں نے دروازہ کھولا اور کہا اے فرزند اشتر ہم آمانی میں ہیں اس نے کہا کہ تم آمان میں ہو پس انہوں نے نکل کر قحار کی بیعت کر لی اور قحار قصر میں داخل ہوا اور اس میں رات گزار سی اور صبح کے وقت اشراق الناس اور رؤساء مسجد و قصر کے دروازے پر آئے اور قحار باہر نکلا اور منبر پر گیا اور خدا کی حمد و ثنا کی اور کہا حد ہے اس خدا کی کہ جس نے اپنے ولی و دوست کو نصرت کا وعدہ دیا اور اپنے دشمن کو خسران کا اور اس کو اس میں آخر زمانہ تک جو جانے والا وعدہ اور پوری ہونے والی قضاء و قدر قرار دیا اور جس نے افتراء باندھا وہ نامراد ہے اے لوگو ہمارے لیے ایک علم بلند کیا گیا اور ایک مدت مقرر کی گئی پس ہمیں اس جھنڈے کے بارے میں کہا گیا کہ اس کو اٹھائے رکھو اور غایت و مدت کے بارے میں کہا گیا کہ اس تک چلتے رہو اور اس سے تجاوز نہ کرو تو ہم نے بلانے والے کی دعوت اور وعدہ دینے والے کی بات کو منہا اور کتنے ہیں موت کی خبر دینے والے مرد و عورتیں شور و غوغا میں اور ووری ہے اس کے لیے جو طغیان و سرکشی کرے اور منہ پھیرے اور نافرمانی کرے اور جھوٹ بولے اور رد و گمراہی کرے خبردار پس داخل ہو جاؤ اے لوگو اور ہدایت کی بات میں داخل ہو جاؤ قسم ہے اس کی جس نے آسمان کو رکھ دیا چھت اور زمین کو عطف راستہ قرار دیا ہے تم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام

اور آل علی کی بیعت کے بعد کوئی بیعت اس بیعت سے زیادہ نہایت باقہ تھیں  
کی ہے، پھر قحط منبر سے اتر اور اشرف کو فدا اس کے دربار میں آئے۔  
اور اس کی بیعت کی اللہ کی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنت اور  
اہل بیعت کے خون کے مطالبہ اور عمارت خدا کو حلال قرار دینے والوں سے  
جہاد اور فضا و کمزوروں سے دفاع اور جوہم سے جنگ کرے اس سے  
جنگ کرنے اور جوہم سے صلح کرے اس سے صلح کرنے پر اور بیعت کرنے  
والوں میں سے منذر بن حسان اور اس کا بیٹا حسان بھی تھا جب وہ دونو  
فخار کے ساتھ نکلے تو ان کے سامنے سعید بن منذر ثوری شیعوں کی ایک جماعت  
میں جب انہوں نے ان دونو کو دیکھا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم یہ دونو  
جباروں کے سرغزوں میں سے ہیں۔ انہوں نے منذر اور اس کے بیٹے  
حسان کو قتل کر دیا انہیں سعید نے منع کیا کہ جب تک فخار سے حکم نہ لیں  
لیکن وہ نہ رکے جب فخار نے سنا تو اسے ناپسند کیا اور فخار لوگوں کو  
سمنا و آرزو دیتا رہا اور اشرف و رؤساء کی مورت و محبت کو اپنی طرف  
کھینچتا رہا اور اچھی میرت سے پیش آتا رہا اور اس سے کہا گیا کہ ابن مطیع  
ابو موسیٰ کے گھر میں ہے تو وہ خاموش رہا جب رات ہوئی تو اس کے لیے  
ایک لاکھ درہم بھیجا اور کہا اس کے ساتھ سامان سفر تیار کر دیجئے تیری  
جگہ کا علم تھا اور یہ کہ تجھے خراج و نکلنے سے کوئی چیز نافع نہیں سوائے غارت  
کے نہ ہونے کے اور دونو کے درمیان دوستی تھی۔

اور فخار نے بیت المال میں نو لاکھ درہم پاسے تو انہیں ان ساتھیوں  
میں تقسیم کیا اور جن کے ساتھ مل کر ابن مطیع کے قعر میں حضور ہونے کے

زمانہ میں جنگ کرتا رہا تھا اور وہ تین ہزار پانچ سو افراد تھے ان میں سے ہر ایک کو پانچ سو درہم آئے اور اپنے ان چھ ہزار ساتھیوں کی جو قصر کے محاصرہ کے بعد آئے اور وہ رات اور وہ تین دن اس کے ساتھ گزارے دو سو درہم دیئے اور لوگوں کا اچھا استقبال کیا اور اشرف قبائلی کو اپنا ہم نشین بنایا اور پولیس کی کمان عبد اللہ بن کامل شاکری کو اور فوج کی کمان ابو عمرہ کیساں کر دی۔

پس ابو عمرہ ایک دن عقار کے سرسبز محلہ سے جا کر اشرف و رؤساء شہر کی طرف بات کرنے اور چہرہ کے ساتھ متوجہ تھا تو موالی میں سے اس کے بعض ساتھیوں نے ابو عمرہ سے کہا کیا ابو اسحاق کو دیکھتے تھے ہو کہ وہ عربوں کی طرف متوجہ ہے ہماری طرف دیکھتا بھی تو عقار نے اسی سے اس بات کے بارے میں سوال کیا جو انہوں نے کہی تھی تو اس نے اسے بتا دی تو اس سے کہا کہ انہیں کہو کہ یہ بات ان پر شاق اور دشوار نہ گزیرے تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور کافی دیر خاموش رہ کر پھر یہ آیت پڑھی اَمِنْ الْمَجْرِمِ الْمُتَّقُونَ ۔ اہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں) جب انہوں نے یہ آیت سنی تو ایک دوسرے سے کہا کہ تمہیں بشارت ہو گی یا تم خدا کی قسم قتل کر دگے یعنی رؤساء کو

اور پہلا جھڑا جو عقار نے باندھ کر دیا وہ عبد اللہ بن حارث اشرف کے بھائی کا تھا اسے ارمینیہ کا حاکم بنایا اور محمد بن عبید بن عطار کو آرمینیا کا اور عبد الرحمن بن سعید بن قیس کو موصل پر حاکم بنا کر بھیجا اور اسحق بن مسعود کو مدائن اور جوئی کی زمین پر اور قدامہ بن ابی علیسی بن زعمہ نصر

ثقیف کے حلیف وہم قسم کو بھقبذا الی پر اور محمد بن کعب بن قریظ کو بھقبذا  
اوسط پر اور سعد بن حذیفہ بن یمان کو حوآن پر اور اسے کروں سے جنگ  
کرنے اور راستوں کو قائم و سیدھا رکھنے پر مامور کیا۔

اور ابن زبیر نے موصل پر محمد بن اشعث بن قیس کو گورنر بنایا تھا  
جب مختار کی حکومت قائم ہوئی اور اس نے عبدالرحمن بن سعید کو امیر  
بنا کر موصل بھیجا تو محمد وہاں سے مکہ کی طرف چلا گیا یہ انتظار کرتا رہا کہ لوگوں  
کا معاملہ کہاں پہنچتا ہے پھر مختار کے پاس جا کر اس کی بیعت کر لی۔

جب مختار ان امور سے فارغ ہوا تو چاہتا تھا تو اب لوگوں کے  
یہ بیٹھنے لگا اور ان کے فیصلے کرنے لگا اس کے بعد کہا کہ میں جو مقصد رکھتا  
ہوں اس کی وجہ سے تضادات و فیصلے کرنے سے مشغول ہوں لہذا شریح  
کو نصب کیا کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کرے پھر شریح ان سے ڈر  
گیا اور اپنے آپ کو بیمار بنایا اور وہ کہا کرتے تھے کہ وہ عثمانی مذہب  
ہے اور اس نے جریر بن عدی کے خلاف گواہی دی تھی اور یابی بن عروہ  
نے جو پیغام اسے دیا تھا وہ اس نے نہیں پہنچایا اور حضرت علیؑ نے اسے  
تضادات سے معزول کر دیا تھا جب یہ خبریں شریح تک پہنچیں تو اس نے  
اپنے آپ کو مریض بنایا تو مختار نے اس کی جگہ عبداللہ بن عتیبہ بن مسعود  
کو مقرر کیا پھر عبداللہ بیمار ہو گیا تو اس کی جگہ عبداللہ بن مالک طائی  
کو مقرر کیا۔

## تاکین بن امام حسین کو مختار کا قتل کرنا

اور اسی سال یعنی چھیاسٹھ میں مختار کو قہ میں جو حسین کے قاتل تھے ان پر پل پڑے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مروان بن حکم کی حکومت جب منظم و مرتب ہو گئی تو اس نے دو لشکر بھیجے ایک جازنہ کی طرف کہ جس کی کمان عبید بن زیاد کے قیدی کے ہاتھ میں تھی اور دوسرا لشکر عراق کی طرف عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ روانہ کیا اور ہم ذکر کر چکے ہیں اس کے اور تواہب بن کے درمیان جو امور واقع ہوئے تھے اور مروان نے ابن زیاد کے لیے تمام وہ مال قرار دیا ہے جس پر اس کو غلبہ حاصل ہوا اور یہ کہ وہ کو قہ کو تین دن تک لوٹ سکتا ہے پس وہ جزیرہ میں رکا رہا کہ جس میں قیس عیلان تھا از مر بن حار سمیت کہ جو ابن زبیر کی اطاعت میں تھے پس عبید اللہ بن زیاد تقریباً ایک سال عراق سے انہیں میں ابجھا اور مشغول پس مروان مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک بن مروان خلیفہ بنا اور اس کے ابن زیاد کو اس منصب پر برقرار رکھا جو اس کے باپ نے اسے دیا تھا اور اسے اپنے کام میں جدوجہد کرنے کا حکم دیا جب اس سے زقر اور جو اس کے ساتھ تھے قیس وغیرہ میں سے کے متعلق اس سے کچھ نہ ہو سکا تو موصل کی طرف آیا پس عبد الرحمن بن سعید مختار کے عامل نے مختار کو لکھا جس میں موصل کی زمین میں ابن زیاد کے دخول کی خبر دی اور یہ کہ وہ اس کی وجہ سے موصل سے تکریت کی طرف ہٹ گیا ہے پس مختار نے یزید بن انس اسدی کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ وہ موصل کی طرف چلے



یہ وہ اس کی قریب ترین زمین میں جا کر رہے یہاں تک کہ وہ اس کو لشکروں سے امداد بہم پہچائے یزید نے اس سے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں تین ہزار شاہوار انتخاب کروں اور پھر مجھے چھوڑ دو اس بہت کے لیے جلدھر مجھے متوجہ کرتے ہو اگر مجھے ضرورت ہوئی تو میں آپ کو کھونگا کہ آپ میری امداد کریں مختار نے اس کی بات قبول کر لی اور اسے پس اس کے لیے تین ہزار افراد انتخاب کیے اور وہ کوفہ سے چلا اور اس کے ساتھ قحطار اور دوسرے لوگ اس کی مشابعت کے لیے چلے جب اسے دواع کیا تو اس کے کہا جب دشمن سے آمنا سامنا ہو تو انہیں مہلت نہ دے اور جب تجھے فرصت مل جائے تو تاخیر نہ کر اور تیرے ہر دن کی خبر میرے پاس ہونا چاہیئے اور اگر تجھے مدد کی ضرورت ہو پس مجھے لکھو اس کے باوجود میں تیری مدد بھیجتا اگرچہ تم مدد نہ بھی مانگو کیونکہ یہ چیز تیرے کندھے کو زیادہ مضبوط اور دشمن کو زیادہ مرعوب کرنے والی ہے لوگوں نے اس کے لیے سلامتی کی دعا کی اور اس نے ان کے لیے کی پس اس نے ان سے کہا کہ میرے لیے خدائے شہادت کی دعا کرو خدا کی قسم اگر فتح و نصرت مجھ سے فوت ہو جائے تو شہادت مجھ سے فوت نہ ہوگا

اور قحطار نے عبدالرحمن بن سعید کو لکھا کہ یزید اور شہدوں کے درمیان مانع بنالے پس یزید مدائن میں گیا پھر ارض جو علی اور رادانا میں گیا موصل کی سرزمین تک پس باقی (بائلی خلی) میں جاتا رہا اور اس کی اطلاع ابن زیاد کو بھی ہو گئی تو اس نے کہا کہ میں ہزار کی طرف دو

ہزار بیجوں کا پس اس سے ربیعہ بن خاری غزوہ کو تین ہزار میں اور عبد اللہ بن جلد شعی کو تین ہزار میں پس ربیعہ عبد اللہ سے ایک دن پہلے گیا اور باقی میں یزید بن انس کے قریب جا اترا پس یزید بن انس نکلا جب کہ وہ بہت سخت بیمار تھا ایک گدھے پر سوار تھا کہ اسے چند مردوں نے پکڑ رکھا تھا پس اپنے ساتھیوں کے سامنے کھڑا ہوا اور انہیں تیار کیا اور جنگ کے لیے برانگیختہ کیا اور ان سے کہا کہ اگر میں کام آگیا تو تمہارا امیر و قواء بن عازب اسدی ہے اور اگر وہ بھی ختم ہو گیا تو تمہارا امیر عبد اللہ بن حمرہ مذری ہے اگر وہ ہلاک ہو جائے تو تمہارا امیر سعید بن ابوسفوی ہے اور اپنے میمنہ پر عبد اللہ کو اور میسرہ پر سعید کو قرار دیا اور گھڑ سواروں پر در قواء کو اور خود سوار ی سے اتر کر پیادوں کے سامنے ایک پلنگ پر رکھا گیا اور کہا چاہو تو اپنے امیر سے دفاع کرتے ہوئے جنگ کرو یا بھاگ جاؤ وہ لوگوں کو حکم دیتا تھا کہ وہ یہ کریں پھر اسے عقی طاری ہو جاتی تھی اور پھر اسے افاقہ ہوتا اور لوگوں نے عرفہ کے دن صبح پھوٹتے ہی جنگ شروع کی اور چاشت کے وقت تک گھلن کی لڑائی ہوئی اور اہل شام شکست کھا گئے اور ان کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا اور یزید کے ساتھی ربیعہ تک پہنچ گئے جب کہ اس کے ساتھی اس سے بھاگ گئے تھے اور وہ انہیں پکار رہا تھا اے اولیاء حق میں ابن خاری ہوں تم بھاگے ہو مے غلاموں سے جنگ کر رہے ہو کہ جنہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے اور جو اس سے خارج ہو گئے ہیں میں ایک جماعت اس کے پاس اکٹھی ہو گئی جنہوں نے اس سے مل کر جنگ کی پس سخت لڑائی ہوئی پھر اہل شام شکست کھا گئے اور

ربیع بن خارق مارا گیا جسے عبداللہ بن ورقاء اسدی اور عبداللہ بن حمزہ  
 عذری نے قتل کر دیا پس شکست خوردہ فوج تھوڑی دیر چلی تھی کہ انہیں  
 عبداللہ بن جلدین ہزار کی فوج سے ملا پس شکست خوردہ اس کے ساتھ  
 پلٹ آئے، اور یزید با قلی (رباعی) میں اترا اور رات بھر اکیہ دوسرے  
 سے گجباتی اور حفاظت کرتے رہے جب یوم النہی (قربانی کا دن)  
 کی صبح ہوئی تو جنگ کی طرف بکھے اور شدید جنگ کی پھر اتر کر ظہر کی نماز  
 پڑھی پھر دوبارہ جنگ شروع کی اور اہل شام شکست کھا گئے اور ابن  
 جلد ایک جماعت میں رہ گیا پس اس نے شدید جنگ کی لیکن اس پر عبداللہ  
 بن قرداش غسانی نے حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اور اہل کوفہ نے ان کے  
 لشکر کو گھیرے میں لے کر انہیں بری طرح قتل کیا اور ان میں سے تین  
 سو افراد مجید کر لیے اور یزید بن انس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔  
 جب کہ اس کے آخری رفق دسانس تھے پس انہوں نے انہیں قتل کر دیا  
 پھر وہ دن کے آخر میں فوت ہو گیا اور اس کو اس کے ساتھیوں نے دفن  
 کر دیا پس وہ پریشان سے ہو گئے اور وہ ورقاء بن عاذب اسدی کو  
 اپنا جانشین بنا گیا تھا اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اپنے ساتھیوں  
 سے کہا تمہاری کیا رائے ہے مجھے خبر ملی ہے کہ ابن زیاد انہی ہزار فوج  
 کے ساتھ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے اور میں تم میں سے ایک شخص ہوں لہذا  
 مجھے مشورہ دو کیونکہ ان حالات میں مجھے اہل شام سے مقابلہ کرنے  
 کی طاقت و قوت نظر نہیں آتی اور یزید فوت ہو گیا اور ہمارے  
 ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بھی کچھ چلے گئے ہیں اب اگر ہم اپنی مرضی

سے واپس جائیں تو یہ لوگ کہیں گے کہ ہم ان سے اس بنا پر مڑ آئے ہیں کہ ہمارا امیر فوت ہو گیا ہے اور یہ ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہیں گے اور اگر آج ان کا سامنا کرتے ہیں تو ہم خطرے میں ہیں اگر آج انہوں نے ہمیں شکست دے دی تو کل جو شکست ہم نے انہیں دی ہے وہ ہمارے لیے نفع بخش نہیں ہوگی تو انہوں نے کہا کہ آپ کی رائے اچھی ہے اور واپس چلے گئے پس یہ خبر غدار اور کوفہ کو پہنچی تو لوگوں نے غدار کو بھڑکایا اور کہا کہ یہ یہ کہہ کر قتل کر دیا گیا اور اس بات کی تصدیق نہ کی کہ وہ اپنی موت مر رہے۔

پس غدار نے ابراہیم بن اشتر کو بلایا اور اس کو سات ہزار کے لشکر کا امیر بنایا اور کہا کہ جاؤ اور جب یزید بن انس کے لشکر سے ملاقات ہو تو ان پر بھی تم ہی امیر ہو انہیں اپنے ساتھ داخل کر لو یہاں تک کہ ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں سے آنا سامنا ہو پس ان سے جنگ کرو پس ابراہیم نے اپنی لشکر گاہ حمام العین بنائی اور چل پڑا جب وہ چلا گیا کہ اشتر فرطاً کوفہ شیب بن ربیع کے ہاں جمع ہوئے اور کہا خدا کی قسم غدار ہم پر ہمارے مرضی کے بغیر امیر بناتا تھا اور ہمیں ہمارے موایوں کے ذریعہ اذیت دے رکھی ہے چنانچہ ہے پس انہیں گھوڑوں پر سوار کیے اور ہمارا مال نئی آہیں دیے اور شیب ان کا شیخ اور بڑا تھا اور زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام کا سردار و بڑا تھا تو اس نے کہا مجھے چوڑو میں اس سے ملاقات کرتا ہوں پس وہ غدار کے پاس گیا پس کوئی چیز نہ چوڑی کہ میں کانہوں سے برا منایا تھا مگر یہ کہ اس کے سلسلے ذکر کر کے پس شروع ہوا کہ کوئی چیز و خلعت ذکر نہیں کرتا تھا مگر یہ کہ غدار اس سے کہتا کہ اس سلسلہ میں اتنی راضی

کرونگا اور ہر وہ چیز لاؤں گا جسے وہ پسند کرتے ہیں شہبث نے اس کے ساتھ  
موالی اور ان کا فتنی میں شریک ہونا ذکر کیا تو مختار نے کہا اگر میں موابیوں  
(آزاد شدہ غلام یا فیر عرب لوگ) کو چھڑ دوں اور تمہارا مالی فتنی تمہارے لیے  
قرار دوں تو تم میرے ساتھ مل کو فتنی امیہ اور ابن زبیر سے جنگ کرو گے  
اور مجھے اس وعدہ کے پورے کرنے پر اللہ کا عہد و میثاق اور اسی قسمیں  
کہ جن سے میں مطمئن ہو جاؤں دو گے تو شہبث نے کہا یہاں تک میں اپنے ساتھیوں  
سے ہوں اور ان سے یہ ذکر کروں پس وہ ان کے پاس گیا واپس لوٹ کر مختار  
کے پاس پہنچا اور ان کا اتفاق ہو گیا مختار سے جنگ کرنے پر۔

پس اکٹھے ہوئے شہبث بن ربیع، قہد بن اشعث، عبدالرحمن بن سعید  
بن قیس اور شمر بنانک کہ کعب بن ابوکعب شمشعی کے پاس گئے اور اس سے  
اسی سلسلہ میں گفتگو کی تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اس سے نکل کر  
عبدالرحمن بن خنف از دی کے پاس گئے اور اسے اس چیز کی دعوت دی  
تو اس نے کہا اگر تم میری اطاعت کرو تو مختار کے خلاف خروج نہ کرو  
انہوں نے اس سے کہا کہ کیوں؟ اس نے کہا مجھے خوف ہے کہ تم میں افتراق و  
اختلاف پیدا ہو جائے گا اور اس شخص کے ساتھ تمہارے شجاع و بہادر  
اور شاہسوار ہیں مثل فلاں و فلاں کے پھر اس کے ساتھ تمہارے غلام و  
موالی ہیں اور ان سب کا اتفاق و اتحاد ہے اور تمہارے موالی تم پر زیادہ  
محبت و بغضناک ہیں تمہارے دشمن سے وہ تمہارے ساتھ عربوں کی شجاعت  
اور عجبوں کی دشمنی کے ساتھ لڑیں گے اور اگر تم اسے تھوڑی سی مہلت دے دو  
تو تمہاری کفایت ہو جائے گی اہل شام اور اہل بصرہ کے آجانے سے وہ

تمہارے بغیر اس کے لیے کافی ہیں لہذا تم اپنا قوت اپنے اوپر خرچ نہ کرو انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تو ہمارے بغاوت نہ کر اور ہمارے آراء کو اور حسین پر ہم نے اتفاق کر لیا ہے ہمارے خلاف قاسد و خراب نہ کر تو اس نے کہا میں بھی تم میں سے ایک شخص ہوں جب چاہا ہو خروج کرو پس ابراہیم بن اشتر کے چلے جانے کے بعد مختار کو خبر پہنچی ان کے خروج کی تو ایک تیز رفتار قاصد ابراہیم بن اشتر کی طرف بھیجا جو اسے سبابط میں جا ملا اور اس کو تیزی سے واپس آنے کا حکم دیا اور ان لوگوں کے پاس بھی اس سلسلہ میں قاصد بھیجا کہ مجھے بتاؤ کیا چاہتے ہو میں ہر وہ کام کرنے کے لیے تیار ہوں جو تمہیں پسند ہو انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہم سے الگ ہو جاؤ کیونکہ تو نے قسم کھائی ہے کہ ابن حنفیہ سے مجھے بھیجا ہے حالانکہ انہوں نے تجھے نہیں بھیجا تو مختار نے کہا ان کی طرف تم اپنی طرف سے وفد بھیجو اور میں بھی وفد بھیجتا ہوں پھر اس میں سوچ و بچار کرو تاکہ تمہارے سامنے معاملہ ظاہر ہو جائے اور وہ چاہتا تھا کہ ان باتوں سے انہیں تاخیر میں ڈالے یہاں تک کہ ابراہیم بن اشتر اس کے پاس آجائے اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور اہل کوفہ نے کوچوں کے منہ اور سرے ان سے اپنے قبضہ میں کر رکھے تھے پس ان تک بولے متوڑی بہت چیز کے کچھ نہیں پہنچ سکتا تھا اور عبداللہ بن بیلیع میدان میں نکلا اور اس سے بتوشا کرنے لگے ان کی جنگ کی پس عقبہ بن طارق جشمی آیا اور اس نے اس کے ساتھ مل کر کچھ دیر جنگ کی یہاں تک کہ انہیں اس سے پلٹا دیا پھر اگے بڑھاپس عقبہ شمر قدیس عیلان کے ساتھ اتر پڑا جبکہ سولہ میں اور عبداللہ

بن بیع اہل یمن کے ساتھ جیانہ بیع میں اور جب مختار کا قاصد چلا تو ابن اشتر کے پاس اسی دن کی شام کے قریب پہنچا پس ابن اشتر اس رات کے ابتدائی حصہ میں ٹوٹا پھرتا کہ شام کو کچھ دیر گھوڑوں کو آرام پہنچایا پھر ساری رات چلتا رہا اور اگلے دن بھی اور عصر کے وقت آن پہنچا اور رات مسجد میں گزاری اور اس کے ساتھی طاقتور اس کے ساتھی بھی تھے اور جب اہل یمن جیانہ بیع میں جمع ہوئے اور نماز کا وقت آیا تو اہل یمن کے ہر سردار کو ناپسند تھا کہ اس کا ساتھی اس سے آگے بڑھے پس انیس عبدالرحمن بن عتفا نے کہا یہ پہلا اختلاف ہے اس کو آگے بڑھاؤ جو تم میں سب کا پسندیدہ ہے سید القراءہ رفاعہ بن شداد بجلی پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہی انیس نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ جنگ ہوئی۔

پھر مختار نے بازار میں اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور اس میں کوئی عمارت نہیں تھی پس ابن اشتر کو امیر بنایا اور وہ مفر قبیلہ کی طرف گیا کہ جن کی کمان شہبث بن ربعی، اور محمد بن عمیر بن عطار دکر رہا تھا اور وہ کناسہ میں تھے اور اسے خوف ہوا کہ ابن اشتر کو اہل یمن کی طرف بھیجے اور وہ اپنی قوم میں جنگ کرنے میں مبالغہ سے کام نہ لے۔

اور خود مختار اہل یمن کی طرف جیانہ بیع کی جانب گیا اور عمرو بن سعید کے گھر کے پاس رک گیا اور اپنے آگے احمز بن شعیبہ بجلی اور عبداللہ بن کامل شاکری کو بھیجا اور دونوں کو اس راستہ کو لازم پکڑنے کا حکم دیا کہ جس کا ان سے ذکر کیا جو جیانہ بیع کی طرف نکلتا تھا اور پریشیدہ طور پر انہیں بتایا کہ قبیلہ شام غے اس کو پیغام بھیجا ہے کہ وہ پیچھے سے ان کی

طرف آئیں گے پس وہ گئے جیسا انہیں حکم دیا تھا۔

پس اہل عین کو ان دونوں کا راستہ معلوم ہو گیا تو وہ متفرق ہو کر ان کی طرف بڑھے اور بڑی سخت جنگ کی جو لوگوں نے دیکھی اس کے بعد احرار بن شمیٹ اور ابن کامل کے ساتھی شکست کھا گئے اور فخر کے پاس جا پہنچے تو اس نے کہا تمہارے پیچھے کیا خبر ہے تو انہوں نے کہا شکست کھا گئے ہیں اور احرار بن شمیٹ اترے اور اس کے ساتھ اس کے کچھ ساتھی تھے اور ابن کامل کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ ابن کامل کو کیا ہوا۔

پس فخران کو لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ ابو عبد اللہ بھل کے گھر تک پہنچا اور ٹھہر گیا اور اس کے بعد عبد اللہ بن قراذ خشمی کو چار سو کے دستہ میں ابن کامل کی طرف بھیجا اور اس سے کہا اگر وہ مارا گیا ہے تو تم اس کی جگہ ہو اور ان لوگوں سے جنگ کرو اور اگر وہ زندہ ہے اس کے پاس اپنے ساتھیوں میں سے تین سو چھوڑ دے اور تو ایک سو کو لیکر جاناہ سبع میں آجا اور وہاں کے رہنے والوں کے پاس عام قطن کی طرف آنا۔

پس وہ گیا تو دیکھا کہ ابن کامل اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ملکر جنگ کر رہا ہے کہ جنہوں نے اس کے ساتھ صبر و تحمل کیا ہے پس اس کے پاس تین سو افراد چھوڑے اور ایک سو کو لے کر عبد القیس کی مسجد تک آیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اس بات کو تو دوست رکھتا ہوں کہ فخر کو غلبہ حاصل ہو لیکن اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ آج کے دن میرے قبیلہ کے اشراف و بزرگ مارے جائیں خدا کی قسم اگر میں مر



جاؤں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ وہ میرے ہاتھوں ہلاک ہوں  
لیکن تمہارا میں نے سنا ہے کہ شبام قبیلہ جیسے سے ان کی طرف آئے گا۔  
پس شاید وہ ایسا کریں اور ہم اس سے عاقبت میں رہیں پس انہوں نے اس کی  
بات مان لی اور اس نے عبدالقیس کی مسجد کے پاس رات گزار لی۔  
اور مختار نے مالک بن عمرو نہدی کو بھیجا اور وہ شجاع و بہادر تھا  
اور عبداللہ بن شریک نہدی کو چار سو کے دستہ میں احمد بن شعیط کی طرف  
پس وہ اس تک پہنچے جب کہ قوم اس پر چڑھ آئی تھی اور زیادہ ہو گئے  
تھے تو اس وقت ان میں ٹھکان کی جنگ ہوئی۔

اور باقی رہا ابن اشتر تو وہ مضر کی طرف گیا اور ثبیت بن ربیع اور  
اس کے ساتھیوں سے اس کا سامنا ہوا پس ابراہیم نے ان سے کہا وائے ہو  
تم پر واپس چلے جاؤ میں پسند نہیں کرتا کہ میرے ہاتھوں مضر قبیلہ موت کا  
نشان بنے انہوں نے انکار کر دیا اور اس سے جنگ کی تو ابراہیم نے اس میں  
شکست دی اور حسان بن قائد بھی زخمی ہو گیا اسے اٹھا کر اس کے گھر لے  
گئے تو وہ مر گیا اور وہ ثبیت کے ساتھ تھا اور مختار کے پاس مضر قبیلہ  
کی شکست کی بشارت آئی تو اس نے احمد بن شعیط اور ابن کامل کو تنوخی  
کا پیغام بھیجا تو ان کا معاملہ زیادہ مضبوط و سخت ہو گیا۔ پس شبام  
قبیلہ جمع ہوا اور انہوں نے ابوالقלוص کو اپنا سردار بنایا تاکہ اہل یمن  
پر سچے سے حملہ کریں تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا اگر تم اپنی کوشش  
مضر و ربیع پر قرار دو تو زیادہ درست ہے اور ابوالقلوص خاموش  
رہا تو ان لوگوں نے کہا آپ کیا کہتے ہیں تو اس نے کہا خدا تعالیٰ کہتا ہے

کہا میں سے جو تیار ہے  
اس پاس ہیں ان سے جنگ کرو، پس وہ اس کے ساتھ اہل یمن کی طرف گئے پس  
جب جبانہ یسوع کی طرف نکلے تو کوچہ کے سرے پر انہیں امر شاکر کی ملاقاتوں  
نے اسے قتل کر دیا پس جبانہ میں جیب داخل ہوئے تو یا ثارات الحسین کا  
نعرہ بلند کیا تو یہ نعرہ یزید بن عمر بن مران ہمدانی نے سنا تو اس نے کہا  
یا ثارات عثمان تو ان سے رفاہ بن شداد نے کہا ہمارا عثمان سے کیا  
تعلق میں اس قوم سے مل کر جنگ نہیں کرتا جو عثمان کے خون کا مطالبہ چاہتی  
ہے پس اس سے اس کی قوم کے کچھ افراد نے کہا تو یہی ہیں لیکر آیا تھا اور  
ہم نے تیری اطاعت کی ہے یہاں تک کہ جیب ہم نے اپنی قوم کو دیکھا ہے  
تو ایں انہیں پکڑ رہی ہیں تو تم نے کہا ہے کہ واپس مڑ جاؤ اور انہیں  
چھوڑ دو پس وہ انہیں کی طرف مڑا اور وہ کہہ رہا تھا

”میں ابن شداد ہوں علی کے دین پر ہوں میں عثمان  
کا دوست تیس میں آج جنگ کی آگ کی گرمی میں داخل ہو گیا اور اس میں  
سستی نہیں کروں گا پس جنگ کر کے مارا گیا یہ رفاہ پہلے تھا اس کے ساتھ تھا۔  
جب یہ دن آیا تو اہل کوفہ کی معیت میں جنگ کی جب یزید بن عمر سے سنا  
کہ یا ثارات عثمان کہہ رہا ہے تو ان سے لوٹ آیا اور تھا رکی معیت میں  
جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوا۔ اور یزید بن عمر بن ذی مران اور نعان بن  
صہبان جرجی (ظاہر) جو عابد تھا مارا گیا اور فرات بن زحر بن قیس مارا  
گیا اور ابوہریرہ بن زبیری ہوا اور عبد اللہ بن سعید بن قیس مارا گیا اور عمر بن

معتف مارا گیا اور عبدالرحمن بن عتف نے جنگ کی ہمت تک نہ نہی ہو گیا اور لوگ اسے ہاتھوں میں اٹھا کر لے گئے اور وہ باسدھ تھا اور اس کے گرد اوز قید گئے لوگوں نے جنگ کی اور اہل مین کو بری طرح شکست ہوئی اور اہل مین کے گھروں سے پانچو افراد قید ہوئے کہ جن کی شکلیں بندھی ہوئی تھیں اور انہیں قمار کے پاس لایا گیا تو قمار تے انہیں حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس کے سامنے پیش کرتے کا حکم دیا اور کہا دیکھو ان میں سے جو بھی حسین علیہ السلام کے قتل کرنے میں موجود تھا تو اس کا بچہ بتاؤ پس ہر اس شخص کو قتل کیا جو ان میں سے حسین علیہ السلام کے قتل میں موجود تھا پس ان میں سے دو سو اٹھتالیس افراد کو قتل کیا اور اس کے ساتھی ہر اس شخص کو قتل کرنے لگے جو انہیں اذیت و تکلیف پہنچاتا تھا۔

جب قمار نے یہ سنا حکم دیا کہ جتنے قیدی باقی رہ گئے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے اور ان سے عہد و میثاق لے لے کہ وہ قمار کے خلاف کسی دشمن کے ساتھ اکٹھے نہیں ہوں گے اور قمار اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کوئی باغیانہ حرکت اور دھوکہ بازی سے قتل وغیرہ نہیں کریں گے اور قمار کے منادی نئے نئے لوگ جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں رہے مگر وہ کہ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خون میں شریک ہوا تھا اور عمرو بن حجاج زبیدی جو کہ ان لوگوں میں سے تھا جو حسین علیہ السلام کی شہادت میں شریک ہوئے تھے لہذا وہ اپنی سواری پر سوار ہو کھڑا قمار کے راستہ پر چل پڑا اور اس وقت تک اس کی تیر نہیں ملی اور بعض کہتے ہیں کہ قمار کے ساتھی اسے جا ملے اور وہ پیاس کی شدت سے گر پڑا اور انہوں نے اس کو ذبح کر کے کھا کر مار لیا

اور جب قرأت بن زحر بن قیس مارا گیا تو عائشہ بنت خلیفہ بن عبد اللہ جعفیہ نے  
 مختار کی طرف پیغام بھیجا اور  
 اس سے سوال کیا کہ اسے اس کے دفن کرنے کی اجازت دی جائے مختار  
 نے اجازت دے دی اور اس خاتون نے اسے دفن کیا اور مختار نے  
 اپنا ایک غلام بھیجا کہ جسے زہلی کے نام سے پکارا جاتا تھا شمر بن ذی الجہن  
 کی تلاش میں زہلی کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے پس جب شمر کے قریب  
 پہنچے تو شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھ سے دور ہو جاؤ شاید وہ مجھ میں  
 طبع رکھتا ہے تو وہ اس سے دور ہو گئے پس زہلی نے شمر میں طبع کیا پھر  
 شمر نے حر کے اسے قتل کر دیا اور شمر وہاں سے چلا یہاں تک کہ شام کے  
 قریب سدھم میں اترا پھر وہاں سے چلا یہاں تک کہ ایک بستی میں اترا کہ جسے  
 کھانیہ کہا جاتا ہے بونہر کے کنارے ایک ٹیلہ پر ہے پھر ان بستی والوں کی طرف  
 کسی کو بھیجا اور مضبوط کام کرنے والا قاصد یا غیر مسلمان شخص ان میں سے  
 لیا اور اس کو مارا اور کہا کہ میرا یہ خط مصعب بن زبیر کے پاس لے جاؤ  
 پس وہ قاصد گیا یہاں تک کہ بستی میں داخل ہوا اور اس میں ابو عمرہ قمار کا  
 فرجی ان سے موجود تھا اور مختار نے اسے اس بستی کی طرف بھیجا تھا تاکہ وہ  
 اس کے اور اہل بصرہ کے درمیان نگہبانی اور محافظت کا کام کرے یہ غیر  
 مسلمان قاصد اس بستی کے ایک اور ڈاکہ کو ملا اور اس سے شمر کے صلوٰۃ کی  
 شکایت کا وہ یہ باتیں کر رہا تھا کہ اچانک اس کے قریب سے ابو عمرہ  
 کے ساتھیوں میں سے ایک شخص جس کا نام عبدالرحمن بن ابی کثود تھا گذرا  
 اس نے خط اور اس کا عنوان تھا مصعب بن زبیر کے لیے شمر کی جانب سے

تو اس نے اس قاصد سے پوچھا کہ شمر کہاں ہے تو اس نے وہ جگہ بتائی تو اس کے درمیان نہیں تھا مگر تین فرسخ کا فاصلہ راوی کتابے پس وہ بڑے شمر کی طرف چل رہے تھے اور شمر سے اس کے ساتھیوں نے کہا تھا کاش تو ہمارے ساتھ اسی بستی سے کوئٹہ کر جائے کیونکہ ہمیں اس سے ڈر لگتا ہے تو اس نے کہا یہ سب کو کچھ بہت بڑے پھوٹے (خمار) کے ڈر سے ہے خدا کی قسم میں تین دن تک اس جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاؤں گا خدا ان کے دلوں کو رعب سے بھر دے وہ سوئے ہوئے ہیں کہ اچانک گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی گئی تو وہ آپ میں کہنے لگے یہ گھوڑوں کی آواز ہے پیروہ شدت کھڑ گئی پس اس کے ساتھی اٹھنا چاہتے تھے کہ اچانک گھوڑے ٹیلے بھاگنے لگے پس انہوں نے تکبیر کی آواز بلند کی اور گردوں کو گھیر لیا پس شمر کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے گھوڑے بھی پھوڑ گئے اور شمر لین اٹھا اور اس نے ایک لنگ باندھ رکھی تھی اور وہ مبروص تھا اور اس کی ہونڈی اس چادر کے اوپر سے نظر آتی تھی اور وہ نیزہ سے ان سے لڑ رہا تھا اور انہوں نے اس کے لباس اور ہتھیار پہننے نہ دیئے اور اس کے ساتھی بھی اس سے جدا ہو چکے تھے جب وہ اس سے دور چلے گئے تو تکبیر کی آواز سنی اور کہنے والا کہہ رہا تھا خبیث مار گیا اسے ابن ابونوؤن نے قتل کیا ہے اور یہی وہ شخص تھا جس نے قاصد کے پاس اس کا خط دیکھا تھا اور اس کا بدن کتوں کے لیے پھینک دیا گیا۔

اور خمار قصر الامارہ کی طرف جاتے سبيع سے آیا اور اس کے ساتھ سراقہ بن مرداس بارتی اسیر و قیدی تھا اس نے پکار کر کہا مجھ پر احسان



میں ذی الحجہ کی چھ ساتیں باقی تھیں اور رؤسار قبیلہ نکل کر بصرے چلے گئے اور  
فخر حسین علیہ السلام کے قاتلوں کے لیے اکیلا اور کہا جارا یہ دین نہیں کہ  
ہم حسین کے قاتلوں کو زندہ رہنے دیں ورنہ میں دنیا میں برا آل محمد صلی اللہ  
علیہ وآلہ کا ناصرو مددگار ہوں اس وقت کذاب اور چھوٹا ہوں جیسا کہ  
لوگوں نے میرا نام رکھا ہے میں قاتلین حسین کے خلاف اللہ سے اعانت طلب  
کرتا ہوں پس مجھے ان کے نام بتاؤ پھر ان کا پیچھا کرو یہاں تک کہ انہیں  
قتل کرو میرے لیے کھانا پینا تو شکوہ نہیں کرے تک میں زمین کو ان سے  
پاک نہ کر لوں۔

پس فتنار کو عبد اللہ بن اسید جہنی، مالک بن بشیر مدی اور حمل بن  
مالک عسلی کی طرف رہنمائی کی گئی پس فتنار نے ان کی طرف اپنے آدمی  
بھیجے اور انہیں قادیسہ سے حاضر کیا پس جب انہیں دیکھا تو کھائے اللہ  
اور اس کے رسول کے دشمنوں کہاں ہیں حسین بن علی علیہ السلام حسین مجھے  
لاکے دو تم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن پر صلوات بھیجے گئیں حکم دیا  
کیا تھا تو انہوں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے ہمیں مجبور کر کے بھیجا گیا پس  
ہم پر ہمت و احسان کیجئے اور ہمیں زندہ رہنے دیں تو فتنار نے ان سے  
تم نے حسین اپنے نبی کے فواسر پر احسان کیوں نہیں کیا انہیں باقی رہنے دیجئے  
اور انہیں پانی پلاتے اور بدئی امام حسین کی ٹوپی لے گیا تھا پس اس کے  
باتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور اسے ٹڑپتا ہوا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ  
مر گیا اور دوسروں کو بھی قتل کر دیا۔

اور زیاد بن مالک ضبعی، عمران بن خالد قشیری، عبد الرحمن بن

ابو نضارہ بجلی عبد اللہ بن عباس خولانی کے بارے میں حکم دیا اور انہیں اس کے پاس حاضر کیا گیا جیب انہیں دیکھا تو کہا اے صالح اور نیک لوگوں کے قاتلو اے جنت کے جوانوں کے سردار کے قاتلو آج خدا تم سے قصاص لے گا تمہیں درس (ایک قسم کی توبہ ہے) منحوس دل میں لے آئی ہے ان لوگوں نے وہ درس لوٹی تھا جو حسین کے ساتھ تھی پھر ان کے قتل کا حکم دیا، اور اس کے پاس عبد اللہ اور عبد الرحمن صلحت کے دو بیٹے اور عبد اللہ بن دھب بن عمرو ہمدانی جو احشی ہمدانی کا چچا زاد تھا کو حاضر کیا گیا ان کے قتل کا حکم دیا اور انہیں قتل کیا گیا، اور اس کے پاس ثمان بن خالد بن اسید دھانی تھیں اور ابواسامہ بن بشر بن شعیبہ تانسی کو حاضر کیا گیا اور یہ دو عبد الرحمن بن عقیل کے قتل میں شریک ہوئے تھے اور ان کا لباس و ہتھیار لوٹے تھے ان کی گردنیں اڑا کر انہیں جلا دیا گیا پھر خولی بن یزید ابھی کی طرف آدمی بھیجے اور وہ امام حسینؑ کا سر اٹھانے والا تھا تو وہ بیت الخلاء میں چھپ گیا قتل کے ساتھی گھر میں داخل ہو کر اسے تلاش کرنے لگے تو اس کی بیوی نکلی کہ جس کا نام عیوف بنت مالک تھا وہ اس کی دشمن و مخالف ہو گئی تھی جیب سے وہ سر امام حسینؑ لے کر آیا تھا اس نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا تیرا شوہر کہاں ہے اس نے زبان سے کہا مجھے پتہ نہیں اور ہاتھ بیت الخلاء کی طرف اشارہ کیا پس وہ اس میں گئے تو دیکھا کہ اس نے سر پہ ٹوکرا رکھا ہوا تھا پس اسے نکالا اور گھروالوں کے پہلوں میں قتل کر کے اسے آگ سے جلا یا خدا تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔

عمر سعد وغیرہ کو جو امام حسینؑ کو شہید کرنے میں موجود تھے کا قتل ہونا۔



پھر مختار نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کل میں ضرور ایک ایسے شخص کو قتل کر دوں گا جس کے قدم بڑے بڑے ہیں آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں جس کے ابرو اٹھے ہوئے ہیں جس کا قتل مومنین اور ملائکہ مقربین کو خوش کریگا اور اس کے پاس بیہوش بن اسود نخعی موجود تھا وہ تاڑ گیا کہ مختار کی مراد عمر سعد ہے وہ اپنے گھر آیا اور اس نے اپنے بیٹے عریان کے ساتھ کسی کو بھیج کر اسے بتایا جب اس نے عمر سے جا کر کہا تو عمر سعد نے کہا خدا تمہارے باپ کو جزائے قیصر دے عمرو و موثیق کے بعد کس طرح مجھے قتل کرے گا اور عبد اللہ بن جعدہ بن ہبیرہ مختار کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ عترم تھا حضرت علیؑ سے قرابت کی وجہ سے اس سے عمر سعد نے بات کی کہ وہ مختار سے اس کے لیے امان لے عبد اللہ نے ایسا کیا اور مختار نے بھی اسے امان لکھ دی اور اس میں شرط کی کہ کوئی حدیث اس سے نہ ہو اور حدیث سے مراد لی کہ وہ بیت الخلاء میں داخل نہ ہو اس کے بعد عمر سعد اپنے گھر سے نکلا بعد اس کے کہ عریان اس کے ہاں سے واپس گیا اور حمامہ میں آیا اور اپنے غلام کو اس کی اور مختار کی امان کی خبر دی تو اس کا غلام اس سے کہنے لگا اور کون سا حدیث (نباکام) اسی سے زیادہ بڑا ہے کہ جو تو نے کیا ہے تو نے اپنا گھر والے اور ساز و سامان چھوڑا ہے اور یہاں تک آیا ہے واپس چلا جا اور اپنے خلاف سبیل راستہ نہ بنا تو واپس آگیا اور وہ غلام مختار کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ عمر گھر سے چلا گیا ہے اس نے کہا ہرگز نہیں اس کی گردن میں ایک ایسی زنجیر ہے جو اسے واپس لے آئے گی مختار نے صبح کی تو ابو عمرہ کو عمر کے پاس پایا وہ آکر اس سے کہنے لگا امیر کے حکم پر لبیک کہو عمر اٹھا تو اپنے جبہ ہی سے پھیلا تو ابو عمرہ

نے منے نوار مار کر قتل کر دیا اور اس کا سر لیکر مختار کے پاس آیا تو مختار نے  
 عمر کے بیٹے حفص بن عمر سے کہا جو مختار کے پاس بیٹھا تھا کیا جانتے ہو یہ کون ہے  
 اس نے کہا ہاں اس کے بعد زندگی میں کوئی خیر و بھلائی نہیں تو مختار کے حکم  
 سے اسے بھی قتل کر دیا گیا تو مختار نے کہا یہ حسین کے بدلے اور یہ علی بن حسین  
 کے بدلے لیکن یہ برابر نہیں ہیں خدا کی قسم اگر چار ہیں سے تین حصہ قریش کے میں  
 آپ کے بدلے قتل کرو تو آپ کے ایک پورے کے برابر بھی نہیں۔

اور مختار کے اس کے قتل کے سلسلہ میں ہیمان میں آنے اور برا بھلا بھٹہ ہونے  
 کا سبب یہ تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری محمد بن خنیفہ کے پاس آیا اور انہیں  
 سلام کیا اور ان کے درمیان گفتگو شروع ہوئی یہاں تک کہ مختار کا ذکر آیا  
 تو بن خنیفہ نے کہا وہ گمان کرتا ہے کہ چار اشیعہ ہے حالانکہ حسین کے قاتل  
 اس کے پاس کرسیوں پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں جب یزید پلٹ کر آیا تو  
 مختار کو یہ چیز بتائی تو مختار نے عمر سعد کو قتل کر کے اس کا سر ابن خنیفہ کی  
 طرف بھیجا اور انہیں لکھا جس میں جو آیا کہ جس جس پر اسے قدرت حاصل ہوئی  
 انہیں قتل کیا ہے اور وہ ان باقیوں کی تلاش میں ہے کہ جو حسین کے قتل میں  
 حاضر تھے۔

عبداللہ بن شریک نے کہا میں نے رنگ برنگ عیائیں اور سیاہ ٹوپیاں  
 پہننے والے ہاتھوں میں فلاہے پہننے والوں کو دیکھا کہ جب عمر سعد ان کے  
 قریب سے گزرتا تو کہتے کہ یہ حسین کا قاتل ہے اور یہ اس سے پہلے کی بات  
 ہے کہ وہ آپ کو قتل کرتا اور ابن اسیر بن نے کہا ہے کہ حضرت علی نے عمر  
 سعد سے کہا تھا تیری کیا کیفیت ہوگی جب تو ایسے مقام پر کھڑا ہوگا۔

پھر مختار نے حکیم بن ظہیر لماثی کی طرف اپنے آدمی بھیجے اس نے جناب علی بن علی علیہ السلام کا لباس واسلحہ لٹا تھا اور امام حسینؑ کو بھی تیر مارا تھا اور کہتا تھا کہ میرا تیر آپ کے قمیص سے اٹک گیا تھا لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا پس مختار کے ساتھی اس کے پاس آئے اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اس کے گھر والے گئے اور عدی بن حاتم کو شیعہ بنایا پس عدی نے اس کے بارے میں ان سے بات کی تو انہوں نے کہا یہ معاملہ مختار کے ہاتھ میں ہے پس عدی مختار کے پاس گیا تاکہ اس کے بارے میں سفارش کرے اور اس نے اس کی قوم کے چند افراد کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی تھی کہ جو جہانہ بیع کے دن پکڑے گئے تھے تو شیعوں نے کہا ہمیں خوف ہے کہ مختار اس کی شفاعت قبول کر لے پس اسے تیر مار مار کر مار دیا جیسا کہ حسین کو اتنے تیر مارے گئے تھے کہ آپ کے جسم پر تیر قفقذ کے کانٹے معلوم ہوتے تھے پس عدی مختار کے پاس گیا مختار نے اسے اپنے پاس بٹھایا تو عدی نے اس کے بارے میں سفارش کی تو مختار نے کہا کیا آپ جانتے سمجھتے ہیں کہ آپ حسینؑ کے قاتلوں کی سفارش کریں عدی نے کہا اس پر جھوٹ بولا گیا ہے مختار نے کہا تو پھر ہم اسے آپ کے لیے چھوڑ دیتے ہیں، اتنے میں ابن کامل داخل ہوا اور مختار کو اس کے قتل ہونے کی خبر دی تو مختار نے کہا تمہیں اس میں کیا جلدی تھی اسے میرے پاس کیوں نہیں حاضر کیا حالانکہ مختار کو اس کے قتل کی خوشی تھی تو ابن کامل نے کہا اس کے بارے میں شیعہ مجھ پر غالب آگئے تو عدی نے ابن کامل سے کہا تو جھوٹ بولتا ہے لیکن تجھے گمان ہوا کہ وہ شخص جو تجھ سے بہتر ہے مقریب اس کی سفارش کریگا اس لیے تو نے

اسے قتل کر دیا ہے پس ابن کمال نے مدی کو برا بھلا کہا تو مختار نے اسے اس سے منع کیا۔

اور مختار نے علی بن الحسین علیہ السلام کے قاتل جو کہ منقذ بن مرہ تھا قبیلہ عبد النقیس سے کی طرف اپنے سپاہی بھیجے اور وہ شجاع و بہادر تھا پس انہوں نے اس کے گھر کو گھیر لیا پس وہ ان کے مقابلہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جب کہ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا پس ان سے نیزہ کے ساتھ لڑتا رہا اس کے ہاتھ پر تلوار لگی اور وہ ان سے جھاگ کھڑا ہوا اور نکل گیا اور مصعب بن زبیر سے جا ملا بعد میں اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اور مختار نے زید بن رقاد حیاتی کی طرف آدمی بھیجے وہ کہا کرتا تھا میں نے ان میں سے ایک نوجوان کو تیر مارا تھا کہ جس کی ہتھیلی اس کی پیشانی پر تھی جو تیر سے بچنا چاہتا تھا تیر نے اس کی ہتھیلی اس کی پیشانی کے ساتھ جوڑ دی اور وہ اپنی ہتھیلی کی پیشانی سے اگ نہ کر سکا اور وہ نوجوان عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھا اور جب میں نے اسے تیر مارا تھا تو اس نے کہا تھا خدا بایا انہوں نے ہمیں کم سمجھا اور ہمیں ذلیل و خوار سمجھا پس انہیں قتل کر جیسا انہوں نے ہمیں قتل کیا ہے پھر اس نے اس جوان کو ایک اور تیر مارا اور کہا کرتا تھا جب میں اس کے پاس آیا تو وہ دم توڑ چکا تھا پس میں نے وہ تیر کہ جس سے میں نے اسے قتل کیا تھا اس کے پیٹ سے نکالا اور دوسرا تیر میں ہلا ہلا کر اس کی پیشانی سے نکالتا رہا یہاں تک کہ تیر تو میں نے لے لیا لیکن اس کا پھل اندر رہ گیا جب مختار کے ساتھی اس کے پاس آئے تو وہ تلوار لیکر ان کی طرف نکلا تو ابن کمال نے ان سے

کہا اسے تیرہ اور تلوار نہ مارو بلکہ تیر اور پتھر مارو پس انہوں نے ایسا ہی کیا پس وہ لعین گھر بڑا اور پھر اسے زندہ جلا دیا۔

اور مختار نے سنان بن انس کو تلاش کیا کہ جو حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کا مدعی تھا تو دیکھا کہ وہ بصرہ کی طرف بھاگ گیا ہے پس اس کا گھر مندم کر دیا۔

اور عبداللہ بن عقبہ غزو کی تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ کی طرف بھاگ گیا ہے تو اس کا گھر بھی مسمار کر دیا اور اس نے خاندان رسالت کے ایک نو خیز بچہ کو شہید کیا تھا اور بنی اسد میں سے ایک دوسرے شخص کو تلاش کیا کہ جسے مرد بن کابل کہتے تھے اس نے بھی حسین کے اہل بیت میں سے ایک شخص کو شہید کیا تھا وہ بھی نکل گیا اور قبیلہ خثعم میں ایک شخص کو کہ جس کا نام عبداللہ بن عمروہ خثعمی تھا تلاش کیا اور وہ کتتا تھا کہ میں نے انہیں بارہ تیر مارے ہیں وہ بھی نکل گیا اور مصعب بن زبیر سے جا ملا اس کا گھر بھی مسمار کر دیا۔

اور عمرو بن صبیح مدائی کو تلاش کیا وہ کتتا تھا میں نے انہیں نیزے و تیر مارے ہیں اور زخمی کئے ہیں لیکن کسی کو قتل نہیں کیا پس وہ رات کو آیا اور گرفتار ہو کر مختار کے سامنے پیش ہوا تو حکم دیا کہ نیزے لائے جائیں اور وہ اسے مارے جائیں یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

اور مہربن اشعث کی طرف بھیجا اور وہ اپنی ایک بستی میں تھا کہ جو تھادیرہ کے پہلو میں تھی اس کو تلاش کیا تو وہ نہ ملا اور وہ بھی مصعب کی طرف بھاگ گیا تھا مختار نے اس کا گھر بھی مسمار کر دیا اور اس کی اینٹوں

اور مٹی سے حجر بن عدی کندی کا گھر بنایا کہ جسے ابن زیاد نے مسمار کیا تھا۔

## ابراہیم بن اشتر کا ابن زیاد سے جنگ کرنے جلانا

اور اسی سال ذی الحجہ کی آٹھ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم بن اشتر عبد اللہ بن زیاد سے جنگ کرتے چلے اور ابراہیم کا اوھر جانا مختار کے سبیح کی جنگ سے فارغ ہونے کے دو دن بعد تھا اور مختار نے ابراہیم کے ساتھ اپنے ساتھیوں میں سے شاہو اور پھرے مہرے والے اہل بصیرت کو جو تجربہ کار بھی تھے اور مختار نے خود اس کی مشابعت کی جب وہ عبد الرحمن بن ام الحکم کے ویر (گرجا) تک پہنچا تو مختار کے ساتھی اسے آئے کہ من کے ساتھ کرسی تھی کہ جسے وہ سفید سیاہی مائل خچر پر لادے ہوئے تھے اور وہ ابراہیم کے لیے نصرت کی دعا مانگتے اور خدا سے نصرت و مدد طلب کرتے تھے اور کرسی کا محافظ و نگران حوشب برسی تھا جب مختار نے انہیں دیکھا تو کہا۔ اعاورب المرسلات عرفاء لیقتلن بعد صف صفاً وبعد الف فاسطین انفاء خبر و قسم ہے دھیمی چلتے والی ہواؤں کے پروردگار کی صفوں کے بعد صفیں قتل ہونگی اور ہزار کے بعد حق سے عدول کرتے والوں کے اور ہزار، پھر مختار نے اسے وداع کیا اور کہا تین چیزیں مجھ سے لے لو اللہ عزوجل سے خلوت و جلوت میں ڈرتے رہو اور جلدی چلو اور جیب دشمن سے سامنے ہو تو سامنا کرتے ہی جنگ شروع کر دو۔

اور مختار واپس آگیا اور ابراہیم چلا گیا پس کرسی والوں تک پہنچا کہ جو اس کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے کہ اور انہوں نے ہاتھ آسمان کی طرف

اٹھائے ہوئے تھے اور اللہ سے دعا کر رہے تھے تو ابراہیم نے کہا خدایا ہمارا مؤلفہ نہ کرنا ان چیزوں سے کہ جو ہم میں سے سفہاء اور بیوقوف کرتے ہیں یہ نبی اسرائیل کی سنت ہے اس کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس جس وقت کہ وہ اپنے پچھڑے پردک گئے پھر وہ لوگ پلٹ آئے اور ابراہیم آگے چلا گیا۔

### ابن زیاد ملعون کا قتل ہونا

جب ابراہیم بن اشتر کو قہ سے چلا تو تیز رفتاری سے کام لیا تاکہ ابن زیاد سے جا ملیں اس سے پہلے کہ وہ عراق کی سرزمین میں داخل ہو اور ابن زیاد ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ شام سے چلا تھا اور موصل پہنچ کر اس نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں پس ابراہیم چلا اور عراق کی زمین پیچھے چھوڑی اور موصل کے علاقہ میں داخل ہو گیا اور اپنے ہر اول دستے پر طفیل بن لقیط نخعی کو مقرر کیا جو شجاع اور بہادر تھا۔

جب ابن زیاد کے قریب پہنچ گیا تو اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور نیسی چلتا تھا مگر تیاری اور اجتماع کے ساتھ مگر یہ کہ طفیل کو اطلاع کے طور پر بھیجا گیا تھا کہ وہ موصل کے علاقہ میں خازر کی نہر تک پہنچ گیا اور یار شباہی میں اتر پڑا اور ابن زیاد اس کی طرف بڑھایا ہوا تھا کہ ان کے قریب نہر خازر کے کنارے پر

اور عمیر بن جباب سلمیٰ نے جو کہ ابن زیاد کے ساتھیوں میں سے تھا ابن اشتر کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے ملو اور قبیلہ قلیس سارا کا سارا عبد الملک

ابن مروان سے بعض کینہ رکھتا تھا مزح راہط کی جنگ کی وجہ سے اور عبدالملک کا سارا لشکر اس وقت قیدہ کلب میں سے تھا پس غیر اور ابن اشتر نے تو میر نے اسے بتایا کہ وہ ابن زیاد کے لشکر کے مہیہ پر ہے اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ شکست قبول کر کے پیچھے ہٹ جائے گا ابن اشتر نے کہا تیری کیا رائے ہے میں اپنے گرو خندق کو دلوں اور دہن دن توقف کروں غیر نے کہا ایسا نہ کرو وہ قریب ہی چاہتے ہیں جنگ کو طول دینا ان کے لیے بہتر ہے وہ بہت زیادہ اور تم سے کئی گنا ہیں طول دینے میں کم لشکر زیادہ لشکر کی اطاعت نہیں رکھتا لیکن ان سے فوراً لڑ جاؤ کیونکہ وہ تمہارے رعب و خوف سے بھرے ہوئے ہیں اور اگر وہ میرے ساتھیوں کو سونگھ لیں اور ایک دن کے بعد دوسرے دن ان سے اور ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ تو ان سے مانوس ہو جائیں گے اور ان میں جرات پیدا ہو جائے گی تو ابراہیم نے کہا اب مجھے معلوم ہو گیا کہ تم میرے غلط ہو میرے ساتھی نے بھی مجھے یہی وصیت و نصیحت کی ہے تو میر نے کہا اس کی اطاعت کر کیونکہ اسی بوڑھے کو جنگ کا تجربہ ہے اور اس نے اس کی اتنی مصیبتیں جھیلیں اور تجربے حاصل کیے ہیں کہ کسی نے نہیں کیے جب صبح ہو تو حملہ کر دے، اور غیر اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ آیا۔

اور ابن اشتر اپنی ڈاڑھ کو سخت کرتا رہا اور ساری رات نہیں سو یا یہاں تک کہ جب صبح کاؤب ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور ان کے مختلف دستہ بنائے اور ان پر افسر مقرر کیے اور سفیان بن یزید از دی کو مہینہ پر اور علی بن مالک عثمی کو اپنے میرہ پر اور وہ احوص کا بھائی تھا اور عبدالرحمن



بن عبد اللہ کو جو ابیہم بن اشتر کا ماورئ بھائی تھا گھڑ سواروں پر مقرر کیا اور اس کا گھڑ سوار دستہ کم تھا اور طفیل بن لقیط کو پیادہ فوج پر مقرر کیا اور اس کا علم قراحم بن مالک کے ہاتھ میں تھا۔

جب صبح کی پوچھوٹی تو تاریکی میں نماز صبح پڑھی پھر نکلا اور اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی اور ہر امیر کو اس کی جگہ لاکھڑا کیا اور ابیہم گھڑے سے اتر کر چل رہا تھا اور لوگوں کو ابھارتا اور فتح و کامیابی آرزو اور تمنا دلاتا تھا اور کچھ دیر چلا اور ایک بہت بڑے ٹیلے نے جھونکا جو دشمن پر مشرف اور وہاں سے اسے جھونکا جاتا تھا اچانک دیکھا کہ ان میں سے ابھی کسی نے حرکت تک نہیں کی پس اس نے بعد اللہ بن زہیر سلوانی کو بھیجا تاکہ وہ ان کی خبر لے آئے پس وہ واپس آیا اور اس سے کہا کہ یہ لوگ دہشت و کمزوری میں نکلا ہے ان میں سے ایک شخص مجھے ملا اور ان میں کوئی بات نہیں مگر یہ کہ انے ابو تراب کے قبیو اے جھوٹے فتنہ کے شیعو وہ کہتا ہے میں نے اس شخص سے کہا وہ چنچو ہمارے درمیان ہے وہ گالی گلوں سے اجل دار فتح ہے۔

اور ابیہم سوار ہوا اور جھنڈوں کی طرف چلا اور انہیں برا بگبنا کر سنا اور یاد دلاتا تھا جین علیہ السلام، ان کے اصحاب اور ان کے اہل بیت سے ابن زیاد کے قتل و سلوک کو ان کے قید کرنے انہیں قتل کرنے اور ان سے پانی کو بند کرنے میں اسے اور اپنی فوج کو ان کے شہید کرنے پر برا بگبنا کرنے میں سے

اب وہ لوگ بھی اس کی طرف بڑھے اور ابن زیاد نے اپنے میمنہ پر

حصین بن نمیر سکونی کو اور میسرہ پر عمر بن حباب سلمیٰ کو اور مگر سواروں پر نتر بن  
 بن ذی الکلاء جبری کو جب دونوں لشکر قریب آئے تو حصین نے اہل شام  
 کے صبیحہ کو لے کر ابراہیم کے میسرہ پر حملہ کیا پس علی بن مالک حبشی نے ثابت  
 قدمی دکھائی لیکن وہ شہید ہو گیا پھر اس کا علم قرہ بن علی نے اٹھایا اور وہ  
 بھی شجاع اور بہادر مردوں کے ساتھ مارا گیا اور میسرہ کو شکست ہو گئی  
 پس علم عبد اللہ بن ورقاء بن جنادہ سلولی نے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ کے صحابی حبش بن جنادہ کا بھتیجا تھا اور بھاگنے والوں کے سامنے کھڑا  
 ہو گیا اور کہا اے اللہ کے سپاہیوں میری طرف آؤ پس اکثر لوگ اس کی  
 طرف پلٹ آئے پس اس نے کہا تمہارا امیر یہ ہے جو ابن زیاد سے لڑ رہا  
 ہے ہمارے ساتھ مل کر اس کی طرف پلٹو پس وہ پلٹ آئے اور اچانک  
 ابراہیم سر کھولے ہوئے پکار رہا تھا میری طرف آؤ اللہ کے سپاہیو میں  
 اشتہار کا بیٹا ہوں تمہارا بہتر فرار پلٹ کر حملہ کرنا ہے وہ گنہگار نہیں خواہ اٹلی  
 کے اسباب کو دور کر دے پس اس کے ساتھی پلٹ آئے اور ابراہیم کے  
 میسرہ نے ابن زیاد کے میسرہ پر حملہ کیا اور وہ امید رکھتے تھے کہ عمر بن حباب  
 شکست کھائے گا جیسا کہ اس کا گمان تھا لیکن غیرتے شدید جنگ کی اور  
 بھاگنے کو ناپسند کیا۔

جب ابراہیم نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنے ساتھیوں سے کہا اس سوادِ اطم  
 سب سے بڑی سپاہ کو ہدف و مقصد بناؤ خدا کی قسم اگر اے ہم نے شکست  
 دے دی تو بے دایں بائیں کی فوج ہم سمجھ رہے ہیں یہ ڈرے ہوئے  
 پرند کی طرح نتر بنتر ہو کر اڑ جائے گی پس ابراہیم کے ساتھی قلب لشکر کی

طرف چلی پڑا پس ایک دوسرے کو نیزے مارے پھر تلواروں اور گرزوں کی طرف گئے پس کچھ دیر تک اس سے اضطراب پیدا ہوا اور لوہے پر لوہے کے پڑنے کی آواز اس طرح تھی جیسے دھویوں کے کڑے پٹکنے کی آواز ہوتی ہے اور ابراہیم اپنے عہدار سے کہتے اپنے جھنڈے کے ساتھ ان میں ڈوب جاتا تو وہ کتا آگے بڑھنے کا رستہ نہیں ہے تو ابراہیم یہ کہتے یہ ٹھیک ہے پس جب وہ آگے بڑھتا تو ابراہیم تلوار سے شدید حملہ کرتا تھا شخص پر نہیں مارتا تھا مگر یہ کہ اسے پچھاڑ دیتا اور بار بار ابراہیم نے اپنے سامنے کے لشکر پر اس طرح حملہ کیا گو یا وہ بکری کے بچے ہیں اور اس کے ساتھیوں نے بھی ایک مرد ایسا حملہ کیا اور گھمان کی ٹرائی ہوئی اور ابن زیاد کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور دونوں طرف سے بہت زیادہ لوگ مارے گئے اور بعض نے کہا ہے کہ عمیر بن حباب سب سے پہلے بھاگا اور اس کی پہلی جنگی معذوری دھپوری کی وجہ سے تھی جب وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تو ابراہیم نے کہا کہ میں ایک شخص کو ایکے جھنڈے کے نیچے نہر خازر کے کنارے قتل کیا ہے اس کو سلاش کرو کیونکہ میں نے اس سے کستوری کی خوشبو سونگھی ہے اس کے ہاتھ مشرق کی طرف اور پاؤں مغرب کی طرف تھے انہوں نے جاکر تلاش کیا تو اچانک ابن زیاد یعنی مقتول پڑا تھا ابراہیم کی ضرب سے کہ جس نے اسے دو حصوں میں بانٹ دیا تھا اور وہ اسی طرح پڑا تھا جیسا کہ ابراہیم نے ذکر کیا تھا پس اس کا سر کاٹا گیا اور اس کے جسم کو جلا دیا گیا۔

اور شریک بن جریج تغلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر حملہ کیا اور اس کا

گمان یہ تھا کہ عبید اللہ بن زیاد بے پس و دو تو ایک دوسرے کے گلے پڑ گئے  
 پس تغلی نے پکارا بیٹھے اور زانیہ کے بیٹے کو قتل کر دو پس انہوں نے حسین  
 کو قتل کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن زیاد کو شریک بن جرید ہی نے قتل  
 کیا تھا اور یہ شریک جنگ صیفین میں حضرت علی عبید السلام کی معیت میں  
 تھا اور اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی جب حضرت علی کی زندگی کے  
 دن ختم ہوئے تو یہ شریک بیت المقدس جا کر وہیں رہنے لگا جب امام  
 حسین شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اگر کسی ایسے شخص نے ظہور کیا جو  
 امام حسین کے خون کا مطالبہ کرے تو وہ (شریک) ابن زیاد کو قتل کرے گا  
 یا اس کے سامنے قتل ہوگا پس جب قتار نے ظہور کیا حسین علیہ السلام کے خون  
 کا بدلہ لینے کے لیے تو شریک قتار کے پاس آیا اور ابراہیم بن اشتر کے  
 ساتھ گیا جب ان کا آسنا سامنا ہوا تو شام کے گھر سواروں پر حملہ کیا عبید  
 ربیع کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایک صف چیرتے ہوئے ابن زیاد تک  
 پہنچ گئے اور غبار اڑ رہا تھا پس لوہے کے لوہے پر پڑنے کی آواز کے علاوہ  
 کچھ سنائی نہیں دینا تھا جب لوگ ہلے تو اچانک دو تو قتل ہوئے پڑے تھے  
 شریک اور ابن زیاد لیکن پہلا قول زیاد صحیح ہے، اور شریک ہی وہی  
 ہے جس نے کہا: کل عیش قد أراه باطلاً غیر دکن الرمح فی ظل الفرس،  
 ہر قسم زندگی کو میں باطل سمجھتا ہوں سوائے نیزے کو گھوڑے کے سائے میں  
 گاڑنے کے راوی کہتا ہے اور شریک بن ذی الکلاع حمیری بھی مارا گیا اور  
 اس کے قتل کا دعویٰ صفیان بن یزید ازوی و رقاع بن عازب اسدی اور  
 عبید اللہ بن زہیر سلمیٰ نے کہا اور عیینہ بن اسامہ ابن زیاد کے ساتھ تھا

اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے تو وہ اپنچلہن ہندوؤں کے اسماء کو جو عبداللہ بن زیاد کی بیوی تھی وہاں سے اٹھا کر لے گیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا  
 احمق تو ہماری رسیوں کو توڑ رہی ہے تو بسا اوقات میدان جنگ میں نشاندار  
 یہاں دوڑنے ہلاک کیے ہیں اور جب ابن زیاد کے ساتھی شکست کھا گئے تو ابراہیم  
 کے ساتھیوں نے ان کا پیچھا کیا پس جو نہر خازر میں غرق ہوئے وہ ان سے  
 زیادہ تھے جو قتل ہوئے اور انہوں نے ان کی چھادنی پر قبضہ کر لیا کہ جس میں  
 ہر چیز موجود تھی۔

اور ابراہیم نے خوشخبری مختار کو بھیجا جب کہ وہ مدائن میں تھا اور  
 ابراہیم نے اپنے عامل مختلف شہروں میں بھیجے پس اپنے ماوراء النہر عبدالرحمن  
 بن عبداللہ کو نصیبین کی اور اس کے سہارا اور دارا اور جوان کے قریب  
 قریب سرزمین جزیرہ کا علاقہ تھا اس پر قبضہ کر لیا پس زفر بن حارث کو  
 قرقیسیا کا اور حاتم بن نعمان باہلی کو حران رہا و اور سمیسا ط اور اس کے اطراف  
 کا والی بنایا اور یحییٰ بن حباب سلمیٰ کو کفر تو شہا اور طور عبداللہ بن کا حکم بنایا  
 اور ابراہیم نے موصل میں قیام کیا اور حمید اللہ بن زیاد کا سرا اور اس کے ساتھ  
 اس کے اقربوں کے ساتھ تختہ مختار کی طرف بھیجا پس انہیں قصر الامارہ میں  
 پھینکا گیا تو ایک پہلا سا سانپ آیا اور وہ باقی سروں میں سے گرتا ہوا  
 عبداللہ بن زیاد کے منہ میں داخل ہو کر اس کے تھکنے سے نکل آیا پھر اس  
 کے تھکنے میں داخل ہوا اور اس کے منہ سے نکلا یہ عمل اس نے کئی مرتبہ کیا  
 اس مطلب کو نہ دیکھنے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

اور مغیرہ کہتا ہے پہلا شخص کہ جس نے اسلام میں کھوٹے دسہم کے

سکہ بنوائے (یا چھ دیواروں پر بنوائے) عبید اللہ بن زیاد تھا اور عبید اللہ بن زیاد کا ایک عجیب دوربان کہتا ہے میں اس کے ساتھ قصر الامارہ میں داخل ہوا جب اس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا تھا تو اس کے چہرے میں آگ بھڑک اٹھی اس نے اپنی آستین کے ساتھ کہا اس طرح اس کے چہرہ پر تھی تو اس نے کہا کسی سے تم کہنا۔

اور مغیرہ نے کہا مر جانے سے اپنے بیٹے عبید اللہ بن زیاد سے حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد کہا اے خدیثہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے نواسے کو شہید کیا ہے تو کبھی بھی جنت کو نہیں دیکھ سکے گا جو کچھ ہم نے کامل ابن اثیر سے نقل کیا وہ یہاں ختم ہوا اور عمار میں ثواب الاعمال سے اس کی اسناد کے ساتھ عمار بن عمر میمنی سے مروی ہے وہ کہتا ہے جب عبید اللہ بن زیاد لعنہ اللہ کا سر اور اس کے ساتھیوں دان پر خدا کا غضب نازل ہو کے سر لائے گئے تو میں ان سروں کے پاس گیا اور لوگ کہہ رہے تھے آگیا ہے آگیا ہے پس ایک سانپ آیا سروں کے درمیان سے گزر کر عبید اللہ کے نتھنے میں داخل ہو گیا پھر نکلا اور پھر دوسرے نتھنے میں داخل ہوا۔

اور کامل الزیاریہ سے اس کی سند کے ساتھ عبد الرحمن قتوی سے مروی ہے ایک حدیث میں وہ کہتا ہے خدا کی قسم بیزید کو جلدی موت آگئی اور ان کے قتل (یعنی حسین کی شہادت) کے بعد تمتع اور فائدہ نہ اٹھا سکا اور وہ اچانک ہی گرفتار ہوا مسما کی حالت میں رات کو سویا اور صبح کو متغیر حالت میں پایا گیا گو اس پر کھ مل گئی ہے بڑی افسوسناک حالت میں گرفتار ہوا

اور کوئی شخص نہیں بچا ان میں سے کہ جنہوں نے امام حسینؑ کے قتل میں اس کی پیروی کیا اس جنگ کربلا میں شریک تھا مگر یہ کہ وہ جنوں، جذام یا برص کی بیماری میں مبتلا ہوا اور یہ چیز ان کی شکل میں وراثتہ جلی

لدا محمد بن یوسف قرمانی کی اخبار الاول میں ہے کہ یزید بکس یا بھیس ہجری میں پیدا ہوا اور وہ موٹا تازہ تھا اس پر گوشت اور بال زیادہ تھے اور اس کی مال میمون بنت بھدل کہی تھی یہاں تک کہ کہا ہے تو قتل بن ابوقرأت نے کہا میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا پس ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا پس کہا امیر - - یزید نے کہا تو مرے کہا تو امیر المؤمنین کتاب ہے اور حکم دیا تو اس کو بیس کوڑے لگائے گئے۔

رویا فی نے اپنے مستند میں نقل کیا ہے ابر در واء سے وہ کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے سنا پہلا شخص جو میری سنت کو بدلے گا بھی امیر کا ایک شخص ہو گا مجھے یزید کا کہا جائے گا۔

یزید یاد ربیع الاول سن چونتیس ہجری میں ذات الحجب (نویں ماہ) سے مقام حوران میں مرا اور اسے دمشق اٹھا کر لائے اس پر اس کے بھائی خالد اور بعض نے کہا اس کے بیٹے معاویہ نے غمانہ بڑھائی اور باب الصغیر کے مقبرہ میں دفن ہوا اور موجودہ زمانہ میں اس کی قبر قرطبہ (کوڑا کرکٹ) کی جگہ اور اس کی عمر ستیس سال تھی اور اس کی خلافت و حکومت تین سال و نو ماہ تھی۔ کتاب نفس المہمو فی مقبلی الحسین المظلوم جمعہ کے دن عصر کے وقت میں جمادی الاخریٰ ۳۵ اور وہ دن ہے ہمارا سردار قاتلہ نہر اہلوات اللہ علیہا وعلیٰ اہلہا وعلیٰہا وبنیہا کی ولادت کا اس کے مولف مجرم و میسئ

(عجاس بن محمد رضا قمر، عفی اللہ عنہما کے ساتھ سے مکمل ہوئی قیہ مطہر  
 رضویہ کے سامنے علی صاحبہا الاف التسلیم والتحیہ، والحمد للہ اولاد  
 آخر و صلی اللہ علی محمد وآلہ الطہیین الطاہرین المعصومین ہو الموفق والمنجین۔  
 نفس المہموم کا ترجمہ تاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء  
 بروز پیر بوقت پونے بارہ بجے بر مکان عزیز محمد حسن فرزند سید شہناش علی  
 کراچی حقیقہ پر تفسیر سید صفدر حسین بھٹی فرزند سید غلام سرور نقوی مرحوم  
 کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوا

الحمد للہ رب العالمین والصلوة علی خیر خلقہ محمد وآلہ الطہیین۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى وبعد - یہ ایک مختصر سالہ ہے کہ جسے ہم نے اس لیے تحریر کیا ہے تاکہ اسے ہماری کتاب نفس المہموم فی تفتیش الجہنم المتطلوم صلوات اللہ علیہ کے ساتھ ملحق کیا جائے یہ چند فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے جس کا نام میں نے نقشۃ المصدور قیما بتجدد بہ حزن یوم العاشور (سینہ کا درد رکھنے والے کی ہوں عاشور کے دن کے حزن و ملال کی نغمہ کر کے دے اسویریں) رکھا ہے -

اللہ سے مدد طلب کرتی ہے اور تمام امور میں اسی پر توکل ہے -



# پہلی فصل

## حسین علیہ السلام کے چند ایک مناقب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسینؑ کی معرفت مؤمنین کے بطن اور دلوں میں پھپی ہوئی ہے اور شیخ صدوقؒ نے حسین بن علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کے پاس ابی بن کعب موجود تھا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میرا تیرے بیٹے اے ابابکر اللہ اے آسمانوں اور زمین کی زینت تو آپؑ سے ابی نے کہا یا رسول اللہ آپؑ کے علاوہ کوئی شخص کس طرح آسمانوں اور زمین کی زینت ہو سکتا ہے تو آپؑ نے فرمایا اے ابی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ حسین بن علیؑ آسمان میں زینت زمین کے زیادہ بڑا اور عظمت رکھتا ہے بیشک خدا کے عرش کی دائیں جانب لکھا ہے کہ وہ ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہے اور شیخ جلیل ثقہ علی بن محمد خزائنی نے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں تھا اور ابو بکرؓ، عمرؓ، فضل بن عباسؓ، زید بن حارثہؓ اور عبد اللہ بن

مسعود کہ اچانک حسین بن علی علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں داخل ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے انہیں پکڑ لیا اور ان کے بوسہ لیے اس کے بعد فرمایا اے کمزور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاؤ اور اوپر چڑھو کمزور آنکھ والے اور آپ نے اپنا منہ حسین کے منہ پر رکھ دیا اور فرمایا خدا یا میں اسے دوست رکھتا ہوں پس تو اسے دوست رکھ اور اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اے حسین تو امام ہے امام کا بیٹا ہے تو اماموں کا باپ ہے جو تیری اولادیں سے ائمہ ابرار ہیں ۔

علامہ مجلسی رحمہ اللہ بحاری کی کیا ہے اور طبرانی کی حدیث میں ہے عمدہ اسناد کے ذریعہ ابو ہریرہ سے وہ کہتا ہے میرے ان دو کانوں نے سنا اور میری ان دو آنکھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اور وہ جناب اپنی دو ہتھیلیوں کے ساتھ حسن یا حسینؑ کو پکڑے ہوئے تھے اور ان کے دونوں قدم رسول اللہ کے دو قدموں پر تھے اور آپ فرما رہے تھے ۔  
(حوزة حرفة ترقہ عین بقۃ) اے ضعیف و کمزور چھوٹے چھوٹے قدم رکھا اوپر کو چڑھو اے کمزور آنکھ والے

اے بعض کتب معتبرہ کی وساطت سے طاووس یمانی سے روایت ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام جب کھتا رہا ایک جگہ بیٹھتے تو لوگ آپ تک آپ کی پیشانی اور گردن کی سفیدی سے ہدایت حاصل کرتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اکثر اوقات ان کی پیشانی اور گردن کے بوسہ لیا کرتے تھے اور ایک دن جبریل نازل ہوئے پس جناب زہرا علیہا السلام کو سویا ہوا پایا اور حسین علیہ السلام گہوارے میں رو رہے تھے وہ تو انہیں بہلاتے رہے اور تسلی

دیتے رہے یہاں تک کہ جناب سیدہ بیدار ہوئیں اور اس کی آواز سنی جو  
 پہلا رہا تھا پس اوہ راہ دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ  
 نے انہیں خبر دی کہ وہ جبرائیل تھا مولف کہتے ہیں اس روایت کے مدارک  
 اشارہ کرتی ہے وہ روایت کہ جن میں ہے کہ جناب رباب نے اپنے شوہر  
 حسین علیہ السلام کا مرثیہ پڑھا جب وہ شہید ہوئے اور کہا۔ (ان الذی کان  
 نوراً بسرة بکر بلا قتیل غیر مدحون۔ جو ایسا قوی تھا کہ جس سے روشنی حاصل کی  
 جاتی تھی کہ بلا میں و قن کے بغیر مقتول پڑا ہے اور میں نے بعض کتب علم  
 اخلاق میں دیکھا جس کے الفاظ یہ ہیں عمار بن معطلق کہتا ہے میں مدینہ میں  
 گیا تو میں نے حسین بن علی علیہ السلام کو دیکھا تو ان کی اچھی روش اور اچھا  
 منظر اور اس نے اس بغض و مدد کو ابھارا کہ جسے میرا سینہ ان کے باپ  
 کے لیے چھپائے ہوئے تھا تو میں نے ان سے کہا تم ابوتراب کے بیٹے ہو  
 فرمایا ہاں پس میں نے انہیں اور ان کے والد کو برا بھلا کہنے میں اتھاڑ کر  
 تو آپ نے میری طرف عطف و رؤف (شفیق و مہربان) کی طرح دیکھا اس  
 کے بعد فرمایا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 عند العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاہلین واما ینزعنک من الشیطان  
 نزع فاسقن باللہ انہ سمیع علیم الذین اتقوا اذا امسہم طائف من الشیطان  
 تذکروا فاذا هم مبصرون واخوانہم یمدونہم فی الغیثم لا یقصرون  
 میں اللہ سے شیطانِ ریم سے پناہ مانگتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان  
 اور رحیم ہے درگزر کرنا اختیار کرو اور اچھے کام کا حکم دو اور جاہلوں  
 کی طرف سے منہ پھیر لو اور اگر شیطان کی طرف سے تمہاری (امت کے)

دل میں کوئی دغدر پیدا ہو تو تم خدا سے پناہ مانگو کیونکہ اس میں تو شک ہی نہیں وہ بڑا سننے والا واقف کار ہے بیشک جو لوگ پرہیزگار ہیں حبیب کبھی نہیں شیطان کا خیال بھی چھو گیا تو وہ چوتک پڑتے پھر فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ان کا قروں کے بھائی بند شیطان ان کو رد و صراط کے ہنگام کی طرف گھٹنٹے ہیں پھر کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے پھر غم سے فرمایا کام کو آسان کرو میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے استغفار کرتا ہوں اگر تم ہم سے مدد چاہتے ہو تو ہم تمہاری مدد کرتے ہیں اور اگر عطا و بخشش چاہتے ہو تو ہم عطا و بخشش کے لیے تیار ہیں اور اگر رشد و ہدایت کے طلبکار ہو تو ہم ہدایت کرنے کو تیار ہیں عصام کہتا ہے کہ آپ نے مجھ سے ندامت پشیمانی کے آثار و علامات محسوس ہوئے اس چیز سے کہ جو میں نے زیادتی کی تھی تو آپ نے فرمایا آج سے تم پر کوئی الزام نہیں خدا تمہیں بخشے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے کیا تم اہل شام میں سے ہو میں نے کہا جی ہاں تو فرمایا یہ سعادت و طبیعت ہے کہ جسے میں اغزام سے جانتا ہوں (یعنی ہمیں گالیاں دینا نبی امیہ کا شیوہ ہے اور انہوں نے تمہیں سکھایا ہے) خدا ہمیں اور تمہیں زندہ و سلامت رکھے اپنے حاجات میں اور جو امور مجھے ملن ہوں کھلے دل سے انہیں پیش کیجئے تو اپنے بہترین مگن کے ساتھ باؤگے انشاء اللہ عصام کہتا ہے کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود فخر پر تنگ ہو گئی اور میں دوست رکھتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے اندر و جنس دے پھر میں آہستہ آہستہ آپ سے کھسکنے لگا اور دسے زمین پر ان سے اور ان کے باپ سے کوئی شخص زیادہ غیور نہیں تھا مؤلف کہتے ہیں لا تشریب علیکم کا معنی ہے

تم پر کوئی سرزنش اور ملامت نہیں ہے صاحب کشف تے یوسف صدیق کے اپنے  
 بھائیوں کو معاف کرنے اور آپ کے قول لا یتوب علیکم کے سلسلہ میں  
 ایک روایت ذکر کی ہے کہ جس کا یہاں ذکر کرنا مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے اور  
 وہ یہ ہے کہ یوسفؑ کے بھائیوں نے جب انہیں پہچان لیا تو یوسفؑ کے  
 پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمیں صبح و شام اپنے کھانے پر بلاتے ہیں حالانکہ  
 ہمیں آپ سے شرم و حیا آتی ہے اس چیز کی وجہ سے کہ جو پہلے ہم سے زیادتی  
 ہو چکی ہے تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ اہل مصر کا اگر چہ اب میں مالک ہو چکا  
 ہوں وہ اب بھی میری طرف پہلی نگاہ کی طرح دیکھتے اور کہتے ہیں منراور  
 پاک ہے وہ خدا کہ جس نے اس سلام کو جو ہم میں بکاتھا پہنچا دیا  
 یہاں پہنچا دیا اور اب میں تمہاری وجہ سے شریف و عظیم ہو گیا لوگوں کی  
 آنکھوں میں کیونکہ اب انہیں معلوم ہوا ہے کہ تم میرے بھائی ہو اور میں  
 حضرت ابراہیمؑ کی تربیت و اولاد میں سے ہوں، تو یوسف صدیق کی اس  
 کریم عادت و طریقہ کو اپنے بھائیوں سے دیکھے اور گویا شاعر نے ان کی  
 زبان حال کو نظم کیا ہے اپنے اس قول سے (قلت ثقلت اذ ایتت مولدا  
 قال ثقلت کاہلی یا لایادی قلت طولت قال لابل تطولت۔

و ابرمت قال حبل و دادی۔ میں نے کہا میں بار بار آ کر تم  
 پر بوجھ بن گیا ہوں، اس نے کہا کہ میرے کندھے تیرے احسانوں سے بوجھ  
 ہو گئے ہیں، میں نے کہا تو نے کرم کیا تو اس نے کہا نہیں تو نے کرم و بخشش کی  
 اور میری محبت کی رسی کو مضبوط کر دیا۔

”شنة اعرفها من اخرم“ یہ شعر کا دوسرا مصرعہ ہے اس کا پہلا مصرعہ ہے

ان بنی خضر جو فی بالدم۔ یہ شعر ماتم کے باپ کے دادے کا ہے اس کا ایک بیٹا تھا جسے اخزم کہتے تھے کہا گیا ہے کہ وہ عاتیق و نافرمان تھا پس وہ مر گیا اور چھوٹے چھوٹے گیارہ دن اخزم کے باپ اپنے دادے پر کو پڑے اور اسے زخمی کر دیا تو اس نے کہا میرے بیٹے کہ جنہوں نے مجھے زخمی کر دیا یہ اسی عادت ہے کہ جسے میں اخزم سے پہچانتا ہوں یعنی یہ عقوق و نافرمانی میں اپنے باپ کے مشابہ ہیں۔ ششستہ کا معنی طبیعت مزاج اور عادت ہے شاید امام حسین نے اس ضرب المثل کو ذکر کر کے یہ بتانا چاہا ہو کہ یہ سب شتم عادت و طبیعت ہے کہ جسے میں اہل شام سے جانتا ہوں کیونکہ معاویہ نے یہ قبیح عادت و طریقہ ان میں جاری کیا تھا وہ طے الامان حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو منبروں پر سب اور لعن کرتے تھے۔

روایت ہے کہ جب امیر المومنین کو معاویہ کی خبر ملی اادیہ کہ وہ ایک لاکھ فوج میں ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ فوج کس قوم میں سے ہے تو وہ لوگوں نے بتایا اہل شام میں سے تو آپ نے فرمایا اہل شام نہ کہو بلکہ کہو اہل شوم و نحوست وہ اصلہ میں مصر کے رہنے والے ہیں جنہیں واؤد کی زبانی لعنت کا گنا ہے پس ان میں بندر اور سور بنائے گئے۔

اور ہمارے مولا باقر علیہ السلام نے فرمایا شام بہترین زمین سے اور اس میں رہنے والے بری قوم ہیں۔

نصر بن مزاحم سے روایت ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر اہل شام میں سے ایک شخص نکلا اور کہا کون ہے جو میرے مقابلہ میں آئے گا پس حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص نکلا دونوں نے کچھ دیر تک جنگ کی پھر

سراقی نے شامی کے پاؤں پر تلوار مار کر اسے کاٹ دیا پھر کچھ دیر جنگ کی پھر اس کا ہاتھ تلوار مار کر کاٹ دیا تو شامی نے اپنی تلوار بائیں ہاتھ سے شامیوں کی طرف پھینک دی اور پھر کہا اے اہل شام میری یہ تلوار پکڑ لو اسے اپنے دشمن کے خلاف مدد حاصل کرنا پس انہوں نے اسے اٹھایا تو معاویہ نے اس مقتول کے وارثوں سے وہ تلوار دس ہزار درہموں میں خرید لی۔

شیخ جمال الدین یوسف بن سالم ماعلیٰ عقیق علی قدس سرہ کی کتاب الدرناظیم میں مذکور ہے کہ حسین بن علی علیہ السلام کے ایک غلام سے روایت کی ہے اس نے کہا ایک سائل ایک رات نکلا مدینہ کی گلیوں سے چلتا ہوا حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کے دروازے تک آیا اور دروازہ کھٹکھٹا کر یہ شعر پڑھا شرطہ صائروں کیا لم یخب الا ان من رجاءك ومن حركك من خلف بابك الحلقۃ اس وقت جس نے آپ سے امید رکھی اور آپ کے دروازے کا حلقہ کھٹکھٹایا وہ ناامید نہیں پلٹ سکتا اور امام حسین اس وقت اپنے محراب عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے آپ نے اپنی نماز کو مختصر کیا اور دروازے کی طرف آئے اچانک انہیں ایسا سائل نظر آیا کہ جس کے بدن پر لباس نہیں تھا تو آپ نے اس سے کہا اے سائل اسی جگہ رکو یہاں تک کہ میں تمہاری طرف لوٹ کر آؤں پھر آپ نے اپنے غلام کو بلایا اور اس سے فرمایا اے غلام تمہارے پاس کوئی چیز ہے تو اس نے کہا میرے پاس دو ہزار درہم ہیں جو آپ نے کل مجھے دیئے تھے تاکہ میں انہیں آپ کے گھر کے افراد اور غلاموں پر تقسیم کروں تو آپ نے فرمایا اے غلام وہ لے آؤ کہ وہ آیا ہے جو میرے گھر والوں اور غلاموں سے زیادہ مستحق ہے اور آپ کے اوپر دو مٹی چادریں تھیں آپ نے وہ دو ہزار درہم



ان میں سے ایک میں باندھے اور وہ سائل کو دے دی اور یہ شعر پڑھا۔  
(غذہا نانی الیک معتذرا و اعلم بانی علیک ذو شفقتہ) یہ لے لو اور  
اس کے باوجود میں معذرت چاہتا ہوا اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں تجھ پر  
شفقت و مہربانی رکھتا ہوں

پس سائل نے وہ درہم لے لیے اور یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔  
(مطہرین نقیبات شہداء تجوی الہلاۃ علیہم ایما ذکر و ا،  
وانتم السادة الاعلون عندکم، علم الکتاب ما و جاشت بہ السور  
من لدینک علویا حسین تبنہ، فالہ فی قدیم الدھر <sup>مطہرین</sup> وہ پاک و پاکیزہ ہیں  
ان کے وامن پر پلیدگی سے پاک صاف ہیں جہاں ان کا ذکر ہواں پروردگار  
جاتا ہے تم وہ بلند ترین سید و سرور ہو کہ تمہارے پاس کتاب کا علم ہے اور  
جو کچھ اس کی سورتوں میں آیا ہے جو شخص علوی نہیں ہے قیدی زمانہ سے اس کے  
لیے کوئی غم کی بات نہیں ہے

اور شیخ فقیہ اقدم ابو محمد حسن بن علی بن شعبہ جو ہمارے متقدمین علماء میں سے  
ہیں اور کتاب تحف العقول کے مؤلف ہیں نے روایت کی ہے کہ حسین کی خدمت  
میں انصار میں سے ایک شخص آیا وہ چاہتا تھا کہ کسی حاجت کے بارے میں آپ  
سے سوال کرے تو آپ نے فرمایا اے بھائی انصاری بچا اپنے چہرے کو سوال  
کے لیے مرقع کرتے ہیں (یا سوال کی ذلت سے) اور اپنی حاجت رقعہ میں لکھ کر  
لے آئیں انشاء اللہ مجھے خوش اور راضی کر دے گا پس اس نے آپ کو رقم لکھا  
اے اباجہ اللہ غلاں شخص کے میرے ذمہ یا تجھ کو دیتا رہیں اس نے بہت زیادہ  
اصرار کیا ہے لہذا آپ اس سے بات کریں کہ وہ کشادگی تک مجھے جہلت دے

جب امام حسینؑ نے رقعہ پڑھا تو اپنے گھر کے اندر گئے اور ایک تحصیل کالی میں ہزار دینار سمے اور اس سے کہا اس میں سے پانچ سو دینار سے تو اپنا قرض ادا کر اور باقی پانچ سو سے اپنے زمانہ کے خلاف مدد حاصل کر اور اپنی حاجت کسی کے سامنے پیش نہ کر مگر تین میں سے ایک صاحب دین، صاحب مروت اور صاحب حسب

مؤلف کہتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے والد گرامی صلوات اللہ علیہ کی اقتدا کی ہے سائل کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی حاجت لکھ کر اٹے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور آپؑ سے عرض کیا اے امیر المومنین میری آپؑ کی خدمت میں ایک حاجت ہے تو آپؑ نے فرمایا اسے زمین پر کھو کیونکہ میں واضح طور پر نہیں مقرر و تکلیف میں دیکھ رہا ہوں اس نے زمین پر کھکا کہ میں فقیر و محتاج ہوں تو آپؑ نے فرمایا اے قبیر اس کو دو حلقے دیکڑے پس اس شخص نے یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔

کسوتنی حلة بتلی محاستہاء فسوف اکسوک من حسن الشا  
حللاء ان نلت حسن ثنائی نلت مکرمة ولست تبغی بما قد نلتہ  
بدلاء ان التناء یسی ذکر صاحبہ = کالغیث یحیی نداء ۱۸۱ سهل  
والجبل لا ترہد الدھر فی عرف بدأت بہ فکل عید سیمجری بالذی فعلاء  
آپؑ نے مجھے ایسا لباس پہنایا ہے کہ جس کے عاصم پرانے ہو جائیں گے لیکن میں غریب اپنی تعریف کے کئی لباس آپؑ کو پہناؤں گا، اگر آپؑ نے میری حمد و ثنا حاصل کی ہے اور جو کچھ آپؑ نے حاصل کیا ہے آپؑ اس کا بدل نہیں چاہتے مدح و ثنا اپنے ساتھی کے ذکر کو رتدہ رکھتی ہے جیسے کہ یارش کی تہری ہل و ہل

کو زندہ رکھتا ہے جس نیکی کی آپ نے اپنا کپہ وہ زمانہ سے نہ روک ہر تہ سے  
کو اس کے کئے کی جزا ملے گی۔

آپ نے فرمایا اس کو سو دینار بھی دید و تو آپ سے کہا گیا اے امیر المؤمنین آپ  
نے اسے غنی کر دیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو کہتے سنا  
ہے لوگوں کو ان کی منزل و مقام پر رکھو اس کے بعد حضرت علیؑ نے فرمایا مجھے تعجب  
ہے ان لوگوں سے کہ جو اپنے مال سے غلام نو خرید کرتے ہیں لیکن اپنی نیکی سے  
آزاد لوگوں کو نہیں خرید کرتے۔

روایت ہے کہ امام حسینؑ کی پشت پر طف کر بلا کے دن کچھ نشان پائے گئے  
تو زین العابدینؑ سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ان  
مغیلوں کی وجہ سے ہیں کہ جنہیں اپنی پشت پر لاد کر یو اوں یمیوں اور مکیوں  
کے گھرے جاتے تھے۔

## دوسری فصل

### آنجناب کی شجاعت

روایت ہے کہ حسینؑ اور ولید بن عقبہ کے درمیان ایک جاگیر کا جھگڑا تھا تو آپؑ نے ولید کا عمامہ اس کے سر سے اتار کر اس کی گردن میں سختی سے ڈال دیا جب کہ وہ اس وقت مدینہ کا گورنر تھا اور آپؑ نے مروان کا گلا پکڑ لیا اور آپؑ کی پکڑ بڑھی سخت تھی اس کو دبایا اور اس کا عمامہ اس کی گردن میں مروڑا تو وہ بیہوش ہو گیا پھر آپؑ نے اسے چھوڑ دیا۔

اور یوم طغ (کر بلائیں) آپؑ سے کہا گیا اپنے چچا زاد کے حکم کو تسلیم کر لیں تو آپؑ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں تمہیں اپنا ہاتھ فدیوں کی طرح نہیں دوں گا اور نہ ہی غلاموں کی طرح جھاگ جاؤں گا اس کے بعد آپؑ نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس حکمران سے جو حیات و حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے اور آپؑ نے اپنی شہادت کے دن یہ شعر پڑھا رالموت خیر من رکوب العار والعار والی من خول ان موت ننگ و عار برداشت کرنے سے بہتر ہے

اور ننگ و عارِ حسرت کی آگ میں جلنے سے اولیٰ و انسب ہے اور میدانِ عفت میں آپ کی اس شجاعت کا مظاہرہ ہوا ہے کہ جس سے تعجب ہوتا ہے بعض راوی کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے بہت زیادہ مصیبت زیادہ کر کے جس کے بیٹے اہل بیت اور ساتھی مارے گئے ہوں اور وہ آپ سے زیادہ مضبوط اور قوی دل ہو پایا وہ فرح آپ پر حملہ کرتی تھی تو توارے کے اس سختی سے آپ ان پر چھٹتے تھے کہ وہ آپ کے سامنے اس طرح بکھر جاتے تھے کہ جن طرح بکریاں بھڑکے کے حملہ سے تتر بتر ہو جاتی ہیں اور آپ ان پر حملہ کرتے تھے حالانکہ وہ پہلے تیس ہزار تھے تو آپ کے سامنے ٹڈی دل کی طرح شکست کھا کر منتشر ہو جاتے تھے پھر آپ اپنے مرکز کی طرف واپس آتے اور کہتے تھے ۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

مؤلف کہتے ہیں کہ حسین علیہ السلام کی شجاعت ضربِ اثل ہے اور آپ کے مقام نے جنگ کے مواقع میں پہلے اور پچھلے لوگوں کو عاجز و ناتواں کر دیا ہے اور آپ کا صبر کرنا اعداء کی کثرت اور انصار کی قلت کے باوجود صغین و جن میں آپ کے والد کے صبر کی مانند ہے کوئی حرج نہیں کہ ہم آپ کے والد گرامی کی مختصر سی شجاعت کی طرف اشارہ کریں اور یہاں ہم اس پر اکتفا کریں گے کیونکہ آپ سب سے زیادہ اپنے والد سے مشابہت رکھتے تھے آپ کی شجاعت ان کی شجاعت کی حکایت و ترجمانی کرتی تھی آپ کی رفتار ان کی رفتار سے نہیں چوکتی تھی۔

عمر سعد نے شمر سے کہا خدا کی قسم حسین کبھی بھی بزدلی کی بیعت قبول نہیں کریں گے (ان نفس ایہہ بین جنبیہ) ۔ اس کے باپ کا دل اس کے

پہلوؤں میں دھڑکتا ہے۔

اور کتاب الدرائیٹیم کے مولف نے جنگ جمل کے واقعہ میں مسلم جاشعی کے قتل کے بعد کہ جس نے امیر المومنین سے قرآن لیا تھا اور لوگوں کو جو کچھ قرآن میں ہے اس کی طرف دعوت دی تھی کہا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں پھر حضرت علیؑ نے جب دیکھا کہ لوگ جنگ کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں اور متعصم ارادہ کر چکے ہیں تو آپؑ نے محمد بن حنفیہ کی طرف کسی کو بھیجا کہ چونکہ جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا اسے ابن خولہ آگے بڑھوا اور اس قوم میں گھس جاؤ تو انہوں نے کہا جی ہاں پس دوبارہ بھیجا کہ اے خولہ کے بیٹے گھس جاؤ تو کہا جی ہاں اور محمد کے سامنے تیر انداز تھے جنہوں نے محمد پر تیر برسائے اور انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا پس محمد پیچھے ہٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں نے تم پر تیر برسائے ہیں اور تمہیں زخمی کر دیا ہے اور وہ اپنے تیروں کو ترکشوں میں اندھین رہے ہیں دوبارہ تیر اندازی کے لیے پھر ان پر حملہ کرنا پس علیؑ نے تیسری مرتبہ پیغام بھیجا اور محمد سے کہا اے خولہ کے بیٹے گھس جا۔ انہوں نے کہا جی ہاں جب محمد نے ویر کی تو آپؑ فجر سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور تلوار نبیام سے نکالی اور محمد کی طرف تیزی سے گئے اور پیچھے سے ان کے پاس آکر اپنا بایاں ہاتھ ان کے دائیں کندھے پر رکھا پھر محمد کو اٹھایا یہاں تک کہ زمین سے اٹھایا اور فرمایا آگے بڑھو۔ محمد کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں مجھے آپ کا یہ واقعہ کبھی یاد نہیں آتا مگر یہ کہ گویا مجھے آپ کی خوشبو عسوس ہوئی ہے پس آپؑ نے علم میرے ہاتھ سے لے لیا اور پھر ان

لوگوں پر حملہ کر دیا اور یہ اتوار کے دن زوال آفتاب کے وقت کی بات ہے  
آپ انہیں راستے بھی تھے اور یہ بھی اشتعار پڑھتے تھے۔

را طعن بہا طعن ایہک تعدد لآخر فی الحرب اذا لم تودد  
بالمشرقی والقنا المسدد والضرب بالخطی والمہندہ اپنے باپ کی طرح  
نیزہ و تلوار بارتب تیری تعریف ہوگی وہ جنگ اچھی نہیں جس کی جگہ آگ  
نہ بھر کے مشرقی تلوار اور سیدھے نیزے سے اور ضرب خطی نیزے اور  
ہندی تلوار سے ہو پھر آپ نے ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان کے وسط میں پہنچ  
گئے اور ان میں ڈوب گئے پس لوگوں نے گھمان کی جنگ کی پھر آپ ان کے  
درمیان سے نکلے جب کہ آپ کی تلوار ٹیڑھی ہو گئی تھی آپ نے اسے گھٹنے سے  
سیدھا کیا اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد جمع ہو گئے اور عرض کیا اے  
امیر المؤمنین ہم آپ کی کفایت کرتے ہیں آپ نے ہم میں سے کسی کو کوئی جواب  
نہ دیا اور آپ کی دشمنوں پر نگاہ لگی ہوئی تھی پھر آپ نے دوبارہ حملہ کیا  
اور ان میں ہی گم ہو گئے پس ہم نے آپ کی ہیکیر کی آواز سنی کچھ دیر کے بعد  
اور آپ کی گونج شیر کی گونج کی طرح تھی۔

مولف کہتے ہیں گویا شیخ حسین بن شہاب الدین نے اسی مقام کی طرف  
اشارہ کی ہے امیر المؤمنین کی مدح میں

فخاض امیر المؤمنین بسيفه نظاها واملاك السما له جند  
وصاح عليهم صيحة هاشمية عتكا دلها شم الشوامخ تنهد  
غمام من اعناق تهطل بالدماء ومن سيفه برق ومن صوته  
رعد وصى رسول الله وارث علمه ورو من كان في خم له لعل <sup>والعقد المؤمنین</sup> امیر المؤمنین اپنی تلوار

کے ساتھ جنگ کی آگ بھڑکانے میں لگس گئے اور آسمان کے فرشتے آپ کا لشکر  
تھے اور ان پر ہاشمی نعرہ مارا کہ قریب تھا اس سے بلند ترین پہاڑ چھٹ جلدی  
گردنوں کے بادل موسلہ و عار خون کی بارش برساتے لگے اور آپ کی تلوار سے  
بجل اور آپ کی آواز سے اس کی کوٹک تمھی، رسول اللہؐ نے وحی اور ان کے علم  
کے وارث اور وہ کہ حل و عقد کا میدان تم میں نہیں اختیار دیا گیا۔

پھر لوگ آپ سے آگ بھڑکے اور آپ کے گرد پراگندہ ہوئے تو ہم آپ  
سے کہتے اور کھڑے ہوئے تھے اور آپ کے دھن مبارک سے مست اور نڈ  
اور زنجیر کی طرح اور سرد کندھے اور دھڑ آپ کے گرد سے پشتوں پر اٹھا  
جا رہے تھے پس ہم نے عرض کیا ہم آپ کی کفایت کریں گے اے امیر المؤمنین  
تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اس سے میرا مقصد اللہ  
کی ذات اور آخرت کے مگر کے علاوہ کچھ نہیں پھر آپ واپس آگئے اور علم  
نہد کو دے دیا اور فرمایا اے خولہ کے بیٹے اس طرح حکم کرو

مؤلف کہتے ہیں اگر آپ اس سے مزید چاہتے ہیں تو پھر آپ کی شجاعت  
میدان صیفین میں خصوصاً یلۃ الہریر میں دیکھو۔

داوی کتاب ہے ہم نے کسی رئیس کے بارے میں سنا جب سے خدا نے آسمان  
اور زمین پیدا کی ہے کہ اس کے ہاتھ سے اتنے افراد مارے گئے ایک دین میں  
حق ہے آپ کے ہاتھ سے مرے جیسا کہ شمار کرنے والوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ  
نے پانچ سو سے زیادہ عربوں کے سردار و بڑے لوگ قتل کیے اپنی تلوار کے  
ساتھ میدان سے نکلے تو وہ پیڑھی ہوئی تھی تو فرماتے اس سے میں اللہ سے  
اور تم سے مقدرت چاہتا ہوں میں نے چاہا کہ اسے توڑ دوں لیکن مجھے اس



چیز نے اس سے روک دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ کو کہتے سنا کہ ۔

لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی

جب کہ میں آپ کے سامنے جنگ کر رہا تھا راجی کہتا ہے کہ ہم آپ سے تلوار بیکرا سے سیدھا کرتے ہیں پھر آپ اسے ہم سے لیکر دشمن کی صف کے عرض میں گھس جاتے خدا کی قسم میں نے شیر کو بھی آپ سے زیادہ دشمن کو قتل کمرے اور زخمی کرتے نہیں دیکھا

اور یلۃ الہریر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ نے کسی بہادر کا سامنا نہیں مگر یہ کہ اس کا خون بہایا اور کوئی شجاع نہیں تھا کہ جس کے قدم نہ ڈل گئے ہوں اور کوئی برے ارادہ سے نہیں آیا مگر یہ کہ اسے وادی عدم بھیجا اور کوئی ستمگر نہیں تھا کہ جس کی زندگی کم نہ کی ہو اور اس کی پشیمانی نے طول نہ بکڑا ہو اور کوئی منافقین کی جماعت نہیں تھی کہ جسے متفرق نہ کیا ہو اور کوئی گراہی کی عمارت نہیں تھی کہ جسے منہدم نہ کیا ہو اور جب کسی شاہسوار کو قتل کرتے تو بیکر کی صدا بلند کرتے پس یلۃ الہریر میں آپ کی تکبیریں شمار کی گئیں تو وہ پانچ سو تیس تکبیریں تھیں پانچ سو تیس تار یوں کے قتل کر لے پر اور کہا گیا ہے کہ اس رات آپ نے اپنی زرہ کی تنگ جگہ میں شگاف کر دیا تھا اس خون کے برہہ کی وجہ سے جو آپ کی ذرائع ہاتھ پر ہوتا تھا۔

بعض نے کہا کہ اس دن آپ کے مقتول پہنچاتے گئے کیونکہ آپ کی ضربیں ایک طرز کی تھیں طوی میں مارتے تو برابر کے دو حصے کرتے اور اگر عرض میں مارے قطع گاتے گویا وہ ضرب میں گرم کی ہوتی ۔

جنگ حنین کے سلسلہ میں روایت ہے اور یہ وہ جنگ تھی کہ جس میں صحابہ

میدان سے بھاگ گئے تھے اور حضرت علی بنی ہاشم کے چند افراد کے ساتھ ثابت قدم رہے کہ آپ نے اس دن چالیس رز کے طول میں برابر کے دو حصے کئے یہاں تک کہ ناک اور شرمگاہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہوئے آپ کی قریبیں بکھریں ہو کر آتی تھیں یعنی ایک ہی ضرب لگاتے دو دوسری دفعہ مارنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

غیر میں مرعوب کافر کے سر پر ضرب لگائی تو عمامہ، خود، سر، گلا اور جوزہ اسی نے چمٹی ہوئی تھی آگے اور پیچھے سے یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے کیے پھر ستر شاہسواروں پر حملہ کیا اور انہیں پرانگندہ کر دیا اور آپ کے اس کارنامہ پر دو نو قریبی جیران تھے۔

اور جنگ احد میں آپ نے صواب نامی شخص کو جو کہ شجاعت میں مشہور تھا دو حصوں میں کاٹ دو اس کے پاؤں پھینچا اور ساتیں نہین پر کھڑی رہیں مسلمان اسے دیکھ کر اس سے پستے تھے حمیر نے آپ کی جنگ کے بارے میں کہا ہے۔ (کان اذا الحرب مزقها القناء عنها البہا لیل، یمشی الی القرن وفي كفہ ۛ بیض ماضی الحد معقول

العفرنا بین اشبالہ ۛ ابرزہ للقنص الغیل۔ جب جنگ کو نینے پھیر چاڑھ رہے ہو اور سرداران لشکر پیچھے ہٹ رہے ہو تو دم مقابل کی طرف آپ جلتے ہیں جب کہ آپ کے ہاتھ میں صیقل شدہ تیز دھار والی چکیلی تلوار ہوتی ہے جیسے شیر اپنے بچوں کے ساتھ چلے کہ جسے بیشہ تنکا کے لیے نکالا ہو۔

مؤلف کہتے ہیں کہ میں جب سید حمیر کے یہ اشعار پڑھتا ہوں تو مجھے

وہ روایت یاد آجاتی ہے جسے قصر بن مراحم نے جنگ صفین کے بارے میں زید بن وہب سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس دن حضرت علیؑ میرے قریب سے گزر رہے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے بھی تھے اور اکیلا ربیعہ قبیلہ تھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ تیرا آپ کے بازو اور کندھے کے درمیان سے گزر رہے تھے اور آپ کا ہر ہٹنا آپ کو اپنی جان کے ذریعہ بچاتا پس حضرت علیؑ اسے ناپسند کرتے اور آپ آگے بڑھ جاتے اور اس کے اور اہل شام کے درمیان ہو جاتے اور اپنے ہاتھ میں تیرے کمرے کی طرف پھینک دیتے اور آپ کو بخیا امید کے مولا اور غلام امرتے دیکھ لیا اور وہ شجاع و بہادر تھا پس اس نے کہا خدا مجھے قتل کرے اگر میں اسے قتل نہ کروں لہذا وہ آپ کی طرف بڑھا تو حضرت علیؑ کا غلام کیسان اس کی طرف نکلا دو نو طرف سے ضرب کا رو د بدل ہوا تو امرتے اسے قتل کر دیا اور وہ حضرت علیؑ کی طرف جھپٹا۔ تاکہ آپ کو تلوار مارے آپ نے اس کی زہ کی جیب کی طرف ہاتھ بڑھ لیا اور اسے گھوڑے سے کھینچ کر اپنے کندھے پر ڈال دیا خدا کی قسم گویا میں اس کے دونوں پاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت کی گردن میں ٹھک رہے ہیں پھر اسے زمین پر پٹخ دیا کہ جس سے اس کا کندھا اور بازو ٹوٹ گئے اور آپ کے بیٹے حسینؑ اور محمدؑ نے اسے تلوار میں مار کر ٹھنڈا کر دیا گویا میں حضرت علیؑ کو کھڑے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور آپ کے دونوں شیریںچے اس شخص کو مار رہے ہیں جیب اس کو مار دیا تو اپنے باپ کی طرف آئے انتہی

## تیسری فصل

حسینؑ کے اصحاب کی مدح اور ان میں بعض کے کچھ حالات  
 حسین کے اصحاب رضوان اللہ علیہم قیامت کے دن تمام شہداء کے  
 سردار ہوں گے وہ خدا سے راضی ہیں اور خدا ان سے راضی ہے اور  
 تہا اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ شہادت حسینؑ کے اخبار میں ان کے بارے میں  
 اپنے اس قول میں خبر دی اور وہ اس دن ایسی جماعت میں ہو گا گویا وہ  
 آسمان کے ستارے ہیں جو تعلق ہونے میں ایک دوسرے کو اپنی جان کا ہدیہ  
 دیتے تھے (یا ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے قتل ہوتے جلتے تھے) گویا  
 میں ان کی لشکر گاہ کو اور ان کے ساز و سامان کی جگہ اور ان کی تربیت کو  
 دیکھ رہا ہوں۔

اور ابن عباس نے آنحضرتؐ کو حسینؑ کی شہادت کی رات عالم خواب  
 میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی اور بوتلی ہے کہ جس میں آپ خون  
 جمع کر رہے ہیں تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا حسینؑ اور ان کے  
 اصحاب کے خون ہیں انہیں اٹھا کر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔  
 اور جناب ام سلمہؓ نے بھی حضورؐ کو دیکھا کہ آپ کا رنگ متغیر ہے اور آپ  
 محزون و غمزدہ ہیں تو عرض کیا کیا وجہ ہے میں آپ کو متغیر حالت میں محزون و غم

دیکھ رہی ہوں اسے اللہ کے رسولؐ فرمایا میں آج رات حسینؑ اور اس کے ساتھیوں کی قبریں کھودتا رہا۔

اور میثم نے جیلہ مکہ سے کہا تھا تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ حسینؑ قیامت کے دن سید الشہداء ہوں گے اور ان کے اصحاب کا یا قی شہداء سے درجہ بلند ہے۔

اور کعب الاحبار نے کہا ہماری کتاب میں ہے کہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو اولاد میں سے ایک شخص شہید ہو گا جس کے اصحاب کے گھوڑوں کا ابھی پسینہ خشک نہیں ہو گا کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے اور حورالعین سے معاف کر دیں گے۔

اور صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب مختلف زمینوں اور پانیوں نے ایک دوسرے پر فخر و مباہات کیا تو کربلا کی زمین نے کہا میں اللہ کی مقدس و مبارک زمین ہوں میری مٹی اور میرے پانی میں شفا ہے لیکن کوئی فخر نہیں بلکہ خاضع اور خاشع اور ذلیل ہوں اس کے لیے کہ جس کی وجہ سے مجھے یہ زنیہ ملا ہے اور میں اپنے علاوہ پر فخر نہیں کرتی بلکہ اللہ کا شکر ہے پس اللہ نے اسے مکرم و محترم قرار دیا اور اس کو زیادہ شرف بخشا حسینؑ اور آپؑ کے اصحاب کی وجہ سے اس کے تواضع کرتے اور اللہ کا شکر بجالانے کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ کے قول (ورد دنا لکم الکرة علیہم) ”پھر ہم تمہیں ان پر پٹائیں گے“ کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد حسینؑ کا خردن ہے اپنے ستر اصحاب کے ساتھ کہ جن پر سونے کی خردیں ہوں گی ہر فرد کے دو منہ ہوں گے جو لوگوں

تک یہ صدا پہنچائیں گے۔

یہ حسین علیہ السلام ہیں کہ جنہوں نے خدو ج کیا ہے تاکہ مؤمنین کو اس سلسلہ میں کوئی شک نہ ہو۔

شیخ کثی فرماتے ہیں کہ حبیب رحمہ اللہ ان ستر افراد میں سے ایک ہیں کہ جنہوں نے حسین کی نصرت و مدد کی تھی اور لوہے کے پہاڑوں سے چوگرٹے تھے جنہوں نے اپنے سینوں کے ساتھ تیروں کا اور چہروں کے ساتھ تلواروں کا استقبال کیا ان پر امان پیش کی جاتی تھی اور وہ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے ہمارے پاس بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ میں کوئی عذر نہیں اگر حسین شہید ہو گئے اور ہم میں سے کسی کی آنکھ پھوٹتی رہی یہاں تک کہ وہ آپ کے ارد گرد شہید ہو گئے۔۔۔۔

اور میں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ السلام علی الراح المیختہ بقبر ابی عبد اللہ المحسین علیہ السلام، السابقون الی المکارم والعلیاء والی ثزوں غدأ حیاض الکوشر لولا صوارمهم ووقع بنالهم ولم یسمع الاذان صوت مکبر الے وہ ارواح کہ جنہوں نے حسین کی قبر پر اپنی سواریاں بٹھائیں تم پر سلام ہو جو مکارم اخلاق اور بلند کردار کی طرف سبقت کرنے والے تھے اور جو کل حوض کوثر پر قبضہ کرنے والے ہیں، اگر ان کی تلواریں اور تیرے و نیزے نہ ہوتے تو کان مکبر و آذان کہنے والے کی آواز نہ سنتے اور میں ان کے متعلق اپنی کتاب نفس المہموم میں ذکر کر چکا ہوں اور مسعودی سے ایک روایت بھی وارد کی ہے کہ کہ بلاد الے اور جنگ بدر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب

پر راضی ہونے کے بارے میں ہے اس کی شرح میں کہا ہے اور حدیث میں ہے کہ  
 موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سے اپنا زیادہ  
 محبوب اور ان میں سے زیادہ عبادت کرتے والا رکھا تو خدائے انہیں حکم دیا  
 سمندر کے کنارے فلاں بستی میں جاؤ اور انہیں خبر دی کہ فلاں جگہ جس کا نام  
 و نشان بتایا اسے پاؤ گے پس حضرت موسیٰ اس جگہ پہنچے تو ایک ایسے شخص کو  
 پایا کہ جو جذامی زمین گیر برص کی بیماری میں مبتلا تھا جب کہ وہ اللہ کی تسبیح  
 کر رہا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل کہاں ہے وہ شخص کہ جس کے متعلق  
 میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا ہے کہ مجھے دکھائے تو جبرائیل نے کہا اے  
 کلیم خدا وہ یہی ہے تو انہوں نے کہا اے جبرئیل میں تو پسند کرتا تھا کہ اسے ہر  
 ہمیشہ کا روزہ دار اور ہمیشہ کا عبادت گزار دیکھوں تو جبرائیل نے کہا یہ اللہ  
 تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب اور اس کا زیادہ عبادت گزار ہے ہمیشہ روزے  
 رکھنے اور ہمیشہ عبادت کرنے والے سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی  
 دو تہاں لے لوں پس سنو کہ وہ کیا کہتا ہے پس جبرئیل اس کی دو تہاں لکھوں  
 کی طرف اشارہ کیا تو وہ اس کے دو نور خساروں پر پہن گئیں تو اس نے کہا تو  
 نے مجھے ان دو تو سے فائدہ پہنچایا جب تک چاہا اور انہیں مجھ سے چھین لیا  
 جب چاہا اور تو نے اپنی ذات میں میری طویل امید باقی رکھی اے نیکی کرنے  
 اور صلہ دینے والے تو حضرت موسیٰ نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے میں ایک  
 ایسا شخص ہوں کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے اگر تو پسند کرے تو میں تیرے لیے  
 اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ جو تیرے اعضاء و جوارح چلے گئے ہیں پلٹے  
 اور تجھے اس بیماری سے اچھا کر دے تو میں ایسا کروں تو اس نے کہا میں ان

میں سے کوئی چیز نہیں چاہتا کیونکہ اس کا میرے لیے کسی چیز کو پسند کرنا مجھے زیادہ  
محبوب ہے کہ میں کسی چیز کو اپنے لیے پسند کروں اور یہی خالص رہا ہے جیسا کہ  
آپ دیکھ رہے ہیں پس حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا میں تم سے تجھ سے کچھ کہتے سنا  
ہے یا بار بادصول اسے نیکی کرنے والے اور اے صلہ دینے والے یہ نیکی اور  
یہ صلہ کو تسلیم ہے جو تجھے تیرے پروردگار کی طرف سے پہنچا ہے تو اس نے  
کہا اس شہر میں میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا کہ جو مجھے اس کی ذات کے علاوہ  
جانتا ہو تو حضرت موسیٰؑ کو تعجب ہوا اور کہا و اتقنا یہ اہل دنیا میں سب سے  
زیادہ عابد ہے ۔

اور جس طرح حضرت موسیٰؑ کو تعجب ہوا اس سے کہ جو اللہ کی قضا و فیصلہ  
پر راضی تھا میں تعجب ہے اس شخص سے کہ جو راضی ہوا اس چیز کے فیصلہ پر کہ جو  
نفوس کے ضائع ہونے انصاف و حیا و رح کے تلف ہونے اور اولاد و ازواج  
کے جدا ہونے تک پہنچانے تک پہنچانے والا تھا مثل زہیر بن تبین بھلی مسلم بن  
عوسجہ اسدی ابو جحل مشہر حلیب بن مظاہر اور ان جیسے افراد رضی اللہ  
عنہم و ابلاغہم من رحمۃ اللہ غایۃ الرضا (خدا ان سے راضی رہے اور انہیں  
انتہائے درجہ رضا تک پہنچائے) کیونکہ انہوں نے جو ہے کے سمندر دیکھے کہ  
جن کے نیچے دنیا کے بندے جل رہے تھے پس وہ ان میں گھس گئے قضا و قدر  
پر راضی ہوتے ہوئے اور رضائے الہی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے  
مولف کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ خصوصیت کے ساتھ عابس بن ابوشیبہ شاکری  
بیض اللہ و جہہ کا ذکر بھی کیا جائے کیونکہ وہ رجال الشیعہ میں سے ہونے کے  
علاوہ رئیس شجاع و عظیم عبادت گزار اور تہجد خواں تھے اور نبوشاکر



# چوتھی فصل

## بہترین عمل

(قطب راوندی نے کتاب الدعوات میں کہا ہے رایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کبھی تو نے میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے عرصہ کیا نماز تیرے لیے پڑھی روزہ تیرے لیے رکھا صدقہ تیرے لیے دیا اور ذکر تیرے لیے کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تیری دلیل و برہان ہے اور روزہ تیرے لیے ڈھال ہے اور صدقہ تیرے لیے سایہ ہے اور ذکر تیرے لیے تود و روشنی ہے پس میرے لیے تو نے کوئی عمل کیا ہے حضرت موسیٰ نے عرض کی تجھے رہنمائی قرآن اس عمل کی طرف جو تیرے لیے ہے ارشاد ہوا اے موسیٰ کیا تو نے میرے ولی و دوست سے دوستی اور میرے دشمن سے دشمنی بھی کبھی رکھی ہے تو حضرت موسیٰ نے جان بیا کہ تمام اعمال سے افضل اللہ کے لیے محبت و دوستی اور اللہ کے لیے بغض و دشمنی ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے امام رضاؑ نے اپنے مکتوب میں کن محب لال محمدؑ وان کنت فاسقا و مجاہدہم وان کاؤافا سقین آل محمد کا غیب و دوست ہو جا چلے تو فاسق بھی ہو اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کر چاہے وہ فاسق ہوں۔

اور شیخون احمدیث سے منقول ہے کہ یہ مکتوب اور آپ کا خط اب بھی بعض اہل کرمند کے پاس موجود ہے جو ایک بستی ہے ہمارے اطراف میں صفحہ

ماہی کی طرف اور اس خط کا قصہ یہ ہے کہ اس گاؤں کا ایک شخص جمال تھا۔ ہمارے مولا ابوالحسن رضا علیہ السلام کا جیب آپ خراسان کی طرف آرہے تھے جب اس نے واپس جانا چاہا تو آپ سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا مجھے منہ کیجئے اپنے خط میں سے کس چیز کے ساتھ کہ جس سے میں برکت حاصل کروں اور وہ شخص عامر (اہل سنت) ہیں سے تھا تو آپ نے اسے یہ تحریر دی تھی

قطب راوندی رحمہ اللہ نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے اس کے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم دیا کہ وہ ایک گرجے میں داخل ہو کہ ایک شخص جنت میں داخل ہو سکے جب آپ داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی اور وہاں یہودی تورات کی تلاوت کر رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعریف و توصیف تک پہنچے تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو رک گئے اور اس گرجے کے کونے میں ایک بیمار شخص بھی پڑا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کیا ہوا تمہیں کہ رک گئے ہو تو بیمار نے کہا وہ تبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعریف تک پہنچے تھے کہ رک گئے پھر وہ بیمار گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آیا یہاں تک کہ اس نے تورات لے کر اسے پڑھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور آپ کی امت کی آخری صفت تک پہنچا اور کہا یہ آپ کی امت کی تعریف و توصیف ہے اور میں گواہ دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد وہ بیمار مر گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے (اپنے اصحاب سے) کہا اپنے بھائی کے غسل و کفن و قبو کا انتظام و انصرام کرو۔

مؤلف کہتے ہیں کہ نذر مشابہ ہے اس بیمار آزاد مرد کی حالت حرمین  
 یزید ریاحی کی حالت کے ساتھ جیسا کہ سبط بن جوزی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے  
 اس نے ذکر کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہید بن ربیع، جبار، عیس بن اشعث  
 یزید بن حارثہ کو یہ تداویٰ دینے کے بعد کہ کیا تم سب مجھے لکھا تیس تھا کہ میں پر  
 پکے ہیں اور سبزہ لہلہا رہے ہیں اور آپ تیار شدہ لشکر پر پہنچیں گے پس  
 آپ آئے اور ان ملائین نے آپ کے جواب میں کہا کہ ہم نے نہیں کیا اور ہمیں  
 پتہ نہیں آپ کیا کہتے ہیں راوی کہنا ہے اور حرمین یزید یزید بن ربیع ان کے سرداروں  
 میں سے تھا تو اس نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم نے خطوط لکھے اور ہم ہی آپ کو یہاں  
 لے آئے ہیں پس خدا باطل اور اس کے ان کو دور رکھے خدا کی قسم میں دنیا  
 کو آخرت پر ترجیح نہیں دوں گا پھر اس نے اپنے گھر کے سر پر چابک مارا  
 اور حسین علیہ السلام کے لشکر میں داخل ہو گیا تو حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا  
 اہلاً و سہلاً تو خدا کی قسم دنیا و آخرت میں حرم ہے اٹھی

معلوم ہونا چاہیے کہ چونکہ ہمارے مولانا حسین علیہ السلام باب و سبیلہ تھے  
 اور رحمت کے خزانوں کی چابی تھے اور ہدایت کے چراغ اور نجات کی کنجی تھے  
 تو یقیناً نہیں کہ اکثر جو آپ کے یار سے میں رقت و نرمی اور گریہ کرنا اور مطالبہ  
 واصرہ کرنا کہ مجھے چھوڑ دو اور مجھے قتل نہ کرو ان لوگوں پر شفقت و  
 مہربانی کہ ان قبیح جرائم کے مرتکب نہ ہوں کہ جن کی عالم انسانیت کی کوئی  
 بدترین امت بھی مرتکب نہیں ہوئی اور شاید یہی راز ہے آپ کے بار بار  
 کے استغاثہ کا اور ناصرو معین طلب کرنے کا کیونکہ آپ کو اپنے نفس مقدس  
 کے باقی رہنے کا حرص و طمع نہیں تھی بلکہ ان کی نفاذ اور ان میں سے بعض کی

میں سے کوئی چیز نہیں چاہتا کیونکہ اس کا میرے لیے کسی چیز کو پسند کرنا مجھے زیادہ  
محبوب ہے کہ میں کسی چیز کو اپنے لیے پسند کروں اور یہی خالص رضا ہے جیسا کہ  
آپ دیکھ رہے ہیں پس حضرت موسیٰ نے اس سے کہا میں نے تجھ سے تجھے کہتے سنا  
ہے یا بار بادصول اسے نیکی کرنے والے اور اے صلہ دینے والے یہ نیکی اور  
یہ صلہ کو تسلیم ہے جو تجھے تیرے پروردگار کی طرف سے پہنچا ہے تو اس نے  
کہا اس شہر میں میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتا کہ جو مجھے اس کی ذات کے علاوہ  
جانتا ہو تو حضرت موسیٰ کو تعجب ہوا اور کہا واقعاً یہ اہل دنیا میں سب سے  
نیا دہ عابد ہے ۔

اور میں طرح حضرت موسیٰ کو تعجب ہوا اس سے کہ جو اللہ کی قضا و فیصلہ  
پر راضی تھا میں تعجب ہے اس شخص سے کہ جو راضی ہوا اس چیز کے فیصلہ پر کہ جو  
نفسوں کے قائل ہونے انفرادی و جوارح کے تلف ہونے اور اولاد و ازواج  
کے جدا ہونے تک پہنچانے تک پہنچانے والا تھا مثل زہیر بن قین بجلی مسلم بن  
عوسجہ اسدی ابو جحل مشہر حبیب بن مظاہر اور ان جیسے افراد رضی اللہ  
عنہم و ابلاغہم من رحمۃ اللہ غایۃ الرضا (خدا ان سے راضی رہے اور انہیں  
انتہائے درجہ رضا تک پہنچائے) کیونکہ انہوں نے نوہے کے سمندر دیکھے کہ  
جن کے نیچے دنیا کے بندے جل رہے تھے پس وہ ان میں گھس گئے قضا و قدر  
پر راضی ہوتے ہوئے اور رضائے الہی کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے  
مولف کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ خصوصیت کے ساتھ عابس بن ابوشیبہ ثاکری  
بیض اللہ و چہرہ کا ذکر بھی کیا جائے کیونکہ وہ رجال الشیعہ میں سے ہونے کے  
علاوہ رئیس شجاع خلیفہ عبادت گزار اور تہجد خواں تھے اور بنو شاکر



کرنے والے گزرے۔

فہد بن اسحاق سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھ سے عامر بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ عوف بن حارث جو کہ عفرہ کا بیٹا ہے اس نے جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے کہا یا رسول اللہ بندے کی کوئی چیز خدا کو اچھی معلوم ہوتی اور وہ اسے پسند کرتا ہے تو آپ نے فرمایا اس کا اپنا ہاتھ دشمن کے خون میں ڈبو ناجب کہ وہ زہر نہ پہنتے ہوئے ہو عوف نے اپنی زہر بوہن رکھی اتار کر پھینک دی پھر تلوار لے کر دشمن سے جنگ کرنے لگا یہاں تک کہ شہید ہو گیا اس پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

اور معلوم ہونا چاہیے کہ شذوب شاہ کا قبیلہ مولیٰ (ان میں اگر رہا تھا) یا ان کا ہم قسم تھا نہ کہ عابس کا ملازم یا غلام تھا اور شاید اس کا مقام و مرتبہ عابس سے زیادہ تھا کیونکہ اس کے حق میں علماء نے کہا کہ وہ شیعوں میں تقدم رکھتا تھا۔

اور کتاب ابصار العین میں ہے کہ شذوب رجال شیعہ اور ان کے رؤساء میں سے اور گئے چنے شاہسوار دل میں سے تھا اور وہ حافظ حدیث اور اس کا امیر المؤمنین کی جانب سے حامل تھا۔

اور مؤلف الحدائق الزریہ کا کہنا ہے کہ شذوب شیعوں کے بے بیعتا تھا اور وہ اس سے اگر حدیث کی تعلیم حاصل کرتے اور وہ ان کا چہرہ مہرہ تھا



# چوتھی فصل

## بہترین عمل

قطب راوندی نے کتاب الدعوات میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کبھی تو نے میرے لیے بھی کوئی عمل کیا ہے عرصہ نماز تیرے لیے پڑھی روزہ تیرے لیے رکھا صدقہ تیرے لیے دیا اور ذکر تیرے لیے کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تیری دیں ویرہاں ہے اور روزہ تیرے لیے ڈھال ہے اور صدقہ تیرے لیے سایہ ہے اور ذکر تیرے لیے نور و روشنی ہے پس میرے لیے تو نے کوئی عمل کیا ہے حضرت موسیٰ نے عرض کی غصے رہتائی فرما اس عمل کی طرف جو تیرے لیے ہے ارشاد ہوا اے موسیٰ کیا تو نے میرے ولی و دوست سے دوستی اور میرے دشمن سے دشمنی بھی کبھی رکھی ہے تو حضرت موسیٰ نے جان بیکہ تمام اعمال سے افضل اللہ کے لیے محبت و دوستی اور اللہ کے لیے بغض و دشمنی ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے امام رضاؑ نے اپنے مکتوب میں کن محبالاں محمد و ان کنت فاسقا و محبا لجہم و ان کا نوافل سقین آل محمد کا غیب و دوست ہو جا چلے تو فاسق بھی ہو اور ان سے محبت کرنے والوں سے غیبت کر چاہے وہ فاسق ہوں۔

اور شیخون الحدیث سے منقول ہے کہ یہ مکتوب اور آپ کا خطاب بھی بعض اہل کرمند کے پاس موجود ہے جو ایک بستی ہے ہمارے اطراف میں صفحہ

ہامی کی طرف اور اس خط کا قصہ یہ ہے کہ اس گاؤں کا ایک شخص جہان تھا۔ ہمارے مولا ابو الحسن رضا علیہ السلام کا جیب آپ خراسان کی طرف آرہے تھے جب اس نے واپس جانا چاہا تو آپ سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا مجھے شرف کیجئے اپنے خط میں سے کس چیز کے ساتھ کہ جس سے میں یرکت حاصل کروں اور وہ شخص عامر (اہل سنت) میں سے تھا تو آپ نے اسے یہ تحریر دی تھی

قطب راوندی رحمہ اللہ نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے اس کے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو حکم دیا کہ وہ ایک گرجے میں داخل ہو کہ ایک شخص جنت میں داخل ہو سکے جب آپ داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی اور وہاں یہودی تورات کی تلاوت کر رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعریف و توصیف تک پہنچے تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو رگڑ گئے اور اس گرجے کے کونے میں ایک بیمار شخص بھی پڑا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کیا ہوا تمہیں کہ رگڑ گئے تو بیمار بن گئے؟ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعریف تک پہنچے تھے کہ رگڑ گئے پھر وہ بیمار گھٹنوں کے بل چلتا ہوا آیا یہاں تک کہ اس نے تورات لے کر اسے پڑھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور آپ کی امت کی آخری صفت تک پہنچا اور کیا یہ آپ کی امت کی تعریف و توصیف ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد وہ بیمار مر گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے (اپنے اصحاب سے) کہا اپنے بھائی کے غسل و کفن وغیرہ کا انتظام ادا نہ فرما کرو۔



مؤلف کہتے ہیں کس قدر مشابہ ہے اس بیمار آزاد مرد کی حالت سرین  
 یزید ریحی کی حالت کے ساتھ جیسا کہ سبط بن جوزی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے  
 اس نے ذکر کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہید بن ربیع، حجار، قیس بن اثعث  
 یزید بن حارث کو یہ تہاد دینے کے بعد کہ کیا تم نے مجھے لکھا تیس تھا کہ پھل پر  
 چکے ہیں اور سبزہ لہلہا رہے ہیں اور آپ تیار شدہ لشکر پر پہنچیں گے پس  
 آپ آئے اور ان ملائین نے آپ کے جواب میں کہا کہ ہم نے نہیں کیا اور ہمیں  
 پتہ نہیں آپ کیا کہتے ہیں رادی کتنا ہے اور مر بن یزید یہ بوعلی ان کے سرداروں  
 میں سے تھا تو اس نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم نے خطوط لکھے اور ہم ہی آپ کو یہاں  
 لے آئے ہیں پس خدا باطل اور اس کے اہل کو دور رکھے خدا کی قسم میں دنیا  
 کو آخرت پر ترجیح نہیں دوں گا پھر اس نے اپنے ٹھوڑے کے سر پر چابک مارا  
 اور حسین علیہ السلام کے لشکر میں داخل ہو گیا تو حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا  
 اہلاد سہلا تو خدا کی قسم دنیا و آخرت میں حرب ہے اٹھی

معلوم ہونا چاہیے کہ چونکہ ہمارے مولائے حسین علیہ السلام باب و سید تھے  
 اور رحمت کے خزانوں کی چابی تھے اور ہدایت کے چراغ اور نجات کی کنش تھے  
 تو عید نہیں کہ اکثر جو آپ کے بارے میں رقت و زہری اور گریہ کرنا اور مطالبہ  
 و اصرار کرنا کہ مجھے چھوڑ دو اور مجھے قتل نہ کرو ان لوگوں پر شفقت و  
 مہربانی کہ ان قبیح جرائم کے مرتکب نہ ہوں کہ جن کی عالم انسانیت کی کوئی  
 بدترین اہمیت بھی مرتکب نہیں ہوئی اور شاید یہی راز ہے آپ کے بار بار  
 کے استغاثہ کا اور ناصر و معین طلب کرنے کا کیونکہ آپ کو اپنے نفس مقدس  
 کے باقی رہنے کا حرص و طمع نہیں تھی بلکہ ان کی بقا اور ان میں سے بعض کی

نجات پاتے تھے بعد اس کے کہ سب کی تجاوت مشکل ہو گئی تھی۔

پس پہلا استغاثہ جو آپ سے صادر ہوا جب آپ نے دیکھا کہ یہ قوم آپ سے جنگ کرتے کا مصمم ارادہ کر چکی ہے اور یہ تعارض و مواضع کہ جن سے چھوڑنے کے دل قریب ہے کہ یکل جائیں اور بچے گھواروں میں کھڑے ہو جائیں ان کے لیے نفع مند نہیں ہیں پس آپ نے پکارا۔ امان غیث یغیثنا لوجه اللہ امان ذاب یذب عن حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی فریاد رس نہیں کہ جو اللہ کی ذات اور اس کی رضا کے لیے ہماری فریاد کو پہنچے کیا کوئی نہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اس حرم سے دشمنوں کو روکے تو جب حرنے دیکھا کہ یہ قوم حسین سے جنگ کرتے کا مصمم ارادہ کر چکی ہے اور آپ کی فریاد و پکار سنی تو عمر سعد کے قریب گیا اور کہا اے عمر کیا تم اس مرد و نژاد سے جنگ کر دگے اس نے کہا ہاں خدا کی قسم ایسی جنگ کہ جس کا آسان کام یہ ہے کہ سر گسیں گے اور ہاتھ کٹیں گے تو اس نے کہا یا تم اس چیز پر کہ جسے انہوں نے پلٹن کیا ہے راضی نہیں ہو سکتے تو عمر نے کہا اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں ضرور ایسا کرتا لیکن تیرے امیر نے انکار کر دیا ہے پس حرا آگے بڑھایا تاکہ کہ لوگوں سے ایک موقت پر کھڑا ہوا اور اس کو کپکپی شروع تھی یعنی سرزد طاری تھا اور یہی اللہ کی طرف ازایہ درجوع اور خدا کی ہونے والی چیز تھی حرا سے ہاجر بن اوس نے کہا تیرا معاملہ شک میں ڈالتے والے ہیں خدا کی قسم میں نے تیرا اس قسم کا موقت کبھی نہیں دیکھا اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ ان کو فہم میں سے سب سے زیادہ شجاع و بہادر کون ہے تو میں تجھ سے تجاؤ نہ کرتا تو یہ کیا حالت ہے جو میں تجھ سے دیکھ رہا ہوں تو عمر نے اس سے کہا خدا کی قسم

میں اپنے نفس کو حینت اور جہنم کے درمیان اختیار دے رہا ہوں خدا کی قسم  
میں جنت پر کس بھی چیز کو ترجیح نہیں دوں گا اگرچہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا  
جاؤں۔

پھر حبیبؑ کی طرف قصد و ارادہ کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو مارا اور اس کا  
ہاتھ اس کے سر پر تھا اور وہ کہہ رہا تھا خدا یا میں تیری طرف پلٹ رہا ہوں  
تو یہ قبول کر میں نے تیرے اولیاء اور تیرے نبی کی بیٹی کی اولاد کے دل درا  
ہیں پس امام حسین علیہ السلام سے آملے۔

حبیب ان سے قریب آیا تو اپنی ڈھال دی توانوں نے کہا کہ امن کا طلبگار  
ہے یہاں تک کہ حبیب اسے پہچان لیا تو حمر نے حسین پر سلام کیا اور آپ کی خدمت  
میں عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں اے رسول اللہ کے فرزند میں آپ کا  
دھجیا سا تھا ہوں۔ کہ میں نے آپ کو واپس جانے سے روکا اور راستہ بھرا آپ  
کے ساتھ چلتا رہا اور میں نے آپ کو اس جگہ تنگ کر دیا لیکن مجھے یہ گمان نہیں  
تھا کہ یہ لوگ تمام دہ بائیں رو کر دیں گے جو آپ تے ان کے سامنے پیش کی  
ہیں اور آپ کے ساتھ وہ اس منزل تک نہیں پہنچ جائیں گے خدا کی قسم اگر مجھے  
علم ہوتا کہ وہ اس تمام تک پہنچ جائیں گے کب سے میں دیکھ رہا ہوں تو پھر میں  
آپ کے ساتھ اس سلوک کا ترکب نہ ہوتا جو میں نے کیا ہے اب میں اللہ کی بارگاہ  
میں اپنے کئے پر توبہ کرتا ہوں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میری توبہ قبول ہو جائیگی۔  
تو امام حسین نے حمر سے فرمایا ہاں خدا تمہاری توبہ کو قبول کرے گا اگر آؤ  
تو حمر نے کہا کہ میں گھوڑے پر سوار رہوں تو آپ کے لیے بہتر ہوں پیدل ہوتے  
سے میں ان سے گھوڑے پر ہی کچھ دیر جنگ کروں گا اور میرا حسی معاملہ گھوڑے سے

اترنا ہو گا زمین علیہ السلام نے اس سے کہا خدا تجھ پر رحم کرے جو تمہارے جی  
میں آئے وہ کرویں وہ جبین کے سامنے آگے بڑھ گیا اور کہا اے اہل کوفہ تمہارا  
مائیں تمہیں مفقود پائیں اور تم پر روتی رہیں اس عبد صالح کو تم نے بلایا اور حبیب  
وہ تمہارے پاس آگیا تو تم نے اسے دشمن کے سپرد کر دیا۔

مولف کہتے ہیں میں احتمال دیتا ہوں کہ حر کا آپ کے حکم کی اطاعت نہ  
کرنا گھوڑے سے اترنے میں اور آپ سے اذن لینا اس قوم کی طرف نکلنے کا  
اس چیز کی بناء پر تھا جو اس سے آپ کے بارے میں صادر ہو چکی تھی گویا حر کو  
شرم آتی تھی کہ وہ آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے۔



# پانچویں فصل

## شعراء کی قصیدہ خوانی

امکیت بن زید اسدی اپنے زمانہ کا ایک شاعر صاحب قصیدہ ہاشمیت  
مدح آل احمد بہت ہی زیادہ جلالت و عظمت کا مالک ہے علاوہ اس کے کہ  
وہ اہل بیت رسالت کا مدح تو ان تھا خطیب فقیہ نسایہ بہترین خطاط شاہسوار  
تیراندازی میں ماہر سخی اور دیندار تھا جس وقت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت  
میں حاضر ہوا۔

اور اس نے اپنا مشہور قصیدہ ”من لقلب میثم مستہام“ کو کہے  
اس دل کے لیے جو عشق آل محمد میں سرگرواں ہے پڑھا اور اس شعر تک پہنچا  
وقتل بالطف غودر فہم عین غوغاء امة و طغام ۛ اور میدان صف  
میں شہید ہونے والا کہ جو امت کے ادب و کینہ لوگوں میں گھرا ہوا تھا  
تو آنحضرت نے گریہ کیا اور فرمایا اے کمیت اگر ہمارے پاس ماں ہوتا تو ہم تجھے  
عطا کرتے لیکن تیرے لیے وہ کلام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان  
بن ثابت کے لیے فرمائی تھی ”لازلت مؤید ابروح القدس ما ذبیت عنا اھل بیت  
جب کہ ہم اہل بیت سے دفاع کرتا رہا روح القدس سے تیری تائید ہو  
رہے گی۔“

اور صاحب معابد التنبیص نے محمد بن سہل سے جو کمیت کا دوست ہے نقل کیا

ہے رہا کہ آپ کے میں کمیت کے ساتھ حضرت صادق کی خدمت میں حاضر ہوا  
 امام شریف (گیارہ، بارہ، تیرہ) میں تو کمیت نے عرض کیا آپ پر قربان  
 جاؤں آپ اذن دیتے ہیں کہ میں آپ کے لیے (کچھ اشعار پڑھوں) یہ ایام  
 عظام ہیں یہ عظیم و شریف دن ہیں یعنی مناسب نہیں ہے ان دنوں میں  
 اشعار پڑھنا تو عرض کیا وہ اشعار آپ اہل بیت کے حق میں ہیں فرمایا اؤ  
 پھر آپ نے حکم بھیجا کہ آپ کے بعض گھروالے نزدیک آئے تاکہ وہ بھی سین میں  
 کمیت نے اپنے اشعار پڑھے اور بہت زیادہ گریہ ہوا یہاں تک کہ وہ اس  
 شعر تک پہنچا بیضیب یہ الرامون عن قوس غیرہم فیا آخراً اسدی  
 الہ الغی اول "وہ اسے دوسروں کی کمان سے تیرا رتے ہیں پس آئے  
 آخری کہ جس کے لیے پہلے نے گرا ہی کا سانا بانا بنا، تو حضرت نے اپنے ہاتھ  
 بلند کئے اور عرض کیا اللہم اغفر لکمیت ما قدم و اخر دعائیسر  
 داعلن داعطہ حتی یرضی) خدا یا کمیت کے اگلے پچھلے اور پرشیدہ و علی گناہ معاف  
 کر دے اور اس کو اتنا دے کہ راضی ہو جائے، یہ شعر ان اشعار کا حصہ ہے  
 کہ جن میں بنی اسد میں سے جو انسا رحین ہیں ان کی مدح کی ہے اور وہ چھ افراد  
 ہیں۔

پہلا :- حبیب بن مظہر کی پیش اور نظر و نقطہ دار کی زبرد کے ساتھ  
 ابو القاسم نفعی اسدی حبیب صحابی تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 کو دیکھا تھا کلبی نے ذکر کیا ہے اور حبیب چچا زاد تھے ربیع بن حوط بن  
 رباب کے جس کی کنیت ابو ثور تھی جو شاعر و شاعر ہوا تھا۔

اہل میر کا کہنا ہے کہ حبیب کو قہ میں آ رہے اور تمام جنگوں میں حضرت علیؑ

کاماتھ دیا اور وہ آنجناب کے خواص اور حاملین علوم میں سے تھے انتہی  
 اور میں نے ان کی شہادت نفس المہموم میں ذکر کی ہے اور ان کی جلالت  
 کے لیے وہ کچھ کافی ہے کہ جسے وطن بھی از دی نے محمد بن عباس سے روایت  
 کیا ہے کہ حبیب حبیب بن مظاہر شہید ہو گئے تو اس سے حسین علیہ السلام کا دل  
 ٹوٹ گیا اور فرمایا اپنے نفس اور قداکار اصحاب کی شہادت اللہ کے حساب  
 میں داتا ہوں۔

### بشارت جعفر بن محمد بن یار گاہ میں حبیب کی جلالت کی کاشف ہے

اور وہ چیز کو جو جناب حبیب قدس اللہ روحہ کی جلالت و عظمت کی  
 گواہ ہے وہ حکایت ہے کہ جسے ہمارے شیخ اجل محدث متحروری نور اللہ  
 مرتقدہ نے کتاب دارالسلام میں نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فجر سے بیان  
 کیا عالم جلیل معظم نہیں شیخ اعظم ربیع الشان لامع ابرہان کشف خفائی  
 شرعیہ طرائف بیان کے ساتھ کہ جسے ان سے پہلے کسی جن و انسان نے نہیں چھوا  
 ناموس رہے اور فرید عصر بدر انور شیخ المسلمین شیخ جعفر تستری اس سال  
 جن کے وجود مبارک سے غری و نجف کی سر زمین مزین ہوئی دام علیہ تے کہا کہ  
 کہ حبیب میں شہد تردی (نجف اشرف) سے علوم دینی کا تعلیم و تحقیق سے  
 فارغ ہوا اور ان کی نشر و اشاعت اور وجوب ائذار کا وقت آیا تو میں اپنے  
 وطن کی طرف لوٹا اور اس چیز کے ادا کر کے کے لیے قیام کیا جو فجر پر و حبیب  
 تھی لوگوں کو ان کے مختلف مراتب میں ان کی ہدایت کرنا اور چوتھ میں ان  
 آثار و اخبار میں قوی داتا نہیں تھا جن کا تعلق موا عظ و مسائب کے

ساتھ ہے تو میں اکتفاء کئے ہوئے تھا کہ منبر پر اپنے ہاتھ میں تفسیر صافی لیے  
 رہوں اور اس میں سے پڑھوں ماہ رمضان اور جمعوں میں اور رختہ الشہداء  
 مولیٰ حسین کا شفی کی ایام عاشوراء میں اور میں ان لوگوں میں سے نہیں تھا کہ من  
 کے لیے وعظ و انداز کرتا اور رانا ممکن ہے ان مطالب کے ذریعہ جو اس کے  
 سینہ میں ودیعت ہیں یہاں تک مجھ پر ایک سال گزر گیا حرم الاحرام کا ہمتہ قریب  
 آ گیا تو ایک رات میں نے اپنے دل میں نے اپنے دل میں کہا میں کب تک کتاب  
 دیکھ کر پڑھتا رہوں گا اور کتاب سے جدا نہیں ہو سکا پس میں کھڑا ہوا اور  
 تدبیر سوچنے لگا اس سے بے پرواہ ہوتے اور مستقل خطاب کرتے کی اور  
 میں نے اپنی فکر کا قاصد اس کام کے اطراف میں بھیجا یہاں تک کہ میں اس سے  
 تنہک گیا اور مجھے تین دن آگئی پس میں نے دیکھا کہ گویا میں زمین کر بلا میں ہوں  
 ان دنوں کو حیب حسینی کا رداں اس میں آترا اور ان کے خیمے لگے ہوئے ہیں  
 اور دشمنوں کے لشکر ان کے آسنے سامنے ہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے  
 پس میں سید الانام اباعبداللہ علیہ السلام کے خیمہ میں داخل ہوا اور آپ کی  
 خدمت میں سلام کیا آپ نے مجھے قریب دزدیک کیا اور حبیب بن مظاہر  
 سے کہا فلاں شخص اور میری طرف اشارہ کیا ہمارا مکان ہے پانی تو ہمارے  
 پاس موجود نہیں ہے البتہ آٹھا اور گھی موجود ہے پس اٹھ کھڑے ہو اور ان  
 دو تو سے اس کے لیے کھانا تیار کرو اور اس کے پاس سے آؤ پس حبیب  
 اٹھے اور اس سے کوئی چیز نہ لائی اور وہ میرے پاس رکھ دی اور اس کے  
 ساتھ ایک چھچھو بھی تھا پس میں نے اس سے چند نغمہ کھائے اور میں بیدار ہو گیا  
 اور اچانک میں ایسے خفاقی و اشاروں کی طرف مصائب میں اور لطافت



دنیا کی طرف ان پاکیزہ ہستیوں کے آسمان میں ہدایت حاصل کرنے کے لئے گناہ گار بن کر نہ گئے۔  
مجھ سے پہلے کسی نے سبقت نہیں کی اور اس میں ہر رن اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ ماہ  
رمضان آگیا اور وعظ و بیان میں غایتِ اعزاز و مقصد تک پہنچا اٹھی۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جناب حبیب سے حدیث کی روایت بھی ہوئی  
ہے پس بجا رہیں گے کہ محمد بن بحر شیبانی نے کہا ہم سے حبیب بن مظاہر اسدی  
بیسن اللہ وجہ تھے۔ روایت کی کہ انہوں نے حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام  
سے کہا آپ حضرات کیا تھے اس سے نہیں کہ اللہ عزوجل آدم کو پیدا کرے تو آپ  
نے فرمایا ہم نور کے اشتباہ تھے ہم سرشِ رحمن کے گرد گردش کرتے تھے اور  
ہم ملائکہ کو بیچ و نہلیں و تحفہ دے سکتے تھے۔

دوسرا انس بن حارث اسدی کا بیٹا ہے اور کاہنِ سدر بن نزیہ کی ایک  
شاخ ہے۔

انس بہت بڑے صحابی رسول تھے کہ جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا  
اور آپ سے حدیث سنی ان روایات میں سے کہ جنہیں انہوں نے سنا اور آگے بیان  
کیا وہ روایت ہے کہ جسے عامہ اور خاصہ کے جم غفیر نے ان سے بیان کیا ہے  
کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو کتنے ہوئے سنا جب کہ  
حسین بن علی علیہما السلام آپ کی گود میں تھے یقیناً میرا یہ بیٹا عراق کی ایک زمین  
میں شہید کیا جائے گا یا دیکھو جو کوئی بھی موبود ہو اسے اس کی مدد کرنا چاہیے  
اس حدیث کو مجتہدین نے اسنادِ القابہ میں اور ابن حجر نے الاصابہ میں اور ان کے  
علاوہ دوسرے محدثین نے بھی ذکر کیا ہے پس جب انس نے آپ کو عراق میں  
دیکھا اور مشاہدہ کیا تو آپ کی نصرت کی اور آپ کے ساتھ شہید ہوا۔

مؤلف کہتے ہیں ہم ان کی شہادت نفس المہموم میں ذکر کر چکے ہیں لہذا اب  
اعادہ نہیں کرتے لیکن ایک پزیر تہنیتیہ کنہ ماغروری ہے اور وہ بیسے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب میں سے ایک جماعت حسین علیہ السلام کے ساتھ  
شہید ہوئی کہ جن میں سے ایک بنی کاہلی تھے جن کا ذکر ہو رہا ہے اور ایک حبیب  
بن مظلہ تھے جیسا کہ ایسا راہین نے ابن حجر سے نقل کیا ہے اور ان میں سے مسلم  
بن عویجر اسدی تھے جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے اور کوفہ میں  
شہید ہونے والے ہانی بن عردہ تھے ارباب میر نے لکھا کہ ان کی عمر اسی سال سے  
ادیر تھی اور عبداللہ بن یقطر حمیری تھے جو حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے  
عبداللہ کی ماں امام حسین کی دائی اور مرثیہ تھی جیسا کہ قیس بن ذریج کی ماں حسن  
کی دائی و مرثیہ تھی لیکن آپ نے اس کا دودھ نہیں پیا تھا لیکن آپ کو اس کا  
رضاعی بھائی کہا جاتا تھا کیونکہ اس کی ماں آپ کی خاتنہ اور مرثیہ تھی اور  
قص بن عباس کی والدہ لبابہ بھی امام حسین علیہ السلام کی مرثیہ اور خاتنہ تھی  
لیکن اس نے بھی آپ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ صحیح بخاری میں ہے آپ نے  
سوائے اپنی والدہ گرامی فاطمہ علیہا السلام کے پستان اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ کے انگوٹھے سے ایک مرتبہ اور آپ کے لعاب دھن سے دوسری دفعہ  
کے علاوہ کسی کا دودھ نہیں پیا ابن حجر نے کہا ہے اصافہ میں کہ عبداللہ بھائی  
تھا کیونکہ وہ حسین علیہ السلام کا ہمسن ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ابو فراس کے قصیدہ کی شرح میں امام حسین اور آپ کے  
اصحاب کی شہادت ذکر کے موقع پر ہے راوی کتاب ہے اس کے بعد جابر بن  
عمرہ غفاری نکلے اور وہ بہت بڑھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

کے ساتھ بدر و خنین میں حاضر تھے پس وہ اپنی کمر کو اپنے عمامہ سے باندھنے لگے پھر اپنے ابرو ایک پٹی سے باندھ کر یہاں تک کہ انہیں اپنی رز نو آنکھوں سے اونچا کر لیا اور عین علیہ السلام ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے شکوہ اللہ سبیک یا شیخ اے بزرگ خدا تمہاری کوشش کی قدر دانی کرے پس حکم کیا اور جہاد کرتے رہے یہاں تک ساتھ افراد کو قتل کیا اور پھر شہید ہوئے ان پر اللہ کی رحمت اور اس کی رضوان ہو۔

تیسرا - ابو شقاعہ یزید بن زیاد بن معاویہ (صحابہ کے ساتھ) کندی یا ہلی وہ مرد خدا شریف و بزرگ شجاع و بہادر و بیباک تھے کوثر سے امام حسینؑ کی طرف نکلے اس سے پہلے کہ تر آب آئے ملا اور ہم حر کی طرف ابن زیاد کے قاصد سے ان کی گفتگو ذکر کر چکے ہیں نیز ان کی شہادت بھی نفس المہموم میں

چوتھا - ابو جہل اور وہ مسلم بن عویض بن سعد بن ثعلیہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی وہ شریف و بزرگ غرور عابد و زاہد انسان تھے۔ ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں کہا ہے (یہ ابن سعد ابو عبد اللہ محمد بن سعد نہ ہرن بصری ہے) جو واقف کا کاتب اور کتاب طبقات السجاء و انبا بعین کا مؤلف ہے سبط مذکورہ میں اس سے نقل کرتا ہے سن دو سو تیس میں فوت ہوا باقی راویہ ابن سعد جس نے امام حسین بن علی علیہما السلام سے جنگ کی تو وہ عمر بن سعد بن ابی وقاص ہے جسے مختار نے سن ۶۵ ہجری میں فی انصار و اسقر کیا۔

ابن بحر نے کتاب تقریب میں کہا ہے عمر بن سعد بن ابی وقاص ہے تو مدینہ

کارہنے والا ہے لیکن کوفہ میں آباد ہو گیا تھا۔ بہت سچا ہے « لیکن لوگ دے بہت ہی مغرض رکھتے تھے کیونکہ یہ اس شکر کا امیر تھا کہ جس نے حسین بن علی سے جنگ کی یہ دوسرے طبقہ میں سے تھا (اہل سنت کے ہاں پہلا طبقہ ہے صحابہ کا دوسرا طبقہ بڑے تابعین کا تیسرا طبقہ عام تابعین کا ہے) جسے غدار نے سن پینٹھ ہجری میں یا اس کے بعد قتل کیا اور اسے اشتباہ اور دھم بواہے کہ جس نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے کیونکہ ابن معین نے جزی فیصلہ دیا ہے کہ یہ عمر اک دن پیدا ہوا جس دن عمر بن خطاب فوت ہوئے انتہی

کہ مسلم بن غوسجہ صحابی رسول اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو دیکھا اور شعبی نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے اور وہ شاہسوار شجاع اور بہادر تھے اسلامی جنگوں اور فتوحات میں ان کا ذکر وہ آسان ہے انتہی۔

اور کتاب مقتل النفس المہوم میں ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں۔

پانچواں۔ قیس بن مسر صیداوی وہ شریف و باعزت شخص تھے نبی صیدا میں شجاع و بہادر اور محبت اہل بیت میں غلص تھے اور یکیت کے اس قول سے دہمرا ہیں ویشخ بنی الصیداء قد فاظ قبلہم صیدا بنی اسد کی ایک شاخ ہے نبی صیدا کا بزدگ ان سے پہلے موت کا پیام پی چکا

اور کتاب مقتل (نفس المہوم) میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قیس بن حسین علیہ السلام کے قاصد تھے اہل کوفہ کی طرف پس ابن زیاد نے انہیں گرفتار کر لیا اور حکم دیا کہ انہیں قصر الامارہ کی بلندیوں سے پھینکا جائے لہذا انہیں وہاں سے ہی پھینکا گیا پس وہ موت سے ہم کنار ہوئے خدا ان پر رحم کرے، جب ان کی شہادت

کی خبر حسین علیہ السلام تک پہنچی تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائیں اور آپ اپنے آنسو نہ روک سکے اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی فہم من قضی غلبہ ومنہم من ینتظر وما بدوا ینبئ ان میں سے کچھ تو اپنی مدت پوری کر گئے اور ان میں سے کچھ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

خدا ہمارے لیے اور ان کے لیے جنت کو اتارے اور مہمان کی جگہ قرار دے اور ہیں اور انہیں اپنی رحمت کے جائے استقرار میں اور ذخیرہ شدہ پر شیدہ ثواب میں اکٹھا کر دے۔

چٹا۔ موقع (برزخِ معظم) بن ثامہ اسدی اور کمیت کے اس قول سے (دان، باموسی اسیر) (ابوموسیٰ بیڑیوں میں جکڑا ہوا اسیر تھا یہی ہیں موقع کا اصل معنی مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ لیکن مشہور موقع ہے اور ثامہ (شاکی پیش کے ساتھ ہے)۔

ایصار ایمن میں ہے کہ موقع ان افراد میں سے ہیں کہ جو امام حسینؑ کی طرف میدانِ طغ میں آئے اور وہ دسویں کی رات لشکرِ ابنِ سعد سے نکلے دوسرے نکل آئے والوں کے ساتھ۔

ابو مخنف نے کہا ہے کہ موقع میدان میں گرے تو ان کی قوم انہیں چھڑا کر لے گئی اور انہیں کو فرے آئی اور چھپائے رکھا ان زیادہ کو ان کی خبر ملی اپنی آدمی بھیجے تاکہ انہیں قتل کرے بنی اسد کی ایک جماعت نے سفارش کی تو انہیں قتل نہ کیا لیکن انہیں بیڑیاں پہنا کر مقامِ زارہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور وہ ان زنجیروں کی بناد پر بیمار تھے جو انہیں کمر باندھیں گئے تھے پس زارہ میں بیمار اور بیڑیوں میں قید رہے یہاں تک کہ ایک سال کے بعد فوت ہو گئے زارہ خان کے

علاقہ میں ایک جگہ اور زیادہ اور اس کا بیٹا اہل بصرہ اور کوفہ میں سے جسے چاہتا جلا وطن کرتا تھا۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ انصارِ حسین علیہ السلام میں جو بعد میں زرخوں سے فوت ہوئے موقع کے علاوہ بھی دو افراد تھے۔

پہلا ان میں سے سوار بن منعم بن حابس بن ابوعبیر بن نہم ہمدانی تھی تھابہ بھی ان افراد میں سے تھا جو حسینؑ کی طرف آیا صلح و امن کے دنوں میں اور پہلے ہی محمدؐ میں جنگ کی اور زخمی ہو کر گرا۔

الحداثی اور وہ یہ میں کہا ہے کہ سوار نے جنگ کی یہاں تک کہ حبیب گر پڑا تو اسے قید کر کے عمر سعد کے پاس لے آئے پس اس نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس کی قوم نے سفارش کی اور وہ اپنی قوم کے پاس رنجی حالت میں رہا اور پورے چھ ماہ کے بعد فوت ہو گیا۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ وہ حمید میں رہا یہاں تک کہ وفات پائی اور اس کی قوم کی صرف قتل کو دفع کرنے کے بارے میں تھی۔

اور اسحٰب بات کا گواہ ہے وہ حضرت قائم علیہ السلام کا انعامیات میں ارشاد اسلام علی البحر صحیح المائور سوار بن ابوعبیر تھی سلام ہو زخمی اور قیدی سوار بن ابوعبیر تھی پر اگرچہ ممکن ہے کہ عبارت کو ان کی ابتدائی قید پر حمل کیا جائے۔

اور دوسرا عمر بن عبداللہ ہمدانی جنہ علی ہے جو جندے (برزخ تغدد) قبیلہ ہمدانی کی ایک شاخ ہے (ابصار البین) میں ہے کہ عمر و ان افراد میں سے ہے کہ جو حسینؑ کی خدمت میں میدانِ لطف میں صلح و امن (یعنی جنگ شروع ہونے سے پہلے) کے وقت آیا اور آپ کے ساتھ رہا۔

اور المحدثی میں کہا ہے کہ اس نے امام حسینؑ کی معیت میں جنگ کی پس زخموں سے چور ہو کر گرے سر پر ایک ضرب لگی کہ جو دماغ تک پہنچ گئی پس اس کی قوم اسے اٹھا کر لے گئی اور اس قریب سے بستر پر سال بھر بیمار پڑا رہا پھر پورے سال کے بعد فوت ہو گیا رضی اللہ عنہ اور اس کا شاہد حضرت حجت علیہ السلام کا اقامت میں ارشاد ہے السلام علی الجریح المرتق عمر و الجندعی المرتق سلام ہونعموں سے چور عمر و جندعی پر»



# چھٹی فصل

## جزع فزع

بحار میں ہے بعض مؤلفات اصحاب میں ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب ہم جنگ حنین میں تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بلایا اور ان سے فرمایا اے بیٹا معاویہ کے لشکر پر حملہ کرو پس محمد نے میمنہ پر حملہ کیا یہاں تک میدان سے انہیں ہٹا دیا پھر باپ کی طرف ترخی پلٹ کر آئے اور عرض کیا یا ابیاس پیاس پس آپ نے انہیں پانی پلایا اور باقی پانی کان کی زہرہ اور بدن کے درمیان پھر کاڑ کیا خدا کی قسم میں نے خون کی بوندیں ان کی زہرہ کے حلقوں سے ٹپکتی ہوئی دیکھیں پس کچھ دیر انہیں مہلت دے کر سر پھر فرمایا اے بیٹا میرے پر حملہ کرو پس محمد نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے کئی شاہسوار قتل کیے پھر باپ کی طرف روتے ہوئے واپس آئے انہیں زخموں نے بوھیں بنا دیا تھا پس ان کے باپ ان کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کی دودھ لٹکوں کے درمیان بوسہ دیا اور ان سے کہا تبھر پر تیرا باپ قربان جلے تو نے مجھے خوش کیا ہے خدا کی قسم اے بیٹا اپنے اسی میرے سامنے جہاد سے پس کیوں روتے ہو کیا خوشی سے یا جزع و فزع سے تو محمد نے کہا اے یا ابیاس کس طرح ندوں حالانکہ آپ نے تین مرتبہ مجھے موت کے سامنے پیش کیا اور اللہ نے مجھے سلامتی بخشی اور یہ بیٹھے میں ترخی ہوں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور جب بھی میں



آپ کی طرف پلٹ کر آتا تھا تا کہ کچھ دیر کے لیے آپ مجھے جنگ سے مہلت دیں تو آپ مجھے مہلت نہیں دیتے تھے اور یہ میرے دو نو بھائی حسن و حسین ہیں انہیں آپ جنگ کے لیے کسی بھی حکم نہیں دیتے پس امیر المومنین اٹھ کر محمد کی طرف گئے اور ان کے منہ کے بوسے لیے اور ان سے فرمایا اے بیٹا تم میرے بیٹے ہو اور یہ دو نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے بیٹے ہیں کیوں میں انہیں قتل ہونے سے نہ بچاؤں تو محمد نے عرض کیا جی ہاں اے بابا جان خدا مجھے آپ کا مددہ اور ان دونوں کا مددہ قرار دے ہر پائی سے اتھی

مولف کہتے ہیں جب حسینؑ جنگ صفین میں موجود تھے اور مشہدہ کر رہے تھے جو کچھ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد سے کیا جب وہ دشمنوں سے جہاد کر کے العطش العطش پیاس پیاس کہتے ہوئے لوٹے کہ انہیں پانی پلایا اور باقی پانی ان کی زہ اور بدن کے درمیان ڈالا تا کہ گرم روہے جو حرارت ان کے زخموں کو پہنچی اس سے انہیں سکون دیں تو آپ کی کیا حالت ہو گی عاشور کے دن جب اپنے بیٹے علی بن الحسین کو دیکھا جب وہ دشمنوں سے پلٹ کھڑے اور انہیں بہت سے زخم لگے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے بابا پیاس نے مجھے قتل کر دیا اور روہے کے بو جھنے مجھے تھکا دیا ہے اور اپنے باپ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی اور آپ کی زہ کے گرم روہے کے ان کے زخموں پر لگنے کی شدت کا گلا کیا لیکن ان کے باپ کے پاس پانی نہیں تھا کہ جن سے وہ ان کے جگر کو ٹھنڈک پہنچاتے اور ان کے زخموں کی حرارت کو سکون پہنچاتے پس آپ رو پڑے اور فرمایا و انوشاہ (ہے کوئی فرماؤں) اے بیٹا تھوڑی دیر جنگ کرو بہت جلد تم اپنے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے

ملاقات کرو گے اور وہ تمہیں اپنے بھرے ہوئے کاسہ سے ایسے شربت سے سیراب کریں گے کہ جس کے بعد تم کبھی بھی پیاسے نہیں ہو گے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ جناب علی بن الحسین کی نقل الحدید (لوہے کے بوجھ) سے مراد مخالف لشکر کی کثرت اور ان سے جو مصیبت وہ بھیل رہے تھے کیونکہ آنجناب سلام اللہ علیہ شہداء کو بلا کے درمیان زیادہ عملوں اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑنے کے ساتھ مخصوص تھے یہاں تک کہ راوی نے آپ کے حق میں کہا ہے کہ انہوں نے لوگوں پر کئی مرتبہ حملہ کیا اور ان میں سے کثیر جماعت کو قتل کیا یہاں تک کہ ان کے کثیر لوگوں کے قتل کرنے کی وجہ سے شورغل اٹھا اور بعض تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کے حملے بارہ تک پہنچے۔

باقی رہا لشکر کو وہ سے تعبیر کرنا تو یہ تعبیر شائع و ذائع ہے اور شیخ کسی کلام حبیب بن مظہر کے بارے میں گزر چکا ہے اور حبیب ان ستر افراد میں سے تھے جنہوں نے حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد کی تھی اور وہ لوگ وہ بے کے پہاڑ سے نکلے۔

اور چونکہ وہ علی اکبر علیہ السلام کی شہادت نفس المہجوم میں ذکر چکا ہوں لہذا یہاں میں ان کا متقل و شہادت اختصار کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔

علی بن الحسین سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ خلقت اخلاق اور گفتار میں تمام لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے چچا حسن اور اپنے باپ حسین کی گود میں پرورش پائی تھی اور ان دونوں سے آداب سے مزین تھے جیسا کہ اسی امر کا

وہ الفاظ دیتے ہیں جو کافی، تہذیب اور تہقیق سے معتبر متقول زیارت میں ہیں جس میں آپ پر سلام ہے "السلام علیک یا بن الحسن والحسین"۔

پس جب عاشور کے دن ان کے باپ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا سوائے ان کے اہل بیت کے تو ان کے بغیرت مند نفس نے انہیں اہل غرایت و گمراہی کے گھڑ سواروں سے ٹکرائے پر ابھارا اور ہاشمی حمیت نے انہیں حرکت دی اہل خلافت کے ارد و اح کو ٹھکار کرنے پر تو آپ اس قوم کی طرف نکلے حبیب کہ وہ اپنی زرمے دامن زمین پر گھسیٹ رہے تھے زندگی سے مایوس تھے موت کا عزم باجمہر کر چکے تھے اور ان کا مظلوم باپ ان کی طرف حسرت و یاس سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ان کا دل جل رہا تھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے حزن و ملال کو ظاہر کر رہا تھا جیسا کہ بعض معتبر متقابل ہیں کہ امام سین نے اپنی سریش مبارک کو آسمان کی طرف بلند کیا اور آپ کی زبان حال یہ تھی مجھے دردناک مصیبت اور عظیم درد پہنچا ہے میں اپنی پرانگندگی شدت غم اور حزن و ملال کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں کیونکہ ڈارمی کو پکڑ کر بلند کرنا حزن و ملال اور غم و غصہ کے ہجوم کی علامت ہے جیسا کہ ہمارے شیخ و بزرگ رئیس المحدثین ابو جعفر بن بابویہ قمر نے اس طرف اشارہ کیا ہے

شیخ ابن بابویہ قمر نے علل الشرائع میں کہا ہے حضرت موسیٰ کے اپنے بھائی کی وطنی اور سرکھڑنے کی حکمت و فلسفہ یہ ہے۔ حضرت موسیٰ اپنے بھائی کا سردار و اڑھی اس طرح پکڑی جیسے انسان اپنا سر اور و اڑھی پکڑتا ہے اس عادت کی بنا پر کہ جو لوگوں میں جاری و ساری ہے کہ جب کوئی شخص غمزدہ ہوتا ہے یا اس پر کوئی عظیم مصیبت آن پڑتی ہے تو اپنے وہ سر پہ ہاتھ رکھ لیتا ہے اور جیسا کوئی

عظیم صدمہ سے لاحق ہوتا ہے تو اپنی ڈاڑھی پکڑ لیتا ہے گویا آپ نے جو کچھ کیا اس سے جناب ہارون کی بتایا کہ ان کے لیے غم و غصہ کرنا اور جزع و فزع کرنا اس فعل پر جو قوم بجا لائی ہے واجب و ضروری ہے اور ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو مصیبت میں سمجھیں اس چیز سے کہ جو انہوں نے کی ہے کیونکہ امت نبی اور رحمت خدا سے بمنزلہ بیٹروں کے ہے چرواہے سے اور کوئی زیادہ حق رکھتا ہے غم منانے کا بیٹروں کے پر اگندہ ہونے اور ہلاک ہونے سے ان کے چرواہے سے حب کہ وہ ان کی حفاظت پر موقوف ہے اور ان کی اصلاح کیلئے اسے رکھا گیا اور اس کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور خدا نے ثواب کا وعدہ دیا ہے ان کی ہدایت و ارشاد کرتے اور اچھی ٹکھائی کرنے پر اور عقاب و عذاب کی دھمکی دی تھی اس کی ضد پر جو انہیں ضائع چھوڑ دینا ہے اور اس طرح نضام مسیح کا عمل جب آپ کو یاد آئی وہ قوم جو آپ سے ٹر رہی تھی آپ کے احترامات کے باوجود کہ جن کی وہ رعایت نہیں کر رہے تھے تو آپ نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور گفتگو کی جو کی انتہی

تو اس سے امام حسین کا اپنی ڈاڑھی مبارک کو ان کے بیٹے علی کے قتال کی طرف جانے کے وقت پکڑنے کا راز معلوم ہوا جیسا کہ جناب ام کلثوم کے اپنا ہاتھ کو شہادت حسین کے بعد مذکور کرتے ہوئے سر پر رکھتے اور والحمد للہ اہ ہذا حسین بالبراء قد سلب العمامة والرداء۔

پس جناب علی اکبر نے اس قوم پر

حملہ کیا اور وہ کہہ رہے تھے ”انا علی بن الحسین بن علی عن بیت اللہ اولی بالنبی۔ اضر بکم بالسيف حتی ینشقی عن ضرب غلام ہاشمی علوی“

ولا ازال الیوم احمی عن ابی  
 میں تمہیں تلوار سے آٹنا ماروں گا کہ وہ مڑ جائے گی یہ ہاشمی علوی نوجوان کی ضرب  
 ہوگی۔ آج میں سسل اپنے باپ کی حمایت کرتا رہوں گا خدا کی قسم غلط باپ  
 کی طرف جو بلایا جاتا ہے۔ اس کے بیٹے کا حکم ہم پر نہیں چلے گا۔

پس لوگوں کو ان کا گھجھ سے ہٹا دیا اور انہیں ان کے اماں و مواقع سے  
 اٹھایا یہاں تک کہ پیاس کے باوجود ایک سو بیس نادریوں کو فی اذار کیا۔

ایر انفرج کہتا ہے کہ آپ ان پر حملہ کرنے لگے پھر اپنے باپ کی طرف  
 پلٹ آتے اور کہتے بابا پیاس اور سین ان سے کہتے میرے پیارے مبر کو تم  
 شام نہیں کرو گے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ تہیں اپنے مخصوص پیالے  
 سے میرا پ کریں گے اور وہ جناب یکے بعد دیگرے حملہ کرنے لگا۔

یہاں تک کہ انہیں یہاں تیرا مارا گیا کہ جو آپ کے حلق میں لگا پس اسے پھاڑ  
 دیا اور وہ جناب اپنے خون میں ٹوٹنے پوٹنے لگے اس کے بعد پکارا اے بابا  
 آپ پر میرا سلام یہ میرے مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں جو آپ کو سلام  
 دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں جلدی ہمارے پاس آئے اور شہزادہ نے  
 ایک پیچہ ماری اور دیتا سے جدا ہو گئے۔



# ساتویں فصل

## نصرت ابوطالب

اصل یہ و اخبار نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ قریش کے ایک گروہ کے نزدیک سے گزرے جنہوں نے ایک اونٹ کو سخر کر رکھا تھا کہ جس کا نام وہ فہیرہ رکھتے تھے اور اسے کعبہ کے گرد کہتوں کے لیے قرار دیتے تھے آپ نے ان پر سلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ دادا سندوہ تک پہنچ گئے (دار مکہ میں ایک جگہ ہے کہ جسے قصی بن کلب نے بنایا تھا اور یہ ایک ایسا مکان تھا کہ جس میں اہل مکہ مشورہ کے لیے جمع ہوتے تھے اور بعد میں انہوں نے اسے اپنے بیٹے عبدالدار کے لیے قرار دیا اور وہ آج کل مسجد الحرام سے ملا ہوا ہے معاویہ نے اسے خرید کر دار الامارہ بنالیا تھا پھر بعد میں اسے مسجد کا حصہ بنا دیا گیا مراد اللہ اطلاع ۵۰۸ھ میں اس طرح ہے) تو قریش نے کہا کیا ابن ابی کبشہ (رسالت مآب کو کفار قریش اس نام سے پکارتے تھے ابوکبشہ موار کا باپ) ہمارے قریب سے گزرتا ہے اور ہم پر سلام نہیں کرتا پس کون اس کے پاس جاتا اور اس کی نماز خراب کرتا ہے تو عبداللہ بن ربیعہ بھی نے کہا میں ایسا کروں گا تو اس نے گویا اور غون لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ تک پہنچا جب کہ آپ مسجد میں تھے پس وہ آپ کے لباس کو اس سے بھر دیا پس نبی کریم واپس آئے یہاں تک کہ اپنے چچا ابوطالب تک آئے اور کمالے

بچائیں کون ہوں آپ نے کہا کیوں اے پیارے یحییٰ تو حضور نے وہ قصہ بیان کیا جناب ابوطالب نے کہا آپ نے انہیں کہاں چھوڑا ہے آپ نے فرمایا وادی ابطح میں تو جناب ابوطالب نے اپنی قوم کو پکارا اے آل عبدالمطلب اے آل ہاشم اے آل عبد مناف پس ہر طرف سے لیک لیک کتے ہوئے آگے بڑھے تو ابوطالب نے ان سے کہا تم کتے ہو انہوں نے کہا چالیس جوان کہا کہ اپنے ہتھیار اٹھا لو انہوں نے اپنے ہتھیار اٹھالیے پس انہیں لیکر چلے بہانک کہ ان تک پہنچ گئے جب قریش نے ابوطالب کو آتے دیکھا تو چاہا کہ پرہ گندہ ہو جائیں تو ابوطالب نے کہا اے مکان کے مالک کی قسم (کہ) تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا گمیریہ کہ میں اسے نوار سے اٹھاؤں گا پھر ایک سخت پتھر کی طرف آئے جو ابطح میں پڑا تھا اس پر تین ضربیں لگائیں اور اس کے تین ٹکڑے کئے پھر کہا اے محمدؐ تو نے سوال کیا تم کون ہو پھر ابوطالب نے یہ اشعار کہنے شروع کئے

انت الامین محمد ء قرم انمر مسودع لسودین اکرم عطا ابو طالب  
المولد نعم الارومة اصلها عمرو الحظم الاوحد ء هشم الربیكة فی  
الجفان ء وعیش مکہ انکد ء فجرت بذلک ستة ء فیہا الخبیزد تشرد  
ولنا السقایة للیحیج عبہایماث العنجد ء والمأمان وماحوت ء  
عرفاتما والمسجد انی تضام ولم امت ء وانا الشباع العرید ء وبنوابیك  
کانهم ء اسد العربین تو قد ولقد عهدتک صادقاً فی القول تشفند ء  
مازلت تنطق بالصواب . وانت طفل امر دمبدي النصیحة جاہدا ء وذلک  
الغنامة ترعد عیسی بوجهک صوبہاء قطراتما والحید جدجذبک الوسيلة فی الشداء ء وذر الذریع المرف

تم ان میں ہو اے محمد قوم کے سردار شریف و بزرگ قوم جسے سردار بنایا گیا ہے محترم سرداروں کا جو پاک و پاکیزہ ہیں اور جن کی ولادت پاکیزہ ہے جن کی اصلی وجہ بہترین ہے جو معدود (ہاشم) سردار قوم بردبار اور بہت عطا کرنے والا ہے جو یہ نہ روزگار تھا جس نے کھانا (جو ردقن خرما اور دھی سے بنایا گیا ہو) چور چور کیا بڑے بڑے پیالوں میں جب کہ مکہ کی زندگی بہت سختی تھی۔ پس اسی پر سنت جاری ہوئی اس میں روٹیوں کو شہید کیا جانے لگا۔

اور ہمارے لیے ہے حاجیوں کو پانی پلانا کہ جس میں کشمش ڈالی جاتی ہے اور ہمارے لیے ہے مقام مازیان (وہ تنگ جگہ جو مکہ و منی کے درمیان ہے) اور وہ کہ جسے میدان عرفات نے گھیر رکھا ہے اور مسجد احرام قم پر کس طرح ظلم ہو سکتا ہے حالانکہ میں ابھی نہیں مرا اور میں سخت قسم کا اڑدھا ہوں، اور تمہارے باپ کے بیٹے گویا کہ بیشیہ کے شیر ہیں اور بھڑکتی آگ ہیں، میں تجھ سے سیما وعدہ کرتا ہوں اور تجھ سے جھوٹ نہیں بولا جائے گا تم ہمیشہ درست و صحیح بات کرتے تھے جب کہ تم بچے تھے اور ابھی تمہیں داڑھی ہی نہیں آئی تھی۔ آپ پسند و نصیحت کو ظاہر کرنے والے ہیں راہ خدا میں کوشش کرنے والے ہیں اور آپ کی وجہ سے بادل گرجتا ہے اور تیرے چہرے کے صدف میں اس کے قطرات اور زیادہ پانی میرا بہتا ہے آپ ہی شہداء میں وسیلہ و ذریعہ ہی اور عطا کرنے والی موصم تہا رہیں۔

پھر ابوطالب نے کہا اے محمد ان میں سے کون تھا جس نے آپ سے ادبی کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ابن ربیع کی طرف اشارہ کیا پس اسے



جناب ابوطالب نے اپنے قریب بلایا پس اس کی ناک پر کے مارے کہ اس کا خون بہنے لگا پھر گوبر اور خون منگوئے کا حکم دیا اور وہ اس جماعت کے سر پر پھیرا اس کے بعد کہا اے میرے پیارے بیٹے کیا اب آپ راضی ہیں تم نے سوال کیا تھا کہ تم کون ہو تم محمد بن عبد اللہ ہو پھر حضرت آدمؑ تک ان کا نسب پڑھا اور کہا خدا کی قسم ان میں سے زیادہ شریف حسب والا زیادہ بلند منصب و مقام والا یا جماعت قریش جو تم میں سے چاہے کہ وہ کوئی حرکت کرے تو کہہ دیجئے میں وہ ہوں کہ جسے تم جانتے ہو،

مؤلف کہتے ہیں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی حضرت ابوطالبؑ کے ہاتھ اور زبان سے نصرت کرتے اور آپ سے وفاء کرنے کے سلسلہ میں وارو ہوا ہے اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اسے ذکر کیا جائے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ جب غاصرے کے دنوں میں تھے تو جب بستر پر سوتے اور لوگ سو جاتے تو ابوطالب آتے اور آنحضرتؐ کو ان کے بستر سے اٹھاتے اور حضرت علیؑ کو ان کی جگہ سلاتے اور آنجنابؐ پر اپنی اولاد اور اپنے بھائیوں کی اولاد کو موکل و نگران مقرر کرتے پس علی علیہ السلام نے کہا اے بابا میں اس رات قتل ہو جاؤں گا تو ابوطالب سلام اللہ علیہ نے کہا ”اصبرن یا بنی فالصبر اجمی وکل حی مصیرہ لشعوب قد بلوناک والبلاء شدید لغدا العجیب وابن العجیب ان تصبک المتون بالنبل تترى فمصیب منها وغیر مصیب وکل حی وان تطاول عمراء آخذ من لہا ما بنصیب“ اے بیٹا ضرور صبر کرو کیونکہ صبر ہی زیادہ بہتر ہے ہر زندہ موت کی طرف جاتا ہے ہم نے تیرا امتحان کیا ہے اور امتحان شدید و سخت ہے عجیب

بن نجیب پر مذہب و قربان ہونے کا اگر موت تجھے پہلے ور پہلے تیرا رہے تو کوئی لگے گا کوئی نہیں لگے گا ہر زندہ اگر چہ طویل عمر گزارے اس کے صورتوں میں سے اپنا حصہ لے گا۔

تو حضرت علیؑ نے جواب میں کہا ”اتاصر فی بالصبر فی نصر احمد و اللہ ما قلت الذی خلت جازعا و لکننی اجبت ان تر نصرتی و تعلم انی لہم ازل لك طائعا و سعی لوجه اللہ فی نصر احمد و بنی الہدی المحمود طفلایا فاعنا کیا آپ مجھے احمد مجتبیٰ کی نصرت میں صبر کرنے کا حکم دیتے ہیں اور خدا کی قسم جو بات میں نے کہی ہے وہ بزرع و فزع یا گھبراہٹ کی بنا پر نہیں، لیکن میں دوست رکھتا ہوں کہ آپ میری نصرت و مدد کو دیکھیں اور جائیں کہ میں ہمیشہ سے آپ کا مطیع تھا اور میری کوشش احمد کی نصرت میں جو کہ بنی اور ہادی برحق اور یحییٰ اور جو ائی میں قدم رکھتے ہوئے قابل تعریف ہیں اللہ کی رضا ہے“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہمیشہ قریش مجھے اذیت پہنچاتے سے بند دل تھے یہاں تک کہ ابوطالب فوت ہوئے اس کے علاوہ بھی ان کے ایمان و ایقان اور نصرت و مدد کے بہت سے دلائل ہیں۔

اور بہت کہا ہے ابن ابی الحدید نے ”لولا ابوطالب وابنہ و لما مثل الدین شخص فقما۔ اگر ابوطالب اور ان کے بیٹے نہ ہوتے تو دین اپنا شخص برقرار رکھ کر قائم نہیں ہو سکتا تھا۔“

فذلك بمکہ آدی و حامی و ذاك بيشرب جبر الحما ماء اس نے مکہ میں اسے پناہ دی اور اس کی حمایت کی اور اس نے یثرب اور مدینہ میں موت کو

کھینچا اور اس کی سختی برداشت کی۔

مؤلف کہتے ہیں اور اس بارے میں ان دو نوکی ہمارے آتما و سردار عباس بن ابی طالب علیہ السلام نے اقتدار کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے فرزند کی نصرت کرنے اور ان سے مواسات و ہمدردی کرنے میں پس ان کا انکا کردار اپنے باپ داؤا کے کردار کے مشابہ تھا پس آپ دیکھیں جناب ابوطالب کے اس قول کو جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نصرت میں محاصرہ کے دفتوں میں کہا ہے (فلا تحسبونا خاذلین محمد الدی عربہ منا دلا متقرب ع ستمعه منا ید ہاشمیہ و مرکبہا فی الناس اخشن مرکب ہمارے بارے میں یہ گمان نہ کرنا کہ ہم محمد کو مسافرت میں یا وطن میں چھوڑ دیں گے تحقیق ہم میں سے ہاشمی ہاتھ ان کی حفاظت کریگا اور ان کی سواری لوگوں میں زیادہ سخت سواری ہے۔

پھر آپ دیکھیں ان کے پوتے ابو الفضل العباس علیہ السلام کا قول ماثور کے دن فرزند رسول اللہ کی نصرت و مدد میں واللہ ان قطعتم یمینی عانی احاصی ابداعن دینی۔ وعن امام صادق الیقین ع نجل النبی الطاہر الامین خدا کی قسم اگرچہ تم نے میرا وایاں ہاتھ کاٹ دیا ہے میں ہمیں اپنے دین سے دفاع اور جماعت کو تار ہوں گا۔

اور صادق الیقین امام سے کہ جو پاک و پاکیزہ امین نبی کا بیٹا ہے، اس کے علاوہ بھی ان کا کلام ہے اور شاید اسی طرف اشارہ کیا گیا آپ کی اس زیارت میں جو شیخ معین دینرہ سے اس فقرہ کے ساتھ منقول ہے (فالْحَقُّ اللَّهُ بِدَرَجَةِ ابائِثِکَ فی دار جنات النعیم۔ پس خدا آپ کو ملحق کرے آپ کے باپ داؤا کے ویرے کے ساتھ جنات النعیم میں)

# آٹھویں فصل

## مصائب کربلا کے اثرات

شیخ اجل علی بن محمد خزائن قمی نے جناب عمار سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ایک جنگ میں تھے تو نبی اکرم نے اپنی ایک گفتگو میں ان سے کہا اے عمار عنقریب میرے بعد فتنہ و فساد پیدا ہوگا جب ایسا وقت آئے تو علی اور ان کی جماعت کی پیروی کرنا کیونکہ علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اے عمار تحقیق تم عنقریب میرے بعد علی کی معیت میں یحییٰ میں بیعت توڑنے والوں اور حق سے منہ توڑنے والوں سے جنگ کرے گا پھر تجھے باغی کر دے گا اور قتل کرے گا عمار کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ اللہ اور آپ کی رضا اور خوشنودی میں نہیں ہوگا فرمایا ہاں یہ تیرا جہاد اور قتل ہونا اللہ اور میری رضا و خوشنودی میں ہوگا اور تیرا آخری زاد راہ دو کاشربت ہوگا جسے تو پئے گا۔

پس جب جنگ یحییٰ کا زمانہ آیا تو عمار بن یاسر امیر المؤمنین کی طرف نکلے اور ان سے عرض کیا اے رسول اللہ کے بھائی کیا آپ مجھے اذن جہاد دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا ابھی ٹھہرو خدا تم پر رحم کرے تمھوڑی دیر کے بعد یہی بات دوہرائی تو آپ نے اسی قسم کا جواب دیا جب تیسری مرتبہ دہرائی تو امیر المؤمنین علیہ السلام رو پڑے تو عمار نے آپ کی طرف دیکھا اور عرض کیا

یا امیر المؤمنین یہ وہی دن ہے کہ جس کے بارے میں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے بتایا تھا پس امیر المؤمنین اپنی نچر سے اترے اور عمار سے معاف فرمایا اور انہیں وادع کیا اس کے بعد فرمایا اے ابوقطفان خدا تمہیں اللہ اور اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے گا تم اچھے بھائی تھے اور تم اچھے ساتھی تھے پھر آپ بھی روئے گئے اور عمار بھی رو پڑے اس کے بعد کہا خدا کی قسم اے امیر المؤمنین میں نے آپ کی اتباع نہیں کی مگر بصیرت کے ساتھ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو حنین کے دن کہتے ہوئے سنا اے عمار غریب میرے بعد فتنہ و فساد بپا ہو گا جب ایسا ہو تو علی اور اس کی جماعت کی پیروی کرنا کیونکہ وہ حق کے ساتھ ہے اور حق اس کے ساتھ ہے اور غریب تم میرے بعد ناکثین اور منافقین (بیعت توڑنے اور حق سے منہ موڑنے والوں سے) جنگ کرو گے پس خدا آپ کو اے امیر المؤمنین اسلام کی طرف سے بہترین جزا دے کہ آپ نے حق ادا کیا اور اسلام کی تبلیغ کی اور نصیحت کی اور خلوص دکھایا پھر عمار سوار ہوئے اور امیر المؤمنین بھی سوار ہو گئے۔ پھر میدان قتال کی طرف عمار نکلے پھر پانی مانگا تو کہا گیا ہمارے پاس پانی نہیں ہے پس انصار میں سے ایک شخص اٹھا اور انہیں دودھ کا شربت پلایا عمار نے اسے پی لیا اور پھر کہا اسی طرح مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے وعدہ کیا تھا کہ دنیا میں سے میرا آخری زاد راہ دودھ کا شربت ہو گا پھر دشمن قوم پر حملہ کیا اور اٹھارہ افراد کو قتل کیا پس اہل شام میں سے دو مردان کی طرف نکلے پس ان دو تو نے انہیں نیزے مارے کہ جس سے شہید ہو گئے ان پر اللہ کی رحمت ہو جب رات ہوئی تو امیر المؤمنین نے مقتولین میں بھکر لگایا پس عمار کو پڑا ہوا

دیکھا تو ان کا سراپا ران پر رکھا اس کے بعد رو پڑے اور یہ اشعار پڑھنے لگے  
 ”الا ایہا الموت الذی لست تاریکی ارحنی فقد افینت کل خلیل  
 اراک بصیراً بالذین احبهم کما یتوخمونہم بدلیل“ اے وہ موت جو مجھے چھوڑنے والی  
 نہیں ہے مجھے راحت و آرام پہنچا دے کیونکہ تمہارے میرا ہر دوست تابو و کر دیا  
 ہے میں تجھے با بصیرت سمجھا ہوں ان لوگوں کے بارے میں کہ جن سے میں محبت  
 کرتا ہوں کیونکہ ان کی طرف تو کسی دیں درمہر کے ساتھ جاتی ہے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین کی یہ حالت ہے عمار کے قتل و شہاد  
 کے بعد تو ان کے فرزند حسین کی کیا حالت ہوگی ان کے بھائی اور ان کے ناصر  
 مددگار جناب عباس کی شہادت کے بعد کہ جنہیں آپ نے زمین پر اس حالت  
 میں دیکھا کہ ان کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں دو نور خاں خاک آلود ہیں جو خون میں  
 لت پت چٹیل میدان میں ریت صحرا پر پڑے ہیں۔

روایت ہے کہ جنگ اور میں جب حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کا  
 شکم پارہ کر کے ان کا جگر نکال لایا اور ان کا مشہد (ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹنا)  
 کیا گیا جب جنگ ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میرے چچا حمزہ  
 کا کسے پتہ اور علم ہے آپ کی خدمت میں حارث بن صمد نے عرض کیا میں ان کی  
 جگہ کو جانتا ہوں پس وہ آیا یہاں تک کہ جناب حمزہ کی لاش پر رک گیا پس اس نے  
 پسند کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف پلٹ کر جائے اور انہیں ان کی  
 خیر و پس رسول اللہ نے امیر المومنین سے فرمایا یا علی اپنے چچا کو تلاش کرو  
 پس حضرت علی آئے اور حمزہ کی لاش پر کھڑے ہو گئے اور ناپسند کیا کہ رسول اللہ  
 کی طرف پلٹ جائیں پس رسول اللہ خود آئے یہاں تک کہ ان کی لاش پر کھڑے ہو گئے

جب دیکھا اس چیز وعل کو جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا تو رونے لگے اس کے بعد کہا  
خدا یا حمد تیرے لیے ہے اور شکایت بھی تیری ہی بارگاہ میں ہے اور تجھ سے ہی  
مدد چاہی جاسکتی ہے اس چیز کو کہ جسے میں دیکھ رہا ہوں (پھر فرمایا ان کے  
کامیاب ہوا تو منہ کھروں گا اور پھر منہ کروں گا تو عزوجل نے یہ آیت نازل  
کی (وان عاقبتہم فعاقبوا) مثل ما عوقبتہ بہ ولئن صبرتم لهو خیر  
للصابرین۔ اور اگر عقاب کرو تو اتنا عقاب کرو جتنا نہیں  
دیا گیا ہے اور اگر صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ نے فرمایا میں صبر کروں گا میں صبر کروں گا۔

اور روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب حمزہ پر اپنی چادر  
ڈال دی جو آپ نے پہن رکھی تھی لیکن جب سر کی جانب اسے بڑھاتے تو ان کے  
پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب پاؤں کی طرف بڑھاتے تو سر ظاہر ہو جاتا تو سر  
کا طرف بڑھایا اور ان کے پاؤں پر گھاس پوس ڈال دیا ان  
لیکن عباس سلام اللہ علیہ کا سر عاشور کے دن (گزر کے واسطے) کھل گیا تھا  
اور ان کے دلوں ہاتھ کٹ گئے تھے اور آپ زخموں سے چور چور ہونے کے بعد  
شہید ہوئے اور حکیم بن طفیل خدا سے ذلیل و رسوا کر کے آپ کا لباس اتارا  
تھا جب حسین نے انہیں دیکھا تو رونے لگے اور آنجناب علیہ السلام سے حکایت  
ہوئی کہ فرمایا الان انکسر ظہری وقلت حیلتی اس وقت میری  
مکڑ ٹوٹ گئی اور میری تدبیر و چارہ کار تھوڑا اور کم ہو گیا۔

اور آپ حق رکھتے تھے کہ یہ کہیں کیونکہ حکایت ہوئی ہے حضرت لقمان  
سے واپس آئے تو راستہ میں ان کا غلام انہیں ملا تو لقمان نے پوچھا کہ میرے والد کا

کیا ہوا اس نے کہا قوت ہو گئے تو کہا کہ میں اپنے امرو معاملہ کا فرد مالک ہو گیا  
پوچھا میری بیوی کا کیا ہوا اس نے کہا وہ بھی قوت ہو گئی ہے تو تقمان نے کہا کہ  
فرش و بستر کی تجدید ہوئی پوچھا میری بہن کیا ہوئی کہا کہ وہ بھی مر گئی ہے تو کہا  
کہ میری پردہ پوشی ہوئی پوچھا میرا بھائی کیا ہو جب اس نے کہا کہ وہ بھی قوت  
ہو گیا ہے تو کہا کہ میری کمر توٹ گئی۔

اور حکایت ہے کہ جب جناب سید رضی اللہ عنہ قوت ہوئے پھر عمر  
س چار سو پچھریں تو وزیر خزانہ ملک تو تمام اعیان و اشرف اور سب تافہی ان  
کے جنازہ اور نماز پر حاضر ہوئے لیکن ان کے بھائی سید مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ ان پر جزع و فزع و دکھ و درد کی وجہ سے اپنے جدا مجد موسیٰ بن جعفر علیہ  
السلام علیہ کے مشہد اور مزار پر چلے گئے کیونکہ ان میں طاقت و توانائی تھی  
کہ اپنے بھائی کے جنازہ اور ان کے دفن ہونے کو دیکھ سکیں اور ان کی نماز  
جنازہ خزانہ ملک ابو غالب نے پڑھائی اور پھر خود دن کے آخری حصہ میں سید  
مرتضیٰ کے پاس مشہد کا غمی سلام اللہ علی مشرفین گئے اور انہیں گھر کی طرف لازمی  
طور پر واپس جانے پر مجبور کیا۔

اور مجھے بہت زیادہ رقت طاری ہوتی ہے جناب عباس کی والدہ گرامی  
تعالیٰ ام البنین رضی اللہ عنہا کے مرثیہ سے کہ بے ابوالحسن انفس نے شرح کامل  
میں پیش کیا ہے اور وہ محذرہ ہر روز جنت البقیع کی طرف نکلتی تھیں اور  
ان کا مرثیہ پڑھتیں اور ان کے بیٹے حبیب اللہ کو اٹھائے ہوتے پس ان کا مرثیہ  
سننے کے لیے اہل مدینہ جمع ہو جاتے اور ان میں مروان بن حکم بھی ہوتا پس  
اندوھا کہ ہو کر روتے وہ مذہب اس محذرہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہوتا یا



یا من رأی العباس علی جمامیسر النقد دوراء من ابنا عیلا  
 کل لیث ذولیدء انیث ان ابنی احبیب براسه مقطوع ید ویلی  
 علی شبلی امالء براسه ضرب العمدء لو کان سیفک فی یدیکء  
 لسا دی عنہ احدء سے وہ کہ میں نے شیر کو دیکھا ان بھیڑوں کی جماعتوں  
 پر حملہ کرتے ہیں کہ پاؤں چھوٹے اور پہرے قبیح تھے اور اس کے پیچھے حیدر  
 کے بیٹے تھے جو ہر ایک شیر تھا تہہ بہ تہہ بیٹھے ہوئے گردن کے بالوں والا تھے  
 خیر دی گئی ہے کہ میرے بیٹے کے سر پر ضرب لگی ہے اور اس کا ہاتھ بھی کٹ  
 گیا ہے ہائے افسوس میرے شیر بچے پر جس نے اپنے سر کے ساتھ عداوت  
 کو پھیرا اگر تیری توار تیرے ہاتھوں میں ہوتی تو اس کے قریب نہ آتا۔  
 نیز اسی خاتون کے اشعار ہیں

لا ید عوفی ویک ام البنین ءتذکر بنی بلیوت العربین  
 کانت بنون لی ادعی ہلم ء والیوم اصیحت ولا من بنین  
 اوبعدہ مثل نسور الربی ءقد واصلوا الموت بقطع الوتین  
 تنازع الخرصان اشلاہم ء کلہم امسی صریعا طعین  
 یالیت شعری اکما اخبروا ء بأن عباسا قاطیع الیمین  
 دے ہو تجھ مجھے ام البنین کہہ کر نہ پکار کہ اس سے مجھے تو ہمیشہ کے شیر یاد  
 دلاتی ہے تھے میرے بیٹے کہ جن کی وجہ سے میں پکاری جاتی تھی آج میں اکیلی  
 رہ گئی ہواور بیٹے نہیں ہیں چار تھے ٹیلوں کی گھروں ایسے جنہوں نے شاہ رگ  
 کے کٹنے سے موت سے وصال کیا ہے نیز وہ نے ان کے اعصاب و جوارح میں  
 نزاع کیا پس ان میں سے ہر ایک نیزہ زنی سے پھچھاڑا گیا ہے ہائے افسوس کیا

ایسے ہے جیسا کہ مجھے لوگوں نے خبر دی ہے کہ عباس کا وایاں (باباں) بازو کٹ گئے تھے غموں و احزان کی آگ کا بھر کٹنا فاطمہ علیہا السلام کے مرثیہ کے ذکر سے جبرائیل نے اپنے باپ پر کیا جبرائیل اور جنوں کے سردار تھے۔

موصوف کہتے ہیں جب میں نے ام البنین کا مرثیہ ذکر کیا تو میرے دل میں آیا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے جو اپنے باپ کا مرثیہ کہا ہے اسے بھی ذکر کروں بعد اس کے کہ ہم ان کے کچھ حزن و ملال و گریہ و بکا و کاتذکرہ کرتے ہیں۔

آپ کو معلوم رہے میں وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رحلت ہوئی تو مدینہ ایک ہی چیخ و پکار بن گیا پس نہیں تھا اس میں کوئی مگر رونے والی عورت اور مذہب کرنے والا مرد اور مذہب کرتے والی عورت اور آپ کی مصیبت سب سے زیادہ آپ کے پاکیزہ اہل بیت پر تھی خصوصاً آپ کے چچا زاد اور بھائی امیر المومنین صلوات اللہ علیہ پر پس آپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات سے وہ مصیبت نازل ہوئی تو گمان نہیں کہ اگر پہاڑ اسے اٹھاتے تو برداشت کر سکتے اور آپ کے اہل بیت میں سب سے زیادہ حزن و ملال ہماری سردار مظلومہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو تھا ان پر اتنا حزن و ملال وارد ہوا کہ جسے اللہ عز و جل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور ان کا حزن و ملال اور گریہ و بکا تر تازہ و سخت و شدید ہو رہا تھا نہ ان کا کرہنا ساکن ہوتا تھا اور نہ ہی ان کے رونے کی آواز میں سکون آتا تھا اور جو نیا دن آتا تھا ان کی بکا و گریہ پہلے دن کی نسبت زیادہ ہوتا۔

ایک دن جناب سیدہ نے فرمایا میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے باپ کے

مؤذن کی آذان کی آواز سنوں یہ بات بلال تک پہنچی اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد آذان کہنی چھوڑ دی تھی۔ پس انہوں نے آذان کہنی شروع کی جب ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کہا تو جناب سیدہ علیہا السلام کو اپنے باپ اور ان کا زمانہ یاد آیا پس گریہ پر قابو نہ پاسکیں حبیب بلال اپنے قول اشہدان محمد اس رسول اللہ۔ تک پہنچے تو فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پیٹھ ماری اور منہ کے بل گھر پڑیں اور یہوش ہو گئیں پس لوگوں نے بلال سے کہا رک جاؤ اسے بلال رسول اللہ کی بیٹی دیا سے جدا ہو گئیں اور انہیں گمان ہوا کہ آپ فوت ہو گئیں پس بلال نے آذان توڑ دی اور اسے مکمل نہ کیا جب جناب فاطمہ علیہا السلام کو آفاقہ ہوا تو بلال سے خواہش کی کہ وہ آذان کو مکمل کریں تو بلال نے ایسا نہ کیا اور عرض کر اے خواتین کی سرور اٹھیں اس چیز سے خوف ہے جو آپ اپنے نفس پر وارو کر لیتی ہیں جب میری آذان کی آواز سنتی ہیں پس جناب سیدہ نے انہیں معاف کر دیا اس سے

راوی کہتا ہے کہ آپ باپ کے بعد ہمیشہ سر پر ٹپی باندھے رہتیں اور کمزور جسم ہو گئیں آپ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گئیں ہر وقت آنکھوں میں آنسو رہتے دل جلتا رہتا لمحہ لمحہ ان پر غشی طاری ہو جاتی اور اپنے دو توپچوں سے کہتیں کہاں گئے تمہارے وہ بابا تو تمہاری عزت و اکرام کرتے اور یکے بعد دیگرے تمہارے اٹھائے رکھے کہاں ہیں وہ تمہارے باپ کہ جو سب سے زیادہ تم پر شفیق و مہربان تھے جو تمہیں زمین پر نہیں چلنے دیتے تھے اور میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا کہ اس دروازے کو کھولنے لگے یہ تمہیں کندھوں پر اٹھائے ہوئے جیسا کہ ویسے بھی تمہارے ساتھ ان کا یہی عمل تھا۔

پس آپ اسی طرح تھیں جیسا کہ ان کے ان دونوں کے بارے میں ان کے والد گرامی نے خبر دی تھی عزون و مکروب اور روتی و گریہ کرتی ہوئیں کبھی اپنے گھر سے وحی کے منقطع ہونے کا ذکر کرتیں اور کبھی اپنے والد کی جدائی کو یاد کرتیں اور جب رات بھا جاتی تو وحشت غموس کرتیں اس آواز کو مفقود یا کر کہ جو ان کی سنتی تھیں جب آپ تہجد میں قرآن کی تلاوت کرتے پھر اپنے آپ کو ذلیل دیکھتیں بعد اس کے کہ باپ کے زمانہ میں عزیز و محترم تھیں اور اپنے باپ کا مرثیہ پڑھتے ہوئے کہتیں اذا اشتد شوقی زدت قبرك يا كياء انوح واشكو لا اراك مجاولی۔ حیا ساکن المصراء علمتی البكاء و ذکرک انسانى جمیع المصائب۔ فان كنت عني في التراب يعقباء فما كنت عن قلبی الحزن بقائیب جب میرا شوق شدت اختیار کرتا ہے تو میں روتے ہوئے تیری قبر کی زیارت کرتی ہوں میں نوحہ کرتی ہوں اور تجھ سے شکایت و گلہ کرتی ہوں لیکن تجھے جواب دیتے نہیں دیکھتی اے صہراؤ مٹی میں رہنے والے تو نے ہی مجھے رونا سکھایا ہے اور تیری یاد نے مجھے تمام مصائب بھلا دیئے ہیں اگرچہ تو مجھ سے مٹی میں غائب ہو گیا ہے لیکن تو میرے عزون دل سے غائب نہیں ہے نیز یہ بھی انہیں نے اپنے باپ کے مرثیہ میں اشعار کہے ہیں جیسا کہ شیخ جمال الدین یوسف شامی کی کتاب الدر المنقیم میں ہے۔

قل للمغیب تحت اثواب الثریء ان كنت تسمع صهرتی وندائیا  
صبت علی مصائب لوانہما ء صبت علی الایام صرن لیلالیا  
قد كنت ذات حمی یظل محمد ء لا اخش من ضمیم دکان محالیا

فالیوم اخضع الذلیل والقیء ۛ ضعیفی وادفع ظالمی برداشیا  
فاذا بکت قمریۃ فی لیلہا ۛ شیعنا علی غصن بکیت صلیبا  
فلا جعلن العزن بعد الامونس ۛ ولا جعلن الدمع فیلک و شاحبیا

کہہ دے مٹی کے لباس کے نیچے غائب ہونے والے سے اگر تو میری پیٹھ دیکھا  
اور نہ استنا ہے تو مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں ہیں کہ اگر وہ دونوں میں پڑتیں تو سیاہ  
راتیں ہو جاتے ہیں محمد کے سائے میں محفوظ تھی اور میں کسی ظالم سے نہیں ڈرتی  
تھی اور آپ میرے لیے حفاظت گاہ تھے لیکن آج میں ایک ذلیل کے سامنے  
خضوع کرتی ہوں اور اپنے اوپر ظلم ہونے سے ڈرتی ہوں اور اپنے اوپر ظلم  
کرنے والے کو اپنی رواد چادر سے روکتی ہوں جب قمری غم اندوہ سے رات  
کے وقت روتی ہے کسی ٹہنی پر تو میں صبح کو روتی ہوں میں نے تیرے بعد خزن و  
ملال کو اپنا مونہس و مددگار بنایا ہے اور تیرے بارے میں آنسو کو اپنا ہتھیار  
بنایا ہے ۔

شیخ علی بن محمد غفرانہ قحی نے محمود بن لبید سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رحلت ہوئی تو جناب طاہرہ علیہا السلام  
شہداء کی قبور پر آئیں اور جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کو قبر پر آئیں اور وہاں  
روتیں ایک دن میں جناب حمزہ کی قبر پر آیا تو میں نے جناب سیدہ کو وہاں  
روتے دیکھا میں نے آتنا انتظار کیا کہ انہیں سکون آجائے تو میں ان کے پاس  
آیا اور سلام کیا اور عرض کیا اے خواتین کی سیدہ و سردار خدا کی قسم آپ کے  
رونے سے میرے دل کی رگ کٹ گئی ہے تو آپ نے فرمایا اے ابو عمر میں نے  
کام حق رکھتی ہوں کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ جیسا بہترین باپ پایا

واشوقاۃ الی رسول اللہ۔ کتنا شوق ہے مجھے رسول اللہ کی بارگاہ میں جانے کا پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا: اذافات یوم امیت قل ذکرہ و ذکر الی مذات واللہ اکثر۔ جب کسی دن مرجاتا ہے تو اس کا ذکر کم ہو جاتا ہے لیکن میرے باپ جس دن سے فوت ہوئے ہیں ان کا ذکر بڑھا جا رہا ہے۔

اور محقق رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مقبروں اور شیخ شہید (قدہ) نے الذکر میں کہا ہے روایت ہے کہ اس محذره صلوات اللہ علیہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر کی مٹی سے مٹی بھر مٹی لی اور اسے اپنی آنکھ پر رکھا اور کہا "ما ذا علی المثلثم تریۃ احمداء ان لایشم مدی الزمان غو الیاء صت علی مصائب لو انہاء صبت علی الایام صرن لیا لیا۔"

جو شخص احمد مجتبیٰ کی قبر کی مٹی کو سونگھے تو اسے ضرورت نہیں کہ وہ مدت تک خوشبودار نہ سونگھے بھری اتنی حبیبیتیں پڑیں کہ اگر دلوں میں پڑتیں تو راتیں ہو جاتے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے آپ کی پاکیزہ مٹی کے ساتھ وہ کچھ کیا جو گلاب دریاخان سے کیا جاتا ہے نبی اکرم سے مروی ہے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پاس دریاخان (کوئی خوشبودار پودا آئے تو اسے وہ سونگھے اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھے کیونکہ وہ جنت میں سے ہے۔

اور یہاں مناسب ہے اس چیز کا ذکر کہ جسے شیخ جمال الدین یوسف شامی محقق کے شاگرد نے قدس اللہ وجہانہ شام بن محمد سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب حسین علیہ السلام کی قبر پر پانی چھوڑا گیا تو چالیس دن کے بعد پانی زمین کے اندر چلا گیا اور قبر کا نشان و اثر مٹ گیا پس ایک اعرابی نبی اسد میں سے آیا اور وہ شروع ہوا ایک ایک مٹی بھرتا اور اسے سونگھتا یہاں تک کہ

وہ حسین علیہ السلام کی قبر پر جا پڑا تو جب اسے سونگھا تو رو پڑا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ کس قدر خوشبو ہیں اور کس قدر آپ کی قبر اور آپ کی تربت خوشبو دار ہے پھر اس نے یہ شعر پڑھا شروع کیا

(ارادوا لیخفوا قبرہ عن ولیہ وحبیب تراب القبر وذل علی القبر)  
انہوں نے چاہا کہ اس کے دوستوں سے اس کی قبر کو غفی کر دیں حالانکہ قبر کی مٹی کی خوشبو قبر کی طرف رہنمائی کرتی ہے

مؤلف کہتے ہیں میں نے نفس المہموم میں ذکر کیا ہے کہ متوکل نے قبر حسین علیہ السلام پر ہل چلائے اور قبر کو مٹانے اور اس کے گرد کے مکانات کو خراب کرنے کا حکم دیا تھا پس انہوں نے اس پر ہل چلائے اور اس کے گرد پانی چھوڑا اور ہتھیار بند سپاہی کھڑے کئے ایک چونکی اور دوسروں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہوتا کوئی زائر زیارت نہ کرتا مگر یہ کہ اسے گزرتا کر کے متوکل کے پاس بھیجتے تھے۔

ابوالفرج کتابہ فجر سے محمد بن حسین اثنانی نے بیان کیا وہ کہتا ہے خوف کی بناء پر میں زیارت حسین علیہ السلام سے ان دنوں بعید العہد ہو گیا تھا پھر میں نے اپنے نفس کو اس خطرے میں ڈال کر یہ عمل کیا اور عطار بن یس سے ایک شخص نے بھی میری اس سلسلہ میں مساعدت اور مدد کی پس ہم دو نو زیارت کے لیے نکلے دن کو ہم چھپے رہتے اور رات کو چلتے یہاں تک کہ ہم غازیہ کے نواحی علاقہ میں پہنچے اور وہاں سے آدھی رات کے وقت نکلے اور ہم دو چوکیوں کے درمیان سے چلے جب کہ ہتھیار بند سپاہی سوئے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہم قبر مبارک پر آئے تو وہ ہم سے غفی ہو چکی تھی پس ہم علامتوں سے اسے پہچانتے

اور درست راستہ تلاش کرتے یہاں تک کہ ہم اس تک پہنچ گئے جہاں کہ وہ صندوق  
جوقبرے گرد تھا اکھاڑا جا چکا تھا اور اسے جلا دیا گیا تھا اور قبر پر باقی  
چھوڑا ہوا تھا پس اینٹوں والی جگہ دھنس گئی تھی اور صندوق ایسی ہو گئی تھی پس ہم  
نے زیارت کی اور اس پر منہ کے بل گر پڑے۔ اور اس سے ہم ایسی خوشبو  
سنو گئی تھی تو میں نے اس عطار سے کہا جو میرے ساتھ تھا یہ کونسی خوشبو ہے  
تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اس قسم کا کوئی عطر نہیں سونکھا پس ہم نے وداع  
کیا اور قبر کے گرد کچھ علامتیں قرار دیں چند ایک جگہوں پر تو جب متوکل یعنی  
مارا گیا تو ہم طالبین اور شیعوں ہیں ایک جماعت کے ساتھ جمع ہوئے یہاں تک  
کہ ہم قبر تک آئے اور وہ علامات نکالیں اور اسے دوبارہ اسی جگہ پر رکھا  
جہاں وہ تھی۔

مؤلف کہتے ہیں پس وہ جناب صلوات اللہ علیہ کس قدر مختار ہیں اس بلند  
فقرے کے جو آپ کی زیارت شریفہ میں ہے اشہد لقد طیب اللہ بک التراب  
واضع بک الكتاب میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے وہ مٹی خوشبودار و  
پاکیزہ ہوئی اور آپ کے ذریعہ کتاب خدا کی وضاحت ہوئی۔

”تمم“  
فرمائش بی بی فاطمہ

میں نے اپنے سید و سرور شہید اجل السید نصر اللہ حائری قدس اللہ روحہ  
کے دیوان میں دیکھا کہ کہ ان سے اہل بکریں حماہا اللہ عن ملوارة الزمان  
میں سے ایک ان کے نزدیک قابل وثوق شخص نے حکایت بیان کی کہ بعض اخبار  
وصالح شخص نے عالم خواب میں جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو ہم سمر عورتوں کے



زمرہ میں دیکھا اور وہ حسین مظلوم پر ایک شعر کے ساتھ نو تر پڑھ رہی تھیں اور وہ اس طرح تھا - و احیناہ ذبیحاً من قفاء و احیناہ غسیلاً بالدماء - و احیناہ کہ جسے پس گردن شہید کیا گیا و احیناہ کہ جسے خون سے غسل ملا - اور اسی کے مشابہ ہے وہ حکایت جو بعض دو ادین سے منقول ہے کہ نیک اور ملحدوں سے ایک شخص نے عالم خواب میں دیکھا ہماری سیدہ و سرورِ عالمہؑ نے ہر اسلام اللہ علیہا کو کہ وہ اس سے فرما رہی ہیں ایک کے نیک مویوں میں سے کسی ایک شام کو کہجے کہ وہ سید الشہداء کا مرثیہ کہے کہ جن کا پہلا شعر یہ ہو (من غیر جرم الحسین یقتل - بغیر جرم کے حسین قتل کیے جاتے ہیں تو سید مائری مذکور نے عذرِ دمہ کے حکم کا امثال کرتے ہوئے مرثیہ کیا من غیر جرم الحسین یقتل و بالدماء جسمہ یغسل الخ حسین بغیر جرم و خطا کے مارے گئے اور خون سے ان کے بدن کو غسل دیا گیا (دارالسلام میں پورا مرثیہ روایہ و شام کی قتل میں موجود ہے -

کتاب اغانی کی ساتویں بجز کے ابتداء میں ہے سید حمیری کے واقعات میں ہے اور تمیمی نے ذکر کیا ہے اور وہ علی بن اسماعیل ہے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ میں ابو عبد اللہ جعفر بن محمد علیہ السلام کے ہاں موجود تھا کہ اچانک آپ کے دربان نے سید حمیری کو اذن دخول دیا پس آپ نے حکم دیا اس کو لے آئے گا اور آپ نے اپنے اہل حرم پر دس کے پیچھے بٹھائے سید آیا اور سلام کہہ کے بیٹھ گیا - تو آپ نے اسے اشعار پڑھنے کے لیے کہا تو سید نے اپنے اس قول سے پڑھنا شروع کیا -

امر علی جدت الحسین و قتل الاعظم الزکیۃ - گذشتہ حسین کی قبر سے اور ان کی

پاکیزہ ہڈیوں سے کہہ اَعْظَمُ الاِزْلَتِ مِنْ عَوْطَفَاءِ سَاكِبَةِ رُوبِيہ اے ہڈیاں ہمیشہ ریتے والے یا دل سے سیراب رہو۔

واذا امرت بقبرہ عفا طل بہ وقف اللطیہ جب اس قبر سے گورے تو وہاں طول دے اور سواری کو روک لے۔

وابك اعظم للطهر والمطهرة النفیة اور رُلا پاکیزہ کہ پاکیزہ مرد اور پاک صاف خاتون کے لیے۔

کیکاء معولة انت و یوما واحدہا المنیة مثل اس عورت کے بلند آواز سے روتے پر کہ میں کا اکلوتا بیٹا مر گیا ہو۔

راوی کہتا ہے میں نے دیکھا کہ جناب جعفر بن محمد علیہ السلام کے آنسو آپ کے رخساروں پر ڈھل رہے ہیں اور آپ کے گھر سے بھی چیخ و پکار اور گریہ و زاری کی آواز بلند ہے یہاں تک کہ آپ نے رک جانے کا حکم دیا تو سید رک گئے۔

(شیخ ابن قویہ قمی قدس الشہد و سر نے ابو ہارون موقوف (ناہینا) سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت ابو عبد اللہ صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اشعار (ذکر حسین) کے پڑھو تو میں نے شعر پڑھنے شروع کئے آپ نے فرمایا نہیں اس طرح شعر اور مرثیہ حسین پڑھو جس طرح آپ کی قبر کے پاس پڑھتے ہو پس میں نے آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھے

امر علی جدّ الحسین نقل عظم الزکیہ گور حسین کی قبر سے اور ان کی پاکیزہ ہڈیوں سے کہہ جب آپ روئے تو میں رک گیا آپ نے فرمایا اور پڑھو پس میں نے پڑھا پھر فرمایا مزید پڑھو وہ کہتا ہے میں نے یہ اشعار پڑھے یا مریم قومی و اندبی مولاء و علی الحسین ناسعدی بیکالو اے مریم کھڑی ہو جا اور اپنے مولا کا مذہب کر

اور حسین پر اپنے رونے کے ساتھ مدد کرنا راوی کہتا ہے کہ آپ تے گریہ کیا اور  
 عورتوں میں علی جان بیا ہوا راوی کہتا ہے جب وہ خاموش ہو گئیں تو آپ تے  
 مجھ سے فرمایا اے ابو ہارون جو حسین کے بارے میں اشعار پڑھے اور وہ آدمیوں  
 کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر آپ ایک ایک کم کرتے گئے یہاں تک کہ  
 ایک تک پہنچے اور فرمایا جو حسین کے بارے میں اشعار پڑھے پس ایک ہی شخص  
 کو رلائے تو اس کے لیے جنت ہے پھر فرمایا جو آپ کا ذکر کرے اور آپ کو  
 یاد کرے اور روتے تو اس کے لیے جنت ہے <sup>حاشیہ</sup>



# نویں فصل

شیخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام بصری نزیل مصر جو مصر میں ۲۱۳ھ دوسو تیرہ  
یاد و سواٹھارہ میں فوت ہوئے انہوں نے کتاب السیرۃ النبویہ میں کہا ہے عدی  
بن حاتم سے روایت ہے راوی کہتا ہے کہ عدی کہا کرتا تھا ان باتوں میں سے  
جو مجھ تک پہنچی تھیں یہ کہ کوئی شخص عرب میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
کے لیے زیادہ ناپسندیدہ جب اس کا ذکر سنتے مجھ سے زیادہ تیس تھا لیکن میں  
ایک شریف مرد تھا اور لفرافی مذہب پر تھا اور میں اپنی قوم میں مریع پرچتا  
تھا (یعنی غنیمت و منفعت کا پوتہ تھا) جس کا زمانہ جاہلیت میں عربوں کے  
سرداروں کی عادت تھی) پس میں اپنے نفس میں ایک دین کا پیر و تھا اور اپنی  
قوم کا بادشاہ تھا اس بنا پر جو مجھ سے سلوک ہوتا تھا جب میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں سنا تو میں نے انہیں ناپسند کیا اور میں نے اپنے  
عربی غلام سے کہا جو کہ میرے اونٹ پر یا کرتا تھا تیرا باپ نہ ہو میرے لیے تیرا  
رکھ میرے اونٹوں میں سے تیز رفتار سوئے تازے چند اونٹ اتیں میرے قریب  
رہے کہ جب تو سنے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا لشکر اس علاقہ کو روند رہا ہے  
تو مجھے خبر دینا پس اس نے مذکورہ پر و گرام پر عل کیا اور پھر ایک صبح میرے پاس  
آیا اور کہا اے عدی جو کچھ آپ کرنے والے ہیں اس وقت جب محمد کے گھوڑے

آپ کو ڈھانپ لیں وہ ابھی کیسے کیونکہ میں نے کچھ جھنڈے دیکھے ہیں اور ان کے بارے میں سوال کیا ہے تو لوگوں نے بتایا ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے لشکر ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ میرے دوست میرے قریب لے آؤ پس وہ انہیں قریب لایا پس میں نے اپنی بیوی بچوں کو ان پر سوار کیا اور کہا کہ اپنے دین والوں کے ساتھ جو کہ نصاریٰ ہیں شام میں بخال پس میں ایک گناہ اور قطع رحمی کا کام کیا اور حاتم کی ایک بیٹی کو وطن میں چھوڑ گیا جب میں شام میں پہنچا تو وہاں قیام کر لیا اور میرے پیچھے رسول اللہ کے گھوڑے آتے ہیں تو جن کو قید کرتے ہیں ان میں حاتم کی بیٹی بھی تھی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں لے جاتے ہیں قبیہ طی کے قیدیوں میں اور رسول اللہ کو میرے شام کی طرف بھاگ جانے کی خبر سن چکی تھی وہ کتا ہے پس حاتم کی بیٹی قرار دی گئی اس باڑے میں جو مسجد کے دروازے کے ساتھ تھا اور قید اس میں رکھے جاتے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حاتم کی بیٹی کے قریب سے گزرے تو وہ ان کے لیے کھڑی ہو گئی اور وہ قفل مند اور درست رائے رکھی تھی اس نے کہا اے اللہ کے رسول باپ مر گیا اور سر پرستی کرنے والا گم ہو گیا مجھ پر احسان کیسے خدا آپ پر احسان کرے تو آپ نے فرمایا تیرا والدہ پرست کون ہے اسی نے کہا کہ عدی بن حاتم آپ نے فرمایا جو اللہ ادا اس کے رسول سے بھاگ گیا ہے وہ کہتی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے یہاں تک کہ جب دو سال دن آیا تو آپ میرے قریب سے گزرے تو میں آپ سے ہی گزارش دہرائی اور آپ نے مجھے وہی کچھ کہا جو کل کہا تھا وہ کہتی ہے کہ جب تیسرا دن آیا تو آپ پھر میرے قریب سے گزرے جب کہ میں آپ سے مایوس ہو چکی تھی تو میری طرف اس مرد نے اشارہ کیا جو آپ کے پیچھے پیچھے تھا کہ اٹھ کر آپ سے اپنی بات کرو وہ کہتی ہے

پس میں اٹھ کر ان کے پاس گھا اور کیا رسول اللہ یاب مر گیا اور سر پستی کرنے والا غائب و گم ہو گیا ہے پس مجھ پر احسان کیجئے خدا آپ پر احسان کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میں نے کہا ہے یہاں سے نکلنے میں جلدی نہ کر جب تک تیری قوم کا کوئی ایسا فرزند نہ مل جائے جو تیرے نزدیک قابل و ثوق ہو تاکہ وہ ہمیں تمہارے علاقہ میں پہنچا دے تو پھر مجھے اطلاع دینا پس میں نے کسی سے پوچھا اس مرد کے بارے میں جس نے میری طرف اشارہ کیا تھا کہ میں آنحضرت سے بات کروں تو مجھے کہا گیا کہ یہ علی بن ابی طالب ہیں پس میں وہاں رہی ہاں تک کہ ایک قافلہ بلی قبیلہ یا قصاصہ کا آیا وہ کہتی تھی کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے بھائی کے پاس جاؤں شام میں پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک گروہ میری قوم کا آیا ہے کہ جن میں میرے نزدیک قابل و ثوق اور مجھے میرے مقصد تک پہنچانے والے موجود ہیں وہ کہتی ہے میں رسول اللہ نے مجھے لباس پہنایا اور سواری دی اور سفر خرچہ دیا پس میں ان کے ساتھ مدینہ سے نکلی اور شام آئی انتھی ۔

مؤلف کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی سیرت دیکھنے کا رکے ساتھ اور حضرت کے اس قول کی طرف کہ اگر مو، کریم کل قوم بر قوم کے کریم و شریف کی عزت کرو وچرا آپ کے اہل بیت کے ساتھ ہی امیہ کی ہیرت کو دیکھو۔

اہل سیرت نے کہا ہے کہ حسین علیہ السلام کے اہل و عیال ابن زیاد کے دربار میں داخل کئے گئے کہ جن میں سے ایک زینب بنت علی بھی تھیں جو متفکر اور اجنبی نکل میں داخل ہوئیں اور انہوں نے گھٹیا قسم کا لباس پہنا ہوا تھا پس آپ چلتی ہوئیں قہر الامارہ کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گئیں اور انہیں ان کی کنیزوں نے گھبرایا

تو ابن زیاد نے کہا یہ کون ہے جو ایک طرف جا بیٹھی ہے اور اس کے ساتھ اس کی عورتیں اور کنیزیں ہیں جناب زینب نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ اپنی بات کا اعادہ کیا اور آپ کے بارے میں سوال کیا تو آپ کی کنیزوں میں سے ایک نے کہا عذہ زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ یہ اہل قافلہ کی بیٹی ہیں کہ جو رسول اللہ کی بیٹی تھیں پس ابن زیاد اس عذہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا الحمد للہ الذی خضعکم وقتلکم والکذب والکفر محمد ہے اس خدا کی جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہیں قتل کیا اور تمہارے اہل خانہ کو بھڑا کر دکھایا تو جناب زینب نے فرمایا الحمد للہ الذی اکرمتنا بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ والہ و طہرنا من الرجس انما یفتضح الفاسق ویکذب الفاجر وهو غیرنا والحمد للہ محمد ہے اس خدا کی جس نے ہمیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے ذریعہ عزت بخشی اور ہمیں ریس و پلیدگی سے پاک رکھا جو پاک رکھنے کا حق ہے رسول تو فاسق ہوتا اور بھوٹ فاجر بولتا ہے اور وہ ہمارا غیر ہے اور محمد اللہ ہی کے لیے (ہے) ابن زیاد کہنے لگا کس طرح تم نے اپنے اہل بیت کے ساتھ اللہ کا فعل و سلوک کرنے دیکھا تو آپ نے فرمایا میں نے جو کچھ بھی دیکھا جس میں واپچا دیکھا یہ ایک قوم تھی کہ جن پر اللہ نے قتل ہونا لکھ دیا تھا پس یہ اپنی قبروں اور لیٹنے کی جگہوں کی طرف نکلے اور غریب اللہ تھے اور انہیں اکٹھا کر کے گاؤں میں لے کر گئے اور جھگڑا ہو گیا اور تجھ سے غفاحت و عفا کے پولیس دیکھ کر کامیاب کئے ہوتی ہے تیری ماں تیرے غم میں روئے اے مرچانہ کے پوت پس ابن زیاد و قصہ میں آگیا اور شیخ پا ہو گیا۔

مؤلف کہتے ہیں اسے ننگ عا د لایا زینب سلام اللہ علیہا نے اس کی ماں مرچانہ کے ساتھ کہ جو مشہور زانیہ و بدکار تھی کہ جس کی طرف جناب زینب کے پاس

سلام اللہ علیہ اشارہ کیا میثم تمار کے بارے اپنے ارشاد میں او دلیأخذتک العتد  
الزینم ابن الامۃ الفاجرة عبید اللہ بن زیاد مقرر تھے گز قمار کرے گا سرکش کہنے (منہ بولا  
بیٹا) جو خارجہ و بدکار کنیز کا بیٹا ہے عبید اللہ بن زیاد) اور اس کی طرف اشارہ کیا  
ہے سراقہ باہلی نے اس بیت میں (لعن اللہ حدیث حل زیاد و ابنہ العجوز ذات البعل  
خدا لعنت کرے زیادہ وہ جہاں کہیں اترے اور اس کے بیٹے پر اور اس بڑھیا پر کہ  
جس کے کٹی ثوب ہر ایک وقت تھے جیسا کہ جناب زینب نے یزید کو عمار ولائی کہ اس کی  
نسبت اس کی داوی ہند کی طرف ہے جو عجز قرار ہے اپنے اس خطبہ میں جو یزید  
کے دربار میں دیا جہاں آپ نے کہا و کیف یرتبی مراقبۃ من لفظ خوة الکید  
الاذکیاء و نیت لمحہ من بدعاء الشہداء -

اور کس طرح احتیاط و نگہبانی اور پاسداری کی امید اس شخص سے رکھی جاسکتی  
ہے کہ جس کے منہ تے پاکیزہ لوگوں کے جگہ اگلے اور جس کا گوشت شہداء کے خون  
سے اگلا اور جو شخص اس تعبیر میں غور و فکر کرے تو جان سکتا ہے کہ آپ نے کس طرح  
سے یزید لعین کے دل کو جلایا اور خدا سے رسوا کرے اور اس پر لعنت کرے اور  
کس طرح اسے کلام کرنے سے گونگا کر دیا اور یہ اس لیے کہ یزید نے خندف الیاس  
بن مصر کی زوجہ مدد کر جو کہ قریش کے اجداد میں سے ایک ہے کہ اس کے ساتھ فخر کیا  
کیا تھا اپنے اس قول میں "لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد  
ماکان فعل" میں خندف کی اولاد سے نہیں اگر میں محمدؐ سے جو کچھ کیا تھا اس کی  
اولاد سے اس کا انتقام نہ لوں" گریا جناب زینب نے اس سے کہا کہ خندف کا  
مند کہ چوڑا کہ تیرے اور اس کے درمیان تیرہ پشتوں کا فاصلہ ہے بلکہ اپنی سگی داوی  
ہند اور اس کے کردار و افعال کا ذکر کرو۔



## دسویں فصل

### بعد از کربلا

جناب حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام جلیل القدر شخص تھے جو کہ اپنے زمانہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام کے حدیقات کے متولی تھے اور ان کا حجاج کیساتھ بھی ایک واقعہ ہے اور وہ اپنے چچا حسین کے ساتھ کربلا میں بھی شریک ہوئے جب حسین شہید ہو گئے اور آپ کے پسماندگان کو قید کیا گیا تو اسماعیل بن خارجہ آیا اور اس نے انہیں قیدیوں میں سے نکال دیا اور یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں کہ حسن بن حسن بھی قید ہو گئے اور انہیں اتنے زخم لگے تھے کہ جن کی وجہ سے وہ موت کے کنارے پہنچ گئے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ انہوں نے اپنے چچا سے ان کی دو بیٹیوں میں سے ایک کی خواستگاری کی تو آپ نے ان سے کہا ان دونوں سے جو تمہیں زیادہ اچھی لگے اسے انتخاب کر لو پس حسن بن حسن کو شرم آگئی تو ان کے چچا نے ہی ان کے لیے جناب فاطمہ بنت الحسین کا انتخاب کیا کیونکہ وہ ان دونوں بہنوں میں سے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔

جب حسن بن حسن کی وفات ہوئی تو ان کی عمر چونتیس سال تھی اور ان کی زوجہ جناب فاطمہ بنت الحسین نے ان کی قبر پر خیمہ نصب کیا اور وہ جناب دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو عبادت کرتی رہیں ایک سال تک یہ بات شیخ مفید اور بہرہ شیخ اور سنی علما نے نقل کی ہے اور یہ چیز شائع اور عام تھی ان محترم خلائق میں جو

غزوہ مہربان تھیں۔

ابن اثیر نے جناب رباب زوجہ عمرہ امام حسین کے بارے میں کہا ہے کہ وہ آپ کے بعد ایک سال زندہ رہیں کسی مکان کی چھت نے ان پر سایہ نہیں کیا یہاں تک کہ لاغر و ضعیف ہو گئیں اور اسی غم و دکھ میں فوت ہو گئیں اور بعض نے کہا ہے کہ جناب رباب نے حسین کی قبر پر ایک سال قیام کیا اور چہرہ دیکھ کر طرف واپس آئیں اور آپ پر غم و افسوس کرتے فوت ہو گئیں انتہی

اور حکایت ہے کہ جب بید بن ربیعہ شاعر (جو حزام جناب ام البنین کے والد کے چچا و ام البنین جو ماں ہیں جناب عباس بن امیر المومنین علیہ السلام) کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنی دو بیٹیوں کو اپنے اوپر سال بھر فوجہ کرنے کی وصیت کی پس کہا (و انما تختان تند بان بعاقلة فى ثقة لا عين منه ولا اثر فقوموا وقولا بالذی تعلمانه ولا تخمشا وجهها ولا تخلقا شعرا الى المحول ثم اسم السلام عليكم و من يبك حولها كاملا فقد اعتذر۔

اے دو فوجہ کرنے والیوں نہ کہہ کر اس عاقل پر کہ جو قابلِ وثوق جس کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا پس کھڑی ہو جاؤ تم دو نو اور اس کے بارے وہ بات کہو جسے تم جانتی ہو اور چہرہ کو نہ خراشنا اور نہ بال کاٹنا ایک سال تک فوجہ و زاری کرو پھر تم دو نو پر سلام کا نام ہے اور جو مکمل ایک سال روئے تو اس نے فوجہ پورا کر دیا۔

پس اس کی دو بیٹیاں ایک سال مکمل اس پر فوجہ کرتی رہیں جب کہ حسین پر ایک سال دن فوجہ ہوتا رہا۔

اور حکایت ہے جناب طاہرہ حسن بن حسن کی زوجہ کے جب سال پورا ہو

گیا تو انہوں نے موالی (غلام دھڑبند و تقارب سے کہا جب رات تاریک ہو جائے  
 تو اس خیمہ کو اکھاڑ لینا جب رات تاریک ہوئی اور انہوں نے خیمہ اکھاڑ لیا تو اس  
 بی بی نے کسی کہنے والے کو سنا (ہل وجد دا ما فقد وا - ) کیا اسے  
 پایا اسے منقود پایا تو دو سر سے تے جواب دیا (بل یثسوا فانقلبوا) بلکہ یوں  
 ہو کر واپس پلٹ گئے کہتے ہیں میں جناب فاطمہؑ نے پسند کے شعر سے نقل کیا رالی الحول  
 ثم اسم السلام علیکما ومن ینیک حولا کاملہ فقد اعتدس -) ایک سال  
 تک پھر تم پر سلامتی ہوا اور جو ایک سال مکمل رہ چکے تو اس نے مدد پورا کر دیا۔



# گیارہویں فصل

## تمثیلہ حالت

معلوم ہونا چاہیے کہ حلب کے قریب ایک مشہد و مزار ہے جو مشہد السقط اور مشہد الدکتہ کے نام سے موسوم ہے جو قرن پہاڑ پر جو کہ حلب پر مشرف ہے جس میں شیعوں کے مشاہد و مقابر ہیں۔

ان میں سے ایک مقبرہ ہے قطب المحدثین ابن شہر آشوب کا صاحب مناقب کا اور ایک مقبرہ ہے عالم فاضل جلیل فقیہ سید اہل ابوالکلام ابن زہرہ حسینی حلبی کا اور ابن زہرہ کا گھرانہ حلب میں شریف گھرانہ ہے اور ان کے لیے مشہور شریف ہے۔ اور ایک مقبرہ ہے احمد بن میزنا علی کا جس کے حالات اہل الاصل میں مذکور ہیں اور ان کے علاوہ بھی ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین

اور سقطاد ہی محسن بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں ان کی زیارت سے اسی سال مشرف ہوا ہوں اور یہ سن تیرہ سو بیالیس ہے بیت اللہ رسوا کی زیارت سے دابھی پر اور میں نے مشہد شریف کی عمارت کا مشاہدہ کیا ہے جو بڑے بڑے پتھروں سے انتہائی متقن و محکم بنی ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ حلب میں جو جنگ ہوئی ہے اس کی وجہ سے اس کی دیواریں گہ گہ ٹٹی ہیں اور وہ اس وقت گرا ہوا خرابہ کہ جس کی دیواریں اس کی پھتوں پر گر چکی ہیں خادیۃ علی عرو شہا کا سال ہے۔

حموی نے معجم البلدان میں کہا ہے جو شہن ایک پہاڑ ہے حلب کے مغربی جانب اور اسی سے ہی سرخ تانبا لیا جاتا ہے اور اس کی کان ہے اور کہا گیا ہے جب سے حسین بن علی علیہما السلام کے قیدی وہاں سے گزرے وہ کان خراب ہو گئی اور حسین علیہ السلام کی ایک بیوی حاملہ تھیں وہاں ان کا بچہ سقط ہو گیا اس پہاڑ میں کام کرنے والوں سے روٹی یا پانی مانگا تو انہوں نے اس خاتون کو برا بھلا کہا اور روٹی پانی نہ دیا پس اس نے بد و عادی تو اسی وقت سے جو کوئی بھی اس میں کام کرتا ہے اسے نفع نہیں ہوتا اور پہاڑ کے لگے حصہ میں ایک مشہد ہے جو مشہد السقط اور مشہد الدکتہ عام سے مشہور ہے اور سقط کا نام حسن بن الحسین رضی اللہ عنہ رکھا گیا اتقی ۔

مؤلف کہتے ہیں اور اہل حلب انہیں شیخ عمن (م کی فتح اور شہن کسرہ والی کی شد کے ساتھ) سے تعبیر کرتے ہیں میرے معلومات کے مطابق سب سے پہلے سیف الدولہ حمدانی نے اس کی تعمیر کرائی ضیاء الدین یوسف بن یحییٰ بن حسین صفغانی متوفی ۷۸۷ھ نے کتاب نتمہ السمرند کہ من تشیع و شیعہ میں کہا ہے اور یحییٰ اس کی ایک جلد مشہد غروی (بخفا اشرف) علی ساکنہ اسلام میں دیکھی ہے اس نے سیف الدولہ کے حالات میں کہا ہے اور ابن طبری تاریخ حلب میں کہا ہے کہ سیف الدولہ وہی ہے کہ جس نے مشہد الدکتہ جو حلب کے سامنے ہے تعمیر کیا اس بناء پر کہ اس نے اس جگہ فوراً اور روشنی دیکھی جب کہ وہ حلب میں کمی منتظر میں تھا جب صبح ہوئی تو سوار ہو کر وہاں تک آیا اور حکم دیا کھودنے کا پس وہاں ایک پتھر دیکھا جس پر لکھا تھا هذا الحسن بن الحسين بن علي بن ابي طالب عليه السلام پس علویوں کو جمع کیا اور ان سے سوال کیا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ جب پتھر دیکھنے کے زمانہ میں قیدی

کو لے کر حلیب سے گزرے تو حسین علیہ السلام کی ایک زدہ کا ایک بچہ یہاں سقط ہوا  
تو سیف الدولہ نے اس کی تعمیر کرائی اور کہا کہ اللہ نے مجھے اذن دیا ہے اس کی تعمیر  
کرنے کا اپنے بچہ کی بیٹی کے نام پر اور وہ بچہ بوش کے نام سے مشہور ہے انتھی۔

## چند ایک فوائد

پہلا فائدہ :- معلوم رہے کہ ان افراد میں سے کمر جو امام حسین علیہ السلام  
کے ساتھ تھے ان کے اہل بیت میں ادرقتل نہیں ہوئے تو قتل نہ ہونے والوں میں  
ایک محمد بن عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور وہ صاحب فضل و  
جلالت تھے۔

ہمارے شیخ اقدم ثقفہ فقیہ اجل ابو صلاح تقی الدین بن نجم حلبی نے تقریب  
المعارف سے عکس میں کہا ہے اور علماء نے عبیدہ اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب  
علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ محمد بن عمر بن حسن کو  
دیکھا اور یہ وہی ہیں کہ جو حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں تھے اور شیعہ انہیں  
ابو جعفر علیہ السلام کے بمنزلہ سمجھتے اور ان کے حق و فضل کو پہچانتے تھے۔

عبید اللہ کہتا ہے کہ میرے باپ محمد نے محمد بن عمر بن حسن سے ابو فلاں کے  
بارے میں بات کی تو محمد بن عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے میرے  
باپ سے کہا خاصوش رہو کیونکہ تم عاجز و ناتواں ہو خدا کی قسم "وہ دونوں" البتہ خون  
حسین علیہ السلام میں شریک ہیں۔

مولف کہتے ہیں اور اس کا باپ محمد بن عمر بن حسن قاسم اور عبد اللہ جو دو توفیق کے

بیٹے تھے کی ماں سے تھا اور ان تینوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

شیخ مقبدر نے ارشاد میں کہلے باقی رہا عمر، قاسم اور عبد اللہ بن علی علیہما السلام کے بیٹے تیرہ تینوں اپنے چچا حسین بن علی علیہ السلام کے سامنے شہید ہوئے میدان طف میں خدا ان سے راضی ہوا اور یہ خدا سے راضی ہوں۔

دوسرا فائدہ: کتاب بخاری میں فضل بن عمر کی صادق علیہ السلام سے حدیث میں کہ بلا کی فضیلت میں ہے آپ نے فرمایا وہ ڈول یا طشت کہ جس میں حسین علیہ السلام کے سر کو دھویا گیا اسی میں جناب مریم نے حضرت عیسیٰ کو غسل دیا تھا اور ان کی ولادت کی وجہ سے نور غسل کیا تھا۔

تیسرا فائدہ: کتاب مکارم الاخلاق میں ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا حسین علیہ السلام اپنے سر پر وہمہ کا خضاب لگاتے تھے اور آپ کے سر میں درد ہوتا تھا اور ہمارے پاس ان کے سر کا ٹھکانہ موجود ہے کہ جس کو آپ اپنے سر پہنتے تھے۔

## خاتمہ

اس میں کافی ددانی بند و نہائے اور شافی مواظپ ہیں۔

اہل منبر اور عوامس غذا پڑھنے والوں کو چند ایک چیزوں کی مراعات کرنا چاہیے تاکہ وہ ان افراد میں سے قرار پائیں جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتے ہیں اور اللہ کے بندوں کی ہدایت کی انہیں تو فیق دی گئی ہے۔

پہلی۔ خلوص نیت اور یہاں کا راسے اجتناب و احتراز۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا جس چیز کا بھگے تم

پر زیادہ خوف ہے وہ چھوٹا شرک ہے مرنے کی گھبراہٹ کیا ہے اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا ریاکاری آپ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ عزوجل جب بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو کسے گا ان کی طرف جاؤ کہ جن کو دکھانے کے لیے تم دنیا میں مل کر تے تھے کیا ان کے پاس اپنے اعمال کا ثواب پاتے ہو اور حضرت صادقؑ نے عباد بن کثیر بصری سے مسجد میں فرمایا واٹھے ہو تجھ پر اے عباد پھر تم ریاکاری سے کیونکہ جو شخص غیر اللہ کے لیے عمل کرے تو خدا سے اسی کے سپرد کر دے گا جس کیلئے اس نے عمل کیا ہے۔

لہذا واعظ کو چاہیے کہ وہ اپنے وعظ و نصیحت سے اللہ کی ذات اور اس کے حکم کے امتثال و اطاعت کرنے اور اپنے نفس کی اصلاح اور اللہ کے بندوں کو معاملہ و احکام دین کے ارشاد و ہدایت کرنے کا مقصد و ادا وہ کیے اور اس سے اس کا مقصد مال و دینانہ ہو ورنہ ان لوگوں میں سے ہو گا جو اعمال کے لحاظ سے زیادہ خسارے میں ہیں کہ جن کی کوشش گم ہو جائے گی دنیا کی زندگی میں حالانکہ وہ گمان کر رہے ہوں گے کہ وہ اچھا اور نیک کام کر رہے ہیں۔

اور اخلاص کا مرتبہ بہت زیادہ مقدار رکھتا ہے اس کی بڑی قدر و منزلت ہے لیکن اس کا معنی و مفہوم بڑا دقیق ہے اس کی طرف ارتقاء اور جانا بہت سخت ہے اس کا طالب دقیق نظر اور نکل مجاہد اور کوشش کا محتاج ہے اور اسے چاہیے کہ جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرے تاکہ اس کی مثال اس چراغ ایسی نہ ہو جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے آپ کو جلاتا ہے

دوسری - پیچ بولنا

پس حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے کوئی نبی



مبعوث نہیں کیا مگر سچ بولنے اور اپنے ہمہ کی امانت ادا کرنے کے ساتھ ۔  
 ابو کمش سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا کہ جب  
 بن ابی عوف نے آپ کو سلام کیا ہے تو آپ نے فرمایا تجھ پر اور اس پر سلام جب  
 تم عبد اللہ کے پاس جاؤ تو اس کو میرا سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ جعفر بن محمد  
 تجھ سے کہتے ہیں اس چیز کو دیکھو کہ جس کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہاں پہنچے تو اسی کو لازم پکڑو کیونکہ حضرت علی رسول اللہ  
 کے نزدیک پہنچے جس مقام پر پہنچے سچ بولنے اور امانت ادا کرنے کی بناء پر اور  
 ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا کسی مروے کے طویل رکوع و سجود کو نہ دیکھو کیونکہ یہ ایک  
 ایسی چیز ہے کہ جس کا وہ عادی ہو چکا ہے اگر اسی کو چھوڑ دے تو اس کی وجہ  
 سے دشت میں بڑھ جائے گا لیکن اس کی گفتگو کی سچائی اور امانت کی ادائیگی کی  
 طرف دیکھو ۔

پس اہل منبر اور مجلس پڑھنے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے حج (انبیاء و ائمہ)  
 اور علماء پر جھوٹ و افتراء بند کرے اور حدیث میں خلط ملط  
 نہ کرے اور تدریس و ملاوٹ نہ کرے اور جھوٹ کی زبان سال کے ساتھ بیان  
 نہ کرے ۔

ابو جعفر باقرؑ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے شر اور برائی کے  
 کچھ تملے قرار دیئے ہیں اور ان تاملوں کی چابیاں شراب کو قرار دیئے ہیں اور  
 جھوٹ بولنا شراب پینے سے بدتر ہے اور انہیں جناب سے مروی ہے آپ  
 نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا وہی دین کی خرابی و بربادی ہے اور امیر المومنینؑ  
 نے فرمایا کوئی بندہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک جھوٹ کو نہ چھوڑے

چاہے اس کا کسی سنجیدہ اور نچترہ امر کے ساتھ تعلق ہو یا مزاح اور خوش طبعی سے اور علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا چھوٹے اور بڑے جھوٹ سے ہر نچترہ امر اور مزاح و ہنر میں جھوٹ سے بچو کیونکہ مرد و عورت چھوٹی چیز میں جھوٹ بولتا ہے تو بڑے معاملہ میں بھی جرات کرنے لگ جاتا ہے یہ اور اس کے علاوہ بہت سے احادیث و ارشادات معصومین ہیں۔

تیسرا گمانے اور غما سے اجتناب کرنا

ہمارا افوار میں تفسیر جاشمی سے ابو جعفر سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ آپ سے ایک نے سوال کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں اپنے بیت الخلاء میں جاتا ہوں اور میرے کچھ بڑے دوسے ہیں ان کے پاس کچھ کینیریں ہیں کہ جو گاتی ہیں اور طہور بجاتی ہیں تو بعض اوقات میں بیٹھنے کے طول و تیا ہوں میرے ان کے گانے کی طرف کان دھرنے کی بنا پر تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو تو اس شخص نے عرض کیا خدا کی قسم یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کے پاس میں اپنے پاؤں کے ساتھ آیا ہوں یہ تو ایک سننا ہے کہ جسے میں نے قانون سے سنا تو آپ نے فرمایا (خدا کی قسم ہے نل) تم کو (ایسا نہ کیا کرو) کیا تو نے اللہ کو کہتے نہیں سارا ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مستثولا) یقیناً سمع و بصر (سنے اور دیکھنے کی طاقت اور دل ان لب سے سوال کیا جائے گا تو اس نے عرض کیا جی ہاں خدا کی قسم گویا میں نے یہ آیت کبھی بھی اللہ کی کتاب سے کبھی عجلی یا عربی سے نہیں سنی تھی میں انشاء اللہ دوبارہ ایسا نہیں کروں گا اور میں اللہ سے استغفار کروں گا تو آپ نے اس سے کہا کھڑا ہو اور جا کر غسل کر اور جتنا جی میں آئے نماز پڑھو (نماز توبہ) کیونکہ تم ایک عظیم اور بہت بڑی چیز میں پھنسے ہوئے تھے



اور ان کے فعل و عمل کو دل سے برا سمجھو اور ان کا رُکرو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کا علی الاعلان اظہار کرو تاکہ انہیں سنواؤ کیونکہ اسی سے وہ تجھ سے ڈریں گے اور ان کے شر سے تمہاری کفایت کی جائے گی اور علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا اپنے اس خط میں جو زہری کو لکھا بعد اس کے کہ اسے ظالموں کی ان کے ظلم میں اعانت کرتے سے ڈرایا گیا تھے خصوصیت کے ساتھ اس نے بلا کہ جب اس نے مجھے بلایا ہے انہوں نے مجھے قلعہ اور وہ کیلی نہیں قرار دیا کہ میں کے ذریعہ انہوں نے اپنے مظالم کی چکی کو گردش دی ہے اور پل نہیں قرار دیا کہ تجھ پر سے عبور کر کے وہ اپنے اتبالات میں جاتے ہیں اور سیر می اپنی گمراہی کی طرف، بلانے والا ان کی گمراہی کی طرف چلنے والا ان کے راستہ پر، تیرے ذریعہ وہ علماء کو شک و شبہ میں ڈالتے ہیں اور تیرے ہی ذریعہ جاہلوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں ان کے فصوص ترین و زراعی سے اور زیادہ قوی احوال و انعار میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکا کہ اس سے کم کہ جہاں تو پہنچا ہے ان کے فتنہ و فساد کے درست کرنے میں اور خواص و عوام کے ان کے ہاں آنے جانے میں پس کسی قدر کم ہے مقدار کے لحاظ سے وہ چیز جو انہوں نے تمہیں دی ہے اس کے مقابلہ میں کہ جو انہوں نے تجھ سے لی ہے اور کسی قدر معمولی ہے وہ چیز کہ جو انہوں نے تمہارے لیے تعبیر کی ہے اس چیز کے پہلو میں کہ جسے تجھ سے خراب و برباد کیا ہے پس تم اپنے نفس کے لیے غور و فکر کرو کیونکہ اس کے لیے سوچ و بچار بیکار علاوہ کوئی نہیں کرے گا اور اس کا حساب کتاب کہ جس طرح مشول اور اس سے حساب لیا جاتا ہے کہ بے کسی کام کا ذمہ وار بنایا گیا ہے۔

نواں - یہ کہ جرموں کو غور و جو کہ میں نہ ڈالے اور ایسی بات نہ کرے۔  
کہ جس کی وجہ سے فاسق و فاجر لوگ و اُت کریں کیونکہ معصع معنی میں مکن نقیہ ہے

کہ جو لوگوں کو نہ تو اللہ کی رحمت سے ناامید کرے اور نہ اللہ کی روح و ریحان سے بایں کرے اور نہ ہی اللہ کے عذاب سے مامون قرار دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ان وصیتوں میں ہے کہ جو آپ نے ابن مسعود کو فرمایا کسی گناہ کو تغیر و چھڑانہ سمجھو اور کبائر و بڑے گناہوں سے تو بہر حال اجتناب کرو کیونکہ بندہ جب قیامت کے دن اپنے گناہوں کی طرف دیکھے گا تو اس کی دو ٹواٹھوں سے پیپ اور خون کے آنسو نکلیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یوم تجد کل نفس ما عملت من سوء تود لو ان بینہا و بینہ امداب عیلاً)۔

وہ دن کہ جس میں ہر نفس جو برائی کر چکا ہے اسے پائے گا اور وہ دوست رکھے گا کہ کاش اس کے درمیان اس برائی کے درمیان دور کا فاصلہ ہوتا۔

ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا بچوان گناہوں سے کہ جنہیں تغیر و معمولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ نہیں بخشے جائیں گے میں نے عرض کیا وہ حقارت (غیبتیں تغیر و معمولی) سمجھا جاتا ہے وہ کون سے گناہ ہیں آپ نے فرمایا ایک شخص گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے میرے لیے طوبی و خوشخبری اگر میرے لیے اس گناہ کے علاوہ کوئی گناہ نہ ہو۔

اور انہیں جناب سے ہے آپ نے فرمایا جب کوئی کام اللہ کی معصیت و نافرمانی شروع کر دیتی ہے تو اگر وہ سوار ہوں تو ابلیس کی گھڑ سوار فوج بن جاتے ہیں اور اگر وہ پیدل ہیں تو شیطان کی پیدل فوج بن جاتے ہیں۔

گیارہواں۔ یہ کہ قرآنی آیات کی اپنی رائے کے ساتھ تفسیر نہ کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ سے کہ جو آنحضرت کے قائم مقام ہیں علیہم السلام صحیح سند کے ساتھ منقول ہے کہ قرآن کی تفسیر کرنا صحیح نہیں مگر اثر صحیح اور نص صریح

سے اور ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص قرآن میں علم کے بغیر کوئی بات کرے تو وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ جہنم کی آگ میں بجھے اور عامر (اہل سنت) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو شخص قرآن کی اپنی رائے سے خود تفسیر کرے پس حق کو پہنچ جائے تب بھی اس نے غلطی کی ہے۔

بارہواں - یہ کہ اخبار و روایات کے فاسد اور قراب و باطل معانی دکرے اور نہ ہی ان میں ٹھنڈے اور تصرفات کرے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں شائع و ذائع ہے ہمیں خدا اپنی پناہ میں رکھے۔

تیسرے ہواں - یہ کہ احکام شرعی میں فتویٰ نہ دے جب کہ وہ فتویٰ دینے کا اہل نہیں ہے اور اس مقام پر سید اجل، ادرع، ازہد، اسعد، قدو العارفین، مصباح المتہجدین صاحب الکرامات الباہرہ ابو القاسم رضی الدین السید ابن طاووس قدس اللہ سرہ و رفع فی الملأ الاعلیٰ ذکرہ۔ نے اپنی گفتگو میں فرمایا میں نے اپنی مصلحت اور بچاؤ اپنی دنیا و آخرت میں یہی سمجھا اور دیکھا کہ احکام شرعی میں فتویٰ دینے سے فائدہ رہوں چونکہ ہمارے علماء فقہاء میں تکالیف مغلیہ کی روایت میں اختلاف پایا ہے اور میں نے اللہ جل جلالہ کا کلام سننا ہے جو اس شخص کے بارے میں کہتا ہے جو تمام خلوق میں سے اس کے ہاں زیادہ عزت و توقیر رکھتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ میں۔

اور اگر بعض باتوں میں ہمارے اوپر نہ کہی بات کی نسبت ویتا تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے گرفت میں لے لیتے الایات، اور اگر فقہ میں میں کتابیں لکھتا کہ میرے

بعد جن پر عمل ہوتا رہتا تو میرے فتوے سے احتراز کرنے اور بچنے میں لغص واقع ہوتا اور صبی آیت کی طرف اشارہ ہوا ہے اس کے خطرے کے ماتحت داخل ہونا ہوتا کیونکہ اللہ جل جلالہ کی جیب یہ تہدید اور دھمکی ہے عزیر و اعلم رسول کے لیے اگر وہ کسی قول کی اس کی طرف غلط نسبت دے تو میری کیا حالت ہوگی جب میں اس کی طرف اس کے کہے بغیر نسبت دوں جل جلالہ اور میں فتویٰ دوں یا کوئی خطایا غلط طور پر تصنیف کر دوں جس دن میں اس کے سامنے پیش ہوں گا انوکھا کلام ایک جس کو سید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔

چودھواں۔ ایسی بات نہ کرے جس سے انبیاء عظام اور اوصیاء کرام کی تنقیص ہوئی ہو جس وقت کہ ائمہ علیہم السلام کے مقامات کی بلندی اور رفعت کو بیان کرنا چاہیے پندرہواں یہ کہ اصول دین کے مسائل میں شبہ ذکر نہ کرے جب انہیں لوگوں کے اذیان سے دور کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو احسن اور زیادہ اچھے بیان کے ذریعہ اور مسلمانوں کے اصول دین کی اساس و بنیاد کو نہ توڑے اور خراب نہ کرے۔

سولہواں۔ یہ کہ نرمی اور رفق استعمال کرے اور نرمی و رفق بہت عظیم اصل و بنیاد تمام امور میں اور حضرت تھرنے جو آخری وصیت کی تھی موسیٰ علیہ السلام کو اس میں تھا کہ کسی کو کسی گناہ کی عار نہ دلا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب امور تین ہیں سخی و کوشش میں میانہ روی اختیار کرنا اور قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دینا اور اللہ کے بندوں کے ساتھ نرمی و رفق سے پیش آنا کوئی شخص کسی کے ساتھ دنیا میں نرمی نہیں برتے گا مگر یہ کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن اس سے نرمی سے پیش آئے گا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا یقیناً یہ دینِ متین دینِ پختہ ہے پس اس میں ترمی کے ساتھ داخل ہو اور اپنے نفس کی طرف اللہ کی عبادت کو مخصوص نہ بنا کیونکہ سفر میں جو وہ گیا ہو اور اس کی سواری ہلاک ہو گئی ہو تو وہ زمین کو قطع و عبور کو سکتا ہے اور نہ سواری کی پشت اس کے پاس ہے کہ جس پر سامان رکھے اور سوار ہو ستر حواں ۔ کہ فاسد و بری اغراض کے لیے کلام کو طول نہ دے اور اغراضِ شنیعہ کو چھوڑ دے ۔

اٹھار حواں ۔ مناسب ہے کہ مصائب کے ذکر کرتے میں خصوصاً محرم کے دنوں کے علاوہ رعایت کرے کہ ایسی چیزیں بیان نہ کرے جو دلوں کو قسوی و سخت کرتی ہیں اور ان سخت مصائب کو آسان نہ سمجھے مثلاً در و ناک مشکل اور گر انبار مصائب پڑھنا جو سے عورت فاضل مؤرخ متبر میرزا ابادی خراسانی بخفی ایہ اللہ سے کہا میں نے عالم خواب میں دیکھا گو یا میں امیر المومنین علیہ السلام کے صحن میں ہوں اس کے ایک حجرہ میں جب کہ تمام ائمہ علیہم السلام یا ان میں سے اکثر وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اہل منبر میں سے ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ مجلس پڑھ رہا ہے اور ائمہ سن رہے ہیں یہاں تک کہ جب اپنے اس قول تک پہنچا کہ شمر نے جناب سیکنے سے کہا (معاذ اللہ) اے خادجی کا بیٹی تو میں نے دیکھا کہ اس کی اس گفتگو سے امیر المومنین علیہ السلام کی طبیعت کٹھ رہی ہے اور آپ سخت متعصب ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک پر بغیر و ترشی کے آثار نمایاں ہوئے ہیں جب میں نے دیکھا تو میں نے اس پڑھنے والے شخص کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جا کیاد بکھتے ہیں ہوا امیر المومنین علیہ السلام کہ ان کی سماعت مبارک و مقدس پر کیا اثر پڑ رہا ہے تو مجھ سے امیر المومنین نے کہا جو کچھ نونے کھل کھاتا وہ بھی اس سے کم نہیں تھا تب مجھے یاد آیا کہ میں نے حضرت



ابراہیم علیہ السلام کے سر کی مصیبت پڑھی تھی کہ اسے گھوڑے کے سینہ کے ٹکایا گیا تھا تو میں آنجناب کی خدمت میں معذرت کی اور توبہ کی۔

انیسواں۔ یہ کہ امر بالمعروف اور نہی ازمنکر کرے نبی اکرمؐ نے فرمایا جب میری امت میں بدعتیں ظاہر ہوں تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے ورنہ اس پر اللہ کی ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اور روایت ہے کہ امیر المومنینؑ نے خطبہ پڑھا پس اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا ابعد تم سے پہلے لوگ جو ہلاک ہوئے ہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جب وہ گناہ کرتے تھے تو اللہ والے عابد و زاہد اور احبار و علماء انہیں اس سے روکتے تھے اور یہ کہ جب وہ اپنے ہو جاتے ہیں گناہوں میں اور ریائیوں اور احبار و علماء انہیں اس سے منع نہیں کرتے تو ان پر عقوبتیں اور عذاب نازل ہوتے ہیں پس امر بالمعروف اور نہی ازمنکر کرو اور جان لو کہ امر بالمعروف و نہی ازمنکر کبھی اجل و مروت کو قریب لے آتے ہیں اور نہ ہی ہرگز رزق کو منقطع کرتے ہیں اور آسمان سے زمین کی طرف اترا ہے مثل بارش کے قطروں کے ہر نفس کے لیے جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے زیادہ یا کم

اور شیخ کبیری وغیرہ نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ اللہ عز و جل نے دو فرشتوں کو ایک شہر والوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس شہر کو اس کے رہنے والوں پر ملامت دیں جب وہ فرشتے شہر تک پہنچے تو انہوں نے ایک شہر کو پایا کہ وہ خدا سے دعا اور تفرع و زاری کر رہا ہے تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کیا اس دعا کرنے والے کو دیکھتے نہیں ہو تو اس نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے لیکن جو کچھ میرے پورے دیگار نے حکم دیا ہے اس کو کر گزرو تو

تو پہلا فرشتہ کہنے لگے میں کوئی کام نہیں کرتا جب تک اپنے پروردگار سے مراجعہ نہ کروں پس وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف لوٹ گیا اور عرض کیا اے پروردگار میں شہر میں پہنچا تو میں نے تیرے غلام بندے کو دھاکرتے اور تیری یادگاہ میں تفرغ و زاری کرتے دیکھا تو ارشاد ہوتا ہے کام کو کر و جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے کیونکہ اس شخص کا پہرہ بھی میری دبر سے غیض و غضب میں متغیر نہیں ہوا اور حضرت رخصا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کہا کرتے تھے بیسیری امت امر بالمعروف اور نہی ازمنکر کا معاملہ ایک دوسرے پر ڈالے گی تو اللہ تعالیٰ سے جنگ کے لیے انہیں تیار ہونا چاہیے (یا اللہ کی طرف سے مذاب کے نزول کے لیے تیار ہونا چاہیے)۔

اور ابو عبد اللہ صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا ایک بزرگ عمر رسیدہ عبادت گزار تھا جو نبی اسرائیل میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اس اثنا میں کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنی عبادت میں تھا کہ اچانک اس نے دو چھوٹے بچوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایک مرغ یا کچڑا کھا ہے۔

اور وہ اس کے پردوں کو کھینچ رہے ہیں وہ اپنی عبادت ہی کی طرف متوجہ رہا اور انہیں اس کام سے منع نہ کیا تو اللہ نے زمین کی طرف وحی کی کہ میرے اس بندہ کو اپنے اندر نگل لے پس زمین نے اسے نگل لیا پس وہ درودن جو کہ سمندر کے وسط میں ایک جگہ ہے ہمیشہ ہمیشہ اور رہتی دنیا تک نیچے چلا جا رہا ہے۔

اور انہیں خباب علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے کہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب کہ تمہاری عورتیں

نافد و خراب ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق ویلے دین ہو جائیں گے اور تم نیک کاموں کا حکم نہیں دو گے اور برے کاموں سے منع نہیں کرو گے تو آپ سے عرض کیا گیا تو کیا ایسا ہو کے رہے گا اے اللہ کے رسول فرمایا بلکہ اس سے بھی زیادہ برا ہو گا پس کیا حال ہو گا تمہارا جب کہ تم بری چیزوں کا حکم دو گے اور اچھی چیزوں سے منع کرو گے پس آپ سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ایسا بھی ہو گا فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی برا ہو گا پس تمہاری کیا حالت ہوگی اس وقت کہ جب تم اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا سمجھو گے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہمیشہ لوگ خیر و خوبی میں رہیں گے جب تک امر بل معروف اور نہی ازمنکر کرتے رہے اور نیکی پر ایک ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہے جب ایسا نہیں کریں گے تو میں ان سے برکات چھین لوں گا اور بعض دوسرے بعض پر مسلط ہو جائیں گے اور زمین و آسمان میں ان کا کوئی نام و مددگار نہیں ہوگا۔

بلیسواں - ایسی بات نہ کرے کہ جو ابو عبد اللہ احسین اور ان کے اہل بیت مکرم و محترم علیہم السلام کی ذلت کا باعث ہو کیونکہ آپ اہل نبیّت مجتبیٰ کے سردار تھے کہ جنہوں نے لوگوں کو تلواروں کے سائے میں مرنا ذلت و خواری پر اختیار کرنا سکھایا اور بلند آواز میں ماثور کے دن پکار کر کہا خبردار یاد رکھو کہ دعی ابن دعی (غلط بات کی طرف منسوب جو غلط باپ کی طرف منسوب کا بیٹا تھا) نے دو چیزوں پر ڈٹ گیا ہے تلوار سے جنگ کرنے اور ذلت کے درمیان لیکن ذلت کو قبول کرنا ہم سے کوسوں دور ہے خدا، اس کا رسول اور مومنین ہم سے اس کا انکار چاہتے ہیں۔

اور ہمارے شیخ و بزرگ محدث متبحر حاج مرزا حسین نوری نور اللہ مرقدہ نے  
 دارالسلام میں ذکر کیا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس پڑھنے والے سید نے  
 عالم خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگ دشت و دشت  
 میں ہر شخص کو اپنی لگی ہوئی ہے اور موکل فرشتے لوگوں کے حساب و کتاب کی طرف  
 لے جا رہے ہیں ہر ایک کے ساتھ سائق و شہید (ہانکنے والا اور گواہی دینے والا)  
 یہاں تک کہ کہا۔ پس ہمیں موقف حساب کی طرف ہانک کر لے گئے اچانک ایک  
 بہت اونچا منبر ہے کہ جس کے بہت سے تریبے اور دریچے ہیں اس کی چوٹی پر  
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور اس کی پہلی سیڑھی پر خاتم الوحیین علیہ السلام  
 ہیں اور وہ لوگوں کے حساب کتاب میں مشغول ہیں اور لوگ آپ کے سامنے صف  
 بستہ کھڑے ہیں یہاں تک کہ معاملہ مجھ تک پہنچا پس مجھے سرزنش کرتے ہوئے خطاب  
 کرتے ہوئے فرمایا تو نے کیوں میرے عزیز بیٹے حسین علیہ السلام کے تذلل کو کیوں  
 ذکر کیا اور ان کی طرف ذلت کی نسبت کیوں دی ہے تو میں آپ کے جواب میں  
 پریشان ہو گیا اور مجھے کوئی حیلہ نظر نہ آیا مگر انکار کرتے گا میں نے انکار کر  
 دیا تو گویا میرے بازو پر کسی چیز سے درد عسوس ہوا گویا وہ منع تھی کہ جو اس  
 میں داخل کی گئی پس میں اپنے پہلو کی طرف ملتفت ہوا تو میں نے ایک شخص کو  
 دیکھا کہ جس کے ہاتھ میں ایک طومار ہے جو اس نے مجھے دیا میں نے اسے کھولا تو  
 اس میں میری جمالی کی تصویر کشی ہے اور ان چیزوں کی تفصیل تھی جو مختلف مجالس  
 میں ذکر کی تھیں ہر ایک جگہ اور وقت کی تفصیل تھی اور اس میں وہ کچھ بھی تھا  
 جس کا آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا اور میں نے اس کا انکار کیا تھا آخر خواب  
 تک جو ہولناک تھا کہ جس کی وجہ سے سید نے اپنا یہ شغل چھوڑ دیا اور شیخ نے

روایت کی ہے کہ سید عمیری اور جعفر بن عرفان طائی کسی جگہ اکٹھے ہوئے تو سید نے اس سے کہا دائے ہو تم پر آل محمد علیہم السلام کے بارے میں کہتے ہو۔  
 ما بال یدیتکھ تعزب لفقہ عوذتیا بکم من ارذل الاثواب  
 کیا حالت ہے آپ کے گردوں کی کہ ان کی پھت خراب ہو گئی ہے اور آپ کا لباس  
 پست ترین لباس ہے۔

جعفر نے کہا اس میں کون سی خرابی آپ کو نظر آئی ہے تو سید نے اس سے کہا  
 کہ جب تم اچھی طرح سے ان کی مدح و ستائش نہیں کر سکتے تو خاموش رہو کیا آل محمد  
 علیہم السلام کی اس طرح تعریف کی جاتی ہے لیکن میں تمہیں معذور سمجھتا ہوں چونکہ  
 تمہاری طبیعت دمزاح اور علم و مقام پر ہی ہے اور میں نے ان کے بارے میں  
 کہا کہ جو تیری مدح میں جو ان کے لیے تنگ و عار ہے اسے مٹا دیا ہے۔

اقسم باللہ و آیاتہ والمرء عما قال مستول عن ان علی بن  
 ابی طالب علی التقی والبرمجبول عکان اذا العرب مزقها القناوا حجت  
 عنہا البہالیل یمشی الی القرن وفی کفہ عابض ماضی الحد معقول  
 مشی العفرتابین اشبالہ ابرزہ للقتض الغیل عذک الذی سلمہ فی  
 لیلة ععلیہ میکال وجبریل میکال فی الف وجبریل فی عالف وتلوہم سرائیل  
 لیلة بدرد انزلوا کانہم طبرابا بیل ع میں اللہ اور اس کی آیات کی قسم کھاتا  
 ہوں اور انسان جو کچھ کہتا ہے اس کا جواب دہ اور ذمہ دار ہے بیشک علی بن ابی  
 طالب تقویٰ اور نیکی پر خلق ہوئے ہیں، جنگ کو جب تیزے چہرتے ہیں اور اس سے  
 شجاع و بہادر چہچہہ ملتے ہیں تو یہ مد مقابل کی طرف بڑھتے ہیں جب کہ ان کے  
 ہاتھ میں چکدار تیز و حار صقل شدہ تلوار ہوتی ہے، چلتا ہے شیر اپنے بچوں کے

درمیان کر جسے بیشہ نے شکار کی طرف نکالا ہو، یہ وہ ہیں کہ شب ہجرت جہنم میکاٹیل  
وجہرائیل نے آکر سلام کیا، میکاٹیل نے ہزار فرشتوں کے ساتھ اور جبرائیل نے بھی  
ہزار فرشتوں کے ساتھ، اور جنگ بدر کی رات بطور امداد نازل ہوئے گویا وہ ابابیل  
پر بندے تھے۔

ان کی شان میں اس طرح کہا جاتا ہے اے جعفر اور تیرے جیسے اشعار خمیس  
اور صفت دکنور لوگوں کے لیے کئے جاتے ہیں پس جعفر نے سید کے سر کا بوسہ لیا  
اور کہا آپ خدا کی قسم اس فن کے سر ہیں اے ابو ہاشم اور ہم دم ہیں۔  
یہاں تک کہ ختم ہوا جو مقصود تھا اس رسالہ شریف سے اور یہ گیارہ زلیقہ  
حرام ۱۳۴۲ھ تیرہ مویالیس ہجری کی بات ہے اور وہ ہمارے مولانا آغا ابوالحسن  
علی بن موسیٰ رضا صلوات اللہ علیہ کی ولادت کا دن ہے ان کی قبر مبارک کے حوازیں۔  
اس کا ترجمہ تاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز پیر  
آٹھ بجے شب بر مکان سیٹھ نواز شمس علی سیٹھ برادرزادہ ای ماڈل ٹاؤن لاہور  
اور یہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت کا دن ہے جیسے بر تقیہ  
سید صفہ رحیم نجفی فرزند سید غلام سرور نقوی مرحوم کے ہاتھوں الحمد للہ  
اولاد آخر الادب علی محمد وآلہ





# فہرست کتب



## ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ جنگ

<p>زنگانی حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا</p> <p>از آقائے آیت اللہ مستغیب</p>	<p>(جاس)</p> <p>مفتاح الجنتہ : از آقائے مقدس زنجانی</p>
<p>زنگانی حضرت زینب سلام اللہ علیہا</p> <p>از آقائے آیت اللہ مستغیب</p>	<p>(جاس)</p> <p>انوار خمسہ : از آقائے مقدس زنجانی</p>
<p>ملاقات بہ امام زمان علیہ السلام</p> <p>از آقائے حسن اطمی</p>	<p>۲ جلدیں</p> <p>ریاض القدس : از آقائے صدر الدین قزوینی</p>
<p>پردہ از روح</p> <p>از آقائے حسن اطمی</p>	<p>۲ جلدیں</p> <p>معالی السبطین : از آقائے محمد مہدی مازندرانی</p>
<p>علی فی القرآن</p> <p>مؤلفہ آقائے صادق حسینی شیرازی</p>	<p>۲ جلدیں</p> <p>الدمعۃ اکساکبہ : از آقائے محمد باقر مدنی</p>
<p>مہدی فی القرآن</p> <p>مؤلفہ آقائے صادق حسینی شیرازی</p>	<p>از آقائے سید محمد حسن قزوینی</p> <p>ریاض الاحزان</p>
<p>مہدی موعود امام زمانہ</p> <p>از آیت اللہ مستغیب</p>	<p>از آقائے شیخ عباس قمی</p> <p>نفس المہموم</p>
<p>جزیرۃ خضراء</p> <p>مؤلفہ آقائے ناجی البخاری</p>	<p>سلام اللہ علیہا</p> <p>انوار زہرا : مؤلفہ آقائے سید حسن اطمی</p>
<p>حالم عجیب ارواح</p> <p>از آقائے حسن اطمی</p>	<p>از آقائے آیت اللہ مستغیب</p> <p>سید الشہداء</p>

ملنے کا پتہ:

افتخار بک ڈپور جسٹر ڈ اسلام پورہ لاہور فون: 7223686

